مع اضافہ ابن خلدون کی عظمت اور علمائے یورپ

آسان بامحاورہ جدید ترجمہ اضافہ وعنوانات اور حواشی کے ساتھ

تاریخ ابنِ خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدون

روئے زمین کے تمام خطوں سے متعلق مختلف النوع مباحث، نشو وارتقاء، عمرانیات، تہذیب وتمدن، سلطنت وریاست، برّی وبحری تسخیر کائنات، معاشیات، اور دنیا کے تمام بنیادی علوم کی تاریخ وحقائق اور دیگر بے شمار تحقیقات پر مشتمل کتاب

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

تاریخ ابنِ خلدون

تاریخ ابنِ خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدون

جلد ۸

دوازدہم

۳۵۰ھ سے ۸۰۰ھ تک عرب حکمرانوں کے طبقات وعرب قبائل اور حکومتوں کا ذکر

ترجمہ جدید، اضافہ حواشی

مولانا محمد اصغر مغل
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : دسمبر ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : 408 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿........ ملنے کے پتے ....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121, HALLIWELL ROAD
BOLTON , BL1-3NE

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

تاریخ ابن خلدون

جلد ہشتم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بربر قبائل کے زناتہ اور ان کی اقوام کے

غلبہ اور نئی و پرانی حکومتوں کے پے در پے آنے کے متعلق حالات

یہ قوم بلاد مغرب میں جانی پہچانی اور صاحب اثر قوم ہے۔ یہ لوگ اس زمانے تک طرز سکونت میں عربوں کے شعار و طریقہ کار کو لازم پکڑتے رہے ہیں۔ جیسے خیموں میں سکونت، گھوڑوں، اونٹوں پر سواری، زمین پر غلبہ حاصل کرنا، دونوں طرح کے سفروں میں انس برقرار رکھنا، بستیوں سے لوگوں کو اٹھالینا، خادموں کو خدمت کے واسطے فرمانبردار بنانا ایسی عادات ہیں جو عربوں کا شعار و علامت سمجھی جاتی ہیں۔ جبکہ بربریوں کا شعار ان کی اپنی زبان ہے جس سے وہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔ یہ زبان اپنی نوع میں دیگر بربری زبانوں اور مواطن افریقہ میں مشہور و معروف ہے۔ ان لوگوں میں سے بعض غدامس اور سوس اقصیٰ کے وسطی علاقے تخیل میں فروکش ہیں یہاں تک کہ ان بیابان صحراؤں کے باسی عوام بھی انہی سے تعلق رکھتے ہیں ان میں سے ایک قوم طرابلس کے ٹیلہ نما پہاڑوں اور افریقہ کے مضافات میں آباد ہے۔ اور ان کے باقی ماندہ لوگ اسی زمانے میں جبل اور اس میں ہلالی عربوں کے ہمراہ آباد ہو گئے ہیں۔ ان کی حکومت کے ماتحت ہیں اور ان کی اکثریت مغرب اوسط میں آباد ہے۔ حتیٰ کہ مغرب اوسط انہی سے معروف و مشہور ہے اور اسی علاقے کو زناتہ کا وطن کہا جاتا ہے۔ اور ان کے علاوہ دوسری قومیں اقصائے مغرب میں رہتی ہیں اور مغربی لوگوں میں صاحب حکومت شمار کیے جاتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں کچھ دیگر حکومتوں کا بھی وہاں تسلط تھا لیکن زیادہ تر رسم و رواج اور اقتدار انہی کے قبائل میں باری باری آتا رہا۔

زناتہ کی نسبت باہمی اختلاف اور قبائل کے متعلق دیگر حالات:..... بربریوں کے متعلق نسابوں کے درمیان کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ اس لئے کہ وہ شانا کی اولاد سے ہیں چونکہ شانا کے متعلق ابو محمد بن حزم نے اپنی ایک کتاب ''الجمہرۃ'' میں بعض کا قول نقل کیا ہے کہ وہ جانا بن یحییٰ بن صولات بن ورماک بن ضری بن رحتک بن مادغیس بن بربر ہے۔

ایوب بن یزید کی رائے:..... اسی طرح کتاب ''الجمہرۃ'' میں رقم طراز ہیں کہ یاسف الوراق نے ایوب بن یزید سے مجھے ذکر کیا ہے کہ جب وہ ناصر کے زمانے میں اپنے باپ کی طرف قرطبہ آیا تھا آیا کہ وہ جانا بن یحییٰ بن صولات بن ورساک بن ضری بن مقبو بوقروال بن یملا بن مادغیس بن زجیک بن ہمرحق بن کراد بن زلیغ بن ہزیک بن برابر، بربر بن کنعان بن حام ہے۔ اس خیال کا تذکرہ ابن حزم نے کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مادغیس بربر سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اس سے پہلے ہم کسی قدر اختلاف کو بیان کر چکے ہیں اور منقول شدہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ ابن حزم با اعتماد آدمی ہیں لیکن زناتہ کے ابن ابی زید (ان کے عظماء میں شمار ہوتے ہیں) سے جو کچھ منقول ہے اس کی بنیاد پر بربریوں کو صرف برنس کی نسل سے قرار دیا جا سکتا ہے

البتر کی اصل:..... البتر مادغیس الابتر کے بیٹے ہیں اور بربریوں میں سے نہیں ہیں۔ اس سے پہلے سے ہم تذکرہ کر چکے ہیں زناتہ کا تعلق ان سے ہے۔ لیکن بربریوں کے بھائیوں میں ان کا شمار ضرور ہوتا ہے۔ کیوں کہ ان سب کا جد اعلیٰ کنعان بن حام ہے۔

زناتہ کے نسب کے متعلق مختلف روایات:..... ابو محمد بن قتیبہ سے منقول ہے کہ زناتہ جالود کی اولاد میں سے ہیں جبکہ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ زناتہ، شعبان ابن یحییٰ بن ضریس بن جالود ہے۔ اور جالود، ونور (دونوں) بن ہرتیل بن جدیلان بن جاد بن ردیلان بن حصی باد بن زجیک بن مادغیس الابتر بن قیس بن عیلان ہے۔ اور اسی سے ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ وہ جالوت بن جالود بن دیال قحطان بن فارس ہے (اور فارس

سے مراد مشہور ان کا جد اعلیٰ ہے) اور ایک روایت میں ہے وہ جالوت بن ھوبال بن بالود بن دیال بن برنس بن سفک ہے اور سفک تمام بربریوں کا جد اعلیٰ ہے۔

زناتہ کے بعض نسب شناسوں کا خیال:......جبکہ زناتہ کے اپنے نسابوں کا گمان ہے کہ یہ لوگ یمن کے قبیلے حمیر سے ہیں اور پھر بعض لوگ تابعہ میں سے ہیں۔ جبکہ بعض انہیں عمالقہ میں سے شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عمالقہ میں سے ہے اور ان کا جد ہے۔ لیکن قابل تحقیق بات وہی ہے جو ابو محمد بن حزم نے بیان کیا ہے۔ اور اس کے مابعد والا محل اشکال ہے اور باطل ہے۔

وجہ ابطال:......سو پہلی روایت جو کہ ابو محمد بن قتیبہ سے بیان کی ہے اسمیں خدا واقع ہوا ہے اور ایک دوسرے نسبوں میں تداخل ہو گیا ہے۔

مادغیس کا نسب:......بہرحال رہا مادغیس کا نسب سو وہ قیس عیلان تک بیان کیا گیا ہے۔ ان کے بارے میں بربریوں کے نسب کے تذکرے میں قدرے ذکر ہو چکا ہے اور قیس کے بیٹے نسابوں کے ہاں مشہور و معروف ہیں۔

جالوت کا نسب:......جالوت کا نسب جیسے قیس تک بیان کیا گیا ہے یہ قیاس سے بعید بات ہے۔ چونکہ معر بن عدنان (خامس) قیس کے آباء واجداد میں سے ہے جو کہ بخت نصر کا معاصر تھا (اسکا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں)

بخت نصر، قیس اور داؤد علیہ السلام کے درمیان مدت کا تقابلی جائزہ:......بخت نصر نے جب عربوں پر غلبہ پالیا تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے پیغمبر ارمیا کی طرف وحی بھیجی کہ وہ معر کو قید سے رہائی دلائیں اور اپنے ہمراہ اپنے علاقے میں لے چلیں۔ بخت نصر، حضرت داؤد علیہ السلام کے چار سو سال بعد آیا ہے اس نے بیت المقدس کو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے تعمیر کرنے کے بعد تقریباً اتنی ہی مدت میں تباہ کر دیا تھا۔ اسی حساب کے اعتبار سے حضرت داؤد علیہ السلام سے معر موخر ہیں۔ اور اسکا بیٹا قیس پنجم حضرت داؤد علیہ السلام سے اس سے بھی زیادہ عرصہ متاخر ہے۔ لہٰذا جالوت (جو کہ قیس کے بیٹوں میں سے ہے) داؤد علیہ السلام سے اور بھی زیادہ متاخر ہوگا یہ بات کس طرح صحیح ہو سکتی ہے جبکہ نص قرآنی سے ثابت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ہی جالوت کو قتل کیا تھا۔

ایک اور غلطی کا ازالہ:......جالوت کو بربریوں کے نسب میں سے شمار کرنا کہ وہ مادغیس یا سفک کی اولادوں میں ہے یہ ایک غلط بات ہے۔ اسی طرح اسے عمالقہ کی طرف بھی منسوب کرنا غلط ہے۔ حق بات یہ ہے کہ جالوت، فلسطین بن کسلوحیم بن مصرایم بن حام (نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے) کے بیٹوں میں سے ہے۔ اور یہ لوگ قبط، بربر، حبشہ اور نوبہ کے بھائیوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

فلسطینی اور کنعانی قوم کی ہلاکت:......مذکورہ بالا بنو فلسطین اور اسرائیل کے درمیان بہت ساری جنگیں ہوتی تھیں اور شام میں ان کے کافی تعداد میں بھائی بھی تھے۔ اسی طرح کنعان کی دوسری اولاد بھی کثرت سے ان کے ساتھ مشابہت رکھتی تھی۔ اس زمانے میں فلسطینی اور کنعانی قوم بمعہ اپنے قبائل کے ہلاک ہو چکے تھے۔ اور بربریوں کے علاوہ کوئی اور نہ بچا تھا۔ اور فلسطین کا نام بھی اسی وطن سے مخصوص ہو گیا۔ اسی وجہ سے جالوت کے تذکرہ کے ساتھ بربریوں کا نام سننے والے نے یہ گمان کر لیا کہ جالوت بربریوں میں سے تھا جبکہ یہ گمان حقیقت کے سراسر خلاف ہے۔

زناتہ کے نسابوں کا وہم:......حافظ ابو عمرو بن عبدالبر اور حافظ ابو محمد بن حزم نے زناتہ کے حمیر میں ہونے سے انکار کیا ہے۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ بربری طرف حمیر کے آنے کا تذکرہ تخصیصی مورخین کی افواہیں ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ بربر قوم حمیر کا خراج وغیرہ اکٹھا کرتے تھے تو محض اپنی بڑائی ظاہر کرنے کیلئے ان کی طرف منسوب کر دیا، وہم ہے۔

وہم کی وجہ اور اسکا ازالہ:......چونکہ بربریوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو عصبیت میں آ کر زناتہ سے مقابلہ کیا کرتے تھے۔ مزاج میں ان سے زیادہ سخت پسند تھے جیسے یہ بات ہوارہ اور مکناسہ میں بھی پائی جاتی ہے، نیز کتامہ اور صنہاجہ کی طرح ان لوگوں میں سے بھی بعض نے عربوں کی حکومت پر قبضہ جما لیا تھا۔ لیکن بعد میں ایک عرصہ تک مصامدہ جیسے قبیلوں نے صنہاجہ کے ہاتھوں سے حکومت چھین لی تھی۔ اب یہ تمام قبائل زناتہ سے بہت زیادہ طاقتور اور زیادہ جمعیت والے تھے۔ پھر یہ لوگ اپنی فناء کے ساتھ ساتھ ہی مغلوب ہو گئے اور تاوان ادا کرنے لگے اس زمانے میں بربری تاوان ادا کرتے

والوں میں شمار ہوتے تھے۔

زناتہ کی نسبت مضر کی طرف:......زناتہ اپنی غیرت میں آ کر اس بدنامی سے فرار ہوئے اور عربی نسب جو کہ خالص نسب ہے انہیں دلچسپی لینے لگے چونکہ انبیاء کی بعثت بھی وقتاً فوقتاً انہیں ہوتی رہی ہے۔اس لئے ان میں داخل ہونے کو اچھا سمجھا خاص طور پر مضر کے نسب میں داخل ہونے کو بہتر خیال کیا چونکہ اسماعیل بن ابراھیم بن نوح بن شیث بن آدم (یعنی پانچ انبیاء کرام) کی اولاد میں سے ہیں۔لیکن عجیب بات یہ بھی کہ بربری جب حاکم کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو ان میں یہ فضیلت نہیں پائی جاتی حالانکہ وہ بھی ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں چونکہ بنی نوع انسان کے وہ تیسرے باپ ہیں اور اس دور کی اکثر اقوام آپ کی نسل سے تعلق رکھتی ہیں۔اور بہت کم لوگ آپ علیہ السلام کے نسب سے خارج ہوتے ہیں۔حالانکہ بیابانوں میں الگ تھلگ رہنے کی وجہ سے عربوں میں بھی مخلوق کی مذموم عادات سے وحشت اور بچاؤ کا جذبہ پایا جاتا ہے۔

قبائل کا واضح امتیاز:......سوز ناتہ کو اپنا نسب اچھا معلوم ہوا اور ان کے نسابوں نے اسے خوب مزین کر کے ان کے سامنے پیش کیا حالانکہ یہ حقیقت کے سراسر خلاف ہے۔اور نسب عامہ کے لحاظ سے بھی ان کا بربر ہونا ان کی عزت وغلبہ پاشی کی علامت کے منافی نہیں ہے۔چونکہ بہت سارے بربری قبیلے ان ہی جیسے ہیں۔اسی طرح مخلوق، بہت ساری عادات واخلاق میں مختلف ہیں حالانکہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں پھر آدم کے بعد نوح علیہ السلام آئے ہیں۔ اسی طرح عربوں کے قبائل بھی آپس میں واضح امتیاز رکھتے ہیں حالانکہ وہ بھی سام کی اولاد میں سے ہیں اور اسماعیل علیہ السلام بعد میں تشریف لائے ہیں۔

نسب میں تعداد انبیاء اور بربریوں کی وجہ ذلت:......متعدد انبیاء کرام کا نسب میں آنا من جانب اللہ فضیلت کی بات ہے جسے چاہے عطا کرے۔جب احوال پلٹا کھاتے ہیں تو نسبی شرافت کسی کیلئے بھی سودمند نہیں ہوتی۔اسی طرح جب نسب میں اشتراک پیدا کر لیا جائے تب بھی کچھ نقصان نہیں ہوتا۔بربریوں کو جو ذلت کا سامنا کرنا پڑا وہ ان کی قلت تعداد اور ان کے حکمران اقوام کے ہلاک ہو جانے کی وجہ سے۔چونکہ یہ لوگ حکومت وعیاشی کی راہوں میں گامزن ہو کر لقمہ اجل بن گئے۔وگرنہ انہیں کثرت، غلبہ اور دولت حکومت حاصل ہی تھی۔

زناتہ قوم کا شامی عمالقہ قوم سے ہونا:......یہ کہنا کہ زناتہ شامی عمالقہ سے ہیں، مرجوح قول ہے اور حقیقت سے کوسوں دور ہے، چونکہ شام میں رہنے والے عمالقہ دو قسم پر ہیں۔

عمالقہ کی پہلی قسم:......ایک قسم عمالقہ عیصو بن اسحاق کی اولاد میں سے ہیں۔اور انہیں کوئی اکثریت حاصل نہیں ہے اور نہ ہی حکومت ان کے تعدد میں آسکتی۔اور یہ بھی ان کے متعلق منقول نہیں کہ ان میں سے کوئی مغرب کی طرف گیا ہو۔یہ کہ وہ اپنی اقوام کی ہلاکت کی وجہ سے دبے کے دبے رہ گئے۔

عمالقہ کی دوسری قسم:......عمالقہ کی دوسری قسم ہے وہ ہے جو بنی اسرائیل سے شام میں صاحب حکومت تھے پھر بعد میں بنی اسرائیل نے ان پر غلبہ پا کر شام وحجاز کے بعض علاقوں پر اپنی حکومت قائم کر لی۔اور ان لوگوں کو تہہ تیغ کیا۔لہٰذا زناتہ ان ہلاک شدہ عمالقہ میں سے کیسے ہو سکتے ہیں۔اگر یہ بات کہی جائے تو اس میں شک واقع ہو جاتا ہے اور یہ بھی عادت سلیمہ کے خلاف۔(واللہ اعلم بالصواب۔)

زناتہ کے قبائل وخاندان:......زناتہ کے قبائل اور بطون بے شمار ہیں۔اب ہم انہیں سے چند مشہور مشہور قبائل کا تذکرہ کریں گے۔واضح رہے کہ زناتہ کے نساب اس بات پر متفق ہیں کہ ان کے تمام خاندان جانا کے تین بیٹوں کی طرف راجع ہوتے ہیں۔اور وہ ورسیک، فرنی اور اور الذیرت ہیں۔ زناتہ کی کتب انساب میں ایسے ہی لکھا ہوا ہے۔

ورسیک کے بیٹے:......ابومحمد بن حزم زینی کتاب ''الجمھرہ'' میں ورسیک کے بیٹوں کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ ان نسابوں کے ہاں وہ مسارت، رغائی اور واشروجن ہیں۔اور واشروجن سے واریعین بن واشروجن ہے۔ابومحمد کہتے ہیں ورسیک کے بیٹے مسارت، تاجرت اور ورسین ہیں۔

فرنی بن جانا کے بیٹے:......زناتہ کے نسابوں کے نزدیک فرنی بن جانا کے بیٹے، یزفرتن، مرنجیعہ، ورکلہ، نمالہ اور سبزترہ ہیں۔لیکن ابومحمد نے اپنی کتاب میں سبزترہ کا ذکر نہیں کیا۔اور باقی چاروں کا ذکر کیا ہے۔

الدریت بن جانا کے بیٹے:......زناتہ کے نسابوں کے خیال کے مطابق الدریت بن جانا کا بیٹا جراؤ بن الدریت ہے لیکن ابن حزم نے اسکا ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے الدریت کے تذکرہ میں صرف اتنا کیا ہے کہ اس کے قبائل میں سے بنو ورسیک بن الدریت بھی ہیں اور یہ دو بطن (وقر بن ورسیک اور زاکیا بن ورسیک) ہیں۔ ابن حزم کہتے ہیں کہ وقر لقب ہے اور اس کا نام الغانا ہے۔

زاکیا کے بیٹے:......ابن حزم کہتے کہ زاکیا کے بیٹوں میں سے بنو مغراؤ، بنو یفرن اور بنو واسین ہیں ان کا کہنا ہے کہ ان کی ماں واسین، مغراؤ کی ماں کی مملوکہ تھی اور یہ بنو یصلتن بن مسرا بن زاکیا اور یزید کا تیسرا حصہ ہیں اور ان میں زناتہ کے نساب مغراؤ کے بھائی ریزیان بن یلتن، یفرن اور واسین ہیں لیکن ابن حزم نے واسین کا ذکر نہیں کیا۔

دمّر کے بیٹے:......ابن جزم کہتے ہیں کہ دمر، ورنید بن واتن بن واردیرن بن دمر ہیں۔ انھوں نے بنو دمر کے ساتھ قبائل کا تذکرہ کیا ہے۔ اور وہ غرزول، لقورہ اور ورتا تین ہیں۔ اور یہ تینوں دمرّ، برزال، یصدر بن صغمان، اور یطوفت کے نسب کے ساتھ خاص ہیں۔ ابن حزم نے سے تحریر شدہ املاء میں سے ہے۔

اباضیہ اور سفیہ کے بطون:......ابن حزم کہتے ہیں کہ ابوبکر بکی عبادت گزار آدمی تھا اور اپنے عوام کے انساب سے باخوبی واقف تھا۔ ابن حزم کا خیال کہ بنو واسین اور بنو برزال اباضیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ نیز بنی یفرن اور مغراوہ سنیہ ہیں۔ لیکن سابق بن سلیمان مطماطی، ہانی بن صدور الکومی اور کھلان بنا بولوا جیسے بربری نسابوں کے نزدیک بنو ورسیک بن الدریت بن جانا تین بطن ہیں جو کہ بنو دمّر اور آنشہ میں مقیم ہیں یہ بات ان کی کتب میں مذکور ہے۔

بنو آنش و بنو سین:......نیز بنو آنش، اور ان کے باقی بطون تمام کے تمام بنو واردیرن بن وارسیک ہیں اور زاکیا سے تین بطون مغروہ، بنو یفرن ریزنان ہیں۔ اسی طرح بنو واسین سب کے سب بنو یصلتن بن مسرا بن زاکیا ہیں۔ زاکیا بن واردیرن سے چار بطون ہوئے ہیں وہ مغراوہ، بنو یفرن بنو یزنیان اور بنو واسین یہ سب بنو یصلتن سے ہیں۔

آنش کے چار بطون:......اسی طرح آنش بن واردیرن کے چار بطون ہیں بنو یرنال، بنو یصدورین بنو یطوفت اور بنو صقمان یہ سارے کے سارے بنو آنش بن واردیرن میں۔

دمر بن واردیرن کے تین بطون:...... اور دمر بن واردیرن سے تین بطن بنو لغورت، بنو غرورل اور بنو ورتا ہین یہ تمام کے تمام بنو تید بن دمر ہیں۔ یہ بات بربری نسابوں سے ذکر کی جاتی ہے لیکن ابن حزم کے بیان کے خلاف ہے۔ مگر زناتہ کے دوسرے نساب بھی یہ بات اسی طرح سے قارزاز کے باشندے ہیں جو کہ مکناسہ، سجاسن، ربعان، تحلیلہ، قیسات واغمرت ہتیفراض، وجدیجن، بنو یلومی، بنو وانوا اور بنو توجین کے قریب ہے۔ بنو توجین بلا شک وشبہ کے ظاہری میں بنو واسین کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

ان کے بعض حضرات کا کہنا ہے کہ، وجدیجن اور واغمرت برانس میں سے ہیں۔ جو کہ بربر کا ایک بطن ہے۔ (اسکا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں ابن عبدالحکیم نے اپنی کتاب "فتح قصر" میں ذکر کیا ہے کہ خالد بن حمید زناتی، زناتہ کے بطن ہتورہ میں سے ہے۔ ہم بھی ہی رائے رکھتے ہیں۔ یہ زناتہ کے قبائل اور ان کے انساب کے متعلق مختصر کلام ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے جو کسی کتاب کے اندر اس جامعیت کے ساتھ نہیں مل سکتا۔

والله الهادی الی مسالك التحقيق لا ذب غيره

فصل:

زناتہ کے تسمیہ اور اس کلمہ کی بناء کے بیان میں

اس کلمہ کے متعلق ابحاث واقوال:......جاننا چاہئے کہ بہت سارے لوگ اس کلمہ کی بناء اور اشتقاق کے متعلق ایسی ایسی بحثیں کرتے ہیں جو نہ

اہل عرب میں اور نہ ہی خود اہل قوم میں معروف ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کلمہ اہل عرب نے اس قوم کے لئے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خود اس قوم نے یہ کلمہ اپنے لئے وضع کر لیا ہے۔ اور پھر اسی پر اپنا اتفاق جمالیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ نرانا بن جانا ہے پھر یہ لوگ نسب میں بھی کچھ زیادتی کرتے ہیں مگر اس زیادتی کو ماہرین نسب ذکر نہیں کرتے۔

اشتقاق کا قول: ...... یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ کلمہ مشتق ہے اور کتاب ''لسان العرب'' میں اسماء میں سے کوئی ایسا مستعمل اسم معلوم نہیں ہوتا جو اپنے مادی (اصلی) حروف پر اس شکل میں موجود ہو۔ بعض جہلاء نے اس کلمے کو زنا سے مشتق ماننے کوشش کی ہے اور اپنی تائید میں ایک من گھڑت حکایت پیش کرتے ہیں جس کا حقیقت سے دور تک کا بھی واسطہ نہیں ہے یہ تمام اقوال اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ عربوں نے ہر چیز کے لئے اسماء وضع کر رکھے ہیں۔ اور ان کا استعمال ان اوضاع کے بل بوتے پر ہوتا ہے جو اہل لغت نے فی البدیہہ اور اشتقاق کے طور پر قائم کیے ہیں اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔

لغت عرب میں کچھ اسماء غیر عربی: ...... اس کے علاوہ عربوں نے بے شمار ایسے اسماء کو بھی استعمال کیا ہے جو اپنے مسمّیٰ میں لغت عرب سے تعلق نہیں رکھتے۔ جیسے ابراہیم، یوسف اور اسحاق اصل میں عبرانی زبان کے اسماء میں سے ہیں اور انہیں تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ یا یہ کہا جائے کہ ان کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے چلو تخفیف پیدا کرنے کے لئے انمیں کسی قدر تبدیلی کر لی جائے ایسا کیا جائے گا جیسے لجام، دیباج، زنجبیل، نیمروز، یاسمین اور آجر اب جب عرب ان اسماء کو استعمال کریں گے تو اس طرح استعمال کریں گے جیسے انھوں نے ابتداء ہی اپنی لغت میں وضع کیے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ ان اسماء کو معرّبہ کا نام دیتے ہیں اور کبھی وہ حرکات یا حروف میں کچھ تبدیلی بھی کرتے ہیں۔ یہ معمولی تعارف عربوں کے ہاں مشہور و معروف ہے چونکہ یہ بمنزلہ وضع جدید کے ہے۔

لغت عرب میں مخارج کا اعتبار: ...... اور کبھی کوئی لفظ ایسا بھی ہوتا ہے جو عربوں کی زبان کے حروف میں سے نہیں ہوتا تو وہ اسمیں آسانی پیدا کرنے کی خاطر اس حرف کو قریب المخرج حرف سے بدل دیتے ہیں یہ بات واضح ہے کہ حروف کے مخارج منضبط ہیں اور ان میں سے عربوں نے اٹھائیس کو بولا ہے۔ جبکہ ان میں سے ہر دو مخرجوں کے درمیان ایک سے زائد حروف آتے ہیں جسمیں سے بعض کو اقوام نے بولا ہے اور بعض کو نہیں بولا۔

لفظ زناتہ کی حقیقت: ...... جب اتنی تمہید آپ کے سامنے آگئی تو اتنی بات جان لینا چاہئے کہ لفظ زناتہ کی اصل لفظ جانا، سے ہے اور جانا زناتہ کا جدا علیٰ ہے وہ جانا کہی ہے۔ اسکا ذکر زناتہ کے نسب میں کثرت سے آتا ہے، جب وہ تعمیم میں جنس کا ارادہ کرتے ہیں تو مفرد اسم کے ساتھ ''تاء'' کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں جانات اور جب عموم پیدا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ''تاء'' کے ساتھ نون کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ اس طرح کلمہ'' جانا تن'' بن جاتا ہے۔ اور ان کا اصل جیم کو بولنا عربوں کے ہاں جیم کے مخرج سے نہیں ہوتا بلکہ وہ اسے جیم اور شین کے درمیان بولتے ہیں۔ جو سین کی طرف زیادہ مائل ہوتا۔ بعض کمسنوں نے اس مخرج کو سننا زیادہ آسان ہوتا ہے، پس انھوں نے سین کے ساتھ زاء کے مخرج کے اتصال کی وجہ سے اسے زاء میں بدل دیا اور وہ جنس پر دلالت کرنے والا مفرد لفظ ''زانات'' بن گیا۔ پھر انھوں نے اس کے ساتھ ''ہاء'' نسبتی لگا دی اور کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیف پیدا کرنے کے لئے ''الف'' کو حذف کر دیا اسطرح ''زناتہ'' بن گیا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس نسل کی اولیت اور اس کے طبقات کے بارے میں

اس نسل کی افریقہ اور مغرب میں اولیت عرصہ دراز سے بربریوں کی اولیت کے مساوی ہے۔ اس کی ابتداء کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان کے قبائل گنتی و شمار سے زیادہ ہیں جیسے مغراوہ، بنو یفرن، جراوہ بنی یرسان، وجدیجن عمرہ تحصر، درتید اور بنی زنداک وغیرہ بے شمار قبائل ہیں۔ پھر ان قبائل میں سے ہر قبیلے کے بے شمار بطون ہیں۔ اس قوم کے مواطن اطراف طرابلس سے لے کر جبل اور اس تک اور الزاب سے تلمسان کی جانب تک، اور پھر

وادی ملویہ تک کے بلاد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور جر وہ کو قبل از اسلام ان لوگوں میں اکثریت اور غلبہ حاصل تھا۔ اسلام آنے کے بعد پھر مغراوہ اور بنو یفرن کو غلبہ مل گیا۔

افرنگیوں کی ماتحتی میں ادائیگی ٹیکس:......افرنگیوں نے جب بربریوں کے نواحی علاقوں پر قبضہ جمالیا تو یہ انہیں مقررہ خراج اداء کرنے لگے۔ نیز ان کی فرمانبرداری میں آکر ان کی جنگی حمایت کی اور دیگر امور میں بھی ان کے برابر کے شریک رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ بخشا اور مسلمانوں نے آہستہ آہستہ افریقہ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔

اسلام کا غلبہ:......اس زمانے میں افرنگیوں کا بادشاہ گریگوری تھا۔ زناتہ اور بربریوں نے مسلمانوں کے مقابلے میں فرنگیوں کی مدد کی تھی مگر یہ سب کے سب بری حالت میں منتشر ہو گئے گریگوری مقتول ہوا، اموال غنیمت میں آ گئے اور ان کی عورتوں کو مسلمانوں نے قیدی بنالیا اسطرح سبیطلہ فتح ہو گیا۔

جلولاء کی فتح:......اس کے بعد مسلمان افریقہ سے واپس لوٹ آئے پھر جلولاء اور دیگر شہروں کو فتح کیا۔ وہ فرنگی جو زناتہ اور بربریوں کی اولادوں پر حکومت کرتے تھے سمندر کی پچھلی طرف اپنے وطنوں کو واپس لوٹ گئے اور بربریوں نے اپنے آپ کو عربوں کے لئے مغلوب سمجھا اور اکھٹے ہو کر قلعہ بند ہو گئے۔

زناتہ کا تعاقب اور ان کا قبول اسلام:......زناتہ کاہنہ اور ان کی قوم جراوہ کے ساتھ جاملی۔ لیکن عربوں نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور خوب خونریزی کی یہاں تک کہ میدانوں، بیابانوں اور جنگلوں میں بھی ان کے تعاقب میں لگے رہے پھر جو مر گئے سو مر گئے جو باقی بچے وہ خوشی سے یا زبردستی اسلام میں داخل ہو گئے اور اپنے آپ کو مصری حکومت کی فرمانبرداری میں دے دیا۔ اور افرنگیوں کے قائم مقام ہو کر سرکاری امور کو سرانجام دینے لگے۔ پھر جب مغرب میں عرب حکمرانوں کی حکومت کمزور پڑ گئی تو اس دوران کتامہ وغیرہ بربریوں کو افریقہ سے نکال دیا گیا۔

زناتہ نے زنادالملک پر عیوب تراشنے شروع کر دیئے لیکن اس نے ان سے پردہ پوشی کو اختیار کیا پھر ان کے دو طبقوں میں نسلوں تک باری باری حکومت چلتی رہی۔

کاہنہ اور ان کی قوم جراوہ کے حالات اور فتح کے دوران مسلمانوں کے ساتھ ان کا سلوک:......افریقہ اور مغرب میں بربری قوم بڑی قوت وجمعیت کی حامل تھی۔ اور یہ لوگ اپنے علاقوں میں افرنگیوں کے فرمانبردار تھے نیز مضافات کے حکمرانوں کا تعاون بھی انہیں حاصل تھا بوقت ضرورت افرنگیوں کی مدد کرنا ان پر لازمی تھا۔ مسلمان جب افریقہ کی فتح کے لئے اپنی فوجوں کے ہمراہ قدم رنجاں ہوئے تو بربریوں نے مسلمانوں کے خلاف گریگوری کی مدد کی۔ پھر مسلمانوں نے گریگوری کو قتل کر کے ان کی جمعیت کو تتر بتر کر دیا بعد میں کوئی بھی انہیں مسلمانوں کے خلاف جمع کرنے پر قادر نہ ہوسکا۔ چونکہ مسلمان بربریوں کے تمام علاقوں میں ان سے نبرد آزما تھے اور جو افرنگی بربریوں کے تعاون کے لئے ان کے ساتھ آملے تھے وہ مسلمانوں کا نشانہ تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آپس میں جنگ کے دوران افریقہ کی حالت:......لیکن جب مسلمان حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی آپس کی جنگ میں مشغول ہو گئے تو مسلمانوں نے افریقہ کے قبضے کو بھلا دیا بعد میں جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو غلبہ مل گیا تو انھوں نے عقبہ بن نافع الفہری رضی اللہ عنہ کو افریقہ کا والی مقرر کر دیا انھوں نے افریقہ میں کمال درجے کی خونریزی کی اور آگے بڑھتے ہوئے سوس تک پہنچ گئے پھر واپسی میں الزاب مقام پر شہید ہو گئے۔ پھر بربریوں نے موقع غنیمت سمجھا اور یورپ کے کسیلہ نامی آدمی پر انھوں نے اتفاق کر لیا۔ پھر عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت میں زہیر بن قیس بلوی نے کسیلہ پر چڑھائی کی مگر آگے سے شکست کا سامنا کرنا پڑا اس طرح کسیلہ نے قیروان پر بھی قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو افریقہ مجبوراً چھوڑنا پڑا۔

افریقہ پر دوبارہ قبضہ:......ان حالات کے پیش نظر عبدالملک بن مروان نے حسان بن نعمان کو سپہ سالار مقرر کر کے مسلمان فوجوں کے ہمراہ افریقہ کی طرف متوجہ کیا۔ انھوں نے بربریوں کو شکست دی اور کسیلہ کو قتل کر دیا اس طرح قیروان، قرطاجنہ، افریقہ، افرنجہ سسلی اور اندلس کے ممالک کو

واپس لے لیا۔ اور رومیوں کی حکومت کا جنازہ اٹھ گیا۔ اسوقت زناتہ بربریوں کے جمیع قبائل میں سے زیادہ اکثریت کے حامل تھے۔

کاہنہ کی حکومت:......زناتہ میں سے جراوہ کا ٹھکانا جبل اوراس تھا واضح رہے جراوہ کراؤ بن الایرت بن جانا کی اولاد میں سے تھے۔ اسوقت ان کی حکومت کاہنہ کے پاس تھی۔ اور وہ کاہنہ ذہیا بنت تابتہ بن نفان بن باورابن مصلکسری بن افرد بن وصیلا بن جراؤان کی حکمران تھی۔ اس کے تین بیٹے تھے انھوں نے حکومت کو اپنے آباؤ اجداد سے بطور میراث حاصل کیا تھا۔ اسی وجہ سے کاھنہ اپنے آپ کو اپنی قوم پر ترجیح دینے لگی نیز اس کی قوم کو کہانت ومعرفت سے احوال کی جانچ پڑتال کا بھی دعویٰ تھا ان امور پیش نظر اس نے حکومت حاصل کر لی تھی۔

کاہنہ کی حکومت اور اس کی عمر:......ہانی بن بکور ضریسی نے ذکر کیا ہے کہ ذہیا نے ۳۵ سال تک ان لوگوں پر حکومت کی اور ۱۲۷ سال زندہ رہی نیز عقبہ بن نافع کو قتل کرنے کا مرکزی کردار اسی نے اختیار کیا تھا برابرہ وغیرہ کو ان کے خلاف ابھار کر قتل کرادیئے جبکہ مسلمان اسی کی حرکات سے اچھی طرح واقف تھے۔

ہزیمت خوردہ قبائل کا ایک جگہ اجتماع:......جب بربریوں اور کسیلہ کا خاتمہ ہوا تو بچے کھچوں نے جبل اوراس میں جا کر کاہنہ کی فرمانبرداری میں اس کی پناہ پکڑی اسی طرح بنویفرن اور افریقہ کے قبائل میں سے زناتہ اور البتر اءوغیرہ کے باقی ماندہ لوگ بھی اس کے ساتھ آکر ملنے لگے کاہنہ نے پہاڑ کے بالمقابل میدان میں ان لوگوں سے ملاقات کی اور ان سے باہمی گٹھ جوڑ کر کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو شکست ہوگئی حتیٰ کہ مسلمانوں کی فوجوں کا تعاقب کر کے انہیں افریقہ سے باہر دھکیل دیا۔

کاہنہ کا قتل اور اس کے بیٹوں کا قبول اسلام:......اس کے بعد حسان نے برقہ میں قیام کر لیا پھر عبدالملک نے اس کے پاس اچھی خاصی مدد بھیجی چنانچہ ۷۴ھ میں مسلمانوں نے از سرنو ان پر حملہ کر کے ان کی فوجوں کو منتشر کر دیا اور کاہنہ کو قتل کر کے بزور قوت جبل اوراس میں داخل ہو گئے۔ اس جنگ میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کو مسلمانوں نے موت کے گھاٹ اتارا لیکن عجب یہ کہ کاہنہ کے دو بیٹے حسان کے ساتھ آملے تھے اور خلوص کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے حسان نے ان دونوں کو انہی کی قوم اور جبل اوراس پر حاکم مقرر کر دیا تھا۔

حکومت کا انتشار:......اس کے بعد ان لوگوں کی اجتماعیت ختم ہوگئی اور ان کی حکومت کا جنازہ اٹھ گیا لیکن پھر بھی کچھ پتلی حالت میں جراوہ اور بربری قبائل میں بٹ گئی۔ ان میں سے ایک قوم ملیلہ کے کنارے پر آباد تھی ان کے نشانات ان کے پڑوسیوں میں موجود تھے۔

موسیٰ بن ابوالعافیہ کا غلبہ:......چوتھی صدی ہجری میں موسیٰ بن ابوالعافیہ نے تلمسان میں ابوالعیش کی حکومت پر جب قبضہ جمالیا تو وہ انہی کے پاس اترا تھا وہاں اس نے ایک قلعہ بھی تعمیر کیا تھا جو بعد میں حوادث زمانہ کا شکار بن گیا۔ اس زمانے کی اس طرف آنے والی جماعت اور اس کے مختلف خاندان قبائل غمارہ میں سے ہیں۔

فصل:

زناتہ کی حکومتوں کے زمانہ اسلام میں ابتدائی حالات اور مغرب وافریقہ میں ان کی حکومت

حسان جب افریقہ اور مغرب میں مرتد ہونے والوں معاملات سے نبرد آزما ہو چکا تو اس سے قبل بربری اسلامی حکومت کے فرمانبردار بن گئے تھے نیز افریقہ اور مغرب میں عربوں کا قبضہ ہو چکا تھا اور بنوامیہ نے دمشق کو دارالخلافہ بنا کر بغیر کسی دوسرے کی شرکت کے حکومت کے خود مالک بن گئے تھے۔ اس کے علاوہ کئی دوسرے علاقوں پر بھی پیش قدمیاں شروع کر دی تھیں۔

مغرب میں اسلام کا غلبہ:......مشرق میں ہندوچین، شمال میں فرنمانہ، جنوب میں حبشہ، مغرب میں بربر اور اندلس میں بلاد افرجنہ اور جلالقہ تک کہ ممالک میں مسلمانوں نے خوب خونریزیاں کیں اور اسلام نے اس زمانے میں اپنے قدم خوب جمالیے تھے اور عربوں کی حکومت اقوام عالم پر پوری

آب وتاب کے ساتھ غالب آ چکی تھی۔

مسلمانوں کا باہمی اختلاف:..... پھر بنوامیہ نے بنو ہاشم کو اپنا شریک نہ بنایا چونکہ بنوعبد مناف کی اولاد ہونے کے ناتے بنو ہاشم بھی (وصیت کے مطابق) حکومت کے دعوے دار ہونے کی حیثیت سے ان کے شریک تھے۔ پھر انھوں نے دوبارہ ان کے خلاف خروج کیا اور خوب خونریزی کی، قیدی بنائے حتی کہ سینے بغض وعداوت سے لبریز ہوگئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر بعد آنے والے ہاشمی خلفاء کی خلافت کے سلسلے میں باہمی اختلاف کی وجہ سے شیعہ اور کئی دوسرے فرقے وجود میں آئے۔ پھر کچھ لوگ خلافت کو آل عباس رضی اللہ عنہ کی طرف کھینچنے لگے کچھ آل حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور کچھ آل حسین رضی اللہ عنہ کو خلافت کا مقدار سمجھنے لگے (یوں اسلام کی بہاریں خزاں میں تبدیل ہونا شروع ہوگئیں)

اندلس میں ازسرنو اموی حکومت:..... آل عباس کے نام لیوا شیعہ فرقہ نے خراسان میں مجتمع ہونے کا پروپیگنڈہ کیا اور اس طرح خراسان میں یمنی حکومت قائم ہوگئی جو اس وقت کے لحاظ سے خلافت کا نام بلند کر کے عظیم حکومت سمجھی جاتی تھی۔ انھوں نے بغداد آ کر بنوامیہ کا قتل عام کیا اور قیدی بنائے امویوں میں سے عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام اپنی جان بچا کر اندلس بھاگ گیا وہاں کے سرکردہ لوگوں کو جمع کر کے ازسرنو حکومت قائم کرنے کی دعوت دی لوگوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اس طرح سمندر پار کے بلاد میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ وہاں ہاشمیوں کے مقدر کا ستارہ نہ طلوع ہو سکا۔ یہی وجہ ہے اندلس عرصہ دراز تک اموی حکمرانوں کا تختہ خلافت رہا۔

آل ابوطالب کی بنوعباس پر چڑھائی:..... اللہ تعالیٰ نے آل عباس کو عظیم خلافت سے نوازا تھا۔ آل ابوطالب اس خلافت کو دیکھ کر آل عباس پر حسد کرنے لگے اسی وجہ سے مہدی محمد بن عبداللہ نفس زکیہ نے ابوجعفر منصور کے خلاف چڑھائی کی تھی مگر بنوعباس نے جواباً انہیں گاجر مولی کی طرح کاٹ ڈالا۔ آل ابوطالب میں سے ادریس بن عبداللہ جان بچا کر اقصائے مغرب کی طرف بھاگ گیا۔

ادریس بن عبداللہ کی دعوت:..... ادریس بن عبداللہ کو اروبہ، مغیلہ اور صدینہ کے بربریوں نے پناہ دی وہاں بربریوں نے ادریس بن عبداللہ کی دعوت کا پرچار کیا اور مغرب اوسط میں اس کی دعوت کو پھیلا کر وہاں کی حکومت کی باگ ڈور اس کو تھما دی۔ ادریس کے بعد اس کے بیٹوں کی دعوت کو بنو یفرن اور مغراوہ (جو کہ زناتہ کے قبائل میں سے ہیں) میں پھیلایا۔ اس طرح ان لوگوں کا تسلط بحال ہوگیا یہاں تک کہ بنوعباس کے بعض مقبوضہ علاقوں پر بھی اپنا قبضہ جما لیا۔ ان کی حکومت عرصہ تک قائم رہی پھر بعد میں عبیدیوں نے آ کر ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

ابوعبداللہ محتسب کی ریشہ دوانیاں:..... اس عرصہ میں طالبی ہمہ وقت مشرق میں حکومت قائم کرنے کے خواہشمند رہے۔ اس سلسلے میں اپنے داعین کو قاصیہ سے مشرق کی طرف بھیجتے رہے یہاں تک کہ ابوعبداللہ محتسب نے افریقہ میں امام اسماعیل بن جعفر صادق کے بیٹے مہدی کی طرف دعوت دی تو کتامہ کے بربری اور ان کے ہمراہی جن کا تعلق منہاجہ سے تھا انھوں نے کھڑے ہو کر اغالبہ کے ہاتھوں سے افریقہ کو چھین لیا اور اپنا قبضہ مضبوط جما لیا۔ عرب مشرق کی طرف واپس اپنے حکومتی مرکز میں لوٹ آئے۔ اس طرح مضافات مغرب میں ان کی حکومت باقی نہ رہی۔

جب عربوں میں مذہبی جوش پختہ ہوگیا تو اس کے بعد انھوں نے مغرب کی حکومت اور مضر کو مغلوب کرنے کی ذمہ داری اپنے سر سے اتار پھینکی چونکہ ان میں ایمانی جذبہ کوٹ کوٹ کے بھرا جا چکا تھا اور خدائے وحدہ لاشریک کے وعدہ کو برحق سمجھا کہ ''زمین اللہ کی ملکیت ہے جسے چاہے نواز دے'' سو حکومت کے ڈوبنے سے مذہب وایمان نہیں الوداع ہو جاتا نہ ہی حکومت جانے سے مذہبی بنیادی بوکھلاتی ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جسے وہ اپنے امر کی تکمیل اور تمام ادیان پر اپنے دین کو غالب کر کے رہے گا۔ اسوقت بربریوں نے حکومت کے حاصل کرنے اور بنوعبد مناف میں سے اعیاض کی دعوت کے قیام کے لئے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا۔ وہ لوگوں کو ان پر حسد کرنے سے روکتے تھے یہاں تک کہ افریقہ میں کتامہ اور مکنامہ قبائل کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہوگئے۔

زمانے کا انقلاب:..... اس صورت حال کو دیکھ کر زناتہ ان پر بھرپور حسد کرنے لگے چونکہ اکثریت اور قوت میں یہ لوگ ان سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ پھر بعد میں ان کے حصہ دار بن گئے۔ اس طرح مغرب اور افریقہ میں بنو یفرن کو صاحب اطمار یعلی بن محمد اور اس کے بیٹوں کو بڑی عظیم حکومت

حاصل تھی۔ پھر بنو مغراوہ کو بنی خزر کے ہاتھ پر ایک دوسری حکومت حاصل تھی اسی حکومت کے سلسلے میں انھوں نے بنو یفرن اور مہناجہ سے تنازع کیا تھا۔ مگر یہ اقوال حوادث زمانہ کا شکار ہو کر مٹ گئیں اور مغرب میں ان کے بعد انہی کی ایک دوسری قوم نے حکومت حاصل کر لی۔ اسی زمانے میں مغرب اوسط میں بنی عبدالواد کو ایک دوسری حکومت حاصل تھی جسمیں بنو توجین اور مغراوہ کی ایک جماعت بھی ان کی حصہ دار تھی۔ آئندہ ہم اس کا مفصل تذکرہ کریں گے۔ ان کے حالات اسی طرح بیان کریں گے جیسے بربریوں کے حالات ہم نے بیان کیے ہیں۔

(واللّٰہ المعین سبحانہ لا رب سواہ معبود الا ایاہ)

فصل:

بنو یفرن

ان کا آغاز بنو یفرن اور ان کے نسب وقبائل اور افریقہ ومغرب میں ان کی حکومتوں کے حالات سے آغاز کرتے ہیں۔

بنو یفرن کا نسب:......بنو یفرن کا تعلق زناتہ کے قبائل سے ہے۔ اور زناتہ میں ان کے بطون کو کافی وسعت حاصل تھی۔ زناتہ کے نسابوں کے خیال کے مطابق یہ بنو یفرن بن یصلتن بن مسرا بن زاکیا بن ورسیک بن الدیرت بن جانا ہیں۔ نیز بنو مغراوہ، بنو یریان اور بنو واسین اس کے بھائی ہیں۔ بربریوں کی زبان میں یفرن تارکول کو کہتے ہیں۔ ان کے بعض نسابوں کا کہنا ہے کہ یفرن، ورتنیذ بن جانا کا بیٹا ہے اور مغراوہ غمرت اور وجدیجن اس کے بھائی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ یفرن بن مرہ بن ورسیک بن جانا ہے۔ جبکہ بعض نے اسے جانا کا صلبی بیٹا قرار دیا ہے۔ صحیح بات وہی ہے جو ہم ابومحمد بن حزم کے حوالے سے پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

بنو یفرن کے قبائل:......ان کے قبائل بے شمار ہیں۔ بنو وارکو اور مرنجیصہ زیادہ شہرت کے حامل ہیں۔ فتح کے زمانے میں بنو یفرن زناتہ کے قوی قبائل میں سے تھے۔ افریقہ جبل اوراس اور مغرب اسط میں بھی ان کے قبائل موجود تھے۔ جب افریقہ فتح ہوا تو وہاں کے بربریوں پر مسلمانوں کی فوجیں حاوی تھیں اور ان لوگوں کی قوت وجمعیت پاش پاش ہوگئی تھی دین اسلام راسخ ہو چکا تھا اسی دینی رونق کو دیکھ کر وہ لوگ بھی اسلام قبول کرنے لگے۔

خوارج کے عقاید کی اشاعت:......عرب میں جب خوارج نے اپنے عقائد کی اشاعت کی اور مشرق میں خلفاء نے عربوں کو غالب کر دیا، انھوں نے خوارج سے جنگیں کیں تو یہ قاصیہ کی طرف آ گئے وہاں بربریوں میں اپنے عقائد پھیلانے شروع کر دیے لیکن بربری عظماء نے ان کے عقائد کو ہاتھوں ہاتھ لیا چونکہ خوارج کے روساء اباضیہ اور مفریہ وغیرہ سے اپنے احکام میں اختلاف رکھتے تھے بربریوں میں خوارج کا دین خوب پھیل گیا بنو یفرن نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کی خاطر جنگیں لڑیں۔

ابوقرہ اور ابو یزید:......مغرب اوسط کے باشندوں میں سے، سب سے پہلے ابوقرہ نے لوگوں کو اس سلسلے میں اکٹھا کیا اس کے بعد ابو یزید صاحب الحمار اور اس کی قوم پیش پیش رہی۔ اس کے بعد جب انھوں نے خوارج کے دین وعقائد کو ترک کیا تو مغرب اقصیٰ میں یعلیٰ بن محمد بن صالح اور اس کے بیٹوں کے ہاتھ پر دو حکومتیں ملیں۔ ان شاء اللہ آگے جا کر ہم اسکا مفصل ذکر کریں گے۔

فصل:

تلمسان میں ابوقرہ کی حکومت کا آغاز وانجام

ابوقرہ کی حکومت:......مغرب اوسط میں بنو یفرن کے بہت سارے بطون تلمسان کے مضافات میں جبل بنی راشد تک پائے جاتے تھے۔ جبل اس زمانے تک انہی کی آبادکاری سے مشہور ومعروف ہے۔ انہی لوگوں نے تلمسان کی حد بندی کی تھی۔

جب خلافت بنوامیہ سے بنوعباس میں منتقل ہوئی اس وقت ان کا سردار ابوقرہ تھا۔ ابوقرہ کے متعلق صرف ہم اتنا جانتے ہیں کہ وہ نسبی اعتبار سے بنویفرن میں سے تھا۔

قتل میسرہ:...... جب مغرب اقصاء میں بربریوں کی حالت خراب ہوگئی اسی دوران میسرہ اور اس کی قوم نے خوارج کے عقاید کا پرچار کرنا شروع کیا مگر بربریوں نے اسے قتل کردیا اور میسرہ کے بجائے خالد بن حمید کو اپنا سردار بنالیا۔ خالد بن حمید زناتہ میں سے تھا۔ مشہور ہے کہ اس نے کلثوم بن عیاض سے جنگیں لڑیں اور مقتول ہوا اس کے بعد ابوقرہ زناتہ کا سردار بن گیا۔ جب بنوامیہ کی حکومت مضبوط ہوگئی تو خوارج کے عقائد، بربریوں، ملک، ریگومتہ القیر قان، حوارہ، طرابلس کے زناتہ، سجلماسہ کے مکناسہ اور ابن رسم تاہرت میں بکثرت پھیل گئے۔

ابن الاشعث:......ابوجعفر منصور نے جب ابن الاشعث کو افریقہ بھیجا تو بربری اس سے خوفزدہ ہوگئے۔ ابن الاشعث نے تمام شرارتوں کا خاتمہ کر کے جنگ بندی کا اعلان عام کروادیا۔ مگر بنویفرن تلمسان کے مضافات میں خارجیت کی دعوت دینے لگے اور ۱۴۸ھ میں اپنے سردار ابوقرہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرلی۔ ابن الاشعث نے ابوقرہ کی سرکوبی کے لئے اغلب بن سوادہ تمیمی کو بھیجا وہ ان کی بجی کو سیدھا کرتے ہوئے الزاب تک پہنچ گیا لیکن ابوقرہ اقصائے مغرب کی طرف بھاگ گیا۔ جب اغلب اپنے وطن واپس آیا تو ابوقرہ بھی واپس اپنے مرکز میں پلٹ آیا۔

عمرو بن حفص کا محاصرہ اور بربریوں کی بغاوت:......۱۵۰ھ میں جب بربریوں نے عمرو بن حفص بن ابوصفرہ (ہزار مرد) کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور طنبہ میں اسکا محاصرہ کرلیا تو محاصرہ کرنے والوں میں ابوقرہ الیفرنی بھی شامل تھا نیز ابوقرہ کے ہمراہ اس کی قوم کے چالیس ہزار جنگجو بھی تھے۔ عمرو بن حفص پر محاصرہ تنگ ہوگیا تو اس نے ابوقرہ سے ساز باز کی وہ اسے اپنے بیٹے کے ہاتھ پر چھوڑ دے تو وہ اسے چالیس ہزار اور اس کے بیٹے کو چار ہزار دراھم ودنانیر دے گا ابوقرہ اپنی قوم کے ساتھ واپس چلا گیا اور بربری طنبہ سے منتشر ہوگئے۔

پھر دوبارہ قیروان میں اسکا محاصرہ کیا محاصرین میں ابوقرہ بھی ایک لاکھ پچاس ہزار تین سو کی جمعیت کے ساتھ شامل تھا اس جمعیت میں پچاس ہزار گھڑ سوار بھی تھے۔

محاصرہ کے دوران عمرو بن حفص مرگیا اور اس کے بعد یزید بن حاتم افریقہ کا والی بنا یزید نے محاصرہ کی فوجوں کا پتہ پانی کردیا اور جب خوارج کا سردار ابوحاتم کندی قتل ہوا تو اس کے بعد ابوقرہ اپنی قوم بنویفرن کے ساتھ تلمسان چلا گیا یزید بن حاتم نے بنویفرن سے ڈٹ کر جنگ کی اور مغرب کے مضافات تک پہنچ گیا۔ بنویفرن میں اس قدر قتل عام کیا کہ وہ اس کے فرمانبردار بن گئے اسکے بعد بنویفرن نے کوئی بغاوت نہیں کی۔ اس طرح ابو یزید کو افریقہ بنودار کو اور بنومرنجیصہ میں قدر ومنزلت مل گئی۔

بنویفرن کے متعلق اختلاف رائے:......بعض لوگوں نے ابوقرہ کو مغیلہ کی طرف منسوب کیا ہے یہ درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ تلمسان اگر چہ مغیلہ کا بھی وطن ہے لیکن بنویفرن بھی اسمیں آباد تھے۔ یہ دونوں قبیلے بڑی ٹھاٹھ والے تھے بنویفرن کی قوت واکثریت زیادہ تھی لیکن مغیلہ خارجیت میں ان سے بڑے ہوئے تھے۔ چونکہ ان کا تعلق بنوصفریہ سے تھا۔ اکثر لوگوں کا کہنا ہے کہ بنویفرن اہل السنّت والجماعت کے مذہب پر تھے (واللہ اعلم)

فصل:

ابو یزید خارجی صاحب الحمار الیفرنی کے حالات اور شیعوں کے ساتھ اس کے معاملات کی ابتداء وانتہاء

ابو یزید کا امام وشب:......ابو یزید مرنجیصہ کے بھائی بنودار کو میں سے تھا اور یہ سب بنویفرن کے بطون ہیں اس آدمی کا نام ابن کیدار تھا اور کنیت ابو یزید تھی اس کے نسب کے بارے میں ہمیں صرف اتنا ہی معلوم ہے۔

ابن حزم کہتے ہیں کہ اسکا نام مخلد بن کیدار بن سعد اللہ بن مغیث بن کرمان بن مخلد بن عثمان بن ورغش بن حویفز بن سمران بن یفرن بن جانا ہے جانا کو زناتہ کہتے ہیں۔ ابن حزم کہتے ہیں کہ مجھے بعض بربریوں نے بھی زائدہ بن یفرن اور جانا کے اسماء کے متعلق بتایا ہے۔

ابن الرقیق کی رائے:...... ابن الرقیق نے اسے بنو واسین بن ورسیک بن جانا کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس نسب کے متعلق فصل کے اوائل میں بیان گزر چکا ہے۔

ابو یزید کی پیدائش:...... ابو یزید کا باپ کیدار سوڈان کی طرف تجارتی امور میں آیا جایا کرتا تھا سوڈان ہی میں کرکو شہر میں ابو یزید پیدا ہوا تھا۔ ابو یزید کی ماں ام ولد (باندی) تھی اسکا نام سیکہ تھا۔ کیدار اسے اپنے ہمراہ لے کر بلاد قصطیلہ میں قیطون زناتہ میں واپس آ گیا تھا اور پھر گھومتا پھرتا توزر مقام میں آباد ہو گیا تھا۔

کیدار کی موت اور ابو یزید کا نکاریہ کی طرف میلان:...... توزر ہی میں ابو یزید نے قرآن مجید پڑھا اور تربیت حاصل کی اس دوران نکاریہ سے اس کا میل جول رہا جسکی وجہ سے ان کے مذاهب کی طرف مائل ہو گیا۔ ان کے مذھبی پیشواؤں سے مذھبی معلومات حاصل کیں اور ترقی کر کے ان کا لیڈر بن بیٹھا پھر تیہرت میں جا کر نکاریہ کے مشائخ سے استفارہ کرنے لگا عبید اللہ مہدی جن دنوں سجلماسہ میں قید تھا ابو یزید نے ابو عبیدہ سے علم حاصل کیا اور دوسری طرف اسکا باپ اسے فقر و فاقہ کے عالم میں چھوڑ کر مر گیا۔

ابو یزید کی حرکات:...... اہل قیطوان اسے اپنے فاضل اموال دینے لگے اور یہ ان کے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتا اور مذہب نکاریہ کے عقائد و مسائل سمجھاتا۔ اس کے بارے میں مشہور ہو گیا۔ تھا کہ یہ اہل حق کی تکفیر کرتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا ہے۔ لوگوں سے خوفزدہ ہو کر تقیوس چلا گیا۔ پھر تقیوس اور توزر کے درمیانی علاقوں کے والیوں پر محلے کرتا اور لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ ابو یزید سلطان کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرنے کا عقیدہ رکھتا ہے۔ اس معاملے میں مذکور بالا والیوں نے اسے قصطیلہ میں قتل کرنے کی ٹھان لی ۳۱۰ھ میں حج کے ارادے سے چلا مگر جب تلاش و تعاقب نے اسے خوفزدہ کر دیا تو طرابلس کے مضافات سے تقیوس کی طرف واپس لوٹ آیا۔

ابو یزید کی گرفتاری:...... جب عبد اللہ وفات پا گیا تو قائم نے اہل طیلہ کو اس کے گرفتار کرنے پر مجبور کیا۔ مگر مشرق کی طرف بھاگ گیا اور وہاں اپنا مقصد پورا کر کے وطن واپس آ گیا۔ اور چپکے سے ۳۲۵ھ میں توزر میں داخل ہو گیا۔ ابن فرقان نے والی کے پاس اس کی آمدن کے بارے میں شکایت کی تو والی نے اسے گرفتار کر لیا۔ اور زناتہ اپنے وطن واپس آ گئے۔

رہائی کا مطالبہ:...... زناتہ کے ساتھ ان کا سردار ابو عمار اعمیٰ بھی تھا پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اسکا نام عبد الحمید تھا۔ اور یہ ابو یزید کے اساتذہ میں سے تھا اس کے ہوا خواہوں نے والی سے اس کی رہائی کا مطالبہ کیا والی نے کہا کہ میں اس سے ٹیکس لینا چاہتا ہوں۔

پھر زناتہ کے لوگ ابو یزید کے بیٹوں فضل اور یزید کے پاس گئے۔ اور ان سے ساز باز کر کے قید خانے پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ محافظین کو قتل کر کے ابو یزید کو رہا کر کے اپنے ساتھ لے آئے۔ پھر ابو یزید بنو دار کلا کے علاقے میں چلا گیا اور ایک سال تک وہیں ٹھہرا رہا پھر جبل اوراس، مواطن بنو برزال اور مسیلہ کی طرف واقع جبال درمیان اس کی آمد و رفت رہی اسی طرح مغراوہ میں سے بنو زنداک کے پاس بھی آتا رہا حتیٰ کہ انھوں نے ابو یزید کی دعوت کو قبول کر لیا۔

ساتھ ملنے والوں سے بیعت:...... پھر ۱۲ سواروں کے ہمراہ ابو عمار کی معیت میں اوراس آیا اور نوالات میں نکاریہ کے ہاں قیام پزید ہو گئے۔ وہاں اس کے قریبی رشتہ دار اور خوارج اس کے پاس جمع ہو گئے پھر ابو عمار نے ان لوگوں سے اس شرط پر بیعت لے لی کہ وہ شیعوں کے ساتھ جنگ کریں گے اور دوران جنگ قیدی بنانے غنیمت حاصل کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑیں گے نیز اگر وہ مہدیہ اور قیروان میں فتح مند ہو گئے تو حکومت شوریٰ کی بنا پر قائم ہو گی۔ یہ حالات ۳۳۱ھ میں پیش آئے۔

حاکم باغیہ کا پیچھا:...... پھر یہ لوگ چپکے سے مختلف طریقوں سے حاکم باغیہ کی گھات میں لگے رہے بالآخر اس کے علاقہ پر قبضہ کرنے میں کامیاب

ہو گئے اور ۳۳۲ھ میں وہاں کے بعض محلوں میں لوٹ بھی ماری۔ اس نے بربریوں کو بھی گھسیٹ کر اپنے ساتھ ملالیا اور حاکم باغیہ کی طرف پیش قدمی شروع کردی حاکم باغیہ کو بمعہ اپنی جمعیت کے شکست اٹھانی پڑی پھر جبل کے علاقے کی طرف کوچ کر گیا۔ وہاں بھی حاکم باغیہ نے ان پر حملہ کیا مجبوراً شکست خوردہ ہو کر اپنے علاقہ میں واپس چلا گیا۔ وہاں بھی ابو یزید نے اسکا محاصرہ کرلیا۔

ابو یزید کا شب خون مارنا:......ان حالات کے پیش نظر ابوالقاسم نے باغایہ کے حکمران کنون کی مدد کے واسطے قائم کو مجبور کر کے کتامہ کی طرف بھیجا جب فوجوں کی آپس میں ٹکر ہوئی تو ابو یزید اور اس کے ساتھیوں نے ان پر شبخون مارا اور انہیں شکست دی مگر باغایہ کو سر کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔

صاحب الحمار کے لقب کی وجہ:......اس کے بعد ابو یزید نے بنو واسین کے بربریوں کو خط لکھا کہ توزر کا محاصرہ کرلو چنانچہ انھوں نے ۳۳۳ھ میں توزر کا محاصرہ کرلیا اور ابو یزید خود تبسہ کی طرف چلا گیا اور تبسہ میں صلح کے ساتھ داخل ہو گیا۔ اس کے بعد بجایہ اور مرماجنہ میں بھی اسی انداز سے داخل ہوا۔ ان لوگوں نے ابو یزید کو سیاہی مائل" سفید رنگ کا گدھا دیا وہ ہمیشہ اسی پر سوار ہوا کرتا تھا اسی سے صاحب الحمار کے لقب سے مشہور ہوا۔

اربض اور تبسہ پر قبضہ:......اس دوران اربض میں کتامہ کی فوجوں کو اس کی اطلاع پہنچی تو وہ منتشر ہو گئیں اور اس نے آسانی کے ساتھ اربض پر قبضہ کرلیا۔ اور اربض کے امام الصلوٰۃ کو قتل کروادیا۔ فوج کی ایک جماعت تبسہ کی طرف بھیجی چنانچہ انھوں نے تبسہ کے گورنر کو قتل کر کے اس پر قبضہ کرلیا ادھر مہدیہ میں قائم کو خبر پہنچی وہ سن کر بہت خوفزدہ ہوا اور دفاعی اقدام کے سلسلے میں سرحدوں پر کنٹرول فوج کو بھیجا۔ اسی طرح قائم نے اپنے غلام بشریٰ صقلبی کو باجہ کی طرف بھیجا اور میسور کو فوج کا سالار مقرر کر کے مہدیہ کی طرف بھیجا چنانچہ دونوں نے اپنی اپنی مطلوبہ جگہوں پر پہنچ کر چھاؤنیاں بنائیں۔ قیروان کی طرف خلیل بن اسحاق کو بھیجا اس نے قیروان میں جا کر پڑاؤ ڈال لیا۔

بشریٰ صقلبی کے ساتھ جنگ:......چنانچہ ابو یزید باجہ میں بشریٰ کی طرف جنگ کے ارادے سے چل پڑا باجہ پہنچ کر بشریٰ کے ساتھ گھمسان کی لڑائی ہوئی ابو یزید اپنے گدھا پر سوار ہوا اور ہاتھ میں اپنی لاٹھی لی۔ اتنے میں نکار یہ نے اس کی طرف ایسا میلان ظاہر کیا چونکہ بشریٰ کے ساتھ چھاؤنی کے سلسلے میں ان کا آپس میں کچھ اختلاف ہو گیا تھا اس اختلاف کا یہ اثر ہوا کہ بشریٰ شکست کھا کر تیونس کی طرف بھاگ گیا۔ ابو یزید باجہ میں داخل ہوا اور جہاں تک ہوسکا خوب لوٹ مار مچائی۔ ان حالات کے پیش نظر ہر طرف سے بربری مرتد ہونے لگے بشریٰ تیونس کو چھوڑ کر سوسہ چلا گیا۔ اب اہل تیونس نے ابو یزید سے امان طلب کی چنانچہ ابو یزید نے اہل تیونس کو امان دے دی اور ان پر والی مقرر کر کے خود وادی مجردہ میں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔ وادی مجردہ میں اُدھر اُدھر کی فوجیں بھی آ کر اس کے ساتھ ملنے لگیں لوگ اس کی کیفیت دیکھ کر مرعوب ہو گئے اور قیروان کی طرف کوچ کر گئے۔

ابو یزید رفادہ میں:......اس کے بعد ابو یزید نے فوجوں کو افریقہ کی طرف بھیجا چنانچہ اس کی فوجوں نے افریقہ میں جا کر خوب غارت گری کی اور بہت سارے لوگوں کو قتل کیا کئی سوں کو قیدی بنالیا۔ پھر رفادہ کی طرف پیش قدمی کی لیکن وہاں کے کتامہ رفادہ کو چھوڑ کر مہدیہ کی طرف چلے گئے چنانچہ ابو یزید ایک لاکھ فوج کے ساتھ رفادہ میں فاتحانہ انداز میں داخل ہوا۔

خلیل بن اسحاق کا قتل:......رفادہ سے فارغ ہو کر قیروان کی طرف پیش قدمی شروع کردی چنانچہ قیروان کا محاصرہ کر کے وہاں کے والی خلیل بن اسحاق کو محصور کرلیا۔

پھر خلیل بن اسحاق کو صلح کے لالچ میں دھوکا دے کر پکڑ لیا۔ خلیل کو قتل کرنا چاہا مگر ابو عمار نے مشورہ دیا کہ اسے زندہ رکھو تمھارے کام آئے گا مگر ابو یزید نے اس کی ایک نہ مانی اور خلیل بن اسحاق کو قتل کردیا۔ اور اسطرح قیروان بھی ابو یزید کے لئے خالی ہو گیا۔ قیروان میں داخل ہونے کے بعد مشائخ وغیرہ اس سے ملاقات کرنے آئے تو انہیں ڈانٹ کر اس شرط پر امان دے دی کہ وہ شیعوں مددگاروں کو قتل کرنے میں ہمارے معاون رہیں۔

ابو یزید کا وفد ناصر اموی کے پاس:......ابو یزید نے قیروان سے اپنے ایلچیوں کا ایک وفد قرطبہ کے حکمران ناصر اموی کے پاس بھیجا۔ ناصر اموی اسکا فرمانبردار سمجھا جاتا تھا اور اس کی دعوت کو آگے پھیلاتا بھی تھا۔ چنانچہ وفد کامیاب وکامران کچھ صلاح مشورے کے ساتھ واپس آیا ابو یزید ایام فتنہ میں ان باتوں کو کافی عرصہ تک دہراتا رہا۔ پھر ۳۳۵ھ میں ابو یزید نے اپنے بیٹے ایوب کو ناصر اموی کے پاس بھیجا چنانچہ اس کے بعد بھی ان

کے آپس میں گہرے روابط رہے۔

میسور کے ساتھ جنگ اور اس کا قتل: ...... چنانچہ میسور مہدیہ سے فوجوں کو اپنے ہمراہ لے کر ہوارہ کے بنوکلاں کی طرف گیا مگر بنوکلاں خوفزدہ ہو کر ابویزید سے جا ملے اور اسے میسور سے جنگ کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ ابویزید میسور کے مقابلے میں اتر آیا اور دونوں کے درمیانی خوب جنگ ہوئی۔ چنانچہ ابویزید اور نکاریہ نے مل کر میسور کو شکست دی اور ابوکملان نے میسور کو قتل کر دیا اور اس کے سر کو قیروان مغرب کی طرف بھیج دیا اور اس کی چھاؤنی کو جی بھر کر لوٹ لیا۔

ابویزید نے اپنی فوجوں کو شہر میں داخل کر دیا اور اندر جا کر قتل عام کیا لوگوں کا مثلہ بھی کیا اسی طرح افریقہ کے نواح میں بھی خوب لوگوں کو قتل کیا کئی بستیاں اجڑ گئیں، گھر ویران ہو گئے جو آدمی تلوار سے بچ گیا وہ بھوک کی موت مرا۔

یہ دن پھر کب آئیں گے؟: ...... میسور کے قتل کے بعد ابویزید کے حالات ہی بدل گئے لوگوں کو حقیر سمجھنے لگا اور ریشم پہننا شروع کر دیا لوگوں کے ساتھ چالاکیوں سے پیش آتا مگر یہ بات اس کے ساتھیوں کو اچھی نہ لگی شہر کے رؤساء نے بھی خطوط لکھ کر اسے آگاہ کیا اس عرصہ میں قائم مہدیہ میں پیچ وتاب کھا رہا تھا نیز منہاجہ اور کتامہ کو محاصرہ کرنے کے لئے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس دوران ابویزید بھی جا کر مہدیہ میں قیام پزید ہو گیا۔

زویلہ پر قبضہ: ...... چنانچہ ابویزید کی فوجوں نے حملہ کر دیا اور غلبہ پا کر زویلہ پر قبضہ کر لیا جب یزید نے مصلی میں قیام کیا تو قائم اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ وہ واپس چلا جائے گا۔ چنانچہ اس نے مہدیہ کے محاصرے کو بدستور رکھا اس عرصہ میں قابس، طرابلس اور نفوسہ کے بربری آ کر اس کے ساتھ ملتے رہے۔

یکموس المزاتی: ...... چنانچہ اس نے ان پر تین بار چڑھائی کی اور تیسری بار شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ پھر باز نہ آیا اور چوتھی مرتبہ پھر حملہ کر دیا پھر شکست ہوئی۔ اب مہدیہ کا محاصرہ اور سخت کر دیا اور محصورین بھوکوں مرنے لگے اور کتامہ نے قسنطنیہ میں اکٹھے ہو کر قائم کی امداد کے لئے پڑاؤ ڈال لیا۔

ابویزید کو جب ان لوگوں کی حرکات کا علم ہوا تو یکموس المزاتی کو قسنطینہ کی طرف بھیجا اس نے جاتے ہی ان کی چھاؤنی کا خاتمہ کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ قائم بھی ان کی مدد سے مایوس ہو گیا ابویزید کی فوجوں نے دل کھول کر لوٹ مار کی۔

یہ الجھاؤ کے دن: ...... چنانچہ وہاں پر ہوارہ اور بنوکملان کے سردار کے علاوہ کوئی آدمی نہ رہا اس دوران قائم نے کافی حد تک بربریوں کے ساتھ تعلقات جوڑنے کی کوشش کی۔ ابویزید بھی کھٹکے میں پڑ گیا۔

اس صورتحال کے پیش نظر بعض مہدیہ کی طرف بھاگ گئے اور جو باقی ماندہ تھے وہ اپنے اپنے وطنوں کی طرف کوچ کر گئے چنانچہ اس کے دوستوں نے مہدیہ کو چھوڑ دینے کا مشورہ دیا۔ اسی میں بہتری سمجھ کر چھاؤنی کو چھوڑ دیا اور ۳۳۴ھ میں قیروان آ گئے۔ ادھر اہل قیروان نے اسے گرفتار کرنے کی کوشش کی حکمران کے سلسلے سامنے کوئی لائحہ عمل تیار نہ کر سکا۔

الآن کما کان: ...... ابویزید نے کافی اموال اکٹھے کر رکھے تھے اس کی عیاشی کو دیکھ کر ابوعمار اسے ملامت کی چنانچہ ابویزید نے توبہ کی اور سنور گیا۔ ایک بار پھر زید و خشیت اختیار کر لی اور اون کے کپڑے پہننے شروع کر دیے۔

عوام الناس میں جب اس کی مہدیہ سے بھاگ نکلنے کی خبر عام ہو گئی تو نکاریہ نے تمام شہروں میں قتل عام شروع کر دیا چنانچہ اس نے بھی دفاعی اقدام کے مرحلہ میں اپنی فوجوں کو مضافات میں بھیجا چنانچہ فوجوں نے شہروں پر حملے کر دیئے کئی شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

ابویزید کا بیٹا باجہ میں: ...... اسی عرصہ میں اپنے بیٹے ایوب کو باجہ کی طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ ایوب نے باجہ کو طلب کرنے کے لئے چھاؤنی قائم کر لی۔ اسی دوران اچانک سیلہ کا حاکم علی بن حمدون اندلسی، کتامہ اور زواوہ فوجوں کے ہمراہ وہاں پہنچا۔ علی بن حمدون نے یہ فوجیں قسنطینہ اربس اور سقنباریہ سے اپنے ساتھ لائیں تھیں۔

چنانچہ ایوب نے موقع مناسب سمجھ کر ان پر شب مارا اور علی بن حمدون کی فوج کو منتشر کر دیا۔ علی بن حمدون کا گھوڑا بدک گیا اور خود نیچے زمین پر گر

کر ہلاک ہو گیا۔ اب ایوب یہاں سے تیونس کی طرف چلا گیا اسوقت تیونس کا حکمران حسن بن علی شیعہ کے داعیین میں سے تھا چنانچہ حسن بن علی نے بھی شکست کھائی۔

قوت میں اور اضافہ:......اس کے بعد حسن بن علی نے کتامہ کے علاقے میں جا کر ان کے ساتھ قسطنیہ میں پڑاؤ ڈال لیا اور ابو یزید نے بربریوں کی فوج کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ پھر ہر طرف سے ابو یزید کے پاس بربریوں کی فوجیں آ کر جمع ہونے لگیں اسطرح ابو یزید کی قوت اور بھی بڑھ گئی۔

قائم کی ہلاکت:......اب جب قوت کافی حد تک بڑھ چکی تھی الہٰذا موقع غنیمت سمجھ کر ابو یزید نے سوسہ کا محاصرہ کر لیا اور منجنیقیں نصب کر لیں۔ اسی دوران ۳۳۴ھ میں قائم ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا اسماعیل منصور خلیفہ بنا۔ اسماعیل نے خود ابو یزید کے مقابلہ میں سوسہ آنا چاہا مگر ساتھیوں نے منع کر دیا چنانچہ اس نے سوسہ کی طرف فوج بھیج دی فوج نے سوسہ میں آ کر ابو یزید کو شکست دے دی اور ابو یزید واپس قیروان پلٹ آیا۔ قیروان میں اس کی ناقہ بندی کر لی گئی پھر اس کے ساتھی ابو عمار نے اسے رہائی دلوائی۔ اور آگے منزل مقصود کی طرف چل پڑا۔

منصور قیروان میں:......منصور نے مہدیہ سے سوسہ اور پھر قیروان پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر لیا اور وہاں کے عوام کو امان دے دی اور ابو یزید کے اہل وعیال کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آیا۔ ابو یزید کو ایک بار پھر کہیں سے کمک ملی تو اس مردے میں جان پیدا اور حاکم قیروان کے خلاف از سر نو حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا چنانچہ منصور کے لشکر پر چڑھائی کر دی اور شبخون مارا، دونوں فوجوں کے درمیان زوردار معرکہ ہوا مگر شام کے وقت فوجیں تھک کر اپنی اپنی پناہ گاہوں میں چلی گئیں۔ اس کے بعد پے در پے حملے ہوتے رہے مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ کسی کے حق میں بھی نکل نہ سکا۔ بالآخر منصور کو اطراف سے کچھ کمک مل گئی۔

چنانچہ ۱۵ محرم الحرام منصور کو فتح حاصل ہوئی ابو یزید بہت سے بربریوں کو قتل کروا کر بھاگ نکلا اور منصور نے اسکا تعاقب شروع کر دیا۔

محمد بن خزر کی فرمانبرداری:......اس کے بعد منصور نے قیروان سے کوچ کیا اور بمعہ اپنے ساتھیوں اور متبعین کے سبیہ سے ہوتا ہوا براستہ تبسہ باغایہ تک پہنچ گیا۔ باغایہ میں اسے محمد بن خزر کا خط ملا۔ خط میں اس نے منصور کی اطاعت گزاری، دوستی اور مدد دینے کا اظہار کیا۔ منصور نے اسے جواباً ابو یزید پر کڑی نظر رکھنے اور اسے گرفتار کرنے کو لکھا۔ نیز بن خزر کو یقین دلایا کہ اگر وہ کام کماحقہ کرے گا تو حاصل شدہ کا بیسواں حصہ اسے دیگا۔

طنبہ کی طرف روانگی:......محمد بن خزر سے عہد پیماں لینے کے بعد منصور طنبہ کی طرف کوچ کر گیا چنانچہ طنبہ میں مسیلہ کے گورنر جعفر بن علی نے بہت سارے اموال اور تحائف کے ساتھ منصور کا استقبال کیا اور ابو یزید کے بارے میں رپورٹ دی کہ وہ فی الحال سکرہ میں مقیم ہے۔ نیز یہ بھی کہا کہ محمد بن خزر سے مدد طلب کی تھی مگر اس نے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا۔

ابو یزید کی بھاگم بھاگ:......منصور جعفر سے الوداع ہو کر بسکرہ کی طرف روانہ ہو گیا وہاں پہنچا تو اہل بسکرہ نے جوشیلے انداز میں اسکا استقبال کیا۔ ابو یزید منصور کی خبر پاتے ہی جبل سالات کی طرف بھاگ گیا پھر وہاں سے جبل کتامہ کی طرف نکل گیا (جبل کتامہ کو آجکل جبل عیاض کہا جاتا ہے)۔ منصور کو ابو یزید کے بھاگ نکلنے کی خبر ہوئی تو اس نے دمرہ تک اسکا پیچھا کیا۔ دمرہ میں منصور نے کچھ عرصہ کے لئے قیام کیا۔ اس دوران ابو یزید نے موقع غنیمت جان کر منصور پر شبخون مارا مگر شکست کھا کر جبل سالات کی طرف آ گیا۔ پھر وہاں سے رمال چلا گیا اور دوسری طرف بنو کملان اسے چھوڑ کر واپس لوٹ آئے اور منصور محمد بن خزر کے ہاتھوں انہیں امان دے دی۔

ہم نے بھی تمہیں ناکوں چنے چبوانے کی قسم کھائی ہے:......منصور نے بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑا حتی کہ جبل سالات میں جا اترا اور رمال تک اسکا تعاقب کیا پھر آ کر بلاد ضنہاجہ میں داخل ہو گیا۔ یہاں منصور کو رپورٹ ملی کہ ابو یزید جبل کتامہ کی جانب واپس پلٹ آیا ہے۔

چنانچہ منصور بھی اس کی طرف دوبارہ کمر بستہ ہو گیا اور کتامہ، عجیسہ، زواوہ، بنوزنداک، مزانہ کناسہ اور مکلاتہ کی فوجوں کے ہمراہ اس کی طرف پیش قدمی کی چنانچہ ان سب نے مل کر ابو یزید اور نکاریہ کی فوجوں کو شکست سے دوچار کر دیا۔ ابو یزید نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مل کر جبل کتامہ میں پناہ لی

اور منصور نے مسیل کی طرف رخت سفر باندھ لیا۔

اف اللہ یہ محاصرہ؟:...... اس دوران ابو یزید قلعہ جیل میں محصور ہو گیا چونکہ منصور نے قلعے کے باہر محاصرہ ڈال رکھا تھا۔ چنانچہ منصور نے کئی مرتبہ قلعہ پر حملہ کیا مگر ابو یزید قلعہ کے ایک محل میں جو نسبتاً بلندی پر واقع تھا، پناہ لے لیتا، منصور نے محاصرہ اور سخت کیا بالآخر قلعہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

افسوس ہم کہاں پہنچ گئے:...... اس کارروائی میں ابو عمار اعمیٰ اور یکموس مزاتی قتل ہو گئے۔ ابو یزید کو بھی شدید زخمی حالت میں لوگوں نے سنبھالا ہوا تھا، زخموں سے خون فوارے کی طرح ابل رہا تھا۔ اسی دوران ایک گڑھے میں جا گرا اور نقاہت میں اور اضافہ ہو گیا۔

رات بھر زخمی حالت میں رہا صبح کو منصور کے پاس لایا گیا منصور نے علاج معالجہ کرنے کی ہدایت کی اور ابو یزید کی ڈانٹ ڈپٹ کی تیز فی الحال اسے قتل کرنے سے کسی قدر پہلوتہی برتی اور فی الوقت لہدیہ کی طرف بھیج دیا اور بقدر ضرورت اس کا وظیفہ مقرر کیا اور طادیٔ النظریں اس سے اچھا سلوک کیا۔

یہاں نہیں گزارا اب اگلے جہاں چلتے ہیں:...... چنانچہ ابو یزید کو عہدیہ میں لایا گیا اور ۳۳۵ھ میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اب منصور کے حکم سے اس کی کھال ادھڑ کی گئی اور کھال میں کس وخشاک بھروا کر قیروان میں پھیروائی۔ چنانچہ ابو یزید کی ایک جماعت بھاگ کر اس کے بیٹے کے پاس چلی گئی اور فضل ان دنوں سعید بن خزر کے پاس رہ رہا تھا۔

چنانچہ ان لوگوں نے منصور کی فوج پر عقب سے حملہ کر دیا اسی طرح صنہاجہ کے امیر زیری بن مناد نے بھی چھپ کر حملہ کر دیا۔ لیکن منصور نے ان کا تعاقب نہ چھوڑا حتی کہ مسیلہ تک جا پہنچا اس طرح معبد کا اثر اختتام پذیر ہوا۔

اس کے بعد قیہرت کے گورنر حمید بن یصل نے بغاوت کا ارادہ کر لیا نیز سمندر کے راستے تنّس سے ہوتا ہوا ادھر پہنچ گیا ادھر سے منصور نے تیہرت پر جا کر قبضہ کر لیا اور اپنے والی مقرر کر لئے۔

فضل بن ابو یزید کی تلاش:...... ادھر سے فارغ ہونے کے بعد منصور نے لواتہ کا ارادہ کیا چونکہ فتنہ پرداز لواتہ میں مقیم تھے چنانچہ اس کی خبر پاتے ہی لواتہ سے امام کی طرف بھاگ گئے۔ اور منصور ۳۳۵ میں افریقہ کی طرف واپس آ گیا۔ منصور کو پھر خبر ملی کہ فضہ بن یزید نے قسطیلہ نے نواح میں لوٹ ماری ہے چنانچہ منصور اسی سال اس کی تلاش میں چل پڑا اور قفصہ تک پہنچ گیا پھر وہاں سے الزاب کے مضافات میں جا اترا چنانچہ یہاں ماداس کا قلعہ فتح کر لیا۔

بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی:...... چنانچہ فضل سنتے ہی امال کے علاقہ میں چلا گیا اس بھاگم بھاگ سے منصور بھی بہت تنگ آ گیا چنانچہ ۳۳۶ھ میں قیروان واپس آ گیا۔ فضل نے موقع پا کر جیل اور اس کی طرف کوچ کر دیا۔ پھر وہاں سے باغایہ کا جا کر محاصرہ کر لیا لیکن اس کے ساتھیوں میں سے ماطیط بن لعلی نے اس سے غداری کر دی اور فضل کو قتل کر کے اسکا سر منصور کے پاس بھیج دیا۔ اس طرح ابو یزید اور اس کے بیٹوں کا قصہ تمام ہو گیا۔

ایوب بن ابو یزید کا سر منصور کے قدموں میں:...... فضل بن ابو یزید ماطیط کے ہاتھوں قتل ہوا اور ایوب بن ابو یزید کو مغراوہ سرداروں میں سے عبداللہ بن بکار نے قتل کر دیا اور اس کا سر منصور کے پاس بطور تحفہ لے آیا تا کہ منصور کا قرب حاصل کر سکے۔ منصور جب ان لوگوں کی کارروائی سے مطمئن ہو گیا تو بنو یفرن کے تعاقب میں اٹھ کھڑا ہوا۔ چنانچہ بنو یفرن کی دعوت کے اثرات کا خاتمہ کر کے دم لیا۔

والبقاء للہ وحدہ۔

بنو یفرن کی مغرب اوسط اور اقصاء میں پہلی حکومت کے ابتدائی و انتہائی حالات

بنو یفرن کی قیام گاہیں:..... زناتہ میں سے بنو یفرن کے بہت سارے بطون تھے۔ (بطن بڑے قبیلے کی شاخ کو کہتے ہیں) یہ لوگ مختلف جگہوں میں آباد تھے انہیں سے بنو دارکو اور مرنجیصہ افریقہ میں مقیم تھے، کچھ تلمسان کے گرد و نواح میں آباد تھے اور کچھ تلمسان اور تاہرت کے وسط میں رہتے تھے انہی لوگوں نے تلمسان شہر کی حد بندی عمل میں لائی تھی۔

کچھ خلاصہ:..... عباسی حکومت کے ابتدائی دور میں اس علاقہ کا والی ابوقرہ المستری انہی لوگوں میں سے تھا۔ اسی نے بنبہ میں عمر بن حفص کا محاصرہ کیا تھا۔ جب ابو یزید کا معاملہ اختتام پذیر ہوا اور منصور نے بنو یفرن سے افریقہ کا پلہ پاک کر دیا تو تلمسان کے نواح میں مقیم لوگوں نے وفود بنائے تھے اور ابو یزید کے دور میں محمد بن صالح ان کا سردار جب منصور نے محمد بن اور اس کی قوم مفراوہ کے معاملہ کو نمٹا دیا تو اس وقت بنو یفرن کے ساتھ اس کی جنگ ہو رہی تھی چنانچہ محمد بن صالح، بنو یفرن کے ہاں مقیم عبداللہ بن بکار کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے یعلیٰ نے اسی کا کام اپنے ذمہ لے لیا چنانچہ اس کی بہت شہرت ہوگئی پھر اس نے یفکان شہر کی حد بندی کروا دی۔

دہران میں شورش:..... جب عبدالرحمٰن الناصر نے وادی کے مضافات میں رہنے والے زناتہ کو امویوں کی فرمانبرداری کی دعوت دی اور ان کے بادشاہوں سے حسن سلوک کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو یعلیٰ نے ان کی اطاعت بجالانے میں جلدی سے کام لیا۔ اسی طرح خیر بن محمد خزر اور اس کی قوم مفراوہ نے بھی یعلیٰ کا ساتھ دیا۔ چنانچہ یعلیٰ کے پاس کافی قوت جمع ہوگئی تھی اس نے دہران پر چڑھائی کر کے ۲۹۸ھ میں محمد بن مون سے اسے چھین لیا۔ اسی علاقے پر کتامہ کے صولات المیطی نے وہاں پر ایک حاکم مقرر کیا تھا۔ چنانچہ یعلیٰ بزور طاقت اس میں داخل ہو گیا اور خوب تباہی مچائی۔

تاہرت بھی قبضہ میں آ گیا:..... اس کے بعد یعلیٰ نے خیر بن محمد کے ساتھ تاہرت پہ چڑھائی کی تو لمایا سے میسور الخصی اپنے متبعین کے ہمراہ اس کے مقابلے میں آیا مگر یعلیٰ نے اسے شکست دی اور تاہرت پہ قبضہ کر لیا اور میسور اور عبداللہ بن بکار کو قیدی بنالیا۔ پھر یعلیٰ نے انہیں اپنے خون کے ہم پلہ نہ ہونے پر انہیں قتل کرنے سے توقف کیا اور انہیں بنو یفرن کے ہاں بھیج دیا چونکہ انھوں نے قبل ازیں بنو یفرن پر حملہ کیا تھا۔

سلطان یعلیٰ کی عظمت:..... چنانچہ مغرب کی طرف سلطان یعلیٰ کی عظمت بہت بڑھ گئی اور اس نے تاہرت سے طنجہ تک کے منبروں پر عبدالرحمٰن الناصر کے نام کا خطبہ پڑھوایا اس نے عبدالرحمٰن سے مطالبہ کیا کہ اپنے خاندان کے آدمیوں کو مغرب کے شہروں میں والی مقرر کرے۔ عبداللہ جمان نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے فاس میں محمد بن خیر بن محمد بن عشیرہ کو والی مقرر کیا۔ چنانچہ محمد نے اپنی حکمرانی کے ایک سال میں درویشی اختیار کر لی۔

پھر اس نے اندلس پر چڑھائی کرنے کی اجازت طلب کی چنانچہ عبدالرحمان نے اسے اجازت دے دی اور اس کے چچازاد بھائی احمد بن ابوبکر بن احمد بن عثمان بن سعید کو اسکا جانشین مقرر کیا اسی نے ۳۴۴ھ میں واذنۃ القرویین کی حد بندی کی تھی۔ الغرض سلطان یعلیٰ مغرب میں بڑی عظمت کا حامل رہا۔ پھر ۳۴۷ھ میں معزلدین اللہ کے بعد اس کے کاتب جوہر الصقلی نے قیروان سے مغرب تک جنگ کی۔

جوہر الصقلی کا دباؤ:..... جوہر الصقلی جب جب اپنی فوجوں کے ہمراہ نکلا تو مغرب میں زناتہ کے امیر یعلیٰ بن محمد یفرنی نے چند امور میں جلدی سے کام لیا چنانچہ یعلیٰ، جوہر الصقلی سے ملاقات کر کے اس کی اطاعت بجالانے کے بارے میں سوچنے لگا اور اپنی قوم یفرن اور زناتہ کی بیعت توڑ ڈالی جوہر نے ظاہری طور پر اس کی باتوں کو بڑا سراہا اور دل دل میں اسے قتل کرنے کی ٹھان لی۔

یعلیٰ کی ہلاکت:..... چنانچہ اس کو نکال کی تاریخ مقرر کر دی اور وقت مقرر کے لئے اپنے کچھ مخلصین کو تیار رکھا۔ پس وقت مقرر پر اس کے مخلصین نے فوج کے عقب پر حملہ کر دیا چنانچہ کتامہ اور صنہاجہ کے سردار جلدی سے آگے بڑھے اور چالاکی سے یعلیٰ کو گرفتار کریں پھر ایک چٹیل زمین میں ایک تنور میں ہلاک ہو گیا اور کتامہ وصنہاجہ کے نوجوانوں نے تیروں اور نیزوں سے اس کی نعش کو چھلنی کیا۔ قبائل میں اسکا خون ضائع ہوا۔

چنانچہ جوہر نے یفکان شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور زناتہ قوم اس کے سامنے سے ہٹ گئی اور اس طرح ان کے مطالبات کی حقیقت آشکارہ ہوگئی۔

بعض مؤرخین کی رائے:...... بعض مؤرخین کی رائے ہے کہ جوہر جب تاہرت سے جنگ کر کے واپس آ رہا تھا تو یعلی سے اس کی ملاقات ہوگئی اور شلف کی طرف اس پر چڑھائی کر کے اسے قتل کر دیا۔ پھر بنو یفرن کی جماعت تفرقہ کا شکار ہوگئی اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد بکھرے ہوئے بنو یفرن یعلیٰ کے بیٹے بدوی کے پاس مغرب میں جمع ہونے لگے۔ ان میں سے بہت سارے لوگ اندلس کی طرف چلے گئے بنو یفرن کے ان لوگوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تھا بعد میں یعلیٰ نے آ کر اس مردے میں جان ڈالی تھی بالآخر صلح میں ان کی مستقل حکومت قائم ہوگئی تھی پھر ان میں باری باری حکمران آتے رہے۔ آگے ان کا ذکر آئے گا ان شاء اللہ۔

اقصائے مغرب میں بنو یفرن کی مقام سلام میں دوسری حکومت کے متعلق حالات

کچھ واپسی کے حالات:...... جب جوہر الصقلی نے معز کے قائد یعلی بن محمد (امیر بنو یفرن) پر حملہ کر کے ۳۴۷ھ میں مغرب پر قبضہ کر لیا تو بنو یفرن کی طاقت اور جمعیت بکھر گئی اور یعلی کا بیٹا بدوی بن یعلیٰ مغرب اقصیٰ کی طرف چلا گیا اور جوہر کے حالات سن کر اور آگے تک بھاگ گیا اور صحرا میں روپوش ہوا یہاں تک کہ جوہر واپس آ گیا۔

بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ جوہر نے اسے گرفتار کر لیا تھا اور بعد میں قید خانے سے بھاگ گیا پھر اس کی قوم نے متفقہ طور پر اسے اپنا سردار بنا لیا تھا۔ جوہر مغرب سے واپسی کے وقت بنو محمد کے شیخ حسن بن کنون کو ادراسہ اور بلاد عمارہ کا حاکم مقرر کیا اور اپنی منزل مقصود کی طرف چل پڑا۔

حکم اور اس کا وزیر:...... الحکم المستنصر نے ۳۰۵ھ میں اپنی حکومت کے ابتدائی دور میں اپنے وزیر محمد بن قاسم بن طلس کو مغرب اور ادارسہ پر غلبہ پانے کے لئے فوجوں کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ محمد بن قاسم بن طلس نے جاتے ہی ان شہروں پر غلبہ پالیا۔ ہم نے تذکرہ کر دیا ہے کہ اس نے ۳۶۵ھ میں ان سب کو مغرب سے اندلس کی طرف بھگا دیا۔

مغرب کی دعوت امویہ: ...... محمد بن قاسم بن طلس نے مغرب میں امویوں کی دعوت عام کے لئے راہیں ہموار کر دیں محمد بن قاسم مغرب میں مصروف عمل تھا لیکن حکم فوراً اپنے غلام غالب کے پاس آیا اور اسے سرحدوں کی ناقہ بندی کے لئے واپس بھیج دیا۔ اور مغرب میں یحییٰ بن محمد بن ہاشم التجیبی کو حاکم مقرر کیا۔ اسے اس طرف کی سرحد کا حاکم اعلیٰ تصور کیا جاتا تھا۔ حکم نے اسے اجازت دے رکھی تھی کہ وہ عرب فوجوں اور سرحدی فوجوں کے ساتھ وقتاً فوقتاً غالب کی مدد کرتا رہے۔

حکومت امویہ میں تناؤ:...... اسی دوران حکم پر فالج کی بیماری نے حملہ کر دیا چنانچہ مغرب میں اموی عروج کو گہرا دھچکا لگا اور حکومت سرحدوں دشمن سے دفاعی اقدام کے سلسلے میں فوجی جوانوں کی محتاج ہوگئی۔ حکم نے یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو وادی کنارے کے سے طلب کیا اور حاجت مصحفی کو الزاب اور مسیلہ کے امیر جعفر بن علی حمدون کے ذریعے مدد دینے کو کہا واضح ہے امیر جعفر شیعوں کے بلاوے پر لبیک کہنے کو تیار تھا پھر انھوں نے حکومت سے اطراف وادی میں جو فوائد مل سکتے تھے ان کے حصول کے لئے آپس میں اتفاق کر لیا اسی طرح شاداب جنگلات میں رہائش پذیر بربریوں سے بھی مدد طلب کی چونکہ اس مصیبت میں وہ بھی شریک تھے۔

بربریوں کا اجتماع:...... جب قرطبہ میں بربری فوجوں کا اجتماع ہو گیا تو حکم نے جعفر اور اس کے بھائی یحییٰ کو مغرب کا حاکم مقرر کیا اور انہیں وادی کے کنارے کے بادشاہوں کی خلعتیں، بہت سارا مال اور فاخرہ لباس دیئے۔ چنانچہ جعفر ۳۶۵ھ میں مغرب کی طرف گیا اور اس دوران اس کے محکوم علاقے کا نظم وضبط بدستور قائم رہا۔

مختلف امراء:...... اسی دوران زناتہ کے بادشاہوں میں سے بدوی بن یعلیٰ جو کہ یفرن کا امیر سمجھا جاتا تھا، اسکا چچازاد بھائی بخت بن عبداللہ بن بکار،

محمد بن خیر بن خزر اور محمد کا چچازاد بھائی بکساں بن سید الناس بن سید الناس، عطیہ بن تیادھا کے دونوں بیٹے زیری اور مقاتل، مفرار وہ کے امیر ضرورن اور ابن سعید، مکناسہ کا امیر اسماعیل بن البوری، محمد اور ابن محمد الاراضی وغیرہ تمام لوگ اکٹھے ہو گئے ان سب میں سے بدوی بن یعلیٰ قوت وطاقت اور اچھی خاصی اطاعت کا مالک تھا۔

عوام الناس پر کرم نوازیاں:......ان حالات کے پیش نظر حکم نے جعفر کی جگہ ہشام المؤید کو حاکم مقرر کر دیا اور محمد بن عامر حاجب کے فرائض تنہا سرانجام دینے لگا ہشام نے اپنے ابتدائی دور ہی میں سلطان کی فوجوں اور دیگر حکومتوں کے کارندوں کو اپنے ساتھ ملا کر ملک کا انتظام بہتر کیا اور مختلف فنون کے لوگوں سے ملک کو زینت بخشی، پچھلے علاقوں میں رہنے والے زناتہ کو اپنے اعتماد میں لیا اور انہیں ہر طرح کے انعامات اور خلعتوں سے نوازا، ان کے وفود کا اکرام کیا۔ اسی طرح جو آدمی سلطان کے وظیفہ خواہوں کے رجسٹر میں اپنا اندراج کرنا چاہتا اس سے اچھے اخلاق سے پیش آتا اور اس کی عزت کرتا۔

چنانچہ حومت کی حکمرانی اور دعوت کے پھیلانے میں جدوجہد کرنے لگا۔ مگر وادی کے کنارے کے امیر جعفر بن علی اور اس کے بھائی یحییٰ کے درمیان پھوٹ ڈال دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یحییٰ نے شہر کو اپنے لئے خاص کر لیا اور اکثر لوگوں کو بھی اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

جعفر کی مشکل:......اسی عرصہ میں جعفر پر ایک مصیبت آن پڑی جو کہ اس نے ایام جنگ میں برغواطہ پہ ڈال تھی۔ چنانچہ محمد بن ابی عامر نے اس کی ثابت قدمی کو دیکھ کر اپنے پاس بلایا اور اندلس میں حکم کی طرف سے پیش آنے والی مشکلات کا قلع قمع کیا اور مغرب کی عملداری سے دست بردار ہو کر ابن ابی عامر کے پاس سمندر پار چلا گیا اور بہر جگہ پر رہائش پکڑی نیز زناتہ کی اطاعت کے ذریعے حکومت کا تقرب حاصل کرنے کے لئے مقابلے کرنے گا۔

سجلماسہ پر قبضہ:......۳۳۶ھ میں ضرورن بن فلفول نے سجلماسہ پر چڑھائی کی اور وہاں سے آل وررادکی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ منصور نے جب اس کی نیز پالیسیوں کو دیکھا تو اسے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا جیسے کہ اسکا تذکرہ پیچھے ہو چکا ہے۔

بلکین بن زیری:......اس فتح کے بعد افریقہ کے حکمران بلکین بن زیری نے ۳۶۹ھ میں شیو کے لئے مغرب پر مشہور حملہ کیا اسی حملہ سے دفاعی اقدام کے سلسلے میں محمد بن ابی عامر قرطبہ سے بذات خود جزیرہ کی طرف گیا تھا چنانچہ بیت المال سے بہت سارا مال اور لاتعداد فوج اپنے ہمراہ لائی تھی دوسری طرف جعفر بن علی بن حرد ق سبتہ کی طرف بڑھ گیا تھا اور ملوک زناتہ بھی اس کے ساتھ شامل تھے۔ بلکین انہیں اس حالت میں چھوڑ کر ارغواطہ سے جنگ کرنے واپس آ گیا تھا۔

بلکین کی وفات:......بلکین ۳۷۱ھ میں وفات پا گیا اور جعفر اپنے مقام کی طرف ابن ابی عاو کے پاس واپس لوٹ آیا مگر ان کے درمیان موافقت نہ ہو سکی۔ واضح رہے اس سے کچھ عرصہ پہلے حسن بن کنون قاہرہ سے عبدالعزیز بن نزار معد کا خط لے کر افریقہ کے حاکم بلکین کے پاس آیا تھا تاکہ وہ مغرب کے بادشاہ کی مدد کرے لیکن بلکین نے اموال اور تحائف وغیرہ دے کر اسے اپنے راستے پر چلتا بنا دیا اور مغرب کی طرف چل پڑا وہاں جا کر مروانید کی اطاعت کو مستحکم پایا اس کے بعد بلکین کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے منصور نے اس کے کاموں سے بے رغبتی برتی اور حسن بن کنون کو اپنے پاس بلا لیا۔

۳۷۵ھ میں ابو محمد بن ابی عامر اپنے چچازاد بھائی محمد بن عبداللہ کو (جس کا لقب مسکلاجہ تھا) منصور کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور خود جزیرہ کی طرف چل پڑا تاکہ رالقصہ پہ چڑھائی کر کے حسن بن کنون کا گھیراؤ کر سکے۔ حسن بن کنون نے امان طلب کی چنانچہ عمرو اور عسکلاجہ اس کے آلات حرب کے ضامن بنے اور اس نے اسے الحفرہ کی طرف واپس کر دیا۔ ابھی تک ابن ابی عامر اس کے آگے نہ چلا تھا کہ اس نے حسن کی عہد شکنی کے شبہات ہونے لگے لہٰذا اس امر کے تحت اپنے معتمد آدمی کو بھیجا تاکہ حسن کا سر کاٹ کر لائے۔ اس طرح ادارے کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ پس اس نے اس بات سے عمر اور عسکلاجہ کو نظر انداز کر دیا اور منصور کے پاس اس کے بارے میں جن باتوں کی چغلی کی گئی اسے راحت پانے کے لئے فوج کی طرف واپس چلا گیا۔ پھر منصور نے اسے وادی کے کنارے سے بلایا اور ابن کنون کے ساتھ ملا دیا یعنی اسے بھی قتل کر دیا۔

وزیر حسن احمد بن عبدالودود سلمی:......وادی کے کنارے پر وزیر حسن بن احمد بن عبدالودود سلمی کو حاکم مقرر کیا اور اس کے لاؤ لشکر میں اضافہ کیا۔

اس طرح ۳۷۶ھ میں اپنی عمل داری میں فتح ہو گیا۔ چنانچہ اس نے مغرب کا کنٹرول اچھی طرح سے سنبھالا اور اس حالت کو دیکھ کر بربری اس سے خوفزدہ ہو گئے۔ اس عرصہ میں حسن بن احمد فاس مقام پر اترا تو سلطان نے اس کی مزید مدد کی اور اس کی فوج میں اضافہ کیا۔ اس دوران مضافات کے ملوک بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے ابن ابی عامر کو بھی ڈرایا دآیا اور اسے اپنے پاس بلایا تا کہ اس کی اطاعت کی جانچ پڑتال کر سکے۔ لیکن ابن ابی عامر جلدی سے اس کے ساتھ مل گیا۔ چنانچہ اس نے ابن ابی عامر کی عزت افزائی کی اور اسے اپنے کام پر بحال رکھا۔

بدوی بن یعلیٰ:......زناتہ کے ملوک میں سے بدوی یعلیٰ امویوں سے بڑا پریشان تھا باہمی گٹھ جوڑ کے سلسلے میں منصور بن ابی عامر، بدوی اور اس کے ساتھ زیری بن عطیہ کی آپس میں مڈبھیڑ کرتا رہتا تھا اور دونوں اپنے اپنے مقابل کے سامنے استقامت دکھلاتے اور منصور زیری کی طرف زیادہ رغبت رکھتا تھا چونکہ وہ اس کے خلوص، اطاعت اور نیک نیتی کی وجہ سے اس پر کافی اعتماد رکھتا تھا۔ اور اسے امید تھی کہ وہ بدوی بن یعلیٰ کا مقابلہ کر کے اس سے قیادت حاصل کرے گا۔ چنانچہ ۳۷۷ھ میں اس نے زیری کو الحفرہ بلایا چنانچہ زیری جلدی سے اس کے پاس حاضر ہوا اس نے زیری کا پر جوش استقبال کیا اور عزت و اکرام خوب کیا، انعامات سے بھی خوب نوازا۔ بدوی بن یعلیٰ کو بھی بلایا مگر بدوی نہ آیا اور کہلا بھیجا کہ کیا کبھی جنگلی گدھوں کو نعل بندوں کی اطاعت کرتے دیکھا ہے پھر اس نے علاقے میں کھلم کھلا فساد و بربادی شروع کر دی۔

شکست:......بدوی کے مقابلے میں حسن بن عبدالودود مغرب کے حاکم کی فوجوں، اندلسی فوجوں اور وادی کے ملوک کے ساتھ ملک زیری بن عطیہ کی مدد کے لئے گیا دوسری طرف سے بدوی نے بھی اپنی فوجیں اکٹھی کر لیں۔

چنانچہ ۳۸۱ھ میں ان کا مقابلہ ہوا سلطان اور مغراوہ کی فوجوں کو شکست ہوئی اور بدوی کو فوجوں نے دل کھول کر خونریزی کی حتیٰ کہ وزیر حسن بن عبدالودود کو بھی کئی زخم آئے۔ انہی زخموں کی وجہ سے کچھ دنوں بعد ہلاک ہو گیا تھا جب ابن ابی عامر کو خبر پہنچی تو وہ غمگین ہو گیا۔ اور زیری کو لکھا کہ فی الفور فاس کے علاقے کا کنٹرول سنبھال لو حسن کے ساتھیوں کی مدد کے لئے پہنچو۔ الغرض زیری کو مغرب کا حاکم مقرر کر دیا۔

ابوالبہار بن زیری کی علیحدگی:......ابوالبہار بن زیری بن مناد صنہاجی اپنی قوم سے جدا ہو گیا اور شیعوں کو خیر باد کہہ دیا اور منصور کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے تلمسان کے ساحل میں چلا گیا۔ اور ابن ابی عامر سے ساز باز کر کے اپنی قوم کے سرداروں اور اپنے بھتیجے کو اس کے پاس بھیجا۔ چنانچہ اس نے فاس میں زیری کو اموال و عطیات وغیرہ بھی بھیجے (اسکا بیان آگے آئے گا) پھر ان دونوں کو بدوی کی مدافعت پر اکٹھا کیا لیکن ان کی گٹھ جوڑ کامیاب نہ ہو سکی۔ ان حالات کے پیش نظر ابوالبہار اپنے بھتیجے منصور کی حکومت میں واپس چلا گیا پھر زیری نے ان پر حملہ کر کے غلبہ پا لیا پھر ابوالبہار ربتہ چلا گیا اور وہاں سے اپنی قوم میں واپس لوٹ آیا۔

حمامہ مقام شالہ میں:......بنو یفرن نے جب حمامہ بن زیری پر اتفاق کر کے اپنا حاکم مقرر کر لیا تو وہ بنو یفرن کو مغرب میں شالہ مقام پر لے گیا چنانچہ شالہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور ہمیشہ کے لئے ان علاقوں کو اپنی عملداری میں داخل کر لیا۔ لیکن زیری اور مغراوہ کے ساتھ جنگوں کا ایک سلسلہ جاری رہا۔ دوسری طرف قیروان کے حاکم منصور کے ساتھ اس کے تعلقات خوشگوار تھے چنانچہ ۴۰۶ھ میں جب منصور نے اپنے چچا حماد کا قلعہ میں محاصرہ کیا ہوا تھا تو حمامہ نے منصور کو ہدیے وغیرہ بھیجے اور ملاقات کے لئے بڑے جوش و خروش کے ساتھ اپنے بھائی زادی بن زیری کو بھی بھیجا۔

امیر ابوالکمال تمیم بن زیری کا غلبہ:......جب حمامہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بھائی امیر ابوالکمال تمیم بن زیری بن یعلیٰ نے بنو یفرن کی امارت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس نے اپنے آپ کو حکومت کے لئے خاص کر دیا اور دین مستقیم کا پابند اور جہاد کا دلدادہ تھا۔ برغواطہ سے بغرض جہاد واپس گیا اور جا کر مغراوہ سے صلح کر لی اور فی الحال جنگ کرنے سے باز رہا لیکن ۴۲۴ھ میں مغراوہ اور بنو یفرن دونوں قبیلوں کے درمیان دشمنی پھوٹ پڑی پرانی عداوت از سر نو پیدا ہو گئی نتیجہ یہ نکلا کہ شالہ کے حاکم ابوالکمال نے بنی یفرن کی فوجوں کو لے کر مغراوہ پر چڑھائی کر دی دوسری طرف سے حمامہ بن المعز قبائل مغراوہ کی فوجوں کے ہمراہ اس کے مقابلہ میں آیا اور دونوں کے درمیان گھمسان کا ان پڑا بالآخر مغراوہ کمزور پڑ گئے اور حمامہ وجدہ کی طرف بھاگ گیا۔ اس طرح امیر ابوالکمال تمیم اور اس کی قوم فاس پر قابض ہو گئی اور ان لوگوں نے مغرب کی عملداری اپنے ہاتھ میں لے لی، نیز ابو

الکمال نے فاس کے یہودیوں کو لوٹا اموال و اسباب اپنے لئے مباح کر لئے اور ان کی مقدس اشیاء کو پامال کیا۔

حمامہ کی طلب امداد:...... دوسری طرف حمامہ نے وجدہ میں جا کر وہاں سے مغراوہ اور زناتہ کے بقیہ قبائل کو اپنے پاس جمع کیا اور مغرب اوسط میں اپنے کارندے دوڑائے تا کہ دوسرے علاقوں سے بھی معاونین آ کر ان کے ساتھ شامل ہو جائیں، اور خود تنس کے سرداروں کے پاس فریادی بن گر گیا تا کہ ان سے بھی مدد لے وہاں سے دور دراز کے علاقوں میں خطوط وغیرہ لکھے۔

چڑھائی:...... چنانچہ ۴۲۹ھ میں اس نے فاس پر چڑھائی کر دی ابوالکمال اس کی طاقت کا مقابلہ نہ کر سکا اور اپنے دارالخلافہ شالہ کی طرف بھاگ گیا پھر اسی علاقے کو اپنے عملدار میں رکھا اور ۴۴۶ھ میں انتقال کر گیا۔

والیان:...... ابوالکمال کے اس کا بیٹا حماد والی بنا لیکن زیادہ عرصہ تک عمر نے اسکا ساتھ نہ دیا اور ۴۴۹ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف والی بنا اور ۴۵۸ھ میں اس نے وفات پائی۔ یوسف کے بعد اس کا چچا محمد بن امیر ابوتمیم والی بنا اور لمتونہ کی جنگوں میں مارا گیا۔

دوسری طرف ابو یداس بن دوناص نے صبوس بن زیری بن یعلیٰ بن محمد سے جنگ کی چنانچہ بنو یفرن نے جب اس کے بارے میں اختلاف کیا تو اپنی قوم سے تنگ آ کر ۳۸۲ھ میں اندلس چلا گیا وہاں اس کے بھائیوں ابوقرہ، ابوزیداور عطاف وغیرہ نے اس کی کافی تک آؤ بھگت کی اور منصور کے ہاں ان سب کو قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا اسے بھی ملک کے رؤسا میں شامل کر لیا اور وظیمنہ وجا گیر وغیرہ عطاء اور اس کے ساتھ بھاگ کر آنے والوں کے ناموں کا رجسٹروں میں اندراج کرایا الغرض ہر طرف مشہور ہو گیا اور اس کی شان و عظمت کو چار چاند لگ گئے۔

پھر بعد میں جب جماعت میں انتشار پڑ گیا اور خلافت ہچکولے کھانے لگی تو اس نے اندلس کی فوجوں کے ہمراہ بربریوں کے خلاف بڑے عظیم کارنامے انجام دیئے۔

المستعین:...... ۴۰۰ھ میں جب المستعین نے قرطبہ پر قبضہ کیا اور اندلس کے بربری اس کے پاس جمع ہو گئے تو مہدی سرحدوں کی طرف چلا گیا۔ اس صورتحال کو دیکھ کر جلالقہ کے سرکشوں نے بھی فوجیں جمع کر لیں۔ چنانچہ اس نے غرناطہ پر حملہ کر دیا دوسری طرف سے المستعین بھی ساحل تک اپنی فوجوں کے ساتھ آیا۔ مہدی نے بھی بمعہ اپنی فوجوں کے ان کا پیچھا کیا۔ چنانچہ وادی ایرہ میں دونوں فریقین کی آپس میں گھمسان جنگ ہوئی اس موقع پر بربریوں پر آزمائشوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ الغرض مہدیہ اور سرکسوں کی فوجوں کو شکست ہوئی پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ابو یداس کی شہرت پورے عالم میں پھیل چکی تھی وہ اسی جنگ میں ایک مہلک زخم ہلاک ہو گیا اور وہیں دفن ہوا۔

یداس کی اولاد:...... یداس بن درناس کے بیٹے خلوف اور پوتے تمیم بن خلوف اندلس میں زناتہ کے رہنما سمجھے جاتے تھے نیز انہیں شجاعت و امامت بھی حاصل تھی۔ اسی طرح یحییٰ بن عبدالرحمان جو کہ اس کے بھائی عطاف کا بیٹا تھا وہ بھی ان جوانوں میں شامل تھا اور اسے بنو حمود اور بنو قاسم میں کسی قدر بعض امور میں خصوصیت بھی حاصل تھی۔ یہ کسی زمانے قرطبہ کا والی بھی رہ چکا تھا۔

نسب نامہ:...... یوسف بن حماد بن تمیم بن زیری بن یعلیٰ بن محمد بن صالح۔ محمد تمیم بن خلوف بن یداس بن دوناس، یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن عطاف، محمد الخیر بن محمد جسے یعلیٰ نے فاس کا والی مقرر کیا تھا، حماد احمد بن ابی بکر بن احمد بن عثمان بن سعید جسے یعلیٰ نے فاس کا والی مقرر کیا تھا۔

ابونور بن ابوقرہ کے اندلس میں ایام الطوائف کے دوران اس کی حکومت کے حالات

تعارف:...... اس آدمی کا نام ابونور بن ابوقرہ بن ابو یفرن تھا یہ ان نوجوانوں میں ہے کہ جس سے فتنہ کے زمانے میں ان کی قوم نے ان سے مدد مانگی تھی۔ اس زمانے میں رند کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے امویوں کے غلام عامر بن فتوح کو نکال دیا قیروان کا بادشاہ بن بیٹھا۔

ابن عباد:...... چنانچہ اشبیلیہ میں ابن عباد کی شہرت جب بڑھ گئی اور گرد و نواح کے علاقوں پر قبضہ کرنے لگا تو ابونور کے ساتھ بھی اس کی جھڑپیں ہوئیں

چنانچہ حکمرانی کے متعلقہ امور میں ابونور کے حالات مختلف ہوگئے۔ ان حالات میں ۴۴۳ھ میں رندہ اور اس کے مضافات بربریوں کے ساتھ بھی ٹکراؤ ہوگیا۔

پھر ۴۵۰ھ میں ابن عباد نے ابونور کو ایک ولیمے میں بلایا اور ایک لونڈی کے واسطے سے اس تک شکایت پہنچائی کہ ابن عباد کا بیٹا حرام کاریوں میں مبتلا ہے چنانچہ ابونور نے ابن عباد کے بیٹے کو قتل کر دیا اور ابن عباد خود بھی بیٹے کے صدمے میں مرگیا۔

ابونصر:......اس کے بعد اسکا دوسرا بیٹا ابونصر ۴۵۷ھ تک والی بنا۔ اس عرصے میں اس کے بعض سپاہیوں نے اس سے غداری بھی کردی اور خود بھاگ نکلا لیکن رستے میں کسی دیوار سے گر کر ہلاک ہوگیا۔ پھر المعتمد نے اندہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہ واقعہ ۴۴۵ھ میں سا- والے واقع میں ہی پیش آ گیا تھا جس میں ابونور ہلاک ہوگیا تھا۔ پھر جب ابونصر کو خبر ہوئی تو ایسے حالات پیش آئے جنکا بیان ہو چکا ہے۔

بنو یفرن کے بطن مرنجیصہ کے حالات

ابتدائی حالات:......بنو یفرن کا یہ بطن افریقہ کے مضافات میں آباد تھا اور اسے بڑی قوت اور اکثریت حاصل تھی۔ جب ابو یزید نے شیعوں کے خلاف خروج کیا تھا تو ان لوگوں نے عصبیت کے بل بوتے پر اس کی مدد کی تھی واضح رہے کہ بنودار کو ان کے ماموؤں میں سے تھے پھر بعد میں اس کا عروج زوال پذیر ہوگیا۔

چنانچہ شیعوں کی حکومت صنہاجی مددگاروں اور افریقی حکمرانوں نے انہیں زبردستی پکڑ لیا اور ان کے مال واسباب دل کھول کر لوٹے۔ اور ذلت کے دروازے پر پہنچ کر غالب حکومت کو خراج اداء کرنے لگے نیز ان کے بقیہ قبائل تونس اور قیروان کے درمیانی علاقوں میں مقیم ہوگئے اور وہیں گائیں بکریاں پالنی شروع کردیں اور خیموں میں اپنا بسیرا رکھا نیز اس علاقے کے گردونواح میں تلاش معاش کے کے لئے سفر کرتے اور کھیتی باڑی پر اپنا گذارہ چلاتے۔ چنانچہ موحدین نے جب افریقہ پر قبضہ کیا تو یہ لوگ بدستور ٹیکس ادا کررہے تھے اور سلطان کے ساتھ متعدد جنگوں میں اس کے معاون رہے۔

غلبہ:......چنانچہ جب بنوسلیم کے الکعوب افریقہ کے مضافات پر قبضہ کرلیا اور ریاح کے حکومتی دشمن دواددہ کو وہاں سے نکال دیا تو سلطان نے ان لوگوں سے ان کے خلاف مدد مانگی ان لوگوں نے قابس وغیرہ کے علاقے کو وطن بنا رکھا تھا پھر ان کی قوت روز بروز بڑھتی گئی حتی کہ سلطان کے لئے بھی مدد مانگنے میں دشواریاں پیش آئیں۔ چنانچہ مضافات کے علاقوں سے خراج طلب کرنے لگے اور سلطان نے انہیں جاگیریں وغیرہ بھی دیں اور مرنجیصہ کا خراج بھی ان کے حصے میں آیا۔

کبھی تو حالات بہتر ہوں گے:......جب بنوسلیم نے قیروان پر حملہ کیا اور اس کے کچھ عرصہ بعد اس فتنہ سے نبرد آزما ہونے کے لئے عربوں نے بادشاہ اور اس کی حکومت پر غلبہ پالیا تھا تو یہ غلبہ پانے والے کعوب مرنجیصہ کے قبائل میں گھوڑوں کے ذریعے باربرداری کرتے تھے ان کی وجہ سے جنگوں میں سواروں کو بڑی قوت حاصل تھی۔ اور بنومرین گھڑسواروں کے لئے قربت دار اور خادم بن گئے تھے اور یہ لوگ غلاموں کی حیثیت رکھتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے فتنہ کو دور کردیا اور خلافت اس حفصی بادشاہ سے آقا سلطان ابوالعباس کی طرف منتقل ہوگئی اس وقت فضاء آلودگی سے صاف ہوگئی اور آسمان کے کنارے روشن ہوگئے اور ابوالعباس نے عرب متغلبین کو اپنے نواحات سے دور کردیا اور اپنی رعایا کو ان سے محفوظ کردیا۔

ماضی مستقبل بن کر لوٹ آیا:......نیز مرنجیصہ کو عربوں کی پناہ میں آنے کی وجہ سے سزا دینے کے بعد اپنے قریب کرلیا چنانچہ ایک بار پھر حق راہ کو پایا اور خلوص کے ساتھ شمولیت اختیار کی اور خراج کے مروجہ قوانین کی طرف واپس لوٹ آئے اور اسوقت تک اسی حالت پر بدستور قائم ہیں۔

واللہ وارث الارض ومن علیھا۔

زناتہ کے طبقہ اولیٰ میں سے مغراوہ اور مغرب میں انہیں حاصل ہونے والی حکومتوں کے ایام گردش کے حالات

تعارف:.....مغراوہ کے یہ والے قبائل زناتہ کے بڑے بڑے قبائل میں شمار کیے جاتے تھے اور مغراوہ ہی ان میں سے جنگجو اور غالب آنے والے تھے ان کا نسب اسطرح ہے مغراوہ بن یصلتن بن مسرا بن زاکیا بن ورسیک بن الاریت بن جاتا۔ بنو مغراوہ بنو یفرن اور بنو یرنیان کے بھائی ہیں نسب میں پائے جانے والے اختلاف کو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

مغراوہ کے بطون:.....مغراوہ کے بہت سارے شعوب وبطون ہیں جنمیں بنو یلنث، بنو زنداک، بنو رواد، رتزمیر، بنو اہی سعید، بنو درسیعان، اموط اور بنو ریقہ قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ان کے بطون ہیں مگر مجھے ان کے نام یاد نہیں رہے۔

اقامت گاہیں:.....مغرب اوسط میں ان کی رہائش گاہیں تھیں۔ اسی طرح شلف سے تلمسان تک اور دوسری طرف سے مدبولہ تک اور اس کے نواح میں بھی ان کی آبادیاں تھیں۔ بنو مغراوہ کا اپنے بھائیوں بنو یفرن کے ساتھ صحرا دوردی، افتراق واجتماع میں مقابلہ ہوا کرتا تھا چنانچہ صحرا میں مغراوہ کی ایک لمبی لڑی پائی جاتی ہے بعد میں انھوں نے اچھی طرح سے اسلام قبول کر لیا تھا۔

امیر صولات بن وزمار:.....چنانچہ صولات بن وزمار امیر مغراوہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تھا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی قوم وطن کا امیر مقرر کر دیا پھر یہ خوشی خوشی دین مستقیم سے راضی ہو کر قبائل مضر کی پشت پناہی میں اپنے ملک واپس لوٹ آیا اور تا موت اسی حالت پر رہا۔

بعض مؤرخین کی رائے:.....بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ صولات کے اسلام لانے سے قبل عربوں کے ساتھ لڑی جانے والی جنگوں میں سے سب سے پہلی جنگ میں عربوں نے فتح پا کر اسے قیدی بنا کر لایا تھا اور چونکہ قوم کے اندر اسکو مرتبہ ومقام حاصل تھا اس لئے عربوں نے اسے عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا تاکہ وہ خود اس کے بارے میں فیصلہ صادر فرمائیں۔

چنانچہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس پر کمال درجے کا احسان کیا جس سے وہ متاثر ہو کر اسلام لے آیا پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے علاقے کا امیر مقرر کر دیا تھا چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ کے اس احسان کی وجہ سے اپنے قبیلے مغراوہ کو مخصوص کر لیا تھا اور قریش کے مقابلے میں ان کے چند مخصوص لوگ تھے اسی وجہ سے اندلس میں ان لوگوں نے دعوت مروانیہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جیسا کہ آپ کو ان کے حالات کے متعلق آئندہ آنے والے صفحات سے اندازہ ہو جائے گا۔

صولات کی وفات کے بعد زناتہ کی حالت:.....جب صولات کی وفات ہوگئی تو اس کے بیٹے حفص بن صولات نے مغراوہ اور قبائل زناتہ کی امارت سنبھال لی۔ جب مغرب اوسط میں خلافت کا جلتا دیا بجھنے لگا اور میسرۃ المقیر ومظفر کے فتنے سایہ افگن ہونے لگے تو اس عرصہ میں خزر اور اس کی قوم، قیروان میں مضر کی حکومت پر غالب آگئے اور روز بروز ان کی حکومت میں اضافہ ہوتا رہا اسی طرح مغرب اوسط کے صحرائی زناتہ میں ان کے بادشاہ کی شان وعظمت میں اضافہ ہوگیا۔

حکومت محمد کے ہاتھ میں:.....اس کے بعد مشرق میں بنو امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور مغرب میں فتنے اپنے عروج پر تھے چونکہ مغراوہ اور زناتہ کی طرف کوئی دھیان دینے والا تھا نہیں اس لئے یہ لوگ قوت اور بڑائی میں کافی آگے بڑھ گئے۔ اسی دوران خزر کی وفات ہوگئی اور اس کی حکومت اس کے بیٹے محمد نے اپنے ہاتھ لے لی۔

ادریس الاکبر بن عبداللہ:.....۷۰اھ میں ادریس الاکبر بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن، الهادی کی خلافت کے زمانے میں مغرب کی طرف گیا اور

مغرب کے بربری جو کہ مدینہ اور مقیلہ سے تعلق رکھتے تھے، وہ ادریس کی حکومت کے عہدے دار بن گئے اور اس کی حکومت کو اچھی خاص تقویت بخشی چنانچہ بقیہ ایام میں مغرب بنوعباس کے قبضہ سے نکل گیا۔ اس کے بعد ادریس ۱۷۴ھ میں مغرب اوسط کی طرف گیا تو محمد بن خزر نے اس کا استقبال کیا اور اپنی قوم کی طرف سے اس کے ہاتھ پر بیعت لی اور اسکا فرمانبردار بن گیا۔

ادریس بن ادریس:...... چنانچہ بنویفرن نے اہل تلمسان پر غلبہ پانے کے بعد اس کی مدد کی۔ اس طرح ادریس بن ادریس کی حکومت منظم ہوگئی اور اپنے باپ ادریس الاکبر کے تمام عملداریوں کو اپنے قبضے میں لے لیا اور تلمسان کو بھی اپنے کنڑول میں کرلیا۔ اور بنوخزر اس کی دعوت پھیلانے میں مصروف ہوگئے جس طرح کہ اس باپ کی دعوت کو انھوں نے پھیلایا تھا۔

سلیمان بن عبداللہ:...... ادریس الاکبر کا بڑا بھائی سلیمان بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن ادریس الاکبر کے عہد میں مشرق سے آ کر تلمسان میں اترا چنانچہ ادریس بن ادریس نے ریاست تلمسان اسی طرح اسکو دے دی جسطرح ادریس نے سلیمان کے بعد اپنے چچازاد بھائی محمد کو دے دی تھی۔

باہمی تقسیم:...... چنانچہ ریاست تلمسان اور اس کے متعلقہ شہر اس کی اولاد کے قبضے میں رہے پھر اس کی اولاد نے ریاست کو ساحلی سرحدوں تک آپس میں تقسیم کرلیا۔ چنانچہ تلمسان ادریس بن محمد کے حصہ میں آیا، ارشکول عیسیٰ بن محمد کی اولاد کو مل گیا تنس، ابراہیم بن محمد بن کو ملا اور تلمسان کے بقیہ مضافات بنویفرن اور بنومغراوہ کے حصے میں آئے لیکن مغرب اوسط کے نواح میں ہمیشہ ہی محمد بن خزر کی حکومت رہی پھر بعد میں شیعہ حکومت نے آ کر افریقہ کی حکومت کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

عبداللہ مہدی کی تامیر نو:...... ۲۹۸ھ میں عبیداللہ مہدی نے عروبہ بن یوسف کتامی کو فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا عروبہ مغرب ادنی پر قبضہ کر کے واپس آ گیا۔ پھر عبیداللہ نے مصالہ بن جلوس کو کتامی فوجوں کے ہمراہ مغرب کی طرف بھیجا اس نے ادارسہ کے نواحات پر قبضہ کرلیا اور افضل ادارے سے عبیداللہ کی اطاعت بجالانے کا مطالبہ کیا۔ فاس کے علاقے پر یحییٰ بن ادریس بن عمر کو امیر مقرر کیا واضح رہے یحییٰ ادارسہ کا آخری بادشاہ تھا یہ خود الگ ہوگیا تھا اور عبیداللہ کی اطاعت قبول کرع لی تھی۔ اسی طرح موسیٰ بن ابوالعافیہ کو مکناسہ اور صاحب تازہ کا امیر مقرر کیا چنانچہ موسیٰ مغرب کے نواح پر قبضہ کرنے کے بعد قیروان واپس آ گیا۔

مصالہ اور محمد بن حزر کے درمیان جنگ:...... محمد بن خزر کی اولاد میں سے عمرو بن خزر باغی ہوگیا اور اس نے زناتہ اور اہلیان مغرب اوسط کو شیعہ بزبریوں کے خلاف اکسایا۔ عبیداللہ مہدی نے اس کی شورش کو فرع کرنے کے لئے ۳۰۹ھ میں مغرب کے قائد مصالہ کو کتامہ کی فوجوں کے ساتھ بھیجا چنانچہ محمد بن خزر نے مغراوہ اور بقیہ زناتہ کی فوجوں کے ہمراہ مصالہ کے مقابلے میں آیا لیکن مصالہ کو شکست ہوگئی پھر عبیداللہ نے غصہ میں آ کر مصالہ کو قتل کردیا اور اس سے بیٹے ابوالقاسم کو سپہ سالار مقرر کر کے مغرب کی طرف بھیجا چنانچہ محمد بن خزر اس کے مقابلے کی تاب نہ لاسکا اور صحراء کی طرف بھاگ گیا۔ ابوالقاسم نے ملویہ تک اسکا تعاقب کیا لیکن محمد بن خزر سجلماسہ چلا گیا۔

ابوالقاسم کا حملہ:...... ابوالقاسم نے مغرب (مراکش) پر حملہ کر کے گردونواح کے علاقوں پر قبضہ کرلیا اور از سرنو ابوالعافیہ کو اس کی عملداری پر امیر مقرر کردیا اور خود صحیح سلامت واپس آ گیا۔

الناصر:...... قرطبہ کے حاکم الناصر کو عدوہ کی حکومت کا خیال آیا اس سلسلے میں ادارسہ اور زناتہ کے ملوک کو متوجہ کیا اور ۳۱۶ھ میں ان کی طرف اپنے خاص آدمی محمد بن عبیداللہ بن ابوعیسیٰ کو بھیجا چنانچہ محمد بن خزر نے فوراً اس کے مطالبات کو تسلیم کرلیا اور الزاب کے علاقے سے شیعوں کے مددگاروں کو نکال دیا نیز شلف اور تنس کے علاقوں کو ان سے چھین لیا اسی طرح دہران پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے المنیر کو اسکا حاکم مقرر کردیا۔

اموی حکومت میں شمولیت کی دعوت کا اعلان:...... اس نے تاہرت کے علاوہ مراکش کے مضافات میں اموی حکومت میں شمولیت کی دعوت کو عام کیا اس کام میں ارشکول کا حاکم ادریس بن ابراہیم بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان پیش پیش رہا پھر الناصر نے ۳۱۷ھ میں سبتہ کو بھی حاصل کرلیا اور موسیٰ بن ابوالعافیہ کو مطیع ہونے کی وجہ سے پناہ دے دی بعد میں موسیٰ کی محمد بن خزر کے ساتھ سازباز ہوگئی اور دونوں نے شیعوں کے خلاف مدد کی۔

فلفلول بن خزر:......فلفلول بن خزر نے شیعوں کی اطاعت کر کے اپنے بھائی محمد کی مخالفت کر دی لیکن عبداللہ نے حالات کو بھانپتے ہوئے فلفلول کو مغراوہ کا امیر مقرر کر دیا۔ دوسری طرف سے حمید یصل ۳۲۱ھ میں کتامہ کی فوجوں کے ساتھ تاہرت پر حملہ کرنے کے لئے عبداللہ کی طرف گیا جب فاس میں پہنچا تو زناتہ اور مکناسہ کے گھوڑ سوار بھاگ نکلے اور اس نے مغرب (مراکش) پر آسانی سے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ۳۲۲ھ میں میسور الحضی بڑھا مگر ناکامی کے عالم میں واپس لوٹ آیا۔

۳۲۸ھ میں حمید بن یصل نے بغاوت کر دی اور محمد بن خزر کے پاس چلا گیا وہاں سے الناصر کے پاس گیا چنانچہ الناصر نے اسے مغرب الاوسط سوڈان موریطانیہ کے علاقے) کا والی مقرر کر دیا۔ اس دوران شیعہ ابویزید کے فتنے میں مصروف عمل ہو گئے اور محمد بن خزر اور مغراوہ کے کارنامے عظمت دکھانے لگے۔ چنانچہ محمد بن خزر اور مغراوہ نے ۳۳۳ھ میں امویوں کے قائد حمید بن یصل کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کر دی اور ان کے ساتھ الخیر بن محمد اور اسکا بھائی حمزہ، اسکا چچا عبداللہ بن خزر اور یعلیٰ بن محمد بھی بمعہ اپنی قوم بنو یفرن کے تھا۔

بزور قوت قبضہ:......چنانچہ ان لوگوں نے بزور شمشیر عبداللہ بن بکار کو قتل کر کے تاہرت پر قبضہ کر لیا۔ اسی طرح حمزہ بن محمد بن محمد بن خزر کو بھی قتل کیا اور میسور الحضی کو قید کر لیا۔ واضح رہے اس سے پہلے محمد بن خزر نے اپنی قوم کے ساتھ مل کر بسکرہ پر چڑھائی کی تھی اور زیدان الحضی کو قتل کر کے بسکرہ پر قبضہ کر لیا تھا۔

محاصرہ اسماعیل:......ابو یزید نے اسماعیل کا محاصرہ کر رکھا تھا جب محاصرہ اٹھا لیا گیا تو محمد بن خزر سے خوف کے مارے اپنے کارندوں کے ہمراہ مراکش کی طرف چلا گیا۔ چونکہ اسماعیل نے ابو یزید کی مخالفت کی تھی اور اس کے پیروکاروں کو قتل بھی کیا تھا۔ چنانچہ اسماعیل نے محمد بن خزر کو ابو یزید کا پیچھا کرنے کا اشارہ کیا اور اس سے بیس اونٹ مال دینے کا وعدہ بھی کر لیا۔

معبد بن خزر کا قتل:......محمد بن خزر کا بھائی معبد بن خزر اپنی وفات تک ابو یزید کی دوستی کا دم بھرتا تھا چنانچہ ۳۴۰ھ میں اسماعیل نے معبد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اسکا سر کاٹ کر قیروان میں لٹکوا دیا۔ محمد بن خزر اور اسکا بیٹا الخیر، مغرب اوسط (سوڈان کے مغربی علاقے) میں یعلیٰ بن محمد کا نائب امیر رہا۔

محمد بن خزر کی وفات:......فتوح بن الخیر دہران کے مشائخ کے ساتھ ۳۴۰ھ میں الناصر کے پاس گیا الناصر نے ان کا اچھا خاصا اکرام کیا اور انعامات وغیرہ دیئے اور انہیں اپنی اپنی ذمہ داریوں کی طرف واپس لوٹ دیا۔ پھر مغراوہ صنہاجہ کے درمیان فتنہ کی آگ سلگ اٹھی چنانچہ محمد بن الخیر اور اسکا بیٹا خزران ان کے ساتھ جنگوں میں مصروف ہو گئے لیکن یعلیٰ بن محمد نے دہران پر غلبہ پا کر انہیں درھم برہم کر دیا۔ اسی عرصے میں الناصر نے محمد بن یصل کو تلمسان اور اس کے نواحات کا حاکم مقرر کر دیا۔

چونکہ محمد بن خزر کا مدمقابل یعلی بن محمد تھا اور ان کی آپس میں پرانی ناچاقیاں تھیں اس لئے محمد بن خزر نے دوبارہ شیعوں کی اطاعت اختیار کر لی۔ چنانچہ ۳۴۲ھ میں المعز کے پاس گیا (المعز کا باپ اسماعیل مر چکا تھا) اس نے اس کا اکرام کیا اور مکمل اطاعت بجالانے کی یقین دہانی کرائی اور پھر جوہر کے ساتھ ہونے والی جنگوں میں شامل ہو گیا۔ اس کے بعد ۳۴۷ھ میں مراکش کی طرف گیا ۳۵۰ھ میں المعز کے پاس دوبارہ لوٹا اور پھر قیروان میں آ کر وفات پائی اس طرح محمد بن خزر کی عمر ایک سو سال سے تجاوز کر گئی تھی۔

اسی سال الناصر المروانی نے بھی وفات پائی اس زمانے میں مراکش وغیرہ علاقوں میں شیعوں کی دعوت عام ہو چکی تھی اور امویوں کا دم بھرنے والوں کا چراغ سبتہ اور طنجہ کے مضافات میں بجھا جا رہا تھا۔

الحکم المستنصر بن الناصر المروانی:......الناصر مروانی کے بعد اسکا بیٹا الحکم المستنصر حکومت کرنے کھڑا ہو گیا چنانچہ اس نے از سر نو علاقوں کے مضافات کے حکمرانوں سے گفتگو کی اس کی آواز پر محمد بن الخیر بن محمد بن خزر نے لبیک کہا چونکہ اس کے باپ اور دادا دونوں کو الناصر کی حکومت میں اچھا خاصا مرتبہ حاصل تھا نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے جد اعلیٰ صولات کو نصیحتیں کیں تھیں اس وجہ سے بھی آل خزر کو بنوامیہ کے ساتھ دوستی تھی۔

چنانچہ محمد بن الخیر نے شیعوں کا قتل عام کیا اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اسی عرصہ میں معبد نے اپنے ساتھی زیری بن معاد کے واسطے سے محمد

بن الخیر پر آوازیں کسنے لگا محمد بن الخیر نے اسے زناتہ کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار مقرر کر دیا اور ساتھ شرط لگائی جو علاقے تو قبضے میں لے گا وہ تیرے لئے مخصوص ہوں گے۔

محمد بن الخیر کی خودکشی: ...... پس ان کی تیاری مکمل ہونے سے پہلے بلکین بن زیری نے دسیہ مقام پر محمد بن الخیر کی امدادی فوجوں سے جنگ کی ان سے بعض نے خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا آخر کار زناتہ شکست کھا گئے اور جب محمد بن الخیر نے دیکھا کہ اس کا گھیراؤ کر لیا گیا ہے تو فوج سے الگ ہو کر تنہائی کے عالم میں خودکشی کر لی۔ اور اس کی خودکشی قوم کے لئے مہر ثبت کا نشان تھی پھر اس کے متبعین میں سے سترہ امیر اپنے اپنے فریقوں کی جانب چلے گئے پھر محمد بن الخیر کے بعد اسکا بیٹا الخیر حاکم بن گیا۔

زیری بن مناد کا سر قرطبہ میں: ...... بلکین بن زیری نے خلیفہ کو معد کے ذریعے الزاب اور مسیلہ کے حاکم جعفر بن علی بن حمدون کے خلاف ابھارا خلیفہ سے کہا کہ جعفر محمد بن الخیر سے دوستی رکھتا ہے جعفر کو جب اس بات کی خبر پہنچی تو بڑا پریشان ہوا۔

چنانچہ خلیفہ نے جعفر کی جگہ معد کو افریقہ کی حکومت سنبھالنے کے لئے بھیج دیا معد نے قاہرہ کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کر لیا اور جعفر کی پریشانی میں اور اضافہ ہوا۔ چنانچہ دفاعی صورت اختیار کرتے ہوئے الخیر بن محمد اور اس کی قوم کے ہاں چلا گیا۔ پھر الخیر اور اس کی قوم کے ساتھ مل کر منہاجہ کے علاقے پر چڑھائی کر دی اور حملے میں کامیاب رہے نیز زیری بن مناد کو ایک بڑی طاقتور جمعیت سے مقابلہ کرنا پڑا بالآخر دوران جنگ مقتول ہوا اور جعفر کے جنگجوؤں نے اسکا سر کاٹ کر بنوخزر کے سرداروں کے ہمراہ یحییٰ بن علی (جعفر کا بھائی) کی نگرانی میں قرطبہ بھیج دیا۔

جعفر بن علی الحکم کے پاس: ...... زناتہ چونکہ مستقل مزاجی بہت کم دکھلاتے تھے اس لئے جعفر کو ان کے بارے میں شک ہو گیا کہ کہیں پلٹنر نہ بدل جائیں۔ چنانچہ وہ اپنے بھائی یحییٰ کے پاس چلا گیا پھر دونوں الحکم المستنصر کے پاس گئے الحکم نے جعفر کو، بلکین بن زیری کے ساتھ مل کر زناتہ کے خلاف جنگ کرنے پر امیر مقرر کر دیا نیز اسے خوش کرنے کے لئے اموال واسباب سے اس کی مدد کی اور ساتھ یہ بھی کہہ کر دیا کہ جن علاقوں پر تو قبضہ کرے گا وہ تیرے لئے مخصوص ہوں گے۔

جعفر مغرب میں: ...... چنانچہ ۳۶۱ھ میں بمعہ لاؤ لشکر کے مغرب (مراکش) کی طرف گیا وہاں جا کر زناتہ نے ڈرا دھمکا کر اپنے ساتھ ملنے کی ترغیب دی مگر جب اس کی نہ مانی تو اس نے حملہ کر دینے کا ارادہ کر لیا چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے باغایہ، مسیلہ، الزاب اور بسکرہ کے علاقے خالی ہو گئے اور زناتہ ہمت ہار کر سامنے سے بھاگ گئے۔ اس کے بعد جعفر تاہرت آیا اور وہاں سے زناتہ کے آثار تک مٹا ڈالے اس کے بعد مغرب اقصیٰ (مراکش کے ساحلی علاقے) میں جا پہنچا۔

الخیر بن محمد کا قتل: ...... دوسری طرف سے بلکین نے الخیر بن محمد اور اس کی قوم کی سجلماسہ تک تعاقب کیا، سجلماسہ میں پہنچ کر ان پر قابو پا لیا اور حملہ کر دیا۔ چنانچہ بلکین کے جنگجوؤں نے الخیر بن محمد کو باندھ کر قتل کر دیا۔ الخیر کے قتل ہوتے ہی اس کی فوجیں ہمت ہار گئیں اس طرح جعفر نے مغرب پر قبضہ کر لیا۔

مغرب پر قبضہ کرنے کے بعد مغرب اوسط کے راستے سے واپس ہوا اور دوران واپسی وادی کے زناتہ اور ان کے ساتھی خساصین سے جنگ کی۔ چنانچہ وہاں ہر وہ شخص جو گھوڑے پر سوار ہو سکتا تھا یا گھوڑوں کی پرورش کر سکتا تھا اس پر سے امان اٹھا لیا اور انہیں قتل کر دینے کی قسم کھالی۔ پس اس نے مغرب اوسط (تیونس اور اس کے ملحقہ علاقے) کو زناتہ سے خالی کر دیا۔

پھر یہاں سے ملویہ کے ماوراء علاقوں کی طرف گیا وہاں، بنو یعلیٰ بن محمد کے تلمسان واپس آنے میں مصروف عمل رہا چنانچہ وہاں سے فراغت کے بعد بنو یعلیٰ کو تلمسان کا حاکم مقرر کر دیا۔ اس کے بعد بنوخزر سجلماسہ اور طرابلس کے علاقوں میں ہلاک ہو گئے اور بنو زیری بن عطیہ فاس کے مالک بن گئے اس اجمال کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نسب نامہ: ...... الخیر بن محمد بن الخیر بن محمد بن خزر جو کہ محمد بن خزر بن حفص بن صولات بن وزمار کی اولاد میں سے ہے۔ یعلیٰ فزرون بن فلفلول، فتح حمزہ، عطیہ بن عبداللہ سعید

آل زیری بن عطیہ کے حالات: ..... آل زیری بن عطیہ مغراوہ کے طبقہ اولیٰ میں سے ہیں۔ آل زیری فاس اور اس کے مضافات کے بادشاہ تھے انہیں مغرب اقصیٰ میں بھی حکومت حاصل تھی چنانچہ اس باب میں آل زیری کے، مذکورہ بالا علاقوں میں پیش آنے والے حالات کا جائزہ لیں گے۔

تعارف: ..... زیری اپنے زمانے میں آل خزر کا امیر تھا اور آل خزر کی بدوی حکومت کا اصل روح رواں یہی سمجھا جاتا تھا۔ اسی نے مغرب اقصاء اور فاس کے علاقوں میں حکومت کو استوار کیا تھا۔ چنانچہ زیری نے لمتونہ کے زمانے تک ان علاقوں کا وارث اپنے بیٹوں کو بنائے رکھا تھا۔

زیری کا نسب اور اس کے بھائی: ..... اس کا نام زیری بن عطیہ بن عبداللہ بن خزر ہے۔ زیدی کا دادا عبداللہ سلطان الناصر کے داعی محمد کا بھائی تھا یہ محمد وہی ہے جو قیروان میں ہلاک ہو گیا تھا اسکا ذکر ہم کر چکے ہیں اصل میں یہ چار بھائی تھے ایک یہی مذکور محمد دوسرا معبد تھا جسے اسماعیل نے قتل کر دیا تھا، تیسرا فلفلول تھا جو کہ محمد کا مخالف بن کر شیعہ حکومت کے پاس چلا گیا تھا اور چوتھا یہ والا عبداللہ چنانچہ عبداللہ اپنی ماں کے نام سے زیادہ مشہور تھا۔ اس کی ماں کا نام تبادلت تھا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ یہ عبداللہ، محمد بن خزر کا بیٹا تھا اور اس کے بھائی کا نام حمزہ بن محمد تھا جو فتح تاہرت کے وقت میسور کے ساتھ جنگ میں مر گیا تھا۔

ابط: ..... پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ جب الخیر بن محمد ۳۶۱ھ میں بلکین کے ہاتھوں مارا گیا اور زناتہ مغرب اقصیٰ میں ملویہ کے امراء علاقے میں کوچ کر گئے تو اسوقت سارے کا سارا مغرب اوسط تنہا منہاجہ کے لئے خالی ہو کر رہ گیا تھا اور مغراوہ وغیرہ آل خزر کے بقیہ لوگوں کے پاس اکٹھے ہو گئے تھے۔

آل خزر کے امراء: ..... اس زمانے میں آل خزر کے امراء مقاتل بن عطیہ بن عبداللہ کے دو بیٹے مقاتل زیری اور خزررون بن فلفلول تھے۔

بلکین کا حملہ: ..... پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب بلکین بن زیری کو افریقہ کی حکومت مل گئی تو اس نے مغرب اقصیٰ پر اپنا مشہور حملہ کیا تھا نیز بنو خزر اور بنو محمد بن صالح بلکین کے حملے کی تاب نہ لا کر اس کے سامنے سے بھاگ کر سبتہ آ گئے تھے۔

محمد بن الخیر فریادی بن کر منصور کے پاس: ..... محمد بن الخیر، بلکین سے مغلوب ہو کر سمندر پار منصور بن ابی عامر کے پاس فریادی بن کر گیا تاکہ امداد حاصل کر سکے چنانچہ منصور بذات خود جزیرہ کی طرف اپنی فوجوں کے ہمراہ امداد کے لئے نکلا اور جعفر بن علی کو بلکین کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار اعلیٰ مقرر کیا اور اسے جہاں تک ہو سکا اموال و اسباب مہیا کر کے سامان جنگ کے طور پر اس کی مدد کی چنانچہ ملوک زناتہ (یعنی جعونا محمد اور منصور وغیرہ) سبتہ کے مقام پر صف آراء ہو گئے دوسری طرف سے بلکین کا مقابلہ کرنے کی شکست نہیں رکھتا تو الٹے پاؤں واپس پلٹ گیا اور برعواطہ کی طرف جا کر جہاد میں مشغول ہو گیا پھر ۳۷۲ھ میں وہیں ہلاک ہو گیا۔

عملداریاں: ..... جب بلکین بغیر جنگ وجدال کے الٹے پاؤں واپس پلٹ آیا تو جعفر بن علی حفرہ میں اپنی جگہ واپس آ گیا اور منصور نے اسے بعض ریاستیں سپرد کرنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ منصور نے مغرب کی امارت سے غفلت برتی اور اسے چھوڑ دیا اور صرف سبتہ کے علاقے کا کنٹرول سنبھالنے پر اکتفاء کیا۔ نیز منہاجہ اور دیگر شیعوں کے حامیوں سے دفاعی امور کی ذمہ داری زناتہ کے ملوک کے سپرد کی۔ جبکہ منصور نے مذکورہ امراء کی نگرانی اپنے ہاتھ میں باقی رکھی۔ منصور اسی حالت پر رہا تاوقتیکہ کے عزیہ نزار نے ادارسہ سے حسن بن کنون کو مغرب کی طرف بھیجا تاکہ چھینے ہوئے علاقوں کو واپس لے لے۔

حسن بن کنون: ..... چنانچہ بلکین نے منہاجہ کے لشکر کے ذریعے حسن بن کنون کی مدد کی اسی دوران لشکر کا سالار اعلیٰ ہلاک ہو گیا اس کی ہلاکت بلکین پر گراں گزری۔ اس کے بعد حسن بن کنون نے بلکین کو مغرب کی حکومے کا کنٹرول دوبارہ یہاں رکھنے کی طرف رغبت دلائی چنانچہ بدوی بن یعلیٰ بن محمد یفنی، بدوی کا بھائی زیری، اور بدوی کا چچا ابو بید اس حسن کے ساتھ مل گئے۔

حسن مقابلہ کے لئے سمندر پار: ..... منصور نے اپنے چچا زاد بھائی ابوالحکم عمرو بن عبداللہ بن ابی عامر (جس کا لقب عسکلاجہ تھا) کو حسن بن کنون کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور اموال و اسباب وغیرہ سے امداد کر کے حسن کو سمندر پار مقابلہ کے لئے بھیج دیا۔ ابوالحکم جب مغرب پہنچا تو محمد بن خیر، مقاتل، زیری خزرون بن فلفول اور مغراوہ کے ہمراہ ابوالحکم کے ساتھ آ ملے اور اس کی مدد کی۔

عہد و پیماں:...... ابوالحکم ان مذکور بالا ملوک کو حسن بن کنون کے پاس لے گیا، ان لوگوں نے امان کی حسن بن کنون نے انہیں امان دے دی اور عمرو بن ابی عامر سے اس کی چاہت کے مطابق عہد و پیماں لے لیا اور الحضرہ واپس بھیج دیا۔ بعد میں عمرو بن ابی عامر نے عہد شکنی کر دی اور ابوالحکم قتل کر ڈالا اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

مذیر حسن بن احمد مغرب کا نیا حاکم:...... زناتہ کے ملوک میں سے عطیہ کے بیٹے مقاتل اور زیری۔ منصور کی طرف کافی رغبت رکھتے تھے چونکہ مروانیہ کی اطاعت کے برقرار رکھنے کے اصل ذمہ دار بھی یہی تھے۔ لیکن بدوی بن یعلیٰ اور اس کی قوم بنو یفرن مقاتل وزیری کی اطاعت سے اعراض کرتے تھے۔ چنانچہ ابوالحکم بن ابو عامر مغرب سے واپس آیا تو منصور نے وزیر حسن بن احمد بن عبدالودود سلمی کو مغرب کا حاکم مقرر کر دیا۔ اور اسے فل اختیار دے دیا کہ مغرب میں جس کو چاہو نکال باہر کرو اور ٹیکس وغیرہ کی مقدار جسطرح مناسب سمجھو ان پر ڈال دو۔

چنانچہ ۳۷۶ھ میں حسن بن احمد کو منصور نے اپنی عملداری میں بھیج دیا۔ بھیجتے وقت منصور نے ملوک مغراوہ کے بارے میں حسن بن احمد کو وصیت کی اور مقاتل وزیری کو پیغام بھیجا کہ تم دونوں حسن کے ساتھ مل جاؤ اور اس کی اطاعت بجالاؤ، نیز حسن کو بدوی کے خلاف ہمہ وقت چوکس رہنے پر ابھارا۔ چنانچہ حسن اپنی عملداری کی طرف چل پڑا اور فاس میں جا کر اترا جا کر مغرب کے مضافات کا کنٹرول سنبھالا اور ملوک زناتہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔

مقاتل کی وفات:...... مقاتل بن عطیہ ۳۷۸ھ میں وفات پا گیا اور اسکا بھائی زیری بن عطیہ مغراوہ کے صحرائی شہسواروں کی جماعت کے ساتھ ملکر مرکزی حکومت سے علیحدہ ہو گیا۔ زیری نے حاکم مغرب ابن عبدالودود کے ساتھ خوشگوار تعلقات پیدا کرے اور زیری بمعہ قوم کے حاکم مغرب کے پاس چلا گیا۔

منصور کی جود و سخا:...... منصور نے ۳۸۱ میں فاس سے ابن عبدالودود کو اپنے پاس بلایا تاکہ منصور اس پر اچھے خاصے انعامات و اکرامات کر سکے۔ چنانچہ ابن عبدالودود کو بدوی بن یعلیٰ کے خلاف ابھارا چونکہ بدوی منصور کی اطاعت بجالانے سے کسی حد تک پہلوتہی کرتا تھا۔ ابن عبدالودود نے اپنے بیٹے معز کو مغرب کا نائب حکمران مقرر کر کے منصور کے حکم کو بجالانے میں مصروف عمل ہو گیا۔ اس نے قبل اپنے بیٹے کو مغرب کی سرحد کے قریب تلمسان میں اتارا۔ اسی طرح قرو بیین سے نبرد آزما رہنے کے لئے علی بن محمود بن ابی علی کو مقرر کیا۔ اندلسیوں کے کنارے عبدالرحمٰن بن عبدالکریم بن ثعلبہ کو والی مقرر کیا اور اپنے پیش ہونے سے پہلے منصور کے پاس ہدیے بھیج دیئے۔

جب منصور کے پاس ابن عبدالودود گیا تو اس نے اموال و اسباب اور فوجوں کے ساتھ اسکا استقبال کیا اور خوب جشن منائے، اس کی مہمان نوازی کی، وظائف میں اضافہ کیا، وزارتی امور میں اس کی بڑھ چڑھ کر تعریف کی، جاگیر عطا کی، اس کے نوجوانوں کے ناموں کا رجسٹر میں اندراج کرایا، اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا بمعہ وفد کے اس کو عمدہ عمدہ انعامات سے نوازا اور خوب آؤ بھگت سے ملاقات کی چنانچہ ابن عبدالودود کو واپس اپنی عملداری میں بھیج دیا۔

الٹے بانس بریلی کو:...... ابن عبدالودود جب واپس لوٹا تو اس کے بارے میں شکایت کی گئی کہ وہ حسن سلوک اور احسان کو فراموش کرنے والا ہے اور وزارتی عہدے سے پہلوتہی برتنا چاہتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ ابن عبدالودود نے اپنے ایک نوکر (جس نے اسے وزیر کے لقب سے پکارا تھا) سے کہا کہ اے بے وقوف میں کس کا وزیر ہوں؟ خدا کی قسم میں صرف امیر ابن امیر ہوں نیز ابن ابی عامر کے جھوٹ کا کیا کہنا۔ خدا کی قسم اگر اندلس میں کوئی مرد ہوتا تو وہ اسے اس کے حال پر نہ رہنے دیتا اور منصور کو میں نے جو ہدیہ دیا تھا اس کی قیمت گرانے کی خاطر بطور مزدوری کے میرے اوپر احسانات کیے ہیں۔ مجھے غلطی میں ڈالنے کے لئے اخراجات کیے ہیں حالانکہ وہ وزارت کی قیمت سمجھتا ہے اور مجھے اپنے مرتبے سے گرا دیا ہے۔

ابن ابی عامر کے پاس شکایت:...... دوسری طرف ابن ابی عامر کے پاس زیری کی شکایت کی گئی لیک ابن ابی عامر نے زیری کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ اور زیری کے مد مقابل بدوی بن یعلیٰ یفرنی کو زناتہ کی حکومت میں بھیجا تاکہ زیری کو اس کے پاس آنے کی دعوت دے چنانچہ زیری نے آگے سے ترش روئی کا سامنا کیا اور کہا کہ منصور نے جنگلی گدھوں کو کہاں تجربہ کاروں کی اطاعت کرتے دیکھا ہے؟

اس کے بعد زیری نے علاقے خراب کرنے شروع کر دیئے قبیلوں پر چڑھائی کی اور عوام میں فساد برپا کر دیا۔ ان حالات کے پیش نظر منصور نے اپنے مغرب کے حاکم حسن بن عبدالودود کو حکم دیا کہ زیری کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کو توڑ ڈالے۔

چنانچہ زیری اپنے کارندوں کے ہمراہ ۳۸۱ھ میں جنگ کے لئے اکٹھے ہوگئے۔ پھر انھوں نے حسن بن عبدالودود سے جنگ کی۔ عبدالودود کو زخم آیا اور اس کی فوج شکست خوردہ ہوکر میدان کارزار سے بھاگ نکلی اور حسن بن عبدالودود اسی زخم کے صدمے میں ہلاک ہوگیا۔ منصور کو جب خبر ہوئی تو بہت رنجیدہ ہوا اور مغرب کے حالات اس کے لئے دردسر بن گئے اسی وقت منصور نے زیری بن عطیہ کو مغرب کا امیر مقرر کر دیا اور عہد نامہ لکھا کہ جہاں تک ہو سکے مغرب کو اچھی طرح کنٹرول میں رکھو۔ چنانچہ زیری نے اس کی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھایا۔

بدوی بن یعلیٰ اور بنو یفرن کی عظمت: ...... بدوی بن یعلیٰ بنو یفرن کی عظمت کو چار چاند لگ گئے اور انھوں نے زیری بن عطیہ کے ساتھ سختی سے برتاؤ کیا اور اسے فتنوں کی آگ میں جھونک دیا۔ پھر بدوی اور زیری کے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہا کبھی ایک کو شکست ہو جاتی تو دوسرا بازی لے جاتا کبھی دوسرے کو شکست ہوتی تو پہلا بازی لے جاتا۔ زیری اور بدوی کی آپس کی جنگوں سے فاس کی رعایا تنگ آ گئی۔

زیری کو مدد مل گئی: ...... چنانچہ انہی ایام میں زیری بن عطیہ اور مغراوہ کو ابوالبہار بن زیری بن مناد کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے امداد بھیج دی چونکہ ابوالبہار نے اپنے بھتیجے منصور بن بلکین (حاکم قیروان) کے خلاف علم بغاوت کر دیا تھا اور شیعوں کا ساتھ چھوڑ کر مروانیہ کی طرف آ گیا تھا اسی طرح تاہرت کے حکمران خلوف بن ابوبکر اور اس کے بھائی عطیہ نے بھی اس سلسلے میں ابوالبہار کی پیروی کی چونکہ ان دونوں کا ابوالبہار رشتہ دار بھی تھا چنانچہ ان تینوں نے مغرب کے مضافات (جو الزاب، انشریس اور ہدان کے درمیانی علاقے) کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ اور ان علاقوں میں ہشام المؤید کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

ابوبکر محمد بن ابی عاد کے پاس: ...... ان حالات کے پیش نظر ابوالبہار نے ماوراء البحر سے محمد بن ابی عامر سے بات چیت کی اور ابوالبہار نے اپنے بھتیجے ابوبکر بن جنوس بن زیری کو اپنے خاندان اور قوم کے سرداروں کے ہمراہ ابو عامر کے پاس بھیجا چنانچہ ابو عامر نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ اور بیش بہا قیمتی ریشمی کپڑے، غلام، دس ہزار درہم قیمتی برتن، زیورات اور پچیس ہزار دینار عطا کیے۔ نیز اس کو ترغیب دی کہ وہ بدوی بن یعلیٰ کے خلاف زیری بن عطیہ کی مدد کرے۔

زیری اور ابوبکر کی باہمی تقسیم: ...... چنانچہ ابو عامر نے زیری اور البہار کے درمیان اہلمۃ کے مضافات کو تقسیم کر دیا اور ساتھ کہا دیا کہ تم دونوں میں سے ہر ایک اپنی عملداری پر چاک و چوبند رہے پھر ان دونوں نے آپس میں فاس کا علاقہ بھی عملداری نظام کو بہتر بنانے کے لئے تقسیم کر لیا۔ لیکن بدوی پر کوئی اثر نہ ہوا وہ مسلسل شہروں اور دیہاتوں پر چڑھائی کرتا اور وہاں کے لوگوں کا امن برباد کرتا الغرض اس نے جماعتی کجہتی میں فساد برپا کر دیا۔

قسمت نے ساتھ نہ دیا: ...... اس دوران خلوف بن ابوبکر نے منصور کے خلاف علم بغاوت بلند کر لیا اور منصور بن بلکین کی حکومت کے ساتھ گٹ مٹا کر لی۔ ابوالبہار نے جس باہمی رائے کے تحت منصور کی مدد کرنی تھی وہ بھی ناکام رہا چونکہ ابوالبہار بیمار ہوگیا دوسری طرف سے زیری بن عطیہ خلوف بن ابوبکر کے خلاف جنگ کرنا چاہتا تھا مگر وہ پیچھے رہ گیا۔

اب تو ہوگی: ...... چنانچہ زیری نے رمضان ۳۸۱ھ میں خلوف بن ابوبکر پر حملہ کر کے اسے اور اس کے بہت سارے جنگجوؤں کو قتل کر دیا اور زیری نے اس کی فوج پر قبضہ کر لیا نیز عام لوگ زیری بن عطیہ کے پاس آ کر جمع ہونے لگے۔

عطیہ کی مغلوبیت: ...... ان حالات میں عطیہ تنہائی کے عالم میں صحراءغرب کی طرف نکل پڑا اس کے بعد یدوّ بن یعلیٰ اور اس کی قوم کے مقابلے کے لئے تیاری کرنے لگا چنانچہ عطیہ اور یدوّ کے درمیان کئی جنگیں ہوئیں بالآخر بدوی کے جنگجو منتشر ہوگئے اور عطیہ نے بدو کے تقریباً تین ہزار آدمیوں کو قتل کیا، اس کی چھاؤنی لوٹ لی، اس کے خاندان کی عورتوں کو قیدی بنالیا جس میں اس کی ماں اور بہن بھی شامل تھیں یدوّ کے بقیہ ساتھی زیری کے پاس اکٹھے ہوگئے اور عطیہ اکیلا ہی صحرائے غرب کی طرف بھاگ گیا۔ پھر اس کے چچازاد بھائی یداس بن دوناس نے اسے قتل کر دیا۔

منصور کی خوشی دوبالا: ...... منصور کو جب زیری اور یدو بن یعلیٰ کی فتوحات کی خبر پہنچی تو بہت خوش ہوا اور اپنے لئے خوش بختی کی نیک فال سمجھنے لگا۔

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ زیری اور ابوالبہار صنہاجی کے تعلقات آپس میں بہتر تھے مگر اب ان کے آپس میں تعلقات خراب ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے، پر چڑھائی کرنے کی نوبت آ گئی چنانچہ زیری نے حملہ کر دیا اور ابوالبہار شکست خوردہ ہو کر سبتہ جا پہنچا۔ پھر وہاں سے اپنے سیکرٹری عیسیٰ بن سعید القطاع کو لکھا کہ فوج کا ایک دستہ لے کر زیری سے مقابلہ کرو مگر عیسیٰ بن سعید جنگ کرنے سے پہلوتہی کرتا رہا۔ اس کے بعد ابوالبہار نے اپنے بھیجے منصور (حاکم قیروان) کو اس طرف توجہ دلائی مگر کوئی بہتر نتیجہ سامنے نہ آ سکا۔

پھر مجبوراً ابوالبہار کو اپنی عملداری میں واپس جانا پڑا اور امویوں کی اطاعت کو خیر آباد کہہ کر شیعوں کی اطاعت قبول کر لی۔

زیری تو قسمت کا دھنی ہے: ...... اب منصور نے زیری بن عطیہ کی عملداری میں مغرب کے مضافات بھی دے دیئے اور زیری کو کہلا بھیجا کہ سرحدوں کے کنٹرول کو اچھی طرح بحال رکھے۔ الغرض منصور نے ملوک مغرب میں سے صرف زیری پر اعتماد کیا نیز اسے دوبارہ ابوالبہار پر چڑھائی کو کہا چنانچہ زیری نے قبائل زناتہ اور بربری فوجوں کے ساتھ ابوالبہار پر ایک بار پھر چڑھائی کی ابوالبہار اب کی باری بھی اپنا سامنہ لئے ہوئے قیروان کی طرف بھاگ گیا اور زیری نے تلمسان اور ابوالبہار کے مقبوضات کو اپنے کنٹرول میں لے لیا۔ گویا سوس اقصیٰ اور الزاب کے درمیانی علاقوں پر زیری حکمران بن گیا اس طرح زیری کی عظمت اور بڑھ گئی۔

واہ کیا خوشخبری لائے: ...... زیری نے منصور کو فتحیاب ہونے کے متعلق لکھا اور ساتھ ۲ سو گھوڑے، پچاس تیز رفتار مہاری اونٹ، لمط کے چمڑے کی ایک ہزار ڈھالیں، الزاب کی کمانیں، خوشبوئیں ذرافے، ایک سو اونٹ کھجوروں سے لائے ہوئے، اعلیٰ ریشمی کپڑے اور صحرائی لمط نما جانوروں پر ساز و سامان کے لائے ہوئے بوجھ بھیجے منصور نے زیری کو مغرب کی امارت پر از سر نو مقرر کر دیا اور اس قبیلے کے لوگوں کو فاس کے قریب عمدہ قیام گاہوں میں اتارا۔ زیری نے بنو یفرن کو فاس کے نواح سے سلا کی طرف نکال دیا الغرض مغرب (مراکش تیونس وغیرہ) پر زیری کی دھاک بیٹھ گئی۔

وجدہ شہر کی حد بندی: ...... ۳۸۴ھ میں زیری نے وجدہ شہر کی حد بندی کروائی اور اپنی فوجوں اور نوکروں کو وہاں وجدہ میں لا کر آباد کیا نیز وجدہ حکمران اپنے رشتہ داروں میں سے منتخب کیا۔ ایک مضبوط قلعہ بھی تعمیر کیا حاصل یہ کہ وجدہ شہر مغرب اوسط اور مغرب اقصیٰ کی دونوں عملداریوں کی سرحد تھا۔

زیری منصور کے درمیانی آفر بگاڑ پیدا ہوگئی: ...... زیری اور منصور کے درمیانی خوشگوار تعلقات پیدا ہو گئے تھے مگر منصور کے پاس شکایت کی گئی کہ زیری منصور کی بنسبت ھشام سے زیادہ محبت رکھتا ہے اس وجہ سے دونوں کے درمیان ۳۸۶ھ بگاڑ پیدا ہو گئی۔ چنانچہ منصور نے اپنے سیکرٹری ابن القطاع کو لشکر دے کر زیری کی طرف بھیجا مگر زیری کو کہیں زیادہ قوی پایا۔

مدد: ...... چنانچہ قلعہ صخر النسر کے مالک نے ابن القطاع کو مدد فراہم کی منصور نے قلعہ کے مالک کو سراہا اور حسن سلوک کا مظاہرہ کیا نیز اسے ناصح کے لقب سے ملقب کیا۔ اور الحضر ہ کی طرف اسے واپس بھیج دیا۔

ابن ابی عامر کی عداوت: ...... اب ابن ابی عامر نے علانیہ طور پر زیری کی عداوت شروع کر دی اور لوگوں کو اس کے خلاف ابھارا۔ اور وزارت کا وظیفہ روک لیا رجسٹر سے اندراج ختم کر دیا۔ زیری سے برأت کا اعلان کر دیا اور اپنے غلام واضح کو مغرب اور زیری سے جنگ کرنے پر امیر مقرر کر دیا اور اخراجات وغیرہ کے لئے اموال ہتھیار اور لباس دیئے، اسی طرح الحضر ہ کے ملوک میں سے بعض کو واضح کے ساتھ بھیجا ان ملوک میں زیری بن خزر، محمد بن الخیر، بکساس بن سید الناس، بنو یفرن میں سے ابو یخنت بن عبداللہ بن مدین اور ازداجہ میں سے خزرون بن شامل تھے نیز سپہ سالار بھی مقرر کیے۔

آمنا سامنا: ...... چنانچہ واضح ۳۸۷ھ الحضر ہ سے نکلا اور پوری تیاری کے ساتھ زیری کی طرف چل پڑا سمندر پار کر کے طنجہ سے ہوتے ہوئے وادی رکاب میں چھاؤنی بنالی دوسری طرف سے زیری بن عطیہ اپنی قوم کے ہمراہ نکل پڑا اور واضح کے لشکر کے بالمقابل چھاؤنی بنالی۔ چنانچہ تین ماہ تک دونوں کی فوجیں یہاں ہی پڑی رہیں۔ اسی دوران واضح نے بنو برزال کے نوجوانوں کو دو رضی کے الزام میں الحضر ہ کی طرف واپس کر دیا اور ان کی شکایت منصور تک پہنچادی۔ چنانچہ منصور نے سن کر ان نوجوانوں کو ڈانٹا پھر کسی اور طرف انہیں بھیج دیا۔

اصیل اور نکور پر قبضہ:......اس کے بعد واضح نے اصیل اور نکور پر قبضہ کرلیا اور زیری کے ساتھ مسلسل جنگیں رہیں۔ چنانچہ ایک رات واضح نے اصیلا کے مضافات میں زیری پر شب خون مارا، ابھی لوٹ مار کا سلسلہ جاری تھا کہ زیری نے سنور کر زوردار حملہ کردیا۔

فرصتہ المجاز:......الحضرہ سے ابن ابی عامر واضح کے حالات کا جائزہ لینے اور اسے امداد پہنچانے کے لئے چل نکلا۔ ابن ابی عامر لاؤلشکر کے ساتھ آیا تھا اور آکر فرصتہ المجاز کے پاس اترا، وہاں سے اپنے بیٹے مظفر کو وادی کے کنارے کی طرف بھیجا اس کے ساتھ بڑے بڑے کمانڈر اور جرنیل بھی تھے۔

منصور قرطبہ کی طرف واپس چلا گیا۔ مغرب میں عبدالملک کی اطلاع نے گھبراہٹ پیدا کردی اس وجہ سے بربری ملوک میں سے زیری کے عام ساتھی عبدالملک کی طرف لوٹ گئے۔ چنانچہ عبدالملک نے ان لوگوں پر خوب بڑھ چڑھ کر احسان کیا۔

زیری کے ساتھ مقابلہ:......عبدالملک نے طنجہ پر چڑھائی کی اور پھر واضح کے ساتھ مل گیا اور یہاں پر کچھ عرصہ کے لئے فوجی کمزوریوں کو درست کرنے میں مصروف ہوگیا جب اس کام سے فارغ ہوا تو بے مثال فوج کو لے کر مارچ کیا۔ دوسری طرف سے زیری نے ۲۸۸ھ میں وادی منیٰ میں (جو کہ طنجہ کے مضافات میں ہے) جنگ کی۔ چنانچہ زیری اور عبدالملک کے درمیان گھمسان کا ان پڑا عبدالملک کے ساتھی کمزور پڑ گئے مگر زیری ثابت قدم رہا۔

زیری زخمی حالت میں:......اسی دوران زیری کے متبعین میں سے ایک موتوری نے اسے نیزہ مارا پھر فریب سے کام لیتے ہوئے نیزے سے تین زخم اور لگائے موتوری بھاگتا ہوا مظفر کے پاس گیا مظفر نے موتوری کی بات کو آیا گیا سمجھا بعد میں صحیح رپوٹ ملی تو مظفر نے پھر دوبارہ حملہ کردیا اب کی باری زیری کو صحیح لفظوں میں شکست ہوگئی مظفر نے قتل عام کیا اور دل کھول کر لرٹ ماری۔

فتح کی خوشیاں:......چنانچہ زیری زخمی حالت میں ایک چھوٹی جماعت کے ہمراہ فاس چلا گیا مگر وہاں کے لوگوں نے اس کی راہوں میں رکاوٹیں کھڑی کردیں جب ادھر زیری کا بس نہ چلا تو صحراءِ غرب کی طرف بھاگ گیا۔ عبدالملک نے تمام تر عملداریوں پر قبضہ کرلیا اور اپنے باپ (عبدالملک کا لقب سیف الدولہ مظفر عبدالملک ہے اور اس کے باپ کا نام ابوعامر ہے) کو فتح کی خوشخبری سنائی۔ باپ نے اس کی فتوحات کو سراہا اور عام ملکی سطح پر دعائیں اللہ کا شکر بجالانے اور صدقات وغیرہ کرنے کا اعلان کیا۔

اصلاحات:......ابوعامر نے اپنے بیٹے عبدالملک کو مغرب کا حکمران مقرر کردیا۔ چنانچہ عبدالملک نے مغرب کی اصلاحات کیں سرحدوں کو بند کیا، گردونواح میں کارندے دوڑائے اور محمد بن عبدالودود کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ تادلا کی طرف بھیجا اور حمید بن یصل کتامی کو سجلماسہ کا امیر مقرر کیا۔ چنانچہ یہ سب لوگ اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے روانہ ہوگئے۔ اور حسب تعیین خراج بھیجتے رہے۔

مغرب کے حکمران:......منصور نے اپنے بیٹے عبدالملک کو جمادی الاوّل ۲۸۹ھ میں واپس بلایا اور اس کی جگہ واضح کو مغرب کا حکمران مقرر کردیا۔ چنانچہ واضح نے حتی الامکان اصلاحات کیں مگر اس سال منصور نے واضح کو معزول کر کے اس کے بھیجتے عبیداللہ کو مغرب کا حکمران بنادیا۔ پھر عبیداللہ کے بعد اسماعیل البوری مغرب کا حکمران بنا چنانچہ منصور نے اسے بھی معزول کردیا اور اس کی جگہ معن بن عبدالعزیز تجیبی کو مقرر کیا پھر منصور کی وفات تک معن ہی مغرب کا حکمران رہا۔

مغرب کی حالت:......منصور نے مظفر معز بن زیری کو مغرب اوسط سے، مغرب میں اپنے باپ زیری کی ولایت میں بلایا چنانچہ مظفر فاس میں جا اترا واضح رہے کہ زیری عبدالملک سے شکست خوردہ ہوکر صحراءِ غرب میں مظفر کے پاس چلا گیا تھا۔ وہاں صحراء ہی میں مغراوہ وغیرہ کے لوگ زیری کے پاس جمع ہوگئے تھے۔ اسی عرصے میں منصور کی وفات ہوگئی اور صنہاجہ وغیرہ کا آپس میں بادیس بن منصور کے بارے میں اختلاف پیدا ہوگیا تھا جبکہ دوسری طرف سے بادیس کے چچاؤں وغیرہ نے ماکسن بن زیری کے ساتھ ملکر بادیس کے خلاف بغاوت کردی۔

ایک موقع:......زیری نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور اپنی توجہ صنہاجہ کے مضافات کی طرف پھیری چنانچہ مغرب اوسط میں داخل ہوگیا تاہرت میں جنگ کی لیکن یطوفہ بن بلکین نے زیری کا محاصرہ کرلیا بادیس قیروان سے یطوفہ کی مدد کے لئے نکلا مگر طنبہ سے گزرتے وقت فلفول بن خزرون نے

رکاوٹ ڈال دی افریقہ تک اس کی مخالفت کی اور جنگ میں مصروف رکھا۔

زیری بن عطیہ کا غلبہ:......اس سے پہلے ابوسعید بن ضرورن افریقہ لاحق ہو چکا تھا۔ اور منصور بن بلکین نے ابوسعید کو طنبہ کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ جب سعید نے بغاوت کی تو بادلیس اس کے پاس گیا اور حماد بن بلکین صنہاجہ کی افواج کے ساتھ زیری بن عطیہ کی مدافعت کے لئے گیا چنانچہ وادی صنہاجہ میں دونوں کا ٹکراؤ ہو گیا تاہم صنہاجہ کو شکست ہوئی اور زیری نے ان کی چھاؤنی پر غلبہ پا کر ہزاروں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا اس طرح زیری نے تلمسان شلف تاہرت اور تنس کو فتح کر لیا اور ان تمام شہروں میں مؤید ہشام اور اس کے حاجب منصور کی دعوت حکومت کا پرچار کیا۔

زاوی بن زیری کا طلب امان:......زاوی بن زیری نے اپنے خاندان کے شرفاء کو (جو کہ قبل ازیں بادلیس کے لئے جنگ لڑ رہے تھے) کو لیکر زیری سے امان طلب کی زیری نے ان کی حاجت براری کی اور بطور خوشخبری کے منصور کو لکھ بھیجا زیری نے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ اگر اسے حکمرانی دوبارہ مل جائے تو ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے گا۔ نیز زیری نے زاوی اور اپنے بھائی خلال کی آمدن کی اجازت بھی منصور سے طلب کی منصور نے اجازت دے دے چنانچہ وہ دونوں ۲۹۰ھ میں زیری کے پاس آ گئے۔

ابوالبہار نے بھی اسی طرح کا مطالبہ منصور کے سامنے پیش کیا مگر منصور نے ٹال مٹول کر دی چونکہ ابوالبہار قبل ازیں عہد شکنی کر چکا تھا۔

زیری کی وفات:......زیری بن عطیہ اشیر کے محاصرہ کے دوران بیمار ہو گیا بیماری نے جب زیادہ طول پکڑا تو اشیر سے بھاگ گیا پھر ۲۹۱ھ میں واپس آیا اور وہیں اس کی وفات ہوئی۔

معز بن زیری:......اس کے بعد آل خزر اور مغراوہ نے زیری کے بیٹے معز بن زیری پر اتفاق کر کے اپنا حکمران منتخب کر لیا۔ عوالناس نے معز کے ہاتھ پر بیعت اور اس نے حکومت کا کنٹرول سنبھال لیا۔ فی الحال صنہاجہ کے ساتھ جنگ کرنے سے باز رہا پھر معز نے منصور سے معافی طلب اور دعوت عامر یہ کے ساتھ مسلک ہو گیا چنانچہ ان لوگوں کے پاس اس کی حالت بہتر رہی۔

منصور کی وفات اور عبدالملک بن منصور:......اسی عرصہ میں منصور کی وفات ہوگئی اور معز نے منصور کے بیٹے عبدالملک کی طرف رغبت ظاہر کی کہ عبدالملک اگر معز کو اس کی سابقہ عملداری میں برقرار رکھے گا تو وہ اس کے پاس وافر مقدار میں مال لے کر آئے گا۔ عملداری کی کماحقہ پاسداری کی پاداش میں معز نے اپنے بیٹے معتصر کو قرطبہ میں یرغمال بنانے کی بھی پیشکش کی۔ چنانچہ عبدالملک نے اسکا مطالبہ منظور کر لیا اور معاہدہ لکھ کر وزیر ابوعلی بن ضدنم کو دے کر بھیجا۔ معاہدے کا لب لباب درج ذیل ہے:

معاہدہ:......

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

سید نا محمد ﷺ مظفر سیف الاولہ حاجب امام خلیفہ ہشام المؤید باللّٰہ امیر المومنین (اللہ اس کی عمر لمبی کرے) عبدالملک بن منصور بن ابوعامر کی طرف سے اہل فاس اور مغرب کے تمام شہریوں کی طرف ہے **سلمھم اللّٰہ.**

امابعد، اللہ تعالیٰ تمہارے حالات بہتر بنائے اور تمہاری جان اور دین کی حفاظت فرمائے سو سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو غیوب کا جاننے والا، گناہوں کا بخشنے والا، دلوں کا پھیرنے والا شدید گرفت کرنے والا، ابتداء و انتہاء کرنے والا اور جو چاہے کر گزرنے والا ہے اور اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا حکومت و امر اسی کے ہاتھ میں ہے اور خیر و شر اسی کے ہاتھ میں ہے۔

وصلی اللّٰہ علی سیدنا محمد سید المرسلین وعلی اٰلہ الطیبین وعلی جمیع النبیین والمرسلین والسلام علیکم واجمعین.

اللہ تعالیٰ نے معز بن زیری کو عزت دی ہے۔ اس کے خطوط ہماری طرف پے در پے بخوشی و مسرت اور خطاؤں سے بطور معافی کے آئے ہیں۔ گویا اس کی خطاؤں کو توبہ کی معافیوں نے دھو ڈالا ہے۔ اور توبہ گناہ کو مٹا ڈالتی ہے اور استغفار عیب سے بچانے والا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی

اجازت دیتا ہے تو اسے آسان فرما دیتا ہے۔ ہوسکتا ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو جبکہ اسمیں خیر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اطعت کو شعار بنانے، راہ پر قائم رہنے استقامت کا اعتقار رکھنے، اچھی مدد کرنے اور کم خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔

سن لو! اسے تاکید کی تھی کہ وہ عدل وانصاف سے کام لے اور ظلم وزیاتی کو دور کرے اور تمہارے راستوں کو آباد رکھے اور حدود اللہ کے علاوہ باقی امور میں تمھارے محسنوں کی بات قبول کرے اور تمہارے خطا کاروں سے درگزر کرے۔

ہم نے اس معاہدہ پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا ہے اور وہی کافی گواہ ہے۔ ہم نے وزیر ابوعلی بن جدلم کو (جسے اللہ نے عزت دی ہے وہ ہمارے قابل اعتماد آدمیوں میں سے ہے اور سردار ہے) بھیجا ہے تاکہ وہ اس کام کو سنبھالے اور اس بارے میں پختہ عہد ہے اور ہم نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ آپ لوگوں کو بھی اسمیں شامل کرے اور ہم تمھارے معاملے میں فکرمند ہیں نیز تمھارے احوال کو دیکھ بھی رہے ہیں کہیں وہ ادنی کے حق میں اعلیٰ کے خلاف فیصلہ نہ کرے۔ اور تمھارے بارے میں کسی ادنی چیز سے راضی نہ ہو پس اس بات پر اعتماد رکھو اور تسلی پاؤ نیز قاضی ابوعبداللہ اپنے احکام نافذ کرے ہم اس کے مددگار ہیں نیز اس کی حکومت ہماری حکومت کے ساتھ بندھی ہوئی ہے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی طرف دھیان نہ دے۔ جب ہم نے اسے والی مقرر کیا ہے تو ہمارے اس کے بارے میں حسن ظن جب ہم نے اسے قاضی مقرر کیا ہے تو اس کے متعلق یہی امید ہے۔

والله المستعان وعليه التكلان لا اله الا هو

اور ہماری طرف سے آپ لوگوں کو بہت بہت سلام پہنچے۔ عبدالملک نے یہ خط ذی قعدہ ۳۹۶ھ میں لکھا تھا۔

جب معز کو عہدنامہ ملا تو: ..... جب معز کے پاس عبدالملک کا خط پہنچا تو اس وقت ضلع سلجماسہ کے علاوہ مغرب کے بقیہ علاقوں پر اس کی حکومت تھی منصور کے غلام واضح مغرب میں اپنی حکمرانی کے دور میں وانودین بن خزروں بن فلفلول سے سلجماسہ کا عہد کیا ہوا تھا۔ اس لئے سجلماسہ مغر کی حکومت میں شامل نہ تھا۔ جب عبدالملک کا خط معز کو دلا تو سجلماسہ کا بھی کنٹرول سنبھال لیا اور مغرب کے تمام اضلاع میں اپنے کارندے پھیلا دیئے اور خراج وصول کرنا شروع الغرض اس کے رعایا کا انتظام ہمیشہ منظم ومرتب رہا۔

معز کو شکست: ..... جب اندلس کی جمعیت افتراق کا شکار ہوگئی خلافت کے نشانات مٹ گئے طوائف الملو کی پھیل گئی تو معز از سرنو سجلماسہ پر غلبہ پانے اور اسے وانودین بن خزرون بن فلفلول کے ہاتھوں سے چھیننے لگا چنانچہ ۴۰۷ھ میں معز اپنی فوجوں کے ہمراہ سجلماسہ گیا آگے سے وانودین بھی اپنی فوجوں کے ساتھ معز کے مقابلے میں آیا چنانچہ وانودین نے اسے شکست دی اور اپنی فوج کی ایک جماعت کے ساتھ واپس لوٹا اور اپنی حکومت کے بارے میں بے چین رہا، پھر ۴۰۷ھ مرگیا۔

حمامہ بن معز: ..... معز کے بعد اس کا چچازاد بھائی حمامہ بن معز بن عطیہ والی بنا واضح رہے حمامہ معز کا بیٹا نہیں تھا جیسا کہ بعض مؤرخین کا خیال ہے بلکہ یہ صرف ناموں کا اتفاق) حمامہ نے معز کی چھوڑی ہوئیں تمام عملداریوں پر قبضہ کرلیا اور اپنی حکومت کو مضبوط کرلیا۔ چنانچہ علماء اور اقرباء اس کے پاس وفود کی شکل میں آتے اور شعراء اس کی مدح میں اشعار بھی کہتے۔

ابوالکمال تمیم بن زیری کا فاس پر قبضہ: ..... ۴۲۴ھ میں ابوالکمال تمیم بن زیری بن یعلیٰ یفرنی نے بنو بدوی بن یعلیٰ سے سلا کی حکومت چھین لی۔ اس کے بعد ابوالکمال نے بنو یفرن کے قبائل اور زناتہ کے بعض لوگوں کے ہمراہ فاس پر چڑھائی کردی چنانچہ حمامہ مغراوہ اور ان کے ہوا خواہوں کے ساتھ شدید جنگیں شروع ہوگئیں۔ حاصل یہ کہ حمامہ شکست سے واضح رہے اسوقت مرکزی حکومت اندلس میں قائم تھا اور خلیفہ ہشام المؤید باللہ تھا اور عبدالملک بن منصور ھشام کا حاجب (سیکرٹری) تھا نیز معز، حمامہ وغیر ہم ہشام کے گورنر تھے یا صوبیدار وغیرہ کہہ لیجئے۔ بن المتر جم دوچار ہوگیا اور مغراوہ کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ اس طرح تمیم فاس اور مغرب کے مضافات پر قابض ہوگیا۔

یہودیوں پر آفت: ..... تمیم جب فاس میں داخل ہوا یہودیوں کو دل کھول کر لوٹا اور ان کی عورتوں کو قیدی بنالیا اسطرح یہودیوں کی آسودگی کا خاتمہ کردیا۔ حمامہ وجد چلا گیا پھر وہاں سے مدینہ اور ملویہ کے شیلوں میں مقیم مغراوہ کے پاس چلا گیا۔

حمامہ دوبارہ فاس میں: ...... پھر حمامہ نے ۴۲۹ھ میں فاس پر چڑھائی کی اور غلبہ پا کر فاس میں داخل ہو گیا۔ چنانچہ تمیم سمع میں اپنے دارالامارت میں واپس لوٹ آیا۔ اب حمامہ نے مغرب کی حکومت کا نظام دوبارہ سنبھال لیا۔

قائد حمامہ کے دوبدو: ...... پھر ۴۳۰ھ میں قائد بن حماد (صاحب قلعہ) نے صنہاجہ کی فوجوں کے ساتھ حمامہ پر چڑھائی کی آگے سے حمامہ بھی جنگ کی نیت سے نکلا لیکن قائد نے زناتہ کے ساتھ بلکہ جنگ کرنے سے کترا تا رہا۔ حمامہ نے جب حالات دیکھے تو مجبوراً قائد کی اطاعت اختیار کر لی چنانچہ قائد نے حمامہ کو اسی حالت پر چھوڑ کر واپس آ گیا پھر حمامہ نے ۴۳۱ھ میں فاس ہی میں وفات پائی۔

ابوالعطاف دوناس: ...... حمامہ کے بعد اسکا بیٹا دوناس حکمران بنا (دوناس کی کنیت ابوالعطاف تھی) چنانچہ دوناس نے فاس اور اپنے باپ کی بقیہ عملداریوں پر قبضہ کر لیا پھر اس کی حکومت کے دوران اس کے چچازاد بھائی حماد بن معفر بن معز نے دوناس کے خلاف بغاوت کر دی دوناس نے حمامہ کے ساتھ بے شمار جنگیں لڑیں اور دوناس نے مضافات پر قبضہ بھی کر لیا حماد نے دوناس کو فاس میں محصور کر لیا۔ چنانچہ دوناس نے اپنے ارد گرد خندق کھود لی جو کہ سیاج حماد (حماد کی باڑ) حماد نے قرویین کے کنارے سے وادی کو جانے والی شارع عام بند کر دی اور خود محصور ہو کر رہ گیا پھر یہیں ۴۳۵ھ میں اس کی وفات ہوئی۔

ترقی کی راہ پر: ...... اس عرصے میں دوناس کی حکومت قائم ہوئے کافی بیت چکا تھا آبادی بھی کسی قدر بڑھ چکی تھی اس لئے تعمیراتی کام بڑے پیمانے پہ ہوا نیز کارخانے سرکاری سطح پر قائم کیے اور فصیلوں کے اردگرد باڑ لگانے میں بڑے مبالغہ سے کام لیا۔ آباد جگہوں میں حمام اور ہوٹل بنوائے حالات کی بہتری کو دیکھ کر تاجر وہاں آنے لگے۔

فتوح بن دوناس: ...... ۴۵۱ھ میں دوناس کی وفات ہوگئی اس کے بعد اسکا بیٹا الفتوح حکمران بنا چنانچہ فتوح اندلس کے کنارے پر اترا اور اس کے چھوٹے بھائی عجیسہ نے حکومت کے معاملے میں اس سے کچھ الجھاؤ پیدا کر دیا لیکن عجیسہ قرویین کے نواح میں قلعہ بند ہو گیا نیز ان دونوں سے افتراق کی وجہ سے ان کی حکومت انتشار کا شکار ہوگئی۔ پھر ان دونوں کے درمیان جنگوں کا پانسہ پلٹتا رہا زیادہ تر جنگیں باب النقبہ کے قریب (قرویین کی ایک طرف) ہوئیں جبکہ فتوح نے اندلس کے کنارے کا دروازہ بنایا اور یہ اب تک باب عدوۃ الاندلسیین کے نام سے مشہور ہے۔

باب الجیسہ: ...... دوسری طرف عجیسہ نے باب الجیسہ کی حد بندی کی اور اب تک اسے باب الجیسہ سے یاد کیا جاتا ہے یاد رہے! جیسہ اصل میں عجیسہ تھا کثرت استعمال کی وجہ سے عین حذف گئی عجیسہ اور فتوح اسی حال پر برقرار رہے یہاں تک کہ ۴۵۲ھ میں فتوح نے عجیسہ اور اس کے گھرانے سے غداری کی اور عجیسہ پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا۔

مرابطین لمتونہ: ...... اس کے بعد کے مرابطین نے مغرب پر اچانک حملہ کر دیا فتوح ان کے حالات سے خوفزدہ ہو کر فاس سے بھاگ نکلا۔ چنانچہ بلکین بن محمد بن حماد صاحب القلعہ نے ۴۵۴ھ میں مغرب پر چڑھائی کر کے فاس میں داخل ہو گیا اور اہل فاس کے اشراف و اکابر کو اطاعت کے لئے پر یرغمال بنا کر اپنے قلعہ میں واپس آ گیا۔

معفر بن حماد بن منصور: ...... فتوح کے بعد معفر حماد بن منصور مغرب کا حکمران بنا اور لمتونہ کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو گیا۔ چنانچہ معفر ۴۵۵ھ میں لمتونہ کے خلاف مشہور جنگ لڑی اور پھر مدینہ چلا گیا۔

اسی دوران یوسف بن تاشفین اور مرابطین نے فاس پر قبضہ کر لیا یوسف نے فاس پر اپنا نائب مقرر کیا اور خود غمارہ چلا گیا، پیچھے سے معفر نے فاس پر دوبارہ قبضہ کر لیا نیز یوسف کے عامل اور لمتونہ کے بعض لوگوں کو قتل کر کے صلیب پر لٹکا دیا۔ پھر معفر نے حکمران مہدی بن یوسف سر نائی پر چڑھائی کر دی اس سے پہلے مہدی مرابطین کے ساتھ شمولیت کا اعلان کر چکا تھا۔

معفر کی موت: ...... چنانچہ معفر نے مہدی کو قتل کر دیا اور اسکا سر کاٹ کر سکون برغواطی (حاجب سبتہ) کے پاس بھیج دیا۔ جب یوسف بن تاشفین کو پتہ چلا تو اس نے فاس پر محاصرہ ڈالنے کے لئے مرابطین کی فوجوں کو بھیجا چنانچہ مرابطین کے افواج نے آ کر فاس کا محاصرہ کر لیا محاصرہ انتہائی شدید

شکل اختیار کر گیا یہاں تک کہ لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ چنانچہ معفر نے ہمت کر کے میدان کارزار کا رخ کیا مگر شکست اس کے مقدر میں لکھی جا چکی تھی اس جنگ میں ۴۶۰ھ میں قتل ہوا۔

تمیم بن معفر ......اس کے بعد اہل فاس نے تمیم بن معفر کے ہاتھ پر بیعت کر لی مگر یہ زمانہ تمیم کے لئے محاصرہ جنگ، بھوک اور گرانی کا پیغام لایا تھا۔ دوسری طرف یوسف بن تاشفین نے بلاد غمارہ کو فتح کر لیا تھا اس لئے فی الحال اس نے اہل فاس کی طرف توجہ نہ کی پھر ۴۶۲ھ میں بلاد غمارہ سے فارغ ہوا تب فاس کی طرف متوجہ ہوا چنانچہ یوسف نے فاس کا کئی دنوں تک محاصرہ کیے رکھا پھر یوسف بزور شمشیر فاس میں داخل ہوا اور مغراوہ، بنو یفرن مکناسہ اور قبائل زناتہ کے تقریباً تین ہزار آدمیوں کو تہہ تیغ کیا مقتولین میں معفر بھی شامل تھا نیز مقتولین کو فرداً فرداً دفنانا مشکل ہو گیا یوسف بن تاشفین نے خندقیں کھودوائیں اور انہیں اجتماعی طور پر مقتولین کو دفنا دیا۔ محصورین میں سے جو بچ گیا وہ تلمسان کی طرف بھاگ گیا۔

فاس سے مغراوہ کا خاتمہ: ......یوسف بن تاشفین نے ان فصیلوں کو گرانے کا حکم دیا جو دونوں کناروں کو جدا کرتی تھیں چنانچہ یوسف نے دونوں کناروں کو ملا کر مشترک ایک شہر بنا دیا اور اس کے اردگرد ایک ہی فصیل بنوائی۔ اس طرح فاس سے مغراوہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ والبقاء للّٰہ وحدہ۔

تمیم بن معفر کا سلسلہ نسب: ......تمیم بن معفر بن حماد معفر بن معزٔ بن زیری بن عطیہ عبداللہ بن خزر المنتصر فتوح بن دوناس بن معز عجیسہ، قدید اسے بن حماد صاحب قلعہ نے والی مقرر کیا تھا۔ منصور بن مصال۔

بنو خزرون ملوک سجلماسہ: ......اس باب میں مغراوہ کے طبقہ اولیٰ میں سے ملوک سجلماسہ بنو خزرون کے حالات اور ان کی حکومت کا آغاز انجام زیر بحث آئے گا۔

بنو خزر کی جائے پناہ: ......خزرون بن فلفلول مغرب کے امراء اور بنو خزر کے چوہدریوں میں سے تھا جب بلکین بن زیری نے مغرب کے اوسط پر غلبہ پالیا تو بنو خزرون مغرب اقصاء میں ملویہ کے پیچھے علاقے میں چلے گئے بنو خزر خلافت مروانیہ کا دم بھرتے تھے۔

مضافات کا کنٹرول: ......چنانچہ منصور بن ابی عامر جو کہ المؤید کی حکومت کو قائم کرنے والا تھا اس نے اپنے سیکرٹری بنتے ہی حکومت کے آدمیوں اور سرکردہ جرنیلوں اور فوجی گروہوں کے ذریعے مضافات میں سے صرف سبتہ پر کنٹرول سنبھالا تھا اور جو کچھ علاقے سبتہ کے ماوراء تھے انہیں مغراوہ بنویفرن اور مکناسہ کے امراء کے سپرد کر دیئے تھے منصور نے صرف سرحدوں کے کنٹرول پر اکتفا کیا چنانچہ منصور نے مذکو بالا قبائل پر احسانات کیے اس طرح یہ قبائل منصور کے قریب ہوئے۔

منتصر ......انہیں دنوں میں خزرون بن فلفلول نے سجلماسہ پر چڑھائی کی اسوقت سجلماسہ میں آل دورار میں سے معتز موجود تھا نیز جو ہر جب مغرب سے واپس ہوا تو معتز کا بھائی منتصر اسی جگہ میں کود پڑا تھا اور اسوقت کے امیر شاکر اللہ محمد بن فتح پر کامیابی حاصل کر لی چنانچہ منتصر نے بعد میں سجلماسہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا پھر ۳۵۳ھ میں منتصر کے بھائی ابو محمد نے اس منتصر کیا اور اسے قتل کر کے سجلماسہ کی حکومت سنبھال لی۔ اور دوبارہ وہاں پر بنو مدراد کی حکومت قائم کر لی۔

خزرون بن فلفول کا حملہ: ......چنانچہ ۳۶۷ھ میں خزرون بن فلفول نے مغراوہ کی فوج لے کر سجلماسہ کے علاقے پر چڑھائی کر دی سامنے سے معتز اس کے مقابلے میں نکلا خزرون نے اسے شکست دی اس طرح خزرون نے سجلماسہ پر قبضہ کر لیا اور ہمیشہ کے لیے سجلماسہ سے آل مدراد اور خوارج کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور وہاں ہشام المؤید کی دعوت حکومت کا پرچار ہونے لگا۔

مروانیوں کی اس خطے پر پہلی حکومت: ......واضح رہے یہ مروانیوں کی پہلی حکومت تھی جو اس خطے میں قائم ہوئی چنانچہ خزرون بن فلفلول نے معتز سے چھینے ہوئے ہتھیار اور اموال وغیرہ اپنے قبضے میں لئے اور فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے ہشام المؤید کو خط لکھا۔ نیز معتز کو قتل کر کے اسکا سر بھی ہشام کے پاس بھیج دیا چنانچہ ہشام نے معتز کا سر اپنے دار الخلافہ میں گیٹ پر لٹکا دیا اور خزرون کی اس فتح کو محمد بن ابی عامر کی طرف منسوب کیا۔ چنانچہ ہشام المؤید نے خزرون کو سجلماسہ کا امیر مقرر کر دیا خزرون کے بعد امارت اس کے بیٹے وانودین نے سنبھالی۔

زیری بن وفاد: ......۳۶۹ھ میں زیری بن مناس نے مغرب اقصیٰ پر چڑھائی کی لیکن زناتہ وہاں سے بھاگ کر سبتہ چلے گئے اور زیری نے مغرب کے مضافات پر قبضہ کر کے اپنا حاکم مقرر کر دیا یہاں سے فارغ ہو کر سبتہ کا محاصرہ کیا پھر سبتہ سے نکل کر برا غواطہ کے ساتھ جہاد میں مصروف ہو گیا۔

کچھ عرصہ بعد زیری بن مناد کو اطلاع ملی کہ وانودین بن خزرون نے سجلماسہ کے مضافات میں لوٹ ماری ہے چنانچہ وانودین بزور قوت سجلماسہ کے مضافات میں داخل ہوا اور وہاں کے گورنر کو مغلوب کر کے وہاں کے اموال اور ذخائر پر قبضہ کر لیا۔

زیری بن مناد کی وفات: ......یہ خبر سن کر زیری بن مناد ۳۹۳ھ میں سجلماسہ کی طرف مسلح ہو کر چل پڑا لیکن راستے ہی میں ہلاک ہو گیا۔ اور زیری بن مناد سجلماسہ واپس لوٹ گیا۔

عبدالملک مغرب میں: ......اسی عرصہ میں زیری بن عطیہ بن عبداللہ بن خزر نے مغرب پر قبضہ کر لیا اور ہشام کے زمانے میں فاس پر بھی قبضہ کر لیا پھر آخر میں زیری بن عطیہ نے منصور کے خلاف بغاوت کی منصور نے اپنے بیٹے عبدالملک کو ۳۸۸ھ میں لشکر کے ہمراہ کنارہ مغرب کی طرف بھیجا چنانچہ عبدالملک نے بنوخزر کو مغلوب کر کے ان کے علاقے پر قبضہ کیا اور فاس میں جا اترا اور فاس سے حدود و بندی اور ٹیکس لینے کے لئے اپنے کارندے دوڑائے نیز سجلماسہ پر حمید بن یصل مکناسی کو امیر مقرر کیا چونکہ سجلماسہ سے بنوخزرون بھاگ چلے تھے چنانچہ سجلماسہ پر قبضہ مکمل ہوا اور دعوت مروانیہ کو قائم کیا گیا۔ بعد عبدالملک جب عدوہ (کنارہ) کی طرف واپس گیا اور اس نے واضح کو فاس (اس کی عملداری) میں بھیجا تو بنوخزر نے واضح سے امان طلب کر لی۔

وانودین کی حکمرانی: ......امان طلب کرنے والوں میں سجلماسہ کا حاکم وانودین بن خزرون اور اس کا چچازاد بھائی فلفلول بن سعید بھی شامل تھا۔ واضح نے انہیں امان دے دی اور معاہدہ یہ ٹھہرا کہ ہر سال مال کی مقررہ مقدار متعدد گھوڑے اور ڈھالیں ادا کریں گے چنانچہ اس معاہدہ پر وانودین اپنی عملداری سجلماسہ میں واپس آ گیا نیز وانودین اور فلفلول دونوں نے معاہدہ کی پاسداری کرنے میں اپنے بیٹوں کو واضح کے پاس بطور رہن (یرغمال) رکھا چنانچہ واضح نے ان دونوں کو سجلماسہ کا حاکم مقرر کر دیا چنانچہ ۳۹۰ھ میں وانودین سجلماسہ کی حکومت کا بلاشرکت غیر حاکم بن بیٹھا اور اپنے زاد فلفلول بن سعید کو بے دخل کر دیا اور وانودین نے سجلماسہ میں دعوت مروانیہ کو قائم کیا۔

درعہ کی عملداری: ......۳۹۶ھ میں مظفر بن ابی عامر کے عہد میں معز بن زیری مغرب کی حکومت کی طرف واپس آ گیا اور فی الحال وانودین کے ادھر موجود ہونے کی وجہ سے سجلماسہ کے معاملے کو مؤخر کر دیا۔ جب قرطبہ میں خلافت میں ابتری پھیل گئی، ہر طرف طوائف الملو کی کا دور دورہ ہو گیا، سرحدوں کے امراء اور مضافات کے حکمرانوں نے مقبوضات کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تو وانودین نے بھی سجلماسہ کے مضافات کو اپنے لئے مخصوص کر لیا نیز درعہ کی عملداری پر غلبہ پا کر ساتھ ملا لیا۔

معز بن زیری کو شکست: ......چنانچہ ۴۰۷ھ میں معز بن زیری (حاکم فاس) مغراوہ کی فوجوں کے ساتھ وانودین کے مقبوضہ مضافات کی طرف گیا تا کہ ان علاقوں کو چھین کر اپنے قبضے میں لے لے۔ دوسری طرف سے وانودین بھی اپنی فوجیں لے کر مقابلہ میں آ گیا چنانچہ معز بن زیری کو شکست ہوئی اور اسی وجہ سے معز کی حکومت بھی ہچکولے کھانے لگی۔ پھر معز اسی افسوس وارنج میں فوت ہو گیا۔

وانودین کی حکومت: ......اسی طرح وانودین کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے فاس کے مضافات میں سے صفروی کی عملداری اور ملویہ کے تمام محلات پر قبضہ کر لیا اور ان علاقوں پر اپنے خاندان کے لوگوں کو والی مقرر کر دیا۔ اس کے بعد وانودین بھی فوت ہو گیا۔

مسعود وانودین: ......وانودین کے بعد اس کے بیٹے مسعود وانودین نے حکومت سنبھالی مگر مجھے اس کی حکمرانی اور اس کے باپ کی تاریخ وفات معلوم نہیں۔

عبداللہ بن یاسین: ......جب عبداللہ بن یاسین غالب آیا تو لمتونہ، مسوفہ اور بقیہ ملثمین کے مرابطین اس کے پاس جمع ہو گئے چنانچہ انہوں نے ۴۴۵ھ میں مقام درعہ سے اپنی جنگ کا آغاز کیا۔ تاہم مسعود بن وانودین کی چراگاہ سے اونٹوں کو لوٹ کر لے گئے (جیسا کہ ہم نے لمتونہ کے حالات

میں بیان کیا ہے) چنانچہ مسعود بن وانودین مدافعت کی غرض سے اٹھا تھا مگر شکست خوردہ ہو کر مقتول ہوا۔ آئندہ سال مرابطین نے پھر جنگ کی اور تھوڑی بہت پیش رفت کے بعد سجلماسہ میں داخل ہو گئے اور مغراوہ وغیرہ کا قتل عام کیا۔

اس کے بعد مرابطین نے مغرب کے مضافات، بلدسوس اور جبال مصامدہ کا رخ کیا چنانچہ ۴۵۵ھ میں سفروی کو فتح کر لیا اور وانودین کی اولاد اور مغراوہ کے باقی ماندہ لوگ جو وہاں موجود تھے انہیں قتل کر دیا پھر ۴۶۳ھ میں مرابطین نے عبداللہ بن یاسین کی قیامت میں ملویہ کے قلعوں کو فتح کرا لیا یوں اس طرح سے بنووانودین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا یوں محسوس ہوتا تھا گویا وہ تھے ہی نہیں۔

والبقاء لله وحده وكل شي هالك الا وجهه سبحانه وتعالىٰ لا رب سواه ولا معبود الا ياه وهو على كل شئي قدير.

مسعود بن وانودین بن خزرون بن فلفلول بن خزر، فلفلول بن سعید، اسے عبداللہ بن یاسین اور مرابطین نے قتل کیا تھا اس نے معتز بن محمد بن مدار کے ہاتھ سے سجلماسہ کو حاصل کیا تھا بعد میں ہشام المؤید نے اسے وہاں کا امیر مقرر کر دیا تھا۔

ملوک طرابلس:......اس باب میں طبقہ ادنیٰ میں سے بنوخزرون بن فلفلول کے ملوک طرابلس کے حالات اور ان کا آغاز و انجام نیز ان کے گردش احوال کا جائزہ لیا جائے گا۔

ابتدائی احوال:......مغراوہ اور بنوخزر، بنوخزرون کے طبقہ اولیٰ کے بادشاہ تھے چنانچہ یہ بلکین سے پہلے مغرب اقصیٰ میں آ گئے تھے۔ پھر بلکین نے ۳۶۹ھ میں اپنا مشہور حملہ کر کے ان کا تعاقب کیا تھا یہاں تک کہ انہیں سبتہ کے ساحل پر جا کر دم لینا پڑا ساحل ہی سے مغراوہ اور بنوخزر نے اپنا ایک فریادی منصور کے پاس بھیجا تھا چنانچہ منصور ان کے حالات کی جانچ پڑتال کے لئے جزیرہ میں آیا اور اپنے ساتھ لائے ملوک بربر و زناتہ اور جعفر یحییٰ وغیرہ لوگوں کے ساتھ مغراوہ اور بنوخزر کی مدد کی چنانچہ مغراوہ وغیرہ بلکین پر بھاری ہو گئے اور منصور خود قرطبہ واپس چلا گیا۔ اور دوران واپسی ۳۷۲ھ میں فوت ہو گیا۔ چنانچہ مغراوہ اور بنویفرن کے قبائل کو جو مقام منصور کے ہاں حاصل تھا اس پر واپس آ گئے۔

طبقہء اولیٰ میں سے بنوخزرون بن فلفول کے ملوک طرابلس کے حالات اور ان کا آغاز اور گردشِ احوال

بنوخزر اور مغراوۃ بنوخزرون کے بادشاہ تھے یہ حضرات بلکین کے آگے مغرب اقصیٰ میں آ گئے تھے۔ پھر ۳۶۹ھ میں اپنے مشہور حملے میں ان کا تعاقب کیا اور سبتہ کے ساحل پر جا کر انہیں روک دیا۔ بنوخزرون نے اپنے ایک فریادی کو منصور کے پاس بھیجا۔

منصور جزیرہ میں:......چنانچہ منصور ان کے احوال پر کھنے کے واسطے جزیرہ تک آیا اور اس نے جعفر بن یحییٰ، ملوک بربر اور زناتہ کے ملوک کی معاونت سے ان کی مدد کی۔ چنانچہ یہ لوگ بلکین پر بھاری اور قوی ہو گئے۔ اس طاقت کی تاب نہ لاتے ہوئے بلکین مغرب کے مضافات کا جائزہ لینے کے لئے واپس آ گیا۔ اسی واپسی کے دوران ۳۷۲ھ میں وفات پا گیا۔ اس کے بعد مغراوہ اور بنویفرن کے قبائل اپنے مقام پر واپس آ گئے۔

مغرب کا گورنر:......منصور نے ۳۷۶ھ میں وزیر بن عبدالودود کو مغرب کا گورنر مقرر کر کے بھیجا وزیر نے خطیہ بن عبداللہ بن خزر کے دونوں بیٹوں مقاتل اور زیری کو مزید اعزاز و اکرام کے ساتھ نوازا چنانچہ اس اعزاز و تکریم کی وجہ سے دونوں گھرانوں کو بڑی غیرت آ گئی۔

اسی دوران ۳۷۷ھ میں خزر بن فلفلول بن خزر اموئیوں کی اطاعت سے منحرف ہو کر صنہاجہ کی طرف چلا گیا۔ اور ایک جنگ سے واپسی پر منصور بن بلکین سے اشیر میں ملا تو منصور نے اسے خوش آمدید کہا اور کافی حد تک اس کا احترام کیا۔ اور اسے طبنہ کا حاکم مقرر کیا۔ چنانچہ سعید اپنے اہل و عیال کے ساتھ طبنہ کی حکمرانی پر فائز ہوتے ہوئے مقام مخصوص پر پہنچ گیا۔

سعید، منصور کے پاس اور سعید کی موت:...... پھر سن ۴۸۱ھ میں آیا منصور نے اسکا بڑی گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا۔اور اس کی خوب مہمان نوازی کی۔اسی سال سعید بن حزرون وفات پا گیا۔اس کی وفات قیروان میں ہوئی۔

فلفول کی قسمت جاگ اٹھی:...... فلفول بن سعید والد کی وفات کے بعد والد کی عملداری سے قاصد بن کر آیا چنانچہ منصور نے فلفول کو باپ کی جگہ پر حکمران مقرر کر دیا نیز اسے خلعت فاخرہ عطاء کی اپنی بیٹی سے اسکا نکاح کرایا تیس اونٹ مال اور تیس تخت کپڑے دیئے۔عمدہ زمینوں والی بے شمار سواریاں دیں اور ۱۰ سنہری جھنڈے دیئے چنانچہ فلفول شان وشوکت کے ساتھ اپنی عملداری میں واپس لوٹ گیا۔

منصور بن بلکین کی وفات:...... ۴۸۵ھ میں منصور وفات پا گیا اور اس کے بعد اسکا بیٹا بادیس بن منصور حکمران بنا بادیس نے حسب سابق فلفول کو طبنہ کی علمداری پر حکمران بحال رکھا۔

زیری بیابانوں کی طرف:...... جب زیری بن عطیہ نے منصور بن ابی عامر کے خلاف بغاوت کی جیسا کہ ہم پیچھے ذکر کر چکے ہیں) تو منصور بن ابو عامر نے اپنے بیٹے مظفر کو زیری کی طرف بھیجا چنانچہ مظفر نے مغرب کے مضافات میں زیری پر غلبہ پالیا اور زیری جنگل اور بیابانوں کی طرف بھاگ گیا۔

زیری کے بھلے بھلے:...... زیری نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے مغرب اوسط پر چڑھائی اور اس سلسلے میں صنہاجہ کی سرحدوں تک جا پہنچا اور یہرت کا محاصرہ کر لیا چونکہ یہرت میں یطونت بن یلکین تھا حماد بن یلکین خبر پاتے ہی اشیر سے تلکانہ کی فوجوں کو لے کر زیری کی طرف چڑھ دوڑا حماد کے ساتھ بادیس کا قائد محمد بن ابولعب بھی تھا محمد بن ابولعب کو بادیس نے صنہاجہ سے یطونت کی مدد کے لئے بھیجا تھا چنانچہ زیری نے ٹکر لے لی اور ان کے جمگھٹے کو تتر بتر کر دیا اور ان کی فوجی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا اس طرح افریقی زبردست فتنہ کا شکار ہو گئے اور گردونواح میں آباد قبائل زناتہ کے لیے صنہاجہ اجنبی بن گئے۔

بادیس بن منصور:...... بادیس بن منصور ارادہ سے فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف گیا چنانچہ طبنہ سے گزرتے وقت فلفول بن سعید بن خزرون اسے ملا تا کہ اپنی جنگ میں اس سے مدد مانگے لیکن فی الحال مدد لینے سے رک گیا چونکہ اسے شک ہو گیا کہ کہیں کھیل کا پانسہ نہ پلٹ جائے اس لیئے وقتی طور پر مدد لینے سے معذرت کر دی لیکن سلطان کے آنے تک تجدید عہد کی پیشکش کی جسے بادیس نے قبول کر لیا۔

پھر سعید اور اس کے ساتھیوں کو مغراوہ کی طرف سے سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا اسی وجہ سے انہیں طبنہ کو خیر آباد کہنا پڑا اور وہاں سے چل پڑے۔

فلفول کی واپسی:...... چنانچہ جب بادیس طبنہ سے کافی دور ہو گیا تو فلفول واپس لوٹ آیا اور طبنہ میں فساد برپا کر دیا۔اور تجس میں بھی اسی طرح کا فساد جاری رکھا۔اس کے بعد فلفول نے باغایہ کا محاصرہ کر لیا اور اسی دوران بادیس اشیر تک جا پہنچا۔اور اس کی خبر سنتے ہی زیری بن عطیہ صحرا مغرب کی طرف بھاگ گیا۔چنانچہ بادیس نے تاہرت اور اشیر پر اپنے چچا یطوفت بن بلکین کو گورنر مقرر کر کے خود واپسی کی راہ لی اور مسیلہ میں آ گیا۔

فلفول شکست خوردہ ہو گیا:...... چنانچہ اسی دوران بادیس کو خبر پہنچی کہ اس کے چچاؤں ماکین، زاوی، عزم اور مغنین نے بغاوت کر دی ہے۔اس وجہ سے ابو البہار کو بھی خوف لاحق ہوا چنانچہ وہ ڈر کے مارے اپنی چھاؤنی سے بادیس کے چچاؤں سے جا ملا بادیس نے ان کے پیچھے اپنے چچا حماد بن بلکین کو بھیجا۔فوجوں کو فلفول بن سعید کی جانب بھیجنے کے بعد خود بھی اس کی جانب کوچ کر گیا جب کہ اس وقت فلفول بن سعید نے باغایہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔چنانچہ اس نے اسے شکست دی اور ان کے سالار ابو رعیل کو قتل کر دیا۔

پھر فلفول کو جب بادیس کے پہنچنے کی خبر ملی تو وہاں سے کوچ کر گیا اور بادیس نے مرواجنہ تک اس کا تعاقب کیا یہاں پر دونوں کے درمیان زبردست جنگ ہوئی۔یہاں فلفول کے پاس زناتہ اور بربریوں کے قبائل بھی جمع ہو گئے تھے۔لیکن بادیس کے سامنے جم کر مقابلہ نہ کر سکے بلکہ فلفول کو اکیلا چھوڑ کر الگ ہو گئے اور فلفول شکست کھا کر جبل حناش کی طرف بھاگ گیا اور قیطون میں پڑاؤ ڈالا۔

فتح کی خوشخبری:...... بادیس نے قیروان کی طرف فتح کا خط لکھا۔چونکہ اہل قیروان میں بہت ساری طرح طرح کی جھوٹی خبریں مشہور ہو چکی تھیں۔نیز وہاں کے باشندے مہدیہ کی طرف بھاگ گئے تھے۔اور اپنے بچاؤ کے لئے طرح طرح کی تجاویز گھڑ رہے تھے۔کیونکہ جب فلفول بن سعید نے ابو رعیل کو قتل کیا اور صنہاجہ کی فوجوں کو شکست دی تھی تو انہیں فلفول سے یہی توقع تھی۔یہ ۴۸۹ھ کا واقعہ ہے۔

بادیس کی قیروان کو واپسی: ..... اسی دوران قیروان واپس آ گیا۔ پھر بادیس کو اطلاع ملی کہ زیری کی اولاد فلفلول بن سعید کے پاس اکٹھی ہو رہی ہے اور انہوں نے آپس میں معاہدہ کر کے تلبسہ کے قلعے میں سب اکٹھے ہو چکے ہیں۔

چنانچہ بادیس ان کے مقابلے کے لئے قیروان سے چل پڑا یہ خبر پاتے ہی فتنہ پرداز لوگ پریشان ہو گئے صرف ماکسن اور اس کے بیٹے محسن کے سوا دوسرے چچا، زیری بن عطیہ کے ساتھ جا ملے۔ واکسن اور محسن فلفلول کے پاس ہی ٹھہرے رہے اور بادیس ۳۹۱ھ میں اس کے پیچھے پیچھے واپس لوٹ آیا اور لشکر پہنچ گیا۔ اسی دوران خبر سن کر فلفلول رمال کی طرف بھاگ گیا۔ چنانچہ اس دوران زیری بن عطیہ اشیر کا محاصرہ بدستور کئے رہا لیکن بادیس کی خبر سنتے ہی محاصرہ اٹھا لیا اور ابوالبہار بادیس کی طرف واپس لوٹ آیا اور اس کے ساتھ قیروان چلا آیا۔ فلفلول بن سعید قابس اور طرابلس کے نواح کی طرف آیا اور وہاں کے زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔

فلفلول نے طرابلس پر قبضہ کر لیا ان دنوں طرابلس مصر کی عملداری میں تھا۔ اور معد کے قاہرہ چلے جانے کے بعد وہاں کا گورنر عبداللہ بن خلف کتامی تھا۔ جب فوت ہو گیا تو نزار العزیز کے بلکین نے اسے اپنی عملداری میں شامل کرنا چاہا تو فلفلول نے اس کی مدد کی۔ چنانچہ بلکین نے قاہرہ تمصولت بن بکار کو گورنر مقرر کیا (تمصولت بلکین خاص غلاموں میں سے تھا) بلکین نے اسے بونہ سے اس طرف منتقل کیا تھا چنانچہ تمصولت پورے بیس سال بادیس کے زمانے تک حکومت کرتا رہا۔

لیکن بعد میں حالات کچھ ناساز گار ہو گئے اس نے مصر کے حاکم کو اطلاع بھیجی کہ وہ الحضرہ میں دلچسپی رکھتا ہے نیز یہ کہ اس سے طرابلس کی عملداری لے لی جائے۔ اس وقت برجوان صقلبی حکومت میں خود مختار تھا۔ اور یانس صقلبی کے مرتبہ و مقام کی وجہ سے برجوان رنجیدہ رہتا تھا۔ پھر فلفلول نے الحضرہ سے ہٹا کر برقہ کی ولایت دے دی۔ پھر جب طرابلس کے حاکم عقولہ کی دلچسپی میں پے در پے اضافہ ہونے لگا تو برجوان نے یانس کو وہاں بھیجنے کا مشورہ دیا چنانچہ یانس وہاں کا حاکم مقرر ہو گیا۔ اور مقولہ اپنی عملداری میں واپس چلا آیا اور ۳۹۰ھ میں وہاں پہنچا۔

اسی اثناء میں تمصولہ مصر چلا گیا اور اس کے جانے کی اطلاع بادیس کو بھی مل گئی بادیس نے اپنے قائد جعفر بن جبیب کو فوجوں کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسے مصر جانے سے روکے چنانچہ یانس نے اس پر حملہ کر دیا مگر شکست خوردہ ہو کر قتل ہوا۔

فتوح بن علی: ..... یانس کا جرنیل فتوح بن علی طرابلس جا کر قلعہ بند ہو گیا، جعفر حبیب نے مدت دراز تک اس سے جنگ کی مگر وہ وہاں ہی ٹھہرا رہا۔ جعفر نے اسکا محاصرہ کیا ہوا تھا کہ اچانک اسے قابس کے گورنر یوسف بن عامر کا خط ملا جسمیں اس نے بتایا کہ فلفلول بن سعید قابس آیا ہوا ہے۔ اور طرابلس کی طرف بس آنا ہی چاہتا ہے۔ یہ سن کر جعفر نے شہر سے جبل کی جانب رخ کر دیا۔

ادھر سے فلفلول نے موقع کو غنیمت سمجھا اور جعفر کی جگہ پر اتر کر پڑاؤ ڈال دیا۔ چنانچہ جعفر اور اس کے ساتھی کافی حد تک پریشان ہو گئے۔ اور وہ پختہ ارادے کے ساتھ قابس چلے گئے فلفلول نے بھی ان کا راستہ چھوڑ دیا۔

فلفلول کی طرابلس میں آمد: ..... فلفلول جب طرابلس میں آیا تو وہاں کے لوگوں نے اس کا پرزور استقبال کیا اور فتوح بن علی نے طرابلس کی امارت اس کے لئے چھوڑ دی۔ چنانچہ اس نے طرابلس پر قبضہ کر لیا اور اسے اپنا وطن بنا لیا۔ یہ واقعہ ۳۹۱ھ کا ہے۔

چنانچہ فلفلول نے حاکم کو اپنی اطاعت بجالانے کی اطلاع دے دی تو حاکم نے یحییٰ بن علی بن حمدون کو بھیجا اور اسے طرابلس اور قابس کے مضافات کا امیر مقرر کر دیا۔

یحییٰ بن علی طرابلس پہنچا ادھر سے فلفلول اور فتوح بن علی بھی زناتہ کی فوجوں کے ساتھ قابس کے محاصرہ کے لئے گئے۔ انہوں نے مدت تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر وہ دونوں طرابلس کی طرف واپس آ گئے۔

اور یحییٰ بن علی مصر کی طرف آ گیا۔ فلفلول نے طرابلس کی عملداری کو اپنے لئے مختص کر لیا۔ فلفلول اور بادیس کے درمیان جنگ طویل ہو گئی اور بادیس جب مصر کی مدد سے مایوس ہو گیا تو اس نے قرطبہ میں مہدی محمد بن عبدالجبار کے پاس فریادی بھیجا کہ میری مدد کی جائے۔ چنانچہ مہدی نے اسے باہم مدد پہنچائی لیکن ان کے واپس آنے سے پہلے ہی فلفلول ۴۰۰ھ میں فوت ہو گیا۔

وزو بن سعید:.....فلفلول کی وفات کے بعد زناتہ اس کے بھائی وزو بن سعید کے پاس جمع ہو گئے۔ وزو بن سعید اور زناتہ کے کچھ لوگ وہاں سے بھاگ گئے اور جا کر بادیس کے ساتھ مل گئے۔ پھر بادیس طرابلس کی طرف بڑھا اور اسمیں داخل ہو گیا اور فلفلول کے محل میں رہائش پزیر ہوا۔

طلب امان:.....وزو بن سعید نے فلفلول کے پاس آدمی بھیجا کہ مجھے اور میری قوم کو امان دے دو چنانچہ بادیس نے اپنے پروردہ محمد بن حسن کو اس کے پاس بھیجا چنانچہ امان نامہ کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔

شرط وتولیت:.....بادیس نے نفزاوہ پر وزو کو اور قسطیلیہ پر نعیم بن کنون کو اس شرط پر والی مقرر کیا کہ وہ دونوں بمعہ اپنی قوم کے طرابلس کے مضافات سے چلے جائیں۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس آگئے اور بادیس قیروان کی طرف چل دیا۔ اور طرابلس پر محمد بن حسن کو حکمران مقرر کیا۔

جائے مقررہ:.....وزو نفزاوہ میں اور نعیم قسطیلیہ میں پہنچ گیا پھر وزو نے ۱۳۹۱ھ میں علم بغاوت بلند اور جبال ایدمر میں چلا گیا پھر باہمی مخالفت پر اتر آئے اور نعیم نے نفراوہ کو اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔

خزرون بن سعید:.....خزرون بن سعید اپنے بھائی وزو کو چھوڑ کر سلطان بادیس کے پاس لوٹ آیا ۲۰۲ھ میں قیروان میں اس پاس آیا تھا چنانچہ بادیس نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ اسکا استقبال کیا۔ اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا نیز اسے بھائی کی عملداری نفزاوہ پر حاکم مقرر کیا اور اس کی قوم کے قبیلہ بنو مجیلہ کو قبضہ کی ولایت سونپی اس طرح جزیرے کے اکثر شہر زناتہ کے لئے ہو گئے۔

وزو بن سعید کا طرابلس پر حملہ:.....وزو بن سعید نے زناتہ کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر طرابلس پر چڑھائی کر دی۔ آگے سے طرابلس کا گورنر محمد بن حسن وزو کے مقابلہ کے لئے آیا دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو گئے اور عرصہ طویل تک ان کی آپس میں لڑائیاں جاری رہیں۔ بالآخر وزو کو شکست ہوئی اور اس کی قوم کے بہت سارے آدمی مارے گئے۔

گورنر محمد بن حسن نے دوبارہ اسکا محاصرہ کر لیا۔ اور علاقہ کے لوگوں کو تنگ کر دیا۔ پھر بادیس نے اپنے بھائی خزرون اور تعلیم بن کنون اور مرید کے زناتی امراء کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھی کی خاطر جنگ کے لئے نکلیں۔ چنانچہ وہ اس کے پاس آئے اور قابس اور طرابلس کے درمیان وغیرہ مقام پر ان کی آپس میں جنگ ہوئی۔

پھر انھوں نے آپس میں اتفاق کر لیا نیز خزرون کے ساتھی اس کے بھائی وزو کے ساتھ مل گئے اور خزرون اپنی عملداری کی طرف واپس آ گیا۔ نیز سلطان نے خزرون پر تہمت لگائی کہ اس نے اپنے بھائی وزو کے ساتھ فریب کیا ہے۔ چنانچہ وزو نے نفزاوہ سے اسکا سامنا کیا لیکن مخالفت پر بدستور ڈٹا رہا۔

تعاقب تھا یا باہمی ملاپ:.....چنانچہ سلطان نے فتوح بن احمد کو اچھی خاصی فوج دے کر وزو کی طرف متوجہ کیا وزو اپنی عملداری سے بھاگ گیا نعیم اور بقیہ زناتہ کے لوگوں نے اسکا تعاقب کیا۔ لیکن سب کے سب ۴۰۴ھ میں وزو بن سعید کے ساتھ مل گئے اور سر عام سلطان کی مخالفت شروع کر دی نیز طرابلس شہر میں جنگ وجدال کے شعلے بھڑکا دیئے۔

زناتہ کا قتل:.....اس طرح زناتہ کا فساد بڑھ گیا اور سلطان کے پاس زناتہ جو یرغمال تھے ان کو سلطان نے قتل کر دیا۔

مقاتل بن سعید:.....اسی دوران مقاتل بن سعید اپنے بھائی وزو سے ناراض ہو کر اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے ہمراہ ایک گروہ کی شکل میں الگ ہوا مگر شومئی قسمت سب کے سب قتل ہوئے۔

سلطان اور حماد کی جنگ اور وزو کی وفات:.....دوسری طرف سلطان اپنے چچا حماد کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گیا اور جب اسی سال سلطان نے حماد پر شلب کے مقام پر غلبہ پایا تو وہاں سے سلطان قیروان کی طرف واپس لوٹ آیا۔ وزو نے سلطان کی طرف اطاعت بجالانے کا پیغام بھیجا لیکن قسمت اس کا ساتھ نہ دے سکی اور ۴۰۵ھ میں وفات پا گیا۔ وزو کے بعد اس کی قوم اس کے بیٹے خلیفہ اور اس کے بھائی خزرون بن سعید میں

منتشم ہوگئی پھران میں سخت اختلاف پڑ گیا۔

حسن بن محمد کی سازش: ......اسی اثناء میں طرابلس کے گورنر حسن بن محمد نے ان کے معاملات میں دخل دینے کے لئے سازش کی۔ پھر اکثر زناتہ خلیفہ کے پاس چلے گئے۔ ان حالات کو دیکھ کر خلیفہ کے چچا خزرون نے اس کے ساتھ جنگ شروع کر دی چنانچہ قیطون کے مقام پر اس پر غلبہ پالیا اور زناتہ کو کنٹرول میں لے لیا۔ اس طرح ان پر اپنے باپ کی حکومت قائم کی۔ اسی دوران خزرون نے سلطان بادیس کے پاس یہاں ہی سے اطاعت بجالانے کا پیغام بھیجا چنانچہ بادیس نے اس کی اطاعت کو قبول کرلیا۔

بادیس کی وفات: ......اس کے بعد بادیس فوت ہوگیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا معز ۴۰۶ھ میں حاکم بنا۔ لیکن خلیفہ بن وزّو نے اس کے خلاف بغاوت کر دی دوسری طرف سے اس کا بھائی حماد بن وزّو طرابلس اور قابس کے مضافات کو ذلت سے ہمکنار کرتا رہا اور ۴۳۱ھ تک مسلسل ان کو غارتگری میں جکڑے رکھا۔

عبداللہ بن حسن کی بغاوت: ......طرابلس کے حاکم عبداللہ بن حسن نے بھی بغاوت کر دی اس کا سبب یہ ہوا کہ معز بادیس نے اپنی حکومت کے ابتدائی ایام میں محمد بن حسن کو طرابلس سے بلایا اور طرابلس پر وقتی طور پر محمد بن حسن نے اپنے بھائی عبداللہ حسن کو طرابلس کا خلیفہ مقرر کیا اور خود محمد بن حسن طرابلس چلا گیا۔ اور اپنی حکومت کی باگ ڈور عبداللہ کے سپرد کر دی۔

چنانچہ اس پوزیشن پر سات دن گزر گئے اور سلطان کے ہاں اس کی حالت کافی حد تک مضبوط ہوگئی۔ اور سلطان کے پاس اس کی شکایتیں کافی ہو چکی تھیں چنانچہ اسے ایک طرف کر کے قتل کر دیا۔ جب اس کے بھائی عبداللہ کو خبر پہنچی تو اس نے بغاوت کر دی۔

طرابلس پر قبضہ: ......اس صورت حال کے پیش نظر عبداللہ نے خلیفہ بن وزّو اور اس کی قوم کو طرابلس پر قبضہ دے دیا پس انھوں نے صنہاجہ کو قتل کر دیا اور طرابلس پر قابض ہو گئے۔

خلیفہ قصر عبداللہ میں: ......خلیفہ عبداللہ کے محل میں اترا اور وہاں سے عبداللہ کو باہر نکال دیا اور اس کے اہل وعیال اور اموال واسباب پر قبضہ کرلیا۔ اور طرابلس پر خلیفہ بن وزّو اور اس کی قوم بنو خزرون کی حکومت مسلسل قائم رہی۔

۴۱۷ھ میں خلیفہ نے قاہرہ میں ظاہر بن حکم سے اطاعت اختیار کرنے، راستوں کی حفاظت کی ضمانت دینے اور جماعتوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کے بارے میں گفتگو کی اور یہ کہ وہ طرابلس پر اس کی امارت کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ ظاہر بن حکم نے ان باتوں کو قبول کرلیا اور وہ اس کی عملداری میں شامل ہوگیا۔ اسی سال خلیفہ نے اپنے بھائی حماد کو معز کے پاس ہدیے وغیرہ دے کر بھیجا اس نے ہدیے قبول کیے اور ان کا بدلہ بھی دیا۔ ابن رفیق نے ہمیں یہ آخری بات ان کے حالات کے بارے میں سنائی ہے۔

المعز کی زناتہ پر چڑھائی: ......ابن حماد وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ ۴۳۰ھ میں طرابلس کی طرف سے زناتہ پر چڑھائی کی۔ آگے سے انھوں نے اس کا سامنا کیا اور اسے شکست دی نیز عبداللہ بن حماد کو قتل بھی کر دیا اور اس کی بہن اُم بنت بادیس کو قید کرلیا کچھ عرصہ کے بعد اس پر احسانات کر کے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنے بھائی کے پاس آ گئی۔

دوبارہ کوشش میں برکت ہے: ......معز نے دوبارہ پھران پر چڑھائی کی مگر زناتہ نے دوسری مرتبہ بھی اسے شکست دے دی پھر اس کی قسمت نے پانسہ پلٹا اور تیسری مرتبہ حملہ کیا او کامیاب ہوگیا اور انہیں مغلوب کر کے ان پر اپنی سلطنت کی مہر ثبت کر دی۔ نیز اس سے صلح کر کے بچاؤ کا راستہ اختیار کیا۔ پس اس طرح سے ان کا معاملہ درست ہوا۔

اولاد خزرون: ......اور جب خلیفہ بن وزّو نے خزرون بن سعید کو زناتہ کی امارت پر غالب کیا تو خزرون مصر چلا گیا خزرون نے وہاں دارالخلافہ میں اقامت اختیار کی اور اس کے بیٹے وہیں پلے اور بڑھے۔ اس کے بیٹوں میں سے منتصر بن خزرون اور سعید بن خزرون ہیں۔

اور جب اہل مغرب اور ترکوں کے درمیان فتنہ نما ہوا تو منتصر اور اسکا بھائی سعید دونوں طرابلس چلے گئے۔ چونکہ اہل مغرب پر ترکوں نے غلبہ پالیا تھا اور انہیں مصر سے جلاوطن کر دیا تھا۔ پھر عرصہ تک طرابلس کے مضافات میں اقامت پذیر رہے بعد میں سعید طرابلس کی حکمرانی پہ فائز ہوئی تک پھر ۴۲۰ھ میں اپنی موت تک وہی طرابلس کا حکمران رہا۔

ابو محمد تیجانی کی رائے:..... ابو محمد تیجانی طرابلس کے تذکرہ کے موقع پر اپنے سفرنامہ میں بیان کرتا ہے کہ جب ذغبہ نے سعید بن خزرون کو ۴۲۹ھ میں قتل کر دیا تو خزرون بن خلیفہ قیطون سے اس کی حکومت میں آیا پس شوریٰ کے صدر نے اسکو حکومت پر قبضہ کرنے کا اختیار دے دیا۔ ان دنوں فقہاء میں سے ابوالحسن بن المنتصر بھی وہاں موجود تھا۔ جو کہ علم فرائض (میراث) میں بڑی شہرت رکھتا تھا۔ ابوالحسن نے بھی خزرون کی بیعت کی پھر خزرون ۴۳۰ھ تک وہاں ہی مقیم رہا۔

اس کے بعد منتصر بن خزرون قیطون سے ربیع الاول میں آیا اس کے ساتھ زناتہ کے لشکر بھی تھے منتصر کی حالت کو دیکھ کر خزرون بن خلیفہ طرابلس سے چھپ کر بھاگ گیا۔ اور طرابلس پر منتصر بن خزرون نے اپنی حکومت قائم کر لی منتصر نے ابن مشمر پر حملہ کیا اور اسے جلاوطن کر کے مستقل اپنی حکومت کو پختہ کر لیا۔ تیجانی کا بیان ختم ہوا۔

تیجانی کا بیان محل اشکال ہے:..... یہ بیان محل اشکال ہے کیونکہ زغبہ ہلالی عربوں میں سے ہیں اور وہ اس صدی کے چالیس سال گزر جانے کے بعد مصر سے افریقہ آئے تھے۔ لہٰذا ۴۲۹ھ میں ان کا وجود طرابلس میں پایا جانا محال ہے۔ ہاں پر ہوسکتا ہے کہ زغبہ کے بعض قبائل اس سے پہلے ہی افریقہ میں آ چکے ہوں۔ اور بنو قرہ برقہ میں تھے چونکہ انہیں برقہ میں حاکم نے یحییٰ بن علی بن حمدون کے ہمراہ بھیجا تھا۔ مگر یہ رائے کسی مورخ نے نقل نہیں کی۔

طرابلس بنوخزرون کے ہاتھوں میں:..... اس کے بعد طرابلس مسلسل زناتہ بنوخزرون کے ہاتھوں میں رہا۔ اور جب ہلالی عرب طرابلس پہنچے تو انھوں نے معز بن بادیس کو افریقہ کے مضافات پر غالب کیا اور مغلوبہ علاقوں کو آپس میں تقسیم کر لیا نیز قابض اور طرابلس زغبہ کے حصے میں آئے اور بلا بنوخزرون کے حصے میں پھر بنوسلیم ان بیرون شہر پر قبضہ کر لیا پھر بعد میں زغبہ نے ان پر غلبہ پالیا اور انہیں ان مضافات سے بھگا دیا لیکن بلد ہمیشہ ہی بنو خزرون کے پاس رہا۔

منتصر بن خزرون:..... پھر منتصر بن خزرون نے ہلالی قبائل میں سے بنوعہدی کے ساتھ بنوحماد پر چڑھائی کر دی اور سیلہ اور شیر میں نزول کیا پھر ناصر کے مقابلہ میں نکلا مگر ناصر صحراء غرب کی طرف بھاگ گیا۔ پھر ناصر قلعہ کی طرف واپس لوٹ آیا۔

پھر صلح کے سلسلے میں ناصر نے منتصر کے ساتھ مراسلت کی اور الزاب اور ریفہ کے مضافات اسے جاگیر میں دے دیئے نیز ساتھ ساتھ بسکرہ کے رئیس عروس بن سندی کو کہہ دیا کہ منتصر کو دھوکہ دے کر قتل کر دے۔

منتصر کا قتل:..... چنانچہ منتصر جب بسکرہ پہنچا تو عروس بن سندی نے اسے اپنے ہاں مہمان ٹھہرایا اور پھر ۴۶۰ھ میں اسے دھوکہ دے کر قتل کر دیا۔ اور جو شخص بنوخزرون میں سے آخر میں طرابلس کا حکمران بنا مجھے اسکا نام یاد نہیں رہا۔

صنہاجہ کی حکومت میں اختلال:..... صنہاجہ کی حکومت میں خلل پیدا ہو گیا۔ اور ان کی حکومت مسلسل ۵۴۰ھ تک قائم رہی۔ پھر اسی سال طرابلس اور اس کے مضافات میں قحط پڑا جس کی شدت سے بہت سارے ہلاک ہو گئے جو بچ گئے وہ وہاں سے بھاگ نکلے۔ اس طرح صنہاجہ کے حامیوں کے حالات کی خرابی اور ان کی کمزوری نمایاں ہو گئی۔

حکومت بنوخزرون کا خاتمہ:..... پھر جب صقلیہ کے سرکشوں نے مہدیہ اور صفاقس پر قبضہ کر لیا اور ان دونوں جگہوں میں ان کی حکومت مظبوط ہو گئی۔ پھر بنوخزرون کے آخر حکمران نے رجار کو بحری بیڑہ دے کر صقلیہ کے محاصرہ کے لئے بھیجا۔ اہل طرابلس میں اختلاف پیدا ہو گیا تو بحری بیڑے کے امیر حرحی بن میخائیل نے ان پر غلبہ پالیا اور طرابلس پر قبضہ کر کے وہاں سے بنوخزرون کو باہر نکال دیا۔ اور بلد پر ان کے شیخ ابو یحییٰ بن مطروح تمیمی

کو حاکم مقرر کر دیا پس اس طرح وہاں سے بنو خزرون کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ان میں سے وہی لوگ بچے جو بیرون میں باہر رہ گئے تھے پھر اس کے بعد صنہاجہ حکومت کے آخر میں موحدین نے افریقہ کو فتح کر لیا۔

والملك لله وحده يوتيه من يشاء من عباده سبحانه لا اله غيره .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طبقہ اولیٰ آل خزر کے ملوک تلمسان

بنی یعلی کے حالات اور ان کی بعض حکومتوں کا قیام اور ان کا انجام

ہم نے محمد بن خزر اور اس کے بیٹوں کے حالات میں بیان کیا ہے کہ محمد بن خیر کہ جس نے بلکین کی جنگ میں خودکشی کر لی تھی، خیر اور یعلی اسی کے بیٹوں میں سے ہیں۔ اور انہوں نے ہی اپنے باپ کے قتل کے بدلے میں زیری کو قتل کیا تھا۔ اور اس کے بعد بلکین نے ان لوگوں کا تعاقب لیا، اور ان کو اقصیٰ کے مغربی علاقوں کی طرف جلاوطن کر دیا، یہاں تک کہ ان سے محمد کو سجلماسہ کے گرد و نواح میں معد کے قاہرہ پہنچنے سے پہلے اور افریقہ پر بلکین کی حکومت کے قیام سے قبل ۳۶۰ھ میں قتل کر دیا گیا۔

محمد اور یعلی بن محمد کا دور حکومت:......الخیر کے دور حکومت کے بعد زناتہ کی حکومت کی باگ ڈور محمد اور اس کے چچازاد بھائی یعلی بن محمد نے سنبھال لی، اور جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ یہ دونوں منصور بن ابی عامر کے پاس بار بار جاتے تھے، اور عطیہ بن عبداللہ بن خزر کے دونوں مقاتل اور وزیری مفراوہ کے علاقے میں ان پر حملہ کر کے غالب ہو گئے لیکن مقاتل اس میں ہلاک ہو گیا۔

پھر منصور نے زیری بن عطیہ کو ان کی زرافت کی بناء پر اپنے خاص حلقہ احباب میں رکھ لیا، اور اسے مغرب کا حاکم مقرر کر دیا، اور اس کے ساتھ ہی بلکین کی وفات بھی ہو گئی اور مغرب اوسط کے حاکم ابوالبہار بن زیری نے بادیس کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور زیری اور بدوی بن یعلی کیساتھ اس کا معاملہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

زیری کی خود مختاری اور اس کی وفات:......زیری خود مختار ہو گیا، اور مغرب میں سب پر غلبہ حاصل کر لیا، پھر اس نے منصور کے خلاف علم بغاوت اٹھایا تو منصور زیری نے اپنے بیٹے منصور کو بھیجا جس نے زناتہ کو مغرب اوسط سے خارج کر دیا، اس طرح زیری مغرب اوسط میں دور تک چلا گیا، اور اس کے شہروں میں مقابلہ کرتے ہوئے میسلہ اور اشیر تک پہنچ گیا، اور سعید بن خزرج بھی منہاجتہ آ گیا، اور طبنہ کے علاقے پر قبضہ کر لیا، پھر افریقہ میں زناتہ فلفول اور اس کے بیٹے کے خلاف تیاری کرنے لگا، اور جب زیری مسیلہ اور اشیر کی طرف روانہ ہوا تو فلفول نے بادیس کے خلاف بغاوت کر دی، یوں بادیس اور اس کا بیٹا منصور مغرب اوسط میں فلفول اور اس کی قوم کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو گئے اس دوران انہوں نے حماد بن بلکین کو اس کی طرف بھیجا تو فلفول اور زناتہ کے درمیان جنگ کا رخ تبدیل ہونے لگا۔

المعز کی خود مختاری:......زیری بن عطیہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے المعز نے ۳۹۳ھ میں وسط مغرب میں خود مختار حکومت قائم کر لی، اور صنہاجہ تلمسان اور اس کے ارد گرد کے علاقے پر قابض ہو گیا اور وجدہ شہر تک اپنی سرحد قائم کر لی، یہ سب پچھلے صفحات میں تفصیل سے گزر چکا ہے

یعلی بن محمد کی تلمسان آمد:......یہاں یہ بات ذکر کر دیں کہ صرف تلمسان پر یعلی بن محمد کی حکمرانی تھی جبکہ تلمسان کے گرد و نواح کے علاقوں پر اس کے بیٹوں کی حکمرانی تھی۔ حماد کی وفات کے بعد اس کے بیٹے بنی بادیس کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گئے اس طرح تلمسان میں یعلی بن محمد کی حکومت مستحکم ہو گئی آل حماد کے ساتھ صلح اور جنگ میں رفتہ رفتہ ان کے حالات خراب ہونے لگے۔

ہلالی عربوں کی افریقہ آمد:...... ہلالی عربوں نے افریقہ میں آتے ہی المعز اور اس کی قوم کو شکست دی اور ان کے علاقوں کو آپس میں تقسیم کر ڈالا پھر بنی حماد کی طرف بڑھے اور انہیں قلعے میں محصور کر کر مضافات پر اپنے قبضہ کو مستحکم کرنے لگے۔ لیکن انہوں نے اثبج اور زغبہ کو ان سے آزاد کرا لیا، پھر انہوں نے زناتہ کے خلاف ان سے مدد چاہی اور اس کے بدلے انہیں بہت سی جاگیریں عطا کیں۔ جس کی وجہ سے بنی یعلیٰ اور ان کے درمیان نئی جنگیں ہوئیں اس زمانہ میں تلمسان کا امیر یحییٰ بن یعلی تھا۔ اس کا سپہ سالار اور وزیر ابوسعد بن خلیفہ یفرنی تھا جو خود بنفس اثبج عربوں اور زغبہ کے ساتھ جنگ کی قیادت کرتا تھا۔ مغرب اوسط کے قبائل میں سے مغراوہ بنی یفرن، بن یلومو، بنی عبدالود و توجین اور بنی مرین جنگوں میں اسکا ساتھ دیا کرتے تھے۔ ابوسعد بن خلیفہ ۴۵۰ھ میدان جنگ میں لڑتا ہوا ہلاک ہوا۔

مرابطین:...... پھر مرابطین نے مغرب اقصیٰ کے اردگرد کے علاقوں پر یحییٰ کی وفات اور اس کے بیٹے عباس چکے حکمران بن جانے کے بعد قبضہ کر لیا اور یوسف بن تاشفین نے اپنے سپہ سالار قرذنی کو لمتونہ کی فوجوں کے ساتھ اور بنی زیری کے جو لوگ ان کے ساتھ مل گئے تھے، جنگ کی غرض سے بھیجا لہٰذا اس نے قتل وقتال کیا اور آخر کار مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا، اور معلی بن العباس بن بختی جو کہ اس کے مقابلے پر نکلا تھا انتہائی مغلوب ہوا اور مزدلی کے ہاتھوں قتل ہوا۔

یوسف بن تاشفین کے ہاتھوں تلمسان کی فتح:...... پھر یوسف بن تاشفین نے ۴۷۲ھ میں مرابطین کی فوجوں کے ساتھ مل تلمسان کو فتح کیا، اور مغراوہ اور بنی یعلی کو ان کے امیر عباس بن بختی سمیت قتل کر دیا۔ اور پھر اسطرح وہ وہران، تنس جبل، السرلیس، شلب، اور الجزائر تک کے علاقوں پر قابض و فتح حاصل کرتے ہوئے واپس لوٹ آیا، اس طرح سے اس نے مغرب اوسط سے مغراوہ کا نام ونشان تک مٹاڈالا گویا ان کی حکومت یہاں کبھی تھی ہی نہیں۔

مغراوہ کے امرائے اغمات کے حالات:...... مجھے ان کے ناموں کے متعلق تو علم نہیں ہو سکا، لیکن تحقیق سے یہی پتہ چلا کہ یہ اغمات کے امراء تھے کو فاس میں بنی زیری آخری حکومت تھی۔ اور یہ لوگ مدہ اور برغواطہ وغیرہ کے پڑوسی تھے۔ اور ۴۵۰ھ میں ان کا امیر لقوط بن یوسف آخری امیر تھا کہ جسکی بیوی زینب بنت اسحٰق نفزاویہ کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ دنیا کی حسین ترین عورتوں میں سے ہے، اور وہ ریاست وسلطنت کے بارے میں بھی انتہائی مشہور تھی۔

اغمات پر مرابطین کا غلبہ اور لقوط کا قتل:...... جب ۴۴۳ھ میں مرابطین نے اغمات پر غلبہ وفتح پائی تو لقوط ابن یوسف ۴۵۱ھ میں تادلہ کی جانب بھاگ نکلا۔ اور امیر محمد کو قتل کر دیا، اور بنی یفرن کے لوگوں کے ساتھ مارا گیا تھا۔ اور مرابطین کا امیر ابوبکر بن عمر زینب بنت اسحٰق کے مقابلے میں اس جانشین بنا۔ اور اس نے اپنے چچازاد بھائی یوسف بن تاشفین کو مغرب کا گورنر مقرر کیا تو وہ اس کی بیوی زینب کی خاطر مستعفی ہو گیا، اور اسطرح اسے اس کی ریاست وحکومت ہو گئی۔

اور ابوبکر جب صحرا سے واپس ہوا تو اس نے یوسف بن تاشفین کو خودمختاری کا اشارہ دیا تھی کہ وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے کنارہ کش ہو گیا اور اپنی حکومت یوسف بن تاشفین کے حوالے کر دی جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے، اور لقوط بن یوسف اور اس کی قوم کے متعلق اس سے زیادہ ہمیں معلوم نہیں ہو سکا۔

"واللہ ولی العون سبحانہ"

طبقہ اولیٰ کے قبائل مغراوہ میں سے بنی سنجاس (ریغہ، اغواط، اور بنی وراء) کے حالات:...... یہ چاروں کے چاروں بطون مغراوہ میں سے ہیں، اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ چاروں بطون مغراوہ میں سے ہیں بلکہ زناتہ کے بطون میں سے ہیں اور یہ بات مجھے قابل اعتماد لوگوں نے ابراھیم بن عبداللہ التمر اور غنی سے روایت کرتے ہوئے بتائی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے زمانے میں زناتہ کا نساب تھا، اور شروع سے ہی یہ بطون مغراوہ کے بڑے بڑے بطون میں سے رہے ہیں۔

بنوسنجاس: ..... بنوسنجاس کے مواطن افریقہ اور مغربین کے تمام عملداریوں میں ہیں پس ان میں سے مغرب اوسط پہاڑ جبل راشد جبل کریکرہ اور الزاب کی عملداری بلادشلب میں ہے اسی طرح ان کے بطون بنورعیار بلادشلب میں بھی ہیں، اور قسطنیہ کے مضافات میں بھی اور یہ لوگ اپنی تعداد اور وسعت کی وجہ سے سب سے بڑے ہیں۔ اور انہوں نے زناتہ اور صنہاجہ کی جنگوں میں بڑے بڑے کارنامے دکھائے اور شہروں میں فتنہ وفساد برپا کیا۔ اور ۵۱۶ھ میں نفصہ سے جنگ کی اور تلکانہ کی فوج کے جن لوگوں کو انہوں نے وہاں پایا قتل کر دیا اور انتہائی فساد برپا کیا۔

محمد بن ابی العرب: ..... اور سلطان نے اپنے سپہ سالار محمد بن ابی العرب کو فوج کے ساتھ الجرید کے علاقے کی طرف روانہ کیا تو اس نے ان کا صفایا کیا اور وہاں سے بھگا دیا، اور پھر ان لوگوں نے ۵۱۵ھ میں ایک مرتبہ پھر فساد پیدا کیا جرید کے علاقے کے سردار نے ان پر حملہ کر دیا اور ان لوگوں کا خوب قتل عام کیا۔ اور ان کے سروں کو قیروان لے گیا، اور اسطرح ایک عظیم فتح ہوئی۔ اور قتل وخون ریزی کیساتھ حکومت ان کے ہاتھوں میں رہی یہانتک کہ ان کی شان وشوکت ودبدبہ جاتا رہا۔

ہلالی عربوں کی آمد: ..... اور ہلالی عرب آ گئے اور زناتہ اور صنہاجہ پر غالب ہو گئے اور وہ لوگ ان کے قلعوں میں گھس گئے اور مغرب کے علاقے قفر میں جبل راشدہ جیسے علاقے کو چھوڑ کر، دوسرے علاقوں کے لوگوں پر ٹیکس لگا دیتے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ حکومت سے دور ہونے کی وجہ سے ٹیکس وغیرہ ادا نہیں کرتے تھے۔ لیکن ان کا یہ قبضہ زیادہ قوت تک نہ رہا اور ہلالیوں کے بطون میں سے العمور نے ان لوگوں پر غلبہ پا لیا، اور اپنی حکومت قائم کر لی، اور اس میں ان لوگوں کے شامل ہو گئے اور بنوسنجاس کے بعض لوگ الزاب میں آ گئے۔ اور جب تک الزاب کے امرا کی سختی ہوتی تو وہ لوگ ٹیکس ادا کرتے ورنہ نہیں۔

ان کا دین: ..... اور طبقہ اولیٰ کے زناتہ کی طرح ان سب کا دین خارجی تھا اور ان میں سے کچھ لوگ آج کل الزاب میں رہتے ہیں اور وہ بھی اسی دین سے تعلق رکھتے ہیں اور ان میں سے بعض لوگ جبل راشدہ میں المثل نامی علاقے میں رہتے ہیں اور جبل غمرہ کو اپنا وطن بنالیا ہے اور ہلالیوں کے غلبہ کے وقت وہ لوگ ان کی حکومت میں شامل ہو گئے تھے، اور ٹیکس بھی لینے لگے اور بنوسنجاس کے بعض لوگ جو رغبہ کے بطون میں سے ہیں صحرا میں آ گئے، اور ان کی حکومت پر قبضہ کر کے انہیں اپنا غلام بنالیا۔

بنوریفہ کے قبائل: ..... یہ بنوریفہ متعدد قبائل پر مشتمل ہیں اور جب زناتہ کی حکومت میں فساد پیدا ہوا تو ان میں سے کچھ لوگ جبل عیاض اور اس کے مضافات میں تھادس علاقے میں آ گئے اور وہیں قیام اختیار کیا۔

اور تھادس کے علاقے میں رہنے والے اس زمانے میں عربوں کی ٹولیوں میں رہتے تھے اور اسطرح ان میں سے بہت سے لوگ الزاب اور دارکلا کے محلات کے درمیان آباد ہو گئے اور ان لوگوں نے اس وادی کے مغرب سے مشرق جاتے دو کناروں پر بہت سے محلات کی حد بندی کی اور وہ ایک بہت بڑے شہر اور متوسط بستی پر مشتمل ہے جن پر درخت لہلہاتے ہیں اور ان کے کناروں پر بالترتیب کھجوروں کے درخت لگے ہوئے ہیں ان کے درمیان پانی چلتا ہے ان کے چشمے صحرا، پر ناز کرتے ہیں، ان کے محلات ریفہ کی بہت بڑی آبادی ہے اور اس زمانے تک الٰہی کے نام سے مشہور ہیں۔ اور ایک بات اور بھی کہ وہ قبائل زناتہ کے قبائل بنوسنجاس اور بنویفران وغیرہ سے تعداد میں بہت زیادہ ہیں ان کے قبائل بنوریفہ کے سامنے کچھ بھی نہیں اور ان لوگوں کی جماعت حکومت سے پھڈا وغیرہ کرنیکی وجہ سے منتشر ہو گئی ہے اسطرح ان میں سے ہر فریق اپنے علاقے میں خودمختار ہے۔

ابن غانیہ اور اس کی جنگی کیفیت: ..... ابن غانیہ استونی نے جب کبھی بھی بلاد افریقہ اور مغرب پر چڑھائی کی تو اس نے ان کی آبادی کو برباد کر دیا دشمنوں کے قدم اکھیڑ ڈالے ان کے پانی کو خشک کر ڈالا، اور اس بات کا پتہ آبادی کے گھروں کے کھنڈرات تبدیل ہونے کے نشانات اور کھجور کے کھوکھلے تنوں میں ملتا ہے یہ کام حفصی حکومت کے شروع میں الزاب کے گورنر کی طرف راجع ہیں جو کہ موحدین میں سے تھا، اس کی عملداری میں دارکلا کے محلات بھی شامل تھے،

اور جیسا کہ ہم المنتصر کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ جب اس سے امراء زواودہ کے عامل ابن لتتو کو قتل کر دیا اور الزاب اور دارکلا کے اردگرد

کے علاقوں پر غالب آ گئے تو حکومتوں نے یہ مضافات ان کو جاگیر میں دے دیں اور اسطرح یہ مضافات اور علاقے ان کی جاگیر میں شامل ہو گئے۔ پھر اس کے بعد حاکم بجایہ نے تمام عملداری پر منصور بن مزنی کو امیر مقرر کر دیا اور یہ امارت اس کی اولاد میں بھی قائم رہی اور بسا اوقات پرانے حکم کی بناء پر ان علاقوں کے باشندے بھی سلطان کو ٹیکس پیش کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے الزاب کی انفرادی اور عرب سواروں کے دستے ان کے پاس قیام کیا کرتے تھے۔ سلطان زواورہ کے حکم سے وہاں آتا تھا اور جس چیز کے تعلق اسے کچھ شبہ ہوتا تو ان کو قسمیں دے کر پوچھتا تھا یہاں کا سب سے بڑا شہر تقرت تھا جو خالص دیہاتی ماحول کے مطابق آباد تھا، اور اس شہر میں پانی اور کھجوروں کی فراوانی تھی، اور اس کا حاکم بلی یوسف بن عبداللہ تھا، کہ جس کم سنی میں ابوبکر بن موسیٰ سے حکومت چھین کر وارکلا پر قبضہ کر لیا تھا، اور اس کے بعد انتقال ہوا تھا۔

مسعود بن عبداللہ:......اور تقرت کی حکومت بنی یوسف بن عبداللہ کے بھائی مسعود بن عبیداللہ کو مل گئی، اور اس کے بعد اس بیٹے حسن بن مسعود کو، اور پھر اس کے بیٹے احمد بن حسن کو ملی جو اس زمانے میں ان کا استاد تھا، اور یہ حضرات بنی ریغہ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ یہ لوگ سنجاس سے تعلق رکھتے ہیں ان علاقوں کے اکثر لوگ خارجی فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں کہ جن کی اکثریت الغرزبیہ کے دین پر قائم ہے، اور ان لوگوں میں سے بہت سے انکار یہ بھی ہیں کہ جو احکام کی پہنچ دور ہونے کی وجہ سے خارجی مذہب اختیار کیے ہوتے ہیں۔

شہر تماسین:......تقرت کے بعد بڑی آبادی والا شہر تماسین ہے، اور اس کا حاکم بنی ابراھیم جو کہ ریغہ سے ہے، ہے اور اس کے باقی شہر بھی ایسے ہی ہیں، اور ہر شہر اپنی حکومت اور اس کی دفاع کی جنگ میں خود مختار ہے

لقواط:......یہ بھی مغراوہ کا ایک قبیلہ ہے، یہ لوگ الزاب اور جبل راشد کے درمیان واقع صحراء کے گرد و نواح میں رہتے ہیں۔ اور وہاں ان کا ایک مشہور محل ہے، جس میں ان کی اولاد میں سے ایک فریق بے آب و گیاہ جنگل میں نہایت تکلیف کی باوجود وہاں رہائش پزیر ہے اور یہ لوگ شجاعت بہادری میں معروف ہیں، یہاں سے روس دو دن کی مسافت پر ہے اور ان کے لوگ ان سے ضرورت کی اشیاء لینے کے لئے ان کے پاس آتے ہیں، واللہ یخلق مایشاء ویختار۔

بنو وراء:......یہ بھی مغراوہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض کا قول ہیکہ یہ لوگ زناتہ قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ حضرات مغرب کے نواح میں انتہائی کسمپرسی کی حالت میں مقیم ہیں، ان میں سے کچھ لوگ مراکش اور سوس کی طرف رہائش پزیر ہیں، اسی طرح کچھ بلاد شلب میں ہیں اور بعض قسطنیہ کی جانب رہتے ہیں، اور زناتہ اولین کے خاتمہ سے پہلے ہی یہ لوگ ایسی حال پر قائم ہیں۔

یہ لوگ اس زمانے میں ٹیکس ادا کرنے والے اور حکومتوں کے ساتھ پڑاؤ کرنے والے ہیں، اور مراکش میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت کے سردار شلب کی جانب منتقل ہو گئے ہیں۔

یوسف بن یعقوب:......جب آٹھویں صدی کے شروع میں بنی مرین کے سردار یوسف بن یعقوب کو اس طرف ان کے معاملہ میں شک گزرا اور اسے خوف ہوا کہ یہ لوگ فساد پیدا کریں گے، تو وہ انہیں اپنی حمایت کے لئے فوج میں بھرتی کر کے شلب کی چھاؤنی میں لے آیا، تو یہ لوگ آئے، اور اس کی وفات کے بعد ان لوگوں نے بلاد شلب میں اقامت اختیار کر لی، اور اب تک ان کی اولاد وہیں پر اقامت پزیر ہیں، اور سلطان کے ساتھ معاملات میں سب علاقوں کے حالات تقریباً ایک جیسے ہیں۔

(وللّٰہ الخلق و الا مر جمیعا سبحانہ لاالٰہ الا ھو الملک العظیم)

مغراوہ کے بھائیوں بنی یرنیان کے حالات:......یہ مواطن میں زناتہ کے درمیان بہت دور تک پھیلے ہوئے ہیں، اور ان میں سے اکثر کا وطن مغرب اقصیٰ میں سجلماسہ ہے، اور کرسیف کے درمیان ملویہ میں ہے، وہاں پر یہ لوگ اپنے مواطن میں مکناسہ کے پڑوسی ہیں اور انہوں نے وادی ملویہ کے دونوں کناروں پر ولاقوں کی حد بندی کی ہے، جن کا نقشہ تقریباً ایک جیسا ہی ہے، ان علاقوں کی طرف ان لوگوں کے بہت سے بطون اور قبائل کثرت سے موجود ہیں۔

بنو وطاط اور ان کے علاقے:......بنو وطاط وادی ملویہ پر جھانکتے پہاڑوں پر آباد ہیں، اور یہ پہاڑی علاقے وادی ملویہ اور تازی کے درمیان واقع ہے۔ اور اس زمانے سے یہ علاقے انہی کے نام سے مشہور ہیں۔

ان بنی یرنیان کو بڑی زبردست شان و شوکت حاصل تھی، یہ لوگ اندلس کی سب سے مضبوط ترین فوجی شمار کیے جاتے تھے، اور جب مغرب اقصیٰ میں مکناسہ کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور تھی تو بنی یرنیان کے اہل مواطن، اپنے مواطن میں ان کے ساتھ رہے۔ اور جب حکومت پر لمتونہ اور موحدین کا قبضہ ہوا تو ان میں سے بہت سے کوچ کرنے والے لوگ جنگل میں چلے گئے وہاں انہوں نے بنی مرین کے دوست قبیلوں کے ساتھ قبیلہ زناتہ کے مغربی ٹیلوں میں حد بندی کر لی، اور ان ہی کے قبیلوں میں اقامت اختیار کی، لیکن ان لوگوں میں سے جو لوگ اپنے مواطن سے بنی وطاط کی طرح سفر نہ کر سکے تو ان پر ٹیکس لگا دیئے گئے۔

بنو مرین کی مغرب آمد:......جب بنو مرین مغرب میں آئے تو ان لوگوں نے اس کے ارد گرد کے علاقوں کی تقسیم میں قرعہ اندازی کی۔ اور سلا اور معمورہ کے مضافات میں واقع ایک خوب صورت شہر انہیں جاگیری میں دے دیا اور انہوں نے ان کو سلا کے نواح میں رہائش دی حالانکہ یہ حضرات ان کے پہلے اوطان کے دفاع سے ان کا ذکر کر چکے تھے، لیکن بعد میں وہ رضا مند ہو گئے اور بنو عبدالحق کے ساتھ انہیں جو سابقت حاصل تھی اس کی بنا پر عبدالحق نے رعایت کرتے ہوئے ان کو وزارت اور جنگ میں تقدم کے لئے منتخب کر لیا۔ اور اس طرح ان کو اپنے ساتھ ملا لیا اور ان کو بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کے لئے بھیجا۔

الوزیر ابراہیم بن عیسیٰ:......سلطان ابو یعقوب اور اس کے بھائی ابو سعید کے دور حکومت میں ان کے بڑی بڑی شخصیات میں ایک شخصیت ابو زیر ابراہیم بن عیسیٰ کی بھی تھی جسے انہوں نے کئی بار وزارت کے لئے چنا۔

سلطان ابو سعد نے ابو زیر کو اپنے بیٹے ابو علی کی وزارت میں وزیر مقرر کیا۔ پھر بعد میں اسے اپنا وزیر بنا لیا۔ سلطان ابو سعد کے بیٹے سلطان ابو الحسن نے ابو زیر ابراہیم بن عیسیٰ کے بیٹوں کو بڑی بڑی خدمات پر مامور کیا۔ ابو الحسن نے مسعود بن ابراہیم کو الجرید کا عامل مقرر کر دیا جب اس نے ۷۳۰ھ میں افریقہ کو فتح کیا تھا۔ اور یہیں پر اس کی وفات ہو گئی تھی۔ اور پھر ان کے بھائی موسیٰ کو وزارت کے عہدے پر فائز کیا لیکن بعد میں اسے وزارت سے معزول کر دیا۔ اس کے سلطان ابو عنان نے اسے العظیمات کا گورنر مقرر کیا اور قسطینہ کے نواح میں صد ویکش کے مضافات کی امارت دے دی۔

محمد السبیع کی تربیتِ وزارت:......پھر اس کے بعد اس کے بیٹے محمد السبیع کو اپنا وزیر بنانے کے لئے وزارت کی تربیت دی لیکن زندگی نے اس کا ساتھ نہ دیا اور وہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد عبدالحمید نے (جو ابو علی کے نام سے مشہور تھا) اپنی وزارت محمد بن السبیع کے سپرد کر دی اور یہ وہ وقت تھا کہ جب وہ ۷۶۲ھ میں ان کے دارالخلافہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا مگر کامیابی مقدر میں نہ تھی۔ اور اس طرح محمد السبیع دارالسلطنت میں اپنے مقام اور عہدۂ وزارت کی طرف واپس آ گیا۔ اور وہیں عظیم الشان خدمات سرانجام دیتا رہا۔

فصل:

زناتہ کے قبائل میں سے قبیلہ وجدیجن اور واغمرت کے حالات، ان کا آغاز اور گردش احوال

یہ دونوں بطن زناتہ کے بطون میں سے ہیں جو ورتنیص بن جانا کے بیٹوں میں سے ہیں اور یہ بڑی قوت اور تعداد والے تھے اور زناتہ کے علاقوں میں ان کے مواطن الگ الگ ہیں۔

وجدیجن:......وجدیجن کی اکثریت مغرب میں سکونت پذیر تھی۔ اور ان کے مواطن منداس میں تھے۔ اس کے مغربی جانب بنی یفرن اور قبلہ کی جانب

سسر سو میں لواتہ، اور شرقی جانب مطماطہ اور دانشریس کے علاقے تھے۔

امیر عنان:......یعلی بن محمد الیفرنی کے دور خلافت میں ان میں سے ایک آدمی ان کا امیر تھا جس کا نام عنان تھا ان کے اور لواتہ کے درمیان مسلسل جنگیں جاری رہتی تھیں اور ایک بات یہ بھی مشہور ہے کہ ان جنگوں کا سبب ایک عورت تھی جس نے لواتہ میں نکاح کر لیا تھا۔ وہ اس طرح کہ قیطون قبیلہ کی عورتوں نے اس سے جھگڑا کیا اور غربت کا طعنہ اور اس نے یہ ساری صورتحال عنان کو لکھ بھیجی تو وہ بہت غضبناک ہوا اور اس نے لواطہ پر چڑھائی کردی، اس طرح ایک لمبے عرصے تک ان جنگوں کا سلسلہ جاری رہا۔

لواطہ کا غلبہ:......اور انہیں جنگوں میں لواطہ بلاد سرسو پر غالب آ گئے اور انہیں عابد کی سخت زمین کی طرف دھکیل دیا۔ اور انہی جنگوں میں سے کسی ایک جنگ میں وجدیجن کا شیخ سرسو میں ملاکو کے مقام پر فوت ہو گیا۔ پھر زناتہ نے سرسو کی جانب جبل کرپرہ میں پناہ لی جہاں پر مفراوہ کے کچھ قبائل رہتے تھے اس زمانے میں ان کا شیخ، علاھم کے نام سے مشہور تھا جو ان کے شیخ عمر بن تامصا کا پروردہ تھا۔ بربری زبان میں تامصا کے معنی جن کے ہیں جب لواطہ نے اس کی پناہ لی تو اس نے ان سے دھوکہ بازی کی اور اپنی قوم کو بھڑکایا، تو انہوں نے قتل وقتال شروع کر دیا تو یہ حضرات بھاگ کر جبل مسعود اور جبل دراک میں چلے گئے اور ہمیشہ وہیں رہے۔

اور وجدیجن اپنے منداس کے مواطن ہی میں تھے۔ لیکن بنو یلومین اور بنو دیانو میں ہر ایک نے ان پر اپنی جانب سے غلبہ پالیا، پھر بعد میں ان پر بنو عبدالواحد اور بنو توجین کا غلبہ ہو گیا۔

واغمرت:......آج کل اس کو غمرت کہا جاتا ہے، یہ ورتنیص کے بیٹوں میں سے وجدیجن کے بھائی ہیں یہ بڑی تعداد والے قبائل میں سے تھے، ان کی مواطن متفرق، اور ان کی اکثریت صنہاجہ کی جانب جبال میں المتتل سے لے کر الدونس تک آباد تھی۔ اور ان لوگوں نے ابو یزید صاحب الحمار کے ساتھ شیعوں میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے تھے۔ لیکن جن اسماعیل القائم نے ابو یزید پر غلبہ پایا تو اس نے ان کا بڑا قتل عام کیا۔ اور اسی طرح اس کے بعد یہی سلوک بلکین اور صنہاجہ نے بھی کیا۔ اور صنہاجہ کی حکومت میں حماد اور اس کے بیٹوں کی وجہ سے البتری پھیل گئی تو یہ بلکین کے خلاف ان کے بہیر وکار تھے۔ اور جب حماد کی ابن ابی علی کیساتھ جنگ جاری تھی تو یہ وہاں اس کے پاس جانے سے رکا رہا جبکہ یہ بادیس کی جانب ان کا خاص آدمی تھا۔

تو اس نے اس سے حسن سلوک کا معاملہ کیا اور اس کے دوستوں کی مدد اور حماد کو طبنہ اور اس کے اردگرد کے علاقوں کا امیر مقرر کر دیا۔ لیکن بعد میں ہلالی عربوں نے آکر مضافات پر قبضہ کر لیا۔ اور غالب ہو گئے ان کے قبضہ کے بعد سکان مضافات نے سیلہ اور بلاد صنہاجہ کی جانب پہاڑوں میں پناہ لی اور پھر وہیں مقیم ہو گئے۔

حکومت کا زاودہ کے ساتھ معاملہ:...... جب زاودہ الزاب کے مضافات پر غالب ہوئے تو حکومت نے ان آباد پہاڑوں کا ٹیکس انہیں بطور جاگیر دے دیا۔ یہ لوگ دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد ان بطون میں سے ہے جو قدیم زمانے میں غمرت میں سے تھا، یہ لوگ زناتہ کے کاھن موسیٰ بن صالح کی اولاد میں سے ہیں جو آج تک ان لوگوں کے ہاں مشہور ہے وہ لوگ اس کے کلمات کو اپنی عجمی زبان میں وجز آپس میں بیان کرتے تھے۔ جس میں زناتی قبیلے کے ان حوادث کا ذکر ہوتا تھا جو اسے ملک و دولت اور قبائل اور شہروں پر غلبہ پانے کے لئے پیش آنے والے ہوئے تھے۔

لوگوں کا مشاہدہ:......بہت سے لوگوں نے ان واقعات کو صحیح ہوتے دیکھا تھا، اور انہوں نے اس کے ایک لفظ کو نقل کیا ہے جس کا مطلب عربی زبان میں کچھ یوں ہے کہ:

''تلمسان کا انجام بربادی ہوگا۔ اور اس کا چکر ہل جتے ہوئے بیل ہوں گے یہاں تک کہ اس کی زمین کو ایک سیاہ زمیندار پھاڑے گا۔ میاہ یک چشم جوش میں آئے گا''۔

معتبر لوگوں نے کہا کہ انہوں نے ان کلمات کے مشہور ہونے کے بعد وہ زمانہ دیکھا کہ جس میں ۷۶۰ھ میں بنی مرین کی دوسری حکومت میں

تلمسان برباد ہو گیا، اور بعینہ وہی ہوا جو کاہن نے کہا تھا۔ بعض لوگ اسے نبی اور ولی تک خیال کرتے تھے، اور بہت سے لوگ اسے کاہن شیطان کہتے تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے صحیح حالات کے بارے میں ہم آگاہ نہیں ہو سکے۔

" واللہ سبحانہ و تعالٰی اعلم "

فصل:

زناتہ کے بطون میں سے بنی دارکلا اور صحرائے افریقہ میں ان کی طرف منسوب شہروں کے حالات اور ان کے گردش احوال

بنودارکلا زناتہ کا ایک بطن ہے یہ فرنی بن جانا کی اولاد میں سے ہے، اور یہ بنودارکلا اپنے بھائیوں الدیرت، مرنجیصہ، سبرترہ اور نمانہ میں سب سے زیادہ مشہور ہیں، اگرچہ یہ لوگ قلیل تعداد میں ہیں اور ان کے مواطن الزاب کے بالمقابل ہیں اور انہوں نے ایک شہر کی حد بندی کی جو ایک زمانے تک انہی کے نام سے مشہور رہا۔ یہاں ان لوگوں نے اپنے گھروں کو ایک دوسرے کے گھروں کے بالمقابل (آمنے سامنے) ایک ہی نقشہ کے مطابق تعمیر کروائے اس طرح ان لوگوں کی آبادی بڑھ گئی اور یہ علاقہ ایک شہر کی صورت اختیار کر گیا۔

بنی زنداک اور ابویزید النکاری: ...... بنی زنداک مغراوہ کی ایک جماعت تھی، جن کے پاس ابویزید النکاری گرفتاری سے بچنے کے لئے فرار ہو کر گیا تھا۔ یہاں وہ تقریباً ایک سال تک روپوش رہا۔ اور بنی برزال اور بربری قبائل کے پاس آتا جاتا رہتا تھا۔ اور ان قبیلوں کو اپنے مذہب النکاریہ کی طرف دعوت دیتا رہا اور آخرکار وہ ان علاقوں کی طرف سفر کر گیا، بعد میں یہ علاقہ بڑا آباد ہوا۔

اور جب ہلالیوں نے مضافات میں ان پر غلبہ حاصل کر لیا تو بنودارکلا اور ان کے ساتھ زناتی سواروں نے وہاں پناہ لے لی۔

امیر ابوزکریا بن ابی حفص کی خودمختاری: ...... جب امیر ابوزکریا بن ابی حفص افریقہ کا خودمختار حاکم بن بیٹھا تو ابن غانیہ کے پیچھے اس کے نواح کا علاقہ اسے بڑا پسند آیا، اور اس علاقے کو تعمیر کرنے کی خواہش بیدار ہوئی، تو اس نے اس علاقے کی تعمیر میں بڑی زحمت اٹھائی، اس کی قدیم مسجد اور اس کی بلند آزان گاہ کی حد بندی کی اور اس پر پتھر میں اپنا نام کندہ کروایا اور اس کی تاریخ بنیاد لکھی۔

اس زمانے میں یہ شہر الزاب کی جانب سے ریگستانی سفر میں داخل ہونے کا دروازہ ہے جو بلاد سوڈان کی طرف جانکلتا ہے جہاں پر اس میں داخل ہونیوالے تاجر اپنے سامان کیساتھ قیام کرتے ہیں، اس زمانے میں اس کے باشندے بنودارکلا اور ان کے بھائی بنی یفرن اور مغراوہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کا سردار سلطان کے نام سے معروف ہے اور وہ ان کا معتمد علیہ سردار ہے۔ اس دور میں اس کی حکومت بنی ابوعبدل کے ساتھ مخصوص ہے ان کا خیال ہے کہ وہ بنی ہوا کین سے ہیں وہ بھی دارکلا کا ایک گھرانہ ہے۔

ابوبکر بن موسیٰ بن سلیمان: ...... اس دور میں ابوبکر بن موسیٰ بن سلیمان بنی ابوعبدل سے ہے ان کا علاقہ اس جگہ سے قبلہ کی جانب تقریباً بیس مراحل تک سیدھی چلی جاتی ہے اور ذرا سی مغربی جانب بل کھاتی ہے جو تکرت شہر کے قریب ہی ہے۔

اور یہ تکرت کا علاقہ ملثمین کے وطن کا دارالخلافہ اور سوڈانی حجاج کرام کی سواریوں کی جگہ ہے صنہاجہ میں سے ملثمین نے اس کی حد بندی کی اور وہی اس زمانے میں اس کے باشندے ہیں۔ اور اس کے گھرانوں میں سے ایک امیر اس کے اور الزاب کے امیر کے درمیان تحفہ و تحائف کا تبادلہ ہوتا رہتا تھا۔

میں ۷۵۴ھ میں سلطان ابوعنان کے زمانے میں بعض حکومتی مقاصد کے پیش نظر بسکرہ آیا تھا، اور میں نے تکرت کے حاکم کے ایلچی امیر بسکرہ یوسف بن مزنی سے ملاقات کی، اس نے مجھے اس شہر کی آبادی میں اضافے اور مسافروں کے گزرنے کی اطلاع دی تھی، اور اس نے مجھے بتایا کہ اس

سال مشرق کے تاجروں میں سے مالی شہر کی جانب جو مسافر ہمارے پاس سے گزرے ہیں ان لوگوں کی سواریاں بارہ ہزار اونٹنیوں پہ تھیں، اور یہ سلسلہ ہر سال ہوتا ہے۔ اور بقیہ صحرائی علاقے اس زمانے میں ملثمین کے نام سے مشہور ہیں۔

فصل:

زناتہ کے بطون میں سے دمر اور ان میں سے جو لوگ اندلس میں حکمران بنے ان کے حالات بمع آغاز وانجام

زناتہ کے بنو دمر یہ ورسیک بن الدیرت بن جانا کی اولاد سے ہیں اور ان کے قبائل بہت ہیں، طرابلس میں ان لوگوں کے مواطن ہیں، ان میں سے کچھ افریقی عربوں میں سے ہیں جو سفر کرتے رہتے ہیں۔

بنو ورغمسہ:.......بنی دمر کے بطون میں سے ایک بطن بنی ورغمسہ کا بھی ہے جو اپنی قوم کے ساتھ طرابلس کے پہاڑوں میں رہتے ہیں۔

بنو ورنیدین:...... یہ بنو ورنیدین بھی ان کے بطون میں ایک بہت وسیع بطن ہے جس کے بہت سے قبائل ہیں جن میں بنی ورتانین، بنی عزروں اور بنی تفورت قابل ذکر ہیں۔ اور یہ بات بھی کہی سنی جاتی ہیکہ یہ قبائل بنی ورنیدین کی طرف منسوب نہیں ہوتے۔

اس زمانے میں بنی ورنیدین کی اولاد تلمسان کے پہاڑوں میں رہتی ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ لوگ اس کے بالمقابل میدان میں رہتے تھے۔ بنو راشد نے ان سے اس وقت جنگ کی جب انہوں نے ان کو ان کے صحرائی شہروں سے التل کی طرف جلاوطن کیا تھا۔ اور ان میدانوں اور بیابانوں میں ان پر غالب آ گئے تھے۔ تو وہ اس پہاڑ کی طرف چلے آئے جو اس وقت ان کے نام سے مشہور ہے۔

جن دنوں زناتہ باقی ماندہ بربر المنتصر کی دعوت سے وابستہ تھے اس وقت بنی دمر کا سرداروں اور جنگجوؤں جوانوں میں کچھ جوان اندلس گئے تھے تو سلطان نے انہیں اپنی فوج میں شامل کر لیا تھا۔ اور اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے اپنے معاملے میں ان سے مدد مانگی اور المستعین نے ان کے ذریعہ اپنی حکومت کو مضبوط کر لیا۔

المستعین کے خلاف بربریوں کا اتحاد:...... جب بربری المستعین اور اس کے بعد بنی حمود کے خلاف متحد ہو گئے تو انہوں نے اندلس کی عرب فوجوں سے مقابلہ کیا۔ اس طرح ان کے درمیان طویل جنگ میں خلافت کی لڑی کو بکھیر دیا۔ اور انہوں نے حکومت کی مقبوضہ زمینیں اور ارد گرد کی حکومتیں آپس میں تقسیم کر لیں۔

نوح الدمری:......ان کے جوانوں میں سے ایک جوان نوح الدمر بھی تھا۔ جس کا شمار منصور کی بڑی شخصیات میں ہوتا تھا۔ جیسے المستعین نے مورور اور ارکش کے مضافات کا حاکم مقرر کیا تھا۔ جس وقت ۴۰۴ھ میں جنگ ہوئی تو اس نے جنگ کے دوران اپنی خودمختار حکومت قائم کر لی اور اسطرح وہاں کا حاکم بن بیٹھا۔ یہاں تک کہ ۴۳۳ھ میں ابدی نیند سو گیا دنیا سے کوچ کرتے ہوئے اس نے اپنے بیٹے ابو مناد محمد بن نوح کو حاکم مقرر کیا اس کے بیٹے نے اپنے باپ کا لقب اختیار کیا۔

المعتضد کی گرفتاری:...... ۴۴۳ ایک مرتبہ المعتضد ارکش کے قلعہ کے پاس سے گزر رہا تھا اور اس نے چھپ کر اسکا چکر لگایا تو ابن نوح کے ایک ساتھی نے اسے دیکھ لیا اور اسے گرفتار کر لیا۔ پھر اسے ابن نوح کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اسکا بڑا اکرام کیا۔ اس طرح وہ اپنی دار السلطنت کو واپس چلا گیا۔

اس کے بعد اس نے ان بربری بادشاہوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا جو ان کے افراق میں رہتے تھے۔ وہ سب اس کے مخلص دوست بن گئے

پھر اسے اس کے بعد ۴۴۵ھ میں ایک حوض کی طرف بلایا اور اپنے علاقے کے خاص خاص لوگوں کو دعوت دی اور انہیں حمام میں داخل ہونے کے لئے مخصوص کیا آخر میں ابن نوح پیچھے وہ گیا تھا اور وہ اندر نہ جا سکا جو لوگ حمام اندر چلے گئے تھے ان کے پیچھے سے المعتضد نے دروازے بند کر دیئے اور روشن دانوں کو بھی مضبوطی سے بند کر دیا یہاں تک کے وہ ہلاک ہو گئے۔ اور ابن نوح اپنے گذشتہ احسان کی وجہ سے بچ گیا اور المعتضد نے اسی وقت اپنے آدمیوں کو بھیج دیا جنہوں نے ان ہلاک شدگان کے قلعوں کو قبضہ میں لے لیا۔ اور اسطرح ان قلعوں کو اپنے مضافات میں شامل کر لیا۔

ابومناد ابن نوح کی وفات: ..... اس کے بعد ابومناد ابن نوح کی وفات ہوگئی اور اسکا بیٹا ابوعبداللہ حکمران مقرر ہو گیا۔ ہمیشہ سے المعتضد اسے تنگ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ۴۵۸ھ میں حکومت سے مستعفی ہو گیا تو المعتضد نے اسے اپنی عمل داری میں شامل کر لیا اور محمد ابومناد اس کے پاس چلا گیا آخر کار ۴۶۸ھ میں اسکا انتقال ہوا۔ اور اسطرح بنی نوح کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

فصل:

بنی دمر کے بطن، بن برزال کے حالات

اور اندلس میں کرموتا اور اس کے مضافات کا حال بمعہ آغاز و انجام

یہ بنی برزال ورنیدین کی اولاد میں سے ہیں۔ اور بنو یزدرین، بنوصمغان" اور بنو یطوفت ان کے بھائی ہیں۔ یہ بنی برزال افریقہ کے علاقوں میں رہتے تھے۔ جبل سالات اور اس کے ارد گرد مسیلہ کے مضافات میں ان کے مواطن تھے۔ اور انہیں ان علاقوں پر برتری غلبہ حاصل تھا۔ اور وہ طوارج کے فرقوں میں سے نکاریہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور جب ابوزید اسماعیل منصور کے آنے کے بعد بھاگا اور اسے اطلاع ملی کہ محمد بن خزر اس کی گھات میں بیٹھا ہے کہ اس نے سالات میں پناہ سے کا ارادہ کر لیا اور وہاں چلا گیا۔

جب منصور کی فوجوں نے اسے تنگ کیا تو وہ وہاں سے بھاگ کر کناتہ چلا گیا۔ اس کے بعد بنی برزال شیعہ کی اطاعت اور حاکم مسیلہ والزاب جعفر بن علی بن حمدون کی دوستی پر قائم ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس کے پیروکار بن گئے۔

جعفر بن معد کی بغاوت: ..... جب ۳۶۰ھ میں جعفر بن معد نے علم بغاوت بلند کیا تو یہ بنی برزال جعفر کے معتبر لوگوں میں سے تھے اور یہ لوگ الحکم المنتصر کے زمانے میں اس کے ساتھ سمندر پار کر کے اندلس چلے گئے تو اس نے ان کو ملازمت دے دی۔

جن دنوں فوج میں منسلک قبائل زناتہ اور باقی ماندہ بربری اموی لوگوں کی دعوت سے وابستہ ہو رہے تھے تو اس نے ان لوگوں کو اپنی فوج کے دستوں میں شامل کر لیا، تو یہ سب کے سب اندلس میں قیام پذیر ہوئے اور ان میں بنی برزال غالب تھے اور مالداری میں بھی ان کا بڑا نام تھا۔

منصور ابن ابی عامر کی خودمختاری: ..... منصور ابن ابی عامر نے جب اپنے خلیفہ ہشام کے مقابلے میں خودمختاری کا ارادہ کیا، لیکن اس کو خوف محسوس ہوا کہ اس طرح تو حکومتی حلقوں میں کہرام مچ جائے گا اور لوگ اس کے خلاف ہو نگے تو اس نے بنی برزال اور دیگر بربریوں پر بہت سے احسانات کیے اسطرح اس کی حکومت اور طاقت مضبوط ہوئی۔ آخر کار اس لے ان حکومتی لوگوں کو نہایت حقیر اور کمتر بنا ڈالا اور اپنے ارکان حکومت کو مضبوط کیا۔

جعفر بن یحیٰی کا قتل: ..... منصور ابن ابی عامر نے ان کے حاکم جعفر بن یحیٰی کو ان کے ساتھ اتحاد کرنے اور ان کی طرف مائل ہونے کے خوف سے قتل کر ڈالا۔ اور یہ قوم منصور کے ساتھ متحد ہوگئی منصور ان لوگوں کی بڑی بڑی ریاستوں اور بلند و بالا عمل داریوں میں عامل مقرر کرتا تھا۔

بنی برزال کے سرداروں میں سے ایک سردار اسحٰق بھی تھا۔ اس نے قرموتہ اور اس کے ارد گرد کے علاقوں کا والی بنایا اور وہ بنی عامر کے دور میں مسلسل وہاں کا والی رہا۔ اور المستعین نے جب بربر کے ساتھ جنگ کی تو اس نے اسے دوبارہ وہاں کا عامل مقرر کیا اور پھر بعد میں اس کا بیٹا عبداللہ وہاں کا

عامل بنا۔

بنی حمود کا قرطبہ سے خاتمہ:..... جب قرطبہ سے بنی حمود کا خاتمہ ہوا اور اس کے باشندوں نے ۴۱۴ھ میں قاسم مامون کو وہاں سے بھگا دیا تو اس نے اشبیلہ جانے کا ارادہ کیا۔ جہاں پر اس کا نائب محمد بن ابی زیری موجود تھا۔ اور قرمونہ میں عبداللہ بن اسحٰق برزالی موجود تھا تو قاضی ابن عباد نے ان دونوں سے قاسم کی اطاعت وغیرہ چھوڑنے کا خفیہ مشورہ کیا تو ان دونوں نے اس کی بات مان لی۔ پھر اس نے عبداللہ بن اسحٰق کا جانب سے خفیہ طور پر اسحٰق کو متنبہ کیا تو قاسم ان دونوں عمل داریوں سے انحراف کر کے لترین کی طرف چلا گیا۔ اور پھر ان ہر ایک اپنی عملداری میں خودمختار بن بیٹھا۔

عبداللہ کی وفات:..... پھر اس کے بعد عبداللہ بن اسحٰق برزالی فوت ہو گیا۔ اور اس کا بیٹا حکمران بنا تو محمد اور المعتمد کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور یحییٰ بن علی بن حمود نے ۴۱۸ھ میں اشبیلہ کی جنگ میں اس کے خلاف مدد کی پھر بعد میں ابن عباد کیساتھ اس کا اتحاد ہو گیا۔ اور اس طرح اس نے عبداللہ بن افطس کے خلاف اس کی مدد کی اور ان دونوں کی جنگ میں عبداللہ بن افطس کو شکست ہوئی۔

فوج کے سپہ سالار نے عبداللہ بن افطس کے بیٹے مظفر کو محمد بن عبداللہ بن اسحٰق کے قبضہ میں دے دیا لیکن بعد میں اس نے اس پر احسان کرتے ہوئے اسے رہا کر دیا۔

محمد بن اسحٰق اور المعتضد کے درمیان جنگ:..... ۴۳۴ھ میں محمد بن اسحٰق اور المعتضد کے درمیان جنگ ہوئی۔ اور اسماعیل بن المعتضد نے سواروں اور پیادہ فوج کے ساتھ ایک دن اچانک اس پر حملہ کر دیا، اور محمد بن اسحٰق قوم کے ہمراہ اس کے پاس گیا تو اسماعیل المعتضد نے بھاگنے کا بہانہ کر کے اس پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ وہ کمین گاہوں تک پہنچ گئے، اور اس طرح بازی پلٹی اور اس نے المعتضد پر حملہ کر دیا، اور محمد برزالی کو قتل کر دیا گیا۔

پھر اس کے بیٹے العزیز بن محمد بن حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی۔ اور اپنے زمانے کی جماعتوں کے سرداروں کو خوش کرنے کے لئے المستظہر کا لقب اختیار کیا، اور المعتضد آہستہ آہستہ اندلس پر غالب آتا گیا، یہاں تک کہ اس نے العزیز کو قرمونہ کی عملداری میں تنگ کر دیا اور اس کے علاقوں پر غالب ہوا۔ اور پھر ۴۵۹ھ میں العزیز اس کے حق میں قرمونہ سے دستبردار ہو گیا۔ اور المعتضد نے اسے اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور اس طرح اندلس سے بنی برزال کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد ان کا قبیلہ بھی آہستہ آہستہ جبل سالات میں ختم ہو گیا۔

"والبقاء للّٰہ الواحد سبحانہ"

فصل:

طبقہ اولیٰ میں بنی دماتو اور بنی یلومی کے حالات

اور مغرب اوسط میں انہیں جو حکومت وسلطنت حاصل تھی اس کا آغاز وانجام

یہ دونوں قبیلے زناتہ کے قبائل میں سے ہیں اور طبقہ اولیٰ کے توابع میں سے ہیں ہمیں ان دونوں کے نسب کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا مگر ان دونوں قبیلوں کے انساب اس بات پر متفق ہیں کہ یلومی اور رتاجن دونوں بھائی ہیں، اور مدیون ان دونوں کا ماں شریک بھائی ہے یہ بات ان کے کئی نسب بیان کرنیوالوں سے ثابت ہے۔

اس زمانے میں بنو مرین ان کو اس نسب سے پہچانتے ہیں۔ اور ان کی گروہ بندی کو لازمی قرار دیتے ہیں، یہ دونوں قبیلے زناتہ کے بطون میں سے بہت زیادہ بطون والے اور بڑی شان وشوکت والے ہیں۔ اور یہ سب مواطن مغرب اوسط میں ہیں ان میں سے بنی دماتو، وادی منیاس اور مرات سے مشرقی جانب اور اس کے قریب شلب کے نشیب میں رہتے ہیں، بنو یلومین اس سے مغربی کنارے پر جعبات، سبد، سیرا جبل ھوارہ اور بنی راشد میں

مقیم ہیں، کثرت اور طاقت میں مغراوہ اور بنی یفرن کو ان پر تقدم حاصل ہے۔

جب مغرب اوسط میں بلکلین بن زیری نے مغراوہ اور بنی یفرن پر غلبہ پالیا تو انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف نکال دیا، اور یہ دونوں قبیلے اپنے مواطن میں مقیم رہے صنہاجہ نے انہیں اپنی جنگوں میں استعمال کیا جب مغرب اوسط سے صنہاجہ کی حکومت سمٹنے لگی تو یہ لوگ ان کو اپنی بڑائی جتانے لگے۔

الناصر بن علناس: ......الناصر بن علناس نے ومانو کو دوستی کے لئے منتخب کرلیا۔ تو یہ یلومی کو چھوڑ کر اس کی قوم کے مطیع بن گئے، بنی دماتو کی حکومت انہی کے ایک گھرانے میں تھی جو بنی یاموخ کے نام سے معروف ومشہور تھے منصور بن الناصر نے ماخوخ کی ایک بہن سے شادی کرلی۔ اور اس طرح ان کی حکومت میں مزید پختگی پیدا ہوگئی۔

تلمسان پر مرابطین کا قبضہ: ......۴۷۲ھ میں جب مرابطین نے تلمسان پر قبضہ کیا اور یوسف بن تاشفین نے اپنے عامل محمد بن تنعیم کو وہاں بھیجا تو اس نے منصور کے شہروں پر قبضہ کرلیا۔

اس کے بعد اس نے الجاتر سے جنگ کی اور اسی جنگ کے دوران اس کا انتقال ہوا۔ تاشفین نے اس کے بھائی کو اس کی جگہ پر عامل مقرر کردیا۔ عامل مقرر ہونے کے بعد اس نے اثیر سے جنگ کی اور فتح یاب ہوا۔ ان دونوں قبیلوں نے اس کی امداد کی لیکن منصور کو یہ بات ناگوار گزری اور وہ بہت غضبناک ہوا، اور اس نے صنہاجہ کی فوجوں میں سے بنی دماتو کو منصور کے خلاف اکسایا جسے ماخوخ نے اپنی بہن نکاح میں دی تھی، تو اس نے اسے زبردست شکست دی اور اس کا تعاقب کرتے ہوئے قتل کردیا۔ اس کی بیوی ماخوک کی بہن نے اسے اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے قتل کردیا۔ ۴۸۶ھ میں زبردست قسم کی جنگ ہوئی، جس میں ابن تنعیم فتح یاب وقابض ہوا۔

منصور کا انتقال اور العزیز کی حکمرانی: ......منصور کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا حکمران بنا اور ماخوخ نے اپنی حکمرانی اسے دے دی، العزیز نے بھی اس کی بیٹی سے شادی کی، مغرب اوسط کے نواح میں رہنے والے صحرائی لوگ طاقت ور ہوگئے اور بنی دماتو اور بنی یلومی کے درمیان جنگ چھڑ گئی اس جنگ میں ماخوخ مارا گیا، اور اس کی حکومت اس کے بیٹوں علی اور ابوبکر نے سنبھالی۔

زناتہ ثانیہ کے قبیلوں کی امداد: ......زناتہ ثانیہ کے قبیلوں نے اور مغراوہ کے قبیلوں میں سے بنی درسفان نے ان کی مدد کی لیکن اس زمانے میں زناتہ ثانیہ ان دونوں قبیلوں سے مغلوب تھے حتیٰ کہ ان لوگوں کی امارت وغیرہ بھی ان کی ماتحتی میں تھی۔

عبدالمؤمن کا مغرب اوسط پر حملہ: ......عبدالمؤمن نے تاشفین بن علی کی معیت میں مغرب اوسط پر چڑھائی کی اور اس کی ماتحتی میں ابوبکر ماخوخ اور یوسف بن زید بھی پیش پیش تھے، عبدالمؤمن نے ابن واندین کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ موحدین کی فوج بھیج دی۔ تو ان کی فوجوں نے بنی یلومی اور بنی عبدالواحد کے علاقے میں خوب قتل وقتال کیا تو ان کا ایک فریادی تاشفین بن علی بن یوسف کے پاس اپنی فریاد لے کر گیا، تو اس نے اس کی فریادرسی اور اس کی مدد کے لئے فوج روانہ کی۔ اس فوج نے منداس کے علاقے میں پڑاؤ ڈالا، اور مغراوہ میں سے بنوسفان اور قبیلہ بادین میں سے بنی توجین یہ سب کے سب بنو یلومی کی امداد کے لئے جمع ہوئے اسی طرح بنی عبدالوحد، اُن کا سردار اور بنو یکتاس بھی اُن کے ساتھ مل گئے۔

بنی دماتو پر زبردست حملہ: ......اس طرح ان لوگوں نے بنی دماتو پر زبردست حملہ کیا اور بوبکر سمیت چھ سو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بہت سامال غنیمت حاصل کرلیا۔ موحدین اور بنی دماتو کی ایک بڑی جماعت جبل سیرات میں قلعہ بند ہوگئی۔

تاشفین بن علی کا فریادی بننا: ......تاشفین بن علی فریادی بن کر عبدالمومن کے پاس گیا اور اس کے ساتھ مل کر آیا اور اسطرح آخر میں تاشفین تلمسان آیا۔ جب وہ اس کے پیچھے وھران کی طرف گیا تو انہوں نے ان کے علاقے کے وسط میں منداس میں پڑاؤ کیا شیخ ابوحفص اور موحدین کی جماعت وہاں تھی، ان لوگوں میں خوب قتل وقتال ہوا یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کرلی، اور دعوت میں داخل ہوگئی۔

زناتہ کی بغاوت: ......اس کے بعد زناتہ نے بغاوت کردی اور بنی یلومی جعبات میں قلعہ بند ہوگئے ان کا شیخ اور اس کا بیٹا مدرج الناس بھی ان کے ہمراہ تھے، تو موحدین کی فوج نے ان کا محاصرہ کرلیا اور ان پر غالب ہوگئے۔ اور انہوں مغرب میں واپس بھیج دیا گیا، اور سید مراکش میں آیا اور وہیں پر

عبدالمومن کے زمانے میں اس کی وفات ہوئی اور اس کے بعد بنو ماخوخ بھی فوت ہو گئے۔

بنو یلومی اور بنو توجین کے درمیان لڑائی:..... جب ان دونوں قبیلوں کے اسروں نے بغاوت کی تو بنو یلومی نے ان عملداریوں میں بنو توجین سے لڑائی کی اور اس اردگرد کے علاقے میں ان سے جھگڑا کیا اور نوبت جنگ تک آ گئی، تو اس کی اطراف میں ان سے جنگ کی۔ اور بنو توجین کے شیخ عطیہ الحیو نے ان کا کام سنبھال لیا اور بنی منکوش بھی جنگ میں داخل ہو گئے اسطرح ان لوگوں نے ان کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور ان پر غلبہ پالیا۔ موحدین کی دوستی اور مخالفت کی وجہ سے بنی عبدالواحد اور توجین ان دونوں قبیلوں وغیرہ پر غالب آ گئے۔ اور اسطرح ان لوگوں کی حالت بگڑتی چلی گئی۔ اور ان کا شیرازہ بکھر گیا۔

بنو دماتو کا وطن بنو یامدس:..... بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بنی دماتو مغراوہ میں سے ہیں اور ان کے مواطن مغرب اقصیٰ اور اوسط کی طرف دشوار گزار پہاڑی کے پیچھے ہیں جو اپنی آبادی کی وجہ سے انہیں گھیرے ہوئے ہے انہوں نے اپنے مواطن میں قلعوں اور محلات کی حد بندی کی اور وہاں کھجوروں، انگوروں اور دوسرے بہت سے پھلوں کے باغات لگائے۔

وطن توات:..... ان میں باغات میں سے کچھ باغات سجلماسہ کی جانب تیں مراحل پر واقع ہے اسی کو وطن توات' کہتے ہیں اس میں بہت سے محلات ہیں جنکی تعداد تقریباً دوسو کے قریب ہے جو مشرق کو جاتے ہیں۔ اور آخری باغ مشرق کی جانب ہے جسے ''تمنطیت'' کہتے ہیں۔ اور یہ ایک بھرپور آبادی والا شہر ہے۔ اس زمانے میں مغرب سے سوڈان کے شہر مالی کی طرف آنے والے تاجروں کی آرام گاہ ہے، اور درمیان میں ایک بہت بڑا جنگل ہے، آنے جانے تاجر بغیر راہ نما کے اس راستے سے سفر نہیں کرتے، اس جنگل کے قریب ایک شہر ہے اس کا نام بودی ہے جب سوس کے صحرائی لوگ یہاں غارت گری کرنے لگے تو لوگوں نے یہاں سے آنا جانا چھوڑ دیا۔ اور تمنطیت کے علاقے سے ملک سوڈان کی طرف سفر کرنے لگے۔

بیکادین کے محلات اور مضافات:..... اور تمنطیت کے علاقوں سے تقریباً مراحل کے فاصلے پر بیکارین محلات واقع ہیں جس کی تعداد تقریباً تک ہے، اور یہ محلات کثیر الآباد ہیں اور صحراء میں ان عجیب وغریب محلات کے اکثر باشندے بنو یامدس سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ بربر کے بقیہ قبائل وتطفیر مصاب، بنی عبدالواحد اور بنی مرین بھی رہتے ہیں جو بڑی تعداد ہیں، اور ان لوگوں کی اکثر معاش کھجوریں ہیں اور ان میں بلاد سوڈان کی طرف جانے والے تاجر بھی ہوتے ہیں، اور ان کی تمام مضافات عربوں کی جولانگاہ ہیں جو عبیداللہ سے مخصوص ہیں جنہیں اس نے سفر کے لئے معین کیا ہے اور بعض اوقات بنو عامر رغبہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں جہاں کچھ سالوں میں ان کی چراگاہیں تلاش کرنے والے پہنچ جاتے ہیں۔

عبیداللہ:..... عبیداللہ نے ان لوگوں کے لئے یہ قانون لازم کیا ہے کہ وہ ہر سال توات اور تمنطیت کے علاقوں کا صرف سردیوں کا سفر کریں، اور ان کے تاجروں کے قافلے چراگاہ تلاش کرنے والوں کے ساتھ شہروں اور ٹیلوں سے نکلتے، یہاںتک کہ تمنطیت میں اترتے پھر وہاں سے بلاد سوڈان کی طرف کوچ کر جاتے۔

اور ان ریگستانی علاقوں میں جاری پانی میں ایک خاص بات ہے کہ جو مغرب کے ٹیلوں میں نہیں پائی جاتی، اور وہ یہ کہ ایک بہت گہرا کنواں کھودا جاتا ہے اور اس کے چاروں طرف دیوار بنائی جاتی ہے آخر کار وہ کنواں کھدائی کی وجہ سے اتنا گہرا ہو جاتا ہے کہ ٹھوس پتھروں تک پہنچ جاتا ہے۔

عجیب کاریگری:..... پھر مزدوران پتھروں پر کدالوں اور کلہاڑیوں سے ضربیں لگاتے ہیں جس کی وجہ سے کنویں کی زمین نرم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اوپر سے کنویں کی اندرونی سطح کے حساب سے ایک لوہے کا ٹکڑا پھینکتے ہیں جس کی وجہ سے پانی اوپر اٹھ آتا ہے اور پانی کی سطح بلند ہو جاتی ہے۔

فصل:

زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے حالات اور ان کے انساب وقبائل کا تذکرہ اور ان کا آغاز بمع انجام

زناتہ کے طبقہ اولیٰ سے حکومت کے خاتمہ سے قبل جو صنہاجہ اور ان کے بعد مرابطین کے ہاتھوں میں تھی ان اقوام کی گروہ بندی ان کی حکومت کے

خاتمہ سے منتشر ہو چکی تھی اور ان میں سے کچھ بطون باقی رہ گئے تھے جنہوں نے حکومت کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کی اور نہ ہی وہ خوشحالی کے قابل تھے پس وہ مغربین کے اطراف میں اپنی قیام گاہوں میں اقامت پذیر ہو گئے اور وہ جنگل اور ٹیلوں کی دونوں جانب چراگاہیں تلاش کرتے آتے تھے اور حکومتوں کا حق اطاعت ادا کرتے تھے اور وہ زناتہ کی پہلی قوموں کی اولاد پر غالب آ گئے حالانکہ اس سے قبل وہ ان سے مغلوب تھے، پس انہیں غلبہ اور دبدبہ حاصل ہو گیا اور حکومتوں کو ان کی تائید کرنے اور ان سے دوستی کرنے کی ضرورت ہوئی یہاں تک کہ موحدین کی حکومت ختم ہو گئی تو انہوں نے حکومت کی طرف گردن بلند کر کے دیکھا اور اپنے باشندوں کے ساتھ اس میں اپنا حصہ مقرر کیا اور انہیں حکومتیں حاصل ہوئیں اور اس طبقہ کے اکثر لوگ بنی واسین بن یصلتن سے تھے جو مغراوہ اور بنی یفرن کے بھائی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بنی دانتن بن ورسیک بن جانا سے ہیں جو منسارہ اور ناجدہ کے بھائی ہیں اور ان انساب کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور ان بنی واسین میں سے کچھ لوگ قسطیلہ شہر میں رہتے تھے۔

ابو یزید النکاری:......اور ابن الرقیق نے بیان کیا ہے کہ جب ابو یزید النکاری، جبل پر غالب آیا تو اس نے انہیں توزر کے بارے میں لکھا اور انہیں اس کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے ۳۳۴ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا اور بعض اوقات ان کے کچھ لوگ اس عہد میں الحامہ شہر میں بھی رہتے تھے جو بنی ورتاجن کے نام سے مشہور تھے جو ان کا ایک بطن ہے اور ان کی اکثریت ہمیشہ مغرب اقصیٰ میں طوبیہ اور جبل راشد کے درمیان رہی ہے۔

موسیٰ ابن ابی العافیہ:......اور موسیٰ بن ابی العافیہ نے اپنے خط میں الناصر اموی کو اس جنگ کے بارے میں بتایا وہ ابوالقاسم شیعی کے غلام میسور اور اس کے ساتھی زناتہ قبائل سے کر رہا تھا پس اس نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے ان میں ملویہ کا بھی ذکر کیا ہے اور قبائل بنی واسین، بنی یفرن بنی یرناتن، بنی ورغت اور معافیہ میں سے صرف بنی واسین کا ذکر کیا ہے کیونکہ حومت سے قبل یہ مواطن، ان کے مواطن میں سے تھے۔

اس طبقہ کے بطون:......اس طبقہ کے بطون میں سے بنومرین جوان سے زیادہ تعداد اور مضبوط سلطنت اور بڑی حکومت والے تھے اور ان میں سے بنوعبدالواد بھی ہیں جو کثرت وقوت میں ان کے بعد ہیں اور اسی طرح ان کے بعد بنوتوجین ہیں جو اس طبقہ میں صاحب حکومت ہیں اور ان میں بنی یادین کے بھائی اور راشد بھی ہیں جن کے پاس کوئی حکومت نہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور اسی طرح ان میں صاحبان حکومت بھی ہیں جو ان کے نسب سے نہیں، جو مغراوہ کی اولاد کے بعد ان میں حکومت کی رگیں حرکت کرنے لگیں تو انہوں نے اس قوم کے ساتھ اور بنی ورتاجن میں سے ایک بہت بڑی قوم واپس کے مغرب میں الحامہ شہر میں ہے جس کے محافظ بہت ہیں اور انہیں بڑی قوت حاصل ہے اور اس کی آبادی کی زیادتی اور اس کے بازاروں کے چالو ہونے کی وجہ سے تاجر سامانوں کے ساتھ اس کی طرف سفر کرتے ہیں، اس زمانے میں بنی مرین اس سے محروم ہیں اور وہاں پر وہ لوگ رہتے ہیں جنہیں پناہ دی جاتی ہے ٹیکس ادا نہیں کرتے اور نہ تاوان کو برداشت کرتے ہیں گویا وہ اپنی قوت جنگجوئی اور عزت کی وجہ سے اس سے آشنا ہی نہیں ہیں۔

ایک خیال:...... ان کا خیال ہے کہ ان کے اسلاف بنی ورتاجن نے اس کی حد بندی کی تھی اور ان کی حکومت ان کے ایک گھرانے میں ہے جو بنی دشاخ کے نام سے معروف ہے اور کبھی کبھی عہد خلافت اور حکومت کے دباؤ نے ان کے سرداروں پر فخر کیا پس وہ بھی ان باتوں سے مقابلہ کرتے رہے جو عوام کو تکلیف دیتی ہیں جیسے معبودوں کا بنانا یا عید کے روز بادشاہ کے لباس سے استہزاء کرتے ہوئے اور اطاعت کی عادت کو بھولتے ہوئے سلطان کے لباس میں باہر نکلنا، ان کے پڑوسیوں کی حالت یہ تھی کہ وہ توزر اور رڈ سا تھے اور اس استہزاء میں سب سے بڑھ کر یملال تھا قرزر کا پیشرو تھا۔

بنی واسین:......اور بنی واسین، مصاب کے محلات میں رہتے تھے جو قبلہ کی جانب جبل تیطر سے پانچ مراحل پر ہے اور مغرب میں بنی ریفہ کے محلات سے تین مراحل پر ریگزار سے ورے ہے اور یہ اس قوم کا نام ہے جنہوں نے ان کی دربندی کی تھی۔ اور بنی یادین کے کچھ قبائل ان میں فروکش ہیں اب انہوں نے ان کو پتھریلی زمین کے درمیان جو جمادہ کے نام سے معروف ہے العرق کے راستوں میں نہایت مضبوط طور پر بنایا ہے جس میں قبلہ کی جانب کچھ فراخ پر ان شہروں کے بارے میں دستاویز پڑی ہوئی ہے اور اس زمانے میں ان کے باشندے بنی عبدالواد سے بنی یادین، بنی توجین مصاب اور بنی برزال اور وہ لوگ ہیں جو زناتہ کے قبائل میں سے آکر ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ان کی شہرت مصاب اور اس کی عمارتوں اور پودوں سے مختص ہے اور بنی ریفہ اور الزاب کی طرف حکومت کے انتشار سے جماعتیں بھی منتشر ہو گئی ہیں۔

باشندوں سے ان کا میل ملاپ تھا کہ وہ ان کارناموں کا مشاہدہ کرتے کیونکہ یہ دور دراز ویرانوں میں رہتے تھے جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ اپنے مواطن میں اطاعت سے وحشت محسوس کرتے تھے پس یہ غفلت میں زندہ رہے یہاں تک کہ ان میں سے بہت سے آدمی فنا ہو گئے اور ان کی حکومت کے بعد ہمارے پاس کوئی نادر بات ہی پہنچی ہے جس کے پیچھے وہی مورخ پڑتا ہے جو اس کے راستوں کا ماہر اور اس کی گھاٹیوں کا جاننے والا اور اس کی کمین گاہوں سے اسے اٹھانے والا ہوتا اور وہ ان جنگلات میں قیام پذیر ہے اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے وہ حکومت کی بلندیوں پر پہنچ گئے۔

بنی ہلال بن عامر:......اور جب بنی ہلال بنی عامر کے مضبوط عربوں کا تیز جھکڑ بنی حماد پر اور انہوں نے قیروان اور مہدیہ میں المعز اور صنہاجہ کی حکومت کو روند ڈالا تو انہیں اس کی بہت ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ ان کی مدد سے پناہ لیں اور انہوں نے مغرب اوسط پر حملہ کر کے بنی حماد کو ان کے دار السلطنت سے ہٹا دیا اور وہ اپنی مدافعت میں زناتہ کی طرف بھی بڑھے تو مغراوہ میں سے بنو یعلیٰ ملوک تلمسان اس کے لئے اکٹھے ہوئے اور بنی مرین بنی عبد الواد، تو جین اور بنی راشد میں سے جو بنو واسین ان کے پاس تھے انہیں جمع کیا اور اپنے وزیر ابوسعدی خلیفہ کو ہلالیوں سے جنگ کرنے پر مامور کیا۔

اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے اور انہیں الزاب کے مضافات کے ملحقہ افریقی علاقے اور مغرب اوسط سے دور ہٹانے کے لئے بڑے کارنامے دکھائے اور ان کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا اور قبائل زناتہ کے ہلالی، تمام مضافات پر غالب آ گئے اور ان کو الزاب اور اس کے ملحقہ افریقی علاقوں سے دور کر دیا اور بنی مرین عبد الواد اور تو جین کے یہ بنو واسین، مغرب واسط کے صحرا بن اپنے مواطن میں آ گئے جو مصاب اور جبل راشد ملویہ تک اور فیکیک سے سجلماسہ تک تھے۔

انہوں نے بنی دما تو اور بنی یلومی کی پناہ لے لی جو مغرب اوسط میں مضافات کے ملوک تھے اور ان کے زیر سایہ رہنے لگے۔ انہوں نے اس ویرانے کو مواطن کے لئے باہم تقسیم کر لیا۔

بنی مرین کی خودغرضی:......ان میں سے بنی مرین مغرب اقصیٰ کی جانب، مغربی طرف تیکوارین میں رہتے تھے اور طویہ اور سجلماسہ میں داخل ہو کر بنی یلومی سے دور ہو گئے ہاں مدد اور طرف داری کے وقت یہ ان کے قریب ہو جاتے تھے اور مغرب اوسط کی جانب مشرقی سمت فیکیک اور مدیونہ کے درمیان سے لے کر جبل راشد اور مصاب تک بنی یادین رہتے تھے۔

ہم عصر ہونے کی وجہ سے ان کے اور بنی مرین کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہتی تھیں کیونکہ ان مواضع میں پڑوسی قبائل کا ایک سیلاب آ گیا تھا اور ان جنگوں میں بنی یادین کو اپنے قبائل کی کثرت اور عددی فرمان کی وجہ سے اکثر غلبہ حاصل ہوتا تھا۔ اس لئے کہ یہ چار قبیلے تھے بنی عبد الواد، بنی تو جین بنی زردال اور بنی مصاب اور ان کے ساتھ ایک دوسرا قبیلہ بھی تھا اور وہ ان کے بھائی

بنو راشد:......راشد، یادین کا بھائی ہے اور بنی راشد کا موطن، صحرا میں وہ پہاڑ ہے جو ان کے نام سے مشہور ہے اور وہ مسلسل اسی پوزیشن میں رہے یہاں تک کہ موحدین کی حکومت آ گئی اور بنو عبد الواد، تو جین اور مغراوہ نے موحدین کے خلاف بنو یلومی کی مدد کی جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

مغرب اوسط پر موحدین کا غلبہ:......پھر موحدین مغرب اوسط اور اس کے زناتہ قبائل پر غالب آ گئے تو انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور بنو عبد الواد اور تو جین موحدین کی طرف ہو گئے اور ان کے قریب ہو گئے اور جب موحدین غیر موحدین گئے تو انہوں نے بنو مرین کو چھوڑ کر انہیں منتخب کر لیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور موحدین نے مغرب اوسط کے مضافات کو بنی یلومی اور بنی کے لئے اسی طرح چھوڑ دیا جیسے کہ وہ تھے تو انہوں نے ان پر قبضہ کر لیا اور مغرب اوسط کے اس صحرا میں بنی یادین کے آنے کے بعد بنو مرین اکیلے رہ گئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مغرب میں جس میں انہوں نے حکومتوں پر غلبہ پایا اور علاقوں کو قبائل کیا اور مشارق سے مغارب تک انتظام کیا اور سوس اقصیٰ سے افریقہ تک حکومتوں کی کرسیوں پر بیٹھے، کئی قسم کی حکومتوں کے لئے منتخب کر لیا تھا۔

والملك لله يوتيه من يشآء من عباده.

بنو مرین اور بنو عبد الواد:......پس بنو مرین اور بنو عبد الواد نے بنی واسین کے قبائل سے حکومت کا حصہ لے لیا اور انہوں نے دوبارہ اس میں زناتہ کو

زمین میں حکومت دے دی اور غلبے کی رسی سے قوم کو کھینچا اور اس صحرائی حکومت ان کے بھائیوں بنی توجین نے ان کا مقابلہ کیا اور اس طبقہ ثانیہ میں کچھ اور لوگ بھی تھے جسمیں مغراوہ اوّل کے قبائل میں سے آل خزر نے چھوڑا تھا وہ ان کی مرز بوم وادی شلب میں رہتے تھے۔

تو ان قبائل نے حکومت کی ڈوری کو کھینچا اور حکومت کے اطواء میں ان سے مقابلہ کیا اور جس سے ان قبائل سے تعلق پیدا کیا اس پر احسان کیا پس انھوں نے اپنی اور حکومت کے بارے میں اپنے حصے کے متعلق ان سے مقابلہ کیا۔ اور بنو عبدالواد ہمیشہ ان کی قدر کم کرتے اور ان کی ناک کاٹتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی شدت وقوت کو کمزور کر دیا اور عبدالوادی اور مرینی حکومت ایک جنگ کی وجہ سے جو ان کی زیادتی کے نتیجے میں رونما ہوئی تھی بادشاہت کے نشان سے خاص ہوگئی اور سب کچھ بنی مرین کی خودمختاری اور ان تمام قبائل کو پیچھے چلانے کی وجہ سے ہوا جیسا کہ ہم آپ کے سامنے یکے بعد دیگر ان کی حکومتوں اور ان چاروں قبائل کے انجام کا ذکر کریں گے جو زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے سردار ہیں۔ والملك للّٰه یوتیه من یشآء والعاقبة للمتقین۔

اب ہم طبقہ اولیٰ میں سے بقیہ مغراوہ اور ان کے سرداروں میں سے اولاد مندیل کو طبقہ ثانیہ میں جو حکومت حاصل تھی اس کے ذکر سے اس کا آغاز کرتے ہیں۔

فصل:

طبقہ ثانیہ میں سے اولاد مندیل کے حالات اور انہوں نے اپنی مغراوہ قوم کو ان کے وطن اوّل شلب اور مغرب اوسط کے نواح میں جو دوبارہ حکومت لے کر دی، اس کا ذکر

جب آل خزر کے سلاطین کے خاتمہ سے مغراوہ کی حکومت جاتی رہی اور تلمسان، سجلماسہ، فارس اور طرابلس میں بھی ان کی حکومت کمزور ہوگئی تو قبائل مغراوہ اپنے مواطن یعنی مغربین اور افریقہ کے نواح میں صحرا اور تلول میں ذلیل وخوار ہو کر رہنے لگے۔ اور ان قبائل میں سے بہت سے لوگ اپنے وطن اصلی شلب اور اس کے ملحقہ علاقے میں رہنے لگے جہاں دیگر قبائل بنو ورسیفان، بنو ریناز اور بنو نیلیت رہتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی ورتمار، بنوسعید، بنو رحاک اور بنو سنجاس سے جا کر ملتی ہے اور بعض نے کہا کہ یہ بنو زناتہ میں سے ہیں نہ کہ مغراوہ میں سے۔

بنی خزرون کی حکومت کا خاتمہ:......بنو خزرون طرابلس کے بادشاہ تھے۔ جب ان کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور وہ پستی کا شکار ہو گئے اور ان میں سے عبدالصمد بن محمد بن خزرون اپنے ان رشتہ داروں کے ساتھ (جنہوں نے حکومت پر قبضہ کر لیا تھا) جبل اور اس کی طرف مراد ہوئے اور اس کا دادا خزرون بن خلیفہ طرابلس میں ان کے بادشاہوں میں چھٹا بادشاہ تھا وہ کئی سال ان کے ساتھ رہے۔

پھر وہاں سے شلب چلے گئے جہاں وہ اپنی قوم مغراوہ کے ان باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ رہے، جو بنی ورسیفان بنی ورتزمیر اور بنی بوسعید وغیرہ میں سے تھے اور وہاں بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ رہے اور وہاں ان کے درمیان رشتہ بھی قائم ہوا تو اس کے بہت سے بیٹے ہوئے جو ان کے درمیان بنی محمد، اور پھر اپنے قدیم اسلاف کی نسبت سے خزریہ کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔

ابو فاس اور ورجیع بن عبدالصمد:......اس کا ایک بیٹا ابو فاس بن عبدالصمد ابن ورجیع بن عبدالصمد کے لقب سے مشہور تھا جس نے عبادت گزاری اور رفاہی کاموں کو اختیار کر لیا تھا ماخوخ کے ایک بیٹے نے اپنی بیٹی کا رشتہ اس سے کیا جو کہ بنی وماتو کا بادشاہ تھا۔

چونکہ اس کی شادی شہزادی سے ہوئی اسلئے اس کی قوم نسب اور رشتہ کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت پیدا ہوئی۔ جب اس کے بعد موحدین کی حکومت آئی تو اس کے رفاہی کاموں کو دیکھ کر ان کے دلوں میں اس کی عظمت پیدا ہوئی اور انھوں نے وادی شلب اس کی جاگیر میں دے دی جہاں اس نے سکونت اختیار کی۔ اس کے بڑے بیٹے کا نام ورجیع تھا اور غربی اور ماکور بھی ان کے بیٹوں میں سے تھے۔

عبدالرحمان:......ماخوخ کی بہن کے بطن سے عبدالرحمان پیدا ہوا۔ تو اس کے ہاں پیدا ہونے کی وجہ سے لوگ عبدالرحمان کی بڑی عزت کرتے تھے اس میں اور اس کی اولاد میں سرداری کے نشانات دیکھتے تھے ان کا خیال تھا کہ اس نے پیدا ہونے کے بعد اس کی ماں اسے صحرا میں لے گئی اور اسے ایک درخت کے نیچے ڈال کر کسی کام کے لئے چلی گئی۔

ایک عجیب واقعہ:......اتفاقاً شہد کی مکھیوں کا بادشاہ اس پر حملے کی غرض سے گھومنے لگا۔ جب اس منظر کو ماں نے دیکھا تو خوف کے مارے دوڑتی ہوئی آئی تو ایک اللہ والے نے اس سے کہا کہ فکر مند نہ ہو خدا کی قسم! یہ بڑا عظیم شخص ہوگا عبدالرحمان اپنے نسب شجاعت اور خاندان کی کثرت کی بنا پر ایک عرصہ تک اس عظمت کی فضا میں نشو ونما پاتا رہا یہاں تک کہ قبائل مغراوہ اس کے پاس کر آ کر جمع ہونے لگے جس کی وجہ سے قوت وشوکت ملی اور موحدین کی حکومت میں اس کو اور ترقی مل گئی۔

اس کا طریقہ کار:......اس کے نزدیک یہ بات بڑی اہم تھی کہ وہ اپنی فرمانبرداری حاصل کرنے کے لئے ان سے میل جول رکھے اور اپنے پاس جمع کرے۔ ان کے سردار جب جنگ کی غرض سے افریقہ جاتے یا واپس آتے تو اس کے پاس سے گزرتے تھے وہ ان کی خوب خاطر مدارت کرتا تھا۔ اور وہ سردار اس کے مسلک کی تعریف کرتے ہوئے وہاں سے لوٹتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ ان کے خلفاء اس پر بہت رشک کرتے تھے۔

ایک واقعہ:......ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سردار کو اپنے علاقے میں مراکش میں خلیفہ کے فوت ہونے کی خبر ملی تو وہ ذخیرہ پر نائب بن گیا۔ اور اسے عبدالرحمان کے سپرد کر دیا۔ پھر اس نے اپنے وطن کی سرحدوں تک اس کی مصاحبت کرنے کے بعد اپنی حفاظت کا سامان کیا جہاں اسے بڑی دولت وقوت ملی پھر اس نے اپنی قوم اور خاندان سے سوار حاصل کیے اور اسی دوران فوت ہو گیا تو بنی عبدالمومن کا رعب جاتا رہا اور مراکش میں خلیفہ کی حکومت کمزور ہو گئی۔

مندیل اور تمیم:......اور اس کے بیٹوں میں سے مندیل اور تمیم بھی تھے مندیل عمر میں بڑا تھا۔ جب جنگ چھڑ گئی تو مندیل اپنی قوم پر حکومت کرنے لگا اور اسے قرب وجوار کے علاقوں پر غلبہ پانے کی امید ہوگئی تو اپنی جان اور اولاد کو بچانے کی فکر میں لگ گیا جیسا کہ شیر اپنی کچھار میں محتاط رہتا ہے پھر قریبی علاقوں کی طرف پیش قدمی کرنے لگا اور جبل وانشریس المریہ اور اس کے قریبی علاقوں پر قبضہ کر لیا اور مرات گاؤں کی حد بندی کی جو آجکل منیجہ کا آباد میدانی علاقہ ہے اور بستیوں اور شہروں کی طرح آباد ہے۔

اہل منیجہ:......مؤرخین کا بیان ہے کہ اس دور میں اہل منیجہ تیس شہروں میں رہتے تھے پس یہ (مندیل) ان کے ہاں چلا گیا تو غارت گروں نے ان کے مال واسباب کو برباد کیا اور اس آبادیوں کو ویران کر کے چھوڑ دیا اور چھتوں کو مسمار کر دیا مندیل کے متعلق یہ بدگمانی کی جاتی ہے کہ وہ موحدین کی اطاعت سے وابستہ تھا حالانکہ اس نے ان کے دوستوں کو اپنا دوست جانا اور ان کے دشمنوں کو اپنا دشمن جانا۔

جب سے موحدین نے افریقہ پر غالب آ کر ابن غانیہ کو وہاں سے علاقہ واپس اور اس کے اردگرد کے علاقوں کی طرف بھگا دیا تو شیخ ابومحمد بن ابی حفص نے تونس آ کر اسے افریقہ کی طرف نکال دیا یہاں تک کہ وہاں پر وہ ۶۱۸ھ میں فوت ہو گیا تو یحییٰ ابن غانیہ کو اپنی حکومت واپس لینے کا طمع ہوا اور شہروں کی طرف کوچ کر کے وہاں فساد برپا کیا۔

پھر افریقہ سے ہوتے ہوئے بلاد زناتہ کی طرف چلا گیا اور وہاں خوب لوٹ مار کی ان کے درمیان بار بار جنگیں بھی ہوئیں۔ تو مندیل عبدالرحمان نے نوح جمع کر کے منیجہ میں اس کے ساتھ لڑائی کی مگر اسے شکست ہوئی اور مغراوہ اس کے پاس سے چلے گئے تو ابن غانیہ نے ۶۲۲ھ یا ۶۲۳ھ میں اسے باندھ کر قتل کر دیا ان کو شکست دینے کے بعد اس نے الجزائر پر قبضہ کر لیا ان کے بڑوں کو صلیب پر لٹکا دیا اور دوسروں کے لئے عبرت بنا دیا۔

قوم کی امارت بیٹوں کے ہاتھوں میں:......اس کی قوم کی امارت اس کے بیٹوں نے سنبھال لی اور وہ خود بڑے شریف بیٹوں کا باپ تھا جنہیں بڑا شریف اور تعداد حاصل تھی اپنے معاملات میں اپنے بڑے بھائی عباس سے رجوع کرتے تھے الغرض اس نے اپنے باپ کے طریقوں کو اپنایا اور

منیجہ پر ہی اکتفا کرلیا۔

پھر بنو توجین نے جبل وانشریس اور المریہ کے طراف اور اس کے قریبی علاقوں میں ان پر غلبہ پالیا تو وہ اپنے پرانے مرکز شلب میں چلے گئے وہاں انھوں نے بدوی حکومت قائم کی اس میں سفر خیام مضافات اور زمینوں کو نہیں چھوڑا اور بلیانہ لکس برشک اور شرشال کے شہروں پر قبضہ کرلیا وہاں پر انہوں نے حفصی دعوت پھیلا دی اور مازونہ بستی کی حد بندی کی۔

یغمر اسن بن زیان:...... جب تلمسان میں یغمر اسن بن زیان کے لئے حکومت ہموار ہوگئی اور وہاں پر اس کی سلطنت مضبوط ہوگئی تو اس نے اس سلطنت پر اسے اور اس کے بھائی عبدالمومن کو غلبہ پانے کی علامات کے طور پر امیر مقرر کردیا اور مکناسہ کے ساتھ ان بنی توجین اور بنی مندیل سے جنگ کی تو ان سب نے امیر ابوزکریا بن حفص کی طرف رخ کرلیا جس نے افریقہ میں بنی عبدالمومن سے حکومت لی تھی۔

انہوں نے یغمر اسن کے خلاف امیر ابوزکریا کا فریادی بھیجا تو اس نے ان کے مقابلے کے لئے تمام موحدین اور عربوں کو اکٹھا کیا۔ اس نے تلمسان پر غالب آ کر اسے فتح کرلیا اور جب وہ الحضر ہ کی طرف واپس لوٹا تو واپسی پر امرائے زناتہ کو اپنی قوم اور اپنے وطن پر مقرر کیا تو اس نے عباس ابن مندیل کو مغراوہ اور عبدالقوی کو اور حورہ سے دوستی کرنے پر مامور کیا تو اس نے ان کے لئے غیر اللہ کو معبود بنانا جائز کردیا تو انہوں نے اس کے ایک لمحے میں معبود (بت وغیرہ) بنا دیئے۔

معاہدہ صلح:...... عباس نے یغمر اسن کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرلیا اور تلمسان میں اس کے پاس چلا گیا تو اس نے بڑے احترام وتکریم کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کے بعد کسی بات پر ناراض ہوکر اس سے اعراض کرلیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک روز اپنی مجلس میں یہ بات بیان کی کہ اس نے ایک سوار کو دو سو سواروں کے ساتھ لڑائی کرتے دیکھا ہے' تو بنی عبدالواد کے کچھ آدمیوں نے یہ بات سن کر اسے برا منایا اور اس کی تکذیب کی تو عباس ناراض ہوکر اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور یغمر اسن اس کے قول کا مصداق بن کر آیا کیونکہ وہ اپنے کو وہ سوار سمجھتا تھا۔ عباس نے اپنے باپ پچیس سال بعد ۶۴۷ھ میں وفات پائی۔

محمد بن مندیل:...... اس کے بعد اس کے بھائی محمد بن مندیل نے حکومت سنبھالی تو یغمر اسن کے درمیان حالات سنور گئے اور انھوں نے اتفاق اور مصالحت کی راہ اختیار کی۔ محمد نے ۶۴۷ھ میں اپنی قوم مغراوہ کو ساتھ لے کر مغرب سے جنگ کرنے کا قصد کیا جس میں یعقوب بن عبدالحق نے انہیں شکست دی تو یہ لوگ اپنے وطن کو واپس لوٹ آئے اور دوبارہ ان میں دشمنی پیدا ہوگئی۔ دریں اثناء اہل ملیانہ نے ان کے خلاف بغاوت کردی اور حفصی اطاعت کا پھندا اپنی گردنوں سے اتار پھینکا۔

بغاوت کا واقعہ:...... اس بغاوت کا واقعہ یہ ہے کہ ابوالعباس ملیانی ایک بڑے عالم دین اور روایت وحدیث کے ماہر تھے بڑے بڑے آدمی ان کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے اسی طرح دور دور تک ان کا چرچا ہوا یا لآخر یعقوب المنصو ر اور اس کے بیٹوں کے زمانے میں ایک شہر کا امیر مقرر ہوا اس کے بیٹے ابوعلی نے ان کے زیر سایہ اچھی تربیت پائی پھر اس کو خود مختار ریاست کے حصول کا لالچ پیدا ہوا باوجود یکہ وہ ٹیکسوں سے آزاد تھا۔

اپنے باپ کے انتقال کے بعد حکومت حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا دریں اثناء اس نے قبیلہ بنی عبدالواد اور مغراوہ کو آپس میں دست وگر بیان پایا تو شہر میں خود مختاری حاصل کرنے کے لئے اس میں فوج کو جمع کیا۔ ۶۵۹ھ میں خلیفہ المنتصر کے لئے دعا کرنی چھوڑ دی جب یہ خبر تونس پہنچی تو خلیفہ نے اپنے بھائی کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا جس میں اکریک بن ہرزہ جو خوش ملوک جلالقہ میں سے تھا شامل نہیں تھا یہ شخص اپنے باپ سے بھاگ کر اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس آ گیا تھا انہوں نے کئی روز ملیانہ میں پڑاؤ ڈالا تو سلطان نے شہر کے مشائخ کی ایک پارٹی سے جو ابن ملیانی سے منحرف ہوچکی تھی، سازش کی تو انھوں نے رات کو ان کے پاس فوجیں بھیج دیں اور ایک راستے سے شہر میں داخل ہوگئے۔ یہ خبر سن کر ابوعلی رات کی تاریخی میں شہر سے نکل کر ایک عرب قبیلے میں چلا گیا اور یعقوب ابن موسیٰ بن العطاب زغبی کے ہاں مقیم ہوا اس کے بعد یعقوب بن عبدالحق بھی چلا گیا جس کے حالات ہم پیچھے بیان کرچکے ہیں۔

اس کے بعد امیر ابوحفص بمعہ موحدین کی فوج کے الحضر ۃ کی طرف واپس آیا جہاں پر محمد بن مندیل کو ملیانہ کا امیر مقرر کردیا تو محمد نے وہاں پر

حفصی دعوت کو قائم کیا۔

محمد بن مندیل کی وفات:......پھر محمد بن مندیل ۶۶۲ھ میں اپنی امارت کے پندرھویں سال اپنے بھائیوں ثابت اور عابد کے ہاتھوں ایک میدان میں قتل ہوا اور اس کے ساتھ اس کا بھتیجا عطیہ بھی مقتول ہوا۔ پھر ثابت نے اپنے قوم کو جمع کر کے حکومت کو اولاد مندیل میں تقسیم کیا۔

یغمراسن بن زیان (جس کا ذکر اوپر آچکا) نے ان پر سختی کی ادھر عمر بن مندیل سے ساز باز کی عمر بن مندیل نے کہا کہ مجھے ملیانہ پر قبضہ دلاؤ اور اپنی قوم پر امارت کے حصول میں میری مدد کرو تو اس نے ۶۶۸ھ میں ثابت کو معزول کر کے عمر کو حکومت حاصل کرنے امدادی دی اسی طرح ان کی خواہش مغراوہ کے بارے میں پوری ہوئی۔

پھر اولاد مندیل ثابت اور عابد نے اتفاق کیا کہ عمر کو تونس کا حاکم بنائیں گے تو انہوں نے اسے ۶۷۳ھ میں بارہ ہزار کے سونے پر قبضہ دلایا تین سال حکومت کر کے عمر ۶۷۶ھ میں فوت ہو گیا۔

ثابت بن مندیل:......اب ثابت بن مندیل مغراوہ کا آزاد حکمران بن گیا اس کا بھائی عابد اپنے ساتھی زیان بن محمد بن عبدالقوی اور عبدالملک سے عہد شکنی کر کے تونس اور ملیانہ کو اس کے قبضے سے واپس لے لیا یغمراسن نے چستی سے کام لیا اور بالآخر ۶۸۱ھ میں اپنی وفات کے قریب تونس کو واپس لے لیا۔

یغمراسن کی وفات:......یغمراسن کے فوت ہونے کے بعد جب اس کے بیٹے عثمان نے حکومت سنبھالی تو تونس نے بغاوت اختیار کیا تو عثمان بلاد توجین اور مغراوہ کی طرف پیش قدمی کرنے لگا اور ان کے مقبوضات پر حملہ کر کے ان پر غلبہ پالیا اسی طرح بنی مدینہ کی مداخلت سے المریہ کے باشندوں ۶۸۷ھ میں قبضہ کرلیا۔

اس طرف ثابت بن مندیل نے مازونہ پر قبضہ کرلیا تونس کو عثمان کے حوالے کر دیا اور وہ اس پر قابض ہو گئے۔ عثمان ہمیشہ ان کو ستاتا رہا یہاں تک کہ ۶۹۳ھ میں ان پر چڑھائی کر دی اور اس پاس کے علاقوں قبضہ کرتے ہوئے ان کو باہر نکال دیا تو یہ لوگ پہاڑوں میں چلے گئے۔

عثمان کا حملہ اور ثابت بن مندیل کا فرار:......ادھر عثمان نے ثابت بن مندیل پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کرلیا جب اسے یقین ہو گیا کہ اس کا گھیراؤ ہو چکا ہے تو بذریعہ سمندر مغرب چلا گیا ۶۹۴ھ میں یوسف بن یعقوب شاہ بنی مرین کے پاس بحیثیت فریادی چلا گیا اس نے اس کی عزت کی اور وعدہ کیا کہ دشمن کے مقابلے میں اس کی مدد کرے گا پھر اس نے فارس میں قیام کیا دریں اثناء اس کے اور بنی عسکر کے ایک جوان ابن الا شعب کے درمیان دوستی ہوگئی۔

ایک روز وہ بلا اجازت اس کے گھر میں داخل ہوا تو ابن الاشعب زراب میں مشغول تھا تو اس کو دیکھتے ہی حملہ آور ہوا اور اسے قتل کر دیا۔ سلطان نے ابن الاشعب کو قتل کر دیا۔ پھر ثابت بن مندیل نے اپنے بیٹے محمد کو اپنی قوم کا امیر منتخب کیا اور خود نے مغراوہ کی حکومت کو اپنے لئے خاص کرلیا۔

ثابت اور محمد کی وفات:......جب اس کا باپ ثابت اپنی قوم کی طرف واپس آیا تو بدستور مغراوہ کا امیر رہا اور اپنے باپ کی وفات کے قریب ہی فوت ہوا اس کے بعد اسکا بھائی علی امیر مقرر ہوا تو اس کے بھائیوں رحمون اور منیف نے اس سے دشمنی شروع کی بالآخر منیف نے اسے قتل کر دیا تو اس پر ان کی قوم نے ناراض ہو کر ان کو اپنا امیر بنانے سے انکار کیا تو یہ عثمان بن یغمراسن کے پاس چلے گئے تو اس نے انہیں اندلس بھیج دیا۔

معمر بن ثابت:......منیف کے ایک اور بھائی معمر بن ثابت الغرۃ میں فوج کا سپہ سالار تھا وہ بھی منیف کی خاطر الغرہ سے مستعفی ہوا ایک اور بھائی عبدالمومن بھی ان کے پاس چلا گیا اسی طرح کی اندلس میں حکومت قائم ہتھی اور یہ سب اکھٹے ہوئے اسی دور میں عبدالمومن کی اولاد میں یعقوب بن زیان بن عبدالمومن اور منیف کی اولاد میں سے ابن عمر بن وغیرہ اندلس میں رہتے تھے۔

راشد بن محمد:......۶۹۴ھ میں جب ثابت ابن مندیل کا انتقال ہو گیا تو سلطان نے اس اہل خانہ کی کفالت کی ذمہ داری سنبھال لی۔ جن میں اس کا پوتا راشد بن محمد بھی تھا، سلطان نے اپنی بیٹی کا نکاح راشد بن محمد سے کر دیا اور ۶۹۸ھ میں تلمسان جا کر وہاں مقیم ہو گیا۔ سلطان نے اس کے اہل وعیال

کی کفالت کی جس میں اس کا پوتا راشد بن محمد بھی تھا پس اس نے اسے اپنی بہن کا رشتہ دے کر اسے اس کے ساتھ بیاہ دیا اور ۶۹۸ھ میں تلمسان جا کر وہاں مقیم ہوگیا اور اپنے شہر کے مصار کے لئے اس کی حد بندی کی اور اس میں گھوما پھرا اور مغراوہ اور شلب پر عمر بن ویغزن بن مندیل کو حاکم مقرر کیا اور اس کے ساتھ ایک فوج کو بھیجا پس اس نے ۶۹۹ھ ملیانہ، تونس اور مازونہ کو فتح کر لیا۔

ایک بات کا دکھ:......راشد کو اس بات کا دکھ ہوا کہ اس نے اسے اس کی قوم پر حاکم مقرر نہیں کیا اور وہ اپنے آپ کو اپنے نسب اور رشتہ کی وجہ سے زیادہ حق دار سمجھتا تھا پس وہ سلطان سے الگ ہوگیا اور متیجہ چلا گیا اور اپنے مغراوی دوستوں سے سازش کی اور انہیں راز دار بنا کر جلدی سے ان کے پاس پہنچ گیا پس مغراوہ کی حکومت منتشر ہوگئی۔

اہل مازونہ کی سازش:......اور اس نے اہل مازونہ سے سازش کی تو انہوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور عمر بن ویغزن نے ان کے نواحی علاقے ازمور پر شب خون مارا اور اسے قتل کر دیا اور اس کی قوم نے اس پہ اتفاق کر لیا اور سلطان نے بنی ورتاجن کے حسن بن علی بن ابی الطلانی اور بنی توجین کے علی بن محمد الحیو، اور ابو بکر ابراہیم بن عبدالقوی اور الجنہ سے اپنے پروردہ علی بن حسان الصجی کی نگرانی کے لئے بنی عسکر کے دستے بھیجے اور مغراوہ پر محمد بن عمرو بن مندیل کو امیر مقرر کیا اور انہوں نے مازونہ پر چڑھائی کر دی۔

ایک زبردست محاصرہ:......راشد نے اس کا کنٹرول کیا ہوا تھا اور اس نے اپنے چچا یحییٰ بن ثابت کے بیٹوں میں سے علی اور حمو کو وہاں اپنا جانشین مقرر کیا اور خود بنی بوسعید کی نگرانی کے لئے ان کے پاس چلا گیا اور فوجیں مازونہ مقیم رہیں اور سالوں اس کا محاصرہ کیے رہیں جس نے انہیں مشقت میں ڈال دیا اور اور علی بن یحییٰ نے اپنے بھائی حمو کو بغیر کسی عہد کے سلطان کی طرف بھیج دیا تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا، پھر تکلیف نے اسے دھوکہ کرنے پر مجبور کر دیا پس وہ ۷۰۳ھ میں اپنے ہاتھ لٹکاتے ہوئے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے سلطان کی طرف واپس کر دیا تو اس نے اسے معاف کر دیا اور اسے زندہ رہنے دیا۔

اس نے اُسے بنی بوسعید کے قلعہ میں راشد بن محمد کو مانوس اور مائل کرنے کا ذریعہ بنایا اور اس نے اس کا دیر تک محاصرہ کیے رکھا۔ ایک دن اسے فوجوں کے ساتھ العزۃ پر قابض کروا دیا اور وہ اس پر چڑھائی کرتے ہوئے شہر کی وحشت ناک جگہوں میں پھنس گئے پس اس نے انہیں شکست دی اور اس جنگ میں بنو مرین کے بہت سے اور بنی عسکر کی فوجیں ہلاک ہوگئیں۔ یہ واقعہ ۷۰۴ھ میں ہوا۔

علی اور حمو:......اور جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو وہ ان پر برافروختہ ہوگیا اور اس نے اپنے عم زاد علی بن یحییٰ اور اس کے بھائی حمو اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے ساتھ تھے انہیں بھیجا تو انہوں نے تیروں سے انہیں قتل کر دیا اور ان سے جنگ کی پھر اس نے دوسری مرتبہ اس کے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کو ۷۰۴ھ میں بھیجا تو اس نے بلاد مغراوہ پر قبضہ کر لیا اور راشد اپنے چچا منیف بن ثابت اور اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ متیجہ کے جبال صنہاجہ میں چلا گیا پس ابو یحییٰ بن یعقوب نے ان کے ساتھ جنگ کی اور راشد نے یوسف بن یعقوب سے مراسلت کی تو ان کے درمیان صلح طے پا گئی......اور فوجیں وہاں سے واپس آگئیں اور منیف بن ثابت نے اس کے ساتھ اپنے بیٹوں اور خاندان کو اندلس بھیج دیا اور وہ زندگی بھر وہیں رہے۔

یوسف بن یعقوب:......اور جب یوسف بن یعقوب ۷۰۶ھ کے آخر میں تلمسان میں اپنی اقامت گاہ میں فوت ہوگیا تو اس کے پوتے ابو ثابت اور سلطان بنی عبدالواد ابو زیان بن عثمان کے درمیان اس شرط پر صلح ہوگئی کہ بنو مرین ان حمام مصار و ثغور اور مضافات کو اس کے لئے چھوڑ دیں گے جن پر انہوں نے قبضہ کیا تھا۔

انہوں نے اسے اپنے محافظوں اور گورنروں کے ساتھ بھیجا اور ان علاقوں کو بنی زیان کے گورنروں کے لئے چھوڑ دیا اور راشد نے اپنے ملک کی واپسی کی خواہش کی در فیانہ چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب بنو مرین، ابو زیان کے لئے ان علاقوں سے دست بردار ہوگئے اور عیانہ اور تونس اس کے قبضہ میں آگئے تو راشد کی سعی ناکام ہوگئی۔ اور وہ شہر سے بھاگ گیا پھر جلد ہی ابو زیان کی وفات ہوگئی۔

ابو حمو موسیٰ بن عثمان:......اور اس کا بھائی ابو حمو موسیٰ بن عثمان حکمران بنا اور اس نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا پس تافریکت فوت ہوگیا اور اس کے بعد

اس نے ملیانہ اور المریہ پر قبضہ کر لیا پھر تونس پر قبضہ کیا اور اپنے غلام کو اس کا امیر مقرر کر دیا اور اس کے ساتھ حاکم بجایہ سلطان ابوالبقاء خالد ابن مولانا امیر ابی زکریا ابن سلطان ابی اسحٰق نے بھی الجزائر کو ابن علان باغی کے قبضہ سے واپس لینے کے لئے فوج بھیجی۔

وہاں پر راشد بن محمد اسے ملا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور اس کے کام میں اس کی مدد کی اور سلطان اسے نہایت احترام و اکرام سے ملا اور اس نے اس کا اور اس کی قوم کا صنہاجہ سے جو حکومت کے دوست تھے اور بجایہ اور جبال زواودہ پر متغلب تھے، معاہدہ کرا دیا پس راشد اور ان کے سردار یعقوب بن خلوف کی ہتھ جوڑی حکومت کے آخر تک قائم رہی۔

سلطان کا الحضرۃ کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کرنا:...... جب سلطان تونس میں الحضرۃ کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کرنے کے لئے اٹھا تو اس نے یعقوب بن خلوف کو بجایہ پر گورنر مقرر کیا اور راشد نے اپنی قوم سمیت اس کے ساتھ پڑاؤ کیا اور جنگوں میں اس کے سامنے داد شجاعت اور اسے اس کے دوستوں کی مدد سے نیاز کر دیا اور جب اس نے ان کے دارالخلافے پر قبضہ کر لیا اور ان کے سلف کے سرداروں پر غالب آ گیا تو حکومت کے حاجب راشد اور اس کی قوم کو اپنے ایک قرابت دار کے بارے میں حکم کے نفاذ سے افسوس ہوا اور وہ مسافروں سے جنگ کرنے تو اس نے اسے گرفتار کر لیا۔ اُسے سلطان کے دوبار میں پہنچا دیا تو اس نے اس کے متعلق حکم الٰہی نافذ کر دیا اور راشد ناراض ہو کر چلا گیا اور اپنے دوست ابن خلوف کے پاس پہنچ گیا جو اُسے زواوٗہ سے لایا تھا۔

یعقوب بن خلوف کی وفات:...... اور یعقوب بن خلوف فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو حاکم مقرر کر دیا پس اس نے اپنے باپ کے دوست راشد کے اکرام میں اپنے باپ کے حق کو نہ چھوڑا اور ایک روز اس سے جھگڑا بھی کیا جس میں عبدالرحمٰن نے اس بھلائی کو برا جانا جو اس نے راشد سے کی تھی۔

راشد نے حکومت میں اپنے مقام اور اپنی کی شجاعت کی طرف اشارہ کیا تھا پس اس باتوں نے اُسے کاٹ کھایا اور عبدالرحمٰن نے اُسے اور اس کے قرابت دار کو پکڑ لیا اور انہوں نے اسے نیزے چبھو چبھو کر اس کی گردن توڑ دی اور تمام مفراوہ خوفزدہ ہو کر القاصیہ کی سرحدوں میں چلے گئے اور شلب اور اس کا گرد و نواح ان سے خالی ہو گیا گویا وہ یہاں کبھی موجود ہی نہ تھے۔

بنو منیف اور ابن ویعزن:...... اور ان میں سے بنو منیف اور ابن ویعزن مسلمانوں کی سرحدوں پر پڑاؤ کرنے کے لئے اُندلس چلے گئے اور ان میں سے ایک گروہ کی اولاد اس دور تک وہاں آباد ہے اور موحدین کے پڑوس میں ان کی قوم کی ایک شریف جماعت نے اقامت اختیار کی جو حکومت کی فوجوں میں اپنے خاتمے تک بڑی طاقت ور تھی۔

علی بن راشد:...... اور راشد، بنی یعقوب بن عبدالحق کے محل اپنی پھوپھی کے پاس چلا گیا تو اس نے اس کی کفالت کی اور اولاد مندیل ناراض ہو کر مرین کے وطن کی طرف چل گئی تو وہ ان کے دوست بن گئے اور ان سے حسن سلوک کیا اور حکومت کے باقی ماندہ لوگوں نے ان سے رشتہ داری کی۔

مغرب اوسط سلطان ابوالحسن کا غلبہ اور آل زیان کی حکومت کا خاتمہ:...... یہاں تک کہ مغرب اوسط پر سلطان ابوالحسن متغلب ہو گیا اور اس نے آل زیان کی حکومت کو مٹا دیا اور زناتہ کو متحد کیا اور بلاد افریقہ اور موحدین کی عملداریوں کو ان شہروں کے ساتھ منسلک کر دیا اور ۷۴۹ھ میں قیروان پر اس پر مصیبت پڑی جیسا کہ ہم مفصل طور پر بیان کر چکے ہیں۔

تو اطراف اور عملداریوں نے بغاوت کر دی اور حکومت کی مشکلات ان کے پہلے مواطن میں آ گئیں پس علی بن راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل نے بلاد شلب پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور اس کے شہروں تنس پر عیانہ پر شک اور شرمثال پر غالب آ گیا اور اس نے اپنے اسلاف کے طریقے کے مطابق ان پر دوبارہ بدوں حکومت قائم کر دی اور قبائل میں سے جس نے ان سے تقاضا کیا انھوں نے اس کے لئے اپنی دھار تیز کر لی۔

سلطان ابوالحسن کی افریقہ اور بجایہ کی طرف آمد:...... اور سلطان ابوالحسن اپنی مشکلات سے نکل کر افریقہ گیا پھر الجزائر کی بندرگاہ سے سمندر کی شکل سے نکل کر اپنی اگندہ حکومت کی واپسی کی کوشش کرتا ہوا بجایہ آ گیا پس اس نے علی بن راشد کی طرف پیغام بھیجا اور اُسے ان کا... یاد دلایا پس اس

نے عہد کو یاد کیا اور مہربان ہوا اور اپنے لئے یہ شرط لگائی کہ اگر عبدالواد کے خلاف اس کی مدد کرے گا تو وہ شلب میں اس کی خاطر اس کی قوم کی حکومت الگ رہے گا تو سلطان ابوالحسن نے اس شرط سے انکار کر دیا پس وہ اس سے الگ ہو کر بنی عبدالواد کے اس گروہ طرف چلا گیا جو تلمسان میں پیدا ہوا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے اس کے برخلاف ان کی مدد کی اور سلطان ابوالحسن الجزائر سے ان کے مقابلہ کے لئے نکلا اور دونوں فوجوں کی ۷۵۱ھ میں شربونہ مقام پر جنگ ہوئی پس سلطان ابوالحسن کی فوجوں کو شکست ہوئی اور اس کا بیٹا الناصر مارا گیا اور اس کا خون ان مغراوہ میں سرگردان رہا اور وہ صحرا کی طرف نکل گیا اور وہاں سے مغرب اقصیٰ کی طرف چلا گیا۔

ناجمین کی جنگ:...... اور آل یغمراسن میں سے تلمسان کے ناجمین نے بلاد مغراوہ میں اپنے اسلاف کی طرف حکومت کے انتظام کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا پس ان کے سلطان کا نائب اور اس کا بھائی الشایت الزعیم عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا۔

اس کی قوم نے ۷۵۲ھ میں بلاد مغراوہ کو پامال کر دیا اور اس نے ان کی فوجوں کو شکست دی اور امصار و مضافات میں ان پر غالب آ گیا اور علی بن راشد کو اس کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ تنس میں روک دیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں ڈیرے ڈال دیئے اور محاصرہ لمبا ہو گیا اور غلبہ ہونے لگا۔

علی بن راشد کی خودکشی:...... جب علی بن راشد نے دیکھا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو وہ اپنے محل کے ایک کونے میں گیا اور وہاں سے الگ ہو گیا اور اپنی تلوار کی دھار سے اپنے آپ کو ذبح کر دیا اور دوسروں کے لئے ایک عبرت اور مثال بن گیا اور اسی وقت ابو ثابت شہر میں داخل ہو گیا اور جن لوگوں کے متعلق اُسے پتہ چلا کہ یہ مغراوہ میں سے ہیں انہیں قتل کر دیا اور دیگر لوگوں نے اطراف علاقہ کی طرف بھاگ کر نجات پائی اور اہل حکومات کے ساتھ مل کر ان کی فوج کے نوکر اور پیروکار بن گئے اور بلاد شلب سے ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

بنی مرین کی تلمسان کو دوبارہ واپسی:...... پھر بنی مرین تلمسان کو دوبارہ واپس آئے اور آل زیان پر غالب آئے اور ان کے آثار کو مٹا دیا پھر سلطان ابی عنان کی حکومت میں ان کا سایہ پلٹ گیا اور ان کی رُک گئی اور آل یغمراسن میں سے ناجمین نے اپنی عملداری میں آخری ابوحمو موسیٰ بن یوسف کے ہاتھ از سر نو دوسری حکومت قائم کی۔

بنی مرین کی تلمسان کی طرف تیسری بار آمد:...... پھر بنی مرین تلمسان کی طرف تیسری بار آئے اور سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے جا کر ۷۷۲ھ میں اُسے فتح کر لیا اور اس نے اپنی فوجوں کو اس وقت آل یغمراسن کے ابوحمو آل جم کے تعاقب میں بھیجا جب وہ اپنی قوم اور اپنے عرب مددگاروں کے ساتھ فرار ہو گیا تھا جیسا کہ یہ سب حالات بیان ہوں گے۔

اور جب فوجیں بطحاء تک پہنچیں تو انہوں نے ان کی رکاوٹوں کو دُور کرنے کے لئے روز تک انتظار کیا ان میں علی بن راشد الزبیح کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام حمزہ تھا اس نے تمیم ہونے کی حالت میں اپنی رشتہ داری کے تعلق کی وجہ سے ان کی حکومت میں پرورش میں ان کی آسائش نے اس کی کفالت کی اور ان کے ماحول نے اس کی حفاظت کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گیا۔ اور ان کے رجسٹر میں اس کا روزینہ کم ہو گیا اور ان کے بچوں میں اس کا حال تنگ ہو گیا، ایک دن وہ فوجوں کے سالار وزیر ابوبکر بن غاز سے شکایت کرتے ہوئے اُلجھ گیا اور اس کے جواب نے اُسے دُکھ دیا تو وہ رات کو سوار ہو کر بلادِ شلب میں بنی بوسعید کے پہاڑ میں چلا گیا تو انہوں نے اُسے پناہ دے دی اس کی حفاظت کی اور اس نے اپنی قوم کی دعوت کا اعلان کر دیا تو انہوں نے اس کی بات بتائی اور سلطان نے اپنے وزیر العزیز عمر بن مسعود بن مندیل بن حمامہ کو جو بنو یتولین کا بڑا سردار تھا، بنی مرین کی بے شمار فوج کے ساتھ اس کے مقابلے کے لئے بھیجا پس وہ پہاڑ کے میدان حولا کر بیتا میں اُترا پس اس نے ان کا محاصرہ کر لیا اور دونوں ایک دوسرے سے اُٹھاتے رہے اور وہ انہیں سر نہ کر سکا۔

ابوبکر بن غازی:...... اور سلطان نے اپنے دوسرے وزیر ابوبکر بن غازی پر اتہام لگایا تو وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا اور صبح کو ان کے ساتھ جنگ شروع کر دی پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دے اور اس نے ان کے پہاڑ سے اتار لیا اور حمزہ بن علی اپنی قوم کی

جماعت کے ساتھ بھاگ گیا اور اجمعین میں اُترا جنہوں نے آل یغمراسن کے ابوزیان بن ابوسعید الناجم کے ساتھ مل کر بغاوت کی تھی۔ اور بنوسعید نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور آخر تک اپنے دلوں کو صاف رکھا پس ان کا مقام اچھا ہو گیا اور حمزہ نے ان کی طرف آنا شروع کیا پس اس نے اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ چلنے کی تیاری کی یہاں تک کہ جب وہ ان کے ہاں اُترے تو انہوں نے اس جگہ کو اجنبی سمجھا جس سے انہوں نے اطاعت کا عہد کیا تھا تو وہ آسانی کے ساتھ میدانوں کی طرف چلا گیا پھر وغت جانے کا ارادہ کر لیا جہاں وہ موقع سے فائدہ اُٹھانے کا گمان رکھتا تھا اس کے محافظ اس کے مقابلے میں نکلے تو انہوں نے اس کی دھار کو کند کر دیا اور اُسے وزیر بن الغاز بن الکاس کے پاس لے آئے تو سلطان نے اُسے اس کے جملہ سمیت قتل کر دینے کا اشارہ کیا۔ پس ان کی گردنیں مار کر انہیں سلطان کے دربار میں بھیجوا دیا گیا اور ملیانہ کے باہر لکڑی نصب کر کے ان کے اعضاء کو صلیب دیا گیا اور مغراوہ کا نشان مٹ گیا۔ اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ امراء کے نوکر اور حکومتوں کی فوج بن گئے اور اسی طرح اطراف میں متفرق ہو گئے جیسا کہ وہ اس حکومت سے پہلے تھے جن کی کوئی خبر معلوم نہیں۔

نسب نامہ: ..... حمزہ بن علی بن راشد محمد ثابت بن مندیل عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالصمد بن ورجیع بن عبدالصمد بن محمد بن خزرون۔ علی بن ہارون، حمزہ بن یحییٰ، عابد، تمیم، ورجیع، غربیہ، یفرن، ماکور، حمو محمد، عیسیٰ بن عمر، عمر بن مندیل، حمزہ بن زید بن منیف بن محمد، العباس، یعقوب بن زیان بن عبدالحق، عطیہ بن بدیل عمر

فصل:

طبقہ ثانیہ میں سے بنی عبدالواد کے حالات اور تلمسان اور بلاد مغرب میں انہیں حاصل ہونے والی حکومت کا ذکر بمع آغاز وانجام

زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے شروع میں ہمارے سامنے عبدالواد کا ذکر گزر چکا ہے کہ وہ بادین بن محمد کی اولاد میں سے ہیں اور توجین، مصاب، زردال اور بنی راشد کے بھائی ہیں۔ اور ان کا نسب زمیک بن واسین بن ورشیک بن جانا تک جا پہنچتا ہے۔ اور ہم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حکومت سے پہلے ان کی اپنے مواطن میں کیا حالت تھی اور ان کے بھائی مصاب، جبل راشد، فیکیک، اور ملویہ میں رہتے تھے اور ہم نے بنی مرین کے ساتھ ان کی جنگ کا بھی تذکرہ کیا ہے جو ان کے وہ بھائی ہیں جن کا نسب زرجیک بن درسیز میں جا کر ان سے ساتھ مل جاتا ہے۔

بنوعبدالواد: ..... بنوعبدالواد ہمیشہ اپنے انہی علاقوں میں رہے۔ اور بنوراشد، بنوزردال اور مصاب نسب اور حلف کے معاملے میں ان کے ساتھ رہے جبکہ بنوتوجین ان کے مخالف رہے۔ اور سب کے سب کو اکثر اوقات مغرب اوسط کے گردونواح پر غلبہ حاصل رہا۔ اور اس معاملے میں جب بنی ومانو اور بنی یلومی کو ان پر غلبہ حاصل تھا تو یہ ان کے ماتحت اور پیروکار بن کر رہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس زمانے میں ان کا سردار یوسف بن تکلفا کے نام سے مشہور تھا۔

عبدالمؤمن اور موحدین تلمسان کے نواح میں: ..... جب عبدالمؤمن اور موحدین کی فوجیں تلمسان پہنچ کر شیخ ابوحفص کے جھنڈے تلے جمع ہونے کے بعد بلد زناتہ کی طرف بڑھیں تو جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ انہوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس کے بعد تو بنی عبدالواد نے مکمل طور پر اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل گئی۔

ان کے بطون: ..... ان کے بہت سے شعوب وبطون ہیں۔ جن میں سے انہی کے قول کے مطابق نمایاں چھ ہیں بنو یاتکین، بنو ولوا، بنو ورجطف، نصوجہ، بنولومرت، بنوالقاسم، بنوالقاسم کو وہ اپنی زبان میں ائت القاسم کہتے ہیں ائت ان کی زبان میں نسبی اضافت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

بنوالقاسم: ..... بنوالقاسم کا کہنا ہے کہ وہ القاسم بن ادریس کی اولاد میں سے ہیں۔ اور بسا اوقات اس القاسم کے بارے میں یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ محمد

بن ادریس یا محمد بن عبداللہ یا محمد بن القاسم کا بیٹا ہے۔ اور ایک بے بنیاد خیال کے مطابق یہ سب کے سب ادریس کی اولاد میں سے ہیں البتہ بنی القاسم اس امر پر متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کی صحت کو بہتر جانتے ہیں ورنہ صحرا تو ان انساب کی معرفت سے بہت دور ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ یغمر اسن بن زیان جو کہ ان کے بادشاہوں کا باپ تھا، جب اس کے نسب کو ادریس تک مرفوع کیا گیا تو اس نے (اگر اس بات کو صحیح مانا جائے) ان کی عجمی زبان میں کہا کہ اللہ کے ہاں ہمیں اس سے فائدہ پہنچے گا اور دنیا کو ہم نے اپنی قوت بازو سے حاصل کیا ہے۔ اور بنی عبدالواد کی امارت قوت اور شوکت کی وجہ سے ہمیشہ بنو القاسم ہی میں رہی اور ان میں ویعزن ابن مسعود بن یکتمین ادریس کے دو بھائی یکتمین اور عمر بھی تھے۔ اسی طرح ان میں اعدوی بن یکتمین الاکبر بھی تھا اور کہتے ہیں کہ اصغر بھی تھا۔ اسی طرح ان میں عبدالحق بن منغفاد بن ونند ویعزن میں سے تھا۔ اور عبدالمومن کے عہد میں ان کی امارت عبدالحق بن منفعاد اور اعدوی بن یکتمین کو حاصل تھی۔

عبدالحق بن منفعاد: ..... عبدالحق بن منفعاد وہ شخص ہے کہ جس نے بنی مرین کے ہاتھوں سے غنائم چھڑالی تھیں۔ اور جب عبدالمومن موحدین کے المحتسب المسوف کو بھیجا تھا تو اس نے اس کو قتل کر دیا تھا بعض مؤرخین عبدالحق بن معاد لکھتے ہیں یہ غلط ہے۔ زناتہ کی زبان میں یہ لفظ اس طرح نہیں بلکہ یہ تصحیف ہے۔ واللہ اعلم۔

بنو مطہر: ..... بن القاسم کے بطون میں سے بنو مطہر بن یمن بن یزکین بن القاسم بھی ہیں اور عبدالمومن کے دور میں جماعت بن مطہر ان کے شیوخ میں سے تھا۔ اور موحدین کے ساتھ زناتہ کی لڑائیوں میں اس نے شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا لیکن بعد میں ان کے ساتھ مل گیا اور مکمل اطاعت اختیار کر لی۔

بنو علی: ..... بنو القاسم کے بطون سے بنو علی بھی ہیں۔ یہ چار قبیلے ہیں بنو طاع اللہ، بنو دلول، بنو کمین اور بنو معطی بن جوہر۔ یہ سب بڑی متحد اور مضبوط جمعیت والے تھے۔ بنو القاسم کی امارت انہی پر ختم ہوتی ہے۔ بنو طاع اللہ میں سے امارت محمد بن زکدان بن تید وکسن بن طاع اللہ کے حصے میں آئی ہے۔ یہ ان کے نسب کا مختصر سا جائزہ ہے۔

بلاد مغرب اوسط پر موحدین کا تسلط: ..... جب موحدین نے بلاد مغرب اوسط پر چڑھائی کر کے قبضہ کر لیا اور اپنی اطاعت اور جمعیت کا مظاہرہ کیا جو کہ ان کے استخلاص کا سبب تھا تو انہوں نے عموماً انہیں بلد بنی وماتو جاگیر میں دے دیئے اور ان مواطن ہی میں سکونت پذیر ہوئے اور بنی طاع اللہ اور بنی کمین کے درمیان جنگ بھڑک اٹھی، یہاں تک کہ کندور نے بنی کمین میں سے زیان بن ثابت کو قتل کر دیا۔ جو بنی محمد زکدان کا ایک عظیم شخص اور ان کا سردار تھا۔ اس کے مقتول ہونے کے بعد ان کی امارت اس کے چچازاد بھائی جابر بن یوسف بن محمد نے سنبھال لی۔ اور اس نے اپنے چچازاد بھائی کا بدلہ لیتے ہوئے کندور کو ایک معرکہ میں قتل کر دیا۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اسے دھوکے سے قتل کیا گیا تھا۔ اور اس نے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے سر کاٹ کر یغمر اسن بن زیان کے پاس بھیج دیئے اور اس نے اپنے باپ کے انتقام سے اپنا دل ٹھنڈا کرتے ہوئے ان کے سروں کے چولہے بنائے اور ان پر دیگیں چڑھا دیں۔

بنو کمین کا فرار: ..... بنو کمین سخت پریشان ہوئے تو ان کا سردار عبداللہ بن کندور انہیں ساتھ لے کر تیونس کی طرف بھاگ گیا۔ اور آگے ذکر آئے گا کہ یہ امیر ابوزکریا کے پاس گیا تھا۔

جابر بن یوسف: ..... جابر بن یوسف نے بنی عبدالواد کو اپنا مقرب بنا لیا۔ اور بنی عبدالواد کے اس قبیلے نے مغرب اوسط کے گردونواح میں سکونت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ عبدالمومن کی ہوا اکھڑ گئی اور یحییٰ بن غانیہ نے قابس اور طرابلس کے اطراف کو روند ڈالا پھر افریقہ اور مغرب اوسط کے میدانوں پر بار بار حملے کر کے قتل و غارت گری کی خوب لوٹ مار کی۔ امن وسکون کو برباد کرتے ہوئے بستیاں سنسان اور کھیت ویران کر دیئے۔ اس طرح ۳۰۷ھ میں صفحہ ہستی سے اس کے نشانات تک مٹ گئے۔

تلمسان محافظین اور التراب کے سردار کی فرودگاہ تھا کہ اس کی پریشانی کی پردہ پوشی کرتا اور اس کے اطراف کا دفاع کرتا تھا۔

سعید ابو سعید: ...... مامون نے اپنے بھائی ابو سعید کو تلمسان کا گورنر مقرر کیا ابو سعید انتہائی لا پرواہ ضعیف التد بیر شخص تھا۔ اسی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کی قوم کے مشائخ میں سے الحسن بن حیون نے اس پر غلبہ پالیا جو کہ الوطن کا گورنر تھا۔ الحسن کے دل میں بنی عبد الواد کے بارے کینہ بھرا ہوا تھا اس لئے کہ القلانیہ اور اس کے باشندوں پر وہ لوگ متغلب ہو گئے تھے پس اس نے ابو سعید کو اپنے مشائخ کی ایک جماعت کے خلاف غصہ دلایا جو کہ اس کے پاس ایک وفد کی صورت میں گئے تھے اس نے ان مشائخ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

عبد المؤمن: ...... تلمسان کے محافظوں میں لمتونہ کے چیدہ چیدہ لوگوں کی ایک جماعت رہتی تھی جن سے حکومت کو کوئی واسطہ نہ تھا۔ عبد المومن نے رجسٹر میں ان لوگوں کے نام لکھ کر انہیں محافظوں میں شامل کر دیا۔ اس دور میں ان کا سردار ابراہیم بن اسماعیل بن علان تھا۔

اس نے بنی عبد الواد کے مقید مشائخ کے بارے میں ان کے پاس سفارش بھیجی تو انھوں نے اسے رد کر دیا جس کی وجہ سے وہ ناراض ہو گیا اور اس نے قوت جمع کی اور ابن غانیہ کی دعوت کو قیام کیا اور شرقی کی جانب اپنی قوم کے مرابطین کی از سر نو حکومت قائم کی پس الحسن بن حیون نے اس وقت اچانک حملہ کر کے سید ابو سعید کو گرفتار کر لیا۔ اور بنی عبد الواد کے مشائخ کو آزاد کر دیا۔ اور ۶۲۴ھ میں مامون کی اطاعت سے نکل گیا۔

ابن غانیہ کا حملے کا ارادہ: ...... ابن غانیہ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو وہ جلدی سے اس کے پاس گیا پھر اسے بنی عبد الواد کے معاملے کا پتہ چلا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی حکومت کا استحکام ان کی شرکت اور قوت کے خاتمے ہی میں ہے پس اس نے دل میں ان کے مشائخ پر حملہ کرنے کی ٹھان لی اور جس دعوت کا یہ ان سے وعدہ کر چکا تھا اس میں ان کے ساتھ دھوکا کرنا چاہا۔

اس کی اس تدبیر کو بنی عبد الواد کے سردار جابر ابن یوسف نے جان لیا۔ پس اس نے اس سے ملاقات کا وعدہ کر لیا اور دل میں اس پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا۔ ابراہیم بن علان اس کی ملاقات کو گیا تو جابر نے اس پر حملہ کر دیا اور جلدی سے شہر آ کر اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا اور ابراھیم ابن علان ان کے ساتھ جو چالا کی کرنا چاہتا تھا اس کا پردہ چاک کیا۔ تو انہوں نے اس کی دور اندیشی کی تعریف کی اور جابر کے احسان کا شکریہ ادا کیا اور اس کی از سر نو بیعت کی۔ اور اس نے بنی عبد الواد ان کے حلیفوں کو جو بنی راشد میں سے تھے ہٹا دیا۔

ایک تیر نے کام تمام کر دیا: ...... یہ حکومت درحقیقت اس سلطنت کی پشت پر سواری کرنا تھا جس پر بعد میں وہ بیٹھے تھے پھر اس کے بعد اہل اربوز نے اس کے خلاف بغاوت کر دی تو وہ ان سے جنگ کرنے لگا انھوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور پھر اچانک نامعلوم شخص کی طرف سے آنے والے تیر نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا الحسن تخت نشین ہوا اور مامون کی امارت کے بارے میں اس سے تجدید عہد کیا لیکن جلد ہی وہ حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالنے سے عاجز ہو گیا اور امارت سنبھالنے کے چھ ماہ بعد ہی استعفاء دے کر حکومت سے دستبردار ہو گیا۔ عثمان بن یوسف کے سپرد کی جو کہ انتہائی ظالم اور بد اخلاق شخص تھا پس تلمسان میں رعایا نے اس کے ظلم سے تنگ آ کر اس پر حملہ کر دیا اور ۶۳۱ھ میں اسے وہاں سے نکال باہر کیا۔ اور اس کی جگہ اس کے چچا زاد زکراز بن زیان بن ثابت کو منتخب کیا اور اسے امارت کی دعوت دے کر شہر کا حاکم بنالیا وہ ابو عزت کے لقب سے مشہور تھا۔ وہ ان کا خود مختار رئیس تھا۔ اس نے زناتہ کی حکومت سے وافر حصہ پایا اور پھر مضافات پر بھی قابض ہو گیا۔

بنو مطہر کا حسد: ...... بنو مطہر نے زکراز اور اس کی قوم اور اسلاف پر اس حکومت کی وجہ سے جو کہ اللہ نے انہیں عطا کی تھی، حسد کرتے ہوئے کھلم کھلا عداوت پر اتر آئے اور بغاوت کر دی اور بنو راشد جو صحرا کے دور سے ان کے حلیف تھے انھوں نے ان کی اتباع کی اور ابو عزۃ نے بنی عبد الواد کے قبائل کو ان کے مقابلے میں اکٹھا کر لیا اور ان کے درمیان جنگیں ہونے لگیں جن میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا اور زکراز ۶۳۳ھ میں ایک جنگ میں مارا گیا اور اس کے بعد اس کے بھائی یغمراسن بن زیان نے حکومت سنبھالی جسے لوگوں نے قبول کر لیا اور شہروں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور خلیفہ رشید نے اسے اس کی عملداری پر تقرر کا خط لکھا اور یہ اس حکومت کے لئے زینہ بن گیا جس کا اس نے بقیہ ایام میں اپنے بیٹوں کو وارث بنایا۔

الملك لله يؤتيه من يشاء .

فصل:

تلمسان پر بنی عبدالواد کی مضبوط حکومت کا قیام اور ان کی فتح کے حالات

تلمسان مغرب اوسط کا دارالخلافہ اور بلد زناتہ کا اصل ہے اس کی حد بندی بنو یفرن نے کی تھی کیوں کہ یہ ان کے مواطن میں تھا۔ اس کے اس سے پہلے کے حالات کے بارے میں ہمیں علم نہیں۔

اس شہر کے بارے میں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شہر ازل سے آباد ہے اور قرآن پاک میں حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں جس دیوار کا ذکر آیا ہے وہ یہاں سے اکادیر کی جانب ہے یہ خیال بعید از قیاس ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشرق کو چھوڑ کر مغرب کی طرف آنا اور بنی اسرائیل کا افریقہ کی حکومت حاصل کر لینا ہی ثابت نہیں چہ جائیکہ وہ اس کے ماوراء علاقے تک پہنچ جائیں۔

اصل حقیقت:...... یہ محض بکھری ہوئی داستانیں ہیں کیونکہ اہل دنیا کی فطرت میں یہ بات ہے جس شہر زمین علم یا شے سے ان کا تعلق ہو وہ اس کی فضلیت بیان کرتے ہیں۔ جبکہ میرے علم میں اس متعلق ابن القیق کی بیان کردہ حقیقت سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں۔

ابوالمہاجر:...... اس لئے کہ ابوالمہاجر جو کہ عقبہ بن نافع کی پہلی اور دوسری حکومت کے درمیان افریقہ کا والی بنا اور دیار مغرب میں دور تک گھس گیا اور تلمسان تک پہنچ گیا تلمسان کے قریب ابو مہاجر کے چشمے اسی کے نام سے مشہور ہیں۔ اور طبری نے ابوقرہ اور اس کے ابوحاتم کے ساتھ جلا وطن ہونے اور عمر بن حفص کے خلاف بغاوت کرنے والوں کے تذکرے کے موقع پر ان چشموں کا ذکر کیا ہے پھر وہ بیان کرتا ہے کہ وہ اس کے پاس سے بھاگ گئے اور ابوقرہ تلمسان کے نواح پس اپنے مواطن میں واپس لوٹ آیا اور اسی طرح ابن الرفیق نے، ابراھیم بن الاغلب کے افریقہ میں خودمختار ہو جانے سے قبل ان کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ اپنی جنگ میں مغرب کی طرف دور تک چلا گیا اور تلمسان میں جا پہنچا اس کا نام بھی زناتہ کی زبان میں دو لفظوں تلم اور سان سے مرکب ہے اور ان دونوں کا مفہوم یہ ہے کہ دو چیزوں کو جمع کرتے ہیں اس سے ان کی مراد بحر و بر کو جمع کرنا ہے۔

ادریس الاکبر:...... ادریس الاکبر بن عبداللہ بن الحسن نے مغرب اقصیٰ کی طرف جا کر ۱۷۴ھ میں اس پر قبضہ کیا اور پھر مغرب اوسط کی طرف بڑھا تو محمد بن خزر بن صولات امیر زناتہ وتلمسان نے اس سے ملاقات کی اور یہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور مغراوہ اور بنی یفرن کو اس کے خلاف بھڑکایا اور اس نے اسے تلمسان پر قبضہ دلانے میں مدد دی اور وہ اس پر قابض ہو گیا اور پھر اس کی مسجد کی حد بندی کی اور منبر پر چڑھا۔ اور کئی ماہ تک وہاں قیام کیا اور اس کے بعد الٹے پاؤں مغرب کی طرف واپس آ گیا۔

سلیمان بن عبداللہ:...... اس کے پیچھے پیچھے مشرق سے اس کا بھائی سلیمان بن عبداللہ آیا اور جب وہ یہاں پہنچا تو اس نے اسے امیر بنا دیا۔ پھر ادریس فوت ہو گیا اور ان کی قوم کمزور پڑ گئی۔ اور جب اس کے بعد اس کے بیٹے ادریس کی بیعت کی گئی اور مغرب کے سربراہ اس کے پاس جمع ہو گئے تو ۱۹۹ھ میں وہ تلمسان گیا اور از سر نو اس کی مسجد تعمیر کی اور اس کے منبر کو ٹھیک کیا اور تین سال وہاں ٹھہرا رہا۔

اس دوران اس نے بلاد زناتہ پر قبضہ کر لیا اور وہ لوگ اس کی اطاعت میں آ گئے۔ اس نے تلمسان پر بنی محمد کو امیر مقرر کیا جو کہ اس کے چچا سلیمان کے بیٹے تھے۔

ادریس الاصغر کی وفات:...... جب ادریس الاصغر فوت ہوا تو اس کے بیٹوں نے اپنی ماں کے اشارے سے مغربین کے مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ تلمسان سہبان عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان اور اس کے بنی اب محمد ابن سلیمان کے حصے میں آ گئے، اور جب مغرب سے ادراسہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور شیعہ کی دعوت پر موسیٰ بن ابی العافیہ نے اس کی امارت سنبھالی تو وہ ۲۹۱ھ میں تلمسان گیا۔ تو اس دور کے امیر تلمسان الحسن بن ابی العیش بن عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان پر غالب آ گیا اور وہ وہاں سے بھاگ کر ملیلہ چلا گیا اور نکور کی طرف اپنے دفاع کے لئے ایک قلعہ تعمیر کیا پس

اس نے ایک مدت تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر اس نے اپنا قلعہ دینے کی شرط پر اس سے صلح کر لی۔

مغرب اوسط پر شیعوں کا قبضہ:.....اور جب شیعوں نے مغرب اوسط پر قبضہ کیا تو انہوں نے تلمسان کے باقی ماندہ مضافات سے محمد بن سلیمان کی اولاد کو نکال باہر کیا۔ تو وہ وراء البحر میں بنو امیہ کے پاس چلے گئے اور ان کی دعوت سے وابستہ ہو گئے۔ اور یعلیٰ بن محمد یفرنی بلاد زناتہ اور مغرب اوسط پر متغلب ہو گیا اور الناصر اموی نے اسے ۳۴۰ھ میں وہاں کا اور تلمسان کا امیر مقرر کیا اور پھر یعلیٰ کے فوت ہونے کے بعد ۳۶۰ھ میں زناتہ کی امارت محمد بن الخیر بن محمد بن خزر کو دی گئی جو تلمسان میں الحکم المستنصر کا داعی تھا اور صنہاجہ کی جنگوں میں فوت ہو گیا تو انہوں نے ان کے بلاد میں انہیں مغلوب کر لیا اور وہ مغرب اقصیٰ کی طرف چلے گئے۔ اور تلمسان صنہاجہ کی عملداری میں شامل ہو گیا۔ یہاں تک کہ ان کی حکومت منقسم اور متفرق ہو گئی اور زہری بن عطیہ زناتہ اور مغرب کا خود مختار امیر بن گیا۔ اور منصور نے اسے مغرب سے نکال باہر کیا اور بلاد صنہاجہ کی طرف چلا گیا اور ان کے پہاڑوں اور شہروں جیسے تلمسان، ہراوہ، تنس، اشہر اور مسیلہ سے جنگ کی۔

المعز بن زیری کی امارت:.....پھر کچھ عرصے بعد مظفر نے ۳۶۹ھ میں اس کے بیٹے المعز بن زیری کو مغرب کے مضافات پر امیر مقرر کر دیا پس اس نے اس کے بیٹے یعلیٰ بن زیری کو تلمسان پر گورنر مقرر کر دیا۔ اس کی امارت اس کی اولاد میں بھی قائم رہی یہاں تک کہ لمتونہ کے ہاتھوں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور یوسف بن تاشفین نے اس پر محمد بن تیغمر المستوفی اور اس کے بعد اس کے بھائی تاشفین کو امیر مقرر کر دیا اور اس کے اور منصور بن الناصر صاحب القلعہ جو بنی حماد کے ملوک میں سے تھے، کے درمیان جنگ ٹھن گئی اور اس نے جا کر تلمسان جا کر اس کا ناطقہ بند کر دیا قریب تھا کہ اس پر غلبہ پا جاتا جیسا کہ ہم نے حالات کو اپنی جگہ پر بیان کیا ہے

عبدالمؤمن کا لمتونہ پر قبضہ:.....اور جب عبدالمومن نے لمتونہ پر غلبہ پایا اور تاشفین بن علی کو دہران میں قتل کیا تو اس نے اس کو برباد کر دیا اور موحدین نے بھی تلمسان کے عوام کو قتل کرنے کے بعد اسے برباد کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۴۰ھ کا ہے۔

پھر اس نے اپنی رائے پر نظر ثانی کی اور لوگوں کو اس کی آبادی کی طرف متوجہ کیا اور اس کی فصیلوں کی شکستگی کی مرمت کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور ہتاتہ کے مشائخ اور موحدین کے بہترین آدمیوں میں سے سلیمان بن داندین کو اس کا امیر مقرر کیا اور بنی عبدالواد میں سے اس قبیلے کو امیر بنانے کا یہ سبب ہوا کہ انہوں نے اپنی اطاعت واجتماع کے شاندار مظاہرے کئے تھے۔

سید ابو حفص:.....پھر اس نے اپنے بیٹے سید ابو حفص کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس کے بعد آل عبدالمومن ہمیشہ ہی اپنے اہل بیت اور قرابت داروں کو وہاں کا گورنر مقرر کرتی رہی اور سارے مغرب کی حکومت آل عبدالمومن کی طرف ہی رجوع کرتی رہی۔ اور تمام زناتہ تلمسان کی حکومت کا اہتمام کرتے رہے اور زناتہ بنو عبدالواد، بنو توجین اور بنو راشد کے ان قبائل نے تلمسان کے نواح اور مغرب اوسط پر غلبہ پا کر اس قبضہ کر لیا اور اس کے میدانوں میں گشت کیا اور حکومت کی زمین میں سے بہت سے علاقے اور اچھے شہر قبضے میں لے لئے اور ان کے قبائل سے بہت سا ٹیکس اکٹھا کیا پس جب وہ صحرا میں اپنے سرمائی مقدمات میں چلے جاتے تو اپنی زمین کی آبادی اور کاشت کے لئے اور اپنی رعایا سے ٹیکس جمع کرنے کے لئے اپنے اتباع اور ملازمین کو اپنے پیچھے تلول میں چھوڑ جاتے اور بنو عبدالواد اس جگہ پر بطحاء اور ملویہ میں رہتے تھے جس کا ساحل دریفہ اور صحراوہ تھے۔

اور تلمسان میں موحدین کے حکمرانوں نے اپنی توجہ ان کو مظبوط کرنے اور اس کی فصیلوں کو پلستر کرنے اور لوگوں کو اس کی آبادی میں دلچسپی لینے اور وہاں پر محلات بنانے اور حکومت کے مقاصد کی خاطر جلسے کرنے اور گھروں کی حد بندی کو وسعت دینے کی طرف پھیر دی۔

سید ابو عمران موسیٰ بن امیر المؤمن یوسف:.....اور ان میں سب سے زیادہ اہتمام کرنے والا اور وسیع النظر سید ابو عمران موسیٰ بن امیر المؤمن یوسف تھا وہ اپنے باپ یوسف بن عبدالمؤمن کے عہد میں ۵۵۶ھ میں اس کا والی مقرر ہوا اور اس کی حکومت مسلسل وہاں قائم رہی پس اس نے اس کی عمارات کو پلستر اور اس کی زمین کو وسیع کیا اور اس کے اردگرد فصیلوں کی باڑ بنا دی اور وہ سید ابوالحسن بن سید ابو حفص بن عبدالمؤمن کے بعد اس کا حکمران بنا اور اس کا مذھب اس میں مقبول ہو گیا۔

جب ابن غانیہ کا معاملہ پیش آیا اور وہ ۵۸۱ھ میں میورقہ سے نکلا اور انہوں نے بجایہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور الجزائر اور ملیانہ کی طرف بڑھے اور ان پر غلبہ پالیا تو سید ابوالحسن نے اس کی فصیلوں کی بلند کر کے اور گہری خندقیں کھود کر اپنے معاملے کی تلافی کر دی۔ یہاں تک کہ اس نے اسے مغرب کے مضبوط قلعوں اور شہروں میں سے بنا دیا اور اس کے بعد اس شہر کے والیوں نے وہاں محفوظ ہونے کے لئے مذکورہ طریقہ کو اپنا لیا۔

سید ابوزید:......اتفاق کی ات ہے کہ اس کا بھائی سید ابوزید ابن غانیہ سے جنگ کرنے گیا تھا جس نے شگاف کے ہر کرنے اور حکومت کا مقابلہ کرنے میں شجاعت و دلیری کے خوب جو ہر دکھائے تھے اور ابن غانیہ ہلالیوں میں سے زویان عربوں کو اس کے مقابلے میں افریقہ لے کر گیا تھا اور زغبہ، جو ان کا ایک بطن ہیں ان کی مخالفت کر کے موحدین کی طرف چلے گئے اور مغرب اوسط کے زناتہ کے پاس جا کر جمع ہو گئے۔

ان سب کی پناہ گاہ اور جوڑ توڑ کا مرجع تلمسان کا گورنر تھا جو کہ السادہ میں سے تھا جو ان کا خوب مہمان نواز اور ان کی قابل حفاظت چیز کا دفاع کرنے والا تھا۔ اور ابن غانیہ تلمسان کے گرد نواح اور بلاد زناتہ پر اکثر چڑھائی کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے اس کے بہت سے شہروں مثلاً تاہرت وغیرہ کو برباد کر دیا۔

تلمسان مغرب اوسط کا دارالخلافہ:......تو پھر تلمسان مغرب اوسط کا دارالخلافہ اور زناتہ اور مغرب کے ان قبائل کا اصل بن گیا۔

جنہیں اس نے اپنی گود میں بستر نیند کر دیا تھا کیونکہ وہ دو شہروں یعنی ارشکول جو ساحل سمندر پر تھا اور تاہرت، جو بطحاء کی جانب سبزہ زار اور صحرا کے درمیان واقع تھا، کو برباد کر چکے تھے۔ حالانکہ دونوں شہر کسی لڑنے میں گزشتہ حکومتوں کے دارالخلافے بھی تھے۔

اشکول اور تاہرت کی بربادی:......مغرب اوسط کے شہروں میں سے ان دونوں شہروں کی بربادی ابن غانیہ کی جنگ اور زناتہ کے ان قبائل کی چڑھائی اور ان کے باشندوں کی ذلت و رسوائی، اور لوٹ مار، راستوں میں لوگوں کو پکڑ لینے، اور آبادی کی بربادی کرنے، اور موحدین کی فوجوں میں سے جو گروہ قصر عجیسہ، زرفہ الخضر ار، شلب، متیجہ، حمزہ، مری الدجاج اور جربات کے محافظ تھے ان پر غلبہ پالینے سے ہوئی۔ اور تلمسان کی آبادی روز بروز بڑھتی رہی اور وہاں کی زمین بھی وہاں کے محلات کی وجہ سے بڑھتی رہی جنہیں اینٹوں اور پتھروں سے بلند کیا جاتا تھا یہاں تک کہ اہل زیان بھی وہاں ان پڑے اور انہوں نے اس کو اپنی حکومت کا دارالخلافہ اور مرکز بنا لیا۔

انہوں نے وہاں پر رونق محلات اور خوبصورت مکانات کی حد بندی کی اور باغات لگائے اور ان کے درمیان پانی گزرگاہیں بنائیں یہاں تک کہ وہ علاقہ مغرب کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہو گیا۔ پھر القاصیہ کے لوگوں نے اس طرف کا رخ کیا اور ان کے آنے سے علوم و ہنر کے بازار گرم ہو گئے اور وہاں علماء پرورش پانے لگے۔ وہاں کے سردار خوب مشہور ہوئے اور اس طرح یہ شہر اسلامی حکومتوں کے شہروں اور خلافتی دارالخلافوں کا ہم پلہ ہو گیا۔

فصل:

تلمسان اور اس کے گردونواح میں یغمراسن بن زیان کی خود مختار حکومت کے حالات، نیز اس نے اپنی قوم کے لئے حکومت کی راہ کیسے ہموار کی اور اپنے بیٹوں کو اس کا وارث بنایا

یغمراسن بن زیان بن ثابت بن محمد اس قبیلے کا سب سے شجاع اور دلیر اور بارعب اور اپنے قبیلے کے مفادات سے بخوبی جاننے والا، اور حکومت کے بوجھ کو اٹھانے کے لئے قوت و تدبیر اور دوراندیشی کی وجہ سے سب سے زیادہ اہل تھا ان باتوں پر شہادت اس کے ان کارناموں سے ملتی ہے جو اس نے حکومت سے پہلے اور بعد میں سرانجام دیئے۔ مشائخ کے نزدیک اسے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ عام و خاص میں یکساں مقبول تھا خواص تو اسے اس کے عظیم کارناموں کے سبب اسے عظیم خیال کرتے تھے اور عوام اپنے مصائب میں اس کی پناہ لیتے تھے یعنی انہیں مدد ملتی تھی۔

یغمراسن بن زیان کی امارت:......جب اس نے اپنے بھائی دکراز بن زیان کے بعد ۶۳۳ھ میں حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو اس نے امور

سلطنت کو بحسن وخوبی اور نہایت خوش اسلوبی سے انجام دینا شروع کیا اور اپنے بھائی کے باغیوں بنی مطہر اور بنی راشد پر غلبہ پا کر انہیں اپنا تحت بنالیا اور اپنی رعایا سے نہایت اچھا سلوک کیا۔ اور اپنے خاندان، قوم اور اپنے زحمی حلیفوں کو حسن سیرت، ہمسایگی، فیاضی، سامان حرب تیار کرنے، اور ملکی فوج اور دفاعی چوکیوں کو منظم کرنے کی وجہ سے اپنی طرف مائل کر لیا نیز رومی فوجوں کو بھی اپنے ساتھ ملالیا اور عطیات مقرر کر دیئے اس نے اپنے لئے وزراء اور کاتب رکھے اور اردگرد کے علاقوں میں فوج بھیجی شاہانہ لباس زیب تن کر کے تخت پر بیٹھا اور موحدی حکومت کے آثار کو مٹاڈالا اور امرونہی سے اس نے اس کے صدر مقام کو بے کار یعنی خالی کر دیا۔ موحدوں کی حکومت کے آداب ورسوم میں سے بس ایک دعا کا عمل باقی بچ گیا تھا جو دعا کہ مراکش کے خلیفہ کے لئے کی جاتی تھی منبر ومحراب میں اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔

اس نے لوگوں کے دل اپنی طرف مائل کرنے اور اپنی قوم کے ہمسروں کو رضامند رکھنے کے لئے عہد کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس کی حکومت کے آغاز ہی میں موحدین کے بعد ابن وضاح اس کے پاس آیا اس نے سلیمان مسافروں کے ساتھ شرق اندلس سے سمندر عبور کیا تو اس نے اسے پسند کیا اور اسے اپنا ہمنشین بنالیا قابل قدر مقام دیا اور دوستی اور مشوروں میں وہ ایک اہم رکن سمجھا جانے لگا اور اس کے ساتھ آئے ان میں ابوبکر بن خطاب بھی تھا جس نے کہ مرسیہ میں اس کے بھائی کی بیعت کی تھی۔

اس کی خاصیات:......وہ بڑا ابلغ پیغامبر اور بزاز بردست کاتب بھی تھا اور ایک اعلیٰ شاعر بھی تھا لہٰذا اسے خطوط لکھنے کے لئے مقرر کر دیا گیا۔ اس کے لکھے گئے خطوط میں مراکش اور تونس کے خلفاء کو بھیجے جانے والے وہ خطوط بھی تھا جن میں ان کے مہد بیت کے متعلق خطاب کیا گیا تھا ان خطوط کو نقل اور حفظ بھی کیا گیا۔

یغمراسن ہمیشہ اپنی کچھار کی حفاظت اور دشمن سے جنگ وجدال میں مصروف رہا۔ اس کے آل عبدالمومن کے موحد بادشاہوں اور انہیں بادشاہت دینے، آل ابی حفص کے ساتھ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے لڑے جانے معرکوں کا ذکر آگے آئے گا۔ اسی طرح اس کے اور اس کے ساتھ جنگ کرنے والے بنی مرین کے درمیان مغرب پر ان کے قابض ہونے سے قبل اور قابض ہونے کے بعد متعدد جنگیں ہوئیں۔ اور اسے توجین اور مغراوہ کی نسبت زناتہ کی فوجوں کو شکست دینے اور ان کے شہروں کو تباہ کرنے اور ان کے اوطان کو برباد کرنے اور مشہور کارناموں اور جنگوں میں امتیاز حاصل ہے ان سب کا ذکر آگے آنے والا ہے ان شاءاللہ تعالیٰ۔

فصل:

امیر ابوزکریا کا تلمسان پر قابض ہونا، اور یغمراسن کا اس کی دعوت میں شامل ہو جانا

جب یغمراسن بن زیان تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت خودمختار ہو گیا اور زناتہ کے بقیہ ماندہ قبائل میں اس کا مقام بلند ہو گیا تو اللہ نے اسے جو عزت وحکومت عطا کی تھی اس کی وجہ سے وہ اس پر حسد کرنے لگے تو اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے کمر کس لی۔ پس انہوں نے اس سے عہد شکنی کی اور نافرمانی پر اتر آئے اور اس کے سخت مخالف اور دشمن بن گئے۔ پس اس نے جنگ کی مکمل اور بھرپور تیاری کی ان کی پناہ گاہوں میں جو کہ بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھیں ان میں بند کر دیا۔ یہ اس کے بڑے مشہور معرکے ہیں۔

عداوت کی اصل وجہ:......اس عداوت کے مرکزی کردار بنوتوجین کا سردار عبدالقوی بن عباس اور اس کے بنی یادین کے دوست اور عباس بن مندیل بن عبدالرحمٰن اور اس کے بھائی امرائے مغراوہ تھے اور مولی امیر ابوزکریا بن ابوحفص سے افریقہ کا خودمختار حاکم بنا تھا اور جیسا کہ گذشتہ صفحات میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اس نے مغرب کی طرف بڑھتے ہوئے اور مراکش کے تخت ودعوت پر غلبہ پاتے ہوئے افریقہ کو موحدی حکومت سے ۶۲۵ھ میں حاصل کر لیا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اگر زناتہ اس کی مدد کریں تو وہ جس کام کی طرف بڑھ رہا ہے اس کی تکمیل ہو سکتی ہے۔

سو اس نے امرائے زناتہ سے مشورے کر کے انہیں رغبت دلانی شروع کی اور کبھی کبھار اس معاملے میں بنی مرین، بنی عبدالواد، توجین اور مغراوہ

کے ساتھ بھی مراسلت کرنے لگا۔ اور یغمر اسن نے جب سے بنی عبدالمومن کی اطاعت اختیار کی اس نے اپنی عملداری میں ان کی دعوت کو قائم کیا اور ان کے دوستوں سے صلح اور دشمنوں سے جنگ کی۔ اور رشید نے اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اخلاص رکھنے میں اضافہ کر دیا اور دوستی بڑھانے لگا اور اسے ۶۳۷ھ میں مختلف انواع واقسام کے تحائف دیئے تاکہ وہ بنی مرین کے دوستوں سے پہلو تہی کرے جو کہ مغرب اور حکومت پر آئے دن چڑھائی کرتے رہتے ہیں۔ اور اس نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا بن عبدالواحد کو رشید کے ساتھ یغمر اسن کو جو تعلق تھا اس کی وجہ سے برانگیختہ کر دیا حالانکہ وہ اس کے قریبی پڑوسیوں میں سے تھا۔ اور اس نے اس بات کو برا محسوس کیا۔

یغمر اسن کے خلاف فریاد:...... اسی دوران عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کے بیٹے یغمر اسن کے خلاف اس کے پاس فریادی بن کر آئے۔ اس سے اس کا معاملہ آسان ہو گیا۔ انھوں نے اسے لالچ دلائی اور یقین دلایا کہ وہ جب چاہے موحدین کی حکومت پر چڑھائی کر دے اس کی مدد کی جائے گی اور ان کی جگہ وہاں اپنی حکومت قائم کرے۔

اور جس حکومت کے حصول کے لئے اس کے قدم بڑھ رہے تھے اس کے لئے ایک سیڑھی بھی تیار کی اور اس کے باشندوں کے پاس جانے کے لئے ایک دروازہ بھی تیار کیا پھر اس کے مددگاروں نے اسے جوش دلایا تو وہ تکبر میں مبتلا ہو گیا اور موحدین اور دیگر مددگاروں اور فوج کے ذریعے تلمسان پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ اس نے عرض کے لئے ان اعراب کے صحرائی لوگوں کو بھی جمع کیا جو بنی سلیم اور ریاح میں سے اس کی عملداری میں رہتے تھے اور ۶۳۹ھ میں ایک زبردست فوج کو لے کر بڑھا۔ اس کے فوج سے پہلے مقدمۃ الجیش کے طور پر عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کی اولاد کو بھیجا تاکہ وہ اپنے اوطان میں رہنے والے قبائل زناتہ اور ان کے اتباع اور اپنے عرب صلیفوں میں سے قبائل زدیان اور زغبہ کو جمع کریں اور اپنے ملک کی سرحدوں پر ان سے ملاقات کرنے کے لئے ان کے ساتھ گیا۔

اور جب وہ تیطری کے سامنے مقام زاغر پر پہنچا جو مغرب میں ریاح اور بنی سلیم کی آخری جولانگاہوں میں سے ہے تو وہاں پر اسے بنی عامر اور وید کے زغبیہ قبائل ملے جو اس کے چلنے پر آمادہ ہو گئے یہاں تک کہ اس نے موحدین اور زناتہ اور مغرب کے سواروں کے ساتھ تلمسان سے جنگ کی اور اس سے قبل اس نے ملیانہ سے یغمر اسن کی طرف عذر، برأت دعا اور اطاعت کے لئے ایلچی بھیجے تو اس نے ان کو ناکام واپس لوٹا دیا۔

شہر میں موحدین کی فوجوں کا ڈیرہ:...... جب موحدین کی فوجوں نے شہر میں ڈیرے ڈال لئے اور یغمر اسن اور اس کی فوجیں مقابلے کے لئے نکلیں تو سلطان کے تیراندازوں نے ان پر چاروں طرف سے تیر برسانے شروع کر دیئے مجبوراً منتشر ہو گئے اور ادھر ادھر دیواروں کی پناہ لینے لگے۔ اور فصیلوں کی حفاظت سے بھی وہ ہاتھ دھو بیٹھے تو جنگ اوپر سے کامیاب ہو گئی۔

یغمر اسن نے جب دیکھا کہ شہر کا محاصرہ ہو گیا ہے تو اپنے ساتھیوں میں گھل مل کر تلمسان کے دروازوں میں سے باب عقبہ کی طرف جانے لگا تو موحدین کی فوجوں سے اس کا سامنا ہو گیا، اس نے آگے بڑھ کر ان کے سرداروں سے لڑنا شروع کیا تو انھوں نے اس کے لئے راستہ کھول دیا تو یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور بلندی سے فوجیں شہر کی طرف بڑھنے لگیں اور شہروں میں داخل ہو کر عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا اور اموال کو لوٹنا شروع کر دیا۔

جب یہ افراتفری ذرا ٹھنڈی پڑی اور جنگ کے شعلے سرد پڑ گئے تو موحدین نے اپنے منصوبوں پر نظر ثانی کی اور امیر نے بھی بڑی دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے چاہا کہ وہ تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت کسی شخص کے سپرد کر دے اور اسے اس کی سرحد پر اپنی اس دعوت کے قیام اور حفاظت کے لئے بھیجے جو کہ بنی عبدالمومن سے حکومت دلانے والی ہے لیکن ان کے اشراف نے اس بات کو برا خیال کیا اور اسے آپس میں ایک دوسرے کے ذمہ لگایا اور امرائے زناتہ نے یغمر اسن کے مقابلے میں کمزور ہونے کی وجہ سے، اور جانتے ہوئے کہ وہ ایک ایسا سردار ہے کہ جسے نہ دھوکہ دے کر قتل کیا جا سکتا ہے اور نہ ذلیل کیا جا سکتا ہے اور نہ اسے اس کے شکار سے روکا جا سکتا ہے اس سے بیزاری کا اظہار کیا۔

یغمر اسن کی غارتگری:...... اور یغمر اسن نے فوج کے مضافات میں غارت گر بھیجے اور ارد گرد جو لوگ ملے انہیں اٹھا لیا اور اس نگرانوں پر احسان کیا اس دوران میں یغمر اسن نے امیر ابوزکریا سے گفتگو کی اور کہا کہ وہ تلمسان میں اس کی دعوت کے قیام میں رغبت رکھتا ہے تو اس نے اسے جواب دیا کہ ٹھیک ہے وہ اس کی مدد کرے گا اور حاکم مراکش سے اس کا رابطہ کروا دے گا اور جو ٹیکس اس نے وصول کیا تھا اسے اس کے لئے صاف کر دیا اور یغمر اسن کے ٹیکس

کے لئے جو کارندے مقرر تھے ان کو آزاد کر دیا۔ اور اس کی ماں سوط النساء جب شرائط قبول کرنے کے لئے آئی تو اس نے اس کی بڑی عزت افزائی کی اور اسے قیمتی تحائف سے نوازا اور اس کی آمد و رفت پر بھی اس سے حسن سلوک کیا۔ وہ اپنی آمد کے سترھویں دن الحضرۃ کی طرف کوچ کر گیا۔

راستہ میں اس کے کچھ خواص نے اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ یغمراسن اس کے مقابلے میں اپنے آپ کو ترجیح دیتا ہے نیز اسے مشورہ دیا کہ زناتہ میں سے جو لوگ اس کے حاسد ہیں وہ انہیں امیر مقرر کرے اور اس نے ان کی بات مان لی اور عبدالقوی بن عطیہ التوجینی، عباس بن مندیل اور علی بن منصور کو اپنی قوم اور وطن پر برابر مقرر کر دیا اور انہیں تاکید کی کہ اپنے مدمقابل یغمراسن کے طریق پر آلہ اور مراسم سلطانیہ قائم کریں تو انہوں نے اس کی اور موحدین کی موجودگی میں یہ کام کیے اور مراسم سلطانی کو اس کے دروازے پر قائم کیا اور حکومت کے پھیل جانے اور اپنی خواہش کے پالینے اور مغرب کے اس کی انقیاد کے قریب آجانے اور عبدالمؤمن کے اس میں اپنی دعوت کو لانے کی وجہ سے اس نے تونس جانے کے لئے جو کہ اس کی آنکھ کی ٹھنڈک تھا تیاری کی اور یغمراسن بن زیان نے آکر امیر ابوزکریا کے عہد کو پورا کیا اور اس کی دعوت کو مگر منابر پر بھی قائم کیا اور زناتہ میں سے جو لوگ اس کے مخالف تھے اس نے اپنے عزائم کا رخ ان کی طرف موڑ دیا۔

عبرت ناک سزا:...... تو اس نے عبدالقوی، اولاد عباس اور اولاد مندیل کو جنگ کی عبرتناک سزا دی اور انہیں دردناک عذاب دیئے۔ ان کے شہروں میں گھس ان کے بہت سے مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور ان کے والیوں، پیروکاروں اور داعیوں کو دارالخلافوں اور ان کے شہروں سے نکال باہر کیا اور رعایا کو ان سے جو تکلیف اور دکھ پہنچا تھا اس کا ازالہ کیا وہ مسلسل اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ حاکم مراکش نے حفصی حکومت کے ساتھ مل کر یغمراسن پر چڑھائی کر دی۔

فصل:

حاکم مراکش السعید کی جبل تامزروکت میں یغمراسن کے ساتھ جنگ اور ہلاکت

جب عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور القاندی اور داعی اپنے دور دراز کے مضافات میں چلے گئے اور انہیں ان کے مقبوضات سے الگ کر لیا تو ابن ہود نے ماوراء ولبو کو جزیرہ اندلس سے الگ کر لیا اور وہاں خود مختار بن بیٹھا۔ اور اپنے اور بغداد کے عباسی خلیفہ مستنصر کے لئے توریہ کے ساتھ دعا کرنے لگا اور امیر ابوزکریا بن ابی حفص نے افریقہ سے اسے اپنے پاس بلایا کیونکہ وہ زناتہ کو متحد کرنے اور مراکش میں دعوت کی کوسی قابو پانے کی طرف مائل تھا پس اس نے تلمسان سے جنگ کی اور ۶۴۰ھ میں اس پر غلبہ پالیا۔

اور اس کے ساتھ سعید علی بن مامون ادریس بن منصور یعقوب بن یوسف بن عبدالمؤمن کی ولایت کو بھی ملا لیا جو کہ دہر، دانش مند بیدار مغز اور بلند ہمت تھا۔ پس اس نے اپنی حکومت کے اطراف پر غور کیا اور سردار اس کے اطراف کی مضبوطی اور اس کے بیڑے پن سیدھا کرنے میں لگ گئے۔ اور بنو مرین نے مغرب کے مضافات اور شہروں میں جو کچھ کیا تھا نیز مکناسہ پر غالب آکر اور وہاں دعوت حفصی کو قائم کرنے کے لئے جو کچھ انھوں نے کیا اس کے لئے نگہبانوں کو برانگیختہ کیا جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

ملوک وافواج کی تیاری:...... پس اس نے ملوک اور افواج کو تیار کیا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور مغرب اور اس کے گرد و نواح کے عربوں اور تمام مصامدہ کو جمع کیا اور ۶۴۵ھ کے آخر میں قاصیہ جانے اور دور نزدیک کے شہروں سے بنی مرین اور وادی بہت میں جمع شدہ فوجوں کو بھگانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور تازی جانے کے لئے تیاری کرنے لگا تو وہاں پر اسے بنی مرین کی اطاعت کرنے اطلاع ملی جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور ان میں سے ایک فوج بھی ان کے ساتھ نہ نکلی اور وہ تلمسان اور اس کے ورے تک گیا اور یغمراسن بن زیان اور بنی عبدلواد اپنے اہل وعیال کے ساتھ وجدہ کی جانب قلعہ تامزروکت میں پناہ گزین ہو گئے۔

یغمراسن کے وزیر کی سعید کے دربار میں آمد اور سعید کا قتل:...... اور یغمراسن کا وزیر فقیہ عبدون اطاعت گزار بن کر اور تلمسان میں خلیفہ کی

حاجات کا متولی بن کراد یغمراسن کی آمد کے بارے میں معذرت کرتا ہوا سعید کے پاس گیا۔ میں خلیفہ نے اس کے بارے میں جھگڑا کیا اور اس کا عذر قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس کی اطاعت کے علاوہ کسی بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔

اس بارے میں سعید کے شہر کانوں بن جرمون سفیانی اور وہاں موقع پر موجود دیگر سرداروں نے اس کی مدد کی اور انہوں نے عبدون کو اس کی آمد کی وجہ سے واپس کر دیا تو جان جانے کے خطرے سے اس کے پاؤں بوجھل ہونے لگے اور سعید نے اپنی فوجوں کے بارے میں بہت اعتماد کیا اور انہیں میدان میں بٹھایا اور تین دن تک ان کا ناطقہ بند کر دیا اور چوتھے وہ لوگوں کی غفلت میں دوپہر کے وقت پناہ گاہوں کا دورہ کرنے اور اپنی کمین گاہوں کو دیکھنے کے لئے سوار ہو کر نکلا تو قوم کے ایک سوار نے جو یوسف بن عبدالمومن شیطان کے نام سے معروف تھا اسے دیکھ لیا وہ پہاڑ کے نشیب میں نگہبانی کے لئے کھڑا تھا اور یغمراسن بن زیان اور اس کا چچازاد بھائی یعقوب بن جابر بھی اس کے ساتھ تھے تو انہوں نے ایک گھاٹی سے اس پر حملہ کر دیا اور یوسف نے اسے ایک نیزہ مار کر اس کے گھوڑے سے گرا دیا اور یعقوب بن جابر نے اس کے وزیر یحیٰی بن عطوش کو قتل کر دیا پھر اسی وقت انہوں نے اس کے عجمی غلاموں میں سے ناصح اور الخصیان میں سے عنبر اور عیسائی فوجوں کے سالار اخو العمط اور سعید کے بیٹوں میں سے ایک نوجوان بچے کو قتل کر دیا۔

ایک قول:......یہ بھی کہا جاتا ہے کہ واقعہ اس روز پیش آیا جب اس نے فوجوں کو منظم کیا اور جنگ کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا اور لوگوں کے آگے ہو گیا پس اس نے اسے اپنے راستے کی ایک دشوار گزار گھاٹی میں پہنچ کر پکڑ لیا تو ان سواروں نے اس پر یکبارگی حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ صفر ۶۴۶ھ کو رونما ہوا۔

اس خبر کا پھیلنا تھا کہ فوجوں میں جنگ چھڑ گئی اور وہ بھاگ گئیں اور یغمراسن جلدی سے سعید کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ مقتول ہو کر زمین پر گرا پڑا ہے اس سے نے اس کے پاس جا کر سلام کیا اور قسم کھائی کہ وہ اس کے قتل سے بری ہے اور خلیفہ اس کے مقتل کے پاس سر جھکائے اپنی جان دے رہا تھا یہاں تک کہ اس کی جان نکل گئی۔

چھاؤنی میں لوٹ مار اور مصحف عثمانی:......اس کے بعد چھاؤنی کو لوٹ لیا گیا اور بنو عبدلواد نے قیمتی اور نادر اشیاء کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور یغمراسن نے سلطان کے خیمہ کو مخصوص کر لیا پھر وہ خالصۃً اسی کے لئے تھا اور قوم کا اس میں کچھ حصہ نہ تھا اور اس نے اس ذخیرہ پر بھی قبضہ کر لیا جس میں میں حضرت عثمان بن عفان کا مصحف بھی تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ان مصاحف کو لے لیا جو کہ آپ کے عہد خلافت میں لکھے گئے تھے اور وہ قرطبہ کے خزائن میں عبدالرحمٰن الداخل کی اولاد کے پاس تھا۔ اس کے بعد وہ لمتونہ کے ان ذخائر میں پڑا رہا جو اندلس کے ملوک الطوائف کے ذخائر میں ان کے پاس آئے تھے اور اس دور میں وہ بنی مرین کے ان خزائن میں ہے جن پر انہوں نے تلمسان پر غالب آ کر اور زبردستی اس کی حکومت میں گھس کر ان پر قبضہ کیا تھا ان میں سے عبدالرحمٰن بن موسیٰ بن عثمان بن یغمراسن، سلطان ابوالحسن کا شکار بھی تھا جو ۷۳۲ھ میں تلمسان میں زبردستی گھس گیا تھا جیسا کہ آئندہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔

اس ذخیرہ میں قیمتی یاقوت کے نگینوں کا ہار بھی تھا اور کئی سو پتھروں پر مشتمل موتیوں کے ہار بھی تھے جنہیں ثعبان کہا جاتا ہے اس کے بعد بنو مرین کے ذخائر میں سے جو کچھ ان غالبین نے حاصل کیا تھا ان میں وہ ہار موجود تھا یہاں تک کہ بجایہ کی بندرگاہ پر سلطان ابوالحسن کے بحری بیڑے کے ساتھ جبکہ تونس سے واپس آ رہا تھا میں وہ ہار سمندر میں کہیں تلف ہو گیا اس کا تذکرہ بھی ہم کریں گے کہ وہ اس قسم کے ذخائر میں منتقل ہوتا رہا جنہیں بادشاہ اپنے خزائن کے لئے چن لیا کرتے تھے اور اسے بھی وہ اپنے خزائن میں ظاہر کرتے تھے۔

اور پھر جب جنگ کے شعلے سرد ہو گئے اور اس گھبراہٹ کی آندھی بھی تھم گئی تو یغمراسن نے خلیفہ کو اٹھانے کا منصوبہ بنایا اور پھر تیاری کی اور اسے لکڑیوں پر اٹھا کر عباد میں اس کے مدفن کی طرف لے گیا جو شیخ ابومدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مقبرہ میں واقع ہے۔ اس کے بعد اس نے اس کی بیوی اور شہرت یافتہ بہن، تاعزونت کے پاس آ کر اور جو کچھ اس نے کیا تھا اس کی معذرت کرنے کے بعد ان کے متعلق سوچا اور ان کے مامن تک بنی عبدلواد کچھ مشائخ کو ان کے ساتھ کر دیا اور وہ انہیں درعہ لے گئے جو کہ ان کی ماتحت سرحدوں میں سے تھا۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ رحم کا معاملہ کیا اور بادشاہ کے حقوق کی رعایت کی جس کی وجہ سے اس کی اچھی شہرت ہوئی پھر وہ تلمسان لوٹ آیا۔ اس وقت بنی عبدلواد کی شان و شوکت کا آفتاب غروب ہو چکا تھا اور اس انہیں اپنی حکومت پر امین بنا دیا تھا واللہ اعلم

فصل:

بقیہ دورِ حکومت میں اس کے اور بنی مرین کے مابین پیش آنے والے واقعات کا ذکر

عرصہ دراز سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان صحرا میں ایک دوسرے کے پڑوس میں رہنے کی وجہ سے جو مقابلہ پایا جاتا تھا اس کا تو ذکر ہم کر چکے ہیں اور فریقین کے درمیان ایک وادی سرحد تھی جو کھلی زمین کی طرف چلی جاتی تھی اور بنو عبدالمومن حکومت سے ہاتھ دھو بیٹھے اور بنی مرین کے مغرب کے گرد نواح پر غلبہ پالینے پر بنو عبدلواد کو موحدین کی فوجوں کے ساتھ بنی مرین کے خلاف جمع کیا کرتے تھے، پس وہ موحدین کی مدد کرنے اور ان کی اطاعت میں تازی سے فاس کے علاقے کے درمیان مغرب میں القصر تک چلے جاتے تھے۔ آئندہ صفحات میں بنی مرین کے حالات میں ان واقعات کا اچھا خاصا ذکر آئے گا۔

سعید کی وفات:...... جب ابوسعید فوت ہو گیا اور بنو مرین یغمراسن کی نشانی کے طور پر شاہ مغرب کے پاس بھاگ گئے تو اس نے سوچا کہ ان سے مزاحمت کی جائے اور اہل فاس پر ابو یحییٰ بن عبدالحق ہو چکا تھا اور وہ اس کی قوم کی بدسلوکی کی وجہ سے ناراض تھے اور ان کے جوانوں نے خلیفہ مرتضیٰ کی اطاعت اختیار کرنے کی چغلی کھائی تو انھوں نے بھی ابو یحییٰ بن عبدالحق کے گورنر پر حملہ کرنے اور خلیفہ کی اطاعت کی طرف رجوع کرنے میں ان کی سی چال چلی۔

ابو یحییٰ کا حملہ:...... ابو یحییٰ نے ان کی منازل کی طرف جانے کی تیاری کی اور مہینوں کا محاصرہ کیے رکھا اس محاصرہ کے دوران خلیفہ مرتضیٰ اور یغمراسن کے درمیان ابو یحییٰ بن عبدالحق کو فاس میں روکنے کے لئے مسلسل گفتگو ہوتی رہی تو یغمراسن نے اس کے داعی کی بات کو تسلیم کر لیا اور اس کے لئے اپنے زناتہ کے بھائیوں کو جمع کیا۔ پس توجین میں سے عبدالقوی بن عطیہ اپنی قوم کے ساتھ اور زناتہ اور مغرب کے تمام قبائل اس کے ساتھ نکل پڑے اور فاس کی طرف بڑھنے لگے اور ابو یحییٰ بن عبدالحق کو بھی فاس میں اپنے محاصرے کی جگہ پر ان کے متعلق خبر مل گئی تو اس نے بھی اپنی فوج کو منظم کیا اور باقی ماندہ فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کرنے کے لئے اٹھا اور وجدہ کی جانب ایسلی کے مقام پر دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہو گئی اور اس مقام پر وہ مشہور جنگ ہوئی جو اسی کے نام سے مشہور ہے جس میں یغمراسن وغیرہ کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور وہ اپنی جماعت کے ساتھ تلمسان کی طرف واپس آ گئے اور اس کے بقیہ ایام میں بھی ان کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہیں بسا اوقات ان کے درمیان تھوڑے عرصے کے لئے مصالحتیں بھی ہوتیں رہیں

ایک سازش اور جنگ:...... اس کے اور یعقوب بن عبدالحق کے درمیان ایک دائمی تعلق تھا جس نے اس پر اس کی رعایت کو واجب کیا اور اس کا بھائی ابو یحییٰ اکثر اس وجہ سے اس کی تعریف کیا کرتا تھا اور ۶۵۵ھ میں ابو یحییٰ بن عبدالحق اس سے جنگ کرنے کو گیا اور یغمراسن اس کے مقابلے میں نکلا اور ابوسیلط میں دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو یغمراسن نے شکست کھائی اور ابو یحییٰ نے اس کے تعاقب کا ارادہ کیا تو اس کے بھائی یعقوب بن عبدالحق نے اسے روک دیا اور جب وہ مغرب کی طرف واپس لوٹا تو یغمراسن نے اس سازش کی وجہ سے جو اس کے اور معقلی عربوں کے المنباق کے درمیان تھی، سجلماسہ جانے کا ارادہ کیا۔

یہ لوگ اس کے میدانوں کے سوا اور بیابانوں کے بھیڑیے تھے اس نے ان کی وجہ سے سجلماسہ میں موقع سے فائدہ اٹھانے کا سوچا جو گزشتہ تین سال سے ابو یحییٰ بن عبدالحق کی حکومت میں شامل ہو چکا تھا جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اس وجہ سے ابو یحییٰ چوکنا ہو گیا اور اپنی قوم کے جو آدمی وہاں موجود تھے انہیں لے کر جلدی سے اس کی طرف گیا اور اسے درست کیا اور یغمراسن اس کے بعد اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں پہنچا اور وہاں پڑاؤ کیا اور مگر اس کو سر نہ کر سکا تو وہاں سے تلمسان کو واپس جانے کے لئے بھاگ گیا اور اس کے بعد ابو یحییٰ فاس کی طرف واپس جاتے ہوئے فوت ہو گیا پس یغمراسن نے زناتہ اور زغبہ کے قبائل میں سے اپنے دوستوں کو جمع کیا اور ۶۵۷ھ میں مغرب کی طرف گیا اور کلدامان تک پہنچ گیا اور یعقوب بن عبدالحق اپنی قوم کے ساتھ اسے ملا تو اس نے اس پر حملہ کر دیا اور یغمراسن شکست کھا کر بھاگا راستے میں تافرسیت سے گرتے ہوئے اسے تباہ

کر دیا اور اس کے مضافات میں خوب فساد برپا کیا پھر جلد ہی ایک دوسرے کو صلح کرنے اور جنگ کی آگ کو بجھانے کی دعوت دینے لگے اور یعقوب بن عبدالحق نے اس کے لئے اپنے بیٹے ابو مالک کو بھیجا اور اس کے حل وعقد کا ذمہ دار بن گیا۔ پھر ۶۵۹ھ میں ان دونوں کی ملاقات بنی یرفاس کی ضمانت ہر مقام واجر میں ہوئی اور دونوں کے درمیان اتفاق کا معاہدہ پختہ ہو گیا اور ان دونوں کے درمیان مصالحت برقرار رہی تک کہ وہ واقعات رونما ہوئے۔

فصل:

نصاریٰ کا فریب اور یغمراسن کا ان پر حملہ

سعید کی وفات اور موحدین کی فوجوں کے منتشر ہو جانے کے بعد یغمراسن بن زیان نے نصاریٰ کی ایک فوجی پارٹی سے کام لیا جو کہ اس کی فوج میں شامل بھی کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے او پر اس خصوصی توجہ کی وجہ سے اپنے آپ کو طاقتور سمجھنے لگے تھے اور تلمسان میں ان کی اہمیت بھی بڑھ گئی تھی۔ اور اس کی بلاد توجین پر چڑھائی سے واپسی کے بعد ۶۶۲ھ میں ان کی خیانت کا وہ بد بخت واقعہ پیش آیا جس کا دفاع اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے نہایت عمدہ طریقہ پر کیا۔

نصاریٰ کی خیانت:......ان کی خیانت کا واقعہ یوں ہے کہ ایک روز وہ تلمسان کے دارزوں میں سے باب القرباد ین میں فوجوں کو روکنے کے لئے سوار ہوا اسی اثناء میں کہ وہ اپنے دستے میں دوپہر کے وقت کھڑا تھا کہ اس کے سالار نے اس پر حملہ کر دیا اور دیگر نصاریٰ یغمراسن کے بھائی محمد بن زیان کی طرف بڑھے اور اسے قتل کر دیا اور اسے رازداری سے اشارہ کیا تو وہ اس سے خفیہ بات کرنے کے لئے صف سے باہر نکل آیا اور اپنا کان ان کی بڑھ دیا تو نصرانی ڈر کے مارے ایک طرف ہٹ گیا جس سے یغمراسن اس کے فریب کو سمجھ گیا اور محتاط ہو گیا اور نصرانی کو جان کے لالے پڑ گئے اور وہ اس کے سامنے سرپٹ دوڑنے لگا جس سے اس کی خیانت کھل کر سامنے آ گئی۔

تو محافظوں اور رعایا کسی ایک پارٹی نے ان پر حملہ کر دیا اور ہر جانب سے ان کا گھیراؤ ہو گیا اور پھر انہیں نیزوں، تلواروں ڈنڈوں اور پتھروں سے مار مار کر کچل دیا ان کے لئے یہ قیامت کا دن تھا۔ اس کے بعد اس نے ان کی مصیبت کے خوف سے تلمسان میں نصاریٰ کی فوج سے کوئی کام نہیں لیا۔ کہتے ہیں کہ محمد بن زیان وہ شخص ہے جس نے سالدر کے ساتھ اپنے بھائی یغمراسن پر حملہ کرنے کے لئے ساز باز کی تھی مگر جب اس کی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو اس نے اس امر کے اظہار کے لئے کہ اس نے اس کے ساتھ کوئی سازش نہیں کی۔ اسے قتل کر دیا مگر گھبراہٹ اور رعب کی وجہ سے وہ اپنی سازش پر ثابت قدم نہ رہ سکا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

سجلماسہ پر یغمراسن کے غلبہ پا لینے
اور پھر بنی مرین کی حکومت میں شمولیت کا تذکرہ

مغرب اقصیٰ کے صحراؤں میں ہلالی عربوں کی آمد کے زمانے سے متعلق عرب زناتہ کے حلیف اور مددگار تھے اور ان میں سے عبید اللہ کے رشتہ دار ور کے سوا ان کی اکثریت انہی کے پاس جمع ہوتی تھی کیونکہ ان کی جولانگاہوں کے ساتھ متصل اور مشترک تھیں۔ اور جب ان کی حکومت کے سامنے بنی عبدالواد کو اہمیت بڑھ گئی تو انھوں نے اپنی قوت استعمال کرتے ہوئے ان کو وہاں سے ہٹا دیا اور ان سے عہد شکنی کی اور انہیں چھوڑ کر ان کے ہمسر ور المنبات سے جا ملے جو کہ منصور کے رشتہ داروں میں سے تھے اور وہ یغمراسن اور اس کی قوم کے حلیف اور اس کے مددگار تھے۔ اور سجلماسہ ان کی

جولا نگاہوں میں شامل تھا۔ اور سفر سے واپسی پر وہ وہاں ٹھہرا کرتے تھے جو کہ اب بنی مرین کی حکومت میں شامل ہو چکا تھا پھر وہ قطرانی وہاں پر خود مختار بن بیٹھا تو انھوں نے اس پر حملہ کر دیا اور واپس مرتضٰی کی اطاعت میں آ گئے اور علی بن عمر نے اس کام میں اہم کردار ادا کرنے کی ذمہ داری لی جیسا کہ ہم نے بنی مرین کے حالات میں ذکر کیا ہے۔ پھر المنبات سجلماسہ پر غالب آ گئے اور انھوں نے اس کے گورنر علی بن عمر کو ٦٦٢ھ میں قتل کر دیا اور یغمر اسن کو اس پر قبضہ کرنے میں ترجیح دی اور اہل شہر اس کی دعوت کے قائم کرنے میں شامل ہو گئے اور انہیں اس پر آمادہ کیا اور یغمر اسن کے پاس جمع ہو گئے تو وہ اپنی قوم کے ساتھ سجلماسہ کی طرف گیا تو انھوں نے اسے اس کی باگ ڈور پکڑا دی تو اس نے اس کا انتظام کیا اور اس پر اپنے بیٹے یحییٰ کو امیر مقرر کیا اور اس سے ساتھ اس کی بہن حنیفہ کے بیٹے کو بھیجا جس کا نام عبدالملک بن محمد بن علماء بن قاسم بن درم تھا جو کہ محمد کی اولاد میں سے تھا اور اس نے ان دونوں کے ساتھ یغمر اسن بن حمامہ کو ان لوگوں کی مصیت میں جو اس کے ساتھ تھے مع ان کے خاندانوں اور خادموں کے اتارا تو اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو اس کا امیر مقرر کیا، یہاں تک کہ یعقوب بن عبدالحق نے موحدین کو ان کے دارالخلافہ پر غلبہ دلا دیا اور طنجہ اور عام بلاد مغرب نے اس کی اطاعت اختیار کی۔ پھر اس نے سجلماسہ کو یغمر اسن کے قبضے سے چھڑانے کا عزم کیا۔ اور زناتہ کی فوجوں، عربوں اور بربریوں کو ساتھ لے کر اس پر چڑھائی کر دی اور وہاں محاصرے کے آلات نصب کیے یہاں تک کہ اس کی فصیل ایک طرف سے گر گئی آخر کار وہ صفر ٦٧٣ھ میں زبردستی اس میں داخل ہو گئے اور اسے لوٹ لیا اور دونوں سردار عبدالملک بن خلیفہ اور یغمر اسن بن حمامہ اور ان کے ساتھ بنی عبدالواد کے جو امراء المنبات تھے وہ بھی قتل ہو گئے اور آخری دور تک سجلماسہ بنی مرین کی اطاعت میں شامل رہا۔

والملك بيدالله يوتيه من يشاء.

فصل:

یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ یغمر اسن کی جنگوں کا ذکر

اپنی حکومت کے ناکام ہو جانے کے وقت بنی عبدالمومن کا کیا حال تھا اور بنی مرین نے بنی عبدالواد کی مدد سے ان پر جو غلبہ پایا اور بنی مرین میں سے جو ان کے دشمن تھے ان پر گرفت کرنے کے لئے انھوں نے جو ہتھکنڈے استعمال کیے ان کا تذکرہ تو ہم گذشتہ صفحات میں کر چکے ہیں۔ جب مرتضٰی فوت ہو گیا اور ٦٦٥ھ میں ابودبوس حکمران بنا اور یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ اس کی ٹھن گئی تو اس نے اس کی مدافعت کے بارے میں یغمر اسن سے خط و کتابت کی اور اس سے مضبوط عہد کیا اور قیمتی تحائف بھی دیئے اور یغمر اسن اس کے پاس گیا اور اس نے مغرب کی سرحدوں پر جنگ کے شعلے بھڑکا دیئے اور خوب قتل و غارت گری کی۔ اس وقت یعقوب بن عبدالحق مراکش کا محاصرہ کیے ہوئے تھا تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور اس نے مغرب کی طرف واپسی آ کر اپنی فوجوں کو جمع کیا اور اس کے مقابلہ کے لئے بڑھا اور وادی تلاغ میں فریقین کی مڈبھیڑ ہو گئی۔

وہ چونکہ اپنی ہر تیاری کو مکمل کیے ہوئے تھا اس لئے یغمر اسن کو شکست ہوئی جس میں اس کی بیوی بھی لوٹ میں آ گئی اور اس کی قوم قتل ہو گئی اور اس کا وہ پیارا بیٹا ابوحفص عمر بھی ہلاک ہو گیا۔ جو اسے اپنے خاندان کے ہم عمر لڑکوں مثلاً اس کے خواہر زادہ عبدالملک بن حنیفہ، ابن یحییٰ بنا کلی اور عمر بن ابراھیم بن ھشام سے زیادہ عزیز تھا اور یعقوب بن عبدالحق اسے چھوڑ کر مراکش کی طرف آ گیا یہاں تک مراکش پر اس کے تغلب کی حالت کا خاتمہ ہو گیا اور وہاں بنی عبدالمومن کا نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

بنی عبدالواد سے جنگ:...... اور یعقوب بنی عبدلواد سے جنگ کے ارادہ سے نکلا اور اہل مغرب کے تمام مصاحدہ افواج اور قبائل کو جمع کیا اور ٦٧٠ھ میں بنی عبدالواد سے جنگ کے لئے باقاعدہ چل پڑا۔ پس یغمر اسن بھی اپنی قوم اور اپنے مفراوہ اور عرب مددگاروں کے ساتھ اس کے مقابلے میں آیا اور وجدہ کے نواح میں الیلی کے مقام پر دونوں فوجیں آمنے سامنے ہو گئیں اور گھمسان کا رن پڑا۔ اس جنگ میں یغمر اسن کو شکست ہوئی اور اس کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور اس کا بیٹا فاس بھی قتل ہو گیا۔

اس نے اپنی شکست کی ذلت سے بچنے کے لئے اپنے خیمہ کو نذر آتش کر دیا اور اس کے بعد اپنے تلمسان کی طرف چلا آیا اور اس میں قلعہ بند ہو گیا اور یعقوب بن عبدالحق نے وجدہ کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس کے بعد اس نے تلمسان میں اس کے ساتھ جنگ کی اور وہاں پر بنو توجین بھی اپنے امیر محمد بن عبدالقوی کے ساتھ آ ملے اور اس نے یغمر اسن اور اس کی قوم کے خلاف سلطان کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور کئی روز تک انھوں نے تلمسان کا محاصرہ کیے رکھا مگر اسے سر نہ کر سکے اور وہاں سے چلے آئے اور ہر کوئی اپنی عملداری اور حکومت کی طرف لوٹ گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اس کے بعد ان دونوں کے درمیان مصالحت ہو گئی اور یعقوب بن عبدالحق جہاد کے لئے اور یغمر اسن توجین اور مغراوہ کے بلاد پر قابض ہونے کے لئے فارغ ہو گیا یہاں کی ان کی وہ حالت ہو گئی میں کا تذکرہ آئندہ صفحات میں ہم کریں گے۔ واللہ اعلم

فصل:

یغمر اسن کے مغراوہ اور توجین کے ساتھ پیش آنے والے حالات و واقعات

مغراوہ نواح شلب میں اپنے پہلے موطن میں رہتے تھے اور جب ان کی حکومت نیست و نابود ہو گئی تو دوسری حکومتوں نے ان سے مصالحت کر لی اور ان پر ٹیکس عائد کر کے انہیں بنی ورسفین، بنی ملنث اور بنی ورتز میر کی طرح تکلیف دی ان میں سے بنی مندیل بن عبدالرحمٰن کو غلبہ حاصل تھا جو آل خزر کی اولاد میں سے تھا اور فتح کے دور سے اور اس کے بعد ان کا پہلا بادشاہ تھا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

جب مراکش میں خلافت کا شیرازہ بکھر گیا اور اس کی حدت باقی نہ رہی اور جہان میں انقلابیوں اور باغیوں کی کثرت ہو گئی تو اس نواح میں مندیل بن عبدالرحمٰن اور اس کے بیٹے خود مختار بن گئے۔ اور انھوں نے ملیانہ تنس شرسال اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور متیجہ کی طرف پیش قدمی کی اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد انھوں نے جبل وانشریس اور اس کے گرد نواح کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے اور اس کے بہت سے شہروں کو قابو کر لیا پھر بنو عطیہ الحو اور اس کی قوم بنی توجین نے جو ان کے مواطن کے پڑوس میں شلب کے بالائی علاقے میں رہتے تھے ان کو وہاں سے نکال دیا۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب پہلے پہل زناتہ کی چراگاہیں تلاش کرنے والے قبائل ارض قبیلہ میں تلول تک داخل ہوئے تھے۔

بنو عبدالواد کا نواح تلمسان پر قبضہ:..... پس بنو عبدالواد نے تلمسان کے مضافات پر وادی صا تک قبضہ کر لیا اور بنو توجین نے صحرا اور تل کے درمیان المریہ کے شہر سے جبل وانشریس اور الجعبات کی گزرگاہوں تک کا علاقہ ہتھیا لیا اور سک اور بطحار بنی عبدالواد کی حکومت کی سرحد بن گئے۔ ان دونوں کے سامنے بنی توجین کے مواطن اور ان کے شرق کی جانب مغراوہ کے مواطن تھے یہ دونوں قبیلے جب پہلے تلول میں آئے تو ان دونوں کے درمیان اور بنی عبدالواد کے درمیان جنگ ہو گئی۔

امیر ابوزکریا بن ابی حفص:..... اور مولی امیر ابوزکریا بن ابی حفص ان دونوں قبیلوں سے بنی عبدالواد کے خلاف مدد مانگتا تھا اور انہیں ان کے ذریعے ذلیل کرتا تھا اور اس نے سب کو بادشاہ کا لباس پہنایا اس کا ذکر ان کے حالات میں بھی آئے گا۔ اس کے بعد انھوں نے یغمر اسن سے چھیڑ چھاڑ شروع کی جس کی وجہ سے اس نے جنگ اور ناراضگی کا رخ ان کی طرف پھیر دیا اور مسلسل یہی کیفیت رہی۔ یہاں تک کہ اس کے بیٹے عثمان بن یغمر اسن کے عہد میں اس کے ہاتھوں اور پھر اس کے بعد بنی مرین کے ہاتھوں ان دونوں قبیلوں کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

اور جب یغمر اسن بن زیان، وجدہ کے نواح میں البلی کے مقام پر بنی مرین کے ساتھ جنگ کے بعد واپس لوٹا اور واپسی پر فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد بن الامیر کو حکمران مقرر کیا۔ اس نے اقتدار سنبھالتے ہی ان کے ملک پر چڑھائی کر دی اور اندر تک گھس گیا اور اس کے قلعوں سے جنگ کی مگر اس قدر سخت جنگ کے بعد وہ اسے سر نہ کر سکا اور محمد بن عبدالقوی نے بڑے شاندار طریقے سے اس کا دفاع کیا۔

لیکن یہ چین سے نہ بیٹھا اور ۶۵۰ھ میں دوبارہ چڑھائی کر دی اور ان کے قلعوں میں تافرکنیت قلعہ کے ساتھ جنگ کی اس قلعہ میں محمد بن عبدالقوی کا پوتا علی بن زیان بھی موجود تھا، سو وہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ ہی میں بند ہو کر رہ گیا۔

یغمراسن کا غصہ جب حد سے بڑھا تو وہ بپارہ ہو گیا اور اس کے بعد وہ ان کے علاقوں پر غارت گری کرتا رہا اور فوجوں کو ان کے قلعوں پر جمع کرتا رہا اور تافرکنیت، بنی عبدالقوی کے احسانات میں سے ایک احسان تھا۔ اس کا نسب بجایہ کے نواح میں رہنے والے صنہاجہ کے ساتھ ملتا تھا۔ اس نے اس قلعہ میں اپنے قدم جما لئے اور پھر کثرت مال اولاد سے وہ اور زیادہ مضبوط ہو گیا اور اس نے اس کا بھرپور دفاع کیا اور یغمراسن کو روکنے کے سلسلے میں اس کے یغمراسن کے ساتھ پیش آنے والے واقعات بڑے مشہور ہیں یہاں تک کہ بنو محمد بن عبدالقوی نے جب وہ اس کے عذاب سے غضب ناک اور اس کی خود مختاری سے ناراض ہو گئے تو اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور اس کی دولت کو لوٹ لیا۔ اس کی موت اس کے قلعے کی بھی موت ثابت ہوئی آئندہ صفحات میں اس کا ذکر کر آ رہا ہے۔

یغمراسن اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان جنگ:..... جب یغمراسن اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان آگ کے شعلے بھڑک اٹھے تو محمد نے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا۔ پس جب یعقوب کے وجدہ کے برباد کرنے اور یغمراسن کو ایسلی میں شکست دینے کے بعد ۶۷۰ھ میں تلمسان پر حملہ کیا تو محمد بن عبدالقوی اپنی قوم تو جین کو لے کر اس کی مدد کو پہنچا اور اس کے ساتھ مل کر تلمسان کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن جب وہ اسے سر نہ کر سکے تو وہاں سے کوچ کر گئے۔ پس محمد بن عبدالقوی اپنے مقام پر واپس آ گیا۔

یعقوب بن عبدالحق زیادہ دیر چین سے نہ بیٹھ سکا اور خرزوزہ میں یغمراسن پر حملہ کرنے کے بعد ۶۸۰ھ میں دوبارہ تلمسان پر حملہ کر دیا اس بار محمد بن عبدالقوی قصبات میں اس سے آ ملا اور انہوں نے کچھ عرصے تک بلاد یغمراسن کو برباد کرنے کے معاہدے پر ڈٹے رہے اور کئی دن تک تلمسان سے جنگ کرتے رہے لیکن اس بار بھی انہیں کوئی کامیابی نہ ہو سکی اور آخر کار متفرق ہو گئے اور ہر کوئی اپنے ملک میں واپس چلا گیا۔

پھر جب یغمراسن کو ان کے محاصرہ سے نجات ملی تو اس نے ان کے بلاد پر چڑھائی کر دی اور اس کی فوج نے ان کے علاقے کو روند ڈالا مضافات پر قبضہ کر لیا یہاں تک اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

مغراوہ کے ساتھ پیش آنے والے واقعات:..... مغراوہ کے ساتھ پیش آنے والے واقعات میں سے یہ ہے کہ ان کے مشورے کا ستون یہ تھا کہ بنی مندیل بھی عبدالرحمٰن میں اس حسد کی وجہ سے جو ان کی قوم کی حکمران کے بارے میں ان میں پایا جاتا تھا علیحدگی کروا دی جائے۔ پس جب ۶۶۶ھ میں وہ تلاغ کی جنگ سے واپس آیا، اسی جنگ میں اس کا بیٹا عمر مارا گیا تھا، تو اس کے بعد اس نے بلاد مغراوہ پر چڑھائی کر دی اور عمر نے ۶۶۸ھ میں اپنے بھائیوں کے خلاف ورد دینے کی شرط پر اسے ملیانہ پر قبضہ دلایا پس اس نے بلا تاخیر اس پر قبضہ کر لیا اور بہت سے مغراوہ اس کی حکومت میں آ گئے اور ۶۷۰ھ میں انہوں نے اس کے ساتھ مل کر بلاد مغرب پر چڑھائی کر دی پھر اس کے بعد اس نے ۶۷۲ھ میں ان کے علاقوں پر چڑھائی کی پس جب اس نے ان میں خون خرابہ کرنا شروع کیا تو ثابت بن مندیل اس کی خاطر تنس سے الگ ہو گیا اور وہاں سے واپس آ گیا تو ثابت نے اسے واپس لے لیا۔ پھر اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے ۶۸۱ھ میں جب اسے ان پر مکمل غلبہ حاصل ہو چکا تھا اور اس نے ان کے علاقوں میں خون خرابہ کیا تھا تو وہ ایک بار پھر اس کی خاطر تنس سے دستبردار ہو گیا اور اس کے بیٹے عثمان کو تنس پر غلبہ حاصل ہو گیا۔ آئندہ صفحات میں ان شاء اللہ اس کا ذکر آئے گا۔

فصل:

زعیم بن مکن کو مستغانم شہر کا اشتیاق

بنو مکن بنی زیان سے بہت گہری قرابت رکھتے تھے اور ان کے ساتھ محمد بن زکدان بن تید وکسن بن طاع اللہ بھی شامل ہو جاتے تھے اور اس محمد کے چار بیٹے تھے جن میں سے یوسف بڑا تھا اور اس کے بیٹوں میں سے جابر بن یوسف ان کا پہلا بادشاہ تھا اور دوسرا بیٹا ثابت بن محمد تھا جس کے بیٹوں میں سے زیان بن ثابت، بنی عبدالواد میں سے ابوالملوک تھا اور تیسرے بیٹے کا نام درع بن محمد تھا جس کے بیٹوں میں سے عبدالملک بن محمد بن علی بن

قاسم بن ورع اپنی ماں حنیفہ کی وجہ سے مشہور ہے جو کہ یغمراسن بن زیان کی بہن اور چوتھا بیٹا مکن بن محمد تھا، جس کے بیٹے یحییٰ اور عمر تھے اور یحییٰ کے بیٹوں میں سے زعیم اور علی تھے اور یغمراسن بن زیان اپنے مقبوضہ علاقوں پر عام طور اپنے رشتہ داروں کو عامل مقرر کیا کرتا تھا اور عملداریوں پر ان کو حاکم بنایا کرتا تھا۔

یحییٰ بن مکن اور اس کے بیٹے زعیم سے اسے بڑی وحشت ہوتی تھی اس لئے اس نے ان دونوں کو اندلس کی طرف جلا وطن کر دیا تھا۔ پھر وہ دونوں وہاں سے اسی سال یعقوب بن عبدالحق کے پاس تلمسان چلے گئے اور اس کے دیگر تابعداروں میں شامل ہو گئے۔ اس سے یہ دونوں اپنی قوم سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے سلطان کی حفاظت کو ترجیح دی تو سلطان نے انہیں جانے کی اجازت دے دی اور وہ یغمراسن بن زیان کے پاس چلے گئے۔ یہاں تک کہ اسے ۶۸۰ھ میں مقام خرزوزہ میں شکست ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے بلاد مفراوہ پر دھاوا بول دیا تو ثابت بن مندیل اس کی خاطر ملیانہ سے دستبردار ہو گیا۔ اور تلمسان کی طرف واپسی پر اس نے مستغانم کی سرحد پر زعیم بن یحییٰ بن مکن کو گورنر مقرر کیا اور جب وہ تلمسان واپس پہنچا تو اس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور لوگوں کو اس کی مخالفت پر ابھارنے لگا اور اس کے دشمن مفراوہ کو اس پر غلبہ حاصل کر لینے کے لئے مدد دینے لگا پس یغمراسن نے اس کی طرف بڑھ کر اسے وہیں روک دیا اور اس شرط پر مصالحت کر کے اسے پناہ دی کہ وہ کنارے کی طرف چلا جائے گا۔ اس معاہدے کے تحت اسے بھجوا دیا گیا اور پھر اس کے پیچھے اس کے باپ یحییٰ کو بھی بھجوا دیا۔ وہ اپنی وفات تک اندلس ہی میں مقیم رہا۔ اس کی وفات ۶۹۲ھ میں ہوئی۔

اس کے بعد زعیم، یوسف کے پاس چلا گیا اور ایک دن اسے کوئی ایسا طعنہ دیا جس سے وہ ناراض ہو گیا اور اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا لیکن وہ اس کی قید سے بھاگ نکلا اور زندگی کے باقی تمام ایام سفر میں گزارے۔ اس کے بیٹے الناصر نے اندلس ہی میں پرورش پائی اور وہی اس کا مستقل ٹھکانہ اور جہاد کا موقف رہا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

اس کے بھائی علی بن یحییٰ نے تلمسان میں قیام کیا۔ اس کے بیٹوں میں داؤد بن علی بن عبدالواد کے مشائخ کا سردار اور ان کا شیر تھا اور اسی طرح ان میں ابراہیم بن علی بھی تھا جس کے ساتھ ابوحمو الاوسط نے اپنی بیٹی کا رشتہ کیا جس سے اس کے ہاں ایک بیٹا ہوا تھا اور داؤد کے بیٹے کا نام یحییٰ بن داؤد تھا جسے ابوسعید بن عبدالرحمٰن نے اپنی وزارت پر مقرر کیا۔ اس کے حالات کا ذکر ان کے آنے والے واقعات میں آئے گا ان شاء اللہ۔

فصل:

یعقوب بن عبدالحق کی جنگ اور اس کے محاصرہ کے بارے میں یغمراسن کا ابن الاحمر او طاغیہ کے ساتھ کیا گیا معاہدہ

جب یعقوب بن عبدالحق جہاد کے لئے نکلا تو اس نے دشمن پر حملہ کر کے اس کے قلعوں کو برباد کر دیا۔ اشبیلہ اور قرطبہ سے جنگ کی اور ان کی بنیادیں کمزور کر دیں۔ پھر دوبارہ حملہ کیا اور دارالحرب میں دور تک چلا گیا اور خوب خونریزی کی ابن اشقیولہ نے اس کے لئے مالقہ کو چھوڑ دیا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔

اندلس کا سلطان:......ان دنوں اندلس کا سلطان امیر محمد تھا جسے الفقیہ کہا جاتا تھا۔ پر بنی الاحمر کا دوسرا بادشاہ تھا۔ اسی نے یعقوب بن عبدالحق کو جہاد کے لئے بلایا تھا کیونکہ وہ اس کے باپ الشیخ کے ساتھ یہ وعدہ کر چکا تھا۔ پس جب اندلس میں یعقوب کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کے پیچھے ثوار اس کی پناہ میں آیا کیونکہ اسے ابن الاحمر سے اپنی جا کے متعلق خوف تھا اور اس نے اس سے اس فعل کی توقع کی جو کہ یوسف بن تاشفین نے اپنے عباء سے کہا تھا۔ پس وہ اپنے خیال کے مطابق نجات پانے کے اسباب کو عمل میں لایا اور طاغیہ کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنے اور اس کے خلاف مدد کرنے کے

بارے میں سازش کرنے لگا یعقوب بن علی نے ابن علی کو مالقہ پر اس وقت گورنر مقرر کیا تھا جب اس نے اسے اشقیولہ کے ہاتھ سے چھینا تھا۔

تو ابن الاحمر نے اسے ورغلایا اور لالچ دی کہ وہ اسے شوبانیہ میں جو مالقہ کے علاقے میں سے ہے ایک وادی دینے کا وعدہ کرتا ہے جو کہ خالصتاً اس کی خوراک کا ذریعہ بنے گی۔ پس وہ اس کو وہاں آ گیا اور طاغیہ نے سلطان اور اس کی فوجوں سے اجازت لے کر اپنے بحری بیڑوں کو راستے روکنے کے لئے بھیج دیا۔ انہوں نے یغمر اسن کو اس امر سے غافل رکھنا ضروری سمجھ کر اس سے خط و کتابت شروع کر دی۔ اس سے یعقوب کو روکنا اور اس کی سرحدوں پر خونریزی کرنا ان کے لئے آسان ہو گیا۔ یغمر اسن نے ان کی بات قبول کرنے میں کوئی پس و پیش نہ کی اور طرفین میں ایلچیوں کا تبادلہ ہوتا رہا۔

اس نے مغرب کے نواح میں چند دستے بھیج کر یعقوب کو جہاد سے غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ اس نے مطالبہ کیا کہ آپس میں مصالحت کر لی جائے تاکہ دشمن کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے فراغت مل جائے لیکن اس نے یہ مطالبہ مسترد کر دیا۔ یہ ان اسباب میں سے ایک سبب ہے جس نے یعقوب کو اس کی طرف جانے اور خرزوزہ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مسلسل ان کی یہی کیفیت رہی۔ اور ان کے ہاتھ پر بہت سے ان کے خلاف استعمال ہوئے۔ اور وہ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں مواقع سے فائدہ اٹھاتا رہا کہ وہ کب اس پر قابو پاتا ہے یہاں تک فوت ہو گیا اور وہ بھی فوت ہو گئے۔ واللہ وارث الارض۔

فصل:

خلفائے بنی حفص کے ساتھ یغمر اسن کے واقعات

کہ جس نے تلمسان میں ان کی دعوت کو قائم کیا اور اپنی قوم کو ان کا مطیع بنایا

جن دنوں زناتہ جنگلات میں رہتے تھے اور تلول میں آنے کے بعد بھی وہ بنی عبدالمومن میں سے خلفائے موحدین کے اطاعت گزار تھے۔ تو جب بنی عبدالمومن کی حکومت کامیاب نہ ہو سکی اور امیر ابوزکریا بن ابی حفص نے افریقہ میں اپنی دعوت دینا شروع کر دی اور تونس میں موحدین کے خلاف اسٹیج لگا لیا تو دونوں کناروں کی اطراف سے بڑے بڑے لوگ اس کے پاس آ گئے اور اسے حملہ کرنے کی امید دلانے لگے۔ زناتہ نے ہر قبیلے سے اس کے پاس اپنی اطاعت کے ایلچی بھیجے اور مغراوہ اور بنی توجین نے اس کی دعوت کے سائے میں پناہ لی۔ اور اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر انہوں نے اسے تلمسان کے متعلق برانگیختہ کیا تو اس نے ۶۴۰ھ میں جا کر اسے فتح کر لیا۔ اور یغمر اسن اس کی طرف واپس آ گیا تو اس نے اسے تلمسان اور اس کے بقیہ مقبوضات پر گورنر مقرر کر دیا۔ تو وہ مسلسل ان کی دعوت قائم کرتا رہا۔ اس کے بعد بنو مرین نے جن بلادِ مغرب پر قبضہ کیا ان میں اس کی دعوت کے قیام کے لئے اس کی اتباع کی اور اسے مکناسہ، تازی القصر کی بیعت بھجوائی۔

یہاں تک کہ وہ مال دار بنانے اور اطاعت و انقیاد سے واقف کروانے کی تقریر سے اس کے اور اس کے بعد اس کے بیٹے المستنصر کے فرماں بردار بن گئے حتیٰ کہ انہوں نے مراکش پر غلبہ پا لیا اور ایک عرصے تک اس کے بنا پر المستنصر کے نام کا خطبہ دیا۔ پھر اس الگ تھلگ علاقے کو حاصل کرنے کے بعد انہیں اس کے متعلق کچھ معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے منابر سے ان کے نام لینے چھوڑ دیئے اور انہیں اپنی دوستی اور محبت پر ہی راضی رکھا پھر وہ حکومتوں کی منشا کے مطابق مختلف قسم کے شاہی لباسوں اور القاب کے اختیار کرنے کی طرف بڑھے اور یغمر اسن اور اس کے بیٹے یکے بعد دیگرے ان کی دعوت سے وابستہ رہے اور ان کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے القاب اختیار کرنے سے گریز کیا اور ہر نئے خلیفہ کی ازسرنو بیعت کرتے رہے۔ اور قوم کے اشراف اور صاحب الرائے حضرات کو ان کے پاس بھیجتے رہے۔ وہ مستقل اسی حالت پر قائم رہے۔

امیر ابوزکریا کی وفات کے بعد کے حالات: ...... جب امیر ابوزکریا کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے المستنصر نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ اور اس کے بھائی امیر ابو یحییٰ نے ریاح کے زواودہ قبائل میں اس کے خلاف بغاوت کر دی، لیکن المستنصر نے ان سب کو قابو کر لیا اور ان پر غالب آ گیا،

امیر ابواسحٰق تلمسان میں اپنے اہل وعیال کے پاس چلا گیا تو یغمراسن نے ان کو خوش آمدید کہا پھر وہ اندلس میں پڑاؤ ڈالنے اور وہیں جہاد کرنے کی غرض سے نکل گیا۔

امیر ابواسحٰق کی وفات اور اس کے بعد کے حالات:......امیر ابواسحٰق کا انتقال ۶۷۷ھ میں ہوا۔ جب اسے اس کی وفات کی خبر ملی تو اس نے سوچا کہ وہ سب سے زیادہ حکومت کا حق دار ہے لہٰذا اس نے اسی وقت سمندر پار کیا اور ۶۷۷ھ میں ہنی کی بندرگاہ پر جا اترا۔ یغمراسن نے اس کا پرتپاک استقبال کیا اور خوش آمدید کہا اور لوگوں کو اس کی اطاعت کے لئے بھیجا۔ یغمراسن نے جیسے اس کے اسلاف کی بیعت کی تھی ایسے ہی اس کی بھی بیعت کر لی اور ہر قسم کے دشمن کے خلاف اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ اور یغمراسن نے اس کی ان بیٹوں میں سے جو خیال خلافت میں بیٹھی ہوئی تھیں ایک بیٹی کے ساتھ اپنے ولی عہد بیٹے عثمان کا رشتہ کیا۔ یوں اس نے اس کی مدد کی اور اپنے وعدے کو بخوبی پورا کر دیا۔

بجایہ کے گورنر محمد بن ابی ہلال کی بغاوت:......بجایہ کے گورنر محمد بن ابی ہلال نے واثق کے خلاف بغاوت کر دی اور اس اطاعت سے دستبردار ہو گیا۔ اور اس نے امیر ابواسحٰق کو بلایا تو وہ جلدی سے تلمسان سے اس کے پاس آ پہنچا۔ اس کے حالات کا کچھ ذکر پہلے بھی گزر چکا ہے۔ پھر ۶۸۱ھ میں یغمراسن نے بلاد مغراوہ پر چڑھائی کر دی اور امصار مضافات میں ان پر غالب آ گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابراہیم کو وہاں سے بھیجا، اسے زناتہ برھوم کہتے ہیں اور اس کی نسبت ابوعامر تھی۔

اس نے اسے خلیفہ ابواسحٰق کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ خلیفہ کے ساتھ باہمی رشتہ داری کو مضبوط کرے۔ خلیفہ نے ان کا خوب اکرام کیا اور اعلیٰ وظائف دیئے۔ اسی طرح اس نے ابن ابی عمارہ کے ساتھ معرکوں میں کچھ کارنامے نمایاں انجام دیئے جس کی وجہ سے وہ لوگوں کا مطمع نظر بن گیا۔ آخر کار وہ اپنی عورت کے ساتھ ہنسی خوشی واپس آیا تو اس کے آتے ہی عثمان نے اس سے شادی کر لی اور وہ اس کے محل کی شہزادی بن گئی یہ بات اس کی حکومت کے لئے فخر اور اس کے لئے اور اس کی قوم کے لئے باعث شہرت بنی۔

امیر ابوزکریا اور ابن امیر ابواسحٰق کی تلمسان میں ملاقات:......امیر ابوزکریا ۶۸۲ھ میں الداعی بن ابی عمارہ کی جنگ سے بچ جانے کے بعد جو کہ مرماجنہ کے مقام پر ہوئی تھی اور اس کی قوم اس میں ہلاک ہو گئی تھی، ابن امیر ابواسحٰق کے پاس تلمسان چلا گیا۔

تو اس کے داماد عثمان بن یغمراسن نے اس کا بڑا اعزاز واکرام کیا اور اس کی ہمشیرہ محل سے انواع اقسام کے تحائف لے کر اس کے پاس آئی اور ان کی حکومت کے پروردہ دوست بھی ان سے ملے جن کا بڑا لیڈر ابوالحسن محمد بن الفقیہ المحدث ابی بکر سید الناس الیعمری تھا۔ پس انھوں نے حکومت کی عزت سے انہیں دراز سایہ فراہم کیا اور حکومت کی شروت کے لئے اسے انہوں نے برانگیختہ کرنا شروع کر دیا۔ ان نے اپنے میزبان عثمان بن یغمراسن سے اس بارے میں گفتگو کی تو وہ اس کے مقابلے پر اتر آیا کیونکہ اس نے اسے الحضرۃ کی دعوت کے لئے قابو کیا تھا اور اس نے اپنی حکومت کے آدمیوں کو حسب عادت اس کے پاس بیعت کے لئے بھیجا تھا۔

امیر ابوزکریا کا فرار ہونا:......امیر ابوزکریا کے دل میں خیال آیا کہ وہ اس کے پاس سے بھاگ جائے سو وہ اس سے بھاگ کر امیر صحرا داؤد بن ہلال کے پاس جا پہنچا جو بنی عامر میں سے زغبہ کا ایک بطن ہے۔ پس اس نے اسے پناہ دے کر اسے اس کے ماموں تک پہنچا دیا۔ اس نے موحدین کی عمل واری سے زداودہ کو جو صحرا کے امراء تھے سلام کیا اور جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ ان میں سے عطیہ سلیمان بن سباع کے ہاں مہمان بنا اور ان مصائب کے بعد جن کا ذکر گزر چکا ہے ۶۸۴ھ میں بجایہ پر قابض ہو گیا۔ اور اسے اپنے چچازاد ابی حفص کے مقبوضات سے الگ کر لیا جو تونس صاحب اقتدار تھا اور اس نے داؤد ابن عطان سے اپنا عہد پورا کیا اور اسے بجایہ کے وطن سے بہت بڑی جاگیر دی اور اس کا ٹیکس اس کے لئے خاص کر دیا۔

اور امیر ابوزکریا، بونہ قسنطینہ، بجایہ، الجزائر، الزاب اور اس کے ماوراء علاقے کے مقبوضات میں شامل ہو گیا۔ یہی رشتہ داری اس کے عثمان بن یغمراسن سے تعلق کا سبب بنی۔ اور ۶۹۸ھ میں جب یوسف بن یعقوب نے تلمسان پر حملہ کیا تو امیر ابوزکریا نے عثمان بن یغمراسن کی مدد کے لئے اپنی

فوج بھیج دی اور یوسف بن یعقوب کو بھی اس سے مطلع کر دیا۔ تو یوسف نے اپنے بھائی یحییٰ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ ان سے الجھنے کے لئے بھیجا تو جبل الزاب میں پہنچ کر ان کا آمنا سامنا ہو گیا۔

معرکہ مرمی الرؤس:..... خوب جنگ ہوئی اور موحدین کی فوج کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ وہاں مقتول ہوئے۔ اس زمانے میں اس معرکے کو "مرمی الرؤس" کہا جاتا تھا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ خلیفہ کی قوم تونس میں بنی مرین تک مستحکم ہو گئی اور اس نے موحدین کے مشائخ کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں بجایہ کا محاصرہ کرنے کی دعوت دیں اور اس نے ان کے ساتھ قیمتی تحائف بھی بھیجے اور عثمان بن یغمراسن کو اپنی دیواروں کے پیچھے سے ان کی اطلاع مل گئی تو وہ اس کے لئے اجنبی بن گیا اور اس نے اپنے منابر سے خلیفہ کا تذکرہ ساقط کر دیا۔ اور اسے اپنی عملداری سے مٹا دیا اور اس عہد کو بھول گیا۔ و اللہ مالک الارض۔

فصل:

یغمراسن کی وفات اور اس کے بیٹے عثمان کی ولایت اور اور اس کے دور کے اہم واقعات

سلطان یغمراسن ۶۸۱ھ میں تلمسان سے نکلا اور وہاں پر اس نے اپنے عثمان کو گورنر مقرر کیا۔ اور بلاد مغراوہ دور تک چلا گیا اور اس کے مضافات پر قابض ہو گیا۔ ثابت بن مندیل اس کی خاطر تنس شہر سے دستبردار ہو گیا اور یہ اس پر قابض ہو گیا۔ کچھ عرصے بعد اسے خبر ملی کہ اس بیٹا ابو عامر برہوم سلطان ابواسحٰق کی بیٹی کے ساتھ جو کہ اس کے بیٹے عثمان کی بیوی تھی، تونس سے آرہا ہے تو اس نے کچھ عرصے کے لئے وہیں قیام کیا یہاں تک کہ ملیانہ کے باہر اس کے ساتھ آملا۔ پھر وہ ہیں سے تلمسان کی طرف کوچ کر گیا۔

راستے میں اس کے جسم میں ایک اذیت ناک درد اٹھا اور جب اس کا تخت اتارا گیا تو اس کا درد بھی بڑھ گیا اور اسی مقام پر اسی سال ذوالقعدہ کے آخر میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بیٹے ابو عامر نے اسے لکڑیوں پر اٹھایا اس نے کوشش کی کہ اس کا مرض ظاہر ہو پھر احتیاط سے اسے دفن کر دیا۔ اس کے بعد وہ بلاد مغراوہ میں سک تک چلا گیا اور پھر جلدی سے تلمسان کی طرف گیا تو اس کا ولی عہد بھائی عثمان بن یغمراسن اپنی قوم کے ساتھ اسے ملا پس لوگوں نے اس کی بیعت کرنی شروع کر دی اور اسے اپنا خلیفہ مان لیا۔ پھر وہ تلمسان میں داخل ہوا تو ہر عام و خاص نے اس کی بیعت کی۔ اس وقت اس نے تونس کے خلیفہ ابواسحٰق کو اپنی بیعت کا حکم ارسال کیا تو اس کی طرف سے قبولیت کا جواب آ گیا لہٰذا دستور کے مطابق اسی کو وہاں کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا گیا۔ اس کے باپ یغمراسن نے اسے وصیت کی تھی کہ یعقوب بن عبدالحق سے مصالحت کرے تو اسی پر عمل کرتے ہوئے اس نے یعقوب سے بات چیت شروع کر دی۔

ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم ایلی نے ہمیں بتایا کہ میں نے سلطان ابوحمو موسیٰ بن عثمان سے جو کہ اس کے گھر میں آمدنی و مصارف کا ذمہ دار تھا، یہ سنا کہ دادا یغمراسن نے دادا عثمان کو وصیت کی واضح رہے کہ دادا ان کی زبان میں نہایت تعظیم کا لفظ ہے اس نے اسے کہا اے میرے بیٹے! بنی مرین کی حکومت کے مضبوط ہو جانے اور دور دراز کی عملداریوں اور مراکش میں دارالخلافت پر گرفت مضبوط ہو جانے کے بعد اب ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں اور میرے لئے اس پہلو سے جس سے تجھے سروکار نہیں واپس آ جانے کی ذلت کی وجہ سے ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رکنا بھی ممکن نہیں پس ان کے ساتھ جنگ سے گریز کرنا اور اگر وہ تجھ پر چڑھ آئیں تو تجھ پر دیواروں کی پناہ لینا واجب ہے اور حتی الامکان کوشش کر کہ تو موحدین کی ان عمداریوں اور مقبوضات پر قابض ہو جائے جو تیرے قریب ہیں اس سے تیری حکومت کو تقویت ملے گی اور تو اپنی فوجوں کے ذریعے دشمن کی فوج کو روکنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور شاید تجھے کسی مشرقی سرحد کو اپنے ذخیرے کے لئے محفوظ مقام بنانا پڑے۔

پس شیخ کی وصیت اس کے دل میں گھر کر گئی اور اس نے اپنے خیالات اس پر مرکوز کر دیئے اور بنی مرین کے ساتھ مصالحت کرنے کے لئے جھکا تاکہ وہ اپنے عزم کو اس کام میں لگا دے۔ اندلس کی طرف اپنی چوتھی روانگی میں اس نے اپنے بھائی محمد بن یغمراسن کو، یعقوب بن عبدالحق کے پاس

اندلسی کنارے میں اس کی جگہ پر بھیجا تو وہ سمندر پار کر کے اس کے پاس پہنچا اور ارکش میں اس سے آملا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور مصالحت کا جو منصوبہ اس نے پیش کیا اس نے اسے منظور کر لیا اور مصالحت کر لی۔ اس نے واپس آ کر جب اپنے بھائی کو اس کی خبر دی تو اس کا دل باغ باغ ہو گیا اور وہ مشرقی علاقے کو فتح کرنے کے لئے فارغ ہو گیا۔

فصل:

مغراوہ اور بنی توجین کی بہت سی عملداریوں اور قلعوں پر عثمان بن یغمراسن کا قبضہ اور پیش آنے والے حالات واقعات

جب عثمان بن یغمراسن نے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مصالحت کی تو اس نے اپنی پوری توجہ بلاد مغراوہ اور توجین کی مشرقی عملداریوں اور اس کے ماوراء موحدین کی عملداریوں کی طرف پھیر دی پس سب سے پہلے وہ بنی توجین اور مغراوہ کے نواح اور اس کے ماوراء علاقے پر قابض ہوا اور اس کے دور دراز کے علاقوں سے خوب واقفیت حاصل کی۔ اسی طرح وہ بلاد مغراوہ اور متیجہ کی طرف گیا اور وہاں کی خوشحالی اور لہلہاتے کھیتوں کو برباد کر دیا۔ پھر وہاں سے بجایہ کا رخ کیا اور محاصرہ کر لیا تو اہل بجایہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ یہ واقعہ ۶۸۶ھ میں پیش آیا، اس کے علاوہ امیر مغراوہ ثابت بن مندیل اس کی خاطر اس کی حکومت میں شامل ہو گئے پھر اسی سال اس نے بلاد توجین پر بھی حملہ کر دیا اور اس کے دانوں کو لوٹ کر لے گیا اور انہیں مازونہ میں روک لیا کیونکہ اسے امید تھی کہ وہ عنقریب مغراوہ کا محاصرہ کرے گا۔ پھر اس نے تافرکنیت کی طرف بڑھ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور مکمل ناکہ بندی کر دی پھر وہاں کے لیڈر غالب الخصی سے رابطہ کر کے کچھ ساز باز کی تو وہ اس کے لئے تافرجنیت سے دستبردار ہو گیا۔ غالب بنی محمد بن عبدالقوی کے غلاموں میں سے تھا اور ان میں سے سید الناس کا غلام تھا۔

اس کے بعد وہ واپس تلمسان آ گیا اور پھر ۶۸۷ھ میں بنی توجین پر حملہ کیا اور ان کے دارالخلافہ وانشریس میں انہیں مغلوب کر لیا اور ان کا امیر مولیٰ بن زرارہ جو محمد بن عبدالقوی کے بیٹوں میں سے تھا اس کے آگے بھاگ اٹھا اور اس نے ان سے حلف لیا پس نہ خاندان اور اپنی قوم کے اولاد عزیز کے ساتھ المریہ کے مضافات میں چلا گیا۔

عثمان بن یغمراسن نے وہاں بھی ان کا تعاقب کیا اور وہاں سے انہیں بھگا دیا مولیٰ زرادہ کچھ عرصہ بعد ہلاک ہو گیا اور اس سے پہلے عثمان نے بنی توجین کے بنی یدللتن کے علاقے پر قبضہ کر لیا تھا اور ان کے رؤساء اور اولاد سلامہ سے قلعہ میں متعدد دفعہ جنگ کی جو ان سے منسوب ہے مگر وہ اس کے آگے نہ جھکے لیکن آخر کار انھوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اپنی قوم بنی توجین کو چھوڑ کر بنی یغمراسن کی حکومت میں چلے گئے۔ پس ان کے امراء نے محمد بن عبدالقوی کے عہد کو عہد اول کے دور سے منقطع کر دیا اور عثمان کے ساتھ ساز باز کر لی۔ اور اپنی رعایا اور عمال پر اس کے لئے ٹیکس لگائے یہاں تک کہ اس کے بعد وہ وانشریس پر قابض ہو گیا اور تمام بلاد توجین اس کے عملداری میں شامل ہو گئے۔

اس نے اپنے رشتہ داروں کو جبل وانشریس پر گورنر مقرر کیا پھر اس کے بعد وہ المریہ کی طرف بڑھا جہاں بنی توجین میں سے اولاد عزیز رہتی تھی پس اس نے المریہ سے جنگ کی اور اس میں صنہاجہ کے چند قبائل نے اس کی دعوت کا ذمہ لے لیا جو کہ لمدیہ کے نام سے مشہور تھے اور انہی کی طرف وہ منسوب ہوتا تھا پس انہوں نے ۶۸۸ھ میں اسے المریہ پر قبضہ دلوایا اور سات ماہ تک یہ اس کی حکومت میں رہا لیکن پھر اس نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور واپس اولاد عزیز کی حکومت میں آ گیا۔ اور انھوں نے اس شہر پر اس سے مصالحت کر لی اور محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کی طرح اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس طرح بنی توجین میں اس کی حکومت قائم ہو گئی اور ان کے بقیہ مضافات بھی اس کے مطیع ہو گئے۔

تلمسان پر قبضہ: ...... پھر ۶۸۹ھ میں وہ بلاد مغراوہ کی طرف گیا کیونکہ بنی مرین کی ایک فوج تلمسان میں رہتی تھی پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے

بیٹے ابوحموکوان کے مرکز عمل شلب میں بھیج دیا پس وہ وہاں ٹھہرا رہا اور وہ خود الحضرۃ کی طرف واپس لوٹ آیا اور مغراوہ کی جماعت متیجہ کے مضافات میں آ گئی ان کا امیر ثابت ابن مندیل تھا تو وہ ہمیشہ اسی کے ساتھ رہے۔ پھر اس کے بعد عثمان نے ۶۹۳ھ میں ان پر چڑھائی کی تو وہ برشک شہر میں رک گئے اور اس نے وہاں پر چالیس دن تک ان کا محاصرہ کیے رکھا اور آخر کار اسے فتح کرلیا اور ثابت سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلا گیا اور یوسف بن یعقوب کے ہاں جا پہنچا۔ اور عثمان نے مغراوہ کے بقیہ مضافات پر بھی اسی طرح قبضہ کر لیا جیسے کہ اس نے بنی توجین کے مضافات پر قبضہ کیا تھا اس طرح مغرب اوسط کا تمام علاقہ اور زناتہ اولی کے بلاد اس کی عملداری میں شامل ہوگئے۔ اور اس کے بعد وہ بنی مرین کی جنگ میں مشغول ہو گیا۔

فصل:

بجایہ کے ساتھ ہونے والی جنگ کے اسباب اور اس وقت کے حالات

اس سے پہلے ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ مولیٰ ابوزکریا الاوسط بن المولیٰ ابواسحٰق بن ابوحفص، الداعی بن ابی عمارہ کے مددگاروں کے آگے بجایہ سے بھاگ کر تلمسان چلا گیا تھا۔ اور عثمان بن یغمراسن کے ہاں آمد پر اس کا بڑا اکرام کیا گیا تھا۔ پھر جب الداعی بن ابی عمارہ فوت ہو گیا تو اس کا چچا امیر ابو حفص خود خلیفہ بن گیا عثمان بن یغمراسن نے حسب عادت اس کے پاس بھی اپنی اطاعت کی اطلاع بھیجی۔ اور اپنی قوم کے شرفاء کو اس کے پاس بھیجا۔

اہل بجایہ کے بہت سے لوگوں نے امیر ابوزکریا سے گٹھ جوڑ کر کے اسے آنے پر آمادہ کیا اور یقین دلایا کہ سارا شہر اس کی اطاعت اختیار کر لے گا اور عثمان بن یغمراسن نے اس بارے میں گفتگو کی تو اس نے اپنے چچا کے حق بیعت کو پورا کرتے ہوئے جو الحضرۃ میں خلیفہ تھا، اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا پس اس نے اس خبر کو چھپانے کی پوری کوشش کی اور کئی روز تک تو اس بیعت کے بارے میں تردد رہا پھر جنگل میں زغبہ کے قبائل کی جو لانگاوں میں داؤد بن ہلال بن عطاف کے پاس چلا گیا۔

عثمان بن یغمراسن نے اس کی فرمانبرداری کا مطالبہ کیا تو وہ نہ مانا اور اس کے ساتھ بجایہ کے مضافات کا رُخ کیا، اور جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ یہ زواودہ کے قبائل کے ہاں گئے تھے۔ پھر اس کے بعد مولیٰ ابوزکریا بجایہ پر قابض ہو گیا، اس طویل داستان کا ذکر ہم نے ان کے حالات میں کر دیا ہے اس طرح عثمان اور اس کے درمیان قطع تعلقی مستحکم ہوگئی اور قطع تعلقی کے سبب عثمان اور خلیفہ تونس کے درمیان دوستی مستحکم ہوگئی۔ پس جب ۶۸۶ھ میں عثمان نے اس پر حملہ کیا اور وہ مشرقی جانب دور تک چلا گیا تو بجایہ کی عملداری کی طرف بھی گیا اور اس کے بقیہ علاقوں پر بھی قابض ہو گیا۔ پھر اس کے بعد اس نے بجایہ سے جنگ کی اور جسے وہ سازش سے عملداری بنا کر اپنے خلیفہ تونس کو خوش کرنا چاہتا تھا اور اس طرح وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنا چاہتا تھا پس نے اس نے سات دن تک وہاں اپنی فوجیں بٹھائے رکھیں پھر وہاں سے بھاگ کر مغرب اوسط کی طرف پلٹا اور تافر کنیت اور مازونہ کو فتح کیا۔ اس کا ذکر پہلے بھی گزر چکا ہے۔

فصل:

بنی مرین کے ساتھ ایک بار پھر جنگ اور تلمسان کے محاصرے میں پیش آنے والے واقعات

جب بنی مرین کا سلطان یعقوب بن عبدالحق صلح کے دوران فوت ہو گیا جو اس کے اور بنی عبدالواد کے مابین اسے جہاد میں مشغول کرنے کے لئے منعقد ہوئی تھی اور اس کے اس کا بڑا بیٹا یوسف اس کی قوم کا امیر بنا اور یغمراسن اور اس کے بیٹے نے طاغیہ اور ابن الاحمر کی مکمل مدد کی تو یوسف بن یعقوب نے اسی وقت طاغیہ کے ساتھ صلح کر لی اور ابن الاحمر کے لئے اندلس کی ان سرحدوں سے جو ان کے لئے تھیں، دستبردار ہو گیا۔ اور بنی عبدالواد سے جنگ کرنے کے لئے فارغ ہو گیا اور اس کے باپ کی وفات کے چار دن بعد اس کا کام درست ہو گیا اور ۶۸۹ھ میں یہ تلمسان کی طرف بڑھا اور

عثمان نے اس کے مقابلے کے لئے فصیلوں کی پناہ لے لی اس نے صبح کے وقت تلمسان سے جنگ شروع کر دی اور ان کے درختوں کو کاٹ کر وہاں منجنیقین اور دیگر آلات حرب نصب کیے مگر جلد ہی اسے اس کی قوت کا احساس ہو گیا تو یہ وہاں سے الٹے پاؤں لوٹ آیا۔ عثمان بن یغمر اسن نے ابن الاحمر اور طاغیہ سے گٹھ جوڑ میں اپنے باہ کے طریقوں کو اپنایا اور اپنے ایلچیوں کو تلمسان روانہ کیا مگر اس کی کوششیں بارآور ثابت نہ ہوئیں۔

مغراوہ کا یوسف بن یعقوب کے ہاں چلا جانا:...... مغراوہ تلمسان میں یوسف بن یعقوب کے پاس چلے گئے تو اس نے ان کو بڑی اذیتیں دیں جس کی وجہ سے یہ وہاں سے بھاگ گئے تو عثمان نے ان کے علاقوں پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور ان پر غالب آ گیا۔

اور جیسا کہ اس سے پہلے ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ اس نے اس بیٹے ابوحمو کو وہاں بھیجا پس جب ۶۹۵ھ کا سال آیا تو یوسف بن یعقوب نے اپنی دوسری چڑھائی ندرومہ پر کی پھر وہاں سے دہران کی جانب چل پڑا تو جبل کیدرہ اور تاسلدات کے باشندے اس کے مطیع ہو گئے جو عبدالحمید بن الفقیہ ابی زید الیرانسی کا پڑاؤ تھا پھر اس نے مغرب کی طرف لوٹتے ہوئے حملہ کیا تو عثمان بن یغمر اسن اس کے مقابلے کے لئے نکلا۔

اس نے ان پہاڑوں میں خوب قتل عام کیا کیونکہ یہ اس کے دشمن کے مطیع تھے اور اس کی فوجوں سے الجھتے رہتے تھے۔ اس کے علاقہ اس نے تاسکدات کے پڑاؤ کو لوٹ لیا یعقوب بن یوسف نے تیسری بار اسے ۶۹۶ھ میں جنگ کے لئے روانہ کیا تو وہ مغرب کی طرف واپس آ گیا۔

پھر اس نے اسے چوتھی مرتبہ ۶۹۷ھ میں جنگ کے لئے بھیجا تو وہ تلمسان میں جا ٹھہرا اور اس کے پڑاؤ نے اس کا گھیراؤ کر لیا اور تعمیرات میں لگ گئے پھر وہاں سے تین ماہ کے لئے بھاگ گیا اور راستے میں وجدہ کے پاس سے گزرا تو از سر نو اس کی تعمیر کا حکم دے دیا اور کام کرنے والوں کو وہاں اکٹھا کیا اور اپنے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کو اس کام پر افسر مقرر کیا اور اس کی شان کی خاطر قیام کیا اور یوسف مغرب کی طرف چلا گیا اور بنو توجین نے تلمسان سے یوسف بن یعقوب کے ساتھ جنگ کی اور اس میں ادلا دسلامہ نے بڑا اہم کردار ادا کیا جو بنی یللتن کے سردار اس قلعہ کے مالک تھے جوان کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ پس جب یہ وہاں سے بھاگا تو عثمان بن یغمر اسن کے ان کے پاس جا کر ان کے شہروں پر قبضہ جما لیا اور انہیں قلعہ میں محصور کر دیا پس جس قدر تکلیفیں انھوں نے اس سے پائی تھیں اس سے کئی گنا زیادہ پالیں۔ اور وہ ایک لمبے عرصے تک ان کے علاقے میں غائب رہا۔

ابو یحییٰ بن یعقوب کا ندرومہ پر قبضہ:...... ابو یحییٰ بن یعقوب ندرومہ کی طرف بڑھا اور اس کے لیڈر زکریا بن تحلیف بن المظفر حاکم وقت سے ساز باز کر کے بزور باز وا پنی فوج کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا۔ اس طرح بنو مرین، ندرومہ اور توقت پر قابض ہو گئے اور یوسف بن یعقوب اس کے پیچھے آ کر ان سے مل گیا اور پھر سب کے سب تلمسان کی طرف بڑھے اور عثمان کو بھی قلعہ میں اپنے محصور مقام پر اس کی خبر مل گئی۔

تو وہ مراحل طے کرتا ہوا تلمسان آیا جبکہ یوسف بن یعقوب اس سے کچھ پہلے وہاں پہنچ گیا پھر اس دن کی شام کو بنی مرین کے ہراول دستے بھی آ گئے جن کو انھوں نے شعبان ۶۹۸ھ میں وہاں ویڑاؤ کرا دیا اور فوج نے چاروں طرف سے ان کو گھیرے میں لے لیا اور یوسف بن یعقوب نے اس کے گرد فصیلوں کی ایک باڑ بنا کر اسے گھیر لیا، اس میں اس نے جنگ کے لئے راستے بھی بنائے اور اس نے فصیلوں کی جانب اپنی آمد کی داد و دہش کے لئے ایک شہر کی حد بندی کی اور اس کا نام منصورہ رکھا اور کئی سال تک وہاں صبح شام جنگ کرتا رہا اس کے علاوہ اس نے مغرب اوسط اور اس کی سرحدوں کو فتح کرنے کے لئے فوج بھیجی۔ جیسا کہ ہم اس کے حالات میں ذکر کر چکے ہیں کہ اس نے بلاد مغراوہ اور بلاد توجین پر قبضہ کر لیا اور تلمسان کے محاصرے میں اپنی جگہ ڈٹ کر بیٹھ گیا اور وہ اپنے شکار کو پھاڑ دینے والے شیر کی طرح اس سے آگے نہیں جاتا تھا۔ یہاں تک کہ عثمان اس دنیا سے چل بسا اور اس کے بعد اس نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ آئندہ صفحات میں آنے والا ہے۔

فصل:

ملک عثمان بن یغمر اسن اور اس کے بیٹے ابوزیان کی حکومت کے حالات اور محاصرہ کا اپنی انتہا کو پہنچنا

جب یوسف بن یعقوب نے اپنی فوجوں کے ذریعے تلمسان کا محاصرہ کیا تو عثمان بمع اپنی قوم کے تلمسان میں محصور ہو کر رہ گیا۔ محاصرہ عاجز

آ کر انھوں نے اطاعت اختیار کر لی عثمان اپنے محاصرے کے پانچویں سال ۷۰۳ھ میں اس دنیا سے چل بسا تو اس کے بعد اس کے بیٹے ابوزیان نے حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی۔

علامہ محمد بن ابراہیم ایلی کا خیال:...... مجھے ہمارے شیخ علامہ محمد بن ابراہیم ایلی نے بتایا جو کہ اس کے زمانہ طفولیت میں ان کے گھر آمدنی ومصارف کے وکیل تھے کہ عثمان بن یغمراسن نے دیماس میں وفات پائی۔ اس نے اپنے پینے کے لئے دودھ تیار کیا اور جب اسے پیا تو اسے سخت پیاس لگی۔ اس نے دودھ کا پیالہ منگوا کر پیا اور ابھی کھڑا ہی ہوا تھا کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ اور ہم جو کہ اس رفقاء میں تھے ہمارا یہ خیال ہے کہ دشمن کا غلبہ پالینا اس کے لئے ایک عار تھا لہٰذا اس نے اس ذلت سے بچنے کے لئے دودھ میں زہر ملا کر پی لیا۔

علامہ محمد بن ابراہیم ایلی کا کہنا ہے کہ خادم نے اس کی بیوی دختر سلطان ابواسحٰق بن امیر ابوزکریا بن عبدالواد بن ابی حفص حاکم تونس کو آ کر اس کی خبر دی تو وہ آ کر اس پر گر پڑی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اور اس نے دروازوں کی بندش کے لئے ان پر خیمے لگا دیئے اور اس کے بعد محمد ابوزیان اور موسیٰ ابوحمو کی طرف پیغام بھیجا اور ان دونوں سے باپ کی وفات پر تعزیت کی۔ ان دونوں نے بنی عبدالواد کے مشائخ کو بلایا اور ان کے سامنے سلطان کی بیماری کا حال بیان کیا تو ان میں سے ایک حیرانی کے عالم میں قوم کی ترجمانی کرتے ہوئے کہنے لگا، سلطان ابھی تو ہمارے ساتھ تھا اتنی جلدی بیماری کیسے لگ گئی کیا وہ واقعی فوت ہو چکا ہے تو ابوحمو نے اس سے کہا کہ اگر سلطان واقعی فوت ہو چکا ہو تو تم کیا کرو گے؟ تو اس نے کہا کہ میں تمھاری مخالفت سے ڈرتا ہوں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم تمھارے باپ کے بعد تمھارے بڑے بھائی ابوزیان کو خلیفہ مانتے ہیں تو ابوحمو نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے بھائی کی طرف جھک کر اس کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور اسے اپنا عہد دیا تو مشائخ نے بھی اس کی اقتداء کی اس طرح اسی وقت اس کی بیعت منعقد ہو گئی۔ بنی عبدالواد اپنے سلطان کے گرد جمع ہو گئے اور دستور کے مطابق اپنے دشمن کے مقابلے کے لئے نکل پڑے۔ فوج کے جذبہ اور اتحاد سے یوں لگتا تھا کہ گویا عثمان ابھی فوت نہیں ہوا۔

زبردست مہنگائی:...... اور یوسف بن یعقوب کو ان کے محاصرے میں اپنے مقام پر جب اطلاع ملی تو اسے بڑا افسوس ہوا اور اس کے بعد سے وہ اس قوم کی بہادری کا قائل ہو گیا اور اس نے اپنی آمد کے دن سے لے کر مسلسل آٹھ سال تین ماہ تک ان کا محاصرہ جاری رکھا اس دوران انھوں نے ایسی اذیتیں اٹھائیں جو اس سے قبل کسی قوم نے نہ اٹھائی تھیں نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ وہ مردے، بلیاں اور چوہے کھانے پر مجبور ہو گئے یہاں تک کہ انہیں احساس ہوا کہ وہ محاصرہ کے ایام میں مردہ انسانوں کے اعضا بھی کھا گئے ہیں۔ چلانے کے لئے انھوں نے چھپ تک برباد کر دیا۔ اشیائے خورد ونوش کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں اور وہ بالکل بے بس ہو کر رہ گئے۔ ایک پیمانہ گندم کی قیمت ان کی زبان میں ایک برشالہ تھی، جس کی مقدار سے وہ آپس میں بارہ رطل اور دو مثقال کے نصف اور عمدہ ہونے کے نصف سے لین دین کرتے تھے، اور ایک راس گائے کی قیمت ساٹھ مثقال اور ایک دنبے کی قیمت ساڑھے سات مثقال تھی۔ اور مردہ گدھوں اور خچروں کا ایک رطل گوشت، مثقال کی قیمت میں آتا تھا اور گھوڑوں کا گوشت ان کے سکے میں دس چھوٹے دراھم میں آتا تھا جو ایک مثقال کے دس ہوتے ہیں۔ اور مردہ یا ذبح شدہ گائے کی کھال تیس درھم میں ملتی تھی اور پالتو بلی ڈیڑھ مثقال میں اور کتے کی بھی یہی قیمت تھی۔ چوہا دس درہم میں اور سانپ بھی اسی قیمت پر ملتا تھا مرغی تیس درہم میں، ایک انڈا چھ درہم میں، چڑیاں بھی چھ درہم میں، تیل اور گھی کا اوقیہ (۱-۳ چھٹانک) بارہ درہم میں، چربی کا اوقیہ اور لوبیا بیس درہم میں، نمک کا اوقیہ اور لکڑیاں دس درہم میں، بند گوبھی کا ایک پھول مثقال کی تین گنا قیمت میں، فس کی سبزی بیس درہم میں، شلجم پندرہ درہم میں، ایک ککڑی اور ایک خربوزہ چالیس درہم میں، کھیرہ دینار کی تین گنا قیمت میں، تربوز تیس درہم میں اور انجیر اور آلو دو دراہم میں ملتے تھے۔

ایسے میں لوگوں کی حالت:...... ان حالات میں لوگوں کے اموال اور موجودہ سامان تباہ ہو گیا اور تلمسان کے محاصرے سے یوسف بن یعقوب کی حکومت مضبوط ہو گئی اور منصور شہر کی مقبوضہ زمین میں اضافہ ہو گیا اور آفاق سے تجار اپنا سامان لے کر وہاں آنے لگے اور وہ انتہائی گنجان آباد علاقہ ہو گیا۔ تو یوسف نے بادشاہوں کو مصالحت اور محبت کے پیغامات بھیجے اور تونس اور بجایہ سے موحدین کے ایلچی اور تحائف اس کے پاس آئے اور اسی طرح مصر و شام کے فرمانرواؤں کے ایلچی اور تحائف بھی آئے تو وہ اس قدر طاقتور ہو گیا کہ اس وقت دنیا میں اس کا کوئی ہمسر نہ تھا۔

یوسف بن یعقوب کا قتل:......بنی یغمر اسن اور ان کے قبیلے کی فوج ہلاک ہوگئی اور وہ ہلاکت کے دہانے پر جا پہنچے تو انہوں نے ہاتھ ڈالنے اور ان کے ساتھ مرنے کے لئے نکلنے کا عزم کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عجیب کیفیت پیدا کر دی اور خصی جو عبید میں سے تھا اس کے ہاتھوں سے سلطان یوسف بن یعقوب کو مردا کر ان کی تنگی کو دور کر دیا، ہوا یوں کہ اسے بعض شاہانہ دسوسوں نے ناراض کر دیا تو وہ اسے گھر کے ایک کونہ اور اس کی خوابگاہ میں لے گیا اور اسے ایک خنجر مارا کہ جس سے اس کی آنتیں کاٹ دیں اور پھر گھسیٹ کر اس کے وزراء کے پاس لے گیا تو انہوں نے اس کی تکا بوٹی کر دی، اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے عہد کی کوئی چیز بھی باقی نہ رہی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آل زیان اور ان کی قوم اور ان کے شہر کے باسیوں سے تکلیف کو ہٹا دیا بیشک اصل حکومت خدائے بزرگ و برتر ہی کی ہے۔

ابوزیان اور ابوحمو کی ملاقات:......شیخ محمد بن ابراہیم ابلی نے ہمیں بتایا کہ تنگی کے دور ہو جانے کے بعد ایک مرتبہ سلطان ابوزیان صبح کے وقت محل کی کسی گوشے میں تنہائی میں بیٹھا تھا (یہ بدھ کا دن تھا) تو اس نے کھیتی کے خازن کو بلا کر پوچھا کہ سر بمہر تہ خانوں میں کتنی خوراک باقی ہے تو اس نے بتایا کہ صرف آج اور کل کے معاش کا سامان باقی ہے تو اس نے حکم دیا کہ اسے چھپا دو اسی اثنا میں اس کا بھائی ابوحمو اس کے پاس آیا تو خازن نے اسے اس حکم کے بارے میں بتا دیا تو اس نے غم کے مارے سر جھکا لیا اور بغیر بات کیے خاموشی سے بیٹھے رہے کہ اچانک سلطان ابواسحٰق کے گھر کے خادموں میں سے دعد نامی لونڈی جو کہ محل کی آمدنی اور مصارف کی ذمہ دار تھی آئی اور کہنے لگی کہ زیان کی بیٹیاں جو تمھاری بیویاں کہتی ہیں کہ ہمیں زندگی سے کیا سروکار، تمھارا تو محاصرہ ہو چکا ہے اور تمھارا دشمن تم پر اہتمام لگانے پر تلا ہوا ہے۔ اور تمھارے قتل پر رونے کے لئے زبانیں باقی نہیں رہیں۔ پس ہمیں قید کی ذلت سے بچاؤ اور ہمارے بارے میں اپنی جانوں کو بھی راحت دلاؤ اور ہمیں ہماری ہلاکت کی جگہوں کے قریب کر دو کیونکہ ذلت کی زندگی ایک عذاب ہے اور تمھارے بعد زندگی موت ہے۔ تو ابوحمو اپنے بھائی کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت قابل رحم حالت میں تھا اور کہنے لگا اس نے آپ کو صحیح اطلاع دی ہے اب ان کے متعلق کیا سوچ رکھتے ہیں۔ تو اس نے جواب دیا کہ تین دن ان کو مہلت دو ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسائش پیدا کر دے اور اب کے بعد مجھ سے ان کے بارے میں مشورہ مت کرنا بلکہ یہود و نصاریٰ کو ان کے قتل کرنے کے لئے بھیج دینا اور میری طرف آ جانا ہم اپنی قوم کے ساتھ دشمن سے لڑتے ہوئے موت کو قبول کریں گے ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

ابوحمو کو یہ بات ناگوار گزری اور اس نے مہلت دینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا خدا کی قسم ہم اپنے اور ان کے لئے ذلت کا انتظار کریں گے، پھر اس کے پاس سے غضب ناک ہو کر اٹھا۔ اور سلطان ابوزیان نے رونا شروع کر دیا۔

ابن حجاف کا بیان:......ابن حجاف کا بیان ہے کہ میں اس کے سامنے اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اور میری حالت یہ تھی کہ نہ میں آگے ہو سکتا تھا نہ پیچھے۔ کہ اسی دوران اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور مجھے محافظ نے خوف دلایا اور اشارہ کیا کہ میں سلطان کو اطلاع دوں کہ محل کی شہزادی کا ایک ایلچی بنی مرین کے پڑاؤ سے آیا ہے میں نے اسے اشارے سے جواب دیا ہمارے اس خفیف سے اشارے سے سلطان کی آنکھ کھل گئی۔

پس میں نے اسے اجازت دی اور بلایا تو اس نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ یوسف بن یعقوب ابھی فوت ہو گیا ہے اور اس کے پوتے ابوثابت کا ایلچی بن کر آپ کے پاس آیا ہوں تو سلطان کا دل باغ باغ ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی اور اپنی قوم کو بلایا تو ایلچی نے ان سب کو اپنا پیغام سنایا یہ ان دنوں ایک ناقابل یقین بات تھی۔

اس پیغام میں ایک یہ اطلاع بھی تھی کہ جب یعقوب بن یوسف فوت ہوا تو اس کے بھائیوں، بیٹوں اور پوتوں نے دشوار حکومت کے واسطے مقابلہ کیا تو اس کا پوتا ابوثابت بنی ورتاجن کے پاس چلا گیا کیونکہ وہ اس کے ننھال کی طرف سے رشتہ دار تھے پس نے اس انہیں اپنی حمایت پر آمادہ کیا اور اس کے علاوہ اس نے عثمان بن یغمر اسن کی اولاد کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اسے مدد دیں اور اگر اس کی کوششیں ناکام ثابت ہوں تو وہ اس کے لئے پناہ گاہ امن بن جائیں اور اگر اس کی کوشش کامیاب ہو گئی تو بنی مرین کا پڑاؤ ان سے منتشر ہو جائے گا پس انھوں نے ان سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان کی خاطر ان تمام عملداریوں سے دستبردار ہو گیا جن پر یوسف بن یعقوب نے ان کے علاقے میں قبضہ کیا تھا۔ اور اس نے وہ تمام فوجیں بھی واپس بلا لیں جنہیں اس نے ان کی سرحدوں پر بٹھا رکھا تھا اور یہ مغرب اوسط میں اپنی عملداریوں میں واپس آ گئے۔ اس کے بعد ان پر بیتنے والے حالات کا ذکر ہم

آئندہ صفحات میں کریں گے۔

فصل:

سلطان ابوزیان کے ایام محاصرہ کے بعد سے دورِ اقتدار تک کے حالات

محاصرہ کے ایام کی ذلت سے نکلنے اور اپنی عملداریوں کے بنی مرین کے قبضے سے واپس حاصل کر لینے کے بعد سلطان ابوزیان نے اپنی حکومت کا آغاز اس طرح کیا کہ آخر ذوالحجہ ۷۰۶ھ میں اپنے بھائی ابوحمو کے ساتھ بلاد مغراوہ میں گیا اور وہاں سے مرین کی اطاعت کرنے والوں کو بھگا دیا اور ان کے عمال سے ان کی سرحدیں چھین کر ان پر قبضہ کر لیا اور اپنے ایک غلام مسامح کو ان پر نگران مقرر کر کے واپس آ گیا۔

السرسو پر چڑھائی:......اس کے بعد اس نے السرسو پر حملہ کیا جس پر محاصرہ کے دنوں میں عرب قابض ہو گئے تھے اور سوید اور دیالم کے زناتہ اور بنی یعقوب بن عافی میں سے جن لوگوں کا ان سے تعلق تھا انھوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔

ابوزیان کے حملہ کرنے پر وہ لوگ اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے اس نے کا تھوڑا سا تعاقب کیا اور نقصان پہنچایا پھر واپس آ گیا راستے میں وہ بنی توجین کے علاقے سے گزرا اور بنی عبدالقوی میں سے جو لوگ جبل باقی رہ گئے تھے ان سے اطاعت کا مطالبہ کیا۔ اور اپنے خروج کے نو ماہ بعد واپس تلمسان پہنچ گیا اس نے اپنی حکومت کی سرحدیں میں خوب مضبوط کیں اور اپنے محلات اور باغات کی درستی کی طرف بھی توجہ کی اور ملک میں بھی ٹوٹی پھوٹی اشیاء کی مرمت کے احکام جاری کیے۔ اسی دوران وہ بیمار ہوا اور سات ماہ تک شدید تکلیف میں مبتلا رہا اور آخر کار شوال ۷۰۷ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

فصل:

تلمسان کے منابر سے حفصی دعوت کا خاتمہ

حفصی دعوت افریقہ میں تونس بجایہ اور اس کے مضافات میں ان کے شرفاء میں منقسم ہو چکی تھی اور عجیلشہ اور شتانہ کا شہر ان دونوں کے درمیان سرحد تھی اور ان دنوں تونس میں امیر ابوحفص ابن الامیر ابی زکریا اول خلیفہ تھا۔ اسے حاکم بجایہ اور الحضرۃ کی مغربی سرحدوں پر برتری حاصل تھی اور بنی زیان نے اس کی بیعت کر رکھی تھی اور منابر پر خطبوں میں اس کا نام لیا جاتا تھا۔ مولی امیر ابوزکریا الاوسط حاکم بجایہ کے ساتھ انہیں اس رشتہ کی وجہ سے تعلق تھا جو کہ ان کے مابین پایا جاتا تھا۔

عثمان جب بجایہ آیا تو اس کا خوف ان پر چھا گیا اور انہوں نے دوبارہ اپنے تعلق کی طرف رجوع کر لیا اور اسی پر قائم رہے یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب نے تلمسان پر حملہ کیا۔ ان دنوں تونس کے خلیفہ سلطان ابوعصیدہ بن واثق کی بیعت ہوتی تھی اور تلمسان کے صنابر پر اسی کا نام لیا جاتا تھا وہ امیر ابوزکریا الاوسط حاکم سرحد کے ساتھ ان کے دوستی رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا تھا پس جب یوسف بن یعقوب تلمسان کے بالائی علاقے میں پہنچا اور مشرق کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں اور عثمان بن یغمراسن نے حاکم بجایہ سے مدد طلب کی تو اس نے انہیں اس طرف سے ہٹانے کے لئے موحدین کی ایک فوج بھیجی اور جبل الزاب میں انہوں نے ان کے ساتھ جنگ کی تو گھمسان کی لڑائی کے بعد موحدے منتشر ہو گئے اور بنومرین نے انہیں قتل کر دیا۔

اس زمانے میں لڑائی کے میدان کو مرمی الروس کہتے تھے کیونکہ وہاں کثرت سے سر قلم ہو کر گرتے تھے۔ اس طرح یوسف بن یعقوب اور حاکم بجایہ کے درمیان مستحکم فیصلہ ہو گیا۔ پس تونس کے خلیفہ نے اپنے اسلاف کی طرح موحدین کے مشائخ کو یوسف یعقوب کے پاس تجدید تعلقات

کے لئے اور بجایہ کے حاکم کو اکسانے کے لئے بھیجا۔ پس عثمان بن یغمراسن پر یہ آفت آئی کہ وہ اس بات سے سخت رنجیدہ ہوا کہ اس کا خلیفہ اس کے دشمن کی مدد کر رہا ہے پس اس نے اپنے منابر سے اس کا ذکر موقوف کر دیا اور اپنی حکومت اور قوم کو اس کی دعوت سے باہر نکال لیا۔ یہ ساتویں صدی کے آخر کی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل:

ابوحموالاوسط کی حکومت کے حالات وواقعات

ابوحمو بہت بہادر، بیدار مغز، دانش مند، دوراندیش، غیرت مند، سخت طبیعت، بداخلاق، حد سے زیادہ عقلمند اور خود رائے شخص تھا۔ امیر ابوزیان کی وفات کے بعد ۷۰۷ھ میں اس نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ یہ زناتہ کا پہلا بادشاہ ہے کہ جس نے حکومت کے قواعد و مراسم کو مرتب کیا اور اس سلسلے میں ارباب حکومت پر بھی اگر تلوار اٹھانی پڑی تو دریغ نہ کیا اور اپنی جنگ کی ڈھال کو ان کے لئے پلٹ دیا یہاں تک کہ وہ اس کی حکومت کے ماتحت ہو گئے اور آداب سلطانی بجالانے لگے۔

میں نے عریف بن یحییٰ سے سنا جو کہ سوید کا امیر اور شاہانہ مجالس کا شیخ تھا، کہ موسیٰ بن عثمان جو زناتہ کی شاہانہ سیاست کا معلم ہے اسے درماندہ کر دیتا ہے، زناتہ تو صرف صحرا کے رؤسا تھے، یہاں تک کہ ان میں موسیٰ بن عثمان کھڑا ہوا جس نے اس کی حد بندی کی اور اس کے مراسم کی اصلاح کی۔ اس کے ہمسر اس کے بارے میں بتاتے ہیں کہ انہوں نے اس کے طریقے کو قبول کر لیا اور اس کی تعلیم کی اقتداء کرنے لگے۔

پھر جب وہ خود مختار حاکم بنا تو اس نے اپنی حکومت کی ابتداء یوں کی کہ سلطان بنی مرین کے ساتھ کر لی اس طرح کہ اپنی حکومت کے اکابر کو سلطان ابوثابت کے پاس بھیجا اور اس کی مرضی کے مطابق اس سے صلح کی۔ اس کے بعد وہ بنی توجین اور مغراوہ کی طرف متوجہ ہوا اور ان کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں یہاں تک کہ اس نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا اور ان کے سرکشوں کو اپنی اطاعت پر مجبور کر دیا۔ اور محمد بن عطیہ اصم کو وانشریس کے نواح سے اور راشد بن محمد کو شلب کے نواح سے نکال باہر کیا، یہ یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد وہاں چلا گیا تھا پس اس نے اسے وہاں سے بھگا یا اور دونوں علاقوں پر قابض ہو گیا۔ اس نے ان پر اپنے عامل مقرر کیے اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

پھر ۷۱۰ھ میں اپنی فوجیں لے کر جا پہنچا۔ پس اس نے وانشریس سے محمد بن عبدالقوی کی اولاد کو نکال باہر کیا اس طرح ان کی حکومت بنی توجین میں منتشر ہو گئی۔ اور اس نے ہمیشہ ان میں سے اور بنی تیغزین سے نوکر بنائے اور ان کے ایک عظیم شخص یحییٰ بن عطیہ کو جبل انشریس میں اس کی قوم کی امارت عطا کی اور اولاد عزیز میں سے یوسف بن حسن کو اس کے مضاف کی امارت دے دی اور سعد بن سلاء کو اس کی قوم بنی یدللتن کی امارت دی جو بنی توجین کا ایک بطن ہیں۔ اور ان کی عملداری کی عزبی جانب کے باشندوں کا بھی امیر بنایا۔ اور بنی توجین کے دیگر بطون کو اطاعت اور ٹیکس کی شرح پر عمال بنائے رکھا۔ اور ان سب پر اپنے پروردہ سالار یوسف بن حیون الہواری کو عامل مقرر کیا اور اسے آلہ بنانے کی اجازت بھی دے دی۔ اور اپنے ایک غلام مسامح کو بلاد مغراوہ کا امیر مقرر کیا اور اسے بھی آلہ بنانے کی اجازت دی۔ اس کے علاوہ ملیانہ کی امارت اپنے چچازاد بھائی محمد کو دے کر اسے وہیں چھوڑا اور خود تلمسان واپس آ گیا۔

فصل:

برشک کی سرحد پر زیرم بن حماد کی حکومت کے حالات اور پھر برطرفی

اس محل کے مشائخ کا یہ جاہل، مکلاتہ میں اپنے خاندان کی کثرت کی وجہ سے اس کے اندر اور باہر رہتا تھا اس کا نام زیری تھا لیکن عوام نے اس

میں کچھ تصرف کر کے اسے زیر یم بنا دیا۔ اور جب یغمراسن نے بلاد مفراوہ پر قبضہ کیا تو اس محل کے رہنے والے اس کے مطیع ہو گئے۔ اور جب اس کا انتقال ہوا تو اس جاہل کے دل میں یہ خیال آیا کہ کیوں نہ میں برشک کی حکومت کا خود مختار حاکم بن جاؤں جو کہ مفراوہ اور بنی عبدالواد کے درمیان ہے اور دونوں کو واپس میں لڑا دوں، پس اس نے اپنے اس منصوبے پر عمل کرتے ہوئے ۸۳ےھ میں برشک کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اس کے بعد عثمان بن یغمراسن نے ۸۴ےھ میں اس پر حملہ کیا اور اس سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا۔

پھر ۹۳ےھ میں مفراوہ پر چڑھائی کی تو ثابت بن مندیل نے برشک کی پناہ لے لی اور عثمان نے وہاں پر چالیس روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد زیری نے عثمان بن یغمراسن کی اطاعت اختیار کر لی جس نے اسے وہاں بھیج دیا تھا اور جب وہ تلمسان واپس چلا گیا تو اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس کے بعد بنوزیان اپنے محاصرے کی مصیبت میں مشغول ہو گئے تو یہ زیری برشک پر ایک خود مختار حاکم بن بیٹھا اور اس کی شان میں اضافہ ہو گیا۔

اور جب بنی مرین بلاد مفراوہ پر غالب آئے تو یہ ان سے بچا اور ان کی فوجیں اطاعت وانقیاد کے اخلاص سے وہاں آتی رہیں اور جب یوسف بن یعقوب کی وفات سے بنی مرین کی حکومت کمزور پڑ گئی اور بنو یغمراسن کو محاصرے سے چھٹکارا ملا تو یہ اپنی اطاعت میں کمزوری دکھانے اور دوری سے اس خطے کو حاصل کرنے کی عادت کی طرف لوٹا۔ یہاں تک کہ جب ابوحمو نے بلاد مفراوہ پر قبضہ کیا تو اس کی اطاعت اس شہر سے گزر کر اس کے ماوراء علاقے تک پہنچ گئی جس سے زیری کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور اس نے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ اس کی خاطر مصر سے دستبردار ہو جائے گا تو اس نے اپنی حکومت کے مفتی اعظم ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد الامام کو اس کے پاس بھیجا جس کا باپ برشک کا باشندہ تھا اور زیری نے اسے اپنی پہلی بغاوت میں دھوکہ دے کر قتل کر دیا تھا اور اس کا یہ بیٹا عبدالرحمٰن اور اس کا بھائی عیسیٰ بھاگ کر تونس چلے گئے تھے۔

پس ان دونوں نے وہیں تعلیم حاصل کی اور الجزائر کی طرف آ کر اسے اپنا وطن بنا لیا۔ پھر انھوں نے ملیانہ کا رخ کیا تو بنومرین نے ملیانہ میں قضا کا کام ان کے سپرد کر دیا پھر یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد وہ بنومرین کے کارندوں اور سالاروں کے ساتھ ابوزیان ابوحمو کے پاس ملیانہ گیا۔ اس لشکر میں مندیل بن محمد الکنانی افسر امور بھی شامل تھا۔ یہ دونوں اس کے بیٹے محمد کے استاذ تھے اس لئے اس نے ابوحمو اور ابوزیان کے سامنے ان کی علمیت کی خوب تعریف کی جس سے ابوحمو بڑا متاثر ہوا۔ پھر جب اقتداء میں خود مختار ہوا تو اس نے تلمسان میں المطہر کی جانب ایک مدرسہ بنایا اور ان دونوں کو وہاں تدریس کے لئے مقرر فرما دیا اور مدرسے کے دونوں جانب ان کے گھر بھی بنا دیئے۔ اس کے علاوہ انہیں شوریٰ اور فتویٰ کی ذمہ داری بھی سونپی گئی۔

اس طرح اس کی حکومت میں ان کو اچھا خاصا مقام حاصل ہو گیا۔ پس جب زیری نے ابوحمو سے امان طلب کی اور یہ مطالبہ کیا کہ اسے پر امن طریقے پر اس کے دروازے تک پہنچانے کے لئے بھیجے جائیں تو اس نے ان دونوں میں سے ابوزید عبدالرحمٰن الاکبر کو اس طرف بھیجا اس نے ابوحمو سے جازت طلب کی اگر میں نے اس پر قابو لیا تو اس سے اپنے باپ کا بدلہ لوں گا۔ ابوحمو نے اجازت دے دی تو وہ چلا گیا۔ برشک پہنچ کر اس نے کئی روز تک وہاں قیام کیا اس دوران زیری صبح وشام اس کی مہمان سرا میں آتا رہا اور وہ اس کے قتل کی اسکیم بناتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو گیا اور ۰۸ےھ میں ایک دن اسے قتل کر دیا۔ اور برشک کی حکومت سلطان ابوحمو کو ہو گئی اور وہاں سے خود مختار مشائخ کا اثر مٹ گیا۔

فصل:

الجزائر کی اطاعت اور ابن علان

کی وہاں سے دستبرداری اور اس کی اولیت کا بیان

الجزائر کا شہر صنہاجہ کے مضافات میں واقع تھا اور بلکین بن زیری اس کی حد بندی کرنے والا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے بھی وہاں جا پہنچے پھر وہ

موحدین کے علاقے میں آ گیا اور بنو عبدالمومن نے اسے مغربین اور افریقہ کے شہروں میں شامل کر لیا اور جب بنو ابی حفص موحدین کے قابو سے باہر ہو گئے اور ان کی حکومت بلاد زناتہ تک جا پہنچی اور تلمسان جو کہ ان کی سرحد تھی اس پر انھوں نے یغمر اسن اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کو گورنر مقرر کیا اور مغراوہ کے نواح پر بنی مندیل بن عبدالرحمٰن کو اور وانشریس اور اس کے ارد گرد جو توجین کے علاقے تھے اس پر محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کو عامل مقرر کیا ان علاقوں سے ماوراء الحضرۃ تک کے علاقے پر موحدین کی حکومت تھی۔ الجزائر کا گورنر بھی موحدین میں سے تھا جو کہ الحضرہ کے باشندے تھے اور انہوں نے ۶۶۴ھ میں منتصر کے خلاف بغاوت کی جو کہ سات ماہ تک جاری رہی اس نے ۷۱ھ میں حاکم بجایہ ابو ہلال کو مشورہ دیا کہ وہ اس پر حملہ کرے پس اس نے کئی ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر وہاں سے بھاگ گیا، پھر ۷۷ھ میں ابوالحسن بن یاسین نے دوبارہ موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کیا اور زبردستی اس میں داخل ہو گیا اور خوب لوٹ مار کی۔ اور اس کے مشائخ کو گرفتار کر لیا جو کہ منتصر کی وفات تک قید رہے۔

امیر ابوزکریا الاوسط:.....اور جب بنی حفص کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور امیر ابوزکریا الاوسط اور اس کا باپ مغربی سرحدوں میں خود مختار حاکم بن گئے تو انھوں نے اسے اپنی بیعت کا پیغام بھیجا اور اس نے ابن اکماز یر کو ان پر حاکم مقرر کیا اور وہ پیر فرتوت ہونے تک ان کا امیر رہا۔

ابن علان:.....ابن علان الجزائر کے مخصوص مشائخ میں سے تھا اور اس کے اوامر کو قائم کرنے والا اور امارت کا پیشرو تھا اسی لئے اسے اپنے بقیہ ایام میں اہل جزائر پر حکومت حاصل رہی۔ اور جب ابن اکماز یر اس دنیا سے چل بسا تو اسے شہر کا خود مختار بن جانے کا خیال آیا۔ پس اس نے ابن اکماز یر کی وفات کی رات ہی اپنے ہمسر صاحب ہتھیار افراد کے لئے فوج روانہ کی اور انہیں قتل کرا دیا اور صبح کو اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا اور آلہ بنایا اور سوار ہو کر متیجہ عربوں کے ثعالبہ اور غریب الوطنوں کے پاس جا پہنچا۔ اس نے بہت سے پا پیادہ اور سواروں کی فوج بنالی تھی۔ بجایہ کی فوجوں نے کئی مرتبہ اس پر حملہ مگر یہ ڈٹا رہا۔ مکنیش بلاد متیجہ میں سے حمایۃ الکیثر پر غالب آ گیا اور جب وہ بلاد شرقیہ پر غالب آ گئے اور القاصیہ میں دور تک چلے گئے تو ابو یحییٰ بن یعقوب نے بنی مرین کو فوجوں کو ساتھ ملا کر اس پر حملہ کیا تو اس نے اس کی ناکہ بندی کر دی اور انہیں مصیبت میں پھنسا دیا۔

امیر خالد کا ایلچی قاضی ابوالعباس الغماری، یوسف بن یعقوب کی طرف جاتے ہوئے ابن علان کے پاس سے گزرا تو اس نے باقی رکھنے پر اسے آہ وزاری کرتے ہوئے سلطان کی اطاعت امانت دی تو اس نے اس کے متعلق یہ اطلاع دیتے ہوئے سفارش بھی کی۔ اس نے اپنے باپ یحییٰ کو اس کے ساتھ مصالحت کر لینے کا مشورہ دیا۔ لیکن اس لے بعد امیر خالد نے اس پر حملہ کر دیا تو وہ اس کے سامنے ڈٹ گیا اور چودہ سال تک مصائب کے سامنے ثابت قدم رہا جبکہ زمانہ اس اثناء میں اس سے مقابلے کے لئے قوت جمع کرتا رہا اور جب سلطان ابوحمو نے بلاد توجین پر قبضہ کر لیا تو اس نے وانشریس پر یوسف بن حیون الھواری کو، اور بلاد مغراوہ پر اپنے غلام مسامح کو گورنر مقرر کر دیا اور تلمسان واپس آ گیا۔

پھر ۷۱۲ھ میں اس نے بلاد شلب میں پڑاؤ ڈالا تو اس کا غلام مسامح بھی فوج لے کر وہاں آ گیا اور اس نے بقیہ نواح میں سے متیجہ پر قبضہ کر لیا اور الجزائر کو ڈھال بنا کر ابن علان کے گرد محاصرہ تنگ کر دیا۔ ابن علان نے سخت تکلیف سے تنگ آ کر اپنی جان کی امان کی شرط پر اس نے دست برداری کے متعلق پوچھا تو سلطان نے اس کی شرط کو قبول کر لیا اور اس طرح سلطان ابوحمو نے الجزائر پر قبضہ کر لیا اور سے اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔

ابن علان، مسامح کی فوج کی حفاظت میں کوچ کر گیا اور یہ شلب میں سلطان کے پاس چلے گئے۔ پس پھر وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ ابن علان بھی اس کی رکاب میں تھا پس اس نے اسے وہاں ٹھہرایا اور اپنی شرط پوری کی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

فصل:

اہل مغرب کی تلمسان پر چڑھائی

جب عبدالحق بن عثمان نے حکومتی مشکلات سے تنگ آ کر فاس میں سلطان ابوالربیع کے خلاف بغاوت کی اور بنی مرین کے حاکم حسن بن علی بن ابی الطلاق نے وزیر رحو بن یعقوب کی مداخلت سے اس کی بیعت کر لی اور تازی پر قبضہ بھی کیا تو سلطان ابوالربیع نے ان پر حملہ کر دیا۔

لہٰذا انھوں نے سلطان ابوحمو کے پاس اپنا ایک روز بھیجا اور مدد طلب کی اور مغرب کے خلاف مدد دینے کا وعدہ بھی کیا۔ اسی دوران سلطان ابو الربیع فوت ہو گیا اور ابوسعید اس کی جگہ عثمان بن یعقوب بن عبدالحق مغرب کا خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ اور پھر اس نے سلطان ابوحمو سے مطالبہ کیا کہ جو لوگ یہاں سے تمھارے پاس آئے ہیں انہیں ہمارے حوالے کر دو تو اس نے ان سے کیا ہوا اپنا عہد توڑنے سے انکار کر دیا اور انہیں سمندر کی جانب کنارے کی طرف بھیج دیا۔ سلطان ابوسعید نے جلد ہی اس بات کو نظر انداز کر دیا اور اس سے صلح کر لی۔

پھر یعیش بن یعقوب بن عبدالحق کو اپنے بھائی سلطان ابوسعید کے ہاں جو مقام حاصل تھا اس کے بارے میں اسے شبہ ہو گیا کیونکہ اس کے بارے میں کچھ شکایات ملی تھیں بس وہ اس سے تنگ آ کر تلمسان چلا گیا اور سلطان ابوحمو نے اسے اس کے بھائی کے مقابلے میں پناہ دے دی۔ یہ بات اسے ناگوار گزری اور اس نے ۷۱۴ھ میں تلمسان پر حملے کا قصد کیا۔ اپنے بیٹے امیر ابوعلی کو امیر بنایا اور اسے اپنے ہراول دستے میں بھیجا اور خود ساقہ (پچھلا دستہ) میں چلنے لگا وہاں پہنچ کر وہ تلمسان کے مضافات میں داخل ہو گیا اور خوب لوٹ ماری کی اور وجدہ سے جنگ کر کے اسے تنگی میں ڈال دیا پھر وہاں سے بجایہ نے ان کی طرف قدم بڑھایا تو موسیٰ بن عثمان اس کی فصیلوں کے پیچھے قلعہ بند ہو گیا اور وہ اس کے مضافات اور رعایا پر غالب آ گیا اور سلطان ابوسعید اپنی فوج کو ساتھ لئے ہوئے اس کی حکومت کی مخصوص علامات اور بلاد کو تباہ و برباد کرنے لگا۔

پس جب موسیٰ بن عثمان کے گرد گھیرا تنگ ہو گیا اور شدید ذہنی تناؤ کا شکار ہو گیا اور اسے اپنے انجام کے متعلق خوف ہوا تو اس نے ان وزراء سے خطاب کرنے کا ایک نہایت موثر اور لطیف حیلہ اختیار کیا جنھیں وہ اپنے اموال دیا کرتا تھا اور انہیں ان کے سلطان کے مشوروں کے بارے میں دھوکہ میں ڈالا کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے پڑوسی لبلیش بن یعقوب سے ان کی مراجعت کا مطالبہ کیا اور یہ کہ وہ اسے اس کے بھائی سے حکومت دلوا دے۔ پر اس نے اس بارے میں ان کے خطوط سلطان ابوسعید کے پاس بھیجے تو ان خطوط کی وجہ سے وہ شدید ڈر اور خوف میں مبتلا ہو گیا اور خواص اور دوستوں پر بھی شک کرنے لگا۔

پھر وہ اسی تیاری میں مغرب کی طرف چلا گیا اور اس کی واپسی کے بعد اس کے بیٹے عمر نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ تو وہ کچھ عرصے کے لئے تلمسان اور اس کے باشندوں سے غافل ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کے متعلق وقت مقررہ پر حکم الٰہی آ گیا۔ و اللّٰہ تعالٰی اعلم۔

فصل:

بجایہ کے محاصرے کے ابتدائی حالات اور اس کے اسباب

جب سلطان ابوسعید مغرب کی طرف واپس آیا تلمسان سے کچھ عرصہ کے لئے غافل ہو گیا تو سلطان ابوحمو نے اپنی عملداری کے لئے اہل قاصیہ کی طرف جانے کی تیاری کی اور راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل اس جہالت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بلاد رودہ سے وادی شلب میں آن پہنچا اور اس کی قوم کے عمر رسیدہ افراد اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ پھر جب سلطان ابوحمو کو تلمسان کے بارے میں ہوش آیا تو اس نے اپنے بیٹے ابوتاشفین کو تلمسان پر عامل مقرر کیا اور خود راشد پر حملے کے لئے بڑھا اور اس کے لئے فوج ترتیب دی، تو وہ تیزی سے اس کے آگے اپنی مسافرت گاہ بجایہ کی طرف بھاگ گیا اور بنوسعید جبال شلب میں اپنے قلعوں میں اس کی دعوت پر قائم رہے۔

سلطان ابوحمو نے وادی تمل میں پہنچ کر خیمہ لگا کر اپنی عملداریوں کے باشندوں کو بنی ابوسعید کے محاصرہ کے لئے اکٹھا کیا جو کہ راشد بن محمد کے پیروکار تھے۔ اس کے وہاں پر ایک محل تعمیر کرایا جو کہ اسی کے نام سے موسوم اور مشہور ہے۔ پھر اس القاصیہ پر قبضے کے لئے فوجیں بھیجیں اور وہیں پر ۷۱۱ھ میں حاجب اپنے سفر حج سے واپسی پر اسے ملا۔ تو اس نے اسے بجایہ کے معاملہ میں دلچسپی دلائی اور اس کے خلاف ابھارا اور جب سے مولانا سلطان ابویحییٰ نے اسے خط بھیجا تھا اس وقت سے اس کے دل میں اس کی آرزو اور خواہش تھی۔ اس کے دل میں اس خواہش کا قصہ یوں ہے کہ جب اس نے اپنے بھائی خالد کے خلاف بغاوت کی اور قسطنطینہ میں اپنی دعوت دی اور بجایہ پر حملہ کیا تو اس نے وہاں سے شکست کھائی۔ پھر اس نے اپنی

حکومت کے بعض آدمیوں کو سلطان ابوحمو کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ اسے ابن خلوف اور بجایہ کے خلاف ابھاریں۔ پھر اسی طرح ابن خلوف نے اس کے پاس مدد طلب کرنے کے لئے آدمی بھیجے۔ تو اس طرح اس کے دل میں بجایہ کی حکومت حاصل کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی۔

ابن خلوف کی وفات کے پیش آنے والے حالات:...... جب ابن خلوف کا انتقال ہوگیا تو اس کا کاتب عبدالرحمان بن بلال اس کے پاس گیا تو اس نے اسے اکسایا اور ترغیب دی اور اسے الجزائر کے حالات سے غافل کر دیا۔ پس جب وہ الجزائر پر غالب آ گیا تو اس نے اپنے غلام مسامح کو ابن ابی حیی کے ساتھ فوج دے کر بھیجا۔ وہ لوگ ابھی جبل الزاب تک ہی پہنچے تھے کہ ابن ابی حیی فوت ہوگیا اور مسامح وہیں سے واپس آ گیا۔ پھر ہر وقت دشمن کے خوف نے اسے اس کے حالات سے غافل کر دیا۔

اور وہ شلب شہر میں آ پہنچا اور عثمان بن سباع بن یحییٰ بن سباع بن سہل امیر زدادوہ اس سے ملا اور اسے ان مغربی سرحدوں پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی جو کہ موحدین کی عملداری میں تھیں۔ تو اس نے خوشی سے فوجیں جمع کیں اور اپنے چچا ابوعامر بر بوم کے بیٹے مسعود کو ایک فوج کا سالار مقرر کیا اور اسے بجایہ کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔

اور اپنے چچا یوسف کے بیٹے کو محمد کو جو ملیانہ کا لیڈر تھا، دوسری فوج کا سالار مقرر کیا اور اپنے غلام مسامح کو بھی ایک فوج کا سالار مقرر کر کے ان کو بجایہ اور اس کے موراء علاقے پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا۔

اور موسیٰ بن علی الکردی کو ایک اور بہت بڑے لشکر کا سالار مقرر کیا اور اسے زدادوہ اور زغبہ عربوں کے ساتھ صحراء کے راستے بھیجا پس وہ سیدھے گئے اور انہوں نے اس کے قریب علاقوں میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور بلاد شرقیہ میں دور تک چلے گئے یہاں کہ بلاد زبونہ تک جا پہنچے پھر وہاں سے واپس لوٹے اور راستے میں قسطنطینہ سے گزرے تو کئی روز تک اس سے جنگ کرتے رہے اور ابن ثابت کے پہاڑ پر چڑھ گئے جو قسنطینہ پر جھانکتا تھا پس انھوں نے اسے لوٹ لیا اس کے بعد وہ بنی باوراء سے گزرے اور اسے بھی لوٹ لیا۔ پھر ان کے درمیان حسد کے باعث مقابلہ بازی پیدا ہوگئی تو وہ پراگندہ ہوگئے اور سلطان کے پاس چلے گئے اور مسعود بن بر ہو جب بجایہ کے محاصرے کے لئے گیا تو اس نے اپنی قیام گاہ باصفون میں ایک قلعہ تعمیر کیا۔ پھر وہ اپنی فوجوں کو اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا کرتا تھا۔ پس اس نے اس کے میدان میں تدبیر کی اور پھر قلعہ کی طرف واپس آ گیا اور اسی حالت پہ قائم رہا یہاں تک کہ اسے محمد بن یوسف کی بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ مگر وہ ایک مدت کے بعد ہی اس کے محاصرہ کے لئے واپس آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل:

محمد بن یوسف کی بلاد توجین میں بغاوت اور سلطان کے ساتھ معرکہ آرائی

جب محمد بن یوسف مشرق کی طرف واپس آیا اور موسیٰ بن علی الکردی اس سے پہلے سلطان کے پاس چلا گیا تو اسے شدید غصہ آیا اور سلطان کے پاس اس کی شکایت ہوئی تو اس سے اسے ملیانہ سے معزول کر دیا۔ اس نے اس غم کی وجہ سے سر جھکا لیا۔ اور اس نے تلمسان میں اپنے بیٹے امیر ابو تاشفین سے ملاقات کرنے کے بارے میں اس سے دریافت کیا اور وہ اس کا خواہرزادہ بھی تھا تو اسے اجازت مل گئی۔ اور اس کے بیٹے کو اسے گرفتار کرنے کے لئے کہا مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

پھر اس نے سلطان کے پڑاؤ کی طرف واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور جب وہ اس کے پاس پہنچا تو وہ انجان بن گیا اور اسے روک دیا۔ تو وہ شک میں پڑ گیا اور اس کا دل خوف سے بھر گیا اور پڑاؤ سے بھاگ کھڑا اور المریہ چلا گیا اور سلطان ابوحمو کے عامل یوسف بن حسن بن عزیز کے پاس پناہ لی تو اس نے اس سے اور اس کی قوم سے اپنی بیعت لی۔ پھر انھوں نے سلطان کے پڑاؤ پر چڑھائی کر دی جو کہ محل ہی میں تھا تو اس نے اپنی فوج کے ساتھ ان سے جنگ کی۔

سلطان کی شکست:......اس جنگ میں سلطان میں سلطان کو شکست ہوئی اور وہ تلمسان چلا گیا اور محمد بن یوسف بنی توجین اور مفراوہ پر غالب آ گیا اور پھر ملیانہ چلا گیا سلطان کچھ عرصہ تلمسان میں رہنے کے بعد وہاں سے نکلا اور فوج کو از سر نو منظم کیا اور مسعود بن برھوم کو پیغام بھیجا کہ وہ بھی فوج کو لے کر بجایہ کے محاصرے کے لئے پہنچے تا کہ پیچھے سے اس کی ناکہ بندی کر سکے۔ ادھر محمد بن یوسف نے اس سے الجھنے کے لئے ملیانہ سے بغاوت کر دی تو اس نے ملیانہ پر یوسف بن حسن بن عزیز کو گورنر مقرر کر دیا اس نے بلاد ملیکش میں محمد بن یوسف سے جنگ کر کے اس کو شکست دے دی تو اس نے جبل مرصالہ میں جا کر پناہ لی۔

اور مسعود بن مرھوم نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر وہ بھاگ کر سلطان کے پاس چلا گیا اور ان سب نے مل کر ملیانہ سے جنگ کی اور سلطان ملیانہ میں زبردستی داخل ہو گیا اور یوسف بن حسن کو اس کی کمین گاہ کے ایک راستے سے پکڑ کر اس کے پاس لایا گیا تو اسے معاف کر کے آزاد کر دیا پھر اس نے المریہ پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے نواح کے لوگوں سے ضمانت لی اور پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

محمد بن یوسف نے ان نواح پر خوب احسانات کیے اور اس طرف اس کی دعوت پھیل گئی اور اس نے سلطان ابو یحیٰی سے اطاعت کے بارے میں گفتگو کی تو اس نے اس کی طرف تحائف اور آلہ بھیجا اور یغمراسن بن زیان کا افریقہ کا حصہ اس کے لئے مخصوص کر دیا۔

اور اُسے مدد دینے کا بھی وعدہ کیا اور بنی توجین کے بقیہ علاقے پر قبضہ کر لیا اور جبل وانشریس کے بنو تیغرین نے اس کی بیعت کر لی، پس یہ ان پر غالب آ گیا پھر سلطان نے ۷۷۱ھ مشرق پر حملہ کیا اور المریہ پر قابض ہو گیا اور یوسف بن حسن کو محمد بن یوسف کی مدافعت کے لئے وہاں کا گورنر مقرر کیا اور اس سے اور عملداریوں کے باشندوں سے اور زناتہ کے قبائل اور عربوں سے، حتیٰ کہ اپنی قوم بنی عبدالواد سے ضمانت لینے میں کوئی کمی نہ کی اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور انہیں گاؤں میں اُتارا، جو ایک وسیع نشیب ہے، جو بعض عظیم شہروں کے مشابہ ہے جسے اس نے گروی رکھنے کے لئے بنایا تھا اور وہ اس میں اس تک بڑھ گیا کہ اس نے ایک بطن اور ایک قبیلے اور ایک خاندان سے متعدد ضمانتیں لیں اور یہ معاملہ شہری اور سرحدی باشندوں اور مشائخ اور عوام تک تجاوز کر گیا پس اس نے اس قصبہ کو ان کے بھائیوں اور بیٹوں سے بھر دیا اور اس اُسے قوموں کے بعد قوموں سے پُر کر دیا اور انہیں گھر بنانے اور عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دے دی اور ان کے لئے مساجد کی حد بندی کر دی پس انھوں نے وہاں جمعہ کی نماز پڑھی اور وہاں کے بازار اور صنعتیں خوب چلیں اور اس عمارت کا حال اس سے کہیں عجیب تر تھا جو گزشتہ زمانوں میں قید خانے کا بیان کیا گیا ہے اور محمد بن یوسف، بلاد توجین میں اپنے خروج کے مقام پر ہی مقیم رہا، یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔

فصل:

سلطان ابوحمو کے قتل ہونے اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابوتاشفین کے حاکم بننے کے حالات

سلطان ابوحمو نے اپنے چچا برہوم کے بیٹے کو اس کی فہم و فراست اور بہادری کی وجہ سے اپنے تمام خاندان والوں میں سے منتخب کر کے اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ابو عامر یعنی برہوم نے اپنے بھائیوں میں سے عثمان بن یغمراسن کو اپنا مقرب خاص بنا لیا تھا وہ اسے اپنے بیٹوں پر بھی ترجیح دیتا تھا، ہر معاملے میں اس سے مشورہ لیتا اور اپنی خاص مجلسوں میں اسے اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔

ابوتاشفین:......اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی طرف ابوتاشفین کو اس کے عجم سے آئے ہوئے دوستوں کے ساتھ بھیجا جو اس کی خدمت کرتے تھے۔ ان میں ہلال جو قطائی کے نام سے مشہور تھا اور مامع جسے صغیر کے نام سے پکارا جاتا تھا، اس کے علاوہ فرج بن عبداللہ ظافر، مہدی، علی بن تادرت بھی شامل تھے۔

ان سب میں اُسے ہلال سے سب سے زیادہ محبت تھی، جس کی پاداش میں اسکا باپ ابوحمو اکثر اسے ڈانٹا اور حد سے زیادہ ہی اسے برا بھلا کہتا جس کی وجہ سے وہ اپنے والد ابوحمو سے ناراض رہنے لگا، ابوحمو کا خوف عجمی کافروں کے دل میں گھر کر چکا تھا اس لئے ابوتاشفین کو اپنے باپ کے خلاف اکسائے رہتے اور اسے طعنے دیتے کہ تمھارے باپ نے تمھیں چھوڑ کر ابوعامر کے بیٹے کو اپنا مصاحب خاص بنالیا ہے۔ اس کے علاوہ مسعود بن ابی عامر نے ابوحمو کے مقابلے میں آنے والے باغی محمد بن یوسف کو بجایہ کے مقام پر زبردست شکست سے دوچار کیا تھا اور زبردست شجاعت و بہادری کا مظاہر کیا تھا۔ سلطان اس واقعہ کی وجہ سے بھی اپنے بیٹے کو ہمیشہ عار دلاتا رہتا۔

عثمان کی وصیت:..... ابوتاشفین نے چچا ابوعامر نے بادشاہوں کی صحبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سا مال اور جاگیریں جمع کر لی تھیں۔ جب ۷۹۶ھ میں ابوعامر کا انتقال ہوا تو اس کے بھائی عثمان نے ابوعامر کے بیٹے کو حسب وصیت اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور جب اس نے ان حالات میں کچھ بہتری محسوس کی تو سلطان ابوحمو نے سوچا کہ وہ اس کی کمزوری دور کرنے کے لئے اس کے باپ کی وراثت اسے دے دے چنانچہ وہ اس کے مال کو اس کے پاس لے گیا۔

جب اس بات کی اطلاع اس کے بیٹے ابوتاشفین اور اس کے عجمی کافر دوستوں کو ہوئی تو انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ حکومت کا مال ہے جو انہیں دیا جا رہا ہے چنانچہ انہوں نے سلطان پر الزام لگایا کہ وہ اپنے پر ابوتاشفین کے عجمی دوستوں نے اُسے حکومت پر حملہ کرنے کے مسعود بن ابی عامر کو دھوکے سے قتل کرنے اور سلطان ابوحمو کو قید کرنے کے لئے اکسایا تا کہ وہ مکمل طور پر خود مختار ہو جائے۔ اس کے لئے انہوں نے دو پہر کا وقت مقرر کیا جس وقت سلطان اپنی مجلس سے محل میں واپس لوٹا کرتا تھا محل کے بعض کمروں میں اس کے خاص دوست جمع تھے جن میں مسعود بن ابی عامر اور بنی ملاح کے وزراء بھی تھے۔

بنو ملاح:..... بنو ملاح کو سلطان نے اپنے گھر کی آمدنی و مصارف، اندرونی و بیرونی معاملات کی نگرانی کی کے لئے ہوا تھا۔ بنو ملاح قرطبہ کے رہائشی تھے، وہاں پر وہ دراھم و رنانیر کے سکے کے پیشے سے منسلک تھے۔ انکا پہلا آدمی قرطبہ کے مسافروں کے ساتھ تلمسان آیا تھا۔

یہاں پہنچ کر انہوں نے کاشتکاری کا پیشہ اختیار کیا اور بعض عثمان بن یغمر اسن اور اس کے بیٹے کی خدمت میں لگ گئے اس طرح انہیں ابوحمو کی حکومت میں بڑی اہمیت اور فوقیت حاصل ہوگئی اس کے بعد محمد بن میمون ابن الملاح محمد الاشقر، اس کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم بن محمد کو اپنی حجابت پر مقرر کیا۔ اس کے ساتھ اس قرابت داروں میں سے علی بن عبداللہ بن الملاح بھی شریک ہوگیا یہ دونوں ابوحمو کے گھر کے ذمہ دار تھے اور اس کے خواص کے ساتھ اس کی خلوت میں بھی شریک تھے۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس روز یہ سلطان کے ساتھ مجلس کے برخاست ہو جانے کے بعد حاضر ہوئے، اور اس کے ساتھ قرابت داروں میں سے مقتول مسعود، حماموش بن عبدالملک بن حنیفہ، غلاموں میں سے معروف الکبیر بن ابی مفتوح بن عشر بھی تھے جو نصر بن علی کے بیٹوں میں سے تھا جو بنی یزید بن توجین کا امیر تھا اور سلطان سے اسے اپنا وزیر بنایا ہوا تھا۔

ابوتاشفین کا حملہ:..... ابوتاشفین کو جب ان کے اکٹھے ہونے کا پتہ چلا تو اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ ملکر محل پر حملہ کر دیا اور حاجب کو دروازے ہی پر قابو کر کے تمام لوگ محل میں داخل ہو گئے۔ سلطان ابوحمو کو ایک شخص نے آگے بڑھ کر قتل کر دیا، ابوتاشفین اُن سے الگ رہا۔

ابوسرجان گھر کے ایک کمرے میں چھپ گیا اور دروازے کو اندر سے بند کر لیا لیکن انہوں نے دروازے کو توڑ کر اسے بھی قتل کر دیا۔ محل میں موجود تمام خواص و عام کو قتل کیا گیا، بنو ملاح کو قتل کر کے ان کے گھروں کو لوٹ لیا گیا پھر شہر کی گلیوں میں گھوم پھر کر ایک منادی نے صدا لگائی کہ ابوسرحان نے سلطان سے خیانت کی ہے اور اس کے بیٹے ابوتاشفین کو اس سے بدلہ لیا ہے اور لوگوں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔

سالار افواج موسیٰ بن علی:..... سپہ سالار موسیٰ بن علی نے جب یہ خبر سنی تو وہ سید حاصل کی طرف روانہ ہوا اسے خوف تھا کہ کہیں مسعود تخت نشین نہ ہو جائے اس لئے اس نے اس کے رشتے دار عباس بن یغمر اسن کی طرف پیغام بھیجا تو اسے اس نے محل کی طرف بلایا اتنے میں منادی کرنے والا جب

ان کے قریب سے گزرا تو اب نہیں ابوسرحان کی موت کی تصدیق ہوگئی۔ عباس کو واپس گھر کی طرف روانہ کر دیا اور خود سلطان ابوتاشفین سے ملاقات کے لئے چلا گیا، سپہ سالار کو جنگ سے بڑی حیرت ہوئی۔ ابوتاشفین نے اسے تسلی دی اور اسے اپنے باپ کی نشست گاہ پر اپنے ساتھ بٹھایا اور اس سے اپنی قوم کی بیعت کی خصوصاً اور دوسرے لوگوں عموماً بیعت لینے کی ذمہ داری لی۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الاولیٰ میں پیش آیا۔ اس کے بعد سلطان نے قصر قدیم میں اسلاف کے مقبرہ میں اس کے کفن دفن کا انتظام کر دیا اور وہ دوسروں کے لئے عبرت بن گیا۔

سلطان نے اپنی حکومت کے آغاز میں بنوملاح کے بقیہ قرابت داروں کو جو یغمراسن کی اولاد میں سے تلمسان سے یہاں آئے تھے انہیں ایک طرف لگانے کے لئے غلام ہلال کو اپنی حجابت پر مقرر کیا۔ چنانچہ ابتداء حکومت سے ہی ہلال اس کے سیاہ وسفید کا مالک بن چکا تھا یہاں تک کہ اس نے اس کو بر طرف کر دیا جس کا بیان آگے آنے والا ہے۔

پھر اس نے یحییٰ بن موسیٰ کو شیراب اور مفراوہ کے مضافات کا امیر مقرر کیا اور محمد بن سلامہ بن علی کو اس کی عملداری پر مقرر کیا جو توجین کے بنی یدللتن کے علاقے میں تھی اور اس کے بھائی سعد کو معزول کر دیا تو وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور موسیٰ بن علی الکردی کو مشرق کی طرف امیر مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ بجایہ کے محاصرہ کا کام بھی سپرد کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی حکومت کو آمادہ کر کے ملک میں محلات اور باغات بنانے شروع کر دیئے۔

فصل:

سلطان ابوتاشفین کا جبل وانشریس میں محمد بن یوسف پر حملہ کرنا اور اس پر غالب آنا

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ محمد بن یوسف، سلطان ابوحمو کی واپسی کے بعد جبل وانشریس اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا تھا اور مفراوہ کی ایک جماعت بھی اس کے پاس پہنچ چکی تھی جس کی وجہ سے اس کی حکومت مضبوط ہوگئی تھی۔ اور آس پاس کے علاقوں میں اس کی قوت بڑھ گئی۔ چنانچہ یہ دیکھ کر ابوتاشفین نے اس پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا اور اپنی فوج کو تمام تر قوت کے ساتھ انشریس کے محاصرہ پر لگا دیا اس محاصرہ میں ابوتاشفین کو بنوتوجین کی حمایت بھی حاصل تھی اور محمد بن یوسف کو مفراوہ کی تائید حاصل تھی۔

بنوتوجین میں سے تیغرین، ابن عبدالقوی کے دوست تھے جیسا کہ ہم بیان کریں گے کہ وہ اپنی ریاست میں عمر بن عثمان کی طرف رجوع کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ اس سے برہم و ناراض رہتا تھا اور اسی ناراضگی کی وجہ سے اس نے سلطان ابوتاشفین سے مل کر سازباز کی اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ اس کی جانب سے چڑھائی کرے گا۔ پس سلطان نے جبل کے ملانے میں ان پر حملہ کر دیا اور وہ سب توکال کے قلعے میں قلعہ بند ہو گئے۔

عمر بن عثمان نے اپنی قوم کے ساتھ آٹھ ماہ تک محاصرہ کیا جس کے نتیجے میں عمر بن عثمان نے قلعہ کو فتح کر لیا اور محمد بن یوسف کو گرفتار کر کے سلطان کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ سلطان کے پاس آتے وقت سواری ہی پر عمر بن عثمان نے اسے اپنا نیزہ مارا پھر غلاموں نے اسے اپنے نیزوں سے نوچ کر اس کی گردن تن سے جدا کر دی اور اس کا سر نیزہ پر چڑھا کر تلمسان لایا گیا۔ اس کے سر کو شہر کے برجوں پر نصب کر دیا گیا۔

پھر سلطان نے جبل وانشریس اور بنی عبدالقوی کے مضافات پر عمر بن عثمان کو امیر مقرر کر دیا اور اپنے غلام سعید عربی کو المریہ کی عملداری پر مقرر کیا پھر اسی کے ذریعے مشرق کی سمت میں "وادی البجان میں جہاں بلاد حمزہ سے قبلہ تک پہنچانے والی گھاٹی ہے" رہنے والے قبائل ریاح پر حملہ کر دیا اور وہاں پر خوب مار کرنے کے بعد بجایہ کی طرف روانہ ہوا اور تین دن تک اس کے میدان میں شب باش ہوا۔ جہاں ان دنوں حاجب بن عمر رہتا تھا جسے وہ فتح نہ کر سکا اور تلمسان واپس آ گیا۔ یہاں تک اس کا وہ حال ہوا جیسے ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل:

بجایہ کے محاصرے، موحدین کے ساتھ

طویل جنگیں، سلطان کی موت اور اس کی زوالِ حکومت کے احوال کا بیان

۷۱۹ھ میں سلطان بجایہ کے محاصرے سے واپس لوٹ آیا تو اب اس نے مشرق میں بلادِ موحدین کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ ۷۲۱ھ میں اس کی فوجوں نے ان سے جنگ کی اور بجایہ کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔

پھر دوبارہ ۷۲۱ھ میں سپہ سالار موسیٰ بن علی الکردی کی رفاقت میں قسطنطینہ پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا مگر اسے فتح نہ کر سکا اور واپس لوٹ آیا۔

وادی بجایہ کے آغاز پر آنیوالے درہ پر اس نے قلعہ بکر تعمیر کروایا اور شلب کے امیر یحییٰ بن موسیٰ کی نگرانی کے لئے وہاں اپنی فوجیں اتار دیں اور خود تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ موسیٰ بن علی نے ۷۲۲ھ تیسری بار بھرپور طریقے سے حملہ کیا اور بجایہ کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور کئی روز تک بجایہ سے جنگ کرتا رہا لیکن اسے فتح نہ کر سکا بالآخر ناکام واپس لوٹ آیا۔

۷۲۳ھ میں حاکم افریقہ کے سلطان ابو یحییٰ کے خلاف فریادی بن کر سلطان حمزہ بن عمر بن ابی لیل کے پاس گیا جو افریقہ میں صحرانشینوں کا بڑا سردار تھا۔ اس نے ان کے ساتھ بنو توجین، زناتہ اور بنو راشد کی فوجیں روانہ کیں اور ان کے سالاروں کی یہ ذمہ داری مقرر کی کہ وہ اس کے سالار موسیٰ بن علی الکردی کی نگرانی کریں پس وہ افریقہ کی طرف بڑھے چنانچہ سلطان ان کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ مرماجنہ کے مقام پر انہیں شکست ہوئی اور بہت لوگ قتل ہوئے اور اسکا غلام مسامح بھی مارا گیا۔ جس وقت موسیٰ بن علی واپس آیا تو سلطان نے اس پر منافقت کا الزام لگایا۔ اس مصیبت کا ذکر ہم اس کے احوال میں کریں گے۔

۷۲۴ھ میں سلطان نے بجایہ کے نواح میں اپنی فوجیں روانہ کیں جہاں ان کا مقابلہ ابن سید الناس سے ہوا اسے یعنی سید الناس کو زبردست شکست ہوئی اور وہ شہر کی طرف بھاگ گیا۔ ۷۲۵ھ میں سلیم کے مشائخ حمزہ بن عمر بن ابی لیل اور طالب بن مہلہل العجلان جو کعوب کی امارت حاصل کرنے کے لئے باہم جھگڑتے رہتے تھے اور بنی القوس میں سے محمد بن سکین جو حکیم کے بڑے آدمی تھے یہ سب سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے افریقہ کے خلاف حملہ کرنے پر ابھارا۔ اس نے اپنے سالار موسیٰ بن علی کے ساتھ اپنی فوجیں روانہ کیں اور ابراہیم بن ابی بکر الشہید کو ان کا امیر مقرر کیا جو حفصیوں کے شرفاء میں شمار ہوتا تھا۔

سلطان ابو یحییٰ کا جنگ کرنا:..... سلطان ابو یحییٰ تونس سے نبرد آزما ہونے کے لئے میدان میں نکلا لیکن وہ قسطنطینہ کی طرف سے خوف میں مبتلا تھا چنانچہ وہ اس سے پہلے ہی وہاں پہنچ گیا۔ موسیٰ بن علی کو اس نے تمام فوجی قوت کے ساتھ قسطنطینہ پر مقرر کیا جبکہ سلیم بن ابی بکر الشہید نے سلیم کے قبائل کے ساتھ ملکر تونس پر قبضہ کر لیا اور یہ سب ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ موسیٰ بن علی قسطنطینہ کو فتح نہ کر سکا اور پندرہ دن تک محاصرہ کرنے کے بعد رات کے وقت محاصرہ ختم کر کے واپس تلمسان آ گیا۔

موسیٰ بن علی:..... سلطان نے ۷۲۶ھ میں اسے فوجوں کے ساتھ الفاحیہ پر قبضہ کرنے اور سرحدوں کے محاصرہ کرنے کی تاکید کے ساتھ روانہ رکھا اس نے قسطنطینہ سے جنگ کی اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں خوب لوٹ مار کی پھر بجایہ کا محاذہ کیا لیکن پھر محاصرہ ختم کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس نے محسوس کیا کہ قلعہ بکر دوری کی وجہ سے اس کی طرف فوجوں کے بھیجنے کے لئے مناسب نہیں اس لئے اس نے قریب ہی ایک جگہ تعمیر کے لئے تلاش کی چنانچہ اس نے وادی بجایہ میں سوق الخمیس کے مقام پر ایک شہر کی منصوبہ بندی کی تاکہ وہاں سے فوجیں تیار کر کے بجایہ بھجوائی جا سکیں عام اور فوجوں نے ملکہ چالیس دن میں اس شہر کی تعمیر مکمل کی۔ قلعہ کا نام انہوں نے ایک قدیم قلعے کے نام پر "مزیزدکت" رکھا۔ اور اس قدیم قلعہ میں جبل کی

حکومت سے قبل وجدہ میں بنی عبدالواد مقیم تھے۔

موسیٰ بن علی نے اس نئے تعمیر شدہ قلعے میں تین ہزار فوج جمع کی اور سلطان کے حکم سے مغرب اوسط کے تمام گورنروں نے گندم، چمڑے، نمک اور دیگر ضروریات سے کا سامان وہاں بھجوانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد اس نے دیگر قبائل سے اطاعت کا عہد لیا ان سے ٹیکس بھی وصول کیا۔ اس طرح بجایہ پہ موسیٰ بن علی کا دباؤ بڑھ گیا اور اس نے محاصرہ سخت کر دیا۔

سلطان ابویحییٰ نے ۷۲۷ھ میں اپنی فوجوں اور سالاروں کو جبل نبہ عبدالجبار کی جانب سے بجایہ کی طرف بھیجا، وہاں کا سردار ابوعبداللہ بن سید الناس بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب موسیٰ بن علی کو اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے پیچھے کی جانب سے فوجوں کو جمع کرنا شروع کیا اور البدار میں بھی فوج کو اطلاع بھیج دی۔ چنانچہ دونوں فوجیں تامزیزدکت کے نواح میں مڈبھیڑ ہوئیں اور گھمسان کا ان پڑا اور ابن سید الناس میدان چھوڑ بھاگ نکلا۔

ظاہر الکبیر کی وفات:.....عجمی کافروں کے موالی کا پیشرو ظاہر الکبیر نے سلطان کے دروازے پر پڑاؤ ڈالا ہوا تھا وہیں اسکا انتقال ہو گیا اور ان کا مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ اسی طرح جب سلطان اپنے سالار موسیٰ بن سنوسی کو سالار منتخب کر کے افریقہ کی جانب پیش قدمی کے لئے روانہ کر دیا۔

چنانچہ انہوں نے قسطنطینہ کے مضافات میں خوب فساد مچایا اور بونہ شہر تک پہنچ کر واپس آ گئے۔

حمزہ بن عمر کا ابوتاشفین کے پاس فریاد کرنا:.....۷۲۹ھ میں حمزہ بن عمر سلطان ابوتاشفین کے پاس فریادی بن کر گیا۔ اسی کے ساتھ یا اس کے بعد عبدالحق بن عثمان جو بنو مرین میں شول کا سردار تھا وہ بھی گیا تھا۔ وہ کئی سالوں سے سلطان ابویحییٰ کے پاس مقیم تھا یہ سلطان کی کسی بات سے ناراض ہو کر تلمسان چلا آیا۔

سلطان نے یحییٰ بن موسیٰ کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ اپنی فوج کو محمد بن ابی بکر بن عمران کی قیادت میں روانہ کیا جو حنفی شرفاء میں سے تھے۔

سلطان ابویحییٰ نے بلاد ذہوارہ کے نواح میں مقام الدیاس میں ان سے جنگ کی اور عورتوں سمیت ان کی پالکیوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے دونوں بیٹوں احمد اور عمر کو گرفتار کر کے تلمسان روانہ کر دیا۔

تونس پر قبضہ:.....مولانا سلطان ابویحییٰ اس معرکے کے بعد قسطنطینہ چلا گیا۔ اس معرکے میں سلطان کو زخم بھی آئے تھے۔ اس کے بعد یحییٰ بن موسیٰ اور ابن ابی عمران نے تونس پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ یحییٰ بن موسیٰ چالیس دن تونس میں گزارنے کے بعد زناتہ کی فوجوں کے ساتھ انہیں چھوڑ کر واپس تلمسان آ گیا۔

جب اس کی خبر سلطان ابویحییٰ کو ہوئی تو اس نے تونس پر حملہ کر کے وہاں سے ابن ابی عمران کو ہٹا دیا حالانکہ اس سے قبل اس نے بجایہ سے اس کے بیٹے ابوزکریا یحییٰ کو مشائخ موحدین میں سے محمد بن تافرکین کے ساتھ ابوتاشفین کے پاس فریادی بنا کر بھیجا تھا اور یہی بات اس کی حکومت کے خاتمے کا سبب بن گئی اور اسکا بیان اگلے صفحات میں آئے گا۔

سلطان ابوتاشفین کے ساتھ اہل بجایہ کی سازباز:.....بجایہ کے کچھ لوگوں نے سلطان ابوتاشفین کے ساتھ ملکر بجایہ پر حملہ کرنے اور اسے فتح کرنے کے واسطے بجایہ کی کمزوری سلطان کے سامنے بیان کر دی چنانچہ سلطان نے اسی جانب سے بجایہ پر حملہ کر دیا لیکن حاجب ابن سید الناس اس کی اطلاع پاتے ہی فوراً وہاں پہنچ گیا اور سازش میں شریک تمام افراد کو قتل کر دیا۔ چنانچہ سلطان ابوتاشفین بجایہ سے واپس چلا گیا۔ بنوعبدالواد کے بڑے لوگوں میں سے عیسیٰ بن مزروع کو تامزیزدکت کی فوج پر سپہ سالار مقرر کیا اور اسے ایسا قلعہ بنانے کی ہدایت کی جو بجایہ سے قریب تر ہو چنانچہ اس نے بجایہ کے سامنے ایک اونچی جگہ وادی یاقوت پر قلعہ تعمیر کیا اور بجایہ کا محاصرہ سخت کر دیا۔

لیکن سلطان ابوالحسن نے اس جگہ پر کنٹرول حاصل کر کے کی طرف بھاگ گئی۔ پھر سلطان ابویحییٰ نے ۷۳۲ھ میں اپنی بھرپور فوج قوت کے ساتھ تونس سے تامزیزدکت پر حملہ کر کے اسے تہس نہس کر دیا اور ایک ہی دن میں اسے اس طرح کر دیا جیسے وہ کل گذشتہ کو یہاں موجود نہ تھا۔ تمام حالات تفصیل سے ہم بیان کر چکے ہیں۔

فصل:

بنو مرین کے درمیان جنگ، تلمسان میں

ان کا محصور ہونا اور سلطان ابوتاشفین کے قتل ہونے کے حالات

سلطان ابوتاشفین نے اپنی حکومت کے آغاز ہی میں سلطان ابوسعید سے دوستی کا معاہدہ کر لیا تھا۔ لیکن جب اس کے بیٹے ابوعلی نے سجلماسہ میں اپنی خودمختاری کے بعد ۷۲۲ھ میں اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو اس نے ابوتاشفین کے پاس اپنے بیٹے قعقاع کو بھیجا تا کہ وہ اپنے باپ کو راستے سے ہٹا سکے۔ خود وہ مراکش پر حملہ کر کے اس میں داخل ہو گیا، سلطان ابوسعید نے بھی اس پر حملہ کر دیا یہ صورت حال دیکھ کر ابوتاشفین نے اپنے سالار موسیٰ بن علی کو فوجوں کے ساتھ تازی کے مضافات کے علاقوں میں بھیجا، مقام کارث پر پہنچ کر اس نے خوب لوٹ مار مچائی اور کھیتوں کو آگ لگانے کے بعد واپس آ گیا۔ اس تمام کاروائی کو سلطان ابوسعید نے اپنے خلاف حملہ تصور کیا۔

اسی اثنا میں ابوتاشفین نے اپنے وزیر داؤد بن علی بن مکن کو ایلچی بنا کر سجلماسہ میں سلطان ابوعلی کے پاس بھیجا لیکن وہ ناراض ہو کر وہاں سے لوٹ آیا، اس کے بعد ابوتاشفین نے سلطان ابوسعید سے صلح کر لی اور یہ دونوں اس صلح پر ایک لمبے عرصے تک قائم رہے۔

سلطان ابن ابی یحییٰ کا سلطان ابوسعید پر غالب آنا: ...... جب مولانا سلطان ابویحییٰ کا بیٹا سلطان ابوسعید پر غالب آیا اور اس غلبہ کے بعد انہیں رشتہ داری بھی قائم ہو چکی تھی جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے۔ اس صورت حال کے بعد جب سلطان ابوسعید کا انتقال ہوا تو سلطان ابوالحسن نے اپنے ایلچیوں کو سلطان ابوتاشفین کے پاس بھیجا تا کہ اسے بجایہ کے محاصرہ سے باز رہنے کے بارے میں مطلع کر سکیں ورنہ اسے تلمسان پر حملہ کی خبر دے دی۔

ابوتاشفین کی شکست: ...... یہ سننے کے بعد ابوتاشفین نے ایلچیوں کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا حتی کہ اسکے غلاموں تک نے ایلچیوں کو خوب برا بھلا کیا۔ جب یہ خبر ابوالحسن کو پہنچی تو اس نے زبردست فوجی قوت کے ساتھ ۷۳۲ء میں تلمسان پر حملہ کر دیا اور ابوتاشفین کو تاسالہ تک دھکیل دیا۔ وہاں اپنی فوجی چھاؤنی بنائی اور ایک طویل عرصے تک وہاں قیام کیا اس کے بعد ابوالحسن نے اپنے مقرب خاص حسن بطوی کو فوجوں کے ساحل وہران کے راستے بحری بیڑوں پر سوار کرا کر بجایہ کی طرف بھیجا سلطان ابویحییٰ بجایہ میں ان سے ملے۔ اب دونوں فوجیں تلمسان پر حملہ کرنے بنوعبدالواد سے جنگ کرنے اور تامزیزدکت کی طرف گیا تو بن عبدلواد کی فوجیں وہاں سے بھاگ نکلیں۔ موحدین کی فوجوں نے وہاں خوب لوٹ مار کی اور قلعہ کی دیواروں کو زیر زمین کر دیا اور یوں بجایہ کے محاصرہ کی تکلیف سے انہیں چھٹکارا ملا۔

ابوعلی کی بغاوت: ...... اسی شکست و ریخت کے دوران ابوعلی بن سلطان ابوسعید نے اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کر دی سجلماسہ سے درعہ تک کے علاقے کو اپنے کنٹرول میں کرنے کے بعد وہاں کے گورنر کو قتل کر دیا۔ ابھی اگلی سطور میں تفصیل سے اس کا ذکر آئے گا۔

سلطان ابوالحسن کو تاسالہ کے علاقے میں جب اس واقعہ کی اطلاع پہنچی تو اس نے پلٹ کر اس پر حملہ کر دیا۔ سلطان ابوتاشفین نے ابوعلی کی مدد کے لئے اپنی فوج کو اچھی طرح ترتیب دیکر روانہ کیا تا کہ وہ سلطان ابوالحسن کو اپنے راستے سے ہٹا سکے۔

اس مقصد کے لئے اس نے قبائل زناتہ کی افواج کو بھی جمع کیا یوں ۷۳۳ھ میں اس نے مغرب کی سرحدوں پر حملہ کر دیا اور وہاں اسکا مقابلہ تاشفین بن سلطان ابوالحسن اور اس کے ساتھ مندیل بن حمامۃ جو بنی مرین کا شیخ تھا اس کی فوجوں کے ساتھ ہوا بالآخر سلطان ابوتاشفین وہاں سے بھاگ نکلا اور تلمسان پہنچ کر دم لیا۔

سلطان ابوالحسن کا اپنے بھائی پر غلبہ پا کر اسے قتل کرنا:..... جب سلطان ابوالحسن نے اپنے بھائی پر غلبہ حاصل کیا تو ۳۴ ء میں اسے قتل کر دیا اس کے بعد اس نے تلمسان کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس مقصد کے لئے اس نے اپنی تمام تر کوشش فوجوں کو جمع کرنے کے لئے لگادی اور جب افواج کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا تو اس نے فیصلوں کے ارد گرد باڑ لگوادیں اور خندقیں کھدوادیں پھر تمام اطراف سے اپنی افواج کو بھیجا شروع کر دیا جس نے آس پاس کے تمام علاقوں کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

جیسا کہ آگے چل کر اسکا بیان ہوگا۔ شہر وحدہ کو تباہ و برباد کر دیا صبح وشام زبردست جنگ ہوئی۔ منجنیقوں کو نصب کر دیا گیا اور وہاں پر ابوتاشفین، بنوعبدالواد، بنوتوجین میں سے زناتہ کے لیڈر محفوظ ہو چکے تھے۔ لیکن ایک روز زبردست جنگ ہوئی جس میں ان کے بڑے بڑے امراء اور بہادر قتل کئے گئے۔ اس کا واقعہ کچھ اس طرح ہوا کہ سلطان ابوالحسن سحری کے وقت ان پر حملہ کرتا تھا اور جو فصلیں اس نے ان کے مقابلے کے لئے بنائی ان کی دیکھ بھال کرتا اور شگافوں کو درست کرتا تھا۔

ابوتاشفین کے جاسوس:..... ابوتاشفین اپنے جاسوسوں کو موقع کی تلاش کے لئے روزانہ بھیجتا۔ ایک روز جب وہ اکیلا گشت کے لئے نکلا تو انہوں نے گھات لگا کر اس پر حملہ کر دیا اور اسی بات کی اطلاع چھاؤنی میں مقیم فوج کو بھی مل گئی وہ سب انفرادی اور اجتمائی طور پر سوار ہو کر مقابلے کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور اس کے دونوں بیٹے امیر عبدالرحمٰن اور امیر ابومالک بھی اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر نکل گئے پھر زبردست مقابلہ شروع ہوا۔

بنی مرین کا لشکر ان پر ٹوٹ پڑا۔ ہاں آخر شہر کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلی۔ اس روز لوگ قتل ہوئے جن کا شمار مشکل تھا۔ بنو توجین کے بڑے بڑے امراء روساء، جبل وانشریس کے گورنر محمد بن سلامہ بن علی امیر بنی یدللتن قلعہ تاوغزدت اور اس کے مضافات کے عملدار وغیرہ سب اسی روز جنگ میں کام آ گئے۔

اسی روز حکومت کا بازو ٹوٹ گیا۔ سلطان ابوالحسن ۲۷ رمضان ۷۳۷ھ میں آخر کار تلمسان میں داخل ہو گیا۔ سلطان ابوتاشفین اسے کے دونوں بیٹے عثمان ومسعود، اس کا وزیر موسیٰ بن علی، عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبدالحق جو بنی مرین کے شرفاء میں سے تھے سب کے سب تونس چلے گئے۔ عنقریب اس کے حالات بیان ہوں گے۔

ابوزیان اور ابوثابت کا قتل ہونا:..... اس روز جنگ کے دوران اس کے بھائی کے دو بیٹے ابوزیان اور ابوثابت نہایت بے جگری سے لڑتے ہوئے محل کے دروازے پر قتل ہوئے، ان کے سروں کو نیزوں پر چڑھا کو شہر کی گلیوں میں گھمایا گیا۔ شہر کی گلیوں کا یہ عالم تھا کہ وہ فوجوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا حتی کہ لوگوں کے لئے قدم رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی اور لوگ اوندھے منہ گر رہے تھے جس کی وجہ سے گھوڑوں کے سموں سے روندے جانے لگے چنانچہ دونوں دروازوں کے درمیان اعضاء کے ڈھیر لگ گئے یہ عالم دیکھکر فوج نے لوٹ مار شروع کر دی۔ سلطان نے یہ منظر دیکھا کہ جامع مسجد کی طرف گیا اور شوری مدد فتویٰ کے سربراہ ابوزید عبدالرحمٰن اور ابوموسیٰ عیسیٰ کو جو امام مسجد کے بیٹے کو بلایا، سلطان ان کا قدر دان تھا چنانچہ انہوں نے سلطان کو نصیحت کو تو سلطان نے فوج کو لوٹ مار سے روک دیا اور یوں لوگوں کی جان و مال محفوظ ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان نے مغرب اوسط کے شہروں کی عملداری کو اپنی بقیہ عملداری سے منسلک کر دیا سرحدوں پر موحدین کو متعین کر دیا، پھر آل زیان کی حکومت کے نشانات کو بالکل مٹا دیا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ بنوعبدالواد، توجین اور مغراوہ کے زناتہ گروہ در گروہ اس کے مطیع ہونے لگے۔ سلطان نے انہیں جاگیریں عطا کیں۔ یہاں تک کہ آل یغمراسن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا لیکن یہ خاتمہ ہمیشہ جاری نہ رہ سکا بالآخر ان کے شرفاء قیروان میں سلطان ابوالحسن پر مصیبت کے وقت پہنچ گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ واللہ یؤتی ملکہ من یشآء۔

فصل:

اس کی حکومت کے افراد موسیٰ بن علی، یحییٰ بن موسیٰ

اور اس کے غلام ہلال کے حالات اور ان کی اولیت اور شہرت کی وجہ سے ان کا ذکر

موسیٰ بن علی ابی جب کا تعلق قبیلہ کُرد سے ہے جو مشرق کے اعاجم میں سے ہے اور ہم نے پہلے اشارہ بیان کیا ہے کہ ان کے نسب کے بارے میں اختلاف رائے پائی جاتی ہے۔ مسعودی نے اپنی کتاب میں ان کا نام شاہجان، ابرسان اور الکیکان لکھا ہے اور ان کے مواطن آذربائیجان، شام اور موصل ذکر کیے ہیں یعقوبیہ کی رائے کے مطابق ان میں نصاریٰ بھی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ سے برأت کی وجہ سے خوارج بھی ہیں۔

ان کے کچھ گروہ عراق میں جبل شہرزور میں رہتے تھے جو خانہ بدوش تھے ان کی بڑی کمائی گائے اور بکریاں تھیں۔ جن دنوں اعاجم نے حکومت پر قبضہ کیا تو انہیں کثرت تعداد میں بڑی بڑی امارتیں بھی حاصل تھیں

تاتاریوں کا بغداد پر قبضہ:......۶۵۶ھ میں بنو عباس کی حکومت کے خاتمہ کے بعد تاتاری بغداد پر قابض تھے بہت سے کبرد مجوسی ہونیکی وجہ سے دریائے فرات پار کر کے ترکوں کے پاس چلے گئے تھے انہوں نے ترک حکومت کے ماتحت رہنا پسند نہ کیا چنانچہ ان میں سے دو خاندان اپنے متبعین کے ہمراہ موحدین کی حکومت کے آخری حصے میں مغرب میں چلے گئے جہاں وہ مرتضیٰ کے پاس مراکش پہنچے۔ مرتضیٰ نے انہیں خوش آمدید کہا اور اور انہیں بہت سی جاگیریں عطا کیں اور ان کے وظائف بھی مقرر کیے۔

موحدین کی حکومت کمزور ہونیکے بعد وہ بنی مرین کی پاس چلے گئے بعض ان میں سے یغمراسن بن زیان کے پاس چلے گئے۔ انہی دنوں افریقہ میں متنصر بنی بابیر کے ایک گھرانے میں چلا آیا۔ جنہیں میں نہیں جانتا۔

بنو بابیر اور بنی مرین کے درمیان جنگیں:......بنو مرین کی حکومت میں سب سے زیادہ مشہور شخص محمد بن عبدالعزیز جوالمز وار کے نام سے مشہور تھا اور سلطان ابو یحییٰ کا قریبی ساتھی تھا۔ بنو بابیر میں سے علی بنو حسن بن صاف اور اسکا بھائی سلمان، بنو مرین میں سے لُخصرین محمد تھے۔ ان دونوں قبائل کے درمیان اکثر جنگیں ہوا کرتی تھیں۔ ان کی جنگ تیروں سے ہوتی تھی۔ ان کی سب سے مشہور جنگ فارس میں ۶۷۴ھ میں باب الفتوح کے باہر ہوئی۔ یعقوب بن عبدالحق اس جنگ میں ان سے بالکل الگ رہا۔

سلمان کی وفات:......۶۹۰ھ میں طریف کی سرحد پر پڑاؤ کے دوران سلمان کا انتقال ہو گیا موسیٰ بن علی بن حسن کو سلطان یوسف بن یعقوب بہت پسند کرتا تھا۔ اس نے پرورش بھی سلطان ہی کے گھر پائی جسکی وجہ سے سلطان نے اپنے گھر کا پردہ بھی اس سے اٹھا دیا تھا۔ جن دنوں سلطان یوسف بن عبدالحق نے تلمسان کا محاصرہ کیا ہوا تھا انہی دنوں موسیٰ بن علی بن حسن ناراض ہو کر تلمسان میں داخل ہو گیا۔ عثمان بن یغمراسن نے اسے وہی مقام دیا جو اسے اپنی قوم میں حاصل تھا پھر موسیٰ نے اسے وفاداری کی ترغیب دی تو وہ راضی ہو گیا۔

چنانچہ اس نے واپس آ کر سلطان کو یہ تمام حال سنایا تو سلطان نے اسے کچھ نہ کہا اس کے بعد وہ دوبارہ تلمسان آ گیا اور وہیں سکونت اختیار کر لی جبکہ اس کے باپ کا انتقال ۷۰۷ھ میں مغرب میں ہوا۔

عثمان بن یغمراسن کا انتقال:......عثمان بن یغمراسن کے انتقال کے بعد اس کے بیٹوں نے موسیٰ بن علی بن حسن کے ساتھ اور زیادہ حسن سلوک کا معاملہ کیا۔ اسے حجابت اور وزارت جیسے بلند مناصب جلیل الشان کام سپرد کیے۔

سلطان ابو حمو کے انتقال کے بعد جب اسکا بیٹا ابو تاشفین نے حکومت سنبھالی تو اس نے موسیٰ بن علی کو ہی لوگوں سے بیعت لینے کے لئے منتخب کیا، موسیٰ بن علی کے اس مقام سے ابو تاشفین کا غلام ہلال بہت حسد کرتا تھا اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آتا یہاں تک موسیٰ بن علی کو اپنی جان کا خوف

ہونے لگا چنانچہ اس نے اندلس میں رہنے کے لئے سمندر پار کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن ہلال نے اسے عین موقع پر جا لیا اور گرفتار کر کے غرناطہ کی طرف جلا وطن کر دیا چنانچہ وہ وہاں مجاہد غازیوں میں شامل ہو گیا۔ اپنے قیام کے زمانے میں اس نے سلطان سے کبھی بھی وظیفہ وصول نہیں کیا۔ اس کے بارے میں لوگوں نے عجیب باتیں کتر کے اسے ایک عجیب چیز بنا دیا تھا۔

ہلال کا حسد:..... ہلال ہمیشہ اس سے حسد کرتا چنانچہ اس نے سلطان کو موسیٰ بن علی بن حسن کے خلاف بھڑکایا اور اسے کہا کہ وہ اسے ابن الاحمر کے لفظ سے طعنہ دیتا ہے تو سلطان نے اسے بلانے کو کہا۔ اس کے آنے کے بعد سلطان نے اسے اپنی افواج کا عامل مقرر کر دیا۔

۷۰۷ھ میں افریقہ جا کر مولانا سلطان ابو یحییٰ سے بھی جنگ کی لیکن بہت سے زنانہ قتل کرانے اور شکست کے بعد ایک جماعت کے ساتھ واپس آ گیا اس واقعہ کے بعد ہلال نے اب مزید سلطان کو یہ کہہ کہ بھڑکانا شروع کر دیا کہ موسیٰ آپ پر تہمت لگاتا ہے اور سلطان کے پاس جا کر اس کی چغلی بھی کرتا یہ صورت حال دیکھکر موسیٰ زواودہ عربوں کے پاس چلا گیا

اس کے چلے جانے کے بعد ابو تاشفین نے بجایہ کے محاصرہ پر حاکم شلب یحییٰ بن موسیٰ کو امیر مقرر کیا۔ موسیٰ بن علی سلیمان اور یحییٰ بن علی بن سباع کے پاس ایک عرصے تک مقیم رہا۔ اس کے بعد سلطان نے دوبارہ اسے اپنے پاس بلایا اور اپنی مجلس میں اسے وہی مقام دیا جو وہ چھوڑ کر گیا تھا بالآخر دوبارہ ہلال کے حسد کی وجہ سے سلطان نے اسے گرفتار کر کے الجزائر کی طرف بھجوا دیا جہاں ہلال نے اپنے حسد کی وجہ سے اسے قید خانے میں بہت تکلیف دی۔

ہلال پر ناراضگی:......ایک وقت وہ آیا جب سلطان نے ہلال پر ناراضگی کا اظہار کیا اور اسے گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا اور موسیٰ بن علی کو رہا کروا کر اپنی حجابت پر مقرر کر دیا۔ موسیٰ بن علی سلطان ابو الحسن کے تلمسان میں داخلے تک سلطان کی حجابت پر مقرر تھا۔ جبکہ ابو تاشفین اور اس کے مقام بیٹے محل کے دروازے پر ہی ہلاک ہو گئے سوائے سعید کہ جو شدید زخمی ہونیکے باوجود زندہ بچ گیا تھا اور ابو الحسن نے اسے معافی دے دی تھی۔ اس کے بعد بنو عبد الواد کی حکومت دوبارہ بحال ہوئی، بنو عبد الواد کے بازار میں اسکا بڑا کاروبار تھا۔ واللہ غالب علی امرہ۔

یحییٰ بن موسیٰ:......اس کا اصل بنی سنوس ہے جو کومیہ کا ایک بطن ہے، بنو کمین کے ساتھ تعلق ان کے حسن سلوک اور تربیت کی بناء پر تھا۔ جب بنو کمین مغرب کی طرف گئے تو انہوں نے بنی یغمراسن سے اپنے تعلقات پیدا کر لئے چنانچہ یحییٰ بن موسیٰ عثمان بن یغمراسن اور اس کے بیٹوں کے حسن سلوک میں پروان چڑھے۔

محاصرہ کے دوران ابو حمو نے یحییٰ بن موسیٰ کو چور کداروں کی نگرانی لشکر میں کھانے کی تقسیم، قلعے کے دروازے بند کرنے اور میدان جنگ میں آگے رہنے کی ذمہ داری سونپی۔ اس کام کے لئے اس کے ساتھ سلطان کے خدام بھی ہوا کرتے جو اس کی مدد کیا کرتے تھے۔ سلطان اس کی بہتر کارکردگی کی وجہ سے اس سے حسن معاملہ سے پیش آتا۔ اس کے بعد اسے محاصرہ سے ابو یوسف کو لانے کا کام سونپا گیا۔ جنگ کی وجہ سے وہ اس کام سے خوف کھاتا تھا لیکن اپنے بھیجنے والے کی عزت کا بھی اسے خیال تھا اس لئے اس نے اس کام کو انجام دے دیا۔

چنانچہ جب وہ محاصرہ سے نکلے تو ابو حمو نے اس کے ساتھ بہت اچھا معاملہ کیا اور اس کی خوب تعریفیں کیں۔ ابو تاشفین کے بادشاہ بننے کے بعد اس نے یحییٰ بن موسیٰ کو تعلب کا خود مختار حاکم بنا دیا۔

موسیٰ بن علی کو موحدین کی جنگ اور مشرق کی جانب سے الگ کرنے کے ساتھ ساتھ اسے بھی معزول کر دیا۔ جب سلطان ابو الحسن نے تلمسان پر حملہ کیا تو اس نے اطاعت اختیار کرنے اور اس کے ساتھ رہنے کے لئے خط و کتابت کی۔ اس بات کو ابو الحسن نے قبول کر لیا۔ اسے اپنے پاس اونچا مقام دیا۔ یحییٰ بن موسیٰ ہمیشہ ابو الحسن کے پاس مقیم رہا یہانتک کہ تلمسان کو فتح کرنے کے بعد اسکا انتقال ہوا۔ واللہ مصرف الاقدار۔

ہلال:......اس کا تعلق قطلولین کے عیسائی قیدیوں سے ہے، اسے سلطان ابن الاحمر نے تحفۃً عثمان کو بھجوا دیا تھا۔ پھر سلطان ابو حمو کے پاس آیا سلطان نے جب اپنے بیٹے ابو تاشفین کو کافر غلام دیئے تو یہ بھی انہیں میں تھا۔ یہ ابو تاشفین کے سفری اونٹوں کی دیکھ بھال کے لئے مختص تھا۔ سلطان ابو حمو کے

قتل میں اس نے اہم کردار ادا کیا تھا۔

اسی وجہ سے ابوتاشفین نے حکمران بننے کے بعد اسے اپنی حجابت پر مقرر کرلیا۔ ہلال بڑا چالاک اور بدخصلت طبیعت کا مالک تھا۔ اس نے حکومت کے بڑے بڑے لوگوں کو ڈرا دھمکا کر اپنی طرف مائل کرلیا تھا۔ اس طریقے کی وجہ سے وہ حکومت کے نظام کو چلانے لگا اور سلطان صرف نام کا بادشاہ رہ گیا تھا۔ لیکن پھر حکومت کے برے انجام سے اسے خوف ہوا اور اس نے سلطان سے حج کے لئے اجازت طلب کی۔ اجازت حاصل کر لینے کے بعد وہ ھنیز سے ایک کشتی میں تمام ساز و سامان اور جانبازوں کے ساتھ سوار ہوا۔

۲۴ ےھ میں ساحل اسکندریہ پر اترا۔ وہاں دربار میں اس نے اپنے کاتب الحاج محمد بن حوامتہ وا پنی نیابت میں سلطان کے دروازے پر کھڑا کیا حج کے سفر کے دوران راستے میں سوڈان کے سلطان موسیٰ سے بھی ملا جو آل منسی میں سے تھا۔ اس ملاقات کی وجہ سے دونوں میں تعلقات و دوستی اور مستحکم ہوگئی۔ بالآخر جب وہ دوبارہ تلمسان پہنچا تو اسے ابوتاشفین کے پاس وہ مقام نہ ملا جسے وہ چھوڑ کر گیا تھا وہ سلطان کے لئے اجنبی بنا رہا۔ آخر کار ۲۹ ےھ میں سلطان نے ناراض ہوکر اسے گرفتار کرلیا اور قید خانے میں ڈال دیا یہاںتک کہ فتح تلمسان اور سلطان کی وفات سے چند روز قبل قید خانے میں دورکی تکلیف سے جاں بحق ہوا۔ یوں ہلال سلطان ابوالحسن کے تعاقب سے بچ گیا کیونکہ ابوالحسن ان غلاموں کا تعاقب کیا کرتا تھا ابوحمو کے قتل میں شریک تھے۔

فصل:

قیروان میں سلطان ابوالحسن پر مصیبت کے بعد عثمان بن جرار کا تلمسان پر حملہ کرنے کے حالات

یہ بنوجرار تید وکس بن طاع اللہ کے قبائل سے ہیں اور وہ بنوجرار بن یعلی بن تید وکسن سے ہیں۔ بنومحمد بن زکدان شروع ہی سے ان کے پاس آتے تھے یہاںتک کہ حکومت بھی انہی کے پاس آگئی۔ حکومت آجانے کے بعد اپنے تمام قبائل کو حقارت سے دیکھتے۔

عثمان یحییٰ بن محمد بن جرار نے انہیں کے پاس رہ کر پرورش پائی۔ لوگ اسے بڑا سمجھتے تھے۔ ابوتاشفین کے پاس شکایت کی گئی کہ وہ اپنے دل میں حکومت سے مقابلہ کا ارادہ رکھتا ہے لہذا یہ سن کر ابوتاشفین نے اسے قید کردیا۔ پھر یہ قید خانے سے فرار ہوکر مغرب میں سلطان سعید کے پاس چلا گیا جہاں اس کی خوب عزت کی گئی۔ یہ وہاں رہ کر زاہد اور صوفی بن گیا تھا۔

جب سلطان نے تلمسان فتح کیا تو اس نے اجازت سلطان سے سفر حج کے لئے رخت سفر باندھا۔ اپنی بقیہ زندگی میں بھی وہ حاجیوں کے قافلے کا امیر رہا۔ سلطان ابوالحسن نے جب موحدین کے مضافات پر قبضہ کرلیا اور اہل مغرب کے زناتہ اور عربوں کو افریقہ پر چڑھائی کے لئے جمع کیا تو اسمیں یہ عثمان بن یحییٰ بھی شامل تھا۔

یہ قیروان سے تھوڑے پہلے سلطان سے اجازت لیکر تلمسان چلا آیا۔ جہاں وہ ابوعنان کی اولاد میں سے ایک ایسے امیر کے پاس ٹھہرا جس نے اسے تلمسان کی حکومت سنبھالنے کی ترتیب دی تھی۔ چنانچہ عثمان نے اس کے باپ خلاف اس کے کان میں یہ بات ڈال دی کہ سلطان افریقہ سے جنگوں میں الجھا ہوا ہے اور اسپر مصیبت بھی نازل ہوئی ہے لہذا حکومت تمھاری ہی ہوگی اور اسے جلد اپنے باپ کی حکومت پر حملہ کرنے اور اس کے بھائی ابو مالک پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا جسکی حکومت فارس میں تھی جسے اس کے دادا ابوالحسن نے وہاں کا گورنر مقرر کیا تھا پھر اس نے سلطان ابو الحسن کی ہلاکت کی خبر کی شامت کی۔ ادھر امیر ابوعنان حکومت کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔

چنانچہ بنومرین کی فوجوں میں سے ایک جماعت اس کے پاس آئی جسے امیر ابوعنان نے خوب عطیات دیئے ربیع ۴۹ ےھ میں اس نے اپنے

لئے دعا کا اعلان کروایا اور تلمسان کے باہر مغرب پر حملہ کرنے کے لئے چھاؤنی تعمیر کی۔

آگے چل کر اس کے حالات میں یہ بیان ہوگا۔ جب وہ چلا گیا تو عثمان نے تخت پر اپنی حکومت کا اعلان کر دیا اور بنوعبدالواد کی حکومت کے نشانات کو واپس لایا جو آل جرار کے لئے نہ تھی۔ چند ماہ خود مختاری سے حکومت کرنے کے بعد آل زیان میں سے عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن کے بیٹوں میں ایک نے اس کے نشانات کو مٹا دیا اور اسے اس کے گھر سمیت زمین بوس کر دیا اور بنوعبدالواد کی حکومت کو اس کی اصل کی طرف لوٹا دیا۔

فصل:

آل یغمراسن میں سے ابوسعید وابوثابت
کی حکومت کے احوال اور پیش آنیوالے واقعات

یغمراسن بن زیان کا سب سے بڑا بیٹا امیر ابویحییٰ ان دونوں کا دادا تھا۔ ۶۶۱ھ میں یغمراسن کا سجلماسہ پر قبضہ کے بعد ابو یحییٰ کو وہاں گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ یہ وہاں ایک سال تک مقیم رہا۔ اسی دوران اس کے ایک لڑکا پیدا ہو جس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ پھر یہ واپس تلمسان آ گیا اور وہیں اسکا انتقال ہوا۔

عبدالرحمٰن نے سجلماسہ ہی میں پرورش پائی۔ اپنی ماں کے انتقال کے بعد وہ تلمسان آ گیا جہاں وہ اپنے سوتیلے بھائیوں کے ساتھ رہنے لگا لیکن سلطان نے اس کی قدر ومنزلت سے تنگ آ کر اسے اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا۔ کچھ روز وہاں ٹھہرنے کے بعد جہاد میں شامل ہوا اور قرمونہ کی سرحدی چوکی میں اسکا انتقال ہوا۔ اس کے چار بیٹے تھے، یوسف، عثمان زعیم اور ابراہیم۔ یہ سب تلمسان آ گئے اور کئی سال تک یہیں مقیم رہے۔

جب سلطان ابوالحسن نے ان کی حکومت پر قبضہ کیا تو انہیں تلمسان سے مغرب کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ پھر انہوں نے ابوالحسن سے سرحدوں کے قریب کے علاقوں میں واپسی کی اجازت طلب کی جو انہیں دے دی گئی اور یہ وہیں آ کر مقیم ہو گئے۔ سلطان ابوالحسن نے ان کے وظائف بھی مقرر کر دیئے تھے۔ ان چاروں نے جہاد میں عظیم الشان کارنامے انجام دیئے۔

سلطان ابوالحسن کا افریقہ سے جنگ کرنا:......۶۴۸ھ میں سلطان ابوالحسن نے زناتہ کو افریقہ پر حملہ کرنے کے لئے جمع کیا۔ بنوعبدالواد بھی سلطان کے جھنڈے تلے جمع تھے۔ جب افریقہ میں بنوسلیم کے اعراب اس کے خلاف متحد ہو گئے اور ان سے قیروان سے جنگ کرنے کی شرط لگائی تو بنوعبدالواد سلطان کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے تو سلطان سخت مصیبت میں پڑ گیا اور قیروان میں اپنے دفاع کی تدبیر کرنے لگا جبکہ افریقہ کے اعراب نے قیروان کے مضافات کو خوب لوٹا۔

مغرب نے بھی بغاوت کر دی۔ مغرب نے بنوعبدالواد کو اپنی عملداری کی طرف دعوت تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور یہ تونس سے گزر کر وہاں کئی دن تک ٹھہرے رہے اور اپنی حکومت کے لئے امیر بنانے کے بارے میں مشورے کرتے رہے آخر کار انہوں نے عثمان بن عبدالرحمٰن پر اتفاق کر لیا اور اسے اپنا امیر مقرر کر لیا پھر پوری قوم اسے عیدگاہ کے دروازے پر لائی جہاں اسے چمڑے کی ڈھال پر بیٹھا کر لوگوں نے جوق در جوق آ کر ان سے بیعت لی۔

مغراوہ کا اپنے امیر علی بن راشد کے پاس اجتماع:......مغراوہ بھی اپنے امیر علی بن راشد بن محمد بن ثابت مندیل کے پاس جمع ہو گئے چنانچہ ان دونوں کے درمیان دوستی اور امن کا معاہدہ ہو گیا۔ پھر یہ سب مغرب کی طرف کوچ کر گئے۔ جہاں پر جائب سے صحرائی لوگوں نے انپر غارت گری کی۔ مگر انہیں وینفص، لونہ اور جبل بنی ثابت کی طرح معمولی سی بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ جب یہ بجایہ سے گزر رہے تو مغراوہ اور توجین کی وہ جماعت جو فوج میں شامل تھی ان کے ساتھ ہو گئی۔

جبل الزاب میں برابرہ کا ان پر حملہ:......جبل الزاب میں زواودہ کے برابرہ نے انپر حملہ کر دیا لیکن شکست کے بعد وہ بھاگ نکلے اور یہ شلب

چلے گئے جہاں انہوں امیر علی بن راشد کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ بنوعبدالواد، امیر ابوسعید اور امیر ابوثابت نے معاہدہ توڑ دیا اور بُطحاء کے مقام سوید کے قبائل کے شیخ نزمار بن عریف کے پاس جا کر ٹھہر گئے جو کہ ان کے حلیف تھے۔

یہ وہی تھے جنہوں نے سلطان ابوعنان کو تاسالہ میں شکست دلائی تھی۔ لہٰذا بنوعبدالواد اپنے مقام پر ٹھہرے گئے۔ ان کے ساتھ بنوجرار بن تید وکسن کی بھی ایک جماعت تھی جنکا سردار عمر بن موسیٰ تھا۔

عمران ابن موسیٰ کا تلمسان کی طرف فرار:...... عمران بن موسیٰ اپنے چچازاد بھائی عثمان بن یحییٰ بن جرار کے پاس تلمسان کی طرف بھاگ گیا علی بن راشد نے اسے ابوسعید کے ساتھ جنگ کرنے پر مامور کیا تھا چنانچہ وہ لوگ جو اس کے ساتھ ابوسعید کے پاس جانے کے لئے نکلے تھے اتر پڑے اور وہ خود تلمسان آ گیا۔ فرار کے بعد لوگوں نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔

جب سلطان شہر کی طرف گیا تو عوام نے عثمان بن جرار پر حملہ کر دیا تو اس نے سلطان سے جان کی امان چاہی جو اسے دے دی گئی ۷۴۹ھ جمادی الآخر کے آخر میں یہ سلطان کے محل میں داخل ہو کر تخت پر بیٹھ گیا اور اپنے وزراء اور کاتبین مقرر کر کے اور اپنے بھائی ابوثابت الزعیم کو متبوضات کا امیر مقرر کر کے حکومت چلانے لگا اور آسودگی وراحت کی زندگی بسر کرنے لگا کچھ عرصہ کے بعد عثمان بن یحییٰ کی طرف گیا تو اسے گرفتار کرلیا اور عثمان نے اسے زمین دوز قید خانہ میں ڈال دیا کہا جاتا ہے کہ اسی سال رمضان میں اسکا انتقال ہوگیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے وہ قتل ہو کر مرا تھا۔

سلطان ابوثابت کی پہلی جنگ:...... ابراہیم بن عبدالملک کومیہ کا ایک زمانہ تک سردار تھا۔ جو بنوعابد کی طرف منسوب ہوتے تھے اور یہ عبدالمومن بن علی کی قوم اور کومیہ کا ایک بطن ہے جب تلمسان کی جنگ کے دوران ابراہیم بن عبدالملک نے اپنی حکومت کا اعلان کر دیا اور بلاد کومیہ اور آس پاس کے قریبی ساحل پر آگ اور فون کا کھیل کھیلا جانے لگا تو ابوثابت نے کومیہ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور بہت سوں کو قید کر کے ان کی جڑیں کاٹ دیں۔

ابراہیم بن عبدالملک کو گرفتار کر کے تلمسان کے قید خانے میں ڈال دیا۔ چند ماہ بعد قید خانے ہی میں اسے قتل کر دیا۔ مغرب اوسط کے تمام شہر اور سرحدیں ہمیشہ سے سلطان ابوالحسن کی مطیع وفرمانبردار رہی تلمسان کے قریب تر شہر وہران کا تھا جہاں پر بنومرین سے تعلق رکھنے والا عبد بن سعید بن جانا امیر تھا اور یہی اسے خوراک ہتھیار، فوج اور بندرگاہ کو بحری بیڑے فراہم کرتا تھا۔ جن مضافات کو انہوں نے حملہ کے لئے چنا ان میں یہ سب سے پہلا تھا۔ چنانچہ سلطان ابوثابت نے قبائل زناتہ اور عربوں کے ساتھ ملکر اس پر حملہ کر دیا اور کئی روز تک محاصرہ کیے رکھا لیکن اپنے حلیفوں یعنی بنی راشد کی غداری کی وجہ سے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور عین وقت جنگ میں بنوراشد کا جنگ سے منہ شکست ہوگئی محمد بن یوسف بن عثمان بن فارس، جو کا برین قرابت میں سے یغمراسن بن زیان کا بھائی تھا قتل ہوگیا اور سلطان ابوثابت بچ کر تلمسان آ گیا۔

فصل:

الناصر بن سلطان ابی الحسن کے ساتھ
ابوثابت کی جنگ اور اس کے اور فتح دھران کے حالات

قیروان کی جنگ کے بعد سلطان ابوالحسن تونس میں قیام پذیر تھا اور عرب اسکا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور سلطان فتح اور مغرب اقصیٰ سے مدد کی امید پر جی رہا تھا کہ اچانک اسے اپنے پیغام رسانوں کے بھکر نے اپنے بیٹے اور پوتے کی بغاوت اور بنوعنان کے تمام مغرب پر قابض ہونیکی اطلاع ملی۔ نیز بنی عبدالواد، مغراوہ اور توجین کے مغرب اوسط میں کے شہروں الجزائر، وہران، جبل وانشریس وغیرہ میں اپنی حکومت قائم کرنے کی اطلاع ملی۔ وہاں پر سلطان نے نصر بن عمر بن عثمان بن عطیہ کو مقرر کیا ہوا تھا۔ عریف بن یحییٰ کی قوم بھی سلطان سے دوستانہ تعلق کی بناء پر الناصر کے مددگاروں میں شامل تھی۔

جب الناصر بلادحصین میں گیا تو وہاں کے لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ عطاف، دیالم، سوید بھی اس کے ساتھ ملکر منداس کی طرف کوچ کر گئے۔

ابو ثابت جنگ کو وھران لے جانا چاہتا تھا۔ یکم محرم ۷۵۰ھ میں تلمسان پر حملہ کے لئے نکلا لیکن مغراوہ نے اس کی مدد نہ کی لہٰذا یہ ماہ ربیع الاول بلاد عطاف میں پہنچ کر الناصر کی فوج کے ساتھ وادی دلک میں مقابل ہوا۔ عربوں کو شکست ہوئی اور ان کی افواج منتشر ہوگئی۔ الناصر، الزاب چلا گیا اور سکرہ میں ابومزنی کے ہاں مقیم ہوگیا اور پھر وہاں سے بنوسلیم کے ایک آدمی کے ساتھ تونس میں اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا۔

عریف بن یحییٰ کا مغرب اقصیٰ کو جانا: ......عریف بن یحییٰ مغرب اقصیٰ میں سلطان ابوعنان کے پاس چلا گیا جہاں اسے زبردست عزت ملی۔ تمام عرب ابو ثابت کی اطاعت قبول کر چکے تھے لیکن اسے صغیر بن عامر بن ابراہیم پر شک تھا اسی وجہ سے اسے گرفتار کر کے تلمسان بھیج دیا اور وہاں قید خانے میں ڈال دیا۔ کچھ عرصے بعد اسے رہا کر دیا گیا اور ابو ثابت کی طرف واپس آ کر کچھ دن ٹھہرا رہا جاری ہے۔

پھر اس نے اسی سال کے ماہ جمادی الاول میں دہران پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر اس میں بزور قوت داخل ہوگیا اور علی بن جانا کو جو اپنے بھائی عبو کی وفات کے بعد قائم تھا اس کے ساتھیوں سمیت معاف کر کے انہیں رہا کر دیا اور دہران اور اس کے نواح پر قابض ہوگیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور اس کے اور مغراوہ کے درمیان عداوت مستحکم ہوگئی اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ عداوت اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے اس کی مدد نہیں کی تھی پس اس نے اسی سال شوال میں ان پر چڑھائی کی اور وادی زہیر کے کنارے ان کی جنگ ہوئی اور یہ کچھ دیر تک لڑتے رہے۔ پھر مغراوہ تتر بتر ہوگئے اور اپنے قلعوں میں چلے گئے اور ابو ثابت نے ان کی چھاؤنی اور نازونہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی بیعت اپنے بھائی سلطان ابوسعید کی طرف بھیجی اور یہ سلطان ابوالحسن کے تونس سے پہنچنے کے بعد ہوا جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے انشاء اللہ واللہ اعلم۔

فصل:

تونس سے سلطان ابوالحسن کے پہنچنے اور الجزائر میں اترانے اور اس کے اور ابو ثابت کے درمیان ہونیوالی جنگوں کے حالات اور شکست کے بعد اس کے مغرب چلے جانے کے حالات

جنگ قیروان کے واقعہ کے بعد سلطان ابوالحسن کا تونس میں قیام اور عربوں نے اس کا جو محاصرہ کیا تھا وہ طویل ہوگیا اور مغرب اقصیٰ کے باشندوں نے اسے بلایا اور اھل جرید نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور فضل بن مولانا سلطان نے ابو یحییٰ کی بیعت کر لی، پھر اس نے مغرب کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا اور وہ تونس سے عید الفطر ۷۵۰ھ کے دنوں میں کشتیوں پر سوار ہوا لیکن ہوا کے جھونکے نے اسے اس تیزی سے چلایا کہ وہ غرق ہونے لگا آخر کار اس کا بحری بیڑے بجایہ کے ساحل پر غرق ہوگیا اور وہ اپنی زندگی بچا کر وہاں ایک جزیرے میں چلا گیا یہاں تک کہ اس کے بحری بیڑے میں سے ایک بحری بیڑہ اسے ملا اور وہ اس میں بچ کر الجزائر کی طرف آ گیا جہاں پر اس کا قائد اور اس کے باپ کا یردروہ حمو ابن العری رہائش پذیر تھا پس یہ اس کے ہاں پہنچا اور اس کے اردگرد کے باشندوں میں سے ملیکش اور ثعالبہ نے اس کی طرف آنے میں جلدی کی پس اس نے انہیں خادم بنالیا اور انہیں خوب عطیات سے نوازا اور اس کی اطلاع ونزمار بن عریف کو سوید کے قبائل میں ملی تو وہ اپنی قوم کے شائخ کے ہمراہ اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ بنی تیغرین میں سے جبل وانشریس کا مالک نصر بن عمر بن عثمان اور عدی بن یوسف بن زیان بن محمد بن عبدالقوی بھی تھا جو عبدالقوی کے بیٹوں میں سے المریہ کے اطراف میں باغی تھا پس انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کی اور اسے اپنے ساتھ خروج کرنے کی ترغیب دی تو اس نے انہیں فوج کو اکٹھا کرنے کے لئے واپس بھیجا تو انہوں نے اپنے ساتھ تعلق رکھنے والے عرب قبائل اور زناتہ کو جمع کیا دریں اثناء امیر ابو ثابت جاد مغراوہ میں ان کے قلعوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ یکا یک ربیع الاول ۷۵۱ھ میں اسے اس بات کے بارے میں اطلاع ملی تو اس نے اس کے ساتھ مصالحت

کرلی اوران سے جنگ کرنے کے لئے واپس آ گیا پس اس نے منداس کی حفاظت کی اور مانشریس کی جانب السرسو کی طرف روانہ ہو گیا۔

ونز مار کا فرار:......ونزمار اوراس کی معیت میں جو عرب فوجیں تھیں وہ اس کے آگے بھاگ اٹھیں اور وہاں اس کے پاس سلطان ابوعنان کی فوج پہنچ گئی جن کا سالار یحیٰی بن رحو بن تاشفین بن معطی تھا پس اس نے عربوں کا پیچھا کیا اور انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا حتی کہ وہ حصین کے قبائل جبل تیطری میں اپنے قلعوں میں چلے گئے پھر اس نے المریہ پر حملہ کر کے اسے فتح کرلیا اور اپنے پردہ عمر بن موسیٰ الجلولی کو اس کا امیر مقرر کیا پھر اس نے حصین پر حملہ کیا اور جبل مے ان غالب آ گیا چنانچہ انہوں نے اطاعت اختیار کرلی اوا طاعت پر اپنے بیٹوں کو یرغمال رکھا پس وہ انہیں حمزہ کو پار کرنے کے لئے لے گیا اوراس پر قبضہ کرلیا اوراس کے عرب اور بربر قبائل کو خادم بنالیا اوراس دوران میں سلطان الجزائر میں قیام پزیر رہا پھر ابوثابت تلمسان کیطرف لوٹا اوراسے یحیٰی بن رحو اوراس کی فوج جو بنی مرین میں سے تھی اس کے متعلق یہ شک ہوا کہ انہوں نے سلطان ابوالحسن سے گٹھ جوڑ کرلی ہے تو اس نے اسے متعلق سلطان ابوعثمان کو اطلاع دے دی چنانچی عیسی بن سلمان بن منصور بن عبدالواد بن یعقوب کو مرینی فوج کا سالار بنا کر بھیج دیا تو اس نے یحیٰی بن رحو کو گرفتار کرلیا اور ابوثابت کے ہمراہ تلمسان چلے گئے پھر وہ مغرب کی طرف روانہ ہو گیا۔

الناصر کا المریہ پر قبضہ کرنا:......اور سلطان ابوالحسن نے اپنے صاحبزادے الناصر کو اس کے زناتہ اور عرب معاونوں کے ساتھ اشارہ کیا تو اس نے المریہ پر قبضہ کرلیا عثمان بن موسیٰ الجلولی کو قتل کر دیا پھر اس نے ملیانہ کی طرف اقدام کر کے اس پر قبضہ کرلیا اوراسی طرح تیمر دفت پر بھی قابض ہو گیا اور اسی طرح اسکا باپ سلطان ابوالحسن بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا اوراس کے پاس زغبہ زناتہ اور افریقی عربوں میں سے محمد بن طالب بن مہلہل کی طرف نیلم اور ریاح کی فوجیں بھی جمع ہو گئیں اوراس کے خاندان کے آدمی اور عمر بن علی بن احمد الذادوی اور اسکا بھائی ابودینار اوران دونوں کی قوم کے آدمی بھی جمع ہو گئے اوراس نے بھی بھرپور تیاری کے ساتھ مارچ کیا اوراسکا بیٹا الناصر اس کے آگے آگے تھا پس علی بن راشد اوراس کی مفراوہ قوم ان کے شہروں سے بطحاء کی جانب بھاگ گئے اور ابوثابت کو بھی اطلاع مل گئی اطلاع پاتے ہی وہ بھی اپنی قوم اور فوج کیساتھ اسے ملا اوران سب نے مل کر سلطان ابوالحسن اوراس کی قوپر ایک دم حملہ کر دیا اور شلب کے علاقے میں تیمعر ین کے مقام پر دونوں فوجوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی۔ کچھ دیر تک دونوں فوجیں ڈٹی رہیں پھر سلطاابوالحسن اوراس کی قوم نے راہ فرار اختیار کیا۔

اوراس کے بیٹے الناصر کو مفراوہ کے ایک سوار نے نیزہ مارا اور وہ اسی دن کے آخر میں جان بحق ہو گیا اوراس کے بحری بیڑوں کا سالار محمد بن علی العربی اوراس کے دونوں کاتب ابن البیواق اور القبائلی بھی مارے گئے اوراس کی چھاؤنی تمام مال ومتاع اور عورتوں سمیت لوٹ لی گئی اوراس کی بیٹیاں وانشریس کی طرف چلی گئیں جنہیں ابوثابت نے جبل پر قبضہ کرنے کے بعد سلطان ابوعنان کے پاس بھیج دیا اور سلطان ابوالحسن صحرا کی جانب سوید کے قبائل میں چلا گیا اوراس کے ساتھ نزمار بن عریف بھی سجلماسہ کی طرف چلا گیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان ہوگا اور ابوثابت نے بلاد بنی توجین پر قبضہ کرلیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

واللّٰہ تعالیٰ اعلم

فصل:

مفراوہ کے ساتھ ان کی جنگوں اور ابوثابت کے بلاد اور پھر الجزائر پر قبضہ کرنے کے حالات اوراس کے بعد تنس میں علی بن راشد کے قتل کے واقعات

عبدالواد اور مفراوہ کے ان دونوں قبائل کے درمیان کے باقی ماندہ ایام میں بھی قدیم جنگوں کا دور دورہ رہا جن میں سے بہت سی جنگوں کے احوال ہم نے ان کے احوال میں بیان کر دیئے ہیں اور بنو عبدالواد نے ان کے اوطان میں ان پر غلبہ پالیا تھا جبکہ راشد بن محمد ان کے آگے زواوہ کے

درمیان اپنی جلاوطنی ہی میں قتل ہوگیا تھا اور جب قیروان کی مصیبت کے بعد اپنے امیر علی بن راشد پر متفق ہوئے تو وہ افریقہ سے بنی عبدالواد کیساتھ اپنے اوطان میں اس کے پاس آئے اور انہوں نے اسوقت بھی ان کے غلبہ سے ان کار کیا اور اسی وقت انہوں نے توثیق عہد کی طرف رجوع کیا اور اسے پختہ کیا اور ان کے دشمن کے خلاف امداد کرنے اور ان سے مصالحت کرنے پر جمے رہے اور انمیں ہر ایک کے اندر رفتہ کی رگیں پھیل رہی تھیں۔

الناصر کی افریقہ آمد:......اور جب الناصر افریقہ سے آیا۔ اور ابو ثابت نے اس پر چڑھائی کی تو علی بن راشد اور اس کی قوم نے اس کی امداد نہ کی تو اس نے ان کے اسی بات کو یاد رکھا اور اسے دل میں چھپائے رکھا بعدازاں اس سلطان ابوالحسن کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ معرکہ آرائی ہوئی لیکن اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور شکست خوردہ ہوکر وہ مغرب کی طرف روانہ ہوگیا اور جب ابو ثابت نے دیکھا کہ وہ اپنے بڑے دشمن سے بالکل مطمئن ہوگیا ہے اور اپنے چھوٹے دشمن کے لئے فارغ ہوگیا ہے تو اس نے ان کے خلاف بغاوت کرنے کے متعلق سوچا اسی دور میں کہ وہ اس کے اسباب پر غور وفکر کررہا تھا کہ اچانک اسے خبر ملی کہ مغراوہ میں سے بنی کمی کا ایک آدمی تلمسان آیا ہے اور انہوں نے اس کو دھوکے سے قتل کردیا ہے تو اسے غیرت آئی اور اس نے ان سے جنگ کرنے کا اٹل فیصلہ کرلیا اور ۷۵۲ھ کے آغاز میں تلمسان سے نکل گیا اور بنی عامر کے زغبہ اور سوید میں اپنے آدمی بھیجے جوان کے گھڑسواروں، پیادوں اور اونٹ سواروں کو اس کے پاس لے آئے اور اس نے مغراوہ پر چڑھائی کردی تو وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے ہراساں ہوکر اس پہاڑ میں قلعہ بند ہوگئے جو تنس پر جا لگتا ہے اس نے کئی روز تک وہاں ان کا محاصرہ کیے رکھا، جن میں مسلسل جنگیں ہوتی رہیں اور کثیر تعداد میں معرکے ہوئے پھر یہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا اور شہر کے اطراف کا چکر لگایا اور اس کی گرد وفواح پر قبضہ کرلیا اور ملیانہ، المریہ برشک اور شرشال نے اس کی اطاعت اختیاری کرلی پھر اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ الجزائر کی طرف بڑھ کر اس کا محاصرہ کرلیا، وہاں بنی مرین کی ایک جماعت قیام پذیر تھی اور عبداللہ بن سلطان ابوالحسن نے اسے زمانہ طفولیت میں وہاں علی بن سعید بن جانا کی کفالت میں چھوڑا تھا اس نے انہیں شہر میں مغلوب کرلیا اور انہیں سمندر کے راستے مغرب کی طرف بھجوادیا اور ثعالبہ، ملیکش اور قبائل حصین اس کے مطیع ہوگئے اور اس نے الجزائر پر سعید بن موسیٰ علی اکردی کو امارت سونپ دی۔

اور مغراوہ کی جانب واپس آکر عربوں کے اپنے سمائی مقامات کی طرف لوٹ جانے کے بعد ان کے پہلے پہاڑ میں ان کا محاصرہ کرلیا پس مغراوہ کا محاصرہ انتہائی سخت ہوگیا حتیٰ کہ ان کے مویشیوں کو جب پیاس نے تنگ کیا تو وہ یکبارگی گھاٹ کی تلاش میں پہاڑ سے اترے تو حیرت زدہ ہوگئے اور اسی وقت علی بن راشد تنس روانہ ہوگیا ابو ثابت نے کئی دن تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر اس سال شعبان کے نصف میں اس نے تنس میں داخل ہوکر اس پر قابو پالیا تو اس نے موت کو غنیمت سمجھا اور اپنی جان پر ظلم کرکے خودکشی کرلی اور اس کے بعد مغراوہ منتشر ہوگئے اور قبائل میں تقسیم ہوگئے اور ابو ثابت واپس تلمسان لوٹ گیا یہاں تک کہ ابوعنان نے پیش قدمی کی جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔

فصل:

سلطان ابوعنان کے تلمسان پر قبضہ کرنے اور دوسری بار بنوعبدالواد کی حکومت کے ختم ہونے کے حالات

سلطان ابوالحسن مغرب میں چلا گیا وہاں وہ اپنے بیٹے ابوعنان کے ساتھ تھا مگر وہ جبل ھنتاتہ میں فوت ہوگیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے پس مغرب کی حکومت سلطان ابوعنان کے لئے مرتب ہوگئی اور وہ اپنے دشمن سے مقابلے کے لئے بھرپور مستعد ہوگیا اور وہ ان تمام مقبوضہ علاقوں کی واپسی کی طرف مائل ہوا جنہیں اس کے باپ نے اس پر حملہ کرنے والوں سے چھین لیا تھا اور اس نے تنس میں اپنے محفوظ قیام گاہ سے علی بن راشد کو ابو ثابت کی جانب سفارش کرنے کے لئے روانہ کیا مگر افسوس ابو ثابت نے اس کی سفارش کو رد کردیا اور اس کی بات سے وہ آگ بگولہ ہوگیا حتیٰ کہ اس نے علی بن راشد کو قتل کروادیا علی بن راشد کے قتل ہونے کی خبر جب سلطان ابوعنان کو ملی تو اس نے تلمسان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور ابو

سعید اور اسکا بھائی اس سے چوکنے ہوگئے پس ابوثابت باہر نکلا اور اس نے ۱۰ ذوالقعدہ کو زناتہ اور عربوں سے قبائل کو اکٹھا کیا اور وادی شلب میں پڑاؤ کرلیا اور لوگ اس کے پاس جمع ہوگئے اور اسی مقام پر اسے ربیع الاول ۷۵۲ھ میں تدلیس کی بیعت پہنچی، جس پر موحدین نے اس کے پروزدہ جابر خراسانی کو قابض کروادیا جب ابوثابت کو اپنے مقام پر سلطان ابوعنان کی چڑھائی کی خبر ملی تو وہ تلمسان کی طرف واپس لوٹا پھر وہ مغرب کیجانب روانہ ہوگیا اور اس کے پیچھے پیچھے اسکا بھائی سلطان ابوسعید زناتہ کی فوجوں کے ہمراہ آیا اور اس کے ساتھ بنوعامر کے زغبہ اور سوید کی ایک جماعت بھی تھی جبکہ ان کی اکثریت عریف بن یحیٰی کے مقام اور مرین کیساتھ اس کے بیٹے کی دوستی کی وجہ سے مغرب کو چلی گئی، پھر وہ اسی تیاری کیساتھ چل پڑے اور سلطان کے ابوعنان مغرب میں بننے والی قومول کیجانب چلا گیا اور معقل اور مصامدہ عرب اور فوج کے دیگر طبقات سب کے سب مقام وجدہ کے میدان کی تنگ جگہ پر پہنچ گئے اور ربیع الاول ثانی کے آخر ۷۵۳ھ میں جنگ ہوئی بنوعبدالواد نے دوران جنگ چالاکی سے کام لیا خیمے لگانے اور سواریوں و پانی پلانے اور چھاؤنی والوں کے اپنی اپنی ضروریات کے لئے منتشر ہوجانے کے بعد فوجوں سے ٹکراؤ کرنے پر اتفاق کرلیا اور انہیں میدان جنگ کی تنظیم وترتیب کا موقع دیئے بغیر ہی حملہ کردیا۔

اور سلطان ابوالحسن اس کام کی تلافی کے لئے سوار ہوا او باش لوگ اس کے اردگرد جمع ہوگئے اور بقیہ چھاؤنی میں انتشار پھیل گیا پھر اس نے ان لوگوں کے ہمراہ جو اس کے پاس موجود تھے ان پر چڑھائی کی اور انہوں نے نہایت جوانمردی کیساتھ ان سے جنگ کی پس ان کے میدان میں ابتری پھیل گئی اور انہوں نے ہاتھ اٹھا دیئے اور بحر ظلمات میں گھس گئے اور بنی مرین نے ان کا تعاقب کیا اور ابوسعید کو رات گرفتار کیا پھر قیدی بنا کر سلطان ابو عنان کے پاس سرداروں کی موجودگی میں لایا گیا تو اس اسے ڈانٹ کے نو دن بعد اسے قتل کردیا اور سلطان ابوعنان تلمسان کی طرف روانہ ہوگیا اور زعیم ابوثابت عبدالواد کی ایک جماعت سمیت جو اس کے ساتھ تھی بچ گیا۔

اور جو شخص ان میں سے ''بجایہ'' جاتے ہوئے اس کے پاس آگیا تھا تاکہ موحدین کی حکومت میں اپنے دشمن کا دوئی بھدی پائے ان کے ساتھ بچ نکلا راستے میں زوادہ نے راتوں رات ان پر حملہ کیا تو وہ اپنے ساتھیوں سے الگ ہوگیا اور اپنے گھوڑے کو چھوڑ کر پیدل چلا اور پیادہ پا برہنہ ہوکر جانا پڑا۔ اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے رفقاء میں سے ابوزیان محمد اسا بھیجتا سلطان وبس عید اور ابوحمو موسیٰ اور ان بھیجتا یوسف اور ان کا وزیر یحیٰی بن داؤد بن فکن بھی تھے اور سلطان ابوعنان نے دنوں حاکم بجایہ کو مولانا سلطان ابوبکر کے پاتے مولیٰ عبیداللہ کے متعلق اشارہ کیا کہ ان کے راستوں کی نگرانی کرے اور ان کی تلاش میں جاسوس پھیلا دیئے پس شہر کے چوک میں اسے ان کے متعلق اطلاع ملی اور اس نے امیر ابوثابت اور اس کے بھیجتے محمد بن ابوسعید اور ان کے وزیر یحیٰی داؤد کو گرفتار کرکے انہیں بجایہ منتقل کردیا۔

پھر حاکم بجایہ امیر ابوعبداللہ، سلطان ابوعنان سے ملاقات کرتا اور انہیں اپنی قید میں لانے کے لئے نکلا پس وہ المریہ باہر اس کے پڑاؤ میں اسے ملا تو اس نے اسکا ہر جوش استقبال اور اس کے احسان کا شکریہ ادا کیا اور وہ الٹے پاؤں تلمسان واپس لوٹ گیا اور ایک نہایت ہی خوش بخت دن میں اس میں داخل ہوگیا اور اس روز ابوثابت اور اس کے وزیر یحیٰی کو دو اونٹوں پر سوار کروایا گیا ان دونوں کی عجیب حالت ہوگئی تھی پھر دوسرے دن ان دونوں کو شہر کے صحرائی قتل میں لایا گیا اور نیزے مار مار کر قتل کردیا گیا اور اسطرح زیان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور وہ حکومت جسے عبدالرحمٰن کے بیٹوں نے انہیں دوبارہ تلمسان میں دیا تھا انتہا کو پہنچی یہاں تک کہ انہیں تیسری بار ابوحمو موسیٰ بن یوسف بن عبدالرحمٰن کے ہاتھوں غلبہ حاصل ہوا جو اس دور میں حکومت کا متولی تھا۔

فصل:

سلطان ابوحمو الاخیر جس نے تیسری بار اپنی قوم کو حکومت دلوائی، اس کی حکومت اور اس کے عہد میں ہونے والے وقعات کے مفصل حالات

یوسف بن عبدالرحمٰن تلمسان میں اپنے بھائی سلطان ابوسعید کی حکومت میں رہتا تھا یہ اور اسکا بھائی ابوحمو موسیٰ دونوں پر غلبہ حاصل کرنے کی جستجو

میں سست اور عزت کی تلاش میں فنا ہونے سے الگ تھلگ اور فلاحی کام کرنے اور سکون حاصل کرنے کی طرف مائل تھے یہاں تک کہ بنی مرین کی آندھی نے ان کی حکومت کو تباہ کر دیا اور سلطان ابوعنان ان پر قابض ہو کر تخت لیکن ہو گیا اور اس کا بیٹا ابوحمو موسیٰ اپنے چچا ثابت کے ساتھ مشرق کی طرف چلا گیا مگر بھائی کی جدائی نے یوسف کو اپنی قوم کے اشراف کے ساتھ مغرب کی جانب سفر کرنے پر مجبور کر دیا چنانچہ وہ وہیں مقیم ہو گیا اس کے بعد ابوعنان نے بجایا ابوثابت کو گرفتار اور ابوحمو کی طرف سے دھیان ہٹالیا اور جاسوس اس کے متعلق اطلاعات دینے لگے تو وہ تونس جا کر حاجب ابومحمد تافراکین کے ہاں مقیم ہوا ابومحمد نے ابوعنان کا بھرپور استقبال کیا اور اسے اپنے سلطان کی مجلس میں شرفاء کی جگہ اتارا اور اس کا وظیفہ بڑھا دیا اور اس کی قوم کے دوسرے آدمیوں کو بھی اس کے ساتھ منسلک کر دیا۔ سلطان ابوعنان نے اسے اشارہ کیا کہ اس کی حکومت میں انہیں جو سلطان کی حق تلفی سے انکار کیا پس اس نے ابوعنان کو اپنے مطالبے پر ابھارا یہ وہ ایام تھے جن میں وہ بلاد افریقہ پر چڑھائی اور ریاح اور سلیم عربوں کے ساتھ جنگ کیا کرتا تھا چونکہ انہوں نے اس کی اطاعت چھوڑ دی تھی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں مفصل بیان کریں۔ اس کی وفات سے قبل ۷۵۹ھ میں ریاح کے امرائے زوادوۃ، حاجب ابومحمد بن تافراکین کے پاس آئے اور اسے ابوحمو موسیٰ بن یوسف کے اہل مغرب کے ساتھ مل جانے میں رغبت دلائی اور وہ سب کے سب نواح تلمسان پر حملے کے واسطے اس کے ساتھ مل گئے تا کہ سلطان ابوعنان کو ان سے غافل کر دے اور انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ سلطان کے ایک آلہ کو تباہ کر دے اور صغیر بن عامر امیر زغبہ نے اس کام میں دلچسپی لی اور ان کا ساتھ دیا۔ ان دنوں وہ یعقوب بن علی کے قبائل میں اس کی پناہ میں رہتا تھا، پس موحدین نے مقدور بھر اس کی حالت کو درست کیا اور اسے صغیر اور اس کی قوم بنی عامر کی مصالحت کے لئے بھجوا دیا اور زوادوہ میں سے عثمان بن سباع اور ان کے خلیفوں میں سے بنوسعید و دعار بن عیسیٰ بن رحاب اور اس کی قوم نے اس کیساتھ زادراہ باندھی تا کہ وہ سب کے سب تلمسان کوچ کر جائیں چنانچہ انہوں نے صحرا کا راستہ اختیار کیا لیکن راستے میں انہیں سلطان ابی عنان کی ہلاکت کی خبر ملی، اپنے بادشاہ کی موت کی خبر سن کر اب ان کا عزم اور بھی پختہ ہو گیا۔

اور راستے میں انہیں چھوڑ کر جلدی سے تلمسان کی طرف چلا گیا جہاں پر بنی مرین کے چیدہ دستے رہتے تھے اور ابوحمو کی خبر، وزیر حسن بن عمر کو ملی جو سلطان ابوعنان کی موت کے بعد حکومت سنبھالنے والا اور اس کے بعد اس کے بیٹے سعید پر قابو پانے والا تھا، پس اس نے محافظوں کی فوج اور اموال بھی تلمسان کی طرف بھجوائے اور عریف بن یحییٰ کی اولاد میں سے حکومت کے معاون اور مغرب سے سوید کے امرائے صحرا اپنی قوم اور اپنے عرب حامیوں کے ہمراہ سلطان ابوحمو اور اس کے پیروکاروں سے موافقت کیلئے تیار ہو گئے پس ان کی فوج منتشر ہو گئی اور انہوں نے ان مواطن پر قبضہ کر لیا۔

ابوحمو اور اس کی فوج کا تلمسان کے میدان میں پڑاؤ:...... اور سلطان ابوحمو اور اس کی فوج تلمسان کے یہاں اتری اور وہاں انہوں نے اپنی سواریاں بٹھائیں اور تین دن تک تلمسان سے جنگ کرتے رہے اور چوتھے دن صبح کو انہیں داخل ہو گئے اور سلطان ابوعنان تلمسان کا امیر تھا وہ اپنی قوم کی ایک جماعت کیساتھ نکل کر صغیر بن عامر امر قوم کے ہاں اترا پس اس نے اچھی طرح اس کی پذیرائی کی اور اس نے اپنے خاندان کیساتھ اپنے بھائی کی خدمت میں بھیجا اور سلطان ابوحمو ۸ ربیع الاول ۷۶۰ھ کو تلمسان میں داخل ہو گئے اور وہاں قصر حکومت میں فروکش ہو گیا اور اس کے تخت پر بیٹھا اور اس کی بیعت خلافت ہوئی اور اس نے اپنی حکومت کی بنیادوں کے استوار کرنے اور بنی مرین کو اپنی مملکت کے شہروں سے نکالنے پر غور و فکر کرنا شروع کر دیا۔ واللہ واعلم۔

فصل:

مغرب کی فوجوں کے آگے ابوحمو کے تلمسان سے بھاگنے اور پھر دوبارہ وہاں آنے کے حالات

سلطان ابوعنان کے بعد اس کے وزیر حسن بن عمر نے جو اس کے بیٹے سعید کا پرورش کنندہ تھا اور جس نے اس کیلئے لوگوں کی بیعت لی تھی اس

نے مغرب کی حکومت کو قابو کر کے متوفیٰ سلطان کی سیاست پر عمل کیا اور سلطان کیطرح قریب وبعید کے بادشاہوں کی حمایت وعدد کی چنانچہ تلمسان پر ابوحمو کے متغلب ہونے کی خبر پاتے ہی اس نے اپنے فوجی افسروں سے مشورہ کر کے اپنے چچازاد مسعود بن رحو بن علی بن عیسیٰ بن عاسای بن خودود کو تیار کیا اور اسے جوانوں کے منتخب کرنے اور اچھے ہتھیار حاصل کرنے اور مال خرچ کرنے اور آلہ بنانے کا حکم دیا پس اس نے تلمسان پر چڑھائی کی سلطان ابوحمو اور اس کے معاون حملے کی خبر پاتے ہی بھاگ گئے سلطان صحرا میں چلا گیا۔

پھر مسعود بن رحو جب تلمسان آیا تو ابوحمو مغرب کی طرف چلا گیا پس وہ تنگ میدان میں اترا اور وزیر مسعود بن رحو نے اپنے عم زاد عامر بن ماسای کو اپنی فوج اور قوم کے سرداروں کیساتھ ان کی طرف بھیجا، پس عربوں، ابوحمو اور ان کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں لوٹ لیا اور تلمسان کی طرف خبر پہنچ گئی تو وہاں جو بنو مرین تھے ان کے خیالات مختلف ہو گئے اور وہ مرض جوان کے دلوں میں حسن بن عمر کو اپنی سلطنت اور حکومت پر متغلب کرنے کے بارے میں تھا، نمایاں ہو گیا اور وہ آل عبدالحق میں سے ایک شریف کیلئے گروہ در گروہ اکٹھے ہو گئے اور وزیر مسعود بن رحوان کی سازش کو سمجھ گیا اور اس کے دل میں بھی یہ بیماری تھی تو اس نے اسے غنیمت سمجھا اور اس نے منصور بن سلیمان بن منصور بن عبدالواحد بن یعقوب بن عبدالحق کی بیعت کر لی جو شرفاء کا بڑا آدمی اور عظمت میں یکتا تھا اور وہ اس کے اور اس کی قوم بنی مرین کے ساتھ کوچ کر گیا اور تلمسان اور اس کے حالات سے الگ ہو گیا اور مغرب کی طرف جاتے ہوئے راستے میں اسے مغول کے عرب ملے تو بنو مرین نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں صلیب اپنے کا پختہ عزم کر لیا ادھر سلطان ابوحمو تلمسان کی طرف لوٹ آیا اور دارالسلطنت میں مقیم ہو گیا، عبدالحق بن مسلم کو اس نے اپنا وزیر بنالیا اور اس کی نگرانی کی جس سے اسے تقویت مل گئی اور وہ اپنی حکومت پر قابض ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ یہانتک کہ فوت ہو گیا۔

والبقاء للّٰہ وحدہ

فصل:

عبداللہ بن مسلم کے اپنی عملداری درعہ سے آئے اور بنی مرین حکومت سے ابوحمو تک وہاں قیام کرنے اور اس کے اسے وزارت دینے کے حالات اور اس کی اولیت اور انجام کے واقعات

عبداللہ بن مسلم بنی یادین کے بنی زردال کے سرداروں میں سے تھا جو بنی عبدالواد توجین اور مصاب کے بھائی ہیں مگر بنی زردال اپنی قلت کیوجہ سے بنی عبدالواد میں شامل ہو گئے ہیں اور ان کے نسب کے ساتھ خلط ملط ہو گئے ہیں۔

عبداللہ بن مسلم نے سلطان ابوتاشفین کے عہد میں موسیٰ بن علی کی کفالت میں پرورش پائی وہ بچپن ہی سے نہایت شجاع وبہادر تھا چنانچہ جب سلطان ابوالحسن بنی عبدالواد جب بنو عبدالواد نے چھیڑ چھاڑ کی اور یہ عبداللہ اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کی بہادری اور جنگی مہارت کو سن کر اسے درعہ بھیج دیا اور وہاں کے گورنر کو اس کے متعلق وصیت کی اور اس نے عرب خارجیوں کیساتھ اپنی جنگوں میں مشغول ہونے کیوجہ سے اس سے لاپروائی برتی اور بہادری کی اچھی شہرت نے اوپر اٹھایا چنانچہ سلطان کے ہاں اسکا مقام بلندتر ہو گیا۔

ادھر قیروان میں جب سلطان ابوالحسن پر مصیبت پڑی اور عنان نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور اس کی بیعت ہوئی تو اس کے پوتے منصور بن ابو مالک عبدالواحد نے اس کی مدافعت کے ارادے سے سرحدوں کے محافظوں کو اکٹھا کیا تو عبداللہ بن مسلم بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھا چنانچہ ابو عنان نے معرکہ آرائی ہوئی وہاں اس نے اپنی بہادری کے جوہر دکھا کر بہت شہرت حاصل کی۔ اور جب اس نے دیکھا کہ ان کا محاصرہ ہو گیا ہے تو لوگوں نے سلطان ابوعنان کے پاس جانے میں سرعت سے کام لیا تو اس نے اس کی سابقیت کا لحاظ کرتے ہوئے اسے درعہ کی عملداری سونپ دی اور اس نے اس کے زمانہ خلافت میں جو خوب طاقت حاصل کی اور اس کی حکمرانی میں معقول عربوں کے ساتھ اپنے تعلق کو پختہ کیا۔

ابوالفضل کی بغاوت:......اور جب سلطان ابوعنان کے بھائی ابوالفضل نے اس کے خلاف بغاوت کی تو سلطان درعہ کے پہاڑوں سے جبل ابن حمیدی میں عبداللہ بن مسلم کے پاس چلا گیا اور اپنے بھائی کی گرفتاری کا حکم دیا۔ پس عبداللہ بن مسلم نے ابن حمیدی کی مدد سے ابوالفضل کو گرفتار کر کے اس کے بھائی کے سامنے پیش کیا ابوعنان نے اپنے بھائی کو قتل کرا دیا۔

اور جب سلطان ابوسالم نے جو اندلس کی غربت گاہ میں ابوالفضل کا رفیق تھا، سلطان ابوعنان کے مرنے کے بعد مغرب پر قبضہ کیا تو مصائب کا اس پر جو اثر تھا اس کی وجہ سے ابن مسلم نے اپنی جان کو خطرے میں دیکھا یہ ۷۶۰ھ کا واقعہ ہے تو اپنی عملداری اور ریاست کو چھوڑ کر اولاد حسین جو امرائے معقل تھے کے ساتھ اس سے نجات پا کر تلمسان جانے کے بارے میں سازش کی انہوں نے اس کی بات مان لی اور یہ بہت سے مال اور خاندان کے ایک گروہ اور عرب مددگاروں کے ساتھ سلطان ابوحمو کے پاس چلا گیا سلطان ابوحمو نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے وزارت سونپ کر اپنی سلطنت کے عزائم کئے حتیٰ کہ ملک کا انتظام بھی اس کے سپرد کر دیا۔ چند دنوں میں اس کی حکومت درست ہوگئی اور لوگوں کے دل اس کی اطاعت پر متفق ہو گئے۔ اور یہ اپنے غربی وطن پہاڑ میں آیا تو وہ اس کی طرف آئے اور اس کی خدمت میں لگ گئے اور اس نے انہیں تلمسان کے مواطن جاگیر میں دیئے اور ان کے اور زغبہ کے درمیان صلح کروائی پس اس کی شان بلند ہوگئی یہاں تک کہ وہ معاملہ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل:

سلطان ابوسالم کے تلمسان پر قبضہ کرنے اور سلطان ابوتاشفین کے پوتے ابوزیان کو وہاں کا حاکم بنانے کے بعد اس کے مغرب کی طرف واپس جانے کے حالات اور اس کی حکومت کا انجام

سلطان ابوسالم نے مغرب کی حکومت سنبھالنے کے بعد خوارج کے اثر کو مٹا ڈالا اور اپنے باپ اور بھائی کی پیروی کرتے ہوئے اس کے سائے میں زناتہ کی دور دراز سرحدوں تک پہنچ گیا اور اس بات کی تحریک اسے عبداللہ بن مسلم کے تلمسان کی طرف بھاگ جانے سے ہوئی جو اس کی عملداری کے سامنے تھا پس اس نے تلمسان پر حملہ کرنے کی ٹھان لی۔

۷۶۱ھ کے نصف میں فاس کے باہر پڑاؤ کر لیا اور فوجوں کو روانہ کیا جو اس کے دروازے پر پہنچ گئیں پھر خود تلمسان کی طرف گیا ادھر سلطان ابو حمو اور اس کے وزیر عبداللہ بن مسلم کو ان کی آمد کی خبر مل گئی خبر پاتے ہی انہوں نے زغبہ اور معقل عربوں کے ہمراہ صحرا کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر دشمن کے ہتھیاروں کا مقابلہ کیا لیکن جب سلطان ابوسلطان ابوسالم اور بنومرین نے تلمسان کیجانب رخ کیا تو یہ مغرب کی طرف روانہ ہو گئے اور انہوں نے وطاط، بلاد علویہ اور کرسیف سے جنگ کی اور ان کی کھیتوں اور خوراک کو تباہ کر دیا اور ان کی آبادی کو برباد کر دیا۔

سلطان ابوسالم ان کے کرتوت کی اطلاع سن کر بہت پریشان ہوا بغمر اسن میں کے محمد بن عثمان ابن سلطان ابوتاشفین بھی شامل تھا جو ابوزیان کی طرف تھا اور القنز کے نام سے مشہور تھا جس کے معنے بڑھا سر والے پس اس نے اسے اس کام کیلئے بھیجا اور اسے آلہ بھی دیا اور مغراوہ میں سے ایک فوج بھی بنا کر دی اور اسے ان کے عطیات بھی دیئے اور اسے تلمسان میں اپنے باپ کے محل میں اتار اور خود اپنے دارالخلافہ کی طرف واپس آ گیا پس عرب بھاگ گئے اور سلطان ابوحمو اس کے آگے آگے تھا۔

اور وہ اس کے بالمقابل تلمسان چلے گئے تو ابوزیان وہاں سے فرار ہو گیا اور اس نے مشرق کے شہروں بطحاء ملیانہ اور دہران میں بنی مرین اور ان کے دوستوں بنی توجین اور سوید کی پناہ لے لی جو زغبہ کے قبائل میں سے ہیں۔

سلطان ابوحمو اور عبداللہ بن مسلم کا تلمسان جانا:......اور سلطان ابوحمو اور اسکا وزیر عبداللہ بن مسلم تلمسان چلے گئے اور زغبہ کے ہمراہ ابوزیان سے مقابلے کے ارادے سے نکل پڑے چنانچہ جبل وانشریس میں اس کے ساتھیوں سمیت جنگ کی اور انہیں شکست سے دوچار کیا ابوزیان کی فوج تتر

بتر ہوگئی اور وہ فاس میں بنی مرین کی حکومت میں اپنی جگہ پر چلا گیا اور سلطان ابوحمو اپنے وطن کے پہاڑوں کو بنی مرین کے قبضے سے بچاتا ہوا واپس آیا اور اس نے بہت سے پہاڑوں کو فتح کر لیا اور ملیانہ اور بطحاء پر قابض ہو گیا پھر اس نے دہران پر چڑھائی کی اور کچھ دنوں تک مسلسل جنگ کرنے کے بعد بزور قوت اس میں داخل ہو گیا وہاں پر اس نے بنی مرین کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ یہاں سے فارغ ہو کر اس نے المریہ اور الجزائر پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے بنومرین کو دھتکار دیا تو وہ اپنے وطنوں میں چلے گئے اور اس نے اپنے ایلچیوں کو سلطان ابوسالم کے پاس بھیج کر اس سے مصالحت کر لی اور جنگ کے ہتھیار پھینک دیئے ۷۶۲ھ میں جب سلطان ابوسالم فوت ہو گیا تو عمر بن عبداللہ بن علی نے جوان کے وزراء کے بیٹوں میں سے تھا سلطان ابی الحسن کے بیٹوں کی یکے بعد دیگرے بیعت کرتے ہوئے حکومت سنبھالی جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ

فصل:

ابوزیان بن سلطان ابوسعید کے مغرب سے اپنی حکومت کی جستجو آنے کے حالات اور اس کے کچھ واقعات:

پھر ابوزیان یعنی محمد بن سلطان ابوسعید عثمان بن یحییٰ بن یغمراسن کو اس کے چچا ابوثابت اور ان کے وزیر یحییٰ بن داؤد کے ساتھ موحدین کی عملداری میں جبابہ میں گرفتار کیا گیا اور انہیں سلطان ابوعنان کے پاس لایا گیا لیکن جب وہ فوت ہوا مغرب کی حکومت کی باگ دوڑ اس کے بھائی سلطان ابوسالم نے سنبھالی تو ابوزیان کی قسمت جاگی۔

سلطان ابوسالم نے اس پر احسان کر کے قید سے آزاد کر دیا اور اسے اپنی حکومت کی مجلس شرفاء کے مراتب میں منسلک کر دیا اور اسے اپنے عم زاد سے مزاحمت کرنے کیلئے تیار کیا۔ پھر ۷۶۲ھ میں سلطان ابوسالم کے انتقال سے پہلے اس کے اور سلطان ابوحمو کے درمیان گفتگو ہوئی اور اس نے جو ارادہ کیا تھا اس میں اس کی کوشش کامیاب ہو گئی تو ابوزیان کے بارے میں اسے امید ہو گئی کہ یہ اپنے باپ کی حکومت کو مخصوص کرے گا اور اس نے دیکھا کہ یہ اس کے بارے میں اچھا کام کر رہا ہے اور یہ اس کی پارٹی کا بن جائے گا تو اس نے اسے آلہ دیا اور اسے حکومت کا امیر مقرر کیا اور اسے تلمسان کی جانب روانہ کیا اور یہ تازی آیا جہاں پر اسے سلطان ابوسالم کی وفات کی خبر ملی پھر لڑائیاں اور فتنے پیدا ہو گئے جن کا تذکرہ ہم ان کے مقام پر کریں گے۔

عبدالحلیم کی فاس پر چڑھائی:......اور عبدالحلیم بن سلطان ابی علی بن سلطان ابی سعید بن یعقوب بن عبدالحق نے فاس پر چڑھائی کر دی اور بنو مرین بھی اس کے ساتھ مل گئے پھر ان دونوں نے جدید شہر سے جنگ کی پھر ان کی فوج منتشر ہو گئی اور عبدالحلیم تازی چلا گیا جیسا کہ ہم اس کے موقع پر اس کا ذکر کریں گے۔ اور اس نے سلطان ابوحمو سے یہ توقع کی کہ وہ اس کے معاملے میں اس کی مدد کرے گا چنانچہ اس نے اس کے متعلق اس سے خط و کتابت کی اور اس نے اس پر شرائط عائد کی وہ اس کے چچازاد ابوزیان کو گرفتار کرے تو اس نے اس کی رضامندی کیلئے اسے گرفتار کر لیا پھر سجلماسہ کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور راستے میں اولاد حسین نے جو معقول میں سے تھے اپنے ہتھیاروں اور قبائل کیساتھ اس سے معرکہ آرائی کی پس ایک دن ابوزیان نے پہرے داروں کی غفلت سے فائدہ اٹھایا اور اس کے سامنے جو گھوڑا کھڑا تھا اس پر چھلانگ لگا کر سوار ہو گیا اور اسے عبدالحلیم کی چھاؤنی سے اولاد حسین کے فروکش ہونے کی جگہ تک ان سے مدد مانگنے کیلئے دوڑاتے ہوئے لے گیا چنانچہ انہوں نے اسے پناہ دے دی اور ایک غفلت کے وقت موقع پا کر یہ بنی عامر کے پاس چلا گیا اور ان کے امیر خالد بن عامر کے درمیان اور سلطان ابوحمو کے درمیان بدسلوکی پائی جاتی تھی اس بدسلوکی کو بھڑکانے کے لئے گیا اور یہ اسے تلمسان پر چڑھا لایا۔

سلطان ابوحمو نے بھی ان کے مقابلے میں فوج روانہ کر دی حتیٰ کہ اس نے انہیں تلمسان سے بھگا دیا اس نے خالد بن عامر کو مال دیا کہ وہ اسے ریاح کے علاقے میں پہنچا دے تو اس نے ایسے ہی کیا اور اس نے اسے زوادہ میں پہنچا دیا اور خود وہیں مقیم رہا۔ پھر ابوالیل بن موسیٰ نے جو بنی یزید کا شیخ اور وطن

بنی حمزہ اور اس کے قرب وجوار کا مالک ہے اسے بلایا اور سلطان ابوحمو کی دشمنی میں اسے حکومت کیلئے مقرر کیا اور وزیر عبداللہ بن مسلم نے بنی عبدالواد، عربوں اور زناتہ کی فوجوں کے ہمراہ اس پر حملہ کیا۔

ابواللیل کو غلبے کا یقین ہوگیا اور اس کیلئے وزیر نے مال خرچ کیا اور اس سے شرط لگائی کہ اگر وہ ابوزیان کی اطاعت سے پھر جائے تو وہ اس کے وطن سے الگ رہے گا تو اس نے ایسے ہی کیا اور بجایہ کی طرف واپس لوٹ کر مولیٰ ابواسحٰق ابن مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ہاں قیام پذیر ہوا جس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی پھر سلطان ابوحمو اور اس کے درمیان خط وکتابت ہوئی اور مصالحت طے پاگئی اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ ابوزیان کو بجایہ کی اس سرحد پر بھوادیا جائے جو اس کے وطن سے ملتی ہے۔

پس یہ تونس کے دارالخلافے میں گیا اور حاجب ابومحمد بن تافراکین جو اس دور میں حفصیوں کی حکومت کو قائم کرنے والا تھا اسے فیاضی اور کشادہ دلی سے ملا اور اس نے اس کا وظیفہ بھی جاری کردیا اور اس کا مقام اس قدر بلند کیا کہ شرفاء میں اس کے مثل کوئی اور نہیں دیکھا گیا پھر اس کی ہمیشہ یہی حالت رہی یہانتک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم کریں گے۔

فصل:

سلطان ابوتاشفین کے پوتے ابوزیان کے دوسری بار مغرب سے تلمسان کی حکومت کی جستجو میں آنے کے حالات اور اس کے کچھ واقعات

سوید کے عرب، زغبہ کا ایک بطن میں، جو بنی مرین کی پارٹی اور عریف بن یحییٰ کے عہد سے سلطان ابوالحسن اور اس کے بیٹے ابوعنان کے معاون و مددگار ہیں اور بنی عبدالواد کے نزدیک یہ ان کے دشمن بنی مرین کے شمار میں آتے ہیں جو بنی عامر کی حکومت طاغیہ کیساتھ ان کے ہمسر ہیں یہ آخری دور تک بنی عبدالواد سے مقابلہ کرتے رہے ہیں پھر ان کے سردار ونزمار بن کے عریف نے بنی مرین کے جوار میں کرسف کو اپنا وطن بنالیا۔

لوگ اسے عظمت سے دیکھتے اور اس کی بات کو مانتے تھے اور اس کے بھائیوں کو ان کے وطن میں اور اپنے ہمسروں بنی عامر میں جو عظمت حاصل تھی اس نے اسے پریشان کردیا تھا پس اس نے حکومت کو اس کی بنیادوں سے اکھیڑنے کا پختہ ارادہ کرلیا جس کے لئے اس نے حاکم مغرب عمر بن عبداللہ کو اس بات پر راضی کیا کہ وہ ابوتاشفین کے پوتے محمد بن عثمان کو اپنی حکومت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے بھیجے اور سلطان ابوحمو اور احمد بن رحو غانم جو معقل میں سے اولاد حسن کا عظیم آدمی تھا، کے درمیان جو نفرت مستحکم ہوچکی تھی اس نے بھی اس پر اتفاق کیا حالانکہ اس سے پہلے یہ اس کی اور اس کے وزیر عبداللہ بن مسلم کی پارٹی تھے، پس عمر بن عبداللہ نے اسے غنیمت سمجھا اور ابوزیان محمد بن عثمان ۷۶۵ھ میں نکلا اور ملویہ میں معقل کے خیموں میں قیام پذیر ہوا پھر وہ اسے تلمسان لے گئے اور سلطان ابوحمو کو بنی عامر کے امیر خالد بن عمر کے متعلق شک پڑ گیا چنانچہ اس نے اسے گرفتار کرکے زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا پھر اس نے اپنے وزیر عبداللہ بن معلم کو بنی عبدالواد اور عرب فوجوں کے روانہ کیا تو اس نے نہایت اچھی طرح ان کا دفاع کیا اور ان کی فوج تتر بتر ہوگئی اور اس نے انہیں السرو کی جانب روانہ کردیا اور وہ بھی ان کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ وہ میلہ میں پہنچے جو دیاح کا وطن ہے اور زواددہ کی پناہ میں چلے گئے

عبداللہ بن مسلم پر طاعون کا حملہ:...... پھر وزیر عبداللہ بن مسلم کو اس کی بیماری نے گھیرا جس نے اس سال بار بار آدمیوں پر حملہ کیا حالانکہ اس سے قبل بھی اس نے ۷۴۹ھ میں ہلاک کیا تھا پس اس کے بیٹے اور اس کا خاندان اسے ساتھ لیکر واپس لوٹے مگر وہ راستے میں فوت ہوگیا اور انہوں نے اس کے اعضاء کو تلمسان پہنچادیا گیا جہاں انہیں دفن کردیا گیا اور سلطان ابوحمو اپنے دشمن کی مدافعت کے لئے نکلے مگر عبداللہ نے اس کی قوت توڑ دی اور اس کے اعوان اور اس کے انصار کو متفرق کردیا۔

پھر جب اس نے بطحا پہنچ کر وہاں پڑاؤ کیا تو سلطان ابوزیان کی فوجوں نے اس سے جنگ کی اور چھاونی پر اس کے جھنڈے چھا گئے تو ان کے دلوں پر دہشت طاری ہوگئی چنانچہ انہوں نے انہیں چھوڑ دیا اور تتر بتر ہوگئے ابوحمو جان بچا کر تلمسان کی طرف بھاگ گیا پھر ابوزیان کی چھاؤنی کی جگہ پر خیمہ زن ہوا اور معقل کا امیر احمد بن احوا سے اس کی نجات گاہ کی طرف لیگیا اور اسے سک پہنچادیا اور سلطان ابوحمو نے اپنے خواص کے ہمراہ دوبارہ اس پر حملہ کیا اور انہوں نے نہایت جانفشانی سے اس کا دفاع کیا پس اس کے گھوڑے نے اسے منہ کے بل گرادیا اور اس نے اس کا سر کاٹ دیا اور سلطان ابوحمو اپنے دارالخلافے میں چلا گیا اور ابوزیان اور عرب بھی اس کے تعاقب میں چلے گئے یہاں تک کہ انہوں نے کئی روز تک جنگ کی اور معقل اور زغبہ کے درمیان حسد پیدا ہوگیا اور زغبہ نے معقل کے اختصاص پر افسوس کیا اور اس ملت پر بھی انہیں چھوڑ کر صرف سلطان کو رائے پر اولاد حسین کو لے لیا گیا ہے۔

پس ابوحمو نے اس بات کو غنیمت سمجھا اور اپنے قید خانے سے ان کے امیر عامر بن خالد کو رہا کر دیا اور اس سے خلیفہ کی اطاعت کا عہد لیا اور مقدور بھر لوگوں کو اس کی مدد ترک کرنیکی ترغیب دے گا اپنی قوم کو ابوزیان کی اطاعت سے واپس لائے گا اور اس کی فوج کو منتشر کر دے گا تو اسعہد کو وفا کیا اور اسکا ناطقہ بند کردیا اور ان کی پارٹیاں منتشر ہوگئی اور ابوزیان بنی عامرین کی حکومت میں اپنے مقام پر لوٹ آیا اور سلطان ابوحمو کی حکومت پیچیدگیوں کے بعد درست اور مضبوط ہوگئی یہاں تک کہ اسکا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر یں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل:

مغرب کی سرحدوں پر سلطان ابوحمو کی چڑھائی کے حالات

ونزمار بن عریف نے سلطان ابوحمو کے خلاف ان فتنوں کے پیدا کرنے اور یکے بعد دیگرے شرفاء کو اس کے خلاف اُکسانے میں ایک بڑا کردار ادا کیا کیونکہ ان کے درمیان مسلسل دشمنی چلی آرہی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس لیے کہ مغرب کی سرحدوں میں اسکا مقام کو سیف تھا اور اس کا پڑوسی محمد بن ذکراز تھا جو جبل وبدو میں رہنے والے بنی ولکاس میں سے بنی علی کا سردار تھا اور یہ دونوں متفقہ طور پر اس کے مخالف تھے۔

چنانچہ جب بغاوت کا جوش تھم گیا اواس نے انہیں اپنے وطن کے مغرب کی طرف نکال دیا اور اس کی ان کے ساتھ صلح ومصالحت ہوگئی اس نے چاہا کہ وہ باری باری ان دونوں امیروں کو ان کی سرحدوں میں دست بدست لے۔

پس اس نے ۷۶۶ھ کے آغاز میں مغرب کی ایک فوج روانہ کی اور دبدو کر سیف تک پہنچ گیا تو ونزمار بھاگ کر جبال کے قلعوں میں قلعہ بند ہوگیا ،پس ابوحمو نے لوٹ مار وتخریب کاری شروع کردی اور محمد بن ذکراز بھی اسی طرح وبدو کے پہاڑ میں جا کر اپنے اس قلعے میں قلعہ بند ہوگیا، جواس نے وہاں تعمیر کیا ہوا تھا اور ابوحمو نے اپنے سواروں کے ساتھ اس پر غارت گری کی اور اس کے وطن میں گھس گیا اور اس شہر کے گردنواح میں ہمسہ گرتباہی اور تخریب کاری کی پلٹ کر اپنے دارالخلافے میں واپس آگیا اور بنی مرین کی سرحدوں اور ان کی سرحدوں میں اس کا قتل عام بڑھ گیا اور اس کی چامالی ان پر بہت سخت ہوگئی اس کے بعد ان کے درمیان مصالحت ہوگئی اور اس کے نزائم بلاد افریقہ کی طرف پھر گئے اور اگلے سال اس نے بجایہ کی طرف اقدام کیا اور اس کی مصیبت اس پر پڑی جیسا کہ ہم بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل:

سلطان ابوحمو کی بجایہ پر چڑھائی اور اس کا اس مصیبت

مولیٰ امیر ابوعبداللہ بجایہ پر قابض ہوکر اس کا حاکم بن گیا تھا پھر اس نے ۷۶۵ھ میں دوبارہ تدلس پر حملہ کیا اور بنی عبدالواد پر غلبہ پالیا وہاں اس

نے اپنے محافظوں اور عامل کو بھیجا پھر اس کے اور حاکم قسطینہ سلطان ابوالعباس کے درمیان جو اس کے چچا امیر ابوعبداللہ کا بیٹا تھا مضا تا ایک ہوگئی چونکہ ان کے درمیان متصلہ سرحدی عملداریوں میں کشا کش چل رہی تھی پس ان کے درمیان معرکہ آرائی شروع ہوگئی جن کی وجہ سے وہ تدلس کی حفاظت سے غافل ہوگیا اور بنی عبدالواد کی فوجوں نے تدلس کا زبردست گھیراؤ اور محاصرہ کرلیا پس اس نے ایلچیوں کو حاکم تلمسان سلطان ابوحمو کے پاس روانہ کیا کہ وہ مصالحت کی شرط پر اس کے لئے تدلس سے دست بردار ہوتا ہے چنانچہ ابوحمو نے تدلس کو قبضے میں کرلیا اور وہاں اپنے محافظ بھیجے اور اس کے ساتھ صلح کر لی پھر اس کی بیٹی سے رشتہ کیا جسے اس نے قبول کیا اور بیٹی کو اس کے ہاں بھیج دیا چنانچہ زواوہ کے سامنے اس سے ملاقات ہوئی پھر حاکم بجایہ اس کام کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اس کے ساتھ جنگ کے دوران، اپنے عم زاد سلطان ابوسعید کو تونس بھیجا تا کہ وہ اسے تدلس بھیجے اور اس کے ذریعے سلطان ابوحمو کو اس کی جنگ سے غافل کر دے۔

ابوزیان کے حالات:...... حاجب ابومحمد بن تافراکین کی وفات کے بعد ابوزیان نے تونس میں قیام کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہاں تک کہ بنی عبدالواد کے تلمسان مشائخ میں سے مرضی القلوب نے سلطان ابوحمو پر حملہ کرنے کی سازش اور اپنے متعلق اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے ساتھ رہیں گے تو اس نے اسطرف توجہ کی اور تیار ہوکر تلمسان کی سرحد اور بجایہ کی عملداری کی طرف کوچ کر گیا۔

راستے میں جب قسطینہ سے گزرا تو اس نے اس میں داخل ہونے سے پہلوتہی کی اور وہاں حاکم کے لئے اجنبی بن گیا اور سلطان ابوالعباس کو جو ان دنوں وہاں کا حکمران تھا اس کی خبر ہوگئی خبر پاتے ہی اس نے اسے روکنے اور قسطینہ میں قید کرنے کا ارادہ کرلیا پھر اس کے چچازاد حاکم بجایہ کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی وہ اپنے اہل ملک پر ظلم تشدد کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی حکومت کے دوسال بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ اس نے ان میں پچاس آدمیوں کو قتل کر دیا چنانچہ جب نفرت کی آگ بھڑک گئی تو اہل سلطان ابوالعباس سے ساز باز کرنے پر مجبور ہوئے کہ وہ انہیں ہلاکت وتباہی کے جنگل سے بچائے کیونکہ اس کے لئے ان کے امیر پر غلبہ پانا مقدر کیا گیا تھا۔

ابوالعباس کا حملہ:...... پس اس نے ۷۶۷ھ کے آخر میں اس پر حملہ کیا اور امیر ابوعبداللہ نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تامرو کے اس پہاڑ پر پڑاؤ کرلیا جو تاکردت پر جھانکتا ہے چنانچہ سلطان ابوالعباس نے صبح کو اس کے پڑاؤ پر حملہ کر کے اس پر قابض ہوگیا اور اس نے اپنی جان بچانے کے لئے اپنا گھوڑا دوڑایا اور سوار بھی اس کے پیچھے گھوڑے دوڑاتے ہوئے گذرے یہاں تک کہ وہ اسے جا ملے اور اس کا گھیراؤ کرلیا اور پھر اسے نیزے مار مار کر ہلاک کر دیا۔

پھر سلطان ابوالعباس ''۲۰'' شعبان کی دوپہر کو شہر میں داخل ہوا، لوگوں نے جنگ کی سیرت سے اس کی پناہ لے لی اور اس کی دعوت سے وابستہ ہوگئے اور اس کی اطاعت اختیار کرلی، پس قیامت دور ہوگئی اور معاملہ درست ہوگیا۔

ابوحمو کا حملہ:...... ادھر سلطان ابوحمو کو بھی خبر پہنچ گئی تو اس نے اس کی ہلاکت پر اور اسکا بدلہ لینے کے لئے غصے کا اظہار کیا اور زناتہ اور عربوں کی فوجوں کے ساتھ بجایہ پر حملہ کر کے وہاں پڑاؤ کرلیا اور اس نے بجایہ کے جوک کی اطراف کو خیموں سے بھر دیا اور سلطان اس کی مبارزت پر آمادہ ہوا اور اہل شہر اس کے ساتھ تیار ہوگئے اور اس کے مقام کی پناہ لے لی پس اس نے ان کی حاجت بھر آئی اور ایلچی بن کر قسطینہ گیا پس اس نے ابوزیان کو قید سے رہا کر دیا اور راستہ سواریاں، رہیں اور جنگی آلات دیئے اور اس کے ہمراہ اپنے غلام بشیر کو بھی فوج میں بھیجا، چنانچہ ابوزیان ان کے ہمراہ ابوحمو کی چھاؤنی کے بالمقابل قیام پزیر ہوا اور انہوں نے بنی عبدالجبار کے دامن کوہ میں اپنی جگہ بنائی اور ابوحمو کی چھاؤنی پر غارت گری کرنے لگے کیونکہ انہیں یہ خبر ملی تھی کہ اس کی فوج اور اس کے عرب ساتھی دل کے مریض ہیں مگر سلطان ابوحمو نے ایسی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جو اس کے وہم وگمان سے ملا کرتا، اس جنگ کے ایک دلال نے اہل شہر مشائخ کی زبان سے اس کے سامنے ایک وعدہ پیش کیا تھا جسکی وجہ سے اسے یقین ہوگیا تھا کہ اس کے لئے اسے تیاری کرنے کی ضرورت نہیں پس جلد بازی میں اس نے احتیاط کو ترک کر دیا۔

لیکن جب وہ اس کے سامنے ڈٹ گیا تو اس کی چھاؤنی پر فضا تنگ ہوگئی اور غلبہ کے کانوں کے لئے راستے خراب ہوگئے اور اس کے پڑاؤ کے قبائل میں حکومت میں حصہ دار دشمن کے غالب آجانے سے زبردست جنگ شروع ہوگئی اور سلطان کی سطوت اور برے انجام کے خوف سے عرب جو

انوں نے نداکاری کا مظاہرہ کیا پھر انہوں نے ان کے درمیان انتشار کے لئے چلت پھرت شروع کی اور اس کے لئے انہوں نے حملے کا وقت مقرر کیا اور جب سلطان کو مشائخ کے وعدے جھوٹے نظر آئے اور اس نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کرلیا اور پہاڑ کی سخت دشوار اور بلند جگہوں میں فصیلوں کے تنگ مقامات پر خیمے لگا لئے، جسے اہل الرائے نے پسند نہ کیا اور غفلت کے وقت پہاڑ کے پیادوں نے نکل کر ان پوشیدہ مقامات پر بیٹھے ہوئے جانباروں پر حملہ کر دیا اور انکو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا چنانچہ ان کے سامنے شکست کھا گئے ادھر عربوں نے دور سے خیموں کو لٹے دیکھا تو وہ بھاگ گئے اور تمام چھاؤنی تتر بتر ہوگئی۔

سلطان ابوحمو نے جب یہ حالت دیکھی تو سفر کے لئے سامان باندھا مگر انہوں نے اسکو زادوراہ سے روک دیا تو اس انہیں چھوڑ دیا چنانچہ اسکا سب باقی ماندہ سامان لوٹ لیا گیا اور لوگوں نے ہر بلندی سے ان پر آوازیں کیسی اور آگے پیچھے سے ان کے راستے تنگ ہوگئے اور وہ اپنی بھیڑ کو لے بھاگے اور ان کے پہلوؤں پر پل پڑے پس ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور وہاں اس قدر عجیب واقعات ہوئے جنہیں لوگ مدت تک بیان کرتے رہے اور اس کی لونڈیوں کو بجایہ لایا گیا جن میں یحییٰ الزابی کی بیٹی بھی شامل تھی جو عبدالمومن بن علی کی طرف منسوب ہوتی تھی ابوزیان نے مخصوص کرلیا اور جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس کا رشتہ طلب کیا تھا اور دوسری لونڈیوں کی نسبت یہ اس کے دل کو بہت بھاتی تھی پس وہ امیر ابوزیان کے غنائم میں نکلی اور وہ اس سے محبت کرنے سے کنارہ کش رہا حتی کہ اہل فتویٰ نے اسے اس کا ایک طریق بنایا کہ سلطان ابوحمو سے اپنی عورتوں کے بارے میں ایک گناہ سرزد ہوا تھا وہ نفس کو اس برے کام کی برائی سے روک نہیں سکتا تھا چنانچہ وہ وہاں سے نکل کر الجزائر چلا گیا اور اپنی حکومت کے تخت پر بیٹھا ادھر اس کے چچازاد بھائی ابوزیان کی قوت وسطوت بڑھ گئی وہ اس پر متغلب ہوگیا اور عرب بھی اس کے پاس آگئے تو اس کے پیروکاروں میں اضافہ ہوگیا اور اس نے اس شرقی جانب مسلسل کئی سال تک سلطان ابوحمو سے جنگ کی۔ بن کے حالات کو ہم اب بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

فصل:

بلاد حصین کی شرقی جانب ابوزیان کے بغاوت کرنے اور المریہ الجزائر اور ملیانہ پر متغلب ہو جانے اور اس کے ساتھ جو معرکے ہوئے ان کے حالات

جب سلطان ابوحمو نے بجایہ کے میدان میں شکست کھائی تو ذوالحجہ کے اوائل سے جو ۷۶۲ھ کا آخری مہینہ ہے اس کا زمانہ تاریک ہوگیا اور امیر ابوزیان نے اپنا ڈنکا بجوا دیا اور اس کا تعاقب کرتے ہوئے زغبہ کے بلاد حصین میں پہنچ گیا۔ یہاں کی حکومتیں ان کے ساتھ اس رعایا کا سلوک کرتی تھیں جو تاوان میں غلام بنائی جاتی ہے چنانچہ ظلم واستبداد سے وہ خودسر ہو گئے تھے۔

اور ان کے آگے پیچھے جو ان کے زغبہ بھائی رہتے تھے جنگ کی غرض سے انہیں ان کے برابر قرار دیئے جاتے تھے پس انہوں نے سرخ پر اس کی بیعت کی اور جبل تیطری کی پناہ گاہ میں ٹھہر گئے حتی کہ سلطان کی فوجیں اچانک ان پر آن پڑیں پھر انہوں نے المریہ پر حملہ کر دیا، جہاں پر سلطان ابو حمو کی بہت بڑی فوج اس کے وزراء عمران بن موسیٰ بن یوسف اور موسیٰ بن عوت اور وداد بن عبو بن حماد کی نگرانی کے لئے موجود تھی انہوں نے کئی روز تک ان سے جنگ کرنے کے بعد شہر میں انہیں مغلوب کرلیا اور امیر ابوزیان نے اس پر قبضہ اور وزراء اور بنی عبدالواد کے مشائخ پر احسان کر کے انہیں سلطان کے پاس جانے کی آزادی دے دی اور تاوان کی ذلت سے بچنے کے لئے ثعالبہ نے بھی انہی کا طریق اختیار کیا پس انہوں نے امیر ابوزیان سے اطاعت انقیاد کا عہد کرلیا الجزائر کے باشندوں کے دلوں میں بھی اپنے گورنروں کے ظلم کی وجہ سے نفرت پائی جاتی تھی چنانچہ ثعالبہ کے امیر سالم بن ابراہیم بن نصر نے امیر ابوزیان کی اطاعت پر انہیں مائل کیا پھر ابوزیان نے اہل ملیانہ کو بھی اسی قسم کی دعوت تو انہوں نے اس کی بات مان لی سلطان ابوحمو نے ان کی بیماری کو ختم کرنے کے لئے ایک فیصلہ کن حملے پر غور کیا اور اس نے عرب باشندوں میں آدمی بھیجے اور مال خرچ کیا اور جستجو کے لئے دریا کے کناروں پر شہروں کو انہیں جاگیر میں دیا۔

سلطان ابوحمو کا بلادتوجین پر حملہ:......سلطان ابوحمو بلادتوجین کی طرف چلا گیا اور ۷۶۸ھ میں امیر سوید ابوبکر بن عریف کی اطاعت کی کوشش کرتا ہوا بنی سلامہ کے قلعے میں جا پہنچا مگر خالد بن عامر نے اس سے اتفاق نہ کیا اور ابوبکر بن عریف کے پاس چلا گیا اور دونوں نے اس کی مخالفت کرنے پر اتفاق کرلیا اور اس کی اطاعت چھوڑ دی انہوں نے اس کے پڑاؤ پر غارت گری کی چنانچہ وہ بھاگ گئے اور اس کے محلات اور قیمتی چیزیں لوٹ لی گئیں، پھر یہ تلمسان کو واپس آگیا۔

بعدازاں اس نے ملیانہ پر حملہ کر کے اسے فتح کرلیا اور ریاح کی طرف جب کہ وہ اس کی طرف مائل تھا یعقوب بن علی بن احمد اور عنان بن یوسف بن سلیمان علی کو بھیجا یہ دونوں زواودہ کے امیر تھے کیونکہ ان دونوں اور سلطان مولانا ابوالعباس کے درمیان نفرت پائی جاتی تھی اسلئے اس نے امیر ابوزیان پر اور اس کے بعد بجایہ پر حملہ کرنے کے لئے اس سے مہلت مانگی اور اسے ضمانت دی کہ ریاح کے صحرائی لوگ اس کی اطاعت کریں گے اور انہوں نے اس کے لئے اس کی طرف اپنی گروی رکھی ہوئی چیز بھی بھیجی جسے اس نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے واپس کر دیا زغبہ کے بھی بہت سے عرب اس کے پاس جمع ہوگئے مگر عریف بن یحییٰ اور خالد بن عامر کی اولاد ہمیشہ ہی اپنے قبیلوں میں صحرا میں اس سے منحرف رہی اور اس نے ان پر حملہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا تو یہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے حصین کے مخالفین اور امیر ابوزیان پر جبل تیطری میں ان کی پناہ گاہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔

ادھر یعقوب بن علی اور عثمان بن یوسف اپنی ریاحی فوجوں کے ساتھ جلدی سے اس کے پاس گئے اور ان کے بالمقابل قلعہ میں جا ٹھہرے اور عریف اور خالد بن عامر کی اولاد جلدی سے زواودہ کی طرف گئی تا کہ سلطان کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے پہلے انہیں علاقے سے باہر نکال دیں، چنانچہ انہوں نے جمعرات کے روز ذوالقعدہ کے آخری دنوں میں ۷۶۹ھ میں صبح کو ان پر حملہ کر دیا ان کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہوئی، تو شروع شروع میں زواودہ بھاگ گئے اور آخر کار انہیں غلبہ حاصل ہوگیا اور جنگ میں زغبہ کے کچھ لوگ مارے گئے اور وہ انہیں روکنے سے مایوس ہو گئے چنانچہ وہ حصین اور امیر ابوزیان کی طرف مڑ گئے اور اپنے چراگاہ تلاش کرنے والے کے ساتھ ان کے پاس چلے گئے اور سلطان ابوحمو کے خلاف ان کے مددگار بن گئے پھر انہوں نے اس کے پڑاؤ پر غارت گری کی اور اس کی طرف جا کر اس کے ساتھ نہایت جوانمردی سے جنگ کی جنگ کے نتیجے میں اس کے میدان میں بھگدڑ مچ گئی اور اس کی فوجوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا سلطان ابوحمو خود صحرا کے راستے بچ کر تلمسان چلا آیا اور زواودہ اپنے وطن کی طرف بھاگ گئے۔ ادھر زغبہ کے تمام عرب امیر ابوزیان کے پاس جمع ہو گئے پھر یہ شکست خوردہ گروپ لوگوں کا تعاقب کرتے ہوئے سیرات میں جا پہنچے۔

سلطان ابوحمو اور خالد کی جنگ:......پھر سلطان ابوحمو اپنی قوم اور بنی عامر کے باقی ماندہ لوگوں کے ہمراہ نکلا، ادھر خالد اس کے ساتھ جنگ کے ارادے سے آگے بڑھا تو سلطان نے اسے شکست سے دوچار کیا لوگوں نے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا پھر اس نے اس کے ساتھ خط وکتابت میں نرم رویہ اختیار کیا اور اس کے لئے مال خرچ کیا اور شرائط طے کرنے میں اسے کھلا اختیار دیا چنانچہ وہ اس کی خدمت میں لگ گیا۔ امیر ابوزیان، عریف کی اولاد سے پختہ دوستی رکھتے ہوئے اپنے حصین کے مددگاروں کی طرف واپس آ گیا پھر محمد بن عریف سلطان کی اطاعت میں چلا گیا اور اسے ضمانت دی کہ وہ اپنے بھائی کو اس کی مخالفت سے روک دے گا اس کے لئے اس نے کوشش بھی کی مگر سلطان نے اس پر الزام لگایا ادھر سلطان کے دشمن خالد بن عامر نے جب ان کی یہ حالت دیکھی تو اس پر مصیبت ڈالنے کے لئے اسے آمادہ کیا چنانچہ سلطان کو خبر ہوگئی اور اس نے اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا، اسطرح اس کے بھائی ابوبکر کی نفرت اور مستحکم ہوگئی۔

سلطان ابوحمو اور ابوبکر کی جنگ:......سلطان نے اپنی قوم اور تمام بنی عامر کے ہمراہ ۷۷۰ھ میں اس پر حملہ کیا، ادھر ابوبکر کی پوزیشن بھی مضبوط ہوگئی پس اس نے الحرث بن ابی مالک اور ان کے پیچھے حصین کو جمع کیا پھر وہ دراک اور تیطری کے پہاڑوں میں قلعہ بند ہو گئے۔ بعدازاں سلطان ابوحمو اپنی فوجوں کے ہمراہ بلاد دیالم کو الحرث سے واپس لینے کے لئے اترا وہاں اس نے بہت تباہی مچائی اور انہیں نقصان عظیم سے دوچار کیا مگر ابوبکر اور اس کے ساتھی جو الحرث اور حصین سے تھے اس کے سامنے ڈٹ گئے اور امیر ابوزیان بھی ان کے درمیان تھا پس اس نے انہیں چھوڑ دیا اور بلاد عریف اور ان کی سوید قوم پر حملہ کر کے انہیں برباد کر دیا پھر ان کا سب سے خوبصورت ٹھکانہ (ابن سلامہ کے قلعے کو) بھی برباد کر دیا۔ اس کے بعد وہ تلمسان کی جانب واپس آگیا وہ یہ سمجھا تھا کہ اس نے اولاد عریف سے اپنے آپ کو شفاری ہے اور انہیں ان کے وطن میں مغلوب کرلیا ہے اور انہیں ان کے

دشمن کا مقام دیا ہے اور ابو بکر کے مغرب چلے جانے اور بنی مرین کے حملے کا ذکر ہم بیان کریں گے۔

فصل:

سلطان عبدالعزیز کے تلمسان پر چڑھائی کر کے اس پر قابض ہونے اور بلاد الزاب میں الدوس مقام پر ابوحمو اور بنی عامر کے مصیبت میں پڑنے اور ابو زیان کے تیطری سے نکل کر ریاح کے قبائل میں جانے کے حالات

جب ابوحمو نے محمد بن کو گرفتار کر کے اس کی قوم سوید کی جمعیت کو پریشان کر دیا اور اس کے علاقے میں فساد پیدا کر دیا تو اس کے بڑے بھائی نے ارادہ کیا کہ وہ شاہ مغرب کے پاس فریادی بن کر جائے چنانچہ بنی مالک کے چراگاہ تلاش کرنے والے آدمی کے ہمراہ اس کی طرف کوچ کیا اور اس نے سوید دیالم اور عطاف کے قبائل سے لوگوں کو اکٹھا کیا، اس طرح وہ ملویہ کی زمین میں جا پہنچا جو مغرب کی سرحدوں کے ساتھ ہے۔

وہاں سے اپنے بڑے بھائی ونزمار کے ہیڈ کوارٹر میں گیا تو مراوہ کے اس محل میں تھا جس کی اس نے وادی ملویہ کو بنی مرین کی حکومت کے ماتحت واپس کرنے اور ان کی پناہ میں دیتے وقت کی تھی کیونکہ ان کی حکومت کا سارا دارومدار اس کے ہاتھ میں تھا اور ان کے کام اس کی آراء سے تکمیل پاتے تھے جس کا وہ اپنے باپ عریف بن یحییٰ سے سلطان ابوسعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن اور ان کے بیٹے ابو عنان کے ساتھ وارث ہوا تھا، چنانچہ اس کے متعلق ملوک مغرب میں اس کے اسلاف کے طریقوں کو قبول کر لیا اور اس کی رائے و مشورے سے برکت و سکون حاصل کیا۔

پھر جب اسکا بھائی ابو بکر شاہ مغرب سے شفیہ طور اس کے پاس آیا اور آ کر اپنے دوسرے بھائی محمد کے قید ہونے کی اطلاع دی تو اس نے اپنے عزائم کو تیز کیا اور اپنے بھائی ابو بکر اور ان کی قوم بنی ملکر کے مشائخ کو سلطان عبدالعزیز سلطان ابوالحسن کے پاس بھیجا جبکہ وہ جبل ہنتانہ کو فتح کر کے اور عامر بن محمد بن علی پر جو اس کے قلعے میں افتراق پیدا کرنے کے لئے آ رہا تھا، کامیابی حاصل کر کے واپس آ رہا تھا، چنانچہ وہ اسے راستے میں ملے اور اس نے بھی انہیں خوش آمدید کہا تو انہوں نے اس سے اپنے بھائی کے بچانے کے متعلق مدد طلب کی تو اس نے ان کی درخواست کو قبول کیا پھر انہوں نے اسے تلمسان کی حکومت اور اس کے ماورائے علاقے کے متعلق رغبت دلائی تو اس کی قوم نے اس بات پر اتفاق کیا کیونکہ اس کے دل میں سلطان ابوحمو کے متعلق ناراضگی پائی جاتی تھی وجہ اس کی یہ تھی کہ سلطان ابوحمو پر اس آدمی کو قبول کر لیتا تھا جو معقلی عربوں میں سے حکومت کا مددگار یا صحرائی آدمی اس کے پاس آتا تھا۔

سلطان عبدالعزیز کا تلمسان پر حملہ کرنا: ...... ادھر سلطان عبدالعزیز نے تلمسان پر حملہ کرنے کے ارادے سے اپنی باگ ونزمار کے ہاتھ میں دیکر فاس کے میدان میں پڑاؤ ڈال لیا اور مغرب کی سرحدوں اور مضافات میں فوجیں جمع کرنے والوں کو روانہ کیا پس فوجیں اکٹھی کرنے والے اس کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور سلطان عبدالعزیز ۷۷۱ھ میں عیدالاضحیٰ کی قربانیاں ادا کرنے کے بعد کوچ کر گیا ادھر سلطان ابوحمو کو جو اسوقت بطحاء میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا اس کی اطلاع پہنچ گئی چنانچہ وہ الٹے پاؤں تلمسان واپس آیا اور اس نے اپنے معاونوں میں عبداللہ اور معقلی عربوں کے خلیفوں کو روانہ کیا تو انہوں نے اس کے جواب میں خاموشی اختیار کر لی اور شاہ مغرب کی طرف کوچ کر گئے پھر اس نے بنی عامر کی طرف جانے کا پختہ عزم کر لیا اور ماہ محرم ۷۷۲ھ میں فرار ہو گیا۔

سلطان عبدالعزیز اس کے بعد یوم عاشورہ کو تلمسان پہنچا اور ونزمار بن عریف کو اس کی اتباع میں فوجیں روانہ کرنے کا اشارہ کیا، پھر سلطان نے اپنے وزیر ابو بکر بن غازی بن اسکا کو بھیجا چنانچہ وزیر بطحاء پہنچ گیا وہاں ونزمار بھی اس کے ساتھ مل گیا اور اس نے تمام عربوں کو جمع کر کے سلطان ابوحمو اور

بنی عامر کا تعاقب کیا مگر وہ بہت دور نکل چکے تھے اور زواودہ کے ہاں پیچھے تھے ان ایام میں سلطان نے ان کی طرف عبدالعزیز کو روانہ کیا کہ وہ انہیں اس کی اطاعت کرے اور بنی عامر کے ساتھوں اور سلطان سے دور کرنے پر رضامندی کرے اور اس نے فرج بن عیسیٰ بن عریف کو حصین کی فرمابرداری حاصل کرنے اور ابوزیان کو اس کے معاہدے کو توڑ کر اپنے دارالخلافہ میں بلانے کے لئے بھیجا اور یہ دونوں اکٹھے ہی سب سے پہلے ابوزیان کے پاس پہنچے اور وہ میں سے زواودہ میں سے یحییٰ بن علی بن ساع کی اولاد سے جاملا اور میں ان کی طرف گیا اور میں نے سلطان کی رضامندی کے مقابلے میں انہیں پناہ دینے کی اہمیت کم ہونے کا اندازہ دلایا اور میں نے انہیں ابوحمو اور بنی عامر کے مقابلے میں متنبہ کیا اور ان کے مشائخ ونزمار اور ابوبکر بن غازی کے پاس پیچھے اور انہوں نے ان دونوں کو ان کے راستے کی طرف رہنمائی کی تو انہوں نے جلدی سے پہنچ کر الدوس میں ان کی آرام گاہ پر شب خون مارا جو مغرب کی سمت الزاب کی آخری عمل گاہ اور ماتحت علاقہ ہے پس انہوں نے ان کے لشکر کو منتشر کر دیا پھر سلطان ابوحمو کی تمام چھاؤنیوں کو ان کے مال ومتاع سمیت لوٹ لیا اور ان کی جماعت نصاب کی جانب چلی گئی اور لشکر وہاں سے واپس لوٹ آیا اور جبل راشدہ کے ساتھ صحرا میں بنی عامر کے محلات میں داخل ہو گیا۔

پس انہوں نے وہاں لوٹ مار کی اور خرابی مچائی اور بربادی کی اور الٹے قدموں تلمسان واپس آ گئے اور سلطان نے اپنے عمال کو مغرب اوسط کے بلاد دہران ملیانہ، الجزائر، المریہ اور جبل وانشریس میں منتشر کر دیا جس کی بدولت اس کی سلطنت منظم ومرتب ہو گئی اور اس کا دشمن اس سے دور ہو گیا اور اس کے بعد صرف بلاد مغراوہ میں فتنہ کی آگ کی چنگاری باقی بچی۔

خالد کبھری میں جبل بن سعید سے جاملا اور قلعہ بند ہو گیا پس سلطان نے اس کے محاصرے کے لئے لشکر تیار کیا اور وزیر عمر بن مسعود اس امر کے لئے روانہ کیا جیسا کہ ہم نے مغراوہ کے حالات میں ذکر کیا ہے اور وہ رسوا ہو گیا اور ان دنوں میں نے اس کی جانب زواودہ کے مشائخ بھیجے تو وہ ان کے ساتھ بہت عزت واحترام سے پیش آیا اور جب وہ واپس لوٹے تو ان کے تھیلے بھرے ہوئے تھے اور ان کے دل اور وزبان شکر ادا کر رہی تھی اور ان کا یونہی حال چلتا رہا یہاں تک کہ وہ کچھ ہو جس کا تذکرہ ہم بیان فرمائیں گے۔

فصل:

مغرب اوسط کے اضطراب اور ابوزیان کے تیطری کی طرف واپس آنے اور ابوحمو کے تلمسان پر چڑھائی کرنے پھر ان دونوں کے شکست کھانے اور بقیہ نواح میں دھتکارے جانے کے حالات

زغبہ کے بنی عامر، بنی عبدالواد کی حکومت کے آغاز میں ان کے مخلص ہمنوا تھے اور سوید بن مریھ کے حامی تھے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ عریف اور اس کے بیٹے، سلطان ابوالحسن کے ہاں بڑی قدر ومنزلت رکھتے تھے۔ یہ ایک مشہور بات ہے۔

پھر جب الدوس میں ان کے قبائل ابوحمو کے ہمراہ لوٹ گئے تو وہ بنی مرین کی آمد سے ناامید ہو گئے اور خوف زدہ ہو کر جنگل کی جانب چلے گئے کیونکہ ونزمار بن عریف اور اس کے بھائی حکومتی کارندے تھے پس انہوں نے اپنے سلطان ابوحمو سے بات چیت کی اور اس کے ساتھ جنگلوں میں شامل ہو گئے پھر رحو بن منصور اپنی قوم کے عملدار عبیداللہ معقلی کے ہمراہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے وجدہ پر حملہ کر دیا، پس حکومت وقت کے خلاف نفاق کی آگ بھڑک اٹھی اور حصین اپنے انجام کار کے بارے میں بادشاہ سے ڈر گئے کیونکہ وہ شقاق وعناد کے نام سے منسوب تھے پس انہوں نے اپنے سلطان ابوزیان سے اتحاد کر لیا اور اسے یحییٰ بن علی کی اولاد کے علاقے سے واپس بلانے کے لئے اپنے مشائخ بھیجے، پس وہ واپس ان میں آ گیا اور انہوں نے اس کے ہمراہ المریہ پر حملہ کر کے نواح پر قبضہ کر لیا مگر المریہ کے باشندے ان کے سامنے ڈٹے رہے اور مسلسل یہی صورتحال رہی اور مغرب

اوسط بادشاہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کی تابعداری چھوڑ دی اور اس نے اپنی فوجوں کو حصین اور مغراوہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا، آخر کار ابوحمو اور بنو عامر نے اسے تلمسان دینے کا ارادہ کیا اور جب وہ اس کے قریب پہنچے تو سلطان عبدالعزیز نے اپنے ایک حامی کے ذریعے خالد بن عامر اور زغبہ سے مال کی رغبت دلا کر سازش کی اور ابوحمو نے اس کے ایک رشتہ دار سے ملا کر اس کی رائے پر گرفت کر کے اسے ناراض کر دیا تھا پس وہ شاہ مغرب کی جانب مائل ہوا اور اس نے ابوحمو کے ساتھ وعدے سے عہد شکنی کر لی۔

سلطان عبدالعزیز کا خالد کی طرف فوج بھیجنا:......اور سلطان عبدالعزیز نے خالد کی طرف اپنی فوج روانہ کی پھر ابوحمو اور اس کے ساتھی عربوں ،عبیداللہ اور بنی عامر پر حملہ کر دیا اور اس نے ان کی چھاؤنی اور اموال کو لوٹ لیا اور اس کی بیوی اور لونڈیاں سلطان کے محل میں لائی گئیں۔

اور اس نے ان کے غلام کو گرفتار کر لیا تو سلطان نے اس پر احسان کیا اور اسے خواص وندماء میں سے بنا لیا اور زغبہ نے شاہ مغرب کی خدمت کا عہد کیا اور سلطان کے نزدیک یہ فتح بلاد مغراوہ کی فتح کے مساوی ہوگئی اور اس کا وزیر ابوبکر بن غازی جبل بنی سعید پر قابض ہوگیا اور اس نے حمزہ بن علی راشد کو اس کے ساتھوں کی ایک جماعت کے ساتھ پکڑ لیا اور ان کی گردنیں مار کر انہیں سلطان کے دارالخلافے میں بھجوا دیا اور ملیانہ کے میدان میں ان کے اعضاء کو صلیب دیا گیا پس فتح کی تکمیل ہوگئی اور سلطان نے اپنے وزیر ابوبکر غازی کو حصین پر حملہ کرنے کا اشارہ کیا، پس اس نے ان پر حملہ کیا اور اس نے مجھ سے بات چیت کی اور میں اس کے پروپیگنڈے کے لئے میں مقیم تھا کہ زواودہ اور ریاح سے ان کے بھائیوں کو اکٹھا کر داور تیطری کے قلعہ میں وزیر اور فوجوں سے ملاقات ہوئی پھر ہم نے کئی ماہ تک جنگ کی یہاں تک کہ ان کا لشکر تتر بتر ہوگیا اور وہ قلعے سے بھاگ گئے اور مکمل تباہ ہوگئے اور ابوزیان آگے چلتا گیا اور الزاب کے سامنے وارکلا شہر میں پہنچ گیا کیونکہ وہ فوجوں کی پہنچ سے دور تھا پس انہوں نے اسے پناہ دی اور اس کی عزت افزائی کی اور وزیر ثعالبہ اور حصین کے قبائل پر بڑے بڑے ٹیکس لاگو کر دیئے جسے انہوں نے اپنے ہاتھوں سے ادا کیا اور اس کی وصولی کے لئے انہیں تابع کر لیا اور سرحدوں پر قابض ہوگیا اور بڑی شان وشوکت اور غلبے کے ساتھ تلمسان واپس آ گیا۔

اور سلطان کے اس کی آمد پر اس کی شان میں ایک عظیم الشان نشست کا اہتمام کیا جس میں اسے انعام واکرام سے نوازا اور اس کے ساتھ جو عرب وفود وقبائل تھے انہیں بھی اسی طرح انعام واکرام سے نوازا اور اس نے ذمہ کے امرائے عرب سے ان کے عزیز بیٹے کی اطاعت کی شرط پر بطور یرغمال مانگے اور انہیں تیکوراری سے ابوحمو کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا پھر وہ اس امر کی تکمیل کے لئے نکل پڑے۔

سلطان عبدالعزیز کی وفات:......اور سلطان عبدالعزیز اپنے وزیر اور اپنی فوجوں کی آمد سے چند راتیں قبل آخر ربیع الاول ۷۷۴ھ میں ایک دائمی مرض سے وفات پا گیا میں کے اظہار سے وہ پوشیدگی اور صبر کے ساتھ بچتا تھا اور بنو مرین، اس کے بیٹے کی مرداز وار بیعت کرنے کے بعد مغرب میں اپنے علاقوں کی طرف واپس آ گئے اور اسے سعید کا لقب دیا اور انہوں نے اس کا معاملہ وزیر ابوبکر بن غازی کے حوالے کر دیا پس اس نے ان کا امیر پر نافذ کیا اور اس کی یہی حالت رہی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل:

سلطان ابوحمو الاخیر کی تلمسان کی طرف واپسی اور بنی عبدالواد کو تیسری بار حکومت ملنے کے حالات کا بیان

جب سلطان عبدالعزیز فوت ہوگیا اور بنی مرین مغرب کی جانب واپس آ گئے تو انہوں نے تلمسان سے دور ہونے کی بناء پر ابوحمو کی مدافعت کے لئے بنی یغمراسن کے شرفاء میں سے ابراہیم بن سلطان ابوتاشفین کو مختص کیا جوان کی حکومت کو اس وقت سے جب سے اس کا باپ فوت ہوا تھا عمدگی سے سنبھال رہا تھا اور اس کے حامیوں میں سے سلطان ابوحمو کا غلام عطیہ بن موسیٰ کھک گیا اور ان کے بسر کی صبح کو شہر کی طرف چلا گیا اور اپنے آقا کی

دعوت کا ذمہ دار بن گیا اور ابرہیم بن تاشفین نے اسے اس کی قصد سے روکا اور سلطان ابوحمو کے مددگاروں کو جو معقلی عربوں میں سے یغمور بن عبید اللہ کی اولاد تھے، خبر مل گئی تو انہوں نے بخیب کو اس وقت اس کے پاس روانہ کیا جب لوگوں نے اس پر غلبہ پالیا اور اس نے سوڈان کی طرف سفر کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا، کیونکہ اسے اطلاع ملی تھی کہ عرب اس پر چڑھائی کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، پھر وہ جلدی سے حقوق شہریت سے دستبردار ہوگیا اور اس کے ولی عہد بیٹے عبدالرحمٰن ابوتاشفین نے ان کے حامی عبداللہ بن صغیر کی معیت میں اس سے سبقت حاصل کی اور شہر میں داخل ہوگئے اور سلطان بھی ان کے بعد دخول کے چوتھے دن بعد آ گیا اور اس نے دوبارہ اپنی سلطنت حاصل کرلی اور اپنے تخت پر آ بیٹھا اور ایک حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس نے اسی وقت اپنے ان وزراء کو گرفتار کرلیا جن پر اس نے خالد بن عمر کے ساتھ ساز باز کرنے کا الزام لگایا تھا کیونکہ اس نے اس سے وعدہ خلافی کی تھی اور اس کے دشمن کی مدد کی تھی۔ پس اس نے اس دن غصے میں آ کر انہیں زندان خانہ میں ڈال دیا اور اس کی بدولت خالد اور اس کے خاندان کی نفرت اس کے خلاف اور مستحکم ہوگئی اور عریف بن یحییٰ کی اولاد دوستی، بنی عامر کے فخر اور سلطان عبدالعزیز کے اسے قتل کے لئے پیش کرنے کی بناء پر اسے حاصل ہوگئی اور ان کے سردار ونزمار کے مقام کی بدولت اسے ملوک مغرب کے احسانات کو روکنے کے بارے میں اس پر اعتماد ہوگیا اور وہ اپنے ملک کی دوستی کی خاطر واپس آ گیا اور بنومرین نے مغرب کی سمت ان کے منتشر ہونے کے وقت مغراوہ کے ہمسروں سے اور پھر منددیل علی بن ھرون بن ثابت بن منددیل سے جنگ چھیڑ لی اور اسے سلطان ابوحمو سے مزاحمت کرنے اور اس کی حکومت کے معززین کو باغی بنانے کے لئے بھیجا اور اس کے عمزاد ابوزیان نے بلاد حصین پر حملہ کیا اور اس دنوں کے ساتھ اس کے حالات کو ہم آئندہ ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل:

ابوزیان بن سلطان ابی سعید کی بلاد حصین کی طرف واپسی اور پھر وہاں سے اس کے خروج کے حالات

جب سلطان عبدالعزیز وفات پا گیا اور امیر ابوزیان سلطان ابی سعید کو یہ اطلاع ملی وہ اپنی پناہ گاہ وارکلا میں ہے تو اس نے وہاں سے تلول پر چڑھائی کی اور امن کی طرف بڑھا جہاں تو وہ الگ تھلگ مقیم تھا اور ابوحمو کو چیدہ جگہ بھی وہیں تھی پس وہ پہلے کی طرح اس کی دعوت کے لئے خالص ہوگئی اور اس کے باشندے دوبارہ اس کی اطاعت میں آ گئے پھر سلطان ابوحمو اپنے مضافات کو سدھارنے اور اپنی حکومت کے حامی علاقوں کی درستگی اور اپنے مقبوضات سے خوارج کو دور کرنے کے لئے نکل پڑا اس امر میں زغبہ کے صحرائی باشندوں کے امیر ابوبکر اور محمد نے اس کی امداد کی جو عریف بن یحییٰ کے بیٹے تھے۔

اور ان دونوں سے بڑے ونزمار نے سازش کی اور انہیں سلطان کی دوستی اور خیر خواہی میں لگا دیا اس بناء پر ان دونوں کو سہل اور راجح تر راستہ میسر آیا اور سلطان نے خالد سے اور اس کے خاندان سے وعدہ خلافی کی اور ان پر زمین تنگ کردی اور وہ مغرب کی طرف چلے گئے کیونکہ پہلے بھی وہ سلطان عبدالعزیز کی خدمت میں گئے تھے اور سلطان نے اپنے پاس سے ابتداء کی اور اس نے جنگوں کے بعد ان دونوں کی مدد سے ۷۷۵ھ میں علی بن ھرون کو ارض شلف سے نکال دیا ان جنگوں میں اس کا ایک بھائی رحمون بن حرون ہلاک ہوگیا اور وہ بجایہ چلا گیا اور وہاں سے کشتی میں سوار ہوکر مغرب کی جانب چلا گیا۔ پھر سلطان ابوحمو نے موراء شلف کی طرف پیش قدمی کی۔

محمد بن عریف کی سفارت:...... اور محمد بن عریف نے اس کے اور اس کے عمزاد کے درمیان سفارتی کام کیا حالانکہ اس سے پہلے اس کے ثعالی اور حصینی کے اکثر حامی اس کی طرف آ گئے تھے کیونکہ اس نے ان پر بہت اموال خرچ کئے تھے نیز اس وجہ سے کہ وہ جنگ کی طوالت سے اکتا گئے تھے اور اس نے اس کے ساتھ اس تاوان کے ساتھ یہ شرط لگائی کہ وہ اس کے وطن سے نکل کر ان کے ریاحی پڑوسیوں کے علاقوں میں چلا جائے تو اس نے یہ بات مان لی اور جنگی ہتھیار دیئے اور اپنے بغاوت کے مقام کو چھوڑ کر چلا گیا اور محمد بن عریف کا وہاں بڑا اثر ورسوخ تھا اور اس نے ثعالبہ کے امیر سالم

بن ابراہیم سے جو متیجہ اور الجزائر کے شہر پر متغلب تھا دوستی کر لی حالانکہ اس سے پہلے اس نے بہت سی جنگوں میں گھوڑے دوڑائے تھے

پس اس نے سلطان سے اس کے لئے پروانہ ایمان اور اس کی قوم اور ماتحتوں پر اس کی حاکمیت کا وعدہ طلب کیا اور سلطان نے اپنے بیٹوں کو اپنی عملداریوں کی سرحدوں پر مقرر کیا پھر اس نے اپنے بیٹے کو سالم بن ابراہیم کی نگرانی کے لئے اترا جو اس کے ماتحت تھا اور اپنے بیٹے ابوزیان کو المریہ کے علاقے میں اترا اور سلطان اس کی طرف پر قبضہ کرنے اور اس کی ماتحتی کے اطراف کی درستگی کے بعد واپس دارالخلافہ تلمسان چلا گیا۔ اور اس نے اپنے حامیوں کے قلوب کی اصلاح کی اور اپنے دشمن کے مددگاروں سے دوستی کر لی یہ ایک عظیم اور مثالی فتح تھی حالانکہ اس سے پہلے اس نے حکومت کی باگ ڈور ترک کر دی تھی اور سلنا لباس کو خیرباد کر دیا تھا اور وہ اپنی قوم اور اس کے مقبوضات سے علیحدہ ہو کر زمین کی اس جانب اس شخص کی پناہ چلا گیا تھا جو نہ اس کے حکم کو نافذ کرتا تھا اور نہ اس کی فرمابرداری بجالاتا تھا۔

فصل:

عبداللہ بن صغیر کے حملے اور ابوبکر بن عریف کے بغاوت کرنے اور دونوں کے امیر ابوزیان کی بیعت کرنے اور ابوبکر کے اطاعت کی طرف رجوع کرنے کے حالات

خالد بن عامر اور اس کے بھتیجے عبداللہ بن صغیر اور عامر بن ابراہیم کی اولاد میں سے جو اس کے دیگر بھائی تھے وہ مغرب میں بنی مرین کی خدمت میں فریادی بن کر گئے کیونکہ ان کے اور ابوحمو کے درمیان وہ امر ہوا تھا جو خالد نے اس کے ساتھ کیا تھا اور عبداللہ بن صغیر اپنے فریادی سے مایوس ہو گیا تھا کیونکہ ونزمار بن عریف نے حاکم مغرب اور حاکم تلمسان کے درمیان اتحاد کروا دیا تھا پھر وہ اپنی قوم کے ہمراہ جنگل میں گھس گیا اور زغبہ کے ملک پہنچ گیا اور اس نے جبل راشدہ پر حملہ کر دیا جہاں العمور رہتے تھے

جو بنی ملال میں سے سوید کے حلیف تھے پس سوید نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس میں سوید ان پر فتح سے ہمکنار ہوئے اور اس دوران سلطان اور ابوبکر بن عریف کے درمیان جبل وانشریس کے حاکم یوسف بن عمر بن عثمان کی بناء پر خرابی پیدا ہو گئی،

سلطان سے اس کے اختیارات سے معزول کرنا چاہتا تھا تو ابوبکر اس قدیم دوستی کی بناء پر جوان دونوں کے اسلاف میں موجود تھی غضب میں آ گیا تو اس سے جنگ کے بعد عبداللہ بن صغیر سے اتحاد کر لیا اور ابوزیان کی بیعت کرنے کی دعوت دی تو اس نے اس کی دعوت قبول کر لی اور انہوں نے ریاح کے میدانوں میں اس کی رہائش گاہ پر اپنے آدمی بھیجے پس انہوں نے اس کے ساتھ ان کا اتحاد کروا دیا اور اسے امیر مقرر کیا اور محمد بن عریف نے سوید کی ایک جماعت کے ساتھ سلطان سے وابستگی اختیار کر لی اور سلطان ۷۷ےھ میں اپنے ساتھی قبائل بنی عبدالواد، معقلی عربوں اور زغبہ کے ہمراہ چلا اور ابوزیان کے مددگاروں کے ساتھ سازش کی اور ابوبکر کو شرط مقرر کرنے پر حاکم ثالث بنایا پس وہ دوستی اور اطاعت اختیار کرنے کی طرف لوٹ آیا اور ابوزیان زواودہ کی قیام گاہوں میں اپنی جگہ پر واپس آیا اور سلطان اپنے دارالخلافے کی طرف جلدی سے لوٹ گیا اور اپنے تخت کو پر کیا اور بعد جو حالات پیش آئے ان کا ہم ذکر کر رہے ہیں

فصل:

مغرب سے خالد بن عامر کے پہنچنے اور اس کے اور سوید اور ابی تاشفین کے درمیان جنگ برپا ہونے اور اس میں عبداللہ صغیر اور اس کے ہلاک ہونے کے حالات

جب خالد کو مغرب میں اپنے مقام پر اپنے بھائی صغیر کے بیٹے عبداللہ کے متعلق خبر ملی تو وہ بنی مرین کی مدد سے ناامید ہو کر مغرب سے واپس چلا

آیا اور ان سے مدد طلب کرنے میں اس کی کوشش ناکام ہوگئی کیونکہ ان کے امور میں انتشار پایا جاتا تھا جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اور اس کے ساتھ ساسی بن علیم بھی اپنے قوم بنی یعقوب کے ساتھ چلا آیا اور دونوں قبیلوں نے بلاد ابی حمود میں فساد کرنے پر اتحاد کر لیا اور تمام اطراف سے جنگجوان کے گرد جمع ہو گئے۔

اور انہوں نے اطراف پر حملہ کیا اور بلاد میں غارت گری مچادی اور اولاد عریف نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اپنی قوم سوید اور اپنے عطاف کے اتحادیوں کو جمع کیا اور انہوں نے سلطان کی جانب فریادی بھیجا تو اس نے اپنے اور ان کے دشمن سے جنگ کے لئے اپنے بیٹے تاشفین کو روانہ کیا جو اس کی قوم میں اسکا ولی عہد تھا اور وہ جنگ کے لئے لشکر کے ساتھ نکلا اور جب یہ بلاد ہوادہ میں پہنچا تو اس کی نے وہاں پڑاؤ ڈالا اور ان کے حامیوں کا فریادی سواریوں کے بٹھانے کے قبل ہی ان کے پاس آ پہنچا تو اس کی فوج چلنے میں جلدی پھرتی کی اور اپنے مددگاروں اولاد عریف اور زغبہ میں سے حکومت کے جو مددگار ان کے ساتھ تھے

ان کے پاس پہنچ کر وہ اس وادی کی جانب پھرتی سے چلتے جو قلعہ کے مشرق میں تھی پس دونوں فوجوں نے جنگ کی اور بقیہ دن جنگ کرنے میں توقف کیا اور انہوں نے شب خون کے خطرے کے پیش نظر آگ جلا کر روشنی حاصل کی اور تیاری کرنے لگے اور لوگ جنگ کے مواضع کی جانب بڑے جذبے سے چلے پس انہیں قوم کی جنگ نے میران کر دیا اور مقدم صفوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور بہادروں نے نشان لگائے اور جنگ نے شدت اختیار کر لی خوشخبری کی ہوا چلی اور اس کے لئے امیر کے جھنڈے لہرائے اور طبل جنگ بجا اور گھمسان کا دن پڑا اور عربوں کے لشکری ہوستوں نے اس کا رخ کیا پس ان میں سے جنگ میں بہادروں نے برأت ظاہر کی اور چلے گئے اور معرکے نے عبداللہ بن صغیر کی موت کو جلد ہی واضح کر دیا پس ابو تاشفین نے اس کے سر قلم کر دینے کا حکم دیا اور ایلچی اس کے باپ کے پاس جلدی سے گیا پھر سواریوں نے اس کے بھائی ملوک بن صغیر کو عباس کے ساتھ جو اس کے چچا سو سے بن عامر کا بھتیجا تھا، نیست و نابود کر دیا اور محمد بن زیان ان کے خاندان کے امراء میں سے تھا جو اپنے لشکر کے ساتھ حملے کرتے تھے اور ان کے بستروں میں لپٹتے تھے کہ گویا انہیں ہلاکت کے لئے بٹھایا گیا تھا پس گھوڑوں کے سموں نے انہیں روند ڈالا اور سواریوں کا ڈھول ان پر چھا گیا اور فوجوں نے ان کے تعاقب میں اپنے گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں پس وہ ان کے اونٹوں اور اموال کو لے گئے اور ان دنوں غنیمتوں کا ڈھیر لگ گیا اور رات نے انہیں چھالیا پس وہ اس کے زیر سایہ چھپ گئے اور ان کا لشکر جبل راشد کی جانب چلا گیا اور ابو تاشفین نے اپنے باپ کو اپنے غلبے سے خوش کر دیا اور خدا نے اس پر انعام کیا اس کی خوشی نے اسے بھرپور کر دیا اور الحضرۃ میں اپنے باپ کے پاس اس حال میں واپس آیا کہ اس کے تھیلے غنیمتوں سے اور پسلیاں خوشی سے اور زمانہ اس کے اور اس کی قوم کے ذکر سے بھرپور تھا، اور خالد اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ سیدھا چلا گیا، اور جبل راشد میں چلا گیا، یہانتک کہ اس کا حال بہت برا حال ہوا، آگے ہم اس کے اموال کے بارے میں تذکرہ کریں گے۔

فصل:

سالم بن ابراہیم کے بغاوت کرنے اور اختلاف کے باوجود خالد بن عامر کی امداد کرنے اور دونوں کا متفقہ امیر ابوزیان کی بیعت کرنے پھر خالد کی وفات کے بعد سالم کا اطاعت کی طرف لوٹ آنے اور ابوزیان کا فتنہ۔

بلادالجرید کا رخ کرنے کے حالات:.....ثعالبہ کا سردار سالم بن ابراہیم ملیکش کے خاتمے سے لے کر متیجہ کے قلعہ پر متغلب تھا اور جو کہ ہم نے معقل کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ ثعالبہ میں اس کے اہل وعیال کو امارت حاصل تھی۔ بجائے میں ابوحمو کی تباہی کے بعد جب ابوزیان کا فتنہ اٹھا اور عربوں کی ایسی ہوا چلی کہ وہ حکومت پر قابض ہو گئے تو یہ سالم ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے اس فتنہ میں اپنا حصہ ڈالا۔

اہل علی بن غالب کے ساتھ الجزائر میں سازش کے باوجود کہ وہ وہاں سے اس وقت سے جلاوطن تھا جبکہ بنو مرین، بنی عثمان کے زمانے میں مغرب اوسط پر قابض ہو گئے تھے حالانکہ فتنہ چہار سو پھیل چکا تھا اور اہل جزائر کے دل ابوحمو کی نفرت سے ابل رہے تھے۔

اس نے وہاں کا رخ کیا اور خود مختاری کا اظہار کیا تو آوارہ اور کمینے لوگ اس کے گرد جمع ہونے لگے۔ ادھر الفاحیہ سے آکر سالم نے اس کو جزائر پر

قابض ہونے کو ہوا دی اور پھر اس معاملے میں سردار شہر سے ساز باز کی۔ انہیں خوف زدہ کیا کہ اس نے سلطان ابوحمو کی دعوت کو عام کرنے کا ارادہ کر لیا ہے جس پر وہ نفرت اور غصے سے اٹھے اور اس پر حملہ کر دیا۔ جب اس کو یہ اطلاع ملی کہ اس کا گھیراؤ ہو چکا ہے تو اس نے اس وقت اس کی مدد کر کے چھڑا لیا اور اسے اپنے قبیلے کی طرف لے گیا۔

اسے وہاں لے جا کر اس کے کنٹرول کی نگرانی میں الجزائر کی دعوت کا رخ ابوزیان کی طرف پھیر دیا بنی مرین نے جب سلطنت کے امور کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور سلطان عبدالعزیز تلمسان اترا تو اس نے وہاں پر ان کی دعوت کو اپنی وفات اور ابوحمو کے تلمسان کی طرف لوٹنے تک قائم رکھا۔ سالم نے ابوزیان کی فوج کے تیطری پہنچنے پر اس کی اطاعت و دعوت کو اپنے قبائل میں عام کیا۔ اس کا چچا زاد بھائی الجزائر پر حکومت کر رہا تھا۔

جب ابوزیان، محمد بن عریف کی تابعداری میں قبائل ریاح چلا گیا تو سالم نے سلطان سے اپنے ایفائے عہد کا تقاضا کیا تو اس نے سالم کو الجزائر کی امارت سونپ دی۔ چنانچہ سالم نے اپنی آزاد حکومت قائم کر لی، ان کا ٹیکس بھی اپنے لئے وصول کیا۔ سلطان نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ وہ اسے مکمل ٹیکس کی ادائیگی کریں تو اسے اپنے معاملے میں شک ہوا اور وہ مداہیت پر قائم رہا۔ پھر خالد بن عامر کا فتنہ شروع ہوا اور اس فتنے کی آگ میں اپنے غلبہ کی امید پر انتظار کرتا رہا اور سلطان اس سے غافل ہو جائے۔

مگر حالات نے وہ کچھ کر دکھایا جس کا اسے وہم گمان بھی نہ تھا وہ یہ کہ سلطان اور اس کے کارندوں کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ اس کے اور بنی عریف کے مابین حالات ناساز گار ہو گئے تو اس نے اس گمان پر کہ کہیں وہ سلطان کو اس پر حملے کے لئے رضامند نہ کر دے، ابوحمو کے خلاف اعلان بغاوت کر دی۔ مگر ابوزیان نے گھٹنے نہ ٹیکے ادھر مخالفین میں سے خالصو بن عامر مغرب سے اس کے ساتھ آیا۔ ۷۷۸ھ میں اس کے پاس پہنچے ان کے درمیان مصالحت طے پا گئی اور اس نے ابوزیان کی دعوت کو الجزائر میں عام کیا۔

ملیانہ کا محاصرہ:...... یہ لوگ ملیانہ میں سلطان کے محافظین کے محاصرے کو گئے مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے اور واپس الجزائر آ گئے اور خالد اپنے بستر پر وفات پا گیا تو اسے وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے چھوٹے بھائی مسعود نے قوم کی امارت سنبھالی۔ یہاں تک سلطان نے اپنے لشکر اور عرب کارندوں کے ہمراہ ان کی طرف پیشقدمی کی تو یہ جبال حصین میں قلعہ بند ہو گیا۔ بالآخر سلطان کی افواج نے وامن کوہ میں ان کے ساتھ جنگ کر کے مغلوب کر لیا۔ دیالم، عطاف اور بنی عامر میں سے چراگاہیں ڈھونڈنے والے انہیں چھوڑ کر صحرا کی طرف چلے گئے۔ جب سالم نے اپنا گھیراؤ ہوتا دیکھا تو وہ سلطان کی اطاعت کی طرف مائل ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی اطاعت پر رضامند کر لیا۔

اس نے ان سے اس شرط پر معاہدہ اطاعت قبول کیا کہ وہ امیر ابوزیان کو چھوڑ دیں۔ تاہم وہ اس پر رضامند ہو گیا بعد ازاں انہیں چھوڑ کر بلاد مغرب میں ربیع چلا گیا پھر بلاد الجرید کے نقطے سے ہوتا ہوا توزر پہنچا۔ وہاں ان کے پیشوا یحییٰ بن ملول کے پاس اترا جس نے اسے مرحبا کہا اور اس کے جائے قیام کو اس کے لئے وسیع کر دیا تا کہ وہ حالات پیش آئے جو ہم بیان کریں گے۔

ابوحمو کی تلمسان واپسی:......ابوحمو تلمسان لوٹا تو اس کے دل میں سالم کے معاملے کے لئے اس کے بار بار فتنے پھیلانے کی بناء پر غصے کی آگ پائی جاتی تھی تا آنکہ موسم گرما آ گیا۔ ابوحمو نے زناتہ کے لشکر کے ساتھ اس کی جانب پیشقدمی کی۔ تیزی سے متیجہ کے قلعے میں خوب غارت گری پھیلا کر ثعالبہ کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے۔

سالم نے بنی خلیل کے پہاڑ میں پناہ لی اور انہوں نے اس کے بیٹے کو اور کارندوں کو الجزائر روانہ کیا تو وہ قلعہ بند ہو گیا۔ اس کا محاصرہ کئی روز وادی رابالآخر اس کی کمین گاہ میں اس کو قابو پا لیا۔ وہ جبال صنہاجہ میں بنی میسرہ کی جانب چلا گیا اور اپنے تمام اہل و عیال اور مال و متاع وہیں چھوڑ گیا۔ اکثر ثعالبہ اطاعت کی طرف مائل ہو گئے انہوں نے بڑے خشوع سے سلطان سے امان اور متیجہ کے معاملے میں عہد طلب کی۔

وہ پہاڑ کی چوٹی پر اپنے بیٹے تاشفین کے پاس چلے گئے اور اپنے بھائی کو دوسری مرتبہ وعدہ خلافی کی بناء پر سلطان کے پاس بھیج دیا اور اس نے اسے رمضان کی آخری دس راتوں میں سے کسی رات کو سلطان کی خدمت میں پہنچا دیا۔ پھر اس نے عہد شکنی کر کے اس کے بیٹے کی حفاظت کی ذمہ داری کو الوداع کہہ دیا۔ اسی رات صبح کے وقت اسے گرفتار کر لیا اور اپنے سپہ سالار کی طرف بھیج دیا۔ اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں اس کی دعوت کو عام کیا۔ اس نے

مشائخ الجزائر کو اس کے پاس بھیجا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا۔ پھر اپنے وزیر موسے بن مرعوب کو الجزائر کا حاکم مقرر کر کے خود تلمسان لوٹ آیا۔

عید الضحیٰ کے بعد اس نے سالم بن ابراہیم کو قید خانے سے نکال کر شہر لے گیا پھر اسے نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور اعضاء کو نصب کروا دیا اور وہ دوسروں کے لئے درس عبرت بن گیا۔

ملیانہ اور دہران پر المنتصر اور ابوزیان کی امارت:......سلطان نے اپنے بیٹے المنتصر کو ملیانہ اور ابوزیان کو دہران پر امارت کے لئے مقرر کیا۔ حاکم توزر نے اس سے خط وکتابت کی کیونکہ وہ سلطان ابوالعباس سے پریشان تھے اور اپنے شہروں کے معاملے میں اس سے خوفزدہ تھے

چنانچہ انہوں نے ابوحمو سے خط وکتابت کر کے اسے ضمانت دی کہ ابوزیان اس کے ساتھ اس شرط پر معاہدہ کرے گا کہ مال کی جوان سے شرط ہے اسے پورا کرے اور اپنی طرف سے بلاد موحدین پر جنگ کے شعلوں کو بھڑکائے تاکہ اس کی سلطنت کمزوری کے دوران سلطان اس سے غافل رہے۔ اس نے انہیں اپنے معاملے میں محبت ہونے کا وہم ڈالا اور انہیں اس معاملے میں لالچ دی اسطرح وہ ان کے ساتھ مقاربت اور وعدے کرتے رہے تا آنکہ ابن لملول کا گھیراؤ ہو گیا اور سلطان اس کے شہر پر قابض ہونے کے بعد بسکرہ کی طرف چلا گیا اور اپنے خروج کے ایک سال کے بعد وہیں ۸۱۷ھ میں وفات پا گیا۔ اس کے بعد ابن مزنی جھوٹی خواشات سے خوش ہوتا رہا بالآخر اس کا حقیقی عجز ظاہر ہو گیا تو اس نے سلطان ابوالعباس کی اطاعت اپنالی۔

فصل:

سلطان کا اپنے علاقوں کو اپنے بیٹوں کے درمیان تقسیم کرنا اور ان کے درمیان حسد پیدا ہوتا

سلطان ابوحمو کے بہت سارے لڑکوں میں ابوتاشفین عبدالرحمٰن سب سے بڑا تھا اور اس کے بعد ایک ہی ماں سے حسن سے اس نے بلاد موحدین سے قسطنطنیہ کے علاقوں میں گشت کے دوران اپنی فرودگاہ میں شادی کی تھی، چار بیٹے تھے۔

ان میں المنتصر سب سے بڑا پھر ابوزیان محمد اور عمر جس کا لقب عمیر تھا اس کے علاقہ مختلف ماؤں سے بہت سے بیٹے تھے اب تاشفین اس کا ولی عہد تھا اور اس کو باقی بیٹوں پر فضیلت دیتا، اسے اپنے مشورہ میں شامل کرتا اور سلطنت کے وزراء پر اس کی رعایت کرتا تھا۔ چنانچہ اسی پناہ پر وہ اس کا جانشین اور سلطنت کا مظہر تھا۔ ان تمام کے باجود وہ اپنے سگے بھائیوں پر لطف کرتا، اپنی تربیت وخلوت کے مشورے کا حصہ بناتا تھا چنانچہ ابوتاشفین مکدر ہو گیا جب سلطان کی سلطنت مضبوط ہو گئی اور سلطنت سے خوارج کے آثار مٹ گئے تو اس نے اپنے بیٹوں کے درمیان سلطنت تقسیم کر کے اپنے بھائی ابوتاشفین سے دور رکھنے اور انہیں امارت کی تربیت دینے پر غور کرنے لگا تاکہ وہ غیرت کینہ پر ان کو نقصان نہ پہنچائے بالآخر اس نے المنتصر کو ملیانہ کی امارت کے لئے مقرر کیا اور اس کے چھوٹے بھائی کو اس کی کفالت میں دے کر اس کو روانہ کر دیا۔

اس کے درمیانے بھائی ابوزیان کو المریہ اور بلاد حصین پر عامل مقرر کیا اور یوسف ابن الزابیہ کو تدلس کے علاقے پر جو کہ اس کی سلطنت کے آخر میں تھا، حاکم مقرر کیا۔ اسی طرح حالات گزرتے رہے۔

فصل:

مغرب اوسط کی سرحدوں پر ابوحمو کی لشکر کشی اور اس کے بیٹے ابوتاشفین کا مکناسہ کی جہالت میں داخل ہونا

مغرب اقصیٰ میں ابوالعباس بن سلطان ابی سالم نے بنی مرین پر غلبہ پالیا اور اس نے اپنے لشکر کے ساتھ ۸۱۷ھ میں مراکش پر حملہ کیا۔

عبدالرحمٰن بن یغلوس بن سلطان ابن علی بھی وہیں رہتا تھا جو سلطنت ونسب میں اس کے ساتھ شریک تھا۔ اس نے مراکش کے علاقے ۷۷۵ھ میں اس وقت سے اس کے بیٹے مخصوص کر دیئے تھے جب سے اس نے 'ازجرید' پر حملہ کیا تھا۔ امیر عبدالرحمٰن مراکش میں ٹھہر گیا تو سلطان احمد کے ساتھ اس کی جنگ شروع ہوگئی۔ پہلے اس نے فاس آ کر محاصرہ کر لیا مگر پھر وہاں سے بھاگ گیا ۷۸۲ھ میں دوبارہ اس پر حملہ کیا محاصرہ کر لیا اور یہ محاصرے کئی روز تک جاری رہا۔

یوسف بن علی کی بغاوت:...... امیر معقل یوسف بن علی بن غانم نے سلطان کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا تھا چنانچہ سلطان نے اپنے لشکر کو ان کی طرف روانہ کیا انہوں نے اسے شکست دی۔ سجلماسہ کے گھروں اور باغات میں لوٹ مار مچا کر واپس آ گئے وہ خود بغاوت پر قائم رہا۔ یہاں تک کہ جب محاصرے کو امیر عبدالرحمٰن کو مراکش میں مشکل میں ڈال دیا تو اس نے اپنے چچازاد بھائی ابوالعشائر کو یوسف بن علی کے پاس بھیجا تاکہ اسے ابھار کر بلاد فاس اور مغرب کے علاقوں پر اس سے پیشقدمی کروائی جائے۔

اور سلطان کے محاصرے اور ابتدائے مصیبت سے دور کرے۔ چنانچہ یوسف بن علی بن غانم ابوالعشائر کے ہمراہ اس غرض سے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور امداد طلب کی۔ سلطان عربوں کے علاوہ اپنے لشکر اور کسر بائی کی بناء پر اس پر کامل قدرت رکھتا تھا۔ سلطان نے اس معاملے میں ان کی امداد کی۔ ابوتاشفین کو ان کے ہمراہ آگے بھیج دیا۔ وہ ان کا تعاقب کرتے کرتے مغرب چلے گئے۔ یوسف بن علی بن غانم اپنی قوم کو لے کر مکناسہ پہنچا تو ان کے ساتھ امیر ابوالعشائر اور ابوتاشفین بھی تھے۔

ابوحمو کا محاصرہ تازی:...... جب یہ لوگ مکناسہ پہنچے تو سلطان ابوحمو نے پیچھے سے پہنچ کر سات ماہ تک ان کی ناکہ بندی کئے رکھی۔ وہاں سلطان تازروت کے محل کو تباہ برباد کر دیا۔ اس کی غیر موجودگی میں فاس پر علی بن مہدی العسکری کو اس کا قائم مقام بنایا جو کہ سلطنت کا گورنر اور کارندہ تھا۔ وہاں المنباۃ عرب المعقل نے قلعے پر قبضہ کر لیا۔

ادھر سوید عربوں سے ونزمار بن عریف صاحب حکومت، ان سے خوفزدہ ہوگیا جس دوران وہ تازی کے نواح میں قصر مرادہ میں تھا۔ چنانچہ اس نے ابوحمو کی مدافعت کی بناء پر ان سے دوستی کر لی اور علی بن مہدان کے ہمراہ چلا ۷۸۵ھ میں یہ خبر ملی کہ سلطان نے مراکش پر قبضہ کر لیا تو ابوتاشفین اور ابوالعشائر اپنے عرب دوستوں کے ساتھ بھاگ گئے۔ علی بن مہدی نے ان کا تعاقب اپنے المنباۃ کے کارندوں کے ساتھ کیا ادھر ابوحمو نے تازی پر لشکر کشی کر دی اور مراوہ قصر ونزمار بن عریف سے گذرتے ہوئے اسے تباہ و برباد کر دیا پھر الٹے قدموں تلمسان واپس آ گیا۔ پھر اس کے بعد کے حالات ہم ذکر کریں گے

فصل:

حاکم مغرب سلطان ابوالعباس کا تلمسان پر حملہ کر کے قابض ہونے اور ابوحمو کا جبل تاجموت میں قلعہ بند ہونا

سلطان ابوالعباس مراکش پر قبضہ کر کے واپس دارالسلطنت فاس آ گیا۔ ادھر سلطان ابوحمو نے اس کے ملک پر حملہ کر کے اسے غضبناک کر دیا تھا حالانکہ وہ اس کے بیٹے ابوتاشفین کی غیر موجودگی کے دوران مراکش میں عربوں کے ساتھ تھا۔

بالآخر اس نے تلمسان پر حملہ کرنے کی ٹھان لی۔ وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا اور یوسف بن علی دوبارہ اطاعت قبول کر کے اپنے لشکر کے ساتھ اس سے مل گیا۔ ادھر ابوحمو کو بھی اس کی اطلاع ملی تو وہ محاصرہ اور اسے چھوڑنے میں متردد ہوگیا۔ حاکم اندلس ابن الاحمر سے سلطان ابوحمو کے اچھے تعلقات تھے اور ابن الاحمر کو سلطان ابوالعباس کے مقابلے میں شہرت حاصل تھی۔

وہ تلمسان کو جانے میں اس کا لحاظ کرتا تھا اور اسے وہاں جانے سے روکتا تھا سلطان نے اپنی بات کا پختہ عزم کر لیا اور غفلت کے وقت میں پوری تیاری کے ساتھ تلمسان پر حملہ کر دیا۔ ابوحمو کو جب یہ خبر ملی تو اس نے اپنے ارباب حکومت کو یہ خبر دے کر تلمسان چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ ایک ضعیف مقام پر وہ ایک چھاؤنی میں گیا۔ اہل شہر نے صبح کے وقت اسے تلاش کیا کیونکہ ان کی اکثریت دشمن کی ذلت سے خوفزدہ تھی چنانچہ وہ اس کے دامن سے وابستہ ہو کر اس کی طرف چلے گئے پھر وہ کئی مراحل طے کرتا ہوا بطحاء کوچ کر گیا۔ ادھر سلطان تلمسان میں داخل ہو کر قابض ہو گیا۔

اس کے بعد اس نے ابوحمو اور اس کی قوم کے تعاقب میں فوج بھیجی تو وہ لوگ مقام بطحاء سے بھاگ کر تاجموت کی طرف چلے گئے۔ اس بیٹا بھی ملیانہ سے المنتصر بھی اپنے اموال وذخائر کے ساتھ اس سے آ ملا جس سے اس کو بہت امداد حاصل ہوئی تو اس نے وہاں ڈٹ کر قیام کرنے کا عزم کر لیا۔

فصل:

سلطان ابوالعباس کی مغرب کی طرف واپسی اور اس کی حکومت میں اختلال اور سلطان ابوحمو کا اپنی سلطنت تلمسان کی طرف واپس آنا

جب سلطان نے تلمسان پر مکمل قبضہ کر لیا تو اس نے ابن الاحمر کو اپنی فتوحات کے حالات کے بارے میں خطوط اور ایلچی روانہ کئے۔ اور تلمسان پر چڑھائی کرنے کے بارے میں اس کی رائے کی مخالفت پر اس سے معذرت کا اظہار کیا۔ وہ اس بات پر بہت ناراض ہوا اور اس نے اسے ان شاہانہ دسوسوں میں شامل کیا جن کی بناء پر وہ ایک دوسرے کو ناراض کر دیتے تھے اور اس نے اس امر کا اظہار نہیں کیا۔

چنانچہ جب سے سلطان ابوالعباس نے دیکھا کہ ارباب حکومت کی طاقت بگڑ گئی اور ارباب حکومت کے دل اس کے ساتھ نہیں ہے تو اس نے موسیٰ بن سلطان ابوعنان کو جو کہ حکومتی شرماء میں سے تھا اس کو زحمت دیگر ساز باز کی جو کہ اندلس میں اس کے ہاں تھا۔ چنانچہ اس نے اسے ضروری ساماں مہیا کر کے ان کے مشہور وزیر مسعود بن رحو بن ماٰئی کو اس کی خدمت میں بھیجا۔ اسے سبتہ تک سوار کرایا پس وہ یکم ربیع الاول ۷۸۶ھ کو اس کے میدان میں پہنچے اور اس پر قابو رکھا۔ انہوں نے اس کی ناکہ بندی سخت کر دی اور فوجوں کی کمک ان کے پاس پہنچ گئی پس کمزوری وعجز کی بناء پر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس نے سلطان موسیٰ کو ۱۹ ربیع الاول ۷۸۶ھ کو دارالسلطنت میں داخل کروا دیا اور وہ اپنے تخت پر بیٹھ کر لوگوں سے اطاعت حاصل کرنے لگا۔

جب سلطان ابوالعباس کو تلمسان میں یہ خبر ملی تو وہ ابوحمو کے پیچھے پوری تیاری کے ساتھ تلمسان سے ایک مرحلے پر اترا۔ اس سے قبل ونزمار بن عریف امیر سوید نے اسے تلمسان میں حکومت کے محلات تباہ کرنے پر اکسایا تھا۔ ان کی خوبصورتی کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ سلطان ابوحمو اور اس کے بیٹے تاشفین نے ان کی حد بندی کر کے کاری گروں اور کارندوں کو اندلس سے اسے آباد کرنے کے لئے بلایا۔

پھر اندلس کے سلطان ابوولید نے اندلس کے تجربہ کار ماہرین کو ان دونوں کی صحرائی حکومت تلمسان میں ان دونوں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے ان کے لئے ایسے عالی شان محلات اور باغات بنائے کہ آنے والے ان جیسے نہ بنا سکے۔ چنانچہ ونزمار نے سلطان ابوالعباس کو اپنے خیال کے مطابق ابوحمو سے بدلہ لینے کے لئے اس کے باغات ومحلات اور تلمسان کی فصیلوں کو تباہ برباد کرنے کا مشورہ دیا۔ تا آنکہ اس نے تازی میں بادشاہ کے محل اور مراوہ میں اس کے محل کو تباہ کرنے کا ارادہ کر لیا پس ان کی ان میں ہی سب کچھ برباد ہو گیا۔

اسی دوران کہ اس نے ابوحمو کے تعاقب کا ارادہ کر لیا تھا اسے اطلاع ملی کہ اس کے چچازاد بھائی سلطان موسیٰ بن سلطان ابوعنان نے دار السلطنت فاس پر قبضہ کر لیا ہے تو بلا تاخیر مغرب کو واپس آ گیا اور تلمسان کو اسی حالت میں چھوڑ آیا اور آئندہ کے حالات کا بعد میں ذکر آئے گا۔ ادھر سلطان ابوحمو کو جب یہ اطلاع تاجموت میں ملی تو وہ واپس تلمسان میں داخل ہو گیا اور حکومت پر براجمان ہو گیا وہ ان محلات کے حسن وزیبائش کی بربادی

پر بہت شکستہ دل ہوا۔ پھر تلمسان میں اپنی حکومت وسلطنت بنی الواد کو لوٹا دی۔

فصل:

سلطان ابوحمو کی اولاد کے درمیان از سرنو حسد کا پیدا ہونا اور ابوتاشفین کا اس کے نتیجے میں ان سے اور اپنے باپ سے کھلم کھلا مقابلہ کرنا

ابوحمو کے لڑکوں کے درمیان جو حسد کی آگ پائی جاتی تھی وہ لوگوں سے اس بناء پر پوشیدہ تھی کہ ان کا باپ سلطان ان کے درمیان مصالحت کرواتا رہتا تھا اور ان کو ایک دوسرے سے ہٹائے رکھتا تھا۔ جب وہ بنی مرین کے سامنے نکلے اور تلمسان کو واپس لوٹے تو ان کی حسد کی آگ عداوت تک جا پہنچی۔

ابوتاشفین نے اپنے باپ پر الزام لگایا کہ وہ اس کے برخلاف اس کے بھائیوں کی امداد کرتا ہے چنانچہ وہ اس کی نافرمانی اور عداوت کے لئے تیار ہوگیا۔ ادھر سلطان نے اس بات کو محسوس کرلیا تو اس نے عربوں کی اصلاح کے لئے عزم کرلیا اور ساتھ ساتھ ملیانہ میں اپنے بیٹے المنتصر سے ملاقات کرکے بطحاء پر چڑھائی کرنے کا بھی عزم کیا اور الجزائر کی طرف چلا گیا اس نے ابوتاشفین کو جانشین بنانے اور اسے خیر خواہی کا حلف رہنے کے بعد الجزائر کو پناہ دار السلطنت بنالیا۔ ادھر موسیٰ بن حلف کو سلطان کے اس خفیہ پروگرام کی اطلاع ہوگئی تو اس نے حسب عادت اس معاملے میں ابو تاشفین سے سازش کی تو

اس کو بہت افسوس ہوا۔ وہ تلمسان سے اپنے لشکر کے ساتھ جلدی سے آیا اور بطحاء کے نشیب میں قبل اس کے کہ وہ المنتصر سے رابطہ کرتا اپنے باپ پر حملہ کردیا۔ میں بڑائی اور ناراضگی سے اسے تکلیف پہنچی تھی اس کا پردہ چاک کردیا۔ چنانچہ سلطان نے اس کے معاملے میں اسے حلف دیا اور اسے اپنے ہمراہ تلمسان واپس لے جانے پر رضامند کرلیا پھر وہ دونوں اکٹھے لوٹ آئے۔

فصل:

سلطان ابوحمو کی دستبرداری اور اس کے بیٹے ابوتاشفین کا سلطنت کو اپنے لئے مخصوص کرلینا اور اسے قید کردینا

جب سلطان بطحاء سے واپس آیا اور المنتصر کے ساتھ وہ جس رابطے کی امید رکھتا تھا وہ پوری نہ ہوسکی تو اس نے سلطنت کے ایک مخلص دوست علی بن عبدالرحمٰن بن الکلیب کے ذریعے اس سے ساز باز کی کہ وہ کسی بھی ذریعے سے اس کی یہ حاجت پوری کردے تو وہ اسے کئی اونٹوں کا مال دے گا نیز اس نے اسے الجزائر کی حکمرانی بھی لکھ دی تا کہ وہ وہی قیام کرے تا آنکہ وہ اس کے پاس آجائے۔ ادھر موسیٰ کو اس معاملے پر آگاہی ہوگئی تو اس نے ابو تاشفین کو اس کی اطلاع دی تو اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو ابن الکلیب کو قتل کرنے کے لئے روانہ کیا وہ اس کے پاس اموال اور خطوط لے آیا۔

بعدازاں ان کی حقیقت امر پر مطلع ہوا کہ وہ اس امر کے منتظر ہی تھے اس نے غصے ہوکر اپنے باپ کو اعلانیہ بُرا بھلا کہا محل میں اس کے پاس جاکر خطوط سے آگاہ کرکے بہت ملامت کی۔ موسیٰ بن یخلفہ ابوتاشفین کے پاس آگیا اور سلطان کے دروازے کو خیر باد کہہ دیا۔ اور اسے اس کے باپ کے برخلاف برانگیختہ کیا۔ تا آنکہ وہ کچھ دنوں کے بعد اپنے باپ کے پاس گیا۔ اسے فعلت دے کر اسے ایک کمرے میں پھڑایا اس کی سپرداری کی۔ اس

کے اموال وذخائر اس سے لے کر اسے دہران کی ایک بستی میں قید کر دیا۔ ادھر تلمسان میں اپنے بھائی کو بھی قید کر دیا یہ ۷۸۸ھ کا آخری واقعہ ہے۔
المنتصر، ابوزیان اور عمر کو جب اطلاع ملی تو انہوں نے قبائل حصین میں جا کر ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے انہیں پناہ دے کر جبل تیطری میں اتارا۔ ابوتاشفین نے لشکر جمع کیے اور بنی عامر اور بنی سوید کے عربوں سے دوستی کر کے المنتصر اور اپنے دوسرے بھائیوں کی تلاش میں نکلا۔ جب وہ ملیانہ سے گزرا تو اس پر قبضہ کر لیا پھر جبل تیطری کا رخ کیا اور وہاں اس کی ناکہ بندی کے لئے بھڑ گیا مگر ان پر قابو نہ پا سکا۔

فصل:

سلطان ابوحمو کا قید سے نکلنا پھر اس کا گرفتار ہونا اور مشرق کی طرف جلاوطن ہونا

جب تیطرہ میں اپنے بھائیوں کے محاصرے کے لئے سلطان ابوتاشفین کا قیام لمبا ہو گیا تو اسے اپنے باپ کے بہت عرصے غائب رہنے کے معاملے میں شبہ ہوا تو اس نے اس معاملے میں اپنے کارندوں سے مشورہ کیا۔ انہوں نے اس کے قتل کے مشورے دیئے اور اس امر پر متفق ہو گئے، چنانچہ ابوتاشفین نے اپنے بیٹے ابوزیان کو اپنی خاص جماعت کے پاس بھیجا جن میں ابن ابوزیر عمران بن موسیٰ اور عبداللہ بن الحزاسانی بھی شامل تھے۔
انہوں نے تلمسان میں جا کر سلطان کے قیدی بیٹوں کو قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے دہران کا رخ کیا۔ ادھر جب سلطان ابوحمو کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو اس نے خطرہ محسوس کیا۔ چنانچہ بستی کی دیوار پر چڑھ کر مدد مدد پکارنے لگا تو شہر کے اطراف سے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے تو اس نے ان کے لئے ایک رسی لٹکائی جسے اس نے اپنے عمامہ کے ساتھ باندھا ہوا تھا تو انہوں نے اسے کھینچ کر زمین تک آلیا اور اس کے گرد جمع ہو گئے۔
جو لوگ اسے قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے وہ محل کے دروازے پر تھے جسے اس نے بند کر دیا تھا۔ جب ان لوگوں نے جم سی آواز سن کر یقین کیا کہ تو انہوں نے اپنی امان کے ذریعے نجات چاہی اور اہل شہر سلطان پر متفق ہو گئے۔ ادھران کے خطیب نے اس میں بڑا کردار ادا کرنے کی ذمہ داری لے کر از سر نو اس کی بیعت کی اور فوراً تلمسان کا رخ کیا۔ ۷۸۹ھ کے آغاز میں وہاں داخل ہوئے۔ وہاں وہ قلعوں کی بربادی اور فصیلوں کی تباہی کی بناء پر بے حفاظت تھا اور بنی مرین میں سے جو اکابرین اور سرداران پیچھے باقی تھے انہیں پیغام بھیج کر اپنے پاس بلا لیا۔ ادھر ابوتاشفین کو محاصرے تیطری کے دوران جب یہ اطلاع ملی تو وہ الٹے قدموں اپنے لشکر اور عربوں کے ہمراہ تلمسان لوٹ آیا۔
اس نے ان کو ان کے ارادوں کی تکمیل سے پہلے ہی جا لیا اور ناکہ بندی کر دی۔ وہ جامع مسجد کی اذان گاہ میں جا کر قلعہ بند ہو گئے۔ ابوتاشفین محل میں داخل ہوا تو اس نے اس کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ بعد ازاں اس کو اس کی جگہ کی اطلاع دی تو وہ بذات خود اس کے پاس آیا۔ اس نے اسے نیچے اُتارا تو وہ شرمندگی سے آبدیدہ ہو گیا پھر اس نے محل کے ایک کمرے میں اسے قید کر دیا۔ اس کے باپ نے اس سے التجا کی کہ وہ اسے مشرق کی طرف ادائیگی فرائض کے لئے بھیج دے۔ بالآخر اس نے قیطلان سے تلمسان آنے والے تاجروں سے کہا کہ وہ اسے اسکندریہ کی طرف لے جائیں۔ اس نے اسے دہران کے سنگم میں اہل وعیال سمیت طیبہ جانے کے لئے کشتیوں پر سوار کروا دیا۔ پھر ابوتاشفین سلطنت کے استحکام ونظم ودعوت قائم کرنے میں لگ گیا۔

فصل:

سلطان ابوحمو کا کشتی سے بجایہ آنا اور تلمسان پر اس کا قبضہ کرنا اور ابوتاشفین کا مغرب کی طرف جانا

جب سلطان ابوحمو تلمسان کے مضافات کو چھوڑ کر اسکندریہ جانے کے ارادے سے کشتی پر سوار ہوا اور بجایہ کے علاقے کے بالمقابل آیا تو اس

نے کشتی والے سے ساز باز کی کہ وہ اسے بجایہ میں اتار دے۔ اس نے اس معاملے میں اس کی مدد کی، پس وہ قید کی جگہ سے نکلا تو اس کے موکل اس کی اطاعت میں آ گئے۔

اس نے محمد بن ابی مہدی کی جانب بجایہ کے بحری بیڑے کے سالار کو بھیجا جو بجایہ کے امیر سلطان ابوالعباس بن ابی حفص کے بیٹوں پر قابو رکھتا تھا اور جو محمد بن ابی حمو کا حکومت کے لحاظ سے دوست تھا جو اہلیان تیطری سے محاصرہ کے بعد بجایہ آ گیا۔

چنانچہ ابی مہدی نے اسے سلطان کے پاس اپنے سوال کا جواب لینے کے لئے بھیجا۔ اس نے اسے ۷۸۹ھ کے آخر میں بجایہ اتارا۔ اور اس کو سلطان کے رفیع نامی باغ میں ٹھہرایا۔ اس نے تونس میں سلطان کو اطلاع دی تو اس کا شکریہ ادا کیا اور عزت و تعظیم کا حکم دیا نیز یہ بھی حکم دیا کہ ضرورت کے وقت بجایہ کے لشکر کو اس کی خدمت میں اس کی عملداری میں بھی بھیجے۔

سلطان ابوحمو کا متیجہ میں اترنا:...... جب سلطان ابوحمو بجایہ سے متیجہ آیا تو ہر جانب سے عربوں کی جماعتیں اس کے گرد جمع ہو گئیں تو اس نے تلمسان جانے کی تیاری کی۔ ادھر اس کی قوم بنو عبدالواد ابو تاشفین کے گرد جمع ہو گئیں کیونکہ اس نے اس میں بہت سے اموال و عطیات تقسیم کئے تھے چنانچہ انہوں نے ابوحمو کی مخالفت کردی تو ان کی حیثیت مضبوط ہوگئی۔ بعد ازاں وہ صحرا میں چلا گیا اور اپنے بیٹے ابوزیان کو بھال شلف میں اپنی دعوت کو عام کرنے پر جانشین بنایا پھر وہ مغرب میں تاسہ تک گیا۔ ادھر ابوتاشفین کو بھی اس کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹے کو اور اپنے وزیر عبداللہ بن مسلم کو ایک لشکر کے ہمراہ روانہ کیا تو انہوں نے ابوزیان بن سلطان ابوحمو سے مقابلہ کیا تو اس نے انہیں شکست دے دی اور ابوزیان بن تاشفین اور وزیر عبداللہ بن مسلم اور بنی عبدالواد کی ایک جماعت قتل ہوگئی۔ ادھر جب ابوتاشفین کو یہ اطلاع ملی کہ اس کا باپ تاسہ تک پہنچ گیا ہے تو وہ ایک کے ہمراہ تلمسان کی جانب گیا تو ابوحمو وہاں سے بھاگ کر وادی صار چلا گیا۔

وہاں اس نے معقلی عربوں میں حلیفوں کی ایک جماعت کو اپنی امداد پر آمادہ کیا اور اس میں اپنے عہد کا لحاظ کرتے ہوئے وہاں اتر آیا۔ ابو تاشفین نے اس کے سامنے قیام کیا۔ وہاں ابوتاشفین کو اپنے بیٹے کے شکست کھانے اور قتل ہو جانے کی اطلاع ملی تو وہ وہاں شکست کھا کر تلمسان بھاگ گیا مگر ابوحمو نے اس کا تعاقب کیا۔

چنانچہ ابوتاشفین نے اپنے خاص غلام ایک لشکر کے ساتھ عربوں کو ابوحمو سے علیحدہ کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے موقع پا کر اسے شکست دے دی اور اسے گرفتار کر لیا۔ ابوتاشفین کو جب اس کامیابی کی اس ناکامی کی اطلاع ملی اور بنو عبدالواد اور جو عرب اس کے ساتھ تھے اس سے الگ ہو گئے پھر وہ اپنے سوید کارندوں کے ساتھ تلمسان سے بھاگ کر صحرا میں سرمائی مقامات میں چلا گیا۔ جب ۷۹۰ھ سلطان ابوحمو تلمسان میں داخل ہوا۔ پھر اس کے بیٹے بھی اس کے پاس آ کر مقیم ہو گئے اور اس کے بیٹے المنتصر کو مرض نے آ لیا اور وہ داخل ہونے کے دوران ہی فوت ہو گیا۔

فصل:

بنی مرین کی افواج کے ساتھ ابوتاشفین کا حملہ کرنا اور سلطان ابوحمو کا قتل ہونا

ابوتاشفین اپنے باپ سے بھاگ کر سوید کے قبائل کے رابطہ کیا تو انہوں نے حاکم مغرب سے مدد طلب کرنے پر اتفاق کیا۔ تو اس ابوتاشفین اور شیخ سوید محمد بن عریف حاکم فاس سلطان ابوالعباس اور بنی مرین کے سلطان کے پاس بن کر گئے تاکہ وہ ان دونوں کی مدد کریں تو اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور مدد کرنے کا وعدہ دیا چنانچہ ابوتاشفین اس کے وعدے کی تکمیل کے انتظار میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ جبکہ سلطان ابوحمو اور حاکم اندلس ابن الاحمر کے درمیان نہایت اچھے تعلقات تھے اور ابن الاحمر کا حاکم مغرب ابوالعباس کی حکومت کے آغاز میں اسے امداد کی بناء پر بہت بہتر مراسم تھے۔

ابوحمو نے تاشفین کے مغرب سے اس کے پاس آتے ہی اسے ہٹانے کے لئے پیغام بھیجا تو حاکم مغرب نے اپنے عہد کی پاسداری کی بناء پر اسے

جواب نہ دیا اور اسے مدونہ کرنے پر بہلاتا رہا اور جب ابن الاحمر نے اس معاملے میں اس سے اصرار کیا تو اس نے عذارت میں مشغولیت کا اظہار کیا۔

ابوتاشفین کا محمد بن یوسف سے معاہدہ:...... ابوتاشفین نے حکومت کے آغاز میں ہی وزیر محمد بن یوسف بن علال سے معاہدہ کر لیا جس کے متعلق اسے یہ خواہش تھی کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلے میں اس کی امداد کرے گا پس وہ ہمیشہ ہی اس کی سلطنت کو مضبوط کرتا رہا اور ابن الاحمر کے وعدوں سے کترا تا رہا۔ بالآخر سلطان نے اس کے جواب میں اپنے بیٹے ابوفاس اور وزیر محمد بن یوسف بن علال کو فوجوں کے ساتھ ابوتاشفین کی امداد کے لئے بھیجا۔

وہ ۷۹۱ھ میں فاس سے ہوتے ہوئے تازی تک پہنچ گئے۔ ابوحمو کو یہ اطلاع ملی تو اس نے بنی عامر اور الحراج بن عبید اللہ سے اپنے کارندوں کو جمع کر کے تلمسان میں جبل بنی ورنید سے گزر کر الغیر ان کے مقام پر قیام کیا۔ ادھر جب ابوتاشفین کو یہ اطلاع ملی تو اس شرو فتنے کے مجدد موسیٰ بن تخلف کو تلمسان کی جانب بھیجا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں ابوتاشفین کی دعوت کو عام کیا۔ ابوحمو کے بیٹے عمیر نے اسے اطلاع دی تو اس نے ایک رات کی مسافت پر وہیں اس پر حملہ کر دیا۔ پھر اہلیان شہر نے اسے چھوڑ دیا اور اسے قید کر کے الغیر ان میں لائے تو ابوحمو نے اسے اس کے افعال پر زجرو توبیخ کر کے اسے قتل کر دینے کا حکم دیا چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔

حاکم مغرب کے بیٹے ابوفاس اور وزیر ابن علال کے پاس ابوحمو کی جگہ پر جاسوس آئے کہ اسے الغیر ان سے جلاوطن کر دیا جائے تو ابن علال بنی مرین کے لشکر کے ساتھ جنگ کے ارادے سے اس کی جانب چلا اور اسلاف میں سے سلیمان ناجی، معقل عرب میں سے ان کو راستہ بتائے کے لئے ان کے آگے چلا یہاں تک کہ انہوں نے قبائل الحراج کے ساتھ الکیران میں ان پر حملہ کر دیا۔ وہ کثرت تعداد کی (کثرت کی) بناء پر مقابلے کی سکت نہ رکھ سکے اور شکست کھا کر بھاگ گئے سلطان ابوحمو کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی تو وہ گر گیا تو اسے ایک سوار نے پہچان لیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا۔

اس کے سر کو وزیر اور ابوتاشفین کے پاس لے آئے اور اس کے بیٹے عمیر کو قیدی بنا کر لائے۔ ابوتاشفین نے اسے قتل کرنے کا اردہ کیا تو انہوں نے اسے اس امر سے کئی روز تک روکے رکھا بالآخر اسے اس معاملے خودمختاری دے دی تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

۷۹۱ھ میں ابوتاشفین تلمسان میں داخل ہوا اور وزیر اور بنی مرین کے لشکر نے شہر سے باہر خیمے لگا دیئے تا آنکہ اس نے ان کو وہ اموال دے دیئے جن کی شرط ہوئی تھی پھر وہ مغرب واپس لوٹ آئے۔ وہ خود تلمسان میں ٹھہر کر سلطان ابوالعباس کی دعوت کو عام کرنے لگا اور اپنے اوپر شرط کے موافق ہر سال اسے ٹیکس بھیجتا رہا۔

فصل:

ابوزیان بن ابوحمو کا تلمسان کے محاصرے کے لئے جانا پھر اس کا وہاں سے بھاگ کر حاکم مغرب کے پاس چلے جانا

سلطان ابوحمو نے تلمسان واپسی پر اپنے بیٹے ابوزیان کو الجزائر کا والی بنایا اور ابوتاشفین کو وہاں سے نکال دیا جو کہ بیان ہو چکا ہے پس جب ابوحمو، الغیر ان میں قتل ہو گیا تو ابوزیان الجزائر سے حصین کے قبیلوں کے پاس اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ لینے کے معاملے میں مشورہ لینے گیا تو وہ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس کے بعد رغبہ میں سے بنی عامر کے پاس اسے مملکت کی دعوت دینے گئے تو وہ ان کے پاس گیا اور اپنی دعوت کو عام کیا۔ ان کے شیخ مسعود بن صغیر نے اس کی اطاعت کی۔

جب ۷۹۲ھ میں یہ سب تلمسان کی طرف گئے اور کئی روز تک ناکہ بندی کئے رکھی۔ ابوتاشفین نے عربوں میں اموال وعطیات تقسیم کئے تو انہوں نے ابوزیان کے معاملے میں اختلاف کیا۔ بالآخر ۷۹۲ھ شعبان میں اس پر لشکر کشی کر کے اسے شکست دے دی اور صحرا کی طرف چلا گیا۔ اس

نے قبائل معقل سے دوستی کر کے دوبارہ تلمسان کی ناکہ بندی کی ادھر ابوتاشفین اپنے بیٹے کو مغرب کی جانب فریادی بنا کر بھیجا تو وہ فوج لے کر آیا اور اس کے تاورہرت پہنچنے پر ابوزیان تلمسان چھوڑ کر صحرا کی جانب بھاگ گیا۔

اس نے حاکم مغرب کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور فرمادی بن کر حاضر ہوا تو اس نے اسے خوش آمدید کہہ کر اس کی امداد کرنے کا وعدہ کیا اور ابو تاشفین کی وفات تک اس کے پاس ہی مقیم رہا۔

فصل:

ابوتاشفین کی وفات اور حاکم مغرب کا تلمسان پر قبضہ

امیر ابوتاشفین ہمیشہ تلمسان پر قابض رہا اور اس نے تلمسان میں حاکم مغرب کی دعوت کو عام کیا اور سلطنت کے آغاز پر اپنے پر عائد ٹیکس پابندی سے ادا کرتا رہا۔ ادھر اس کا بھائی ابوزیان، حاکم مغرب کے پاس مقیم رہ کر اس کے وعدے کا منتظر تھا کہ وہ اسے اس کے دشمن کے خلاف امداد دے گا۔

تا آنکہ سلطان ابوالعباس شاہانہ دستور کے مطابق ابوتاشفین سے پھر گیا اور ابوزیان کی بات کو قبول کر کے اسے افواج کے ساتھ تلمسان پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا۔ ۷۹۵ھ میں جب وہ اس معاملے کے لئے تازی ہی پہنچا تھا کہ ابوتاشفین کو ایک موذی مرض نے آلیا اور اس مرض میں ۷۹۵ھ چل بسا پھر ایک حکومتی پروردہ اور اس کے ماموں اور حکومت کے منتظم احمد بن العز نے اس کے بعد اس کے ایک بچے کو حکمران بنایا اور اس کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالی۔

یوسف بن حمو:...... یوسف بن ابوحمو جیسے ابن الزابیہ کے نام سے مشہور تھا ابوتاشفین سے قبل الجزائر کا والی تھا۔ جب یہ اطلاع اس کے پاس پہنچی تو وہ عربوں کے ہمراہ جلدی سے تلمسان میں داخل ہوا اور احمد بن العز اور اپنے بھائی کے بیٹے جو مکفول تھا قتل کر دیا۔ ادھر حاکم مغرب یہ اطلاع ملی تو تازی پہنچ کر اپنے بیٹے ابوفارس کو اسے لشکر کے ساتھ بھیجا۔ اس نے ابوزیان بن ابوحمو کو فاس کی طرف واپس کر دیا اور اس کے بیٹے ابوفارس نے تلمسان پر قبضہ کر لیا۔

وہاں اس نے اپنے باپ کی دعوت کو عام کیا۔ سلطان کے وزیر صالح بن حمو نے ملیانہ میں جا کر وہاں اور پھر الجزائر اور تدلس کی مدد سے بجایہ تک قبضہ کر لیا۔ یوسف بن الزابیہ تاجموت کے قلعے میں قلعہ بند ہو گیا اور وزیر پر صالح نے اس کا محاصرہ کر لیا اور مغرب اوسط سے بنی عبدالواد کی دعوت کا خاتمہ کیا۔

فصل:

حاکم مغرب ابوالعباس کی وفات اور ابوزیان بن ابوحمو کا تلمسان اور مغرب اوسط پر قبضہ کرنا

سلطان ابوالعباس بن ابوسالم نے تازی پہنچ کر اپنے بیٹے ابوفارس کو تلمسان کی طرف بھیجا اس نے وہاں قبضہ کر لیا۔ پھر وہ تازی میں ہی اپنے بیٹے اور اپنے وزیر صالح کے معاملات کی نگرانی کرنے لگا۔ قبائل معقل غرب میں سے اولاد حسین کے امیر یوسف بن علی غانم نے ۷۹۳ھ میں حج کیا اور شاہ مصر شاہ الظاہر سے مقام رقوق میں ملاقات کی۔ سلطان کو ایک جماعت نے آ کر اس کے مقام جو اس کی قوم میں تھا اطلاع دی تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور حاکم مغرب کے لئے شاہی دستور کے مطابق نادر تحائف دیئے۔

جب یوسف سلطان ابوالعباس کی خدمت میں واپس آیا تو اس کا مقام اس معاملے کی بناء پر بڑھ گیا۔ اور یوسف کو اس مجلس میں بلایا جس میں اس نے ان اموال کو دکھانے اور فخر کرنے کے لئے رکھے تھے۔ سلطان نے اس کے صلے میں چیدہ شخص کو بھیجنے کا ارادہ کیا جو پہلے اموال تھا کر لایا تھا اور وہ اسے اپنے قیام کے ایام میں تازی سے بھیجے گا۔ مگر وہاں اسے مرض نے آلیا جس سے وہ محرم ۷۹۶ھ میں فوت ہو گیا۔ سلطان کی وفات کے بعد انہوں نے اس کے بیٹے ابوفارس کو تلمسان سے ملا کر تازی میں اس بیعت لے کر حکمران بنایا وہ اس کے ساتھ فارس واپس آ گئے اور ابوزیان بن ابوحمو کو قید سے رہا کر دیا۔ پھر اس کو تلمسان کا امیر اور اپنے باپ کے بعد منتظم بنا کر بھیج دیا۔

اس نے وہاں پہنچ کر تلمسان پر قبضہ کر لیا یوسف بن الزابیہ نے بنی عامر کے قبائل سے رابطہ کیا جو کہ تلمسان پر حملہ کرنا چاہتا تھا ابوزیان کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور انہوں نے بے شمار مال دینے کی شرط پر کہ وہ اسے اس کے پاس بھیج دیں۔ انہوں نے ان کی بات مان لی اور اسے ابوزیان کے معتبر لوگوں کے سپرد کر دیا تو وہ اسے لے کر چلے۔ راستے میں بعض عرب قبائل نے ان کے راستے میں ان پر حملہ کر دیا چنانچہ انہوں نے اس کو قتل کر دینے میں سرعت سے کام لیا اور اس کے سر اس کے بھائی ابوزیان پاس لے گئے۔ چنانچہ اس کے مرنے سے فتنہ و فساد تھم گیا اور اس کی سلطنت کے امور درست ہو گئے پھر کئی ایام اسی حالات میں گزرے۔

اب ہم زناتہ ثانیہ میں سے بنی عبدالواد کی حکومت کے حالات ذکر کریں گے اور ان گروہ کے لوگوں کے حالات کو بیان کریں گے جو حکومت کے آغاز میں بنی مرین کے پاس چلے گئے تھے جو کہ قبائل علی بن القاسم میں سے بنوکمی ہیں جو طاع اللہ بن علی کے بھائی ہیں۔ اسی طرح امراء مراکش بنی کندوز کے حالات کو بیان کریں گے۔ چنانچہ اب ہم ان کے حالات کے ذکر کی طرف رجوع کریں گے اور دہیں ہم بنی الواد کے حالات تفصیل سے بیان کریں گے۔

فصل:

بنوالقاسم بن عبدالواد کے بطن بنی کمی کے بنی مرین کی طرف آنے اور نواح مراکش اور ارض سوس میں انہیں ریاست حاصل کرنے کا بیان

قبل ازیں بنوعبدالواد کے حالات میں ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ بنی کمی، قاسم کے خاندان سے ہیں اور وہ بنوکمی بن یمل بن یزکن بن القاسم ہیں جو طاع اللہ اور بنی دلول اور بنی معطی دلول اور معطی جو مرین علی کے بھائی ہیں اور یہ بھی کہ طاع اللہ اور ان کے بھائیوں بنی کمی کے جنگ ہوئی تھی جس میں سردار بنوکمی، کندوز بن عبداللہ اور سردار بنی طاع اللہ زیان بن ثابت بن محمد کیسے قتل ہوئے۔

جابر بن یوسف نے اس کے اور سلطنت کے امور سنبھالے تو اس نے ان سے زیان کے بدلے لئے اور کندوز کو سازش سے یا جنگ میں قتل کرا کر اس کا سر یغمراسن کے پاس بھیج دیا۔ ادھر اہل و عیال نے دلوں کو آرام و سکون میسر ہونے پر ان کی دیگیں چڑھائیں۔ اس کے بعد بنی کمی ہمیشہ مغلوب رہے بعد ازاں تونس کے دارالخلافے کا رخ کیا جہاں کا سردار عبداللہ ابن کندوز تھا وہ امیر ابوزکریا کے ہاں اترے تا آنکہ وہ تلمسان پر قابض ہو گیا۔

پھر عبداللہ نے تلمسان میں خود مختار ہونے کی آرزو کی مگر اس کی یہ آرزو رنگ نہ لائی۔ جب امیر ابوزکریا وفات پا گئے تو ان کا بیٹا المنتصر حکمران بنا تو س نے سلطنت کے آغاز میں ٹھہرایا مگر بعد ازاں وہ اور اس کی قوم مغرب کوچ کر گئی۔ وہ فتح مراکش سے قبل یعقوب بن عبدالحق کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس نے انہیں خوش آمدید کہہ کر ان کی عزت افزائی کی اور اس کی قوم کو مراکش کے حدود میں اتارا اور انہیں اموال جاگیر سے نوازا جو ان کی مہمات کے لئے کافی ہو گئے۔ سلطان اپنے چرواہوں اور اونٹوں کو چرنے کے لئے ان کے علاقوں میں بھیجنے لگا۔ اس نے اپنی رعایا پر حسان بن ابی سعید الصبحی اور اس کے بھائی موسیٰ کو بلاد مشرق کے دوست واحباب سے تعلق پیدا کرنے کے لئے مقدم کیا یہ دونوں اونٹوں کی رکھوالی کے بڑے ماہر تھے۔ وہ ان علاقوں میں آہستہ آہستہ متغلب ہونے لگے اور ان بلاد میں چراگاہوں کی تلاش میں بلاد سوس تک جانے لگے۔

عبداللہ بن کندوز، المنتصر کے دربار میں: ..... ۶۵۷ھ میں یعقوب بن عبدالحق نے عبداللہ بن کندوز کو اس کے بھتیجے عامر بن ادریس کے ہمراہ حاکِ افریقہ المنتصر کی طرف بھیجا۔ ادھر بنو کمی بنو مرین کے ساتھ مل کر ایک بطن بن گئے۔ عبداللہ بن کندوز کی وفات کے بعد اس کا بیٹا عمر بن عبداللہ نے امور سلطنت سنبھال لئے۔ جب یوسف بن یعقوب بن عبدالحق نے مغرب اوسط پر حملہ کر کے تلمسان کے محاصرے میں مشغول ہو گیا اور ادھر بنو الواد پر بنی مرین کی جانب سے مصیبت نازل ہوئی تو لوگوں میں اس معاملے کے متعلق چہ میگوئیاں ہونے لگی جس پر بنی کمی غیرت میں آ گئے۔ اپنی قوم کے لئے برانگیختہ ہو کر انہوں نے سلطان کی مخالفت کر کے خروج پر اتفاق کیا ۷۰۳ھ میں بلاد حاحہ میں پہنچ کر سوس پر قبضہ کر لیا۔

ادھر امیر مراکش جو کہ سلطان کا بھائی تھا اس نے ان کے خلاف پیش بن یعقوب کو بھیجا تو انہوں نے مقام تاوارت میں اس سے جنگ کر کے مغلوب کر دیا اور ان کی مخالفت پر قائم رہے۔ پھر ۷۰۴ھ میں تامطلوب کے مقام پر دوبارہ جنگ ہوئی تو اس نے انہیں وہ عظیم والشان شکست دی کہ ان کی ساری قوت پاش پاش ہو گئی۔ اس جنگ میں عمر بن عبداللہ کی ایک جماعت بھی قتل ہو گئی۔ وہ اس کے آگے صحرا کی طرف بھاگ کر تلمسان چلے گئے۔

تارودنت کی تباہی: ..... یعیش بن یعقوب نے ارض سوس پر قبضہ کے بعد دار الخلافے تارودنت کو تباہ و برباد کر دیا۔ بنو کندوز چھ ماہ تک تلمسان میں مقیم رہے بعد ازاں انہیں عثمان بن یغمراسن کے بیٹوں سے خیانت کے خطرات محسوس ہوئے تو وہ واپس مراکش لوٹ آئے، جہاں سلطان کی افواج نے ان کا تعاقب کیا۔ ان میں سے محمد بن ابکر بن ممامہ بن کندوز نے جنگ لڑی شجاعت کے جوہر دکھائے بالآخر وہ منتشر ہو کر سوس کی صحرائی بخاۃ گاہوں میں چلے گئے سلطان یوسف بن یعقوب کے بعد انہوں نے ملوک مغرب سے مصالحت کی بات چیت کی۔

انہوں نے ماضی میں ان سے تمام اعمال کو معاف کر کے انہیں دوستی کا مقام دیا پس انہوں نے بھی خالص دوستی خیر خواہی کا مظاہرہ کیا۔ عمر کے بعد ان کا امیر اس کا بیٹا بنا اور اس نے سالوں تک ان پر امارت کے فرائض ادا کئے اور اس کے بعد ان کا امیر اس کا بیٹا موسیٰ بن محمد بن قوت بنا۔

سلطان ابوالحسن نے اپنے بھائی ابوعلی سے جنگ کے دوران اپنے باپ کی وصیت کی بنا پر اسے اپنا دوست چن لیا۔ اس نے مراکش کے حدود کی مدافعت میں بہترین کارنامے انجام دیئے پھر موسیٰ بن محمد بن قوت ہو گیا تو سلطان ابوالحسن نے اس کے بیٹے یعقوب بن موسیٰ کو امارت دے دی۔ تلمسان پر قبضے کے بعد اس نے بنو عبدالواد کو اپنے کارندوں اور فوجوں میں شامل کر لیا۔ ان کے غموں نے انہیں مصیبت میں ڈالا تا آنکہ الغیر ان کے مقام پر جنگ ہوئی تو سلطان اور بنو سلیم کے متوقف ہونے کا واقعہ پیش آیا۔

بعد ازاں یعقوب بن موسیٰ نے ان سے سازش کی کہ وہ سلطان کو چھوڑ کر مفراوہ اور توجین میں بنی عبدالواد اور ان کے دوستوں کے پاس آ جائیں تو انہوں نے اس امر میں ان سے عہد کر لیا پھر وہ اپنی قوم اور تمام بنی عبدالواد میں گیا تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور تمام لوگ بنی سلیم کی طرف چلے گئے جس کی بناء پر سلطان کو مقام الغیر ان پر مشہور شکست ہوئی۔ اس کے اور بنی یغمراسن کو اپنی امارت سپرد کر کے تلمسان چلے گئے۔

یعقوب بن موسیٰ کی وفات: ..... یعقوب بن موسیٰ کی وفات کے بعد اسکا بھائی رحو مغرب چلا گیا۔ وہاں سلطان ابوعنان نے ان کی جماعت پر عبو بن یوسف محمد کو امیر مقرر کیا جو کہ اس کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس نے بھی اسی طرح قیام کیا تا آنکہ وہ بھی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن عبو عامل مقرر ہوا۔ اپنی ایام میں وہ امیر مراکش کے لئے پڑاؤ کرتے ہیں اور سلطان کی خدمت بجالانے پر انہیں آسودگی اور کفایت میسر ہوتی ہے۔ گویا وہ زیان بن ثابت کے قتل کی عداوت کی پختگی کی وجہ سے بنی الواد سے علیحدہ ہیں۔

فصل:

بنو راشد بن محمد بن یادین کے حالات
اور ان کے حالات میں اولیت اور گردش احوال کا بیان

بنی یادین کے حالات کی تکمیل سے قبل ان کے تذکرے کو مقدم کیا ہے کیونکہ یہ بنی الواد کے ہمیشہ ہی سے حلیف اور مددگار رہے ہیں۔ ان کے

حالات یہ ہیں کہ ان کا باپ راشد اور لہ کا بھائی یادین تھا اور اس کے بیٹوں نے بنی الواد کو اپنے لئے مختص کر لیا تھا۔ ان کے مواطن صحرا میں مقام جبل میں راشد کے نام سے مشہور تھے جو کہ ان کے باپ کا نام تھا۔ قبائل بربر میں سے مدیون کے مواطن تاسالت کے بالمقابل تھے اور بطون دمر میں سے بنو ورتید تلمسان کے سامنے مصر سعید تک تھے۔

بنی یلوما کا موطن جبل ہوارہ تھا جو کہ حومت میں تھے جب ان کی حالت کمزور ہوگئی اور ان کی حکومت واتی رہے تو ان کے بطون میں سے جبل راشد میں رہنے والے بنو راشد نے مدیونہ اور بنی ورتید کے میدانوں تک میں چڑھائی پھر انہوں نے غارت گری کر کے ان سے جنگ کی تا آنکہ انہوں نے ان مواطن پر غلبہ پالیا۔ پھر انہوں نے ان کو بنو ورتید کے سخت پہاڑ کی طرف بھگا دیا جو تلمسان پر جھانکتا ہے۔ پھر مدیونہ جبل تاسالت میں چلے گئے۔ ادھر بنو راشد نے ان کے میدانوں پر قبضہ پھر انہوں نے ان کے نام سے مشہور پہاڑ کو اپنا وطن بنایا اور وہ بنی یفرن کا علاقہ ہے جو آغاز اسلام میں تلمسان کے بادشاہ تھے۔

ان کے ہمراہ الوفرہ الصفری بھی تھا اور اس کے بعد ان میں یعلی بن محمد الامیر تھا جیسے شیعہ لیڈر جوہر الصقلی نے قتل کر دیا تھا۔ یعلی وہ شخص ہے جس نے اس پہاڑ میں ایفکان شہر کی حد بندی کی جس کو جوہر نے اس کے قتل کے روز برباد کر دیا تھا۔ پھر بنو راشد کے قبیلے کے بعد انہوں نے اسے وطن بنالیا۔ ان کی جولانگاہیں قبلہ کی طرف تھی تا آنکہ عربوں نے ان پر قبضہ کر کے ان کو جبل کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔

بنی الواد کے مغرب کی جانب آنے کے دوران ان اوطان پر بنو راشد نے قبضہ کر لیا اور بنی توجین اور بنی مرین کے ساتھ ان کی جنگ میں ان کے کارندے اور مددگار تھے۔ ان کی سلطنت بنی عمران نامی ایک گھرانے میں تھی۔ ان کے دخول کے آغاز میں ان کا عامل ابراہیم بن عمران تھا اس کے بعد اس کے بھائی ونزمار نے اس کی امارت پر قبضہ کر لیا تا آنکہ وہ وفات پا گیا۔

مقاتل بن ونزمار:...... ونزمار کی وفات کے بعد اس کے بیٹے مقاتل بن ونزمار عامل بن گیا اور اس نے ابراہیم کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد سلطنت بنی ابراہیم اور بنی ونزمار میں تقسیم ہوگئی۔ مگر بنی ابراہیم کو سلطنت پر غلبہ حاصل رہا۔ ابراہیم کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اور یغمر اسن بن زیان کا معاصرہ ونزمار کو امارت کی ذمہ داریاں دی گئی۔ اس طویل عمر جینے کے بعد ۶۹۰ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد غانم نے امارت سنبھالی جو کہ اس کے بھائی کا بیٹا تھا۔

پھر اس کے بعد موسیٰ بن یحییٰ بن ونزمار امیر مقرر ہوا مگر اس میں تردد ہے کہ وہ غانم کے بعد امیر مقرر ہوا یا ان دونوں کے درمیان۔ سردار الحسن کی اطاعت، بنو مرین کے تلمسان پر آخری حملے کی بناء پر سردار ابو یحییٰ موسیٰ بن عبدالرحمٰن کی امیری میں قبول کی۔ ان کے چچا کرجون بن ونزمار کے بیٹے تلمسان میں محصور ہو گئے۔ اور بنو عبدالواد اور ان کے کارندوں کی حکومت کا زوال ہو گیا۔

ادھر بنو مرین نے زناتہ کے تمام سرداروں کو مغرب اقصیٰ منتقل کر دیا اور بنو ونزمار بھی ان کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے اسے وطن بنالیا۔ تا آنکہ بنی عبدالواد کو ابو حمو الاخیر موسیٰ بن یوسف کی امارت میں تیسری دفعہ غلبہ حاصل ہوا اور اس زمانے میں بنی مرین کی حکومت میں سے آنے والے شخص ابن ابی بن موسےٰ، بنی راشد کا سردار تھا۔ ابو حمو نے اس پر ان کے ساتھ سازش کرنے کی تہمت لگا کر گرفتار کر لیا اور قید خانے میں ڈلوا دیا۔ وہ دہران کی اس قید سے بھاگ کر مغرب چلا گیا اور ان کے قبائل میں ایک مدت رہا پھر ساعت کی طرف لوٹ گیا۔ اس نے سلطان ابو حمو سے عہد لیا پھر اس نے اسے قوم پر حاکم بنا دیا مگر اسے بعد میں گرفتار کر کے قید کر دیا۔ تا آنکہ ۷۶۸ھ میں اس نے اسے قید خانے میں کر دیا اور اسطرح بنی ونزمار بن ابراہیم کی سلطنت کا اختتام ہوا۔

مقاتل بن ونزمار کے بعد اس کے بھائی ابو زرکن ونزمار نے امارت سنبھال لی پھر اس کے بیٹے یوسف بن ابو زرکن نے سنبھالی پھر اس کے بعد دوسرے نامعلوم افراد نے امارت کے فرائض سنبھالے تا آنکہ بنو ونزمار نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اس عہد میں اولاد عمران کی سلطنت زوال پذیر ہو چکی ہے اور بنو راشد سلطان کے نوکر بن چکے ہیں اور ان کے بقیہ افراد ان کے پہاڑ میں اسی حالات میں ہیں ہم ذکر کر چکے ہیں۔

فصل:

بنو یادین کے قبائل میں سے بنی توجین کے حالات جو زناتہ کے طبقہ ثالثہ میں سے تھے اور مغرب اوسط میں انہیں جو حکومت وسلطنت حاصل تھی اس کا بیان اور اس کا آغاز انجام

بنی یادین عظیم اور کثیر تعداد قبیلہ تھا، سرزمین السرسو میں جبل وانشریس کے سامنے وادی شلف کی دونوں اطراف ان کے مواطن تھے جو کہ نزصا کے نام سے مشہور ہیں۔ السرسو کی مغربی جانب لواتہ کے کچھ بطون پر بنو وجدیجن اور مطحالہ کا قبضہ ہے ان کے بعد بنی توجین نے السرسو پر قبضہ کر کے اسے اپنے پہلے مواطن میں شامل کر لیا اور ان کے مواطن قبلہ کی جانب بنی راشد کے مواطن اور جبل وراک کے درمیان آ گئے۔

پھر صنہاجہ دورِ سلطنت میں ان کی مملکت عطیہ میں وافلتن اور اس کے عمزاد لقمان بن المنتصر کو حاصل تھی۔ ادھر بادیس نے حماد پر دشمنی کی بناء پر قیروان سے اس پر چڑھائی کی اور وادی شلف پر قبضہ کر لیا تو بنو توجین نے ان سے مل کر حماد کے خلاف جنگوں میں غایا کارنامے انجام دیئے۔

لقمان بن المعتز:.... لقمان بن المعتز، عطیہ بن وافتلن سے زیادہ طاقت ور تھا اور ان کی قوم تقریباً تین ہزار تک تھی۔ ادھر لقمان نے اپنے بیٹے بدر کو جنگ سے قبل بادیس کے قریب اس کی اطاعت وفرمابرداری کے لئے بھیجا، حماد کو شکست ہوئی تو بادیس نے ان کا اپنے پاس آنے کا لحاظ کرتے ہوئے غنیمت میں ان کے حصہ مختص کیا اور لقمان کے شہروں اور مواطن کو اس کی دعوت کے لئے فتح کرنے کی خاطر امیر بنا دیا پھر کچھ مدت بعد بنو وافلتن اپنی سلطنت میں خود مختار ہو گئے پر مشہور بات ہے کہ وہ وافلتن بن ابی بکر بن الغلب تھا اور موحدین کے دور سلطنت میں ان پر عطیہ بن مناد بن العباس بن دافلتن امیر تھا جو عطیہ الحیو کے لقب سے مشہور تھا۔

اس دوران ان کے اور بنی عبدالواد کے درمیان جنگیں ہوئی جس میں بنی عبدالواد کے شیخ کے نمایاں کردار ادا کیا اور یہ جنگ کئی عرصے تک جاری رہی تا آنکہ بنی عبدالواد نے ان پر غلبہ پالیا۔

عطیہ الحیو کی وفات:..... عطیہ الحیو کی وفات کے بعد ابو العباس نے امارت کے فرائض سنبھالے اس نے موحدین کی اطاعت کو خیر باد کہہ کر مغرب اوسط کے نواح پر حملہ کیا اور بڑے کارنامے انجام دیئے ۶۰۷ھ میں عامل تلمسان ابوزید بن لوحان نے اس کو دھوکے سے قتل کرنے کی ساز باز کر کے قتل کر دیا اس کے بعد اس کے بیٹے عبدالقوی نے امارت سنبھال لی جو کہ ان کی ریاست میں یکتا ہو گیا اور اس طرح ان کی اولاد سلطنت کی وارث بنتی گئی۔

بنو توجین کے مشہور بطون:...... بنو توجین کے ان امام میں مشہور بطن جو تھے میں بنو ید فلتن سوقری، بنو مادون، بنو زنداک، بنو وصیل، بنو قاضی اور بنو مات تھے اور ان سب کا جامع بنو مدن تھے۔ بنو تیغرین، بنو پرتاتن اور بنو منکوش کا جامع بنو سرغین تھا اور بنو زنداک کا نسب دخیل ہے جو بطون مفراوہ میں سے ہیں۔ بنو منکوش میں سے عبدالقوی بن العباس بن عطیہ الحیو ہے، زناتہ منکوش مورخ نے اس کا نسب یوں ہی ذکر کیا ہے۔

جب بنی عبدالمومن کی سلطنت کا خاتمہ ہوا تو تمام بنو توجین کی ریاست عبدالقوی بن العباس بن عطیہ الحیو کو حاصل تھی اور ان کے قبائل سامنے کر جولانگاہوں میں مقیم تھے۔ بنو عبدالمومن کی حکومت کمزور ہونے کی بناء پر مفرادہ متیجہ کے میدانوں اور پھر جبل وانشریس پر متغلب ہو گئے۔ جس پر عبدالقوی اور اس کی قوم نے ان سے معاملہ وانشریس پر جھگڑا کیا اور جنگ کر کے ان پر غالب ہو گئے اور وہ ان کے مقبوضات میں ہو گیا۔ ان کے قبائل میں سے بنو تیغرین اور بنو منکوش نے اسے اپنا وطن بنا لیا۔

پھر وہ منداس پر قابض ہو گئے بنو مدن کے تمام قبائل نے ان علاقوں کو اپنا وطن بنا لیا۔ ان میں بنی یدللتن کو فوقیت حاصل تھی جن کی ریاست بنی سلامہ کو حاصل تھی۔ ان کے بطون میں سے بنو یرناتن وانشریس کے بالمقابل اپنے پہلے مواطن ہی میں رہے ان میں سے خاص طور پر بنو تیغرین اور اولاد عزیز یعقوب، بنی عطیہ الحیو کے حلیف تھے جو وزراء کے نام سے مشہور تھے جب انہوں نے اوطان وطنوں پر قبضہ کیا تو مغراوہ کو علاوہ وانشریس اور

تافرجنیت سے نکال دیا اور اپنی حکومت کو مخصوص کر لیا۔

جعبات اور تادغزوت کی طرح منداس بھی اوطان کی دونوں غربی جانب سے رکا رہا۔ اس حالات میں ان کا سردار عبدالقوی بن العباس تھا جو کہ صحرائی حکومت پر قابض تھا۔ اس نے خیموں میں رہائش اور چراگاہوں کی تلاش اور دوسفروں کو جمع کرنا نہ چھوڑا، وہ موسم سرما میں مصائب اور الزاب کی جانب چلے جاتے تھے اور موسم گرما میں التل کے بلاد میں چلے جاتے تھے۔ عبدالقوی اور اس کے بیٹے محمد کے بعد ان کے بیٹوں کے درمیان امارت پر جھگڑا ہو گیا اور ایک دوسرے کو قتل کیا۔ پھر بنوعبدالواد ان کے قبائل پر متغلب ہو گئے ادھر بنو یرناتن اور بنو یدللتن نے بھی ان کے مقابلے میں طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بنی عبدالواد کی جانب آ گئے۔ ان کی اولاد جبل وانشریس میں باقی رہی تا آنکہ ان کا خاتمہ ہو گیا۔

قلعہ مرات:...... عبدالقوی نے مغراوہ کو جبل وانشریس پر قبضہ دلایا تو انہوں نے وہاں کی حد بندی کی حالانکہ مندیل منرادی نے اس سے پہلے حد بندی کا کام شروع کر دیا تھا۔ اس نے ایک بستی بنانے کا آغاز کیا مگر اسے مکمل نہ کر سکا اس کے بعد اس کے بیٹے محمد بن عبدالقوی نے اس کام کو مکمل کیا جب بنو ابی حفص نے افریقہ کی حکومت چھین لی اور موحدین کی سلطنت حاصل کر لی تو امیر ابوزکریا نے مغرب اوسط پر حملہ کر کے صنہاجہ کے قبائل کو اپنے تابع بنا دیا۔

زناتہ اس سے بھاگے تو اس نے ان پر حملہ کر کے کچھ آدمیوں کو پکڑ لیا اور اس جنگ میں بنوتوجین کے امیر عبدالقوی بن العباس کو بھی گرفتار کر کے اسے الحضر ہ میں قید کر دیا پھر اپنے احسان پر اسے اس شرط پر رہا کیا کہ اس کی قوم اس سے دوستانہ تعلقات قائم کر کے اس کی اور اس کی قوم کی حامی رہے گی۔

تلمسان پر ابوحمو کی چڑھائی:...... امیر ابوزکریا کے تلمسان پر حملے کے دوران عبدالقوی اور اس کی قوم اس کی مددگاری تھی اور تلمسان پر قبضہ کے بعد الحضر ۃ کی طرف واپس لوٹ گیا تو اس نے عبدالقوی کو اس کے وطن پر امیر مقرر کر کے اسے اپنا آلہ بنانے کی اجازت دی چنانچہ سب سے پہلے سرکاری حکمنامے بنی توجین کو ملے۔ صلح و جنگ میں بنی عبدالواد کے ساتھ ان کے معاملات مختلف رہے۔

یغمراسن اور اس کی قوم کے ہاتھوں سعید کی موت کے بعد باقی قبائل کو مغرب سے جنگ کرنے اور بنی مرین کے اس کی طرف مسابقت کی خاطر جمع کیا، چنانچہ ۶۴۷ھ میں عبدالقوی اپنی قوم سمیت ان سے مل کر تازی تک جا پہنچا۔ امیر بنی مرین ابو یحییٰ بن عبدالحق نے اپنی قوم کے ہمراہ ان کے راستے میں رکاوٹ ڈالی تو وہ واپس لوٹ گئے۔ پھر انکار کے مقام پر بہت تعاقب کے بعد جنگ ہوئی اور بنی یادین کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور شکست سے دوچار ہوئے۔

عبدالقوی کی وفات:...... وہاں سے واپسی پر اسی سال عبدالقوی اپنے وطن میں باحمون کے مقام پر وفات پا گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف امارت کے درپے ہو گیا اور سلطنت پر ایک ہفتہ قائم رہا۔ مگر اس کے بھائی محمد بن عبدالقوی نے جو کہ ولی عہد تھا، اس نے باپ کی وفات کے ساتویں روز اس کی قبر پر اسے قتل کر دیا اور اس کا بیٹا صالح بن یوسف بھاگ کر بلاد صنہاجہ میں جبال لمدیہ چلا گیا۔ پھر وہ اس کے بیٹے وہیں مقیم رہے۔ محمد نے حکومت بلاشرکت غیر بنی توجین پر سنبھال لی اور حکومت کی بنیادیں مضبوط کر لیں۔

یغمراسن اور محمد بن عبدالقوی کی جنگ:...... یغمراسن ۶۴۹ھ میں جنگ کی تیاری کر کے قلعہ تافرکنیت کی طرف چلا اور اس نے اس سے جنگ کی ان ایام میں اس کا پوتا علی بن زیان بن محمد اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ موجود تھا وہ کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا مگر اس کو فتح کرنہ سکا اور وہاں سے چلا آیا یغمراسن نے اس سے وہی اپیل کی جو اس کے باپ سے بنی مرین کے ساتھ ان کے بلاد میں جنگ کرنے کے معاملے میں کی تھی تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا۔ پھر وہ مغراوہ کے ہمراہ ۶۵۷ھ میں ارض الریف اور تازی کے درمیان میں کلامان تک گئے وہاں یعقوب بن عبدالحق نے اپنی افواج کے ساتھ ان سے جنگ کی تو وہ منتشر ہو گئے اور شکست کھا کر اپنے بلاد واپس لوٹ گئے۔

اس کے بعد بھی اس کے اور یغمراسن کے درمیان جبل وانشریس میں کئی جنگیں ہوئی اور اس کے وطن میں گھس گیا اور اس کے ان کے درمیان

یغمراسن کی سلطنت اور اس کی تمام زناتہ اور ان کے بلاد پر غلبہ کے واسطے کوئی گفتگو نہیں ہوئی پھر وہ سب حفصی حکومت کے زیر سایہ اور محمد بن عبدالقوی سلطان المنتصر کی زیر اطاعت ہو گیا۔

نصاری افرنجہ:......افرنجہ ۶۸ ےھ میں ساحل تونس پر الحضرہ کی حکومت کی لالچ میں اترے تو المنتصر نے ملوک زناتہ کے پاس فریاد بھیجی تو انہوں نے اپنے منہ ان کے لئے پھیر لئے۔ ان میں سے محمد بن عبدالقوی نے اپنی قوم و لشکر کے ساتھ کوچ کیا اور تونس میں سلطان کے ہاں اتر کر دشمن کے ساتھ جہاد میں نمایاں کارنامے دکھائے دشمن کی واپسی پر محمد بن عبدالقوی لوٹنے لگا تو سلطان نے اسے اعلیٰ انعامات سے نوازا اور اس کے قوم کے سرکردہ لوگوں پر بڑی نوازشات کی اور الزاب کے علاقے میں سے بلاد مغراوہ اور اوماش کی جاگیریں دی اور نہایت شاندار طریقے سے واپسی ہوئی۔ بعد ادان وہ اس کی اطارت اور دشمن کے خلاف مل کر مقابلے میں ساتھی رہا۔

امصار مغرب پر غلبہ کے بعد مرین نے یغمراسن کے ساتھ سختی کی تو محمد نے یغمراسن پر غلبہ حاصل کرنے کی خاطر ہاتھ جوڑی کی اور اپنے بیٹے محمد زیان بن محمد کو اس کی جانب بھیجا۔

یعقوب بن عبدالحق کا تلمسان پر حملہ:......یعقوب بن عبدالحق نے ۷۰ ےھ میں تلمسان پر حملہ کرنے کے ساتھ ساتھ یغمراسن پر بھی حملہ کیا۔ جس میں اس کا بیٹا فارس بھی ہلاک ہو گیا۔ ادھر محمد بن عبدالقوی بھی اس کے مقابلے کے لئے نکلا۔ راستے میں یغمراسن کے دور کے علاقے میں سے بطحاء کو برباد کر دیا۔ یعقوب بن عبدالحق سے تلمسان کے میدان میں ملا تو یعقوب نے اسے خوش آمدید کہا مگر وہ کئی روز تک جنگ کے باوجود اسے سر نہ کر سکے اور انہوں نے بالآخر وہاں سے کوچ کر جانے کا فیصلہ کیا۔

مگر یعقوب بن عبدالحق نے یغمراسن کے لڑکے کے خوف سے وہاں ٹھہر کر انہیں مہلت دی تا کہ محمد اور اس کی قوم اپنے بلاد میں پہنچ جائیں چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس نے ان کو تحائف اور بہترین کوتل گھوڑے بوجھل سواریوں کے ساتھ دیئے اور ایک ہزار دو رجیل اونٹنیاں دیں اور انہیں عطیات اور قیمتی خلعتوں سے پورا کیا اور وہ کوچ کر گئے۔

محمد بن عبدالقوی جبل وانشریس میں اپنے مقام پر چلا گیا مگر اس کی یغمراسن سے جنگیں جاری رہیں۔ اس نے اس کے وطن پر کئی حملے کر کے شہروں کو برباد کر دیا۔ اس کے باوجود یعقوب کی دوستی اور امداد قائم تھی تا آنکہ یعقوب نے یغمراسن پر مصالحت میں یہ شرط عائد کہ جس کے ساتھ صلح، جنگ کرے گا وہ بھی اس کے ساتھ جنگ یا صلح کرے گا۔

چنانچہ اس بناء پر یعقوب نے ۸۰ ےھ میں چڑھائی کی تو اس نے اس شرط کو پورا کر کے اسے تسلیم کرنے پر اصرار کیا چنانچہ انہوں نے اس پر چڑھائی کر کے خرزوزہ کے مقام پر حملہ کیا اور پھر تلمسان میں ان کی ناکہ بندی کی۔ وہاں محمد بن القوی نے اس سے ملاقات کی۔ وہ قصاب میں اسے ملا انہوں نے تلمسان کے نواح میں خوب لوٹ مار مچائی اور برباد کر دیا۔ بعد ازاں یعقوب نے محمد کو اپنے لوگوں کے ہمراہ اپنے شہروں کی جانب کا حکم د اور خود تلمسان میں یغمراسن کے روکنے کے خوف سے اس مدت تک رہا جب تک وہ وانشریس میں مقام تک پہنچ جائے۔

یغمراسن کی وفات:......بعد ازاں اسی روش پر حالات رہے تا آنکہ ۸۱ ےھ کے اخیر میں بلاد مغراوہ میں سدلونہ کے مقام پر یغمراسن کی وفات ہو گئی۔ اسی دوران میں بنو مرین، بنی عبدالواد کے درمیان جنگ ہو گئی اور محمد نے اپنی سلطنت مستحکم کر کے جبال لمدیہ میں اوطان صنہاجہ پر قابض ہو گا۔ ابن ثعالبہ کو ان کے شیوخ کے ساتھ خیانت سے قتل کرنے کے بعد جبال تیطری کی جانب نکال بھگایا تو وہ نتیجہ کے عبدالواد کی طرف جا کر بس گئے۔

محمد کا لمدیہ کے قلعے پر قبضہ:......محمد نے لمدیہ کے قلعے پر قبضہ کر لیا جو کہ اپنے باشندوں کی بناء پر لمدیہ کہلاتا تھا۔ اور یہ صنہاجہ کا ایک بطن تھا۔ اس کی حد بندی بلکین بن زیری نے کی تھی۔ محمد نے بیان پر اپنے قبضے کے بعد اپنے خواص میں سے اولاد عزیز بن یعقوب کا یہاں کا عامل مقرر کر دیا۔ اس کے بھائی یوسف بن عبدالقوی کے بیٹے بنو صالح اپنے باپ کے قتل کے وقت بھاگ کر افریقہ میں بلاد موحدین میں چلے گئے۔ جہاں ان کی بڑی عزت و تعظیم ہوئی اور انہوں نے ان کو قسطنطنیہ کے نواح میں آل بنی حفص کی سلطنت میں جاگیریں دے دیں، پھر وہ ان کے ساتھ جنگوں میں شریک

ہوکر خدمات انجام دیتے تھے اور داد شجاعت دیتے۔

اولاد عزیز میں سے لمدیہ کے موالی حسن بن یعقوب اور اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف اور علی تھے ان کے مواطن، لمدہ اور ان کے مواطن اول مافنون کے درمیان علاقے تھے۔

بنو یدللتن کا قلعہ جعبات اور قلعہ تاغزوت پر قبضہ:......بنی توجین میں سے بنو یدللتن نے قلعہ جعبات اور قلعہ تاغزوت پر قبضہ کرلیا تو ان کے سردار سلامہ بن علی نے قلعہ میں محمد بن عبدالقوی اور اس کی قوم کی سرپرستی کو قبول کرلیا، چنانچہ محمد بن عبدالقوی کی سلطنت مغرب اوسط کے نواح میں مواطن راشد سے جبال صنہاجہ تک نواح لمدیہ میں مسلسل قائم رہی اور اس کے سامنے السرسو کے بلاد اور جبال سے ارض الزاب تک قائم رہی۔ وہ موسم سرما میں دور دراز علاقوں کا سفر کرتا اور بعض اوقات الروس، مفرہ اور المسیلہ میں اترتا اور اسی طرح اس کی عادت رہی تا آنکہ ۸۱ے۶ھ میں یغمراسن کی وفات ہوگئی۔

عثمان اور محمد بن عبدالقوی کے مابین جنگ:......اس کی وفات کے بعد ۸۴ے۶ھ میں عثمان اور محمد بن عثمان کے درمیان ازسرنو جنگ چھڑ گئی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سید الناس امارت پر مقرر ہوا مگر سلطنت پر ایک سال سے بھی کم عرصے یا ایک سال کے بعد اس کے بھائی موسیٰ نے اسے قتل کردیا۔

امیر توجین موسیٰ بن محمد:......موسیٰ بن محمد دو سال تک توجین پر عامل رہا۔ اس کی سلطنت میں اہل سرات کے باشندے سب سے زیادہ شر و فساد پسند تھے چنانچہ اس کی مضرت سے بچنے کے لئے اس نے ان کے مشائخ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر وہ اس امر کی تکمیل کی خاطر ان کے ہاں اترا مگر وہ اس کے ارادوں سے باخبر تھے چنانچہ ان سب نے ڈٹ کر اس پر حملہ کردیا تو اس نے بھی ان سے جنگ کی۔ مگر وہ زخمی ہوکر شکست کھا گیا پھر وہ اسے قلعے کی خوفناک جگہ پر مجبوراً گئے تو وہ ان سے ایک مقام پر گر کر ہلاک ہوگیا۔

عمر بن اسماعیل بن محمد:......اس کے بعد اس کے بھائی کا بیٹا عمر بن اسماعیل بن محمد چار سال تک امیر رہا پھر اس کے بعد اس کے چچا زیان بن محمد کے بیٹوں نے غداری کر کے اسے قتل کردیا پھر انہوں نے اپنے بڑے بھائی ابراہیم بن محمد کو عامل مقرر کیا۔ اس نے بڑی عمدگی سے امور سلطنت سنبھالے اور محمد جیسا حکمران ان میں نہیں آیا ادھر ان کی دور سلطنت کے دوران بنو عبدالواد نے ان سے مقابلے میں تیار ہوگئے محمد کی وفات کے بعد عثمان بن یغمراسن کا دباؤ بڑھ گیا۔

چنانچہ ۸۶ے۶ھ میں اس نے ان پر حملہ کر کے جبل وانشریس میں ان کا محاصرہ کرلیا اور ان کو تباہ و برباد کردیا اور مفراوہ پر قبضے کے بعد وہاں کی کھیتیوں کو مازونہ لے آیا۔ پھر اس نے قلعہ تافرکنیت سے وہاں کے لیڈر غالب الخصی مولی سید الناس بن محمد سے ساز باز کر کے جنگ کی اور قبضہ کرلیا اور واپس لوٹ آیا۔

پھر اس نے قلعہ تاغزوت میں اولاد سلامیہ پر کئی حملے کیے مگر وہ ان کے مقابلے پر ڈٹے رہے بالآخر انہوں نے اس کی اطاعت کرلی اور بنی محمد بن عبدالقوی کو چھوڑنے کا معاہدہ کرلیا۔ پس انہوں نے عہد توڑ کر عثمان بن یغمراسن کی اطاعت میں آگئے اور ان کے لئے بنی یدللتن پر ٹیکس عائد کیے۔ عثمان بن یغمراسن نے قبائل توجین کو ان کے سردار ابراہیم زیان کے بھڑکانے کا راستہ اختیار کیا۔ بالآخر شیخ زکرار بن عجمی نے اس کی حکومت کے ساتویں مہینے ایک جنگ کے دوران اس پر لشکر کشی کر کے بطحاء میں قتل کردیا۔

موسیٰ بن زوادہ بن محمد بن عبدالقوی:......اس کے بعد موسیٰ بن زردارہ بن محمد بن عبدالقوی نے امارت سنبھال لی اور بن یغمراسن نے اس کی بیعت کی۔ ادھر بقیہ توجین نے اس سے اختلاف کیا۔ اسی دوران عثمان بن یغمراسن نے وہاں قیام کر کے بنو توجین کے قبائل سے دوستی کرلی تا آنکہ اس نے جبل وانشریس پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرلیا۔ موسیٰ بن زدارہ وہاں سے بھاگ کر لمدیہ کے نواحی علاقوں میں چلا گیا اور اسی سفر میں فوت ہوگیا۔

عثمان کا لمدیہ پر حملہ:......بعد ازاں عثمان نے صنہاجہ کے قبائل لمدیہ سے ساز باز کر کے ۸۸ے۶ھ میں لمدیہ پر قبضہ کرلیا، اور انہوں نے اولاد عزیز سے غداری کر کے اسے اس پر قدرت دے دی۔ انہوں نے سات ماہ بعد اس کی اطاعت سے بغاوت کر کے اولاد عزیز کے پاس واپس لوٹ آئے۔

انہوں نے عثمان بن یوسف سے اطاعت اور تاوان پر صلح کی اور وہ محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹے کے ساتھ تھا۔ عثمان بن یغمراسن نے توجین پر قبضہ کر کے بنی مرین کے اس اچانک مطالبے کی تکمیل کی فکر کی بنی محمد بن عبدالقوی میں سے ابوبکر بن ابراہیم دو سال تک توجین پر حکمران رہا جس میں لوگوں کو خوفزدہ کر کے بری روش اختیار کی پھر وہ فوت ہو گیا اس کے بعد بنوتیغرین نے اس کے بھائی عطیہ کو حکمران مقرر کیا اور تمام قبائل توجین نے اس کی مخالفت کی۔

یوسف بن زیان کی بیعت:...... عطیہ اصم کے عامل مقرر ہونے پر اس کی مخالفت میں اولاد عزیز اور تمام قبائل توجین نے یوسف بن زیان بن محمد کی بیعت کر لی۔ انہوں نے جبل وانشریس پر حملہ کر کے عطیہ اور بنوتیغرین کا ایک سال یا اس سے زیادہ عرصے تک محاصرہ کیا۔ ادھر عطیہ عاصم کی بیعت کے ذمہ دار اور بنی تیغرین کے سردار یحییٰ بن عطیہ تھا۔ محاصرہ سخت ہونے پر یوسف بن یعقوب کی سلطنت مضبوط ہو گئی جو امصار تلمسان میں تھی۔ اس نے اسے جبل وانشریس کی سلطنت کی رغبت دلائی۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی ابوسرضان اور ابویحییٰ کی نگہبانی کی بناء پر اس کے ساتھ فوجیں بھیجیں۔

ابویحییٰ ۱۰۷ھ میں مشرق کی جانب اٹھا اور پھر واپس آیا تو جبل وانشریس میں قلعے کو منہدم کر کے واپس آ گیا۔ اس نے دوسری مرتبہ توجین پر حملہ کر کے ان کو وہاں سے بھگا دیا اور اہلیان تافرکنیت نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر اس نے لمدیہ پہنچ کر صلح سے فتح حاصل کر کے اس کی حد بندی کی پھر اپنے بھائی یوسف بن یعقوب کے ہاں لوٹ آیا۔ اس کے لوٹنے کے بعد باشندہ تافرکنیت نے بغاوت کر دی۔ ادھر بنوعبدالقوی، یوسف بن یعقوب کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت میں شامل ہو گئے۔

پھر انہیں جاگیریں دے کر ان کے بلاد میں لوٹا دیا۔ ان میں علی بن الناصر بن عبدالقوی کو امیر مقرر کیا اور یحییٰ بن عطیہ کو وزیر بنایا۔ چنانچہ اس نے سلطنت پر قبضہ کر کے اس کے امور کی اصلاح کی اور اسی عرصے میں اس کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد یوسف نے محمد بن عطیہ الاصم کو حاکم بنایا۔ وہ بڑے عرصے تک اطاعت پر قائم رہا مگر وفات سے پہلے ۷۰۶ھ میں بغاوت کر کے اپنی قوم کو مخالفت پر ابھارا۔

یوسف بن یعقوب کی وفات:...... یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد مغرب اوسط میں بنومرین، بنی یغمراسن کے لئے دست کش ہو گئے ان امصار پر جن پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ بنویغمراسن نے وہاں غلبہ پا لیا۔ اور متغلبین کو وہاں سے دفع کر دیا۔ اولاد عبدالقوی میں سے ایک جماعت بلاد موحدین کی جانب چلی گئی جہاں ان کی بڑی عزت و تعظیم ہوئی۔ ان کے آل ابی حفص کے سلطانوں کے ساتھ مرتے دم تک دوستانہ روابط تھے اور اس کی اولاد افواج میں شامل تھی۔ ان نمائندگان سے فضا خالی ہونے پر سلطان بن محمد کی اولاد میں سے بنی تیغرین کا سردار احمد بن محمد نے جبل وانشریس میں قابض ہو گیا۔

یہ یحییٰ بن عطیہ ان کی سلطنت میں چند دن قیام کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی عثمان بن عطیہ نے امارت سنبھالی۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا عمر بن عثمان عامل مقرر ہوا اور جبل وانشریس میں خودمختار ہو گیا۔ ادھر اولاد عزیز لمدیہ اور اس کے نواحی علاقوں میں خودمختار ہو گئے۔ حسن بن یعقوب کے دونوں بیٹوں کے پاس سلطنت تھی اور یہ سلطان ابوحمو کے (غلبے کی بناء پر ان کے) زیر اثر تھے اس نے بنی عبدالقوی کے امراء سے سلطنت لے لی یہاں تک کہ سلطان ابوحمو کے چچا زاد بھائی یوسف بن یغمراسن نے اس کے خلاف بغاوت کر کے اولاد عزیز کا رخ کیا اور اس کی بیعت کر لی۔

پھر وہ بنی یغمراسن کے حکمران عمر بن عثمان اور حاکم جبل وانشریس کے معاملات میں دخل اندازی کرنے لگا تو انہوں نے ان کی بات مان لی اور باقی قبائل میں سے قبائل یکوشہ اور بنوناتن نے بھی ان سے مصالحت کر لی۔

انہوں نے محمد بن یوسف کے ساتھ سلطان ابوحمو پر حملہ کر دیا جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ کیئے ہیں تا آنکہ سلطان ابوحمو وفات ہو گئی اور اس کا بیٹا ابو تاشفین حکمران بنا چنانچہ اس نے اپنے لشکر کے ہمراہ ان پر حملہ کر دیا۔ عمر بن عثمان کو محمد بن یوسف کے ساتھ دوستی کی بنا پر غیرت آئی تو سلطان ابو تاشفین کے ساتھ اس نے اس سے اطراف کے معاملے میں ساز باز کر لی۔ چنانچہ جب وہ جبل میں اترا اور محمد بن یوسف حفاظت کے لئے قلعہ توکال میں داخل ہوا تو عمر بن عثمان سے چھوڑ کر سلطان ابوتاشفین سے جا ملا اور اس نے ابوتاشفین کو قلعہ توکال کی کمین گاہیں بتائیں تو ابوتاشفین نے قریب

ہو کر نا کہ بند کر دی۔ محمد بن یوسف کے کارندے اور دوست اس سے علیحدہ ہو گئے۔

تو اس نے اسے گرفتار کر کے ابوتاشفین کے پاس لایا ۷۱۹ھ میں اسے اس کے سامنے نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور اس کا سر تلمسان بھیجوا دیا اور اس کے اعضاء کو اس قلعے میں جہاں اس کے کھیل کود کے ایام گزر رہے تھے صلیب دیا گیا۔ وانشریس کی سلطنت عمر بن عثمان اور ولایت ابوتاشفین کو ملی تا آنکہ وہ بنی مرین کے ساتھ ایک جنگ میں تلمسان میں ہلاک ہو گیا۔ جسمیں سلطان ابوالحسن نے تلمسان سے جنگ کی تھی اور محاصرے کے حالات ہم ذکر کر چکے ہیں۔

مغرب اوسط کے علاقوں پر بنومرین کا قبضہ:......پھر بنومرین، مغرب اوسط پر قابض ہو گئے سلطان نے اس کے لئے نصر بن عمر کو جبال کا عامل مقرر کیا۔ وہ حکومتی معاملات میں بہترین والی تھا۔ قیروان میں سلطان ابوالحسن پر مصیبت کے وقت اور زناتہ کے شرفاء نے اپنی ریاست کے دوبارہ حصول کے لئے حملہ کیا تو آل عبدالقوی میں سے عدی بن یوسف بن زیان بن محمد لمدیہ کے نواح کی طرف چلا گیا۔ وہاں خوارج سے ان کی دعوت کو عام کیا۔

ادھر بنوعزیز اور ان کے پڑوسی بنو یزناتن کے گرد جمع ہو گئے۔ اس نے جبل وانشریس پر ان کے والی اور ان کے دشمن کے ساتھ سازش کرنے والوں کی جڑوں کو کاٹنے کے لئے حملہ کیا۔ ان دنوں میں ان کا سردار نصر بن عثمان نے مسعود بن ابی زید بن خالد کے پاس جا کر اس کی بیعت کر لی پھر وہ عدی یوسف کے کارندوں سے جدا ہو کر ان کے پاس جان کے خوف کی وجہ سے چلا گیا۔

چنانچہ عدی اور اس کی قوم نے اس سے جنگ کی مگر وہ ڈٹے رہے۔ اسی طرح ان جنگوں کا سلسلہ چلتا رہا جن میں بالآخر نصر بن عمر اور اس کی قوم کو غلبہ حاصل ہوا۔ سلطان ابوالحسن کی تونس سے الجزائر واپسی پر وہ اس کے کارندوں میں شامل ہو گیا۔ پھر وہیں ان کے درمیان رہا۔ ابوسعید بن عبدالرحمن نے تلمسان پر قبضے کے بعد اسے اختیار دے دیا مگر وہ مسلسل وہیں رہا تا آنکہ سلطان ابوعثمان سے وہاں غلبہ حاصل کر لیا وہ وہاں سے زوادہ کی جانب بھاگ گر اس کے کاندوں میں شامل ہو گئے اس نے اسے وہاں اتار کر پھر فاس منتقل کر دیا۔ اس طرح بن عبدالقوی اور ان کی سلطنت کا نام ونشان تک مٹ گیا۔

نصر بن عمر کے حالات:......نصر بن عمر جبل وانشریس میں قابض ہوا تو سلطان ابوعثمان نے اس اس پر اور بقیہ حکومت پر عامل مقرر کیا۔ وہ اس کے بعد بھی بنومرین کی دعوت کو عام کرنے والا تھا۔ تا آنکہ سلطان ابوحموالاخیر، ابن موسیٰ بن یوسف نے حکومت پر حملہ پر غلبہ پالیا تو نصر نے اس کی اطاعت قبول کر لیا ۷۷۰ھ میں بنی عبدالواد اور عربوں کے مابین جنگ ہوئی انہوں نے ابوحمو کے چچا ابی زیان بن سلطان ابی سعید کی دعوت کو عام کیا تو نصر ان کے ساتھ مل کر اس کی دعوت کو عام کیا پھر ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا اس کے بعد ان کی امارت کو اس کے بھائی نے اس کے نقش قدم پر سنبھالا۔ ۷۸۳ھ میں وہ حاکم وانشریس ہے اور سلطان ومخالفت میں اس کے معاملات ابوحمو سے مختلف ہیں۔

فصل:

بنی سلامہ جو قلعہ تاغزوت کے مالک اور اس طبقہ ثانیہ میں سے بلبطون توجین کے بنی یدللتن کے رؤسا تھے، کے حالات اور ان کی اولیت اور ان کا انجام

بنی توجین کے قبائل میں سے بنو یدللتن بڑے طاقتور اور کثیر تعداد والے تھے۔ انہیں ان بقیہ بطون میں غلبہ حاصل تھا۔ بنوعبدالقوی، بنی توجین کے بادشاہ اس کی رعایت کرتے تھے۔ بنی دماتو کے خاتمے کے بعد بنوقاضی اور بنو مادون ارض منداس میں مقام تکول کی طرف آئے اور اسے اپنا وطن بنا لیا اور بنو یدللتن نے جعبات اور تاوغزرت کو اپنا وطن بنایا ان دنوں ان کا امیر نسر بن سلطان بن عیسے تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مناد بن نصر پھر اس کا بھائی علی بن نصر نے پھر اس کے بیٹے ابراہیم بن علی نے سنبھالی اس کی وفات کے بعد امارت اس کے بھائی سلامہ بن علی نے امارت سنبھال لی۔

عبدالقوی اور اس کے بیٹے سلطنت میں مستحکم ہو گئے تو اس نے قلعہ تاغزوت کی حد بندی کی۔ جو کہ ان کے اہل طرف منسوب تھی۔ حالانکہ اس سے قبل وہ سوید عربوں کے کچھ لوگوں کا ٹھہراؤ تھا جبکہ بنو سلامہ کا خیال یہ ہے کہ وہ توجین کے نسب میں دخیل میں جو کہ عربوں میں سے بنی سلیم بن منصور میں سے ہیں۔ ان کے دادا جیسے جو کہ قوم کا سردار بھی تھا ایک خون کی بناء پر ان سے علیحدہ ہو گیا تھا بعد از ان بنی توجین میں سے شیخ بنی یدللتن نے اسے اپنی نسبت میں شامل کر لیا اور ان کی اولاد کی کفالت کی۔

سلامہ بن علی کی وفات کے بعد امارت اس کے بیٹے یغمراسن بن سلامہ نے سنبھال لی یہ وہ دور تھا جب بنو عبدالواد نے بنی توجین کے بادشاہاں میں سب سے بڑے محمد بن عبدالقوی کی وفات کے بعد ان پر سختیاں کر دی تھی

عثمان بن یغمراسن کا حملہ:......عثمان بن یغمراسن نے ان کے بلاد میں کئی جنگیں کر کے ان کے بہت سے بلاد کو تباہ و برباد کیا۔ انہیں جنگوں میں سے ایک میں اس قلعے پر مقابلہ کیا جہاں یغمراسن موجود تھا۔ وہ اس کے سامنے ڈٹ گئے۔ یوسف بن یعقوب اور بنو مرین تلمسان کی طرف چلے گئے۔ چنانچہ وہ قلعے سے بھاگ کر اپنے دارالخلافے چلا گیا یغمراسن بن سلامہ نے اس کی اولاد میں غارت گری مچا کر ان کا تعاقب کرتے کرتے مقام تلیوان میں ان پر حملہ کر دیا اور ان جنگوں کے درمیان یغمراسن بن سلامہ ہلاک ہو گیا۔

اس کی ہلاکت کے بعد اس کے بھائی محمد بن سلامہ نے امارت کے فرائض سنبھالے۔ عثمان بن یغمراسن نے اس کی اطاعت کر لی۔ ادھر عبدالقوی نے مخالفت کر دی۔ اس نے اپنی قوم و وطن پر سرداران بنی عبدالواد کے لئے ٹیکس لگا دیا اور ہمیشہ ہی جاری رہا۔ اس کا بھائی محمد مغرب میں جا کر سلطان یوسف بن یعقوب کا تلمسان کی ناکہ بندی میں اس کا مددگار بن گیا تو سعد بن سلامہ نے اس کی جانب صحرت تو اس نے اس کا احترام کرتے ہوئے بنو یدللتن کا والی مقرر کیا۔ اس کا بھائی جبل راشد کی طرف چلا گیا۔

وہ یوسف بن یعقوب کی وفات تک وہیں مقیم رہا۔ پھر مغرب اوسط کو بنی عبدالواد پر عامل مقرر کیا تو اس نے بنی توجین پر ٹیکس لگا کر خراج جمع کرنے کی جانب لے آئے۔ اور سعد ہمیشہ اپنی ولایت پر رہا تا آنکہ ابو حمو وفات پا گیا۔ اس کے بعد ابو تاشفین حکمران بنا تو وہ اس سے ناراض ہو کر چلا گیا۔

اس کے بعد اس کا بھائی محمد جبل راشد پر امیر مقرر ہوا۔ سعد مغرب میں سلطان ابوالحسن کے مددگار بن گیا۔ وہ اس کے ہمراہ آیا اور اس کا بھائی، ابو تاشفین کے ساتھ آیا چنانچہ وہاں تلمسان میں محصور ہو گیا اور پھر سعد بن سلامہ اس کی جگہ حکمران بن گیا۔ ادھر محمد اس جنگی محاصرے کے دوران فوت ہو گیا۔ بنو عبدالواد کی سلطنت کے اختتام پر سعد نے سلطان سے حج کی ادائیگی کی خواہش کا اظہار کیا تو اس نے اجازت حاصل کر کے حج کی ادائیگی کی اور واپسی کے سفر کے دوران راستے میں فوت ہو گیا۔ اس نے سلطان ابوالحسن کو اپنے بیٹوں کے معاملے میں اپنے ونی عریف بن یحییٰ کی دبان سے وصیت کی جو بنی سوید کا سردار تھا۔

بنی یدللتن کے سلیمان بن سعد کی امارت:......چنانچہ سلطان ابوالحسن نے اس کے بعد اس کے بیٹے سلیمان بن سعد کو بنی یدللتن کا امیر بنایا۔ سلطان ابوالحسن کے معاملات بگڑ گئے اور عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن کے بیٹوں ابو سعد اور ابو ثابت کے پاس حکومت آ گئی اور اس کے اور ان کے درمیان دوستی اور اطراف پایا جاتا ہے۔ بنی سوید کے عرب زغبہ ان کے مواطن پڑوسی ہونے کی بناء پر مددگار تھے۔

ان کے شیخ ونزمار بن عریف نے بنی یدللتن کی سلطنت پر قابض ہونے کی لالچ کی تو اس کے درمیان سلیمان نے حائل ہو کر اس کے دفاع میں پوری کوشش کی۔ تا آنکہ سلطان ابو عنان نے بلاد مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا۔ اور اس نے ونزمار بن عریف کا اپنے بیٹوں کے ساتھ اس کے پاس آنے لحاظ کرتے ہوئے قلعہ اور اس کے نواح اور بنی یدللتن کے ٹیکسوں کی جاگیر دے دی۔ سلیمان بن سعد سلامہ کو سرکردہ لوگوں میں شامل کر لیا تا آنکہ سلطان فوت ہو گیا پھر بنی عبدالواد کو ابو حمو الاخیر کے زیر سایہ دوبارہ سلطنت مل گئی تو اس نے سلیمان کو قوم پر حکمران بنایا۔ جب عربوں کا معاملہ سخت ہو گیا تو سلیمان پریشان ہو کر ان کے شر سے چوکنا ہو گیا۔ اولاد عریف کے پاس جا کر اس کی اطاعت قبول کر لی

دھوکے سے گرفتاری:......اس نے اسے دھوکے سے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ پھر عربوں نے اسے مغرب اوسط کے عام علاقے پر قبضہ کروا دیا۔ اس نے اولاد عریف سے دوستی کی خاطر قلعہ اور بنی یدللتن جاگیر میں دے دیں اور ساتھ ہی ساتھ بنی مادون اور منداس بھی دے دیئے۔ اس طرح بنو سوید

ان کے خراج کے علام بن گئے۔سوائے جبل وانشریس کیونکہ وہ ہمیشہ والی بنی تیغرین یوسف ابن عمر کے پاس رہے۔ابوحمو نے اولاد سلامہ کو اپنی افواج میں شامل کر کے ان کے ناموں کا اندراج کر لیا۔اور تلمسان کے نواح میں انہیں قصبات جاگیر میں دیئے اس طرح حالات گزرتے رہے۔

فصل:

طبقہ ثالثہ میں سے بنی توجین کے بطن بنی یرناتن
کے تصرفات اور امارت کے حالات اور ان کی اولیت اور ان کے انجام کا

بنو توجین میں سے بنو یرناتن بہت قبائل والے، شجاع اور شہرت رکھنے والے تھے۔توجین مغرب اوسط میں ماحون اور زمتہ کے درمیان مواطن میں ٹھہرے۔ان کی سلطنت نصر بن علی بن تمیم بن یوسف بن بونوال کے گھرانے میں تھی وہ لوگ وادی شلف کے بالائی علاقے میں دریائے واصل کے ساحلوں پر پھرتے رہے۔ان کا امیر شیخ مہیب بن نصر تھا اور عبدالقوی بن العباس اور اس کا بیٹا محمد توجین کے امراء تھے، انہیں ان کی شرافت اور بڑے مقام اور عظیم دولت کی بناء پر ترجیح دیتے تھے۔محمد بن عبدالقوی اپنی دور حکومت میں انہیں اولاد عزیز سے ترجیح دیتا تھا۔اس کے بیٹوں کے عہد میں ان کا والی عبو بن حسن بن عزیز تھا۔

ایک رشتہ داری:......مہیب بن نصر نے عبدالقوی کی بیٹی سے رشتہ ازدواج طلب کیا تو اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ ہو گیا اور ان کے ہاں نصر بن مہیب پیدا ہوا تو اس کے ماموں کا رشتہ محمد بن عبدالقوی سے ہوا چنانچہ اس کی سلطنت قوی ہو گئی۔اس کے بعد اس کا بیٹا علی بن نصر حکمران بنا۔اس کی اولاد نصر عشر اور دیگر بیٹے ماں تاسر غیفت کے نام سے مشہور تھے۔

نصر بن علی کی حکومت کے خلاف سازش:......اس کے بعد نصر بن علی نے اپنی قوم پر طویل عرصے تک حکومت کی ادھر بنو عبدالقوی نے اختلاف کیا تو عبدالواد نے اس کی مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔چنانچہ ملوک زناتہ نے اپنی تمام مصروفیات اس کی طرف مبذول کر دی اور بہت شہرت حاصل کی۔

یہ مشہور ہے کہ اس نے اپنے تیرہ بیٹے چھوڑے جو کہ اپنے باپ کی شہرت سے پہنچانے گئے علاوہ اس کے وہ ہرائے جنگجو اور بہادر تھے۔ان کے مشاہیر میں سے عمر بھی تھا جسکو سلطان ابوالحسن نے اس دوران قتل کر دیا جبکہ اس کے متعلق سلطان کو قتل کرنے کی سازش کرنے کی چغلی کی گئی۔چنانچہ وہ بھاگا اور پکڑا گیا اور مرات میں قتل ہو گیا۔ان میں سے مندیل بھی تھا جسے بنو تیغرین نے اس وقت قتل کر دیا جبکہ علی بن الناصر کو عامل مقرر کیا۔انہوں نے اس کے ساتھ عبو بن حسن بن عزیز کو بھی قتل کر دیا۔

ان میں سے ایک عنان بھی تھا جو کہ ابوتاشفین کے دور سلطنت میں تلمسان کے محاصرے میں قتل ہو گیا۔علاوہ ان کے ان میں مسعود مہیب، سعد داؤد موسیٰ یعقوب عباس اور یوسف بھی مشہور و معروف تھے۔یہ نصر علی بن نصر بن مہیب کی اولاد کے حالات تھے۔اس کے بھائی عشر کے اہل میں ابو المفتوح بن عشر تھا۔پھر اس کے بیٹوں میں سے عیسیٰ بن ابوالمفتوح ان کی اولاد کا رئیس تھا۔ان کی ایک خدمت گزار لڑکی نے عثمان بن یغمراسن کے گھر میں اتری اور اس نے اپنے آقا ابوالمفتوح سے حمل ہونے کا دعوے کیا۔اس کے ہاں معروف نامی عیسیٰ کا بھائی پیدا ہوا۔

اس کی پرورش ان کے ہاں ہوئی۔ابوحمو نے اسے اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کو اپنے وزراء میں شامل کر کے امور سلطنت کی انتہا تک پہنچا دیا۔ابوحمو اول کی حکومت میں جبکہ سے ریاست حاصل تھی تو اس کا بھائی عیسیٰ بن ابوالفتوح بھی اپنی قوم کو ناراض کر کے ان کے ہاں آ گیا۔اس نے بنی راشد پر ولایت اور ان کے علاقوں پر ٹیکس کے لئے کوشش کی اور اسے شہر سعیدہ میں امارت ملی وہاں ابوبکر، عبو، طاہر اور ونزمار اس کے بیٹے تھے۔

عبدالواد کے بعد بنو مرین کی آمد پر ابوالحسن نے انہیں بنی یرناتن پر یکے بعد دیگرے عامل بنایا۔بنی علی بن نصر بن مہیب سے تاسر غیفت کی اولاد کا ذکر ان کی قوم کی ریاست میں نہیں گزرتا ہاں اسطرح ان کی ایک خدمت گار لڑکی ابوتاشفین کے گھر اتری اس نے ایک لڑکا موسیٰ بن عطیہ بنا۔

اس نے وہاں پر پرورش پائی جو بنی تاسرغیفت کی جانب منسوب ہوتا ہے۔ ان کی خدمت میں اسے شہرت ملی تو انہوں نے اسے مشہور علاقوں پر عامل مقرر کیا وہ اس وقت تک شلف اور اس کے نواح میں عامل رہا جہاں تک بنی یرناتن کے علاقوں پر عربوں نے غلبہ حاصل کیا۔ انہوں نے ان پر یعود اور ماحون کو بادشاہ مقرر کیا ان کی راکھ جبل ورنید میں بچی رہی جن پر اس عہد میں سعید بن عمر عامل ہے جو نصر بن علی بن مہیب کی اولاد میں سے ہے۔ یہ لوگ سلطان کو ٹیکس دینے اور عربوں کو رشوت سے اپنا دوست بناتے تھے۔

فصل:

بنی مرین اور ان کے انساب وشعوب اور مغرب میں ان کی حاصل کردہ حکومت جس نے کہ بقیہ زناتہ کو امور سلطنت سونپے اور دونوں اطرف میں حکومت کی باگ ڈور سنبھالی ان کے تمام اور آغاز وانجام

بنی مرین، بنی واسین کے قبائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور واسین نے نسب کے متعلق ذکر زناتہ کے تذکرہ میں کیا جا چکا ہے نیز یہ بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ بنو مرین بن ورتاجن بن ماخوخ بن جدیج بن فائن بن یدر بن یخفت بن عبداللہ بن ورتنیص بن المعز بن ابراہیم بن بحیک بن واسین ہیں اور یہ بنی یلومی اور مدیونہ کے بھائی ہیں۔

بعض اوقات اسے اس سرحد پر امیر مقرر کیا گیا تو اس نے اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ مرتضیٰ کو جب اس بات کی اطلاع پہنچی تو وہ بڑا بے قرار ہوا۔ اور اس نے موحدین کے سرداروں سے مشورہ کرنے کے بعد بنی مرین سے جنگ کرنے کا پکا عزم کر لیا۔ اپنے اس عزم کی تکمیل کرتے ہوئے اس نے ۵۰ے ھ میں فوجیں روانہ کیں جنھوں نے سلا کا گھیراؤ کر کے اسے فتح کر لیا تو اس نے دوبارہ مرتضیٰ کی اطاعت قبول کر لی۔

مرتضیٰ نے اس پر موحدین کے مشائخ میں سے عبداللہ بن ابی لیلو کو امر مقرر کیا اور مرتضیٰ نے ۴۹ے ھ میں نفس نفیس اور حکومت اور موحدین کی فوجوں کے ساتھ بنو مرین کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم کیا اور بنو مرین نے بھی مقابلے میں ڈٹ جانے کی ٹھانلی۔ پھر مقام ایمیلولین میں دونوں فوجوں کے درمیان جنگ ہوئی تو اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا لیکن اس نے بعد میں سلا کو فتح کر لیا اور موحدین کو اس پر قبضہ دلا دیا۔ اس کے بعد مرتضیٰ نے اپنے اہل سلطنت کو جمع کر کے بذات خود ان کے ساتھ جنگ کے لئے جانے کا ارادہ کیا کیوں اسے خوف تھا کہ ان کی حکومت دن بہ دن بڑھے گی اور موحدین کی حکومت سکڑتی جائے گی پس اس نے ۵۳ے ھ میں اپنے دارالخلافہ سے باہر پڑاؤ ڈالا اور لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اطراف میں اپنے کارندے بھیجے تو موحدین کی دو جماعتیں عرب اور مصامدہ نامی جمع ہو گئیں وہ ان جماعتوں کو لے کر ان کی طرف بڑھا یہاں تک کہ وہ مضافات فاس میں جبال بہلولہ تک پہنچ گئے۔ ادھر امیر ابو یحییٰ نے بھی بنی مرین اور ان کی فوج کے ساتھ مل کر اس کے مقابلے میں آنے کا پکا عزم کر لیا اور وہیں دونوں فوجوں کا ٹکراؤ ہوا۔ بنی مرین نے مقابلہ میں جان کی بازی لگا دی

فوجوں کی پسپائی:...... لہٰذا سلطان کے میدان میں بھگدڑ مچ گئی اور اس کی فوجیں واپس ہو گئیں اور اس کی قوم نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ الٹے پاؤں مراکش کی جانب آیا لوگوں نے اس کی چھاؤنی پر قبضہ کر کے اس کے خیموں کو لوٹ لیا اور جو مال و دولت تحفے انہیں وہاں ہاتھ آیا اسے لے اڑے اور بقیہ گھوڑوں اور سواریوں کو ہانکتے ہوئے لے گئے۔ لہٰذا ان کے گھر غنائم سے بھر گئے۔ اور سلطنت مضبوط اور مستحکم ہو گئی۔

اس نے اس چڑھائی کے بعد بنی مرین کے ساتھ تادلا میں جنگ کی اور بنی جابر سے ان کے جشمی محافظوں نے بنی نفیس کا شہر چھین لیا اور ان کے بہادروں کو قتل کر دیا جس سے ان کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا اور ان کی شان وشوکت ختم ہو گئی۔ ان جنگوں کے دوران علی بن عثمان بن عبدالحق مارا گیا، وہ امیر ابو یحییٰ کا بھتیجا تھا اس نے اس سے سازش کے منکشف ہونے اور حملے کے لئے اتفاق کی بو محسوس کی تو اس نے اس کے بیٹے ابو حدید سے سازش کی تیں

اس نے اس کے قتل کی ٹھان لی اور آخر کار ۵۲ھ میں جہات مکناسہ میں اسے قتل کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فصل:

سجلماسہ اور بلاد قبلہ کی فتوحات اور اس دوران پیش آنے والے وقعات

جب بنو عبدالمومن، بنی مرین پر غلبہ حاصل کرنے سے مایوس ہو گئے کیونکہ بلاد مغرب ان کے ہاتھوں میں چلے گئے تھے اور وہ دوبارہ حکومت کے دارالخلافے کی مدافعت کی طرف واپس آ گئے۔ کاش کہ وہ اس کی مدافعت کر سکتے اور بنو مرین نے عام بلاد تلول پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد امیر ابو یحییٰ نے بلاد قبلہ پر چڑھائی کرنے کا عزم کیا پس اس نے ۳۷ھ میں سجلماسہ اور درعہ اور اس کے گردونواح کو ابن القطرانی کی سازش سے فتح کر لیا جس میں نے موحدین کے عامل سے غداری کی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اس نے امیر ابو یحییٰ کو اس پر کامیابی دلائی۔

پس اس نے اس پر اور اس کے گردونواح درعہ اور بقیہ بلاد قبلہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے بیٹے ابوحدید کو امیر مقرر کیا اور مرتضیٰ کو بھی خبر مل گئی تو اس نے ۵۴ھ میں ان کو آزاد کروانے کے لئے فوجیں بھیجیں اور ابن عطوش کو ان کا سالار مقرر کیا وہ بھاگ کر مراکش واپس آ گیا۔ پھر ۵۵ھ میں وہ یغمراسن اور اس کے بیٹے ابوسلیط کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے گیا تو اس نے ان پر حملہ کر دیا۔

فصل:

عبدالحق بن محیو کی امارت اور اس کے بعد اس کے بیٹے عثان اور پھر ان دونوں کے بعد اس کے بھائی محمد بن عبدالحق کی امارت کے حالات و واقعات

جب محیو بن ابی بکر بن حمامہ اپنے زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے فوت ہو گیا تو عبدالحق فسادی اور یحیاتن اس کے بیٹے تھے اور ان میں عبدالحق سب سے بڑا تھا۔ پس اس نے بنی مرین کی امارت سنبھالی۔ وہ ان کے مفادات کا لحاظ رکھنے اور ان کی تدبیروں سے بچنے اور انہیں صحیح راستے پر قائم رکھنے اور دوراندیشی کے لحاظ سے بہترین امیر تھا۔ دن یونہی گزرتے گئے اور جب ۶۱۰ھ میں موحدین کا چوتھا خلیفہ الناصر معرکہ مقاب سے واپسی پر مغرب میں فوت ہو گا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف المستنصر نے موحدین کی امارت سنبھالی۔ جو کہ ایک نابالغ نوجوان تھا اسے موحدین نے اپنا امیر مقرر کیا تھا لیکن کم عمری کے احوال اور جنون کی وجہ سے وہ امور سلطنت سے غافل ہو گیا اور لاپرواہی کرنے لگا اور موحدین کو ڈھیل دی اور انہیں ظلم و جبر کے پنجہ سے آزاد کرایا تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو ہڑپ کرنے لگے پس سرحدیں ضائع ہو گئیں، اور محافظین کمزور ہو گئے اور انھوں نے اپنے کام کو حقیر سمجھا جس کی وجہ سے ان کی ہوا اکھڑ گئی۔

اس زمانے میں یہ قبیلہ فیکیک سے صا دملویہ تک طویل صحرائی میدانوں میں رہتا تھا۔ اور وہ موحدین کی حکومت کے آغاز میں اپنی چڑھائی میں تلول اور سرسبز مقامات کی طرف جاتے تھے اور اس سے پہلے جہات کو سیف سے خطاط کی طرف جاتے تھے، اور وہاں جوزنانتہ والیٰ کے باقی ماندہ لوگ تھے ان سے محبت کا اظہار کرتے تھے، اور مکناسہ، جبال تازی میں اور بنی یدنیان اور مفراوہ ملویہ کے بالائی علاقے میں طاط محلات میں رہتے تھے اور ان جہات میں گرمی اور بہار کے موسم میں گھومتے پھرتے تھے اور اپنی خوراک کا سامان لے کر اپنے سمائی علاقوں میں چلے جاتے تھے۔

گھبراہٹ میں فرار:..... پھر جب انہوں نے بلاد مغرب کی بگڑی ہوئی حالت دیکھی تو انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے صحرا کو چھوڑ کر اس کی طرف جانے کا ارادہ کیا اور اس کی گھاٹیوں میں گھس گئے اور اس کے اطراف میں پھیل گئے۔ اور وہاں کے باشندوں اور مضافات کے علاقوں

میں خوب لوٹ مار کی تو رعایا نے پہاڑوں اور دیگر محفوظ مقامات پر پناہ لینی شروع کر دی۔

ہر شخص ان کے بارے میں شکایت کیا کرتا تھا، ان کے اس عمل سے سلطان اور رعایا کے درمیان فضا تاریک ہوگئی اور انھوں نے جنگ کے ذریعے ان کی بیخ کنی کرنے کا عزم کر لیا۔ خلیفہ المستنصر نے موحدین کے ایک عظیم سردار ابوعلی بن دانودین کو تمام فوجوں اور مراکش کے دستوں کے ہمراہ جنگ کے لئے بھیجا اور اسے سید ابی ابراہیم امیر المومنین یوسف بن عبدالمومن کے پاس اس کے مقام امارت فاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ بنی مرین سے جنگ کرنے جائے اور یہ بھی حکم دیا کہ خوب خونریزی کرے اور کسی کو باقی نہ چھوڑے۔ ادھر جہات ریف اور بلاد بطویہ میں بنومرین کو بھی اس کی خبر ہوگئی تو انہوں نے اپنے بوجھ قلعہ تاروطا میں چھوڑے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے پکا عزم کر لیا۔

آخر کار جنگ ہوگئی:...... آخر کار وادی بکور میں دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوگیا اور گھمسان کی جنگ کے بعد بنی مرین کو غلبہ حاصل ہوگیا اور موحدین کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ بنی مرین نے مال ومتاع سے خوب اپنے ہاتھ بھرے جبکہ موجودین اپنے اوپر ایک پودے کے پتے چپکاتے ہوئے واپس آ گئے جو اہل مغرب مشعلہ کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ اس وقت بہت ہریالی تھی اور کھیت مختلف قسم کے لوبیا سے آباد تھے یہاں تک کہ اس جنگ کا نام ہی عام المشعلہ پڑ گیا۔

بنومرین کی تازی پر چڑھائی:...... اس کے بعد بنومرین نے تازی کی جانب بڑھنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے اس کے دیگر محافظوں کو شکست دی۔ پھر بنومحمد کی اپنے رؤسا سے ان بن ہوگئی تو ان کے قبائل میں سے بنوعسکر بن محمد ان سے حسد کی وجہ سے الگ ہو گئے۔ یہ حسد ان کے دلوں میں اس وجہ سے تھا کہ ان کے چچا حمامہ بن محمد کے بیٹے انہیں چھوڑ کر خود با اختیار حاکم بن گئے تھے جبکہ ان کا کہنا یہ تھا کہ اس سے پہلے اس نے ایک فوج میں اور اس کے بیٹے الخصب نے بھی ریاست دینے کا اشارہ کیا تھا مگر اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔

پس اس وجہ سے انہوں نے ان کے امیر عبدالحق اور اس کی قوم کی مخالفت کی اور موحدین کے دوستوں اور مغرب کے محافظوں کی مدد سے لئے چلے گئے جو کہ اوراز غاز میں آباد ہونے والے ریاحی قبائل میں سے تھے جب سے منصور نے ان کو افریقہ کی اس بلند جگہ پر اتارا تھا اس وقت سے ان کے مقابلے اور غلبہ کی ابتداء ہوتی ہے پس وہ ان کے پاس چلے گئے اور اپنی قوم کے خلاف ان کی مدد کی اور ۶۱۴ھ میں سب نے بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم کر لیا۔ پھر ان کے درمیان انتہائی صبر آزما جنگ ہوئی۔

عبدالحق اور اس کے بیٹے ادریس کی وفات:...... اس جنگ میں عبدالحق اور اس کا بڑا بیٹا ادریس ہلاک ہو گئے بنومرین نے اس کی ہلاکت کو تلخ بات سمجھا اور اس گھمسان کی جنگ میں بنی عسکر کا حمامہ میں یصلتن ڈٹا اور اس نے محیو اسکمی کو اطلاع دی تو آخر کار ریاح قبیلہ منتشر ہوگیا اور ان کے بڑے بڑے بہادر قتل ہو گئے۔

عثمان بن عبدالحق کی امارت:...... بنومرین نے عبدالحق اور اس کے بڑے بیٹے ادریس کے ہلاک ہونے کے بعد اس کے دوسرے بیٹے عثمان کو اپنا امیر بنا لیا اور وہ ان کے درمیان اور غال کے نام سے مشہور ہے جس کے معنی ان کی عجمی زبان میں یک چشم کے ہیں۔ عبدالحق کے کل بیس بچے تھے جن میں نو لڑکے اور ایک لڑکی ورتظلیم نامی تھی۔

ادریس، عبدالحق اور رحو، بن علی کی ایک عورت کے بطن سے تھے جس کا نام السوارنیت تصالیت تھا اور ابوبکر بنی شالفت کی ایک عورت سے تھا جس کا نام تافزوت بنت ابی بکر بن حفص تھا اور زیان، بنی ورتاجن کی ایک عورت سے تھا اور ابوعیاد بنی واحدی کی ایک عورت سے تھا اور واحدی، عبدالواد کے بطون میں سے ہے جس کا نام ام الفرج ہے اور یعقوب، بطویہ میں سے ام الیمن بنت علی سے ہے۔ ان میں سب سے بڑا ادریس تھا جو کہ اپنے باپ عبدالحق کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔

عبدالحق اور ادریس کی وفات کے بعد عثمان نے بنی مرین کی امارت سنبھال لی اس وقت حمامہ بن یصلتن نے اس کی بیعت کی اور اس نے ابن محیو اور ان دونوں کے ساتھ ان کی قوم کے جو مشائخ تھے انہیں اطلاع دی تو انہوں نے ریاح کے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب کیا اور ان میں خون خرابہ کیا۔ عثمان نے ان سے اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ لے کر اپنا دل ٹھنڈا کیا تو انہوں نے صلح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ بالآخر انہوں نے ان سے سالانہ ٹیکس پر

مصالحت کرلی۔ پھر اس کے بعد بنو مرین کے اندرونی حالات بہتر نہ رہے اور مغرب میں بغاوت بڑھ گئی اور عام رعایا مغرب اس سے احتراز کرنے لگی۔

راستے پر خطر ہوگئے۔ امراء اور عمال، سلطان اور اس سے کمتر لوگوں سے شہروں میں پناہ لینے لگے۔ اور انہوں نے نواح پر قبضہ کرلیا اور تمام صحرا سے حکام کا سایہ مٹ گیا اور بنو مرین نے وطن اور سبزہ کی حفاظت کے لئے محافظ تلاش کیے۔ پس انہوں نے بلاد کے لئے ہاتھ بڑھایا اور ان کا امیر ابو سعید عثمان بن عبدالحق انہیں مغرب کے نواح میں ان کے سالک وشعوب کو تلاش کرتا ہوا اور اس کے باشندوں پر ٹیکس لگاتا ہوا لے گیا یہاں تک کہ اکثر لوگ اس کی امارت میں داخل ہوگئے۔ پس انہوں نے شاذیہ اور آباد قبائل حوارہ، زکارہ تسول، مکناسہ، بطویہ، فشتاتالہ، صدراتہ بہلولہ اور مدیونہ کی طرف سے اس کی بیعت کی۔ پس اس نے ان پر ٹیکس مقرر کردیا اور تاوان لگادیا اور ان میں عمال کو تقسیم کردیا پھر انھوں نے مغرب کے شہروں فاس، تازی مکناسہ اور قصر کتامہ پر مقررہ ٹیکس لگادیا جیسے وہ ہر سال صرف اس لئے ادا کرتے تھے کہ وہ ان پر غارت گری سے باز رہے اور ان کے راستوں کو پرسکون رہنے دے۔

ضواعن زناتہ سے جنگ: ...... پھر اس نے ۶۲۰ھ میں ضواعن زناتہ سے جنگ کی اور ان میں خونریزی کی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ اور اس نے فساد لوٹ مار کی غرض سے کے بڑے ہوئے ہاتھ قابو پالیا۔ اس کے بعد پھر ریاح پر حملہ کیا جو ازغار اور سبط کے باشندے تھے۔ اس نے اپنے باہ کا بدلہ لیا اور خوب خونریزی کی۔ وہ مسلسل اسی کیفیت میں رہا یہاں تک کہ ۶۳۷ھ میں اس پر ایک فریبانہ حملہ کیا گیا جس میں ہلاک ہوگا۔

عبدالحق کی امارت: ...... اس کے بعد اس کے بھائی عبدالحق نے امارت سنبھال اور اس نے بلاد مغرب پر قابض ہونے اور اس کے ضواعن اور صحرائی لوگوں اور بقیہ رعایا سے تعلقات استوار کرنے میں اپنے بھائی کی پیروی کی رشید نے محمد بن داند بن کوان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور اسے مکناسہ کا حاکم مقرر کردیا۔ اس نے تاجرانوں سے اس کے باشندوں کو مارڈالا پھر بنو مرین اور دوسرے لوگوں کو اس نے اس کے اطراف میں اترا۔ پس اس نے اپنی فوج یہ منادی اور ان کے مقابلے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ دونوں کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی اور جانبین سے بہت بحری تعداد میں لوگ مقتول ہوئے۔

محمد بن عبدالحق اور رومی سالار کا مقابلہ: ...... محمد بن ادریس بن عبدالحق نے رومی سالار سے مقابلہ کیا اور دو دووار ہوئے جس سے ایک لوٹا عجمی کافر ہلاک ہوگیا محمد بھی زخمی ہوگیا۔ زخم تو کچھ عرصہ میں بھر گیا لیکن چہرے پر اس کا نشان باقی رہ گیا۔ جس کی وجہ سے اسے باضربہ کا لقب دیا گیا۔ پھر بنو مرین نے موحدین پر حملہ کیا تو وہ منتشر ہوگئے اور ابن واندین طوق پہنے مکناسہ کی طرف واپس آیا۔ اس دوران بنو عبدالمومن کی حالت بہت کمزور تھی لہٰذا وہ حمایت سے باز رہے اور ان کی حکومت کا دیا ٹمٹمانے لگا۔

رشید بن مامون کی وفات کے بعد اس کے بھائی سعید کی حکمرانی: ...... ۶۴۰ھ میں جب رشید بن مامون کا انتقال ہوا تو اس کا بھائی حکمران بن گیا اور سعید کا لقب اختیار کیا۔ اہل مغرب نے اس کی بیعت کرلی تو اس نے بنی مرین سے جنگ کرنے اور ان کے مواطن سے ان کی امیدوں پر پانی پھیرنے کا عزم کرلیا۔

اور موحدین کی فوجوں کو ان سے جنگ کرنے کے لئے ابھارا۔ عرب کے قبائل، مصامدہ اور رومی فوجیں بھی ان کے ساتھ مل گئیں۔ آخر کار انہوں نے ۶۴۲ھ میں ایک لشکر جرار کے ساتھ جو ان کے خیال میں بیس ہزار سے زیادہ تھا چڑھائی کردی اور بنو مرین نے وادی عاش میں ان سے مقابلہ کیا فریقین کے مابین خوب جم کر مقابلہ ہوا اور امیر محمد بن عبدالحق مقابلہ میں ایک رومی لیڈر کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا۔

اور بنو مرین منتشر ہوگئے موحدین نے ان کا تعاقب کیا اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ تازی کے نواح میں جبال عیاثہ میں چلے گئے اور کئی روز تک وہاں قلعہ بندر ہے اور پھر بلاد صحرا کی طرف نکل گئے۔ انہوں نے ابو یحییٰ بن عبدالحق کو اپنا امیر بنالیا۔ پس اس طرح اس نے ان کی امارت سنبھال لی۔

فصل:

امیر ابو یحییٰ کا دور حکومت جس نے کہ اپنی قوم بنی مرین کو امارت دی شہروں کو فتح کیا اور اپنے بعد والے امراء کے لئے شاہانہ نشانہ یعنی آلہ وغیرہ قائم کیا

۶۴۴ھ میں جب ابو یحییٰ بن عبدالحق نے امارت سنبھالی تو یہ پہلا شخص ہے کہ جس نے قومی نقطہ نگاہ ملحوظ رکھتے ہوئے بلاد مغرب اور اپنے ٹیکس دینے والے قبائل کو بنی مرین کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اور ان سب کو ایک طرف اتارا جسے اس نے بقیہ ایام میں کھایا بنایا ہوا تھا۔ انہوں نے ایک آدمی کو ان کے پیچھے روانہ کر دیا اور ان کے خادموں سے اسلحاق کر لیا اور ان کی فوجوں میں اضافہ ہو گیا۔ پھر ان کے قبائل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور بنو عسکر اپنی جماعت کی مخالفت کر کے موحدین میں شامل ہو گئے۔

پس انہوں نے ان کو ابو یحییٰ بن عبدالحق اور بنی حمامہ کے خلاف برانگیختہ کیا اور ان کو ان کے خلاف خوب ابھارا تو انہوں نے یغمراسن بن زیان کے پاس مدد کے سالار کے پاس گئے اور اس بات کی ضمانت دی کہ وہ امیر ابو یحییٰ اور اس کے اتحادیوں کے مقابل میں شجاعت اور جوانمردی سے جنگ کریں گے انھوں نے آگے بڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ ورغا اور کرت تک پہنچ گئے اور ان کو عاجز کر دیا۔

پھر وہ الٹے پاؤں فاس کی طرف لوٹ آئے یغمراسن موحدین کی غداری کو بھانپ گیا اور اپنی قوم اور بنی عسکر کے مددگاروں سمیت چل پڑا۔ وادی سبوا میں امیر ابو یحییٰ نے انہیں روکا۔ مگر ان سے جنگ کرنے کی ہمت کر سکی۔

اور جب موحدین کی چھاؤنی میں خلیفہ سعید کی وفات کا اعلان ہوا تو موحدین کی فوج انہیں چھوڑ کر واپس آ گئی۔ پھر انہوں نے اطاعت و خدمت کی طرف واپس آنے کے لئے اور ان کی دلجوئی کی خاطر اس کی طرف قائد عنبر الخصی کو بھیجا جو روم اور ناشبہ کے علاقے میں خلیفہ کا حلیف تھا تو بنو عسکر نے انہیں گرفتار کر کے یرغمال بنا لیا اور تمام نصاریٰ کو قتل کر دیا تو اس نے ان کے بیٹوں کو رہا کر دیا۔

پھر جب یغمراسن اور اس کی قوم تلمسان چلے گئے تو بنو عسکر دوبارہ اپنے امیر ابو یحییٰ کی حکومت میں آ گئے۔ اور بنو مرین نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اتحاد کر کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور پھر جب ان مضافات کی طرف نظریں اٹھائیں تو ابو یحییٰ اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ جبل زرہون میں آ پہنچا اور اس نے اہل مکناسہ کو حاکم افریقہ امیر ابو زکریا بن حفص کی بیعت کی دعوت دی کیونکہ ان دنوں وہ اس ذمہ داری پر مامور تھا اور اس کی حکومت میں شامل تھا۔ ابو یحییٰ نے ان کی فوج کا محاصرہ کر لیا اور اطراف کے راستے بند کر دیئے جس سے ضروریات کا سامان ان تک پہنچنا بند ہو گیا اور شدید مصیبت میں پھنس گئے اور آخر کار انھوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ تو وہ اس میں اپنے بھائی یعقوب بن عبدالحق کی سازش سے جو اس نے ان کے لیڈر ابوالحسن بن ابوالعافیہ سے کی تھی، داخل ہو گیا۔ انہوں نے امیر ابو زکریا کی طرف اپنی بیعت بھیجی جو کہ ان دنوں ابوالمطرف بن عمیرہ کی تربیت سے ان میں قاضی تھا۔ پس سلطان نے یعقوب کو ٹیکس کا تیسرا حصہ دیا۔

امیر ابو یحییٰ کی خود مختار بننے کی منصوبہ بندی:...... اس کے بعد امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق کو دل میں خود مختاری اور غلبہ کا خیال آیا تو اس نے آلہ بنایا اور سعید کو بھی اس کے مکناسہ پر غلبہ پالینے اور ابن ابی حفص کے حوالے کرنے کی اطلاع ملی تو اس نے غمگین ہو کر سر جھکا لیا اور اس سلسلے میں دیگر ارباب اقتدار سے گفتگو کی اور انہیں بتایا کہ کس طرح آہستہ آہستہ حکومت ان کے ہاتھ سے نکلتی جا رہی ہے ابن ابی حفص نے افریقہ پر قبضہ کر لیا پھر یغمراسن بن زیان اور بنو عبدالواد نے تلمسان اور مغرب اوسط کو لے لیا اور اس میں ابن ابی حفص کی دعوت کا قائم کیا۔ اور اسے اپنی مدد سے مراکش پر چڑھائی کرنے کا لالچ دیا اور ابن الاحمر نے اندلس کے کنارت کو حاصل کر لیا اور اس میں بنو عباس کی دعوت کو قائم کیا اور بنو مرین نے مغرب کے نواح پر قبضہ کر لیا

پھر وہ اس کے شہروں پر قبضہ کے لئے بڑھے تو ان امیر ابو یحییٰ نے مکناسہ کو فتح کر لیا اور اس میں ابن ابی حفص کی دعوت دی۔ اور خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اور کہا کہ قریب ہے کہ ہم اس رذالت سے راضی ہو جائیں اور ان واقعات کو نظر انداز کر دیں کہ حکومت میں خلل واقع ہو جائے اور دعوت

کا خاتمہ ہو جائے تو وہ غضب ناک ہو گئے اور انھوں نے ان کا مقابلہ کرنے کا عزم کر لیا۔

جنگ کی تیاری:......پس سعید نے فوجوں کو تیار کیا اور مغرب کے عرب قبائل کو بھی جمع کیا اور موحدین اور مصامدہ کو بھی ساتھ ملا کر ۶۴۵ھ میں مراکش میں سب سے پہلے مکناسہ اور بنی مرین کے پاس اور پھر تلمسان اور یغمراسن کے پاس اور آخر میں افریقہ اور ابن ابی حفص کے پا جانے کے لئے تیار ہوا۔ فوجیں وادی بہت میں رک گئیں اور ابو یحییٰ اپنی چھاؤنی میں ان سے چھپ کر اور اپنی قوم کا جاسوس بن کر پہنچا یہاں تک کہ انہوں نے خبر کی تصدیق کی اور وہی جان گیا کہ ان سے جنگ کرنا اس کے بس میں نہیں تو وہ بلاد سے بھاگ گیا۔

اور بنو مرین نے اپنی اپنی جگہوں سے ایک دوسرے کو ڈرایا پس وہ بلاد الریف میں تازوط مقام پر اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور سعید مکناسہ میں پہنچا تو لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اپنے جرم کی معافی کے خواہاں ہوئے وہ لوگ عورتوں اور بچوں کو لے کر میدان میں اکٹھے ہوئے بچوں نے سروں پر مصاحف اٹھا رکھے تھے انھوں نے معافی کے لئے ان کا بھی واسطہ دیا، اور عورتیں برہنہ سر اور خوف کے مارے آنکھیں جھکائے ہوئے غمگین کھڑی تھیں تو اس نے ان کو معاف کر دیا اور ان کا رجوع قبول کر لیا اور بنو مرین کے تعاقب میں تازی کی طرف کوچ کر گیا۔

بنو اوطاس کا ابو یحییٰ پر حملہ کرنے کا ارادہ:......بنو اوطاس نے غیرت وحسد میں آ کر ابو یحییٰ بن عبدالحق پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور ان کے مشائخ میں سے مہیب نے اسے دھوکہ دیا تو یہ بنی ناس کی طرف کوچ کر گیا اور الصفا کے چشمے پر جا پہنچا پھر اس نے موحدین کے ساتھ مصالحت کرنے اور ان کی حکومت کی طرف رجوع کرنے اور ان کے شدمن یغمراسن اور اس کی قوم جو بنی عبدالواد میں سے تھی کے خلاف ان کی مدد کرنے کے بارے میں سوچا تا کہ وہ اس بارے میں اپنے دل کو ان سے ٹھنڈا کرے لہٰذا اس نے اپنی قوم کے مشائخ کو تازی میں ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے اطاعت اختیار کر لی اور اس نے ان کی اطاعت ورجوع قبول کر لیا۔ اور ان کے تمام جرائم معاف کر دیئے۔

انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تلمسان اور یغمراسن کے معاملے میں امیر ابو یحییٰ کو کفایت کرے یعنی اسے نیزے باز اور تیر انداز افواج سے مدد دے۔ پس موحدین نے ان پر تہمت لگائی اور ان کو مصیبت کے شر سے ڈرایا تو سعید نے انہیں پڑاؤ کرنے کا حکم کر دیا۔ امیر ابو یحییٰ نے اسے بنی مرین کے قبائل سے پانچ سو آدمیوں کی مدد اور ان پر اپنے چچازاد بھائی ابو عیاد بن ابی یحییٰ بن حمامہ کو سالار مقرر کیا اور سلطان کے جھنڈے تلے نکلے۔ اور وہ تازی سے تلمسان اور اس کے موراء علاقے میں جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ اس کے حالات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ جبل تامزردکت میں فوت ہو گیا تھا۔

اس کی وفات کے بعد اس کی فوجیں مراکش کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کرتی ہوئی منتشر ہو گئیں۔ اور ان کے عوام عبداللہ بن الخلیفہ السعید کے پاس اس کے باپ کے جھنڈوں تلے چلے گ ے۔ امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق کے پاس یہ خبر جہات برناسن میں پہنچی اور اس کا چچازاد ابو عیاد وہاں اس کے پاس آیا اور اس نے بنی مرین کو اس ٹکراؤ کے لئے بھیجا۔ اس نے موقعہ غنیمت جان کر موحدین کی فوجوں کی گھات لگائی۔ حالانکہ ان کی جماعت کرسف میں تھی۔ آخر کار اس نے ان پر حملہ کر دیا اور بنی مرین نے ان کا سارا سامان لوٹ لیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ان کے ہاتھ سے آلہ چھین لیا اور وہ رومیوں کے جمع شدہ لوگ اور الغزدہ کے تیز رانداز اس کے پاس لے کر گیا اور اس نے شاہانہ سواری پائی۔

امیر عبداللہ بن سعید کی وفات:......امیر عبداللہ بن سعید اس جنگ کی جوانب میں ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد موحدین نے غلبہ پا لیا۔ پس امیر ابو یحییٰ اور اس کی قوم بلاد مغرب کی طرف یغمراسن بن زیان سے سبقت کرتے ہوئے گئے کیونکہ موحدین کے ملوک نے انہیں راستہ معاملے میں رعایت دے رکھی تھی۔ کیونکہ انھوں نے بنی مرین کے خلاف جنگ میں ان کی مدد کی تھی اسی لئے وہ حرم مغرب کو ان کے لئے جائز قرار دیتے تھے اور اسے قوم کی فوجوں سے تازی سے فاس ادھر تک موحدین کی فوجوں کے ساتھ روندتے تھے۔

اس وجہ سے یغمراسن اور اس کی قوم، بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے اور انہیں ذلیل کرنے کے لئے ان سے دوستی ضروری سمجھتے تھے۔ پس سب سے پہلے ابو یحییٰ بن عبدالحق نے وطاط کے مضافات سے آغاز کیا اور ملویہ میں ان کے قلعوں کو فتح کیا اور ان کی قوم پر غلبہ پا لیا۔ پھر فاس کی طرف واپس آ گیا اور اسے بنی عبدالمومن کے ہاتھ سے چھیننے اور اس میں اور اس کے مضافات میں ابن ابی حفص کی دعوت قائم کرنے کا پختہ عزم کر لیا۔

ان دنوں وہاں کا عامل ابوالعباس تھا۔ سواس نے اپنی سواریاں وہاں بٹھادیں اور اس کے باشندوں سے ساز باز کرنے کی کوشش کرنے لگا اس نے انہیں ضمانت دی کہ وہ ان کی قدر کرتے ہوئے ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے گا اور ان کی پریشانی کو دور کرے گا اور ایسی حفاظت کرے گا جوان کے لئے نیک انجام اور بھلائی کی کفیل ہوگی تو وہ اس کی باتوں میں آگئے اور اس کے عہد وپیمان پر اعتماد کرلیا اور انہوں نے بنی عبدالمومن کی اطاعت کوان کی مدد سے مایوس ہوکر چھوڑ دیا اور اس کے حکم سے دعوے حفصی کے اختیار کرنے اور اس کی اطاعت کرنے کی طرف مائل ہوگئے۔

محمد ابوالفشتالی:.....ابومحمد الفشتالی اس کے پاس آیا اور اس سے وہ شرائط پوری کرنے کی اپیل کی جو اس نے ان کی اچھی دیکھ بھال، مضبوط دفاع، حسن سلوک اور انصاف کرنے کے بارے میں اپنے اوپر عائد کی تھیں۔ اس کی اور اس عقدہ کے حل کا سرمایہ تھی اس بیعت کی برکات سے ان کے بعد آنے والے بھی مستفید ہوئے۔ یہ بیعت باب الفتوح سے باہر رابطہ کے بارے میں تھی ۶۴۶ھ آغاز میں سعید کی وفات سے دو ماہ بعد قصبہ وہ فاس میں داخل ہوا۔ سید ابوالعباس قصبہ سے باہر نکل گیا اس نے اس کے ساتھ شتر سواروں کو بھیجا جو اسے ام الربیع سے گزار کر واپس آگئے۔

تازی پر قبضہ:.....اس کے بعد تازی کی طرف بڑھا جہاں سید ابوعلی حکمران تھا۔ اس نے چار ماہ تک تازی سے جنگ کی۔ آخرکار انھوں نے اس کا حکم مان لیا۔ اس نے ان میں سے کچھ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اور بعض دیگر افراد پر احسانات کئے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے تازی کے مضافات پر بھی اپنی گرفت مضبوط کرلی۔ پھر ملویہ کے قلعے اور تازی کا بڑا اپنے بھائی یعقوب بن عبدالحق کو جاگیر دے کر فاس کی طرف واپس آگیا۔

وہاں سے اس کے پاس اہل مکناسہ کے مشائخ گئے۔ انہوں نے اپنی بیعت کی تجدید کی اور دوبارہ اطاعت اختیار کی۔ اور ان کے پیچھے پیچھے سلا اور رباط الفتح کے باشندے بھی پہنچ گئے۔ پس امیر ابو یحییٰ نے ان چاروں شہروں پر جو امصار مغرب کی اصل ہے قبضہ کرلیا اور وادی ربیع تک ان کے مضافات پر بھی قابض ہوگیا۔ ان میں آل نے ابن ابی حفص کی دعوت کو قائم کیا بنو مرین نے مغرب اقصیٰ کو بنوعبدالواد نے مغرب اوسط کو اور بنوابی حفص نے افریقہ کو اپنے لئے مخصوص کرلیا۔ اس طرح عبدالمومن کا چراغ گل ہوگیا۔ اور ان کی حکومت جاتی رہی، ان کا غلبہ خاتمہ کا اعلان کرنے لگا اور ان کے فرمان کی کوئی حیثیت نہ رہی۔

امیر ابو یحییٰ کا فاس پر قابض ہونا:.....امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق نے ۶۴۶ھ میں فاس پر قبضہ کیا اور سعید کی وفات کے بعد بلاد مغرب پر بھی قابض ہوگیا۔ اور مراکش میں ابوحفص عمر المرتضیٰ بن السعید ابراہیم بن اسحق نے موحدین کی امارت سنبھال لی جو المشغلہ کے سال بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے میں موحدین کی فوج کا سالار تھا اور سعید نے اسے سلا نا کے قبضہ رباط الفتح میں والی بنا رکھا تھا۔ اس موحدین نے انسے بلا کر اس کی بیعت کرلی اور اس نے اس کی امارت سنبھال لی۔ اور جب امیر ابو یحییٰ کو بلاد مغرب پر غلبہ حاصل ہوگیا اور وہ فاس شہر پر قابض ہوگیا تو وہ بلاد زناتہ اور اس کے مضافات پر قبضہ کرنے کے لئے بلاد فازاز اور عدن کی طرف بڑھا اور اس نے اپنے غلام مسعود بن فرباش کو فاس گورنر مورر کیا۔ جونو کروں کی اس جماعت میں سے تھا۔ جو بنی مرین کے حلیف او قران کے پروردہ تھے۔

اور امیر ابو یحییٰ نے ان کے اصل کے سوا، موحدین کی جو فوج وہاں تھی اسے خدمت کی اس راہ پر باقی رکھا جس پر وہ قائم تھے۔ ان میں رومیوں کی بھی ایک پارٹی تھی جسے اس نے ان کے سالار کی نگرانی کے لئے کام پر رکھ لیا اور وہاں وہ مسعود کے حصے میں تھے اور ان کے اہل شہر کے موحدین کے مددگاروں کے درمیان سازش ہوئی اور انہوں نے اپنے عامل مسعود پر حملہ کردیا اور مرتضیٰ کے نام کی دعوت دینے لگے جو کہ مراکش میں خلیفہ تھا۔

اس بغاوت میں ابن خشار المشرف اور اس کے بھائی ابن ابی طاہر اور اس کے بیٹے نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اور وہ وفد بنا کر قاضی عبدالرحمن المغیلی کے پاس گئے جو ان دنوں مجلس شوریٰ کا لیڈر تھا اور وہ اس میں ڈکٹیٹر بن گئے اور انہوں نے رومیوں کے لیڈر کو کہہ کر مسعود کو قتل کروا دیا۔

اور تحائف شوال ۶۴۷ھ میں اس کے سر کو اٹھا کر شہر گلیوں میں پھرایا اور اس کا گھر لوٹ لیا گیا اور اس کا حرم صباح کردیا گیا۔ انہوں نے شہر کے کنٹرول کے لئے رومی سالار مقرر کیا اور انہوں نے اپنی بیعت مرتضیٰ کے لئے بھیجی۔ امیر ابو یحییٰ کو جب کہ وہ بلاد فازاز سے جنگ میں مصروف تھا یہ خبر ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور جلدی سے فاس کی طرف چلا گیا۔ انہوں نے مرتضیٰ کی طرف فریادی بھیجا مگر کوئی سنوائی نہ ہوئی اور بالآخر وہ ان کے نفع و نقصان کا مالک بن بیٹھا۔

کیونکہ وہ ان کے مقابلے میں اترا ہوا تھا نیز اس نے امیر ابو یحییٰ یغمراسن بن زیان سے اپنی امارت کے لئے مدد مانگی اور اسے اپنے دشمن کے خلاف بھڑکایا اور اس نے اسے امید دلائی کہ اگر وہ اس مصیبت کو دور کر دے تو وہ اس کی اطاعت اختیار کر لے گا۔ یغمراسن کی امیدیں بلاد مغرب کو جانے سے وابستہ ہو گئیں سو اس نے حملہ کے لئے فوج کو منظم کرنا شروع کیا اور تلمسان سے امیر ابو یحییٰ کو فاس سے روکنے کے لئے تیار ہو گیا اور خلیفہ کے فریاد اس نے اس کا جواب دیا اور امیر ابو یحییٰ کو بھی شہر سے جنگ کرتے ہوئے نویں ماہ میں اس کی اطلاع مل گئی کہ وہ اس پر حملہ کے لئے بڑھ رہا ہے۔

تو اس نے وہاں پر فوجوں کو جمع کیا اور اس کے اپنے بلاد کی سرحدوں سے نکلنے سے پہلے ہی اس نے اس کے مقابلہ کی ٹھان لی۔ اور وجدہ کے میدانوں میں سے اسلی کے میدان میں دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ پس لوگ جنگ کے لئے بڑھے اور خوب داد شجاعت دی۔ بلاشبہ ایک گھمسان کی جنگ تھی۔

عبدالحق اور یغمراسن بن تاشفین کی ہلاکت:......اس خطرناک جنگ میں عبدالحق بن عبدالواد کے ھشام بن ابراہیم کے ہاتھ سے مارا گیا تو بنی عبدالواد منتشر ہو گئے اور ان کے اکابر مشائخ میں سے یغمراسن بن تاشفین ہلاک ہو گیا۔ اور یغمراسن بن زیان جان بچا کر تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور امیر ابو یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ فاس کی ناکہ بندی کے لئے واپس پلٹ آیا اور اس کے باشندوں سے نادم ہوا۔

انہوں نے بھی اس کی اطاعت کے سوا کوئی راستہ نہ پایا تو انہوں نے اس سے امان طلب کی اور بغاوت کے روز اس کے گھر سے جو مال انہوں نے لوٹا تھا اس کا تاوان دینے پر اس نے انہیں امان دے دی۔

اس تلف شدہ مال کی مالیت تقریباً ایک لاکھ دینار تھی۔ انہوں نے اس تاوان کو برداشت کر لیا اور شہر کی بھاگ دوڑ اسے تھما دی۔ تو وہ جمادی الاول ۶۴۸ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور ان سے حال کا مطالبہ کیا تو انہوں نے درماندہ ہو کر اس کی شرائط کو توڑ دیا تو اس نے ان پر فرد جرم عائد کر دی اور قاضی ابو عبدالرحمٰن اور ابن ابی طاطو اور اس کے بیٹے اور ابن خشار اور اس کے بھائی کو جس نے اس کام میں انتہائی برا کردار ادا کیا تھا، گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

اور ان کے سردار برجیوں پر چڑھ گئے اور باقیوں کو اس نے مال کے تعاون کے بہانے پکڑ لیا اور خلاصہ یہ کہ فاس کی رعایا کو غلام بنا لیا اور انہیں اس دور میں بنی مرین کے مضبوط کرنے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالنے کے لئے لے گیا۔ پس اس طرح ان کی آواز دب گئی اور ہمتیں پست ہو گئیں اور اس کے بعد انہوں نے کسی فتنہ میں ہاتھ نہیں ڈالا۔

فصل:

شہر سلا کا امیر ابو یحییٰ کے قبضے میں جانا اور پھر قبضے سے نکل جانا اور اس کے بعد مرتضیٰ کے شکست کھانے کے حالات

جب امیر ابو یحییٰ نے فاس شہر پر مکمل قبضہ کر لیا اور وہاں بنو مرین کی امارت منظم ہو گئی تو وہ بلاد فازاز سے جنگ کرنے کے لئے واپس آ گیا پس اس نے انہیں فتح کر کے زناتہ کے اوطان پر قبضہ کر لیا اور ان سے تاوان وصول کیا اور باغیوں کی رکاوٹوں کو دور کیا پھر ۶۴۹ھ میں شہر سلا اور رباط الفتح کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا اور موحدین کو اس کی سرحد کے قریب کیا اور اپنے بھتیجے یعقوب بن عبدالحق کو ان کا عامل مقرر کیا اور صا اور ملویہ کے درمیان حکومت سے قبل ان کے مواطن کا پڑوس اس بات کی گواہی دیتا ہے۔

جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ انہوں نے میدان اور جنگل اپنے بھائیوں بنی یادین محمد کے ساتھ کیسے تقسیم کیا اور کس طرح بقیہ ایام میں مسلسل ان کے درمیان جنگوں کا سلسلہ جاری رہا۔ پہلے پہل تو کثرت تعداد کی وجہ سے بنو یادین بن محمد کو غلبہ حاصل ہوا۔

وہ بنو عبدالواد کے پانچ بطن، توجین، مصاب بنو زردال اور ان کے بھائی بنو راشد بن محمد تھے اور مغرب اوسط کے تلول کے باشندے ان سے

الگ تھے۔ بنی مرین کا یہ قبیلہ صحرا کی جولا نگاہوں میں فیلیک سے سجلماسہ اور ملویہ تر رہائش پذیر تھا۔ اور بسا اوقات وہ اپنے سفر میں بلاد الزاب تک بھی پہلے جایا کرتے تھے۔ ان کے نساب بیان کرتے ہیں کہ ان ادوار سے پہلے ان کی ریاست محمد بن وزیر فکوس بن کرماط بن مرین کے گھرانے میں تھی اور محمد کے اور بھائی تھے جو کہ اپنی ماں تنابعت کے نام سے مشہور تھے اور ان کے چچازاد بھائی ونکاس بن فکوس تھے۔

محمد کے بیٹے: ..... محمد کے سات بیٹے تھے جن میں حمامہ اور عسکر تو سگے بھائی تھے۔ جبکہ علاتی بیٹے سنکیان، سلیمان، سلم، وراغ اور فرد ت تھے۔ یہ پانچوں ان کی زبان میں تیز بیعین کے نام سے موسوم مشہور تھے۔ تیز بیعین کا مطلب ان کی زبان میں '' جماعت '' ہے۔

حمامہ اور عسکر کی امارت: ..... خیال کیا جاتا ہے کہ محمد کی وفات کے بعد قوم کی امارت حمامہ نے سنبھالی جو سب سے بڑا تھا پھر اس کے بھائی عسکر نے سنبھالی۔ جس کے تین بیٹے تھے بکوم، ابو بکی، جس کا لقب المخضب نے سنبھالا اور وہ لگا تار ان کی امارت پر قائم رہا یہاں تک کہ موحدین کا معاملہ ظہور پذیر ہو گیا۔

عبدالمؤمن کا تاشفین پر حملہ: ..... عبدالمؤمن نے تاشفین بن علی پر حملہ کر کے تلمسان میں اس کا محاصرہ کر لیا اور ابو حفص کو فوج دے کر مغرب اوسط کی جانب زناتہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اور تمام بنو یادین، بنو یلومی، بنو مرین اور مفراوہ اس کے لئے اکٹھے ہو گئے لیکن موحدین نے ان کی فوجوں کو منتشر کر دیا اور اکثر کو تو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر بنو یادین اور بنو یلولی نے دوبارہ ان کی اطاعت اختیار کر لی اور بنی عبدالواد نے اخلاص سے ان کی خدمت اور خیر خواہی کی پھر بنو مرین وہاں سے نکل کر صحرا میں چلے گئے۔

اور جب عبدالمؤمن بن علی نے وہران پر غلبہ پایا اور متونہ کے اموال اور ذخیرے اس کے ہاتھ میں آ گئے تو اس نے ان تمام کو جبل تیال میں اپنے گھر بھیج دیا اور دعوت کا چلانے ولا کہاں سے آتا۔

بنو مرین کو بھی الزاب میں اپنی جگہ پر اطلاع مل گئی اس وقت ان کا سردار المخضب بن عسکر تھا اس نے اپنی قوم کے ساتھ اسے روکنے کا عزم کر لیا اور قافلہ وادی تلاغ میں جا پہنچا آخر کار زناتہ سے اپنے معاونوں کو جمع کیا اور انہیں اس کام کے لئے موحدین کے ساتھ روانہ کیا تو بنو عبدالواد نے اس میں خوب جوہر دکھائے۔ یہ جنگ فحص حسون میں ہوئی۔ خلاصہ یہ کہ بنو مرین منتشر ہو گئے اور المخضب بن عسکر قتل ہو گیا۔ بنو عبدالواد نے ان کے ہتھیار لے لئے یہ واقعہ ۵۴۰ھ کا ہے۔

اس کے بعد بنو مرین اپنے صحرا اور جنگل کی جولا نگاہوں میں چلے گئے۔ اور المخضب کے بعد ان کی امارت اس کے چچازاد حمامہ بن محمد نے تا آخر حیات سنبھالے رکھی پھر اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے محیو نے ان کی امارت سنبھالی۔ اور وہ ہمیشہ اس کی اطاعت کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جب منصور نے انہیں ارک کے معرکہ کے لئے تیاری کا حکم دیا تو وہ اس میں حاضر ہوئے اور جوانمردی اور حوصلہ کے خوب جوہر دکھائے۔

ایک زخم کے باعث محیو کی وفات: ..... اس جنگ کے دوران محیو کو ایک گہرا زخم لگا جس کی تاب نہ لاتے ہوئے ۵۹۱ھ میں محیو کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کے بعد عبدالحق کی ریاست اس کے بیٹے نے سنبھال لی جو اس کے بعد اس کی اولاد میں باقی رہی۔

اس نے دشمن کا تعاقب کرنا چاہا تو اس کے بھائی یعقوب بن عبدالحق نے اس عہد کی وجہ سے اس کو روکا جو اس کے اس یغمراسن کے درمیان طے پا چکا تھا۔ لہٰذا واپس آ گیا۔ جب وہ المقرمہ پہنچا تو اسے اطلاع ملی کہ یغمراسن نے سجلماسہ اور درعہ کے ایک باشندے سے ساز باز کر کے، جس نے اسے اس پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا ہے۔

سجلماسہ اور درعہ جانے کا ارادہ کر لیا ہے تو اس نے فوراً فوج کو منظم کیا اور ان دونوں شہروں کی طرف چل دیا اور پھر ان میں داخل بھی ہو گیا۔ اس کے دخول کی صبح کو یغمراسن اپنے کام کے لئے پہنچا اور جب اسے شہر میں ابو یحییٰ کی موجودگی کا پتہ چلا تو سخت نادم ہوا۔ اور اپنے غلبہ سے بالکل ناامید ہو گیا۔ بہر حال ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔

امیر ابو یحییٰ کا بھتیجا سلیمان بن عثمان بن عبدالحق فوت ہو گیا اور یغمراسن اپنے ملک کی طرف واپس پلٹ آیا۔ امیر ابو یحییٰ نے سجلماسہ، درعہ اور بقیہ

بلاد قبلہ پر یوسف بن یزکاسن کو امیر مقرر کیا اور ٹیکس کے حصول کے لئے عبدالسلام اوربی اور داؤد بن یوسف کو عامل مقرر کیا اور پھر فاس کی طرف لوٹ آیا۔

فصل:

امیر ابویحیٰ کی وفات اور اس کے بعد اس کے بیٹے عمر اور بھائی یعقوب بن عبدالحق کے درمیان حصول اقتدار کی جنگ

جب امیر ابویحیٰ، سجلماسہ میں یغمراسن سے جنگ کرنے کے بعد واپس آیا تو چند دن فاس میں قیام کرنے کے بعد سجلماسہ کی سرحدوں کی دیکھ بھال کے لئے گیا اور وہاں سے بیمار ہو کر لوٹا اور رجب ۵۵۶ھ میں اپنے تخت حکومت پر طبعی موت مر گیا۔ ابویحیٰ اپنے عزائم کی تکمیل اور حکومت کے حصول کے لئے بہت دراز دست مخلص تھا لیکن موت نے اس کا راستہ روک دیا۔ ابویحیٰ کو فاس میں باب الفتوح کے قبرستان میں ابومحمد الفشتالی کے ساتھ دفن کیا گیا۔ جبکہ اس نے اپنے گھر والوں کو یہی وصیت کی تھی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا عمر اس کی امارت سنبھالنے کے درپے ہوا۔ اس کی قوم کے عوام تو اس کے گرد جمع ہو گئے مگر مشائخ اور ارباب حل وعقد اس کے چچا یعقوب بن عبدالحق کی طرف مائل تھے جو تازی میں اپنے بھائی کی وفات کی وجہ سے موجود نہ تھا۔ اسے جب یہ اطلاعات ملی تو وہ جلدی سے فاس پہنچا تو اکابرین کی نظریں اس پر جم گئیں۔ اور عمر نے بھی محسوس کر لیا کہ لوگوں کا میلان اس کی طرف ہے۔ لیکن اس کے پیروکاروں نے اسے مشورہ دیا کہ اپنے چچا کو قتل کر کے اپنے لئے راہ ہموار کر لے۔

لہٰذا وہ قصبہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ لوگوں نے دونوں کے درمیان صلح کی کوشش کی تو یعقوب نے امارت چھوڑ دی اور اس شرط پر اقتدار بھتیجے کے حوالے کیا کہ وہ اسے تازی۔ بطویہ اور ملویہ علاقے دیدے۔ لیکن جب وہ تازی پہنچا تو تمام بنی مرین اس کے پاس آئے اور اسے دوبارہ حاصل کرنے کے لئے ابھارا اور اپنی بھرپور مدد کا بھی یقین دلایا۔

چچا (یعقوب) اور بھتیجے (عمر) کے درمیان جنگ:......یعقوب نے بنی مرین کی بات مان لی اور تمام بنی مرین نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے بعد یعقوب نے فاس کی مان لی اور تمام بنی مرین نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے بعد یعقوب نے فاس جانے کی ٹھان لی۔ عمر کو خبر ملی تو وہ مقابلے کے لئے نکل آیا۔ اور جب دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو اس کی فوج نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ طوق پہنے ہوئے فاس واپس آیا۔

اس نے اپنے چچا کے سامنے یہ خواہش ظاہر کی کہ اسے مکناسہ جاگیر میں دیدے۔ تو وہ امارت دستبردار ہو جائیگا لہٰذا یعقوب نے اس کا مطالبہ مان لیا اور آخر کار سلطان ابویوسف یعقوب بن عبدالحق نے فاس کے شہر میں داخل ہو کر ۵۵۷ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔ اور بلاد مغرب میں ملویہ، ام الربیع، سجلماسہ اور قصر کتامہ کے درمیان علاقے نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور عمر نے مکناسہ کی امارت پر اکتفا کر لیا۔

پس اس نے چند ہی دن امارت کی پھر عمر اور ابراہیم کے خاندان میں سے اس کے دو چچا زاد بھائیوں نے جو عثمان بن عبدالحق اور محمد بن عبدالحق بیٹے تھے، اسے دھوکہ سے قتل کر دیا اور انہوں نے اس سے خون کا بدلہ لے لیا جسے وہ اس کے ذمے سمجھتے تھے یوں وہ اپنی امارت کے سال میں یا ایک سال بعد ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد یعقوب کی سلطنت مضبوط ہو گئی۔ اور راہ کی رکاوٹیں دور ہو گئیں، اور الجھن ختم ہو گئی۔

یغمراسن کو اپنے مدمقابل امیر ابویحیٰ کے مرنے کے بعد مغرب پر حملہ کرنے کی سوجھی تو اس نے اس کام کے لئے اپنی قوم کو جمع کیا اور بنی توجین اور مغراوہ سے مدد طلب کی اور انہیں غنیل الاسد کا لالچ دیا یہاں تک وہ انہیں لے کر مغرب کی طرف کلاماں تک جا پہنچا۔

یغمراسن اور یعقوب کے درمیان جنگ:......سلطان یعقوب بن عبدالحق کو جب یغمراسن کے برے عزائم کی خبر ملی تو اس نے بھی جنگ کرنے کی ٹھان لی۔ پس اس نے انہیں مغلوب کر لیا اور وہ الٹے پاؤں واپس لوٹ آئے۔ یغمراسن نے بلاد بطویہ سے گذرتے ہوئے انہیں جلا کر برباد

کر دیا اور لوٹمار سمیت خوب قتل عام کیا۔ جبکہ سلطان فاس واپس آ گیا اور اس نے امصار مغرب کے فتح کرنے اور اس کے مضافات پر قبضہ کرنے کے بارے میں اپنے بھائی کی حکمت عملی کو اختیار کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ فضل بھی کیا کہ اس نے اپنی امارت کا آغاز شہر سلا کو نصاری کے ہاتھوں سے چھڑانے سے کیا اور وہاں اس وجہ سے اس کا اچھا اثر اور اچھی شہرت تھی۔ اس کے بارے میں تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

فصل شہر سلا پر دشمن کے اچانک حملے اور ناکامی:...... یعقوب بن عبداللہ کو اس کے چچا امیر ابو یحییٰ نے شہر سلا پر قبضہ کرتے وقت وہاں کا عامل مقرر کیا تھا۔ جب موحدین نے اسے اس کے ہاتھوں سے واپس لیا تو اس نے اس کے مضافات میں اس کے باشندوں اور محافظوں کے لئے گھات لگانے کی جگہیں بنانے کے لئے قیام کیا۔

اور جب اس کے چچا یعقوب بن عبدالحق کی بیعت ہوئی تو وہ بعض وجوہات کی بنا پر رنجیدہ ہو کر غبولہ چلا گیا اور رباط الفتح اور سلا پر قبضہ کرنے کے لئے ایک لطیف حیلہ سے کام لیا تاکہ وہ اسے اپنی دل کی پوشیدہ بات کے لئے ذریعہ بنالے۔ پس اس کا حیلہ مکمل ہو گیا اور اس کا عامل ابن یعلو سمندر کے راستے بھاگ کر ازموئی طرف چلا گیا۔

اور اپنے مال و متاع اور بیوی کو بھی چھوڑ گیا یعقوب بن عبداللہ نے ملک پر قبضہ کر لیا اور سر عام بے حیائی کی اور اپنے چچا سلطان ابو یوسف کے ساتھ لڑنے کا عزم کر لیا۔ اور جنگ کے تاجروں سے ہتھیاروں کی امداد کے متعلق سازش کی تو انہیں اس بارے میں شبہ ہونے لگا۔ اور ان کے درمیان آنے جانے والوں کا سفر زیادہ ہونے لگا یہاں تک کہ ان کی تعداد باشندوں سے بھی زیادہ ہو گئی۔ اور انہوں نے ۶۵۷ھ کے ماہ عیدالفطر میں جبکہ لوگ اپنی عید میں مصروف تھے صلح کر لی۔

سلا پر حملہ:...... پھر انہوں نے سلا پر حملہ کر دیا اور لوگوں کی املاک کو لوٹ کر عورتوں کو قیدی بنالیا۔ یعقوب بن عبداللہ خود رباط الفتح میں قلعہ بند ہو گیا۔ وہاں سے ایک فریادی جلدی سے سلطان ابو یوسف کے پاس گیا۔ جو کہ تازی میں یغمراسن پر کڑی نظر رکھے ہوئے تھا۔ یہ خبر ملتے ہی اس نے اپنی قوم کو آگاہ کیا اور پھر اس قدر تیزی سے اس کی جانب بڑھا کہ ایک دن رات میں وہاں پہنچ گیا۔

وہاں سے مسلمان فوجوں کی اور رضا کاروں کی ایک جماعت کی امداد بھی مل گئی۔ پھر اس نے چودہ دن تک اس سے جنگ کی اور بزور بازو اس میں داخل ہو کر ان کو مغلوب کر لیا اور خوب قتل عام کیا۔ پھر قلعہ کی مغربی دیوار میں جو شگاف پڑ گیا تھا اس کو درست کر دیا۔ کیونکہ وہاں سے توقع پاکر شہر پر قبضہ کیا جا سکتا تھا۔ اس نے قلعہ کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اللہ کا دستور ہے کہ کسی کی محنت رائگاں نہیں جاتی۔

یعقوب بن عبداللہ سلطان کی تیزی سے ڈر گیا اور رباط الفتح سے بھاگ گیا سلطان نے اسے بھی اپنے قبضہ میں لے کر وہاں کے احوال درست کئے۔ پھر اس کے بعد بلاد تاسفا اور نافی پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور ان کا نظام بھی سنبھالا۔

یعقوب بن عبداللہ قلعہ علودان میں:...... یعقوب بن عبداللہ جبال غمارہ کے قلعہ علودان میں چلا گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔ سلطان نے اپنے بیٹے ابو مالک عبدالواحد اور علی بن زیان کو اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ اور وہ یغمراسن سے مصالحتی ملاقات کرنے کے لئے گیا فرمان میں جوان دونوں کی ملاقات ہوئی تو وہ دونوں صلح کرنے اور جنگ کے ہتھیار پھینکنے پر متفق ہو گئے۔

پھر سلطان تو مغرب کی طرف لوٹ آیا۔ لیکن اس کے بھائی کے بیٹوں اولاد ادریس نے اس کے خلاف علم و بغاوت بلند کر دیا اور قصر کتامہ میں چلے گئے۔ انہوں نے اپنے چچازاد بھائی یعقوب بن عبداللہ کی رائے سے اتفاق کیا اور ان سردار محمد ادریس کے پاس اپنے خاندان اور پروردہ لوگوں کے ساتھ چلے گئے۔

لہٰذا اس نے ان پر حملہ کر دیا تو انہوں نے جبال غمارہ میں جا کر پناہ لی۔ اس نے انہیں وہاں سے اتارا اور راضی کیا اور ۶۶۰ھ میں عامر بن ادریس کو تین ہزار بنی مرین کے رضا کار سواروں یا اس سے زیادہ لوگوں کا سالار مقرر کیا اور انہیں دشمن سے جہاد کرنے کی غرض سے کنارے کی طرف

لے گیا۔ ان کے لئے اس نے وظائف مقرر کیے اور جنگ سلا میں اپنی عملداری کو بھی اس کے ساتھ ملا لیا۔

بنی مرین میں سے جانے والی یہ سب سے پہلی فوج تھی۔ ان لوگوں نے جہاد اور پڑاؤ کے دوران بڑے قابل تعریف کارنامے سرانجام دیئے۔ اور وہ شہرت قائم کی جو کہ ان کے اسلاف کا وطیرہ رہی تھی۔

یعقوب بن عبداللہ نے مضافات سے باہر جبات میں سخت افسردگی کی حالت میں قیام کیا یہاں تک کہ طلحہ بن علی نے اسے ۵۶۸ھ میں سلا کی جانب غبولہ کی ندی پر قتل کر دیا۔ تو سلطان کو اس کے کام سے کوئی اندیشہ نہ رہا۔ اور چونکہ لگاتار جنگوں میں بنی مرین ہی کو غلبہ حاصل ہو رہا تھا اس لئے مرتضیٰ ڈر کے مارے فصیلوں میں چھپ گیا۔ نہ کبھی دشمن سے جنگ کرنے کا نام لیا اور نہ کبھی جنگ میں حاضر ہونے کا خیال اس کے دل میں آیا۔ بنو مرین نے حکومت پر جرأت کی اور نگلنے کے حریص بن گئے اور دارالخلافہ مراکش سے جنگ کرنے کے لئے بڑھے۔

فصل:

سلطان ابو یوسف کا دارالخلافہ مراکش پر حملہ اور ابو دبوس کی اس کے پاس آمد اور پھر امیر بننے کے بعد اس کے ہاتھوں مرتضیٰ کی ہلاکت اور اخیر اُاس کے خلاف بغاوت

جب سلطان کو اپنے خاندان کے باغیوں کے معاملے سے فراغت ہوئی تو اس نے مرتضیٰ اور موحدین سے ان کے گھر ہی میں جنگ کرنے کا عزم کیا اس کا گمان تھا کہ اس طرح کرنے سے ان کی حکومت مزید کمزور اور اس کی مضبوطی مزید مستحکم ہو جائے گی لہٰذا اس نے اپنی قوم کو ابھارا اور اپنی تمام عملداریوں سے فوج کو جمع کیا اور خوب تیاری کر کے چل پڑا۔ اور چلتے چلتے الکیز تک پہنچ گیا اس نے ۵۴۰ھ میں اس بات کا عزم کیا تھا۔

آخر کار وہ دارالخلافہ کے وسط میں جا پہنچا اور اس کی ناکہ بندی کر دی۔ اور مرتضیٰ نے سید ابوالعلی ادریس کو جس کی کنیت ابو دبوس بن سید ابو عبداللہ بن سید ابو حفص بن عبدالمومن تھی ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے امیر مقرر کیا۔ پس اس نے اپنی فوجوں کو تیار کیا اور میدان کارزار کو مرتب کیا اور وہ ان کی مدافعت کے لئے میدان النصرہ سے باہر نکلا۔ عہد کے بعد ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں امیر عبداللہ بن یعقوب بن عبدالحق شہید ہو گیا وہ اسے اپنی عجمی زبان میں العجوب کہتے تھے۔

اس کی وفات سے ان کی قوت کو شدید دھچکا لگا اور وہ وہاں سے اپنے مضافات میں کوچ کر گئے۔ یہ لوگ وادی امر الربیع میں پہنچے تو موحدین کی فوجوں نے ان کا راستہ روک لیا۔ موحدین کا سالار یحییٰ بن عبداللہ بن وانودین تھا۔ اس شدید جنگ کے بعد موحدین کو شکست ہوئی۔ وادی کے پانی پینے کی جگہ پر سخت چٹانیں تھیں جن سے ایک بڑی مقدار میں پانی ہٹ کر گرتا تھا۔ یہ چٹانیں ٹانگوں کی طرح چونکہ نمایاں تھیں اس لئے وہاں پیش آنے والی جنگ کا نام ام الرجلین پڑ گیا۔ پھر جنگ کے منتظمین نے خلیفہ مرتضیٰ کے پاس اس کے چچازاد بھائی اور اس کی طرف سے مقرر کردہ سالار جنگ کے بارے میں شکایت کی کہ وہ خود امارت چاہتا ہے۔

اس شکایت سے وہ چوکنا ہو گیا اور مرتضیٰ کی صلاحیتوں سے خوفزدہ ہو کر سلطان ابو یوسف کے پاس چلا گیا۔ یہ ۵۶۱ھ کے آخر کی بات ہے سلطان اس وقت اپنی جنگ سے فاس آ رہا تھا۔ پس اس نے کچھ عرصہ اس کے پاس قیام کیا اور پھر فوج کا اپنے ملک کے لئے آلہ بنانے اور اپنی ضروریات پر خراج کرنے کے لئے مالی تعاون کا مطالبہ کیا اس طرح کہ وہ اسے غنیمت کے حصے اور فتح اور سلطنت میں شریک کرے۔

لہٰذا سلطان نے اسے پانچ ہزار بنی مرین نے جوانوں اور اچھے خاصے مال اور بہترین آلہ امداد دی۔ اور اس کے لئے اپنی مملکت کے عربوں اور قبائل اور دیگر لوگوں کو بلایا کہ وہ اس کی مدد کریں۔ پھر وہ فوج کو ساتھ لے گیا یہاں تک کہ دارالخلافہ کے قریب پہنچ گیا اور اپنے مددگاروں اور ان موحدین سے جو اس کے معاملے میں اس کے ساتھ ساز باز کرتے۔

مرتضٰی پر حملہ:..... پھر انہوں نے مرتضٰی پر حملہ کر کے اسے وہاں سے بھگا دیا اور وہ اپنے داماد بن عطوش سے مدد مانگتا ہوا ازمور چلا گیا۔ ابو دبوس ۵۶۵ھ کے اوائل میں دار الخلافے میں داخل ہوا۔ ازمو کے عامل ابن عطوش نے مرتضٰی کو گرفتار کر لیا اور اسے ابو دبوس کے سامنے حاضر کرنا چاہا تو اس نے اپنا غلام مزاحم اس کو رستے ہی میں قتل کرنے کے لئے بھیج دیا جس نے کہ اس کا سر کاٹ دیا اور ابو دبوس خود مختار خلیفہ بن بیٹھا۔

آل عبد المؤمن نے اسے چین سے نہ بیٹھنے دیا پھر سلطان نے اسے شرط پوری کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے برا منایا اور تکبرانہ انداز اختیار کرتے ہوئے عہد شکنی کی اور بری باتیں کیں۔ پس اس نے بنی مرین اور مغرب کو ساتھ لے کر اس پر حملہ کیا تو اس نے جنگ سے گریز کیا اور مراکش میں رک گیا۔ سلطان نے اس سے مسلسل کئی روز تک جنگ کی تو آخر کار وہ کھیتوں اور خوراک کے ذخائر کو برباد کرتا ہوا مضافات میں چلا گیا۔

ابو دبوس کے لئے اس کا دفاع کرنا ممکن نہ رہا تو اس نے اس کے خلاف یغمر اسن بن زیان سے مدد طلب کی تاکہ اس کی قوت کو توڑا جا سکے اور اس کیا اس کے ماوراء علاقے سے اسے غافل کر دے اور اس کے نکلنے سے محفوظ ہو جائے۔ لیکن اجل نے اسے اتنی مہلت نہ دی اور وہ اپنے عزائم کی تکمیل نہ کر سکا۔

فصل:

ابو دبوس کے ابھارنے کی وجہ سے سلطان یعقوب بن عبد الحق اور یغمر اسن بن زیان کے مابین جنگ تلاغ کا وقوع

جب سلطان ابو یوسف نے مراکش کے دار الخلافے سے جنگ کی اور اس کی سرزمین پر اس پر حملہ کرنے کے لئے چوکنا ہو کر بیٹھ گیا تو ابو دبوس نے یغمر اسن اور اس کی قوم سے اُس خلاف مدد طلب کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا انہوں نے مدد طلب کی تاکہ وہ اسے اس سے باز رکھیں اور اسے اس کے پیچھے سے مشغول کر دیں۔ لہٰذا اس نے اپنی مصیبت کے خاتمہ اور دشمن کے مقابلے کے لئے اس کے پاس فریادی بھیجا اور اسے کچھ قیمتی تحائف بھی دے بھیجے تو یغمر اسن اسے بچانے اور اس کے دشمن کو پیچھے دھکیلنے اور مغرب کی سرحدوں پر لوٹ مار کے لئے تیار ہو گیا۔ اور اس نے جنگ کے شعلے بھڑکا دیئے۔

سلطان کی طرف یعقوب اس کے اور اس کی قوم کے خلاف بھڑک اٹھا۔ اپنے عزم کی تجدید کی۔ پھر یعقوب مراکش سے تلمسان پر حملہ کرنے کے لئے چلا اور فاس پہنچ گیا وہاں چند دن قیام کیا اور جنگ کی رہی سہی تیاری مکمل کی اور ۵۶۶ھ کے اوائل میں وہاں سے کوچ کیا۔ پہلے اوز کر سیف اور پھر تافرطا میں گھس گیا۔ فریقین وادی کی جانب بڑھے اور ان میں ہر ایک اپنی فوج کو منظم کیے ہوئے میدان میں اتر آیا۔

اور حسن اور سعید بن دیر عنین کو اکسانے کے لئے عورتیں چہرے برہنہ کر کے نکلیں اور جب سائے ڈھلے اور دن مائل ہوا اور مغرب کی افواج بنی عبد الواد اور ان کے اتحادیوں کی فوجیں خوب بڑھ گئیں تو وہ منتشر ہو گئے اور اپنے ہاتھ بلند کر دیئے۔ یغمر اسن کا بڑا بیٹا اور اس کا ولی عہد اپنے خاندان کی ایک جماعت کے ہمراہ مارا گیا۔ یغمر اسن نے اپنی قوم کے جانشینوں کو پکڑ لیا اور ان کی خوب مدد کی یہاں تک کہ وہ میدان کارزار سے نکل گئے۔ اور اسی سال کے ماہ جمادی الاول میں اپنے بلاد میں پہنچ گئے۔ اور آخر کار ابو سلطان بھی حصار مراکش میں اپنے مقام پر واپس آ گیا۔

فصل:

آل ابی حفص میں سے خلیفہ تونس المنتصر کے ساتھ سلطان یعقوب عبد الحق کے سفارتی تعلقات

امیر ابو زکریا یحییٰ بن عبد الواحد بن ابی حفص نے ۵۳۵ھ میں جب دعوت وخلافت کے مرکز مراکش کو کمزور دیکھ کر تونس میں اپنی دعوت دینی

شروع کی تو اسے قوی امید تھی کہ وہ زناتہ کے ذریعے آل عبدالمؤمن کی قوت وشوکت کو اس حد تک کمزور کر دے گا کہ وہ اس کی طرف بڑھنے کی بجائے الٹے پاؤں واپس لوٹ جائیں گے۔ پھر ۵۴۰ھ میں وہ تلمسان پر قابض ہو گیا اور یغمراسن بن زیان بھی اس کی دعوت میں شامل ہو گیا۔ اور اس کے دشمن کے مقابلے میں ایک مضبوط معاون بن گیا۔

پس دشمن سے مقابلے کے لئے دونوں کے مابین گہرا تعلق ہو گیا۔ بنومرین نے ابن ابی حفص کے بارے میں مراسلت ومخاطبت کرنے اور اس کے دشمن کی اہمیت کے خاتمے کے لئے اس سے مقابلہ کیا۔ وہ بلاد مغرب کے جن شہروں پر فتح پاتے وہ انہیں اس کی بیعت پر ابھارتا۔ مثلاً فاس، مکناسہ اور قصر وغیرہ۔ اور تحائف اور عطیات کے ذریعے ان کے دل موم کرتا اور انہیں آل عبدالمؤمن کے راستے کے سوا، خط وکتابت، خطاب، معاملہ اور تکریم میں نیکی کا راستہ دکھاتا۔ اس وجہ سے وہ اس کے ساتھ مراسلت کرتے تھے اور اپنے کو اس کے پاس بھیجتے تھے۔

المستنصر:.....اس کے بعد اس کا بیٹا المستنصر ۵۴۰ھ میں حاکم بنا تو اس نے اپنے باپ کی مملکت عملی پر عمل شروع کیا اور مراکش کے ساتھ جنگ کرنے اور اس دوران اخراجات کی ضمانت کے بارے میں ضرورت کی کافی اشیاء لے کر اس کے پاس گیا یہی وجہ ہیکہ وہ مال اور ہتھیاروں سے پس سواریاں بھیجا کرتا تھا۔

اور جب ابودبوس نے عہد شکنی کی اور سلطان نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھان لی تو اس نے پہلے پہل خلیفہ المستنصر سے مراسلت کر کے مطلع کیا اور اس سے مدد دینے کے بارے میں بہت نرم انداز اختیار کیا لہٰذا اس نے اپنے بھتیجے عامر بن ادریس بن عبدالحق کو اس کے پاس بھیجا اور بنی کمی کے عظیم لیڈر اور یغمراسن کے مدمقابل عبداللہ بن کندوز کو عبدالواد کے لئے اس کے ساتھ روانہ کر دیا۔

جس کے باپ کندوز نے اپنے باپ زیان کا بدلہ لیا تھا۔ وہ المستنصر کے دارالخلافے سے اس کے پاس آیا تو اس نے خوش آمدید کہا اور ان کے ساتھ آل عبدالمؤمن کی حکومت کے پروردہ کاتب ابوعبداللہ محمد الکنانی کو بھیجا جو حکومت کے اختلال کو دیکھ کر اپنے بھائی امیر ابویحیٰی کے پاس آ گیا تھا۔

اس نے اسے مکناسہ میں چھوڑا اور اس سے دوستانہ تعلق قائم کر لیا۔ پس یعقوب بن عبداللہ نے اس وجہ سے اس کے لئے ایسے مایہ ناز سرداروں کو جمع کیا جو کہ لوگوں کے دلی جذبات کو وضاحت سے بیان کر سکتے تھے اور اس کے بھیجنے والے کے مقام کا شرف بھی بتا سکتے تھے۔ سو وہ ۵۶۵ھ میں المستنصر کے پاس گئے اور اپنا پیغام پہنچایا اور اسے حاکم مراکش کے خلاف مدد پر اکسایا تو وہ خوشی سے جھوم اٹھا اور ان کی خوب عزت افزائی کی۔

پھر اس نے امیر عزبد بن ادریس اور عبداللہ بن کندوز کو تو اسی وقت واپس بھیج دیا جبکہ کنانی کو اپنے وفد کی مصالحت کے لئے روک لیا۔ پس وہ عرصہ دراز تک وہیں مقیم رہا یہانتک کہ مراکش فتح ہو گیا۔

اس کے بعد المستنصر نے ۵۸۷ھ کے آخر میں اپنے دور کے موحدین کی جماعت کے شیخ ابوزکریا یحیٰی بن صالح الہنتاتی کو موحدین کے مشائخ کی ایک جماعت کے ساتھ محمد الکنانی کی مصاحبت بن سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس روانہ کیا اور ان کے ہاتھ اس کی دلجوئی کے لئے قیمتی تحائف بھی بھیجے۔ جن میں اپنی مرضی کے عمدہ گھوڑے، ہتھیار اور عجیب وغریب ساخت کے چیدہ کپڑے تھے۔

وہ اس پر راضی ہوا اور اس سے مزید کا بھی مطالبہ کیا تو اس نے موقع کو غنیمت جان کر گفتگو کی اور اس کے بعد اس نے مراکش کے منبر پر محمد الکنانی نے خلیفہ المستنصر کا ذکر بہت ہی اچھے پیرائے میں کیا اور موحدین کے وفد نے بھی اس کی گواہی دی تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی بہر حال وہ ہنسی خوشی واپس آ گئے۔

اس کے بعد المستنصر کی یعقوب کے ساتھ آخر حیات تک مصالحت رہی۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا واثق بھی اسی نقش قدم پر چلا اور ۵۷۷ھ میں اس کی طرف ایک بڑا تحفہ بھیجا جسے قاضی ابوالعباس الغماری قاضی بجایہ لے کر لیا جس کی بڑی قدر دانی کی گئی۔ اور مغرب میں ابوالعباس کو بڑی شہرت حاصل ہے جس کا ذکر خیر لوگ کرتے رہتے ہیں۔

فصل:

فتح مراکش، ابو دبوس کی وفات اور مغرب سے موحدین کی حکومت کا خاتمہ

جب سلطان ابو یوسف، یغمراسن کی جنگ سے واپس آیا تو اس نے سوچا کہ اب وہ اپنے دشمن سے بے بنیاد ہو چکا ہے۔ اس کے جوش کو ٹھنڈا کر کے اور اس کی حکمت عملی اور اس کے فریادی ابو دبوس کی سازش کو ناکام بنا چکا ہے تو لہٰذا اس نے پہلے کیطرح ایک مرتبہ پھر مراکش کے ساتھ جنگ کرنے اور دوبارہ اس کی ناکہ بندی کرنے کا عزم کر لیا اور وہ اسی سال کے شعبان میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے فاس سے تیار ہوا اور جب وہ ام الربیع سے آگے نکل گئے تو اس نے اپنے غارت گر دستوں کو اطراف میں پھیلا دیا۔ جنھوں نے کہ خوب لوٹ مار کی اور کھیتوں کو برباد کر کے ان کا نام ونشان تک مٹا دیا اور بقیہ سال بھی اس کے مضافات میں گھومتے ہوئے گزارا۔

پھر اس نے تادلا میں جشم کے عرب الخلط سے جنگ کی اور ان کا خون بہایا اور لوٹ مار کی۔ اس کے بعد وہ وادی العبید میں پہنچا اور پھر ضھاجہ کے ساتھ جنگ کی۔ اس کی سواریاں ہمیشہ ہی بلاد مراکش کے اطراف میں گھومتی رہیں یہاں تک ان کا سامنا بنی عبدالمؤمن اور اس کی قوم کے ساتھ ہو گیا۔ جشمی عربوں میں سے حکومت کے مددگاروں نے خلیفہ کو اپنے دشمن کی مدافعت کے لئے تیار کرنے کے لئے انہیں بھیجا۔ پس اس نے جنگ کی ٹھان لی اور بے شمار فوجوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے نکل پڑا۔

ابو یوسف:.....ابو یوسف نے اسے اپنے سامنے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ تاکہ فرمایا اس کی مدد دور ہو جائے اور کامیاب ہو جائے۔ یہاں تک کہ وہ عنو میں اتر گیا پھر اس نے اس پر حملہ کیا اور گھمسان کا رن پڑا اور اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ قافلہ سے بچھڑ کر اوندھے منہ گرا تو ایک شخص نے بڑھ کر اس کا سر قلم کر دیا۔ اس کے ہلاک ہونے کے بعد اس کا وزیر عمران اور اس کا کاتب علی بن عبداللہ المغیلی بھی مارا گیا۔

سلطان ابو یوسف کی مراکش کی طرف روانگی:.....سلطان ابو یوسف مراکش کی بڑھا وہاں موجود موحدین کو جب اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ نکلے اور جبل تیہمال میں جا پہنچے اور مرتضیٰ کے بھائی اسحٰق کی بیعت کر لی۔ وہ بتی کی طرح کئی سال تک وہاں رہا پھر اس نے ۶۷۴ھ میں اسے گرفتار کر لیا۔

اسے اور اس کے چچا زاد بھائی ابو سعید بن سید ابو الربیع اور القبائلی اور اس کی اولاد سلطان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یوں بنی عبدالمؤمن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

اہل شوریٰ اور ان کے سردار دار الخلافے سے سلطان کے پاس گئے تو اس نے انہیں امان دے کر بڑے حسن سلوک کا معاملہ کیا اور وہ ۶۶۸ھ میں وکب شان وشوکت کے ساتھ مراکش میں داخل ہوا اور آل عبدالمؤمن کی حکومت کا وارث بنا۔ اور اس کی مدد کی۔ اس طرح مغرب میں اس کی حکومت منظم ہوئی اور اس کی جنگ کی وجہ سے لوگوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اس کی سلطنت کے سائے تلے آرام لینے لگے اس نے اس سال کے رمضان تک مراکش میں قیام کیا۔ اس دوران اپنے بیٹے امیر ابو مالک کو بلاد دسوس کی جانب بھیجا تو اس نے انہیں فتح کر لیا اور دور تک اندر چلا گیا۔ پھر وہ خود بلاد درعہ کیجانب بڑھا اور ان سے مشہور جنگ کی جس نے ان کی قوت کو توڑ دیا۔ وہ دو ماہ بعد اپنی اس جنگ سے واپس لوٹا۔

اس کے بعد اس نے اپنے دار الخلافہ فاس جانے کا ارادہ کیا۔ اور مراکش اور اس کے مضافات پر اپنے دستوں، خواص اور طبقہ وزراء میں سے محمد بن علی بن یحییٰ کو امیر مقرر کیا۔ اس کا اور اس کے خاندان کا مزید تعارف آگے آئے گا۔ اس نے اسے قصبہ مراکش میں اتارا اور اس کی حفاظت کے لئے میگزین بنائے اور اسے حکم دیا کہ بنی عبدالمؤمن کے علاقوں پر قبضہ کر کے ان کے نشانات تک مٹا دے۔ پھر شوال میں وہ اپنے دار الخلافے کی طرف واپس لوٹا اور شام کو سلا میں بھی ٹھہرا اس نے اپنے بیٹے کو ایک وصیت کی تھی جس کا ذکر آئندہ صفحات میں کریں گے۔

فصل:

سلطان کا اپنے بیٹے ابو مالک کو سردار بنانا اور اس کے بعد اس کے بھائی ادریس کے بیٹوں میں سے القرابۃ کا اس کے خلاف بغاوت کرنا اور ان کی اندلس روانگی کے حالات

جب رباط الفتح سے لوٹتے ہوئے سلطان نے سلا میں پڑاؤ ڈالا اور وہاں اپنی سواریوں کے آرام کے لئے چھوڑا تو اسے ایک مرض لاحق ہو گیا اور اسے شدید بخار ہو گیا۔ سو جب وہ واپس لوٹا تو اس نے اپنی قوم کو اکٹھا کیا اور اپنے بڑے فرزند ابو مالک عبدالواحد کو ان کا سردار مقرر کیا کیونکہ اسے اس بارے میں اس کی اہلیت کا علم تھا لہٰذا اس نے ان سے اس کی بیعت لینی چاہی جو انہوں نے خوشی کے ساتھ قبول کر لی اور اس کے دونوں بھائیوں عبداللہ اور ادریس کے بیٹوں کی رشتہ داری کو ان کی ماں سوط النساء کے باعث جوڑ دیا۔

انہوں نے یہ دیکھ کر کہ ادریس اور عبداللہ، عبدالحق کے بیٹوں کے بڑے بن گئے ہیں اور ان کو دوسرے بیٹوں پر برتری حاصل ہے اور یہ کہ وہ حکومت کے زیادہ حقدار ہیں اسے محسوس کیا انہوں نے سلطان کے بیٹے کو تسلی دی کیونکہ اس نے اس کے لئے بیعت اور عہد لیا تھا اور اس سے الگ ہو کر جبال غمارہ میں جبل علودان میں آ گئے جو ان کی مخالفت کا گڑھ اور جنگ کا راستہ تھا۔ یہ واقعہ ۵۶۹ھ کا ہے۔

ان کی ریزست اسوتق محمد بن ادریس اور موسیٰ بن رحو بن عبداللہ کے پاس تھی۔ ابوعید دین بن عبدالحق کے بیٹے بھی ان کی حمایت میں نکلے اور سلطان نے اپنی پانچ ہزار فوج کے ہمراہ اپنے بیٹے ابو یعقوب یوسف کو بھیجا پس اس نے انہیں گھیر لیا اور ان کی ناکہ بندی کی۔ اس کا بھائی ابو مالک بھی فوج کے ہمراہ اس کے پاس چلا گیا اور سفیان کا شیخ مسعود بن کانون بھی اس کے ہمراہ تھا

تافرکہ میں طویل جنگ:...... ان کے تعاقب میں سلطان ابو یوسف بھی نکلا اور ان کی فوج تافرکہ میں جمع ہو گئی اور ان سے تین مہینے جنگ جاری رہی اور ان جنگوں میں مندیل بن ورتطلیم مارا گیا جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا گھیراؤ تنگ ہو چکا ہے تو انہوں نے امان مانگی جو اس نے دیدی اور اس نے ہرایا اور ان کے کینے ختم کر دیئے اور ان کے دلوں کو صاف کر کے انہیں اپنے ہمراہ لیکر دارالخلافہ چلا گیا انہوں نے اپنے گناہ عظیم پر ندامت محسوس کرتے ہوئے اس سے تلمسان جانے کی اجازت چاہی تو اس نے اجازت دے دی اور وہ سمندری راستے سے اندلس چلے گئے۔

ان کے برعکس عامر بن ادریس سلطان کے خواص سے مانوس ہو کر اس کی جانب چلا گیا پس وہ تلمسان میں ان سے پیچھے رہ گیا یہاں تک کہ اس نے اپنے لئے پکا عہد لے لیا اور تلمسان میں سلطان سے لڑائی کے بعد اپنی قوم میں لوٹ کر آ گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

بنو ادریس اور عبداللہ کا اپنے عم زاد کے ہمراہ اندلس میں اترنا:...... جس وقت اندلس حفاظت کرنے والوں سے خالی ہو گیا اور دشمن اس کی سرحد پر دندنانے لگا تو بنو ادریس اور عبداللہ اور ان کا چچا زاد ابو عیال اندلس میں اتر پڑے انہوں نے وہاں سامنے کے علاقے پر قبضہ جمالیا۔

انہوں نے وہاں پھاڑنے والے شیر اور بے شمار شمشیر براں اتاریں جو صحرا کی سختی، قوت بہادری اور وحشیانہ بسالت سے طاقتور ہو کر بہادروں سے لڑائی لڑنے اور موتوں سے معانقہ کرنے کے عادی ہو چکے تھے سو انہوں نے دشمن پر قابو پا کر اسے خوب قتل کیا۔ انہوں نے اس مصیبت کا مقابلہ کیا جو اس کے سینے میں اس وطن کی حفاظت کے لئے تھا جو اس کے خیال میں اس کا کھا جاتا تھا۔ وہ اس کے پیچھے لوٹ گئے اور انہوں نے اندلس کے امیر سے اس کی ریاست کے معاملے میں ٹکراؤ کیا تو وہ ان کے لئے جنگ کے خیال سے اور کنارے کے غازیوں کی ریاست سے جو ان کے اصل اور قبیلوں میں تھے۔

اور ان کے علاوہ جو بربری قومیں علیحدہ ہو گیا۔ انہوں نے بخشش کی خوشی کے باعث ٹیکس میں اس کے ساتھ قرعہ اندازی کی تو اس نے انہیں ٹیکس دے دیا۔ انہوں نے دشمن کے خلاف مدد مانگی اور اس سے بہترین کارنامے دکھائے جیسا کہ ہم ابھی القرابۃ کے حالات میں بتائیں گے پھر سلطان

نے تلمسان کے خلاف جنگ کرنے کے بارے میں تامل وتدبر کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

فصل:

سلطان ابو یوسف کا تلمسان کیجانب کوچ کرنا اور مقام البسیلی پر یغمراسن اور اس کی قوم کے حملہ کرنے کے واقعات

جب سلطان ابو یوسف بنی عبدالمؤمن پر غالب ہوگیا۔ اور مراکش کو فتح کر کے ۶۶۸ھ میں ان کی حکومت پر قابض ہوگیا اور فاس کی جانب لوٹ آیا، جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں۔ تو اس کے دل میں یغمراسن اور بنی عبدالواد کے متعلق جو کینے تھے انہوں نے انگڑائی لی اور جو کچھ انہوں نے اس کے عزائم اور جنگ کو ناکام بنانے کے لئے تھا اسے وہ یاد آ گیا اور اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ جنگ تلاغ سے اس کے دل کو سکون نہیں ہوا اور نہ ہی اسکا دکھ کم ہوا ہے۔ سو اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھان لی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے وہ اہل مغرب کو جمع کرنے کے لئے حکومتی سطح پر جو کچھ بھی کر سکتا تھا اس نے کیا اور فاس میں پڑاؤ ڈال لیا اور اپنے بیٹے اور ولی عہد کو اپنے خواص اور وزراء کے ساتھ مراکش بھیجا تا کہ وہ اس کے شہروں، مضافات اور عربوں کے قبائل، مصامدہ بنی دراء، غمرہ، صنہاجہ اور الحضرۃ میں موحدین کی بقیہ فوجوں اور رومی فوج سے انصار کے محافظوں اور تیراندازوں سے فوج اکٹھی کریں۔

لہٰذا اس نے بہت تعداد میں فوج اکٹھی کی اور ان کی فوج پوری ہوگئی اور سلطان نے اپنے کوچ کے وقت جشن منایا اور ۶۷۰ھ میں فاس کوچ کر گیا اور ملویہ میں ٹھہرا یہاں تک کہ فوجیں اسے جاملیں اور اہل تامستا کے قبائل جشم کے عرب فوجیں جو سفیان، خلط، عاصم بنو جابر اور ان کے ساتھیوں انبج اور قبائل ذوی حسان اور معقل کے شبانات جو سوس اقصیٰ کے باشندے ہیں اور قبائل ریاح جواز غار اور ہبط کے باشندے ہیں کی فوجیں اس کے پاس آئیں ، پس وہاں اس نے اپنی فوجوں کی دیکھ بھال کی اپنے دستوں کو تیار کیا کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد تیس ہزار تک تھی اور وہ تلمسان کی جانب روانہ ہوا۔

''مسلمانان اندلس کا دشمن کے خلاف اپنے بھائیوں سے مدد طلب کرنا''...... جب وہ انکاد پہنچا تو وہاں اسے ابن الاحمر کے ایلچی ملے اس نے مسلمانان اندلس کو دشمن کے خلاف مدد مانگنے کے لئے بھیجا کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں سے کمک طلب کریں اور مدد مانگیں، پس اس نے جہاد کرنے اور دشمن کے مقابلے میں مسلمانوں کی مدد کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس نے اس امر سے روکنے والے امور پر بھی غور کیا اور یغمراسن کے ساتھ مصالحت کی طرف مائل ہوا۔

اس بارے میں سرداروں نے بھی اس کی رائے کی تصویب کی کیونکہ وہ جہاد کو ترجیح دیتے تھے اور مشائخ کی ایک جماعت ان دونوں کے باہمی تعلقات کی اصلاح میں لگ گئی اور وہ ان دونوں کناروں کے مغرب سے واپس آ گیا اور وہ یغمراسن کے پاس آ گئے اور تلمسان سے باہر اسے ملے اس وقت وہ جنگ کی تیاری کر چکا تھا اس نے اپنے مشرقی مقبوضات کے باشندوں میں سے بنی عبدالواد، بنی راشد، مغراوہ کے زناتہ اور ان کے زغبہ کے عرب حلیف اکٹھے کر لئے تھے پس اس نے غرور اور ان کی حاجت پوری کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ چل پڑا۔

مقام ایسیلی میں لڑائی...... وجدہ کے علاقے میں وادی ایسیلی میں دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی سلطان ابو یوسف نے اپنی فوجوں کو تیار کیا اور اپنے میدان کو منظم ومرتب کیا اور اپنے دونوں بیٹوں امیر ابو یعقوب کو دونوں بازوؤں پر مقرر کیا اور خود قلب میں چلا گیا پس ان کے درمیان سخت معرکہ ہوا، جس نے فارس بن یغمراسن اور بنی عبدالواد کی ایک جماعت کو ہلاک کر دیا اور مغرب اقصیٰ کی فوجوں اور اس کے قبائل اور موحدین کی فوجوں اور بلاد مراکش نے ان پر غلبہ پالیا پس وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور سلطان کے ثابت قدم رہنے کی وجہ سے رومی فوج کی اکثریت اپنے ثبات کی وجہ سے ماری گئی اور جنگ کی چکی نے انہیں پیش کر رکھ دیا اس نے ان کے سالار بیونیس کو گرفتار کر لیا اور یغمراسن بن زیان اپنی فوج کے ساتھ اپنی مدافعت کرتا ہوا

تلمسان کی طرف چلا گیا اور اپنے خیموں کے پاس سے گزرا تو انہیں آگ سے جلا دیا اس کی چھاؤنی لوٹ لی گئی اور اس کا حرم لٹ گیا اور سلطان ابو یوسف نے وجدہ میں قیام کر کے اسے تباہ کر دیا اور اس کی فصیلوں کو پیوند خاک کر دیا اور اس کی دیواروں کو مٹی میں ملا دیا۔

تلمسان کا گھیراؤ:...... پھر اس نے تلمسان پر حملہ کر کے کئی روز تک اس کا گھیراؤ کئے رکھا اور اس علاقے کو لوٹنے کی کھلی آزادی دے دی اور وہاں سے لوگوں کو قیدی بنا کر لے گیا اور اسے تباہ و برباد کر دیا۔ تلمسان کی جانب جاتے ہوئے راستے میں اس کا وزیر عیسیٰ بن ماسائی مر گیا۔

جو کہ اس کے عظیم القدر وزیروں اور حامیوں میں سے تھا اور اس بارے میں اس کے کارنامے مشہور و معروف ہیں اس کی وفات اسی سال شوال میں ہوئی اور اسے اس کے محاصرہ سے اس سے بھٹکانے پر محمد بن عبدالقوی امیر توجین اور بنی عبدالواد کے خلاف اس سے مدد مانگنے والے نے پہنچایا کیونکہ یغمراسن نے اپنے آلہ پر فخر کرتے ہوئے اس کے تمام قبیلے علیہ کی ذلت اور زیادتی کی تکلیف برداشت کی تھی پس سلطان ابو یوسف نے اسے خوش آمدید کہا اور لوگ اس کی ملاقات اور خیر مقدم کے لئے نکلے اور اس کے فخر کے لئے ہتھیاروں کو سجا کر نکلے اس نے کئی دنوں تک اس کے ساتھ تلمسان کا گھیراؤ کیا۔ یہاں تک کہ نومیدی ہوگئی اور شہر محفوظ ہوگیا اور اس کے محافظوں کی طاقت بڑھ گئی۔

گھیراؤ کا اختتام اور سلطان ابو یوسف کا فرار:...... ابو یوسف نے وہاں سے بھاگنے کا عزم کیا۔ اور اس نے امیر محمد بن عبدالقوی اور اس کی قوم کو واپسی سے قبل واپس جانے کا مشورہ دیا اور یہ کہ وہ اپنے علاقے کی طرف جلدی چلے جائیں اور اس نے اپنے تحائف سے ان کے تھیلے بھر دیئے اور انہیں سوکوتل گھوڑے دیئے، ایک ہزار دودھیل اونٹنیاں ان کے پاس لے گیا، انہیں بے شمار خلعتیں انعامات کے ساتھ دیں، انہیں بکثرت سائبان اور خیمے دیئے اور انہیں سواریوں پر سوار کروایا یہاں تک کہ کوچ کر گئے اور سلطان کئی روز تک یغمراسن کی مصیبت کے خلاف سے ان کے ہیڈ کوارٹر سے جبل وانشریس تک پہنچنے تک ٹھہرا رہا پھر ۶۷۱ھ کے شروع میں فاس میں داخل ہوا۔

امیر ابو مالک کی موت:...... سلطان کا بیٹا امیر ابو مالک جو اس کا ولی عہد بھی تھا اس کی آمد کے ایام میں فوت ہوگیا پس اسے اس کی وفات کا افسوس ہوا پھر اس نے صبر جمیل کیا اور دوبارہ بلاد مغرب واپس آ گیا۔ اس نے اپنی اس جنگ میں قلعہ تادنت پر قبضہ کر لیا اور وہ مطغرہ کا پہاڑ ہے اور اس نے اسے غلے کے ذخیرہ سے بھر دیا کیونکہ اس نے اسے اپنے دشمن کی سرحد کے قریب پایا تھا اور اسے شیخ مطغرہ حرون کی نگرانی کے لئے چھوڑ دیا پھر اس نے اپنی اس جنگ سے واپسی پر ساحل الریف کے قلعہ ملیلہ پر قبضہ کر لیا اور حرون نے قلعہ تادنت میں قیام کیا اور اپنی طرف دعوت دی اور یغمراسن ہمیشہ ہی سے اس کے ساتھ بار بار جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ قید سے بھاگ گیا اور اس نے ۶۷۷ھ میں اسے چھڑایا اور سلطان ابو یوسف کے پاس چلا گیا جیسا کہ ہم نے قبیلہ مطغرہ کے ذکر کے موقع پر اس کے حالات میں اس کا ذکر کیا اور اس کا حال وہ تھا جسے ہم بیان کر چکے ہیں۔

فصل:

شہر طنجہ کی فتح ہونے، اہل سبتہ کی اطاعت کرنے اور ان پر خراج لگنے اور اس کے ساتھ پیش آنے والے واقعات

موحدین کی حکومت کے آغاز میں یہ دونوں شہر سبتہ اور طنجہ ان کی سب سے عظیم عملداریوں اور سب سے بڑے مقبوضات میں تھے کیونکہ یہ کنارے کی سرحد اور بحری بیڑوں کی بندرگاہ اور تجارتی سامان کے بنانے کا کارخانہ اور جہاد کی طرف جانے کا دہانہ اس کی ولایت، القرابہ کے لئے مختص تھی جو بنی عبدالمؤمن کے سرداروں میں سے تھے۔

اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ رشید نے اس کے مضافات پر ابوعلی بن الخلاصی کو امیر مقرر کیا تھا جو بلنیہ کا باشندہ تھا اور یہ کہ افریقہ میں امیر ابوزکریا کے طاقتور ہو جانے اور رشید کے ہلاک ہو جانے کے بعد ۶۴۰ھ میں اس نے حکومت کو اس کے سپرد کر دیا۔ اس نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کے ساتھ مال اور

بیعت کو اس کی طرف بھیجا اور طنجہ پر یوسف بن محمد بن عبداللہ بن احمد الہمدانی کو جا ابن الامیر کے نام سے معروف تھا اندلسیوں کی پیادہ فوج پر سالار اور قبضہ کا منتظم مقرر کیا اور امیر ابوزکریا نے سبتہ پر ابو یحییٰ بن ابوزکریا کو امیر مقرر کیا جو اس کے چچا ابو یحییٰ السید بن الشیخ ابی حفص کا بیٹا تھا پس وہ وہاں اترا۔

ابوعلی بن خلاص کی وفات:......ابوعلی بن خلاص اپنے بیٹے کی وفات پر جو سلطان کے پاس جاتے ہوئے سمندر میں غرق ہو کر مر گیا تھا، عواقب سے پریشان ہو گیا اور اپنے مددگاروں کے ساتھ کشتیوں میں تونس چلا گیا شام کو بجایہ پہنچا اور وہیں ۶۴۶ھ میں اس کی وفات ہوئی اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ وہ اپنی کشتی ہی میں فوت ہوا تھا اور بجایہ میں دفن ہوا۔

المنتصر کی مخالفت میں اہل سبتہ کی بغاوت:......جب امیر ابوزکریا اس کے بعد ۶۴۷ھ میں فوت ہو گیا تو اہل سبتہ نے اس کے بیٹے المنتصر کے خلاف بغاوت کر دی اور ابن الشہید کو نکال باہر کیا اور اس کے ساتھ جو عمال تھے انہیں قتل کر دیا اور دعوت کو مرتضیٰ کی طرف پھیر دیا۔

ابوالقاسم العزفی کا سبتہ پر خود مختار بننا:......اس کا انتظام حجفون الراندی نے سبتہ کے مشائخ کے عظیم الشان لیڈر ابوالقاسم العزفی کے ساتھ سازش کر کے کیا۔ اس نے اپنے باپ ابوالعباس احمد کی گود میں پرورش پائی جو جلالت علم اور دین سے آراستہ تھا کیونکہ اسے اس میں تقدم حاصل تھا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا، پس اہل شہر نے اس کے بیٹے اور اس سے قبل اس کے باپ کے حق کو پہچان کر اس کی رعایت کی وہ بڑے بڑے اہم امور میں اس کی پناہ لیا کرتے تھے۔ اور شوریٰ میں اس کی بات مانتے تھے پس اس نے الراندی کو اس کام پر آمادہ کیا تو اس نے یہ کام کر دیا اور مرتضیٰ نے ابو القاسم العزفی کو سبتہ پر کسی سردار اور موحد کو دیکھے بغیر خود مختار امیر مقرر کر دیا اور وہ اسے سرحد سے بے نیاز کرنے میں کافی ہو گیا۔

اس نے حجفون الراندی کو مغرب میں بحری بیڑوں کی قیادت پر مقرر کیا اور اس کے بیٹے اس سے قیادت کے وارث ہوئے یہاں تک کہ العزفی نے اس کی ریاست کے پہلوؤں پر ان سے مڈبھیڑ کی پس وہ سبتہ سے چلے گئے اور سان میں سے کچھ مالقہ میں ابن الاحمر کے پاس اترے اور کچھ بجایہ میں ابو حفص کے پاس اترے۔ دونوں حکومتوں میں ان کے آثار ان کی ریاست کی گواہی دیتے ہیں اور ابوالقاسم العزفی سبتہ کی ریاست پر خود مختار ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹوں نے یہ ریاست حاصل کی جیسے کہ ہم بیان کریں گے۔

طنجہ:......طنجہ، بقیہ احوال میں سبتہ کا تابع تھا پس ابن الامیر نے ابوالقاسم فقیہ امارت کی پیروی کی پھر اس نے اسی سال اس کے خلاف بغاوت کر دی اور خود مختار بن بیٹھا اس نے ابن ابی حفص کا پھر عباسی کا اور پھر اپنا خطبہ دیا اور سبتہ میں العزفی کے مسلک پر چلا اور وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ بنو مرین پر قابض ہو گئے۔

اس کی گھاٹیوں میں پھیل گئے اور اس کے مقبوضات میں دست درازی کر کے انہیں حاصل کر لیا اور اس کے پہاڑوں اور قلعوں میں اترے اور انہیں فتح کر لیا امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق اور اس کے بعد اس کا بیٹا بھی فوت ہو گئے۔ اس کے بیٹے اور رشتہ دار خواص طنجہ اور اصیلا کی طرف آ گئے اور انہوں نے اس کے میدان کو وطن بنا لیا اور راستوں کو خراب کر دیا اور اس کے باشندوں کو تنگ کیا اور اس اردگرد کو لوٹ لیا۔

ابن الامیر کا ٹیکس پر شرائط لگانا:......ابن الامیر نے ان سے ان کے ٹیکس پر شرط کی کہ وہ اذیت سے باز رہیں اور دارالخلافہ کی حفاظت کریں اور راستوں کو درست کریں پس اس کی ان کے ہاتھ جوڑی ہو گئی اور وہ اپنی ضروریات کے لئے شہر کی طرف آئے پھر انہوں نے سازش کی اور ہلاک پوشیدہ فریب کاری سے ایک دن بغلوں میں اسلحہ دبائے شہر میں داخل ہو گئے اور دھوکے سے ابن الامیر پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا، پس عوام نے اسی وقت ان پر حملہ کر دیا اور وہ ۶۶۵ھ میں ایک ہی جنگ میں قتل ہو گئے۔ وہ اس کے بیٹے کے پاس گئے اور پانچ ماہ وہ اس کے قبضہ میں رہا پھر العزفی اس پر قابض ہو گیا پس اس نے اپنی پیادہ فوجوں کے ساتھ بر و بحر سے اس پر حملہ کر دیا اور اس پر قبضہ کر لیا

ابن الامیر کا بھاگ جانا:......ابن الامیر فرار ہو گیا اور تونس چلا گیا اور المستنصر کے ہاں اترا طنجہ العزفی کی حکومت میں قائم رہا پس اس نے اس کو سنبھالا اور امیر بن گیا اور اپنی طرف سے اس پر والی مقرر کیا اس نے اس کے اشراف میں سرداروں کو شوریٰ میں شریک کیا امیر ابو مالک نے ۶۶۶ھ میں اس کے ساتھ جنگ کی مگر اسے فتح نہ کر سکا اور وہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ سلطان ابو یوسف نے بلاد مغرب کو اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا

اور مراکش کے دارالخلافے پر قابض ہوگیا اور بنی عبدالمؤمن کی حکومت کو مٹا دیا اور وہ یغمراسن کے کنارے کے معاملے سے فارغ ہوگیا۔

طنجہ پر سلطان کا قبضہ: ...... تو اس نے اس کیجانب مضافات کو ساتھ ملانے کا ارادہ کیا پس اس نے اس پر چڑھائی کرنے کی ٹھان لی اور ۶۷۲ھ کے شروع میں طنجہ سے جنگ کی کیونکہ یہ سبتہ سے پہلے کی زمین میں تھا اور کئی روز تک اس نے وہاں قیام کیا پھر اس نے وہاں سے چلے جانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور ان میں اختلاف پیدا ہوگیا اور اس نے ایک فصیل کے تیر اندازوں کو جو بنی مرین کی گھائیوں میں تھے آواز دی تو لوگوں نے جلدی سے اس کی دیواروں پر چڑھ کر اس پر قبضہ کرلیا اور رات بھر اہل شہر سے جنگ کرتے رہے پھر صبح کو بزور قوت اس میں داخل ہوگئے اور سلطان کے منادی نے لوگوں میں اہل شہر کی معافی اور امان کا اعلان کر دیا تو ان کا ڈر جاتا رہا اور وہ طنجہ کے کام سے فارغ ہوگیا پھر اس نے اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو بڑی فوج کے ساتھ سبتہ میں الغزنی کے ساتھ جنگ کرنے اور اسے اطاعت کے بارے میں ذلیل کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے کئی روز تک اس سے جنگ کی پھر اس نے اس شرط پر کہ اس کی حفاظت کی جائے، اطاعت اختیار کرلی اور خود کو ہر سال ٹیکس دینے کا پابند کیا، پس سلطان نے اس کی یہ بات قبول کرلی۔

اور اس کی فوجیں وہاں سے ہٹ گئیں اور وہ اپنے دارالخلافے کی طرف لوٹ آیا اور اس نے سجلماسہ کے فتح کرنے اور بنی عبدالواد کو جو اس پر متغلب تھے ہٹانے کے لئے غور وفکر کیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔

فصل:

سجلماسہ کے دوبارہ فتح ہونے اور بنی عبدالواد اور معقلی عربوں میں سے المنبات کے پاس طاقت کے بل پڑ جانے کے حالات

ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق نے سجلماسہ اور بلاد درعہ پر قبضہ کرلیا تھا اس نے اس پر اور دیگر بلاد قبلہ پر یوسف بن یزکاسن کو امیر مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے مفتاح کو بھی جس کی کنیت ابو حدید تھی، اس کے مشائخ میں اس کی دیکھ بھال کے لئے اتارا تھا۔

مرتضیٰ نے اپنے وزیر ابن عطوش کو ۶۵۴ھ میں فوجوں کے ساتھ اسے واپس لینے کے لئے بھیجا تھا پس امیر ابو یحییٰ نے اس پر حملہ کر کے وہاں سے بھگا دیا اور الٹے پاؤں واپس کر دیا۔ یغمراسن نے ۶۵۵ھ میں جنگ ابی سلیط کے بعد ایک سرحدی خرابی کی وجہ سے جس کے متعلق اسے بتایا گیا تھا اور ایک ناتجربہ کاری کی وجہ سے جس کے کامیاب ہوجانے کی اسے امید تھی، اس کا ارادہ کیا، پس امیر ابو یحییٰ اس سے پہلے یہاں پہنچ گیا اور مالقہ اس سے ورے تھا اور وہ وہاں سے ناکام و نامراد اور محافظوں کو ہتھکڑیاں لگوا کر واپس لوٹ گیا۔

یغمراسن کی وعدہ خلافی: ...... یغمراسن نے ذوی عبیداللہ سے وعدہ خلافی کی اور ان المنبات سے دوستی کرلی یہ اس کے اور اس کی قوم کے اور اس کی دعوت کے مخلص حلیف اور مددگار بن گئے اور سجلماسہ ان کی جولانگاہوں میں شامل تھا اور ان کے مسافروں اور چراگاہوں کے ڈھونڈتے ان کی معروف اطاعت کی جاتی تھی اور جب علی بن عمر مر گیا تو انہوں نے اس پر قبضہ کرنے کے لئے یغمرسن کو ترجیح دی انہوں نے اہل شہر کو اس کی فرمانبرداری پر آمادہ کیا اور اس سے گفتگو کی اور اسے بلایا پس اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ آ کر اس پر قبضہ کرلیا اور محمد بن زکراز بن یندوکس کی اولاد سے عبدالملک بن محمد بن علی بن قاسم بن درع کو اس کا امیر مقرر کیا جو اپنے باپ کی ماں، یغمراسن کی بہن بن حمامہ بھی تھا اور اس نے ان دونوں کے ساتھ اپنے بیٹے امیر ابو یحییٰ کو بھی شاہانہ علامت کے قیام کے لئے اتارا پھر اس نے دوسرے سال اسے اس کے بھائی پر فتح دلائی اور ہر سال اس کا یہی حال ہوتا تھا۔

بلاد مغرب کی سلطان ابو یوسف کے ہاتھوں فتح: ...... جب سلطان ابو یوسف نے بلاد مغرب کو فتح کیا اور اس کے امصار اور پہاڑ اس کی اطاعت میں شامل ہوگئے اور اس نے بنی عبدالمؤمن کو ان دارالخلافہ پر قابض کرا دیا اور ان کی علامت کو مٹا دیا اور طنجہ فتح ہوگیا اور سبتہ نے فرمانبرداری

کر لی جو کنارے اور مغرب کی سرحد کی طرف جانے کے لیے بندرگاہ ہے تو اسے بلاد قبلہ کا خیال آیا تو اس نے سجلماسہ پر متغلب بنی عبدالواد سے سجلماسہ کو حاصل کرنے ان کی دعوت کی بجائے اس میں اپنی دعوت دینے کا ارادہ کیا پس اس نے رجب ۶۷۲ھ میں فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کر کے اس سے جنگ کی۔ وہ اہل مغرب کے سب باشندوں زناتہ، عرب، بربر اور تمام فوجوں کو جمع کر کے وہاں لے گیا اور اس پر آلات حصار، مجانیق وغیرہ اور لوہے کے گولے پھینکنے والے آلات نصب کر دیئے۔

اور وہ ایک سال تک وہاں صبح وشام قتال کرتے ٹھہرا رہا کہ ایک روز اچانک منجنیق کے پتھروں سے دیوار کا ایک حصہ گر گیا اور وہ نہایت سرعت کے ساتھ اس سوراخ سے صفر ۶۷۳ھ میں طاقت کے بل بوتے پر شہر میں داخل ہو گئے اور انہوں نے جانبازوں اور محافظوں اور امیر ابو یحییٰ نے اگرچہ یوسف بن یزکاسن کو اس کا امیر مقرر کیا تھا۔

یحییٰ بن مندیل کی امارت: ...... اس نے اس کی امارت کے ڈیڑھ سال بعد بنی عسکر جو محمد بن وطیس کے نسب کے ہمسر ہیں، کے سردار یحییٰ بن مندیل کو اس کا امیر مقرر کیا پھر دو ماہ بعد حکومت کے پروردہ بنی یرسان میں سے محمد بن عمران ابن عبلہ کو امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ ابو طالب حبشی کو ٹیکس جمع کرنے پر عامل مقرر کیا اور ابو یحییٰ القطرانی کی نگرانی اور ان کی قیادت پر قبضہ کرنے کے لئے وہاں فوج کا میگزین بنایا۔

وہ اس حالت میں ۷۰۲ھ تک قائم رہے اور جب امیر ابو یحییٰ فوت ہو گیا اور سلطان ابو یوسف یغمراسن کے ساتھ جنگ کرنے اور مراکش سے مقابلہ کرنے میں مصروف ہو گیا تو القطرانی کو وہاں خود مختار بن جانے کا خیال آیا اور اس نے اس بارے میں بعض اہل فتن کے ساتھ سازش کی اور یوسف بن الغزی نے اس کی مدد کی اور انہوں نے شہر کے شیخ الجماعۃ عمار الورندغزانی پر اچانک حملہ کر دیا۔

القطرانی کی خود مختاری اور اس کا قتل: ...... اور انہوں نے عمد بن عمران بن عبلہ کے قتل کی سازش بھی کی، پس وہ نکل کر سلطان کے پاس چلا گیا اور القطرانی وہاں خود مختار بن گیا پھر اہل شہر نے ۶۵۸ھ میں اس کی خود مختاری کے ڈیڑھ سال بعد اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور مراکش کے خلیفہ مرتضیٰ کی بیعت کر لی اور اس میں قاضی بن حجاج اور علی بن عمر نے بڑا کردار ادا کیا پس مرتضیٰ نے اسے وہاں کا امیر مقرر کر دیا اور ۶۶۰ھ میں بنی مرین کی فوجوں اور سلطان ابو یوسف نے ان سے جنگ کی اور وہاں آلات حصار نصب کیے اور اسے جلا دیا وہ مضبوط ہو گئے اور وہ ان کو چھوڑ کر چلا گیا علی بن عمر اپنی امارت پر تین سال تک قائم رہا پھر فوت ہو گیا اور جب سے امیر یغمراسن بن زیان نے موحدین کو تلمسان اور مغرب اوسط پر غالب کروایا تھا وہ اس کے مقبوضات میں شامل ہو گیا تھا تو معقلی عربوں میں سے المنبات کا قبیلہ جو منصور کے رشتہ داروں میں سے تھا اس کے پاس آ گیا تھا کیونکہ معقل کی جولانگاہیں صحرا میں بنی یادین کی جولانگاہوں کے قریب تھیں اور جب یغمراسن نے بنی عامر کو مصاب کی جولانگاہوں سے جو بلاد بنی یزید میں تھیں بلایا تھا تو وہاں سے کوچ کر گئے تھے پس انہوں نے معقل کو بلاد فیکیک کی جولانگاہوں سے دھکیل دیا اور ملویہ اور اس کے ماوراء بلاد تجلماسہ تک ان کے اردگرد پہنچ گئے سو وہ ان کی جولانگاہوں پر قابض ہو گئے۔ اور شہادت کامیابی کا راستہ تھا اور اس میں ان کا رکنا ایسے ہی تھا جیسے گرم پتھر اور کفر کی را کھی میں ناخن اور چکی کے درمیان ٹھہرنا ہو کیونکہ ان کے پڑوس میں ان کی بہت سی قومیں تھیں اور انہوں نے ان کو تمام اطراف سے گھیرا ہوا تھا۔ اور سمندر ان کے اور ان کے مسلمان بھائیوں میں رکاوٹ تھا کیونکہ وہ اپنی قوم اور اپنے اہل دین سے منقطع تھے اور ان کی مدد سے دور تھے　　اس نے اس بارے میں کبار تابعین اور عرب سرداروں سے مشورہ کیا اور انہوں نے اسے رائے دی اور اگر موت اسے نہ روکتی تو اس نے اس رائے پر عمل کرنے کا عزم کر لیا تھا جس میں اسلام کو اپنے پڑوسی کفار پر قریش، مضر اور یمن کے عربوں کی طویل حکومت سے غلبہ حاصل ہوتا اور انہیں وہاں بنی امیہ کے دور میں وہ مشہور غلبہ حاصل ہوا جو تین سو سال یا اس کے قریب قریب زمانے سے دونوں کناروں پر اپنے پر پھیلائے ہوئے ہے۔

سمندر پار عربوں کی حکومت کا خاتمہ: ...... یہاں تک کہ چوتھی صدی ہجری میں وہاں ابتری پھیل گئی اور سمندر پار عربوں کی حکومت کے مٹنے سے مسلمانوں کا غلبہ ختم ہو گیا اور مغرب میں بربری طاقت ور ہو گئے اور ان کی شان میں اضافہ ہو گیا، مرابطین کی حکومت آ گئی تو اس نے مغرب میں اتحاد اسلام کی خلیج کو توڑ دیا اور سنت پر عمل کیا اور جہاد کی طرف دیکھا اور ماوراء البحر سے ان کے بھائیوں نے انہیں اپنی مدد کے لئے بلایا تو وہ ان کے پاس گئے انہوں نے دشمن کے ساتھ جہاد میں شاندار کارنامے دکھائے اور طاغیہ اور فوش پر یوم الزلاقہ وغیرہ کے روز حملہ کر دیا اور قلعوں کو فتح کیا اور

دوسرے قلعوں کو واپس لیا اور انہوں نے ملوک الطوائف کو اتارا اور دونوں کناروں کو متحد کیا اور ان کے بعد موحدین ان کے اچھے راستوں پر چلتے ہوئے آئے اور انہوں نے جہاد میں کارنامے دکھائے یعقوب بن منصور کی ہلاکت کے دن انہوں نے طاغیہ سے جنگ کی۔

موحدین میں اختلافات:..... یہاں تک کہ موحدین کے غلبے کا خاتمہ ہو گیا اور ان میں اختلاف ہو گیا اور بنی عبدالمؤمن کے سرداروں نے اندلس کے امراء کے ساتھ امارت کے بارے میں جھگڑا کیا اور خلافت پر جنگ کی اور طاغیہ سے کمک طلب کی اور اسے غلبہ کے لالچ میں مسلمانوں کے بہت سے قلعوں پر کامیاب کروادیا پس اہل اندلس کو اپنی جانوں کے متعلق خوف لاحق ہو گیا اور انہوں نے انہیں نکال دیا اور مرسیہ اور مشرق اندلس میں ابن ہود نے اس کام کو سنبھالا اور اس کے بقیہ اطراف میں اپنی دعوت کو عام کیا اور ان میں عباسی دعوت کا قائم کو قتل کر دیا اور بچوں کو قیدی بنالیا دونوں سالار عبدالملک بن حتینہ اور یغمر اسن بن حمامہ اور ان کے بنو عبدالواد کے ساتھی اور المنباط کے امراء مارے گئے اور سلطان ابو یوسف نے مکمل طور پر بلاد مغرب کو فتح کر لیا اور اس کی اطراف میں اس کی اطاعت ہونے لگی پس اس میں کوئی معقلی ایسا نہ رہا جو اس کی دعوت کا تابعدار نہ ہو اور نہ کوئی ایسی جماعت رہی جو اس کی جماعت کے سوا کسی اور پارٹی کے پاس جاتی ہو اور نہ کوئی امید رہی جو اس کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ ہوتی ہو اور جب اس کی امارت وحکومت کی تنظیم وترتیب اللہ کے فضل واحسان سے مکمل ہو گئی تو اس نے اللہ کی اطاعت میں اس کے دشمنوں سے جہاد کرنے اور سمندر سے دور کے کمزور بندوں کو بچانے کے لئے جنگ کی طرف توجہ پھیر دی جسے ہم بیان کریں گے۔

جب وہ ہی تجلماسہ سے لوٹا تو اس نے مراکش جانے کا ارادہ کیا جہاں سے وہ آیا تھا پھر وہ سلا گیا اور کئی روز تک وہاں ٹھہرا اور اس کے حالات اور اس کی سرحدوں کی حفاظت کے معاملات پر غور کیا اور اسے حاکم سبتہ ابوالقاسم الغزنی کے ساتھی ابو طالب کے فاس جانے کی اطلاع ملی تو وہ جلدی سے اپنے دارالخلافہ میں پہنچا۔ اور اسے خوش آمدید کہا وہ اپنے ساتھیوں کو اس کے حسن سلوک سے پر کر کے اس کا شکریے میں رطب اللسان ہو کر اپنے باپ کے پاس آیا پھر وہ اپنے بیٹے کے بھیجنے کے کام میں مشغول ہو گیا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

فصل:

جہاد اور سلطان ابو یوسف کے عیسائیوں پر قابو پالینے اور ان کے سردار ذننہ کے ہلاک ہونے کے واقعات

اندلس کا کنارہ پہلی فتح سے لے کر مسلمانوں کی سرحد تھی جس میں ان کا جہاد، پڑاؤ کا خاتمہ ہو گیا اور (ابن الاحمر کی طاغیہ سے صلح) ابن الاحمر مغربی اندلس میں تنہا رہ گیا اور الفرنیتر اور اس کے اردگرد کے وسیع علاقوں کی ممانعت کی وجہ سے اس کا دائرہ تنگ ہو گیا اس نے دیکھا کہ قلیل تعداد اور کمزور قوت سے اس کا تمسک کرنا اس کی حکومت کو کمزور کر دے گا اور اس کا دشمن اس کے لالچ کرے گا پس اس نے تمام علاقوں سے دست بردار ہونے کی شرط پر طاغیہ سے صلح کی اور مسلمان ساحل سمندر کی سخت زمینوں میں اپنے دشمن سے بچنے کے لئے چلے گئے۔ اس نے اس کی مہمانی کے لئے غرناطہ شہر کا انتخاب کیا رہائش کے لیے الحمراء کا قلعہ بنایا جیسا کہ ہم نے اس جگہ پر اس کی تفصیل بیان کی ہے۔

اس دوران میں اس کا فریادی ہمیشہ ہی ماوراء البحر کے مسلمانوں کو پکارتا رہا اور اہل اندلس کے سردار اعانت اور دین کی مدد اور بیویوں اور بچوں کو دشمن کی کچلیوں سے بچانے کے لئے امیر المسلمین ابو یوسف کے پاس آتے رہے اور وہ موحدین اور پھر یغمر اسن کے ساتھ رسہ کشی کی وجہ سے کوئی پناہ نہ پاتا تھا۔ پھر وہ بلاد مغرب کے فتح کرنے اور اس کی اطراف پر قبضہ کرنے میں مصروف ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن الاحمر بنو الشیخ اور ابو دبوس کے نام سے معروف تھا فوت ہو گیا یہ دولقب اسے اس وقت ملے جب امیر المؤمنین نے مغرب کی فتح کو مکمل کر لیا اور ۱۷۶ھ میں اپنے دشمن کے بارے میں فارغ ہو گیا۔

سلطان یعقوب کے خلاف بغاوت:......اس کے علاوہ بنی مرین جہاد کو ترجیح دیتے تھے اور ان کے دلوں میں اس کی طرف میلان پایا جاتا تھا۔ جب بنو ادریس بن عبدالحق نے وحشت محسوس کی تو انہوں نے ۶۷۱ھ میں سلطان یعقوب بن عبدالحق کے خلاف بغاوت کی اور اس نے ان کی رضامندی حاصل کی اور ان سے صلح کی اور ان میں سے بہت سے آدمی جنگ کے لیے اور اندلس میں مسلمانوں کی مدد کے لیے سمندر پار کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور ان کے پاس بنی مرین کے رضا کاروں کا بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا جو تین ہزار یا اس سے زیادہ غازیوں پر مشتمل تھا اور سلطان نے عامر بن ادریس کو اس لشکر کا سالار مقرر کیا۔ اندلس پہنچے اور انہوں نے دشمن کو ہلاک کرنے کے بارے میں بہت کارنامے دکھائے۔

ابن الاحمر کا اپنے فرزند کو بنانا:......ابن الاحمر نے اپنے بیٹے محمد کو اپنے بعد امیر بنایا جو اپنے باپ کے زمانے کیا اور بغداد میں ان سے گفتگو کی جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں اپنی جگہ پر تفصیل سے بیان کیا ہے پھر ابن ہود دوری کی وجہ سے اور اسے حاصل کرنے والی جماعت کے کھو دینے کی وجہ سے غربیہ کے علاقے میں ٹھہر گیا اور اس کی حکومت مستحکم نہ تھی۔

طاغیہ کی اندلس پر چڑھائی:......طاغیہ نے چاروں اطراف سے اندلس پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں میں بکثرت اختلاف ہو گیا اور بنو عبدالمومن اس مصیبت میں مشغول ہو گئے جو زناتہ کے بنی مرین کی طرف سے ان پر نازل ہوئی تھی محمد بن یوسف بن الاحمر غربیہ کے معاملے کے بارے میں کافی ہو گیا اور اس نے اس کے قلعے اور جولہ پر حملہ کر دیا وہ بڑا بہادر سردار اور جنگوں میں ثابت قدم رہنے والا تھا تو اس نے ابن ہود کے ہاتھ سے یکے بعد دیگرے اندلس کے مضافات کو کشاکش کرتے ہوئے چھین لیا یہاں تک کہ ۶۳۵ھ میں ابن ہود ہلاک ہو گیا اور اس دوران دشمن نے ہر جانب سے جزیرہ اندلس پر حملہ کر دیا اور ابن ہود نے اسے وافر جزیہ دیا جس کی مقدار ہر سال چار لاکھ دینار تھی وہ اس کی خاطر مسلمانوں کے دو قلعوں سے دست بردار ہو گیا۔

ابن الاحمر ڈرا کہ وہ طاغیہ کے ساتھ اس پر سختی کرے گا تو وہ اس کی طرف مائل ہو گیا اور اس کی جماعت میں شامل ہو گیا اور اس کے مددگاروں میں اشبیلیہ کے ساتھ جنگ کرنے کو گیا تا کہ اس کے باشندوں کو قتل کرے اور جب امیر ابوزکریا فوت ہو گیا تو اس نے دعوت حفصی چھوڑ دی اور خود مختار بن بیٹھا اور امیر المومنین کا نام اختیار کر لیا مشرق میں ابن ہود اور ابن مردنیش کی اولاد نے اس سے جھگڑا کیا اور اسے امر حکومت نے الفرنتیرہ کے بلاد سے طاغیہ کے لئے آنے پر رضامند کیا تو وہ اس تمام علاقے میں اترا اور یہ سال ۶۰۰ھ کی تھوڑی سی مدت تھی جس میں مسلمانوں کی سرحدیں ضائع ہو گئیں اور ان کا مال لوٹ لیا گیا اور دشمن ان کے بلاد اور اموال کو جنگوں میں لوٹ کے لئے اور صلح مدارات اور خراج کے لئے نکل گیا۔ اور اس کے شہروں اور دار الخلافوں پر شیاطین کفر کا قبضہ ہو گیا۔

قرطبہ پر ابن اوفوش کا قابض ہونا:......ابن اوفوش نے ۶۴۶ھ میں قرطبہ پر قابض ہو گیا اور ۶۴۷ھ میں شلونہ اور بلنسیہ کے شہر اور ان کے درمیان لاتعداد قلعوں اور پہاڑوں پر قبضہ کر لیا اور مشرق میں باغیوں کی حکومت کا قصر اعجاز میں بیس بحری بیڑوں کے ساتھ جاملا اور وہ فوج کو لے گئے۔

دار الحرب پر حملہ:......وہ طریف میں اترا اور تین دن آرام کیا اور دار الحرب میں گھس کر دور تک چلا گیا اور اس کی سرحدوں اور میدانوں پر حملے کئے اور ان کے ہاتھ غنائم سے بھر گئے اور انہوں نے خوب قتل وقتال کیا اور قیدی بنائے اور آبادیوں اور آثار کو تباہ کیا یہاں تک کہ وہ شریس کے میدان میں اترا تو اس کے محافظوں نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور وہ شہر دل میں گھس گئے وہ وہاں سے الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا اور ان کے ہاتھ اموال سے اور ان کے تھیلے قیدیوں سے اور ان سواریاں گھوڑوں اور ہتھیاروں سے بھرپور تھیں اہل اندلس نے دیکھا کہ انہوں نے عام العقاب پر حملہ کر دیا ہے اور اس کے بعد کفار نے زبردست اطاعت اختیار کر لی اور امیر المومنین کو بھی خبر پہنچ گئی تو اس نے بنفس نفیس جنگ کا عزم کر لیا۔ وہ اپنے ملک کی سرحدوں کے بارے میں یغمراسن کے جنگی ظالموں سے ڈر گیا۔

''اسلام کا متحد ہونا'':......پس اس نے اپنے پوتے تاشفین بن عبدالواحد کو بنی مرین کے ایک وفد کے ساتھ یغمراسن کے ساتھ مصالحت کرنے اور کار جہاد کے قیام کے لیے مسلمانوں کے درمیان جنگ کے ہتھیار پھینکنے اور صلح واتفاق کی طرف رجوع کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کی اور اس قوم کی آمد کی پذیرائی کی اور الفت وقبولیت کی طرف جلدی کی اس نے بنی عبدالواد کے مشائخ کو صلح کے طے کرنے کے لیے سلطان کے پاس بھیجا اور ان کے ساتھ ایلچی اور قیمتی تحائف بھیجے اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو متحد کر دیا اور امیر المومنین کی طرف سے اس صلح کو بڑی اہمیت دی گئی کیونکہ اس کے دل

میں جہاد کی طرف اور اچھے اعمال کو ترجیح دینے اور صدقات دینے کی طرف میلان پایا جاتا تھا اور اللہ نے اسے جو فراغت دی تھی وہ اس پر اس کا شکریہ ادا کرتا تھا۔

پھر اس نے تمام لوگوں اور قبائل کو اکٹھا کیا اور مسلمانوں کو دعوت جہاد دی اور اس بارے میں تمام اہل مغرب یعنی زناتہ، عربوں، موحدین، مصامدہ ،صنہاجہ، غمارہ اور بہ، مکناسہ تمام قبائل برابرہ اور تنخواہ دار اور رضا کار باشندگان مغرب کو خطاب کیا اور انہیں للکارا اور سمندر کو پار کیا اور طریف کے میدان میں اترا اور جب سلطان ابن الاحمر نے اس سے مدد طلب کی تھی اور اس نے مشائخ اندلس کو اس کے پاس بھیجا تھا تو اس نے اس پر میں علم کے حصول کی وجہ سے فقیہہ کے نام سے مشہور تھا اس نے اسے وصیت کی کہ وہ امیر المسلمین کے کڑے کو مضبوطی سے تھامے رہے، اس کی حفاظت کرے اور اسے اپنے آپ اور مسلمانوں سے مقدم کرے۔

جب طاغیہ نے حملہ کیا تو اس نے اپنے باپ کو دفن کرنے میں جلدی کی اور اندلس کے تمام مشائخ کو اس کے پاس بھیجا ان کا وفد اسے سجلماسہ کی فتح سے واپس آتے وقت لایا جو مغرب سرحدوں کی آخری فتح اور غلبے کی پناہ اور حکومت کی باگ ڈور تھا اور انہوں نے اطاعت کے لیے جلدی کی اور اسے دشمن کے مسلمانوں پر حملہ کرنے اور انہیں دبانے کی خبر کی اطلاع دی تو اس نے ان کے وفد اور رؤسا کو خوش آمدید کہا اور اللہ کے داعی کو جواب دینے اور جنت کو اختیار کرنے میں جلدی کی اور امیر المؤمنین اپنی امارت کے آغاز سے ہی جہاد کے اعمال کو ترجیح دینے والا اور انہیں پسند کرنے والا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنی دوسری امیدوں پر بھی اسے ترجیح دی اور اپنے امیر ابو یحییٰ کے زمانے میں اندلس سے جنگ کرنے کا عزم کیا اور جب انہوں نے ۶۴۳ھ میں مکناسہ پر قبضہ کیا تو انہوں نے اس سے اس بارے میں اجازت طلب کی مگر اس نے اسے اجازت نہ دی اور وہ اپنے خواص، اوارب اور اپنے خاندان کی اطاعت کنندوں کے ساتھ جنگ کو چلا گیا اور امیر ابو یحییٰ نے حاکم سبتہ کو ابی علی بن خلاص کے عہد کے متعلق اشارہ کیا کہ وہ اسے جانے سے روکے اور اس کی روانگی کے ذرائع کو منقطع کردے۔

جب وہ قصر الجواز تک پہنچا تو اس کے دوست یعقوب بن ہرون الجزی نے اس کے ارادے کو بدل دیا اور اس کے ساتھ جہاد کا وعدہ کیا کہ وہ مسلمانوں کو جمع کرنے کے لئے امیر بن کر دشمن پر غالب ہوگا اور اس کے دل میں اس سے بے رغبتی اور اس کی طرف میلان پایا جاتا تھا، پس جب وہ وفد اس کے پاس آیا تو انہوں نے اس کے ارادوں کو بیدار کیا۔

اور اس کے ارادے کی تعریف کی تو اس نے فوجوں کو جمع کرنا شروع کیا اور لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور شوال ۶۷۳ھ میں فاس سے طنجہ کی بندرگاہ کی جانب گیا اور اپنی قوم کے پانچ ہزار آدمیوں کو تیار کیا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور انہیں بے شمار عطیات دیئے اور اپنے بیٹے مندیل کو ان کا سردار مقرر کیا اور اسے جھنڈا اعطا کیا اور حاکم سبتہ الفرفی سے ان کے جانے کے لیے کشتیاں طلب کیں سو وہ اسے شرط عائد کی تھی کہ وہ اس کی فوجوں کے اترنے کے لیے بندرگاہ کے ساحل پر بعض سرحدوں سے دستبردار ہو جائے گا پس وہ رندہ اور طریف سے دست بردار ہو گیا اور جب وہ طنجہ میں اترا تو ابن ہشام نے جو جزیرہ خضراء میں گھومتا پھرتا تھا اس کے پاس آنے میں جلدی کی اور سمندر پار کر کے اس کے پاس پہنچا اور طنجہ کے باہر اسے ملا اور اس کی فرمانبرداری اختیار کر لی اور اپنے ملک کا انتظام سپرد کر دیا۔

ابواسحٰق اور اشقیلولہ کا بیٹا:..... رئیس ابو محمد بن اشقیلولہ اور اسکا بھائی ابواسحٰق جو سلطان ابن الاحمر کا رشتہ دار تھا وہ بھی اس کا تابع اور اس کا مددگار تھا ان دونوں کے باپ ابوالحسن نے ابن ہود کے خلاف بغاوت کرنے اور ابن الباجی پر قاتلانہ حملہ کرنے کے بارے میں اہل اشبیلیہ کے ساتھ سازش میں بڑا کردار ادا کیا تھا اور جب اس کی حکومت میں اس کا قدم جم گیا اور باغی اس کے معاملے پر غالب آ گئے تو ان کے حالات بگڑ گئے حالانکہ اس سے قبل اس نے محمد کو مقالہ اور ابواسحٰق کو وادی آش کا حاکم مقرر کیا تھا پس ابو محمد بن اشقیلولہ مالقہ میں مضبوط ہو گیا اور اس نے اسے مختص کر لیا حالانکہ وہ قوم کے لحاظ سے جماعت اور رشتہ دار تھے۔

جب ابو محمد کو پتہ چلا کہ سلطان یعقوب بن عبدالخالق کی اجازت اہل مالقہ کا وفد اس کے پاس اپنی بیعت اور فریادرس کے ساتھ آیا ہے تو وہ سلطان کی دوستی کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے مخلصانہ طور پر اس کی خیر خواہی کی اور جب سلطان طریف کی جانب اترا تو اس کی فوجوں جزیرہ اور طریف کے

درمیان کے میدان کو بھر دیا اور سلطان ابن الاحمر یعنی فقیہہ ابومحمد بن الشیخ ابی دبوس حاکم غرناطہ اور رئیس ابومحمد بن اشقیلولہ حاکم مالقہ اور غربیہ کے درمیان سلطان سے ملاقات کرنے کے لیے مسابقت شروع ہوگئی اور وہ اسے خوش آمدید کہنے اور اس کی فرمانبرداری کے بارے میں لڑنے لگے پس اس نے دونوں سے امور جہاد کے بارے میں گفتگو کی اور ان دونوں کو اسی وقت ان شہروں کی طرف واپس بھجوا دیا۔

ابن الاحمر کی ناراضگی: ......اور ابن الاحمر ایک اندیشے کے باعث جس نے اسے غصہ دلا دیا تھا، ناراض ہوکر واپس لوٹا اور جلدی سے الفرتیرہ کی جانب گیا اور اس نے اپنے بیٹے امیر ابویعقوب کو اپنی فوج کے پانچ ہزار جوانوں پر سالار مقرر کیا اور اس نے اپنے دستوں کو میدانوں اور پہاڑوں کے درمیان کھیتوں کے تباہ کرنے اور آبادی کے برباد کرنے اور اموال کو لوٹنے اور جانبازوں کو قتل کرنے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانے کے لئے بھیجا، یہانتک کہ وہ المدور اور تالسہ اور دیدہ تک پہنچ گیا وہ بلمہ کے قلعے میں بزورقوت داخل ہوگیا اور باقی جو قلعے اس کے راستے میں آئے اس نے ان نشانات کو مٹا دیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا۔ اور واپس آ گیا اور زمین قیدیوں سے بھر گئی یہانتک کہ وہ رات کے پچھلے پہر دارالحرب کی سرحد شنج میں آرام کے لیے اترا۔

''دشمن کے تعاقب کی خبر'': ......قاصد نے آ کر اطلاع دی کہ دشمن اپنے قیدیوں کو آزاد کرانے اور اپنے اموال کو واپس لینے کے لیے اس کا پیچھا کر رہا ہے اور رومی لیڈر اور ان کا عظیم سردار ذننہ ان کی جستجو میں بلاد نصرانیہ کی اقوام کے بالغ جوانوں کے ساتھ نکلا ہے پس سلطان نے غنائم کو اس کے سامنے پیش کیا اور ایک ہزار سواروں کو اس کے آگے بھیجا اور وہ ان کے پیچھے پیچھے چلا اور جب پیچھے سے دشمن کے جھنڈے قریب ہوئے تو وہ جرار لشکر تھا اور اس نے بھی میدان جنگ کو منظم و مرتب کیا اور زنانہ نے بھی اپنی عقول و عزائم پر نظرثانی کی اور ان کے ارادوں میں حرکت پیدا ہوئی اور انہوں نے اپنی رب کی اطاعت اور دین کے دفاع میں بڑی بہادری دکھائی یہانتک کہ فتح کی ہوا چلی اور اللہ کا امر غالب آ گیا اور نصرانیوں کی فوج بکھر گئی اور عظیم سردار ذننہ اور کفار کی بہت سی فوج ماری گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمانوں کا قیدی بنا دیا اور ان میں مسلسل قتال جاری رہا اور معرکہ کے مقتولوں کی تعداد شمار میں چھ ہزار تھی اور مسلمانوں میں تیس سے زیادہ آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نے شہادت سے سرفراز فرمایا اور اللہ نے اپنے گروہ کو فتح عطا فرمائی اور اپنے مددگاروں کو عزت دی اور اپنے دین کی مدد کی ازلمت کے اس حامی گروہ سے دشمن پر وہ کچھ ظاہر ہوا جس کا اسے خیال بھی نہ تھا۔

امیر المسلمین کی جنگ سے واپسی: ......اور امیر المسلمین اپنی جنگ سے اسی سال ربیع الاول کے نصف میں الجزیرہ کی طرف واپس آ گئے اور انہوں نے کتاب وسنت کے مطابق بیت المال کیلئے خمس لینے کے بعد تاکہ وہ اسے اس کے مصارف میں خرچ کر سکے موحدین میں غنائم اور دشمن سے حاصل ہونے والے قیدیوں اور گھوڑوں کو تقسیم کیا۔ کہتے ہیں کہ اس جنگ میں غنائم کی مقدار ایک لاکھ چوبیس ہزار گائے، سات ہزار آٹھ سوتیس قیدی چودہ ہزار چھ سو گھوڑے اور لاتعداد بکریاں تھیں جنکا کثرت کے باعث شمار نہیں کیا جاسکتا تھا ان کا خیال میں الجزیرہ میں ایک درھم میں بکری فروخت ہوتی تھی اور ہتھیاروں کا بھی یہی حال تھا اور امیر المسلمین نے الجزیرہ میں چند روز قیام کیا پس جنگ کرتے ہوئے اشبیلہ چلے گئے اور اس کے وسط میں گھس کر اس کے نواح واقطار کو تکاش کیا۔

اور اس کی جہات اور آبادی میں خوب قتل عام اور لوٹ مار کر کے شریف کی طرف چلے گئے اور اسے فساد اور لوٹ ماری کا مزہ چکھا کر جنگ کے دو ماہ بعد الجزیرہ کو واپس آ گئے اور اپنے فوج کے اترنے کیلئے املیت سے الگ شہر کے کنارے کی گزرگاہ کے دہانے پر ایک جگہ کی حدبندی کری تاکہ انہیں فوج سے نقصان نہ پہنچے پس انہوں نے مشہور شہر کی تعمیر کیلئے نبیہ میں جگہ دی اور اسے اپنے قبائل اعتماد رشتہ داروں کی نگرانی میں دے دیا اور امیر المسلمین خود رجب ۶۷۴ھ میں سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلے گئے اور ماوراء البحر کے علاقے میں چھ ماہ تک رہ کر قصر معمورہ میں اترے اور بلاد غمارہ کی طرف جانے والی بندرگاہ بادس پر فصیل بنانے کا حکم دیا اور بنی وسناف بن محیو کے سردار ابراہیم بن عیسیٰ نے اس کام کی ذمہ داری لی پھر امیر فاس کی طرف کوچ کر گئے شعبان المعظم میں اسمیں داخل ہو گئے اور اپنی حکومت اور اپنے مددگاروں کو اترنے کیلئے جدید شہر کی حدبندی کرنے اور مغرب سے اس پر باغی اتارنے کے حالات کے بارے میں غور فکر کرنے لگے جیسا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔

فصل:

فاس میں جدید شہر کی حد بندی کرنے کے حالات اور اس کی بقیہ واقعات

جب سلطان امیر المسلمین اپنی جہادی جنگوں سے واپس آیا اور اس کے ہاتھوں پر غلبہ اسلام کا انہی احسان پورا ہوا اور اس کی واپسی سے اہل اندلس کو قوت حاصل ہوئی تو وہ مغرب کی طرف ایک اور احسان کی تکمیل کے لئے چلے گئے جو اس کے دوستوں کے غلبے اور اس کی حکومت سے عناد کے اسباب کو ختم کرنے سے تعلق رکھتا تھا جو سعادت اور بھلائی کا جامع تھا واقعہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ جب بچے کھچے بنی عبدالمؤمن اور ان کی جماعت فتح کے موقع پر مراکش سے بھاگ کر جبل تیمال میں چلے گئے جو ان کی امارت و دعوت کا اصل ان کے خلفاء کا مدفن، اھل کے اسلاف کا دار الخلافہ اور ان کے امام کا گھر اور ان کے مہدی کا سجت تھا خیال وہ اچھا شگون لینے اور اس کی زیارت سے برکت حاصل کرنے کیلئے بیٹھتے تھے۔

اور ایک بستی میں جو ان کے مضافات سے آگے تھی اپنے غزوات سے پہلے وہاں آتے تھے جسے وہ اپنا بہترین میگزین تصور کرتے تھے پس جب جماعت ان کے پاس آئی تو اس بستی کے پہاڑ میں قلعہ بند ہو گئے اور اس کی کشتی میں پناہ لی اور انہوں نے اپنی امارت کے قیام کیلئے خلفائے بنی عبد المؤمن میں سے ایک شریف الاصل کو جو کمزور یادداشت والا اور بدنصیب تھا، امیر مقرر فرمایا اور وہ مرتضیٰ کا بھائی اسحاق تھا اور انہوں نے ۶۶۹ھ میں اس کے حکومت ملنے کی امید پر بیعت کی اور انہیں ان کے حکومت کے وزیر ابن عصواش نے بڑا پارٹ ادا کیا۔

اور جب سلطان ابویعقوب بن عبدالحق نے محمد بن علی بن محلی کو مراکش کے مضافات پر امیر مقرر کیا تو اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے اور لوگوں کو ان سے الگ کرنے اور ان کے مددگاروں کی مہربانی چاہنے کیلئے کوئی عملی اقدام نہ کیا اور ۶۷۴ھ میں وہ اچانک اس کے پاس چلے گئے تو اس نے اس پر حملہ کر دیا اور ان تیزی سے شکست کھا گیا پھر اسی سال ربیع الاول کے مہینے میں جبل کو چلا گیا اور اس کی دوشیزگی اور مہر کو توڑ کر طویل جنگ کے بعد بزور قوت ان پر غالب آ گیا۔

ابن عطوش کی ہلاکت:...... اس جنگ میں وزیر ابن عطوش ہلاک ہو گیا اور اس کے کمزور خلیفہ اور اس کے عم زاد ابوسعید السید ابی الربیع اور ان کیساتھ جو مددگار تھے انہیں گرفتار کر کے مراکش کے باب الشریعہ میں ان کے مقتل میں لایا گیا اور انہیں مقتل کر کے ان کے اعضاء کو صلیب کر دیا گیا اور ان مقتولین میں سے اسکا کاتب "القبائلی" اور اس کے اولاد بھی شامل تھے۔ فوجوں نے جبل تینمال میں فساد برپا کیا اور اس کے اموال کو لوٹ لیا اور خلفائے بنی عبدالمؤمن کی قبروں کو اکھاڑا اور یوسف اور ان کے بیٹے یعقوب کی نعشوں کو قبر سے نکال کر ان کے سر کاٹے گئے۔

اور اس کام میں ابوعلی ملیانی نے بڑا پارٹ ادا کیا جو کہ ملیانہ (جو کہ حسین عورتوں کا گھونسلہ اور اس کے کھیل کود کا موطن تھا) سلطان ابو یوسف کے پاس آیا تھا جیسا کہ ہم اس کی تفصیل ہم سے بیان کر چکے ہیں سلطان نے اس کی آمد کے اکرام میں بلاد اغوات جاگیر میں دے دیئے تھے۔ پس وہ بھی فوجوں کیساتھ اس جنگ میں شامل ہوا اور اس نے دیکھا کہ اس نے ان لوگوں کو ان کی قبروں سے نکال کر اور ان کے اعضاء کو برباد کر کے اپنے دل کو راحت پہنچائی ہے۔ کیونکہ موحدین نے اسے سزا دی تھی۔

جبل وانشریس پر عثمان بن یغمراسن کا حملہ:...... اس دوران عثمان بن یغمراسن بن توجین کے ایک ایک قبیلے سے دوستی کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے جبل وانشریس پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور موسیٰ بن زوادہ اس کے آگے آگے لمدیہ کے نواح کی طرف فرار ہو گیا اور اسی سفر ہی میں فوت ہو گیا پھر عثمان نے اس کے بعد ۶۸۸ھ میں لمدیہ پر حملہ کیا اور قبائل صنہاجہ میں سے لمدیہ کیساتھ سازش کر کے اس پر قابض ہو گیا۔

جنہوں نے اولاد عزیز کیساتھ غداری کی اور اسے اس پر غلبہ دلا دیا پھر انہوں نے سات ماہ بعد اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اولاد عزیز کی حکومت میں واپس آ گئے اور عثمان بن یوسف سے تاوان اور اطاعت پر مصالحت کر لی۔ جیسا کہ وہ محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کے ساتھ تھے پس عثمان بن یغمراسن نے عام بلاد توجین پر قبضہ کر لیا پھر اسی مصیبت میں مشغول ہو گئے جو یوسف بن یعقوب کے زمانے میں بنی رین کے مقابلے

سے ان پر آ پڑی تھی پس اس نے بنی محمد بن عبدالقوی میں سے ابوبکر بن ابراہیم بن محمد کو دو سال کیلئے بنی توجین پر امیر مقرر فرما دیا جسمیں اس نے لوگوں کو خوفزدہ کیا اور بری روش اختیار کی پھر فوت ہو گیا اور اس کے بعد بنو یتغرین نے اس کے بھائی عطیہ کو جو اصم کے نام سے مشہور تھا امیر مقرر کیا اور اولاد عزیز اور تمام قبائل توجین نے ان کی مخالفت کی اور یوسف بن زیان بن محمد کی بیعت کر لی۔

جبل وانشریس کا محاصرہ:...... اور اس کے ساتھ جبل وانشریس پر حملہ کر دیا اور وہاں انہوں نے عطیہ اور بنی تفرین کا ایک سال یا اس سے زیادہ تک محاصرہ کئے رکھا۔ قبیلہ یتفرین کا سردار یحییٰ بن عطیہ وہی شخص ہیں جس کے عطیہ الاصم کی بیعت کی ذمہداری لی تھی پس جب ان کا محاصرہ سخت ہو گیا اور یوسف بن یعقوب کی حکومت حصار تلمسان میں ان کی جگہ مضبوط ہو گئی تو اس نے اسے جبل وانشریس کی حکومت میں رغبت دلائی اور اس نے اس کے بھائی ابو سرحان اور ابو یحییٰ کی نگرانی کیلئے اس کیساتھ فوجیں بھیجیں اور ابو یحییٰ نے ۷۰۱ھ میں حملہ کیا اور مشرق کی طرف دور چلا گیا واپس آ کر جبل وانشریس پر حملہ کی ٹھان لی اور اس کے قلعوں کو تباہ و برباد کر دیا واپس آ کر دوسری بار بلاد توجین پر حملے کر کے انہیں وہاں سے بھگا دیا اور اہل تافرا کینت نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔

لمدیہ کی فتح:...... اس کے بعد لمدیہ چلے گئے چنانچہ لمدیہ کو بذریعہ صلح فتح کر لیا اور اس کے قصبے کی حد بندی کی اور اپنے بھائی یوسف بن یعقوب کے پاس آ گیا اس کے واپس ہونے کے بعد ہی اہل تافرکینت کی بغاوت کر دی پھر بنو عبدالقوی نے اس کی اطاعت اختیار کرنے کے بارے غور و خوض کیا چنانچہ اس کے بعد یوسف بن یعقوب کے پاس چلے گئے تو اس نے ان کی اطاعت کو قبول کیا اور انہیں ان کے بلاد کی طرف واپس کر دیا۔

اس کے ساتھ ساتھ ان کو بڑی بڑی جاگیریں بھی عنایت فرمائی الناصر بن عبدالقوی کو ان کا امیر مقرر کیا اور یحییٰ بن عطیہ کو اسکا وزیر بنایا اور اس نے اس کی حکومت پر قابو پالیا چنانچہ اس کی سلطنت ٹھیک ٹھاک ہو گئی اس دوران وہ فوت ہو گیا اور یوسف بن یعقوب نے اس کی جگہ عطیہ اصم کو امیر مقرر فرمایا ایک وقت تک یہ اس کی اطاعت پر قائم رہا لیکن ۷۰۶ھ میں اس کی وفات سے پہلے باغی ہو گیا اپنی قوم کو مخالفت پر اکسایا۔

یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنو مرین ان تمام شہروں سے بنی یغمراسن کیلئے دستبردار ہو گئے جن پر انہوں نے مغرب اوسط میں قبضہ کیا تھا اور بنو یغمراسن نے ان پر قابو پالیا متغلبین کو وہاں سے نکال دیا اور اولاد عبدالقوی میں سے ایک جماعت موحدین کے بلاد میں چلی گئی انہیں ان کی حکومت میں عزت کا مقام ملا اور عباس بن محمد بن عبدالقوی کے آل ابی حفص کے ملاک کیساتھ دوستانہ تعلقات تھے یہانتک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس کی اولاد سلطان کی فوج میں باقی رہی جب ان نمائندگان سے ماحول خالی ہو گیا تو ان کے بعد بنی تیغرین کا سردار احمد بن جبل وانشریس پر متغلب ہو گیا جو کہ بنی یفرن کے سلطان لیلیٰ بن محمد کی اولاد میں سے تھا یحییٰ بن عطیہ کچھ روز تک ان کے امیر رہنے کے بعد اس خیال سے کوچ کر گئے اس کے بعد امارت ان کے بھائی عثمان بن عطیہ۔ سنبھال لی چنانچہ اسکا بھی چند دنوں کے بعد انتقال ہو گیا اور اسکا بیٹا عمر بن عثمان حکمران بنا اور جبل میں اپنی قوم کے ساتھ فوجوں کا منتظم بن گیا اس کے درمیان گھومنے کے بعد الٹے پاؤں واپس آیا اور تمام قبائل مغرب سے انقلاب کے متعلق بات کی تو انہوں نے سستی سے کام لیا اور یہ انہیں مسلسل ترغیب دلاتا رہا اور رباط الفتح جا کر وہاں غازیوں کو انتظار میں ٹھہر گیا تو وہ بھی دیر کرنے لگے۔

پس وہ اپنے مددگاروں کیساتھ کوچ کر گیا اور قصر الحجاز کی بندرگاہ پر اترا چنانچہ لوگ اس کے ساتھ مل گئے انہوں نے سمندر پار کیا اور آخر محرم میں طریف میں اترا پھر الجزیرہ کی طرف کوچ کر گئے وہاں اس کے ساتھ دو رئیسوں ابو اسحاق بن الشقیلولہ حاکم قمارش اور ابو محمد حاکم مالقہ نے مل کر جنگ کرنے کیلئے ملاقات کی۔

اشبیلیہ سے جنگ:...... اور اشبیلیہ سے جنگ کرنے کیلئے کوچ کر گئے اور میلاد النبی کے دن رات کے پچھلے پہر وہاں انہوں نے آرام کیا اور وہاں جلالقہ بن ادفونش بادشاہ تھا اس نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور شہر کے چوک میں اہل شہر کو بچانے نکلا اور امیر المسلمین نے بھی اپنے میدان جنگ کو منظم کیا اور اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو مقدمہ میں لکھا اور اسی منظم فوج کیساتھ آگے بڑھایا اس فوج نے دشمن کو شہر میں روک دیا اور ان کے پچھلے وادی میں داخل ہو گئے اور خوب قتل عام کیا اور فوج نے اپنی رات گھوڑوں کی پشتوں پر دوڑتے ہوئے گزاری اور انہوں نے چوک میں آگ جلادی صبح کو ارض شرف کی طرف کوچ کر گیا اور سرایا غازیوں کو بقیہ نواح میں بھیجا عام فوج کو وہیں بٹھایا اور مسلسل وہ خود ان خیات میں گھومتا رہا۔ یہانتک کہ اس نے اس

کی آبادی کو تباہ کر دیا نشانات بھی مٹا دیئے اور بزور قوت قلعہ قطیاز قلعہ حلیاز اور قلعہ قلیعہ میں داخل ہو گیا خوب قتل عام کیا لوگوں کو قیدی بنایا پھر غنائم اند یو چھو کے ساتھ اپنی شہرت کو چھپانے کیلئے الجزیرہ کی طرف منتقل ہو گیا یہاں پر تھوڑی سکون کیا اور غنائم رہے مجاہدین میں تقسیم کر لی۔

تشولیش سے جنگ:......اس کے بعد ربیع الاول کے نصف میں شریس سے جنگ کا آغاز کیا اور اسکو جنگ کا مزہ چکھایا شہر کے نواح کو خالی کر دیا اور درختوں اور سرسبزیوں کو تباہ و برباد کر دیا گھروں کو جلا دیا اس کے آثار کو برباد کر دیا خوب قتل عام کیا لوگوں کو قیدی بنائے اور اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو اپنی فوج کے ایک کیساتھ اشبیلہ کے قلعے اور الواد کے قلعوں پر حملہ کرنے کیلئے بھیجا تو اس نے حد سے زیادہ قتل عام کیا اور روطم، شلوقہ، غلیانہ اور قناطیر کے قلعوں کو لوٹ لیا پھر اس نے اشبیلیہ کی قرار گاہوں پر حملہ کیا اور انہیں خوب لوٹ کر امیر المسلمین کے پاس لوٹ آیا وہ سب الجورہ کی طرف لوٹے اور اس نے آرام کیا اور مجاھدین میں غنائم تقسیم کیں۔

قرطبہ سے جنگ:......پھر اس کے بعد قرطبہ کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں اس کی آبادی اور اس کے باشندوں کی ثروت اور اس کے شہروں کی سرسبزی کی طرف راغب کیا تو وہ اس کی مقبولیت کی طرف مائل ہو گئے اور اس نے ابن الاحمر کو بھی جنگ کے لیے نکلنے کے لئے مخاطب کیا اور وہ ہجری سال کی پہلی تاریخ کو الجزیرہ سے نکلا اور ابن الاحمر نے ارشدونہ کیجانب ان سے ملاقات کی تو اس نے اسے خوش آمدید کیا اور جہاد کیلئے اس کے گھر آنے پر اس کا شکریہ ادا کیا اور انہوں نے بنی بشیر کے قلعے سے جنگ کی اور وہ بزور قوت اس میں داخل ہو گیا اور جانبازوں کو قتل کیا اور عورتوں کو قیدی بنایا اموال کو توڑ ڈالا قلعے کو برباد کیا۔

اس کے بعد انہوں نے غارت گر دستوں کو میدانوں میں پھیلا دیا جنھوں نے انہیں لوٹا ان کے ہاتھ مال و دولت سے بھر دیئے فوجی مالدار ہو گئے انہوں نے راستے کی منازل اور آبادیوں کے حالات معلوم کئے یہانتک کہ قرطبے کے میدان میں اترے اور اس سے جنگ کی دشمن کے محافظ فصیلوں کے پیچھے رکے مسلمانوں کی فوجیں اور دستے اس کے نواح میں داخل ہو گئے چنانچہ انہوں نے شہر کے نواح کے آثار اور آبادیوں کو مٹا دیا بستیوں اور جاگیروں کو لوٹ لیا اور اس کی خیات میں پھرے اور برکونہ اور پھر قلعہ اور جونہ میں بزور قوت داخل ہو گئے اور حیانہ کی طرف بھی ایک دستہ بھیجا جس نے حیانہ کو بھی ذلت اور بربادی کا حصہ دے دیا اور طاغیہ نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور یوں طاغیہ کے اپنے شہر اور آبادی کی بربادی کا یقین ہو گیا۔

چنانچہ وہ صلح اور امیر المسلمین سے گفتگو کی طرف مائل رہا امیر نے اسے ابن الاحمر کے سپرد کر دیا اور اس کی حاضری کے مقام کے اعزاز اور اس کے حق کو پورا کرنے کیلئے اسکا اختیار بھی اسے دیدیا ابن الاحمر نے اسے امیر المسلمین کے سامنے پیش کرنے اور اس بارے میں اسکا اذن لینے کے بعد انہیں اسکا جواب دیدیا کیونکہ مصلحت اسی میں تھی اور طویل فریاد اسی کے باعث اہل اندلس کا ہلاں بھی اس کی طرف تھا پس صلح طے پا گئی اور امیر المسلمین جنگ سے واپس آ گئے اور سلطان ابن الاحمر کیلئے کے شکریے کے لئے غرناطہ کا راستہ اختیار کیا اور غنائم سے اسکا پورا حصہ نکالا اور انہیں جمع کیا اور امیر المسلمین اس سال کے رجب کی پہلی تاریخ کو الجزیرہ میں داخل ہو گئے اور آرام کیا سرحدوں پر میگزین بنانے کے بارے میں غور و فکر کیا اور مالقہ کر لیا جیسا کہ ہم اسکو بیان کریں گے۔

فصل:

ابن اشقیلولہ کے ہاتھ سے

چھین کر سلطان کے شہر مالقہ پر قبضہ کرنے کے حالات

یہ بنو اشقیلولہ، اندلس کے ان رؤسا میں سے تھے جو دشمن کی مدافعت کی امید رکھتے تھے اور ریاست میں ابن الاحمر کے مساوی تھے اور وہ ابو محمد عبداللہ اور ابو اسحاق ابراہیم تھے جو ابوالحسن بن اشقیلولہ کے بیٹے تھے اور ان میں سے ابو محمد اس کی بیٹی کا قرابت دار تھا اس وجہ سے وہ اس کے خاص آدمی تھے پس

اس نے انہیں اپنی امارت میں شامل کر دیا اور اس سے پہلے اس نے ان کے گروہ اور ان کے باپ سے ابن ھود اور دیگر باغیوں کے مقابلے میں مدد مانگی تھی یہاں تک کہ جب اس نے موقع پایا اور اپنے تخت پر براجمان ہو گیا تو خود مختار بن بیٹھا اور انہیں وزراء کے عہدے دے دیئے اور اپنی بیٹی کے قرابت دار ابو علی کے شہر مالقہ اور غربیہ پر امیر مقرر کیا اور ابوالحسن کو جو اس کی بہن کا قرابت دار تھا۔ وادی آش اور اس کے گردونواح کا امیر مقرر فرمایا اور اپنے بیٹے ابواسحاق ابراہیم بن علی کو قمارش اور اس کے گردونواح کا امیر مقرر کیا اور ان کے دلوں میں اس بات سے رنج پیدا ہوا اور مسلسل یہی حالت رہی۔

ابن الاحمر کی وفات: ......اور جب ۶۷۱ھ میں شیخ ابن الاحمر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا فقیہ محمد حکمران بنا تو یہ اس سے جھگڑا کرنے کو بڑھے اور حاکم مالقہ ابومحمد نے اپنے بیٹے ابوسعید کا سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس بھیجا جب کہ وہ طنجہ میں فروکش تھا اور اس کے ساتھ ابومحمد نے سلطان کی طرف ۶۷۲ھ میں اپنی اور اہل مالقہ کی اطاعت و بیعت بھی بھیجی۔

اور اسے وہاں کا امیر مقرر کیا اور اس کا بیٹا ابوسعید دارالحرب کی طرف چلا گیا پھر اسی سال واپس آیا اور مالقہ سے قتل ہو گیا اور جب ۶۷۴ھ میں پہلی بار سلطان اندلس گیا تو ابومحمد نے ابن الاحمر کے ساتھ الجزیرہ گئے سلطان نے ان دونوں کیساتھ جہاد کے متعلق اور ان دونوں کو ان کی عملداریوں میں واپس بھیجنے کے متعلق گفتگو کی اور جب سلطان دوسری بار ۶۷۶ھ میں دوسری بار اندلس گیا تو الجزیرہ میں اسے دور ئیس ملے جو اشقیلولہ کے بیٹے ابو محمد حاکم مالقہ اور اس کا بھائی ابواسحاق حاکم وادی آش اور قمارش تھے اور وہ دونوں جنگ میں اس کے ساتھ شامل ہوئے اور جب سلطان واپس لوٹا تو ابومحمد حاکم مالقہ میں بیمار ہو گیا اور اسی مہینے جمادی میں وفات پا گیا اور اس کا بیٹا محمد ماہ رمضان کے آخر میں سلطان سے ملا جب کہ وہ جنگ سے واپسی پر الجزیرہ میں ٹھہرا ہوا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس وہ اس کی خاطر شہر سے دستبردار ہو گیا اور اسے اس پر قبضہ کرنے کی دعوت دی تو اس نے اس پر اپنے بیٹے ابوزیان مندیل کو امیر مقرر کیا تو وہ ایک فوج کیساتھ وہاں گیا چنانچہ اس نے سلطان سے ملاقات کی تو ابن اشقیلولہ نے اسی وقت اپنے عمزاد محمد الارزو، بن ابوالحجاج یوسف بن زرقا سے مشورہ کیا کہ قصبے میں سلطان کے منازل کو ختم کیا جائے۔

اور شمار کیا جائے پس یہ ۹ کام تین راتوں میں تکمیل ہوا امیر ابوزیان نے اس کے باہر اپنا پڑاؤ بنایا اور محمد بن عمران بن عذیلہ کو بنی مرین کے جوانوں کی ایک پارٹی کے ساتھ قبضے کی طرف بھیجا تو اس نے وہاں اتر کر شہر پر قبضہ کر لیا اور جب سلطان ابن الاحمر کو ابومحمد بن اشقیلولہ کی وفات کی اطلاع ملی تو اسے مالقہ پر قبضہ کرنیکا خیال آیا اسکا بھانجا اسکا مددگار تھا اس نے اسکام کیلئے اپنے وزیر ابوسفیان عزیز الدالی کو بھیجا تو اس نے امیر ابوزیان کے پڑاؤ کو اس کے میدان میں پایا اور اس نے امید کی کہ وہ سلطان کی خاطر اس سے دستبردار ہو جائے تو اس نے اس سے اعتراض کیا اور اس سے ترش روئی سے پیش آیا چنانچہ ۲۷ھ رمضان کو اس میں داخل ہو گیا اور عزیز الدانی وہاں سے غمزدہ ہو کر واپس آ گیا سلطان نے الجزیرہ میں اپنے روزے اور قربانیاں پوری کر لیں تو وہ مالقہ کی طرف گیا اور چھ شوال کو وہاں پہنچ گیا وہاں کے باشندے جمعہ کے دن اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے سلطان کی آمد اور اس کی حکومت میں شامل ہونے کی خوشی میں جلسے منعقد کیے اور اس نے اس سال کے آخر تک وہاں قیام کیا پھر اس نے عمر بن یحیٰی بن محلی کو جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا وہاں کا امیر مقرر کیا اور اسکا اس کے ساتھ مصالح اور زیان بن ابی عیاد بن عبدالحق کو ایک پارٹی سمیت بنی مرین کے جوانوں کی نگرانی کے لئے اتارا اور اسے محمد بن اشقیلولہ کے متعلق وصیت کی اور الجزیرہ کی طرف چلا گیا پھر ۶۷۷ھ میں مغرب گیا اور دنیا اس کی آمد پر جھوم اٹھی اور دل خوشی سے لبریز ہو گئے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کنارے کے مسلمانوں کی مدد کرنے اور سلطان کے جھنڈے کے بلند کرنے کی توفیق دی تھی اس بات سے ابن الاحمر کا غم بڑھ گیا اور فتنہ پیدا ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل:

ابن الاحمر کی اجازت سے سلطان ابو یوسف کے روکنے کے لئے ابن الاحمر طاغیہ کے ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ماوراء البحر سے یغمراسن بن زیان کے ان کے ساتھ اسے روکنے پر معاہدہ کرنے اور خرزوزہ میں سلطان کے یغمراسن پر حملہ کرنے کے حالات

جب امیر المسلمین پہلی بار اندلس کے کنارے کی طرف گئے اور استجر میں دشمن سے جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی فوج کے ہاتھوں سے ذننہ کو قتل کیا اور اسے بے مثال فتح اور غلبہ فرمایا تو ابن الاحمر اپنی جگہ پر پریشان ہو گیا اور اسے وہ کچھ معلوم ہوا جو اس کے گمان میں بھی نہ تھا اور وہ امیر المسلمین کے متعلق بدظن ہو گیا اور اسکا تذکرہ سلطان اندلس ابن عباد کے ساتھ یوسف بن تاشفین اور مرابطین کی شان میں حائل ہو گیا۔

اور اس کے نزدیک اس بات نے بنی اشقیلولہ کے رؤساء وغیرہ کہ ھیلان کو ان کی طرف پختہ کیا اور وہ اس کے حکم کی اطاعت پر ثابت قدم ہو گئے تو وہ اس کے مقام سے ناراض ہو گیا چنانچہ وہ اس کی مصیبتوں سے خوفزدہ ہو گیا اور ان دونوں کے درمیان ان کا توں کی زبانوں پر ناراضگی کے مفہوم میں اشعار میں گفتگوئیں ہوئیں جنھیں ہم اب بیان کریں گے ان میں سے ایک قصیدہ وہ ہے جسے ابن الاحمر نے اس کی طرف ۶۷۴ھ میں واقعہ ذننہ اور اس کے مغرب کی طرف واپس جانے کے عزم کے بعد لکھا تھا۔

پس اس نے اسے الجزیرہ میں اقامت کی رات کو دشمن کے شر کے خوف سے اور اسمیں اس سے مہربانی طلب کرتے ہوئے لکھا اور یہ اس کے کاتب ابی عمر بن المرابط کی نظم کے اشعار ہیں کیا تیامہ اور نجد میں جانے والوں میں سے عشق کے مارے میں میرا کوئی مددگار رہے، یہ عشق پکارتا ہے کہ کیا کوئی اجابت انابت اور سعادت سے مددگار کرنے والا ہے یہ ہدایت کا واحد راستہ ہے کیا اندلس کے دونوں کناروں میں کوئی طالب ہدایت ہے جو جنت الفردوس میں جانے کی خواہش رکھتا ہو یا بھڑکتی جہنم کے انجام سے ڈرتا ہوا سے دشمنوں پر زبردست فتح کے امیدوار ہدایت کو قبول کرے تو سعادت منداور جوید ہوگا نجات کا راز نجات کی طرف تیزی سے جا رہا ہے بلاشبہ ہدایت پانے کیلئے ہدایت ہی نجات ہے۔ وہ شخص جو کہتا ہے کہ میں کل توبہ کرونگا کیا تجھے کل تک زندہ رہنے کا حکم ہے اجل کے ادھار سے دھوکہ نہ کھا، اگر تیرے لیے اس کے نقد کا وقت نہیں آیا ہے تو وہ آ چکا تیرے سفر کا زمانہ طویل ہے۔

اگر تو نے اس کی طوالت کیلئے تیاری نہ کی تو تیاری کر کیا تجھے معلوم نہیں کہ مسافر کیلئے زادراہ ضروری ہوتا ہے پس تو بھی زادراہ لے لے یہ جہاد اعمال تقوی کا سردار ہے اس نے اپنے سفر کا زادراہ لے لے تو تو خوش بخت ہو جائے گا اور اندلس میں پڑاؤ کر ایک خوشی کی بات ہے جس سے تیرا خدا راضی ہوگا پس تو جا گناہوں نے تیرے چہرے کو سیاہ کر دیا ہے تو خدا اتفاقی کی ملاقات کے لئے ایسا چہرہ تلاش کر جو سیاہ نہ ہو اور خطاؤں کو گناہوں سے مٹا، بس اوقات آنسو عمداً خطا کاری کا نے والے کی خطا مٹا دیتے ہیں وہ کون سے جو اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے یا اپنے نبی کی اقتدا کرتا ہے یا ہدایت پاتا ہے۔ وہ کون ہے جو محمد ﷺ کے دین کے لئے مدد کے بارے میں زبردست عزم سے اپنے نفس کو پاک کرتا ہے کیا تو دشمن کی سرزمین میں مدائن کا عزم کئے ہوئے ہے۔

جس کے اطراف میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی اور مسلمانوں کی زمین کو رام کرتا ہے اور تجھے تثلیث پرستوں سے پالا پڑا ہے جنہوں نے موحد پر حملہ کیا ہے، کتنی مسجدوں کو وہاں گرجا بنایا ہے پس تو اس کی خواہش پر صبر نہ کر، پادری اور ناموس اس کے میناروں کے اوپر ہیں اور خنزیر اور شراب اس کے وسط میں ہے، افسوس کہ اس کی عبادت گاہیں فرمانبرداروں رکوع اور سجدہ کرنے والوں سے خالی ہیں اور اس کے عوض وہاں معاند اور متکبر جنہوں نے کبھی تشہد نہیں پڑھا، آ گئے ہیں ان کے ہاں کتنے ہی قیدی مرد اور قیدی عورتیں جو جانثاری کرنا چاہتے ہیں مگر وہ ایسا نہیں کر سکتے ہیں اور کتنی ہی ان میں

شریف پردہ دار عقلمند عورتیں ہیں جنکی تمنا ہے کہ کاش کہ وہ قبر میں ہوتی اور ان کے ہاں کتنے ہی بچے ہیں جو اپنے والدین کی محبت کے باعث چاہتے ہیں کہ کاش وہ پیدا نہیں ہوتے اور کتنے ہی متقی لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے اس بہترین شخص کے لئے روتے ہیں جو پا کولان ہے اور میدان کارزار کے شہیدوں کو ہلاکت نیزے اور ہندی تلواروں کی دھاروں کے درمیان تقسیم کرتی ہے ان کے حال پر آسمان کے فرشتے بھی شور کرتے ہیں اور پتھر دل بھی ان پر رحم کھاتے ہیں کیا تمہارے دل کیا تمہارے بھائیوں پر اس ہلاکت سے نہیں پگھلے جو ہم پر وارد ہوئی ہے ہمارے درمیان حرمت، محبت اور الفت کے جو عہد تھے کیا تم ان کا پاس نہیں کرو گے کیا رومی اسی طرح تمہارے بھائیوں میں فساد اور خرابی پیدا کریں گے اور تمہاری تلواریں بدلے کے لئے سجائی نہیں جائیں گی۔

مجھے اسلامی حکومت کے بجھ جانے پر افسوس ہے حالانکہ اس سے پہلے بھی وہ جل رہی تھی ان اردوں کو کیا ہوا ہے وہ پورے نہیں ہوتے ہیں کیا ہندی تلوار میان سے باہر آئے بغیر کاٹ کرتی ہے۔

اے بنی حرمین! تم ہمارے پڑوسی ہو اور عدد کے سب سے زیادہ حقدار ہو اور پڑوسی کے متعلق جبریل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وصیت کرتے تھے جس کا ذکر حدیث صحیح میں ہے اور مغرب کے قریب ولعبتہ میں رہنے والے بنی مرین کے تمام قبائل ہمارے ہیں جہاد تم پر فرض کیا گیا ہے پس تم فرض مؤکدہ کو پورا کرنے کے لئے جلدی کرو اور ایک نیکی سے راضی ہو جاؤ اور نیکی کو قرض دو اور تم خوبصورت باکرہ لڑکیوں کے حصول میں کامیاب ہو جاؤ گے جنات نے اپنے دروازے کھول دیئے ہیں اور حور تمہارے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ کوئی کوئی اپنے رب سے دائمی نعمتوں کے بدلے میں خرید فروخت کا خواہشمند ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کے عدد کا وعدہ فرمایا ہے پس تو اس کی تصدیق کرا اور حملہ کر کے وعدہ پورا کیا کر یہ سرحدیں تمہارے پاس اس طرح شکایت کرتی ہیں جیسے نادار تو انگر کے پاس شکایت کرتا ہے کیا وجہ ہے کہ وہاں مسلمانوں کی جمعیت پریشان ہیں اور کفار کی جمعیت پریشان نہیں ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کے وہ لشکر ہو جنہوں نے فضا کو پر کیا ہے اور تم تنہا فردین کے چارہ گر ہو کل تم اپنے نبی کے پاس کیا عذر کرو گے؟ حالانکہ اس عذر کا راستہ بھی تیار نہیں ہے اور اگر آپ نے فرمایا کہ تم نے میری امت کے بارے میں کیوں کوتاہی کی اور تم نے کیوں اسے ظالم دشمن کے آگے چھوڑ دیا قسم بخدا! اگر سزا مخفی نہ ہوتی تو اس سید کے چہرے سے حیا ہی کافی ہو جاتی۔

ہمارے بھائیو! اس پر صلاۃ وسلام پڑھو اور محشر کے روز اس کی شفاعت طلب کرو اور اس کے دین کی نصرت کے لئے کوشش کرو وہ حشر میں تمہیں اپنے حوض سے جو سب سے شیریں گھاٹ ہے پانی پلائے گا اور اس کا جواب عبدالعزیز کی نظم میں پایا جاتا ہے جو سلطان یعقوب بن عبدالحق کا شاعر تھا جس کا متن یہ ہے:

میں حاضر ہوں تو ظالم کے ظلم سے ترساں......الخ

اور اسی طرح مالک بن مرحل نے بھی اس کا جواب دے دیا جس کا قول ہے:

اللہ نے گواہی دی ہے اور اے زمین تو بھی گواہی دے الخ

اور ان دونوں کو ابن الاحمر کے کاتب ابو عمر بن المرابط نے جواب دیا کہ جابر دشمنوں اور باغیوں سے کہہ دے الخ

سلطان یعقوب بن عبدالحق کا دوبارہ اندلس جانا

اور جب ۶۷۶ھ میں سلطان یعقوب بن عبدالحق دوبارہ اندلس گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے تو ابن الاحمر رضامندی حاصل کرنے گیا اور سلطان یعقوب بن عبدالحق سے ملا تو اس کے کاتب ابو عمر بن المرابط نے ان دونوں کی ملاقات کے روز یہ شعر کہا: اللہ کے گروہ اور ایماندار گروہ کو خوشخبری ہو۔ اور جب مجلس ختم ہوئی تو سلطان نے اپنے شاعر عبدالعزیز کو اس کے قصیدے کے مقابلے میں قصیدہ کہنے کا حکم دے دیا تو اس نے ابن الاحمر کی موجودگی میں دوسری مجلس میں وہ قصیدہ پڑھا جس کی عبارت یہ ہے

آج تو رشک اور امان میں ہو جا پھر اس دوران میں سلطان یعقوب بن عبدالحق نے ابوعبداللہ بن اشقیوم کی وفات کے بعد اس کی تمام عملداری مالقہ اور غربیہ پر قبضہ کرلیا تو وہ بے قرار ہو گیا اور اس کے متعلق شک پیدا ہو گیا تو وہ اس کے متعلق طاغیہ کے ساتھ سازش کرنے اور اس سے ہتھ جوڑی کرنے لگا۔

نیز یہ کہ وہ اس سے دوستی میں اپنے باپ کی جگہ لے لے تاکہ وہ اس کے ذریعے سلطان اور اس کی قوم کو اپنی زمین سے ہٹا سکے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی حکومت کے زوال سے مامون ہو جائے کیونکہ کلمہ اسلام اس کے راستے میں رکاوٹ تھا تو طاغیہ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور امیر المومنین سے عہد شکنی کی اور صلح کو بھی ختم کر دیا اور اس نے اپنے بحری بیڑوں کو جزیرہ خضراء کی طرف بھیجا جہاں سلطان کے میگزین اور فوجیں تھیں اور وہ زقاق ہیں جہاں بندرگاہوں سے گزرنے کی جگہ ہے لنگر انداز ہو گئے اور مسلمان سلطان کی فوجوں اور اس قوم سے جو ماوراء البحر میں رہتی تھی منقطع ہو گئے اور عمر بن یحییٰ بن محلی اپنے مقام امرت مالقہ میں اپنی قوم سے الگ ہو گیا اور یہ بنو محلی اپنی بطویہ قوم کے بڑے لوگوں میں سے تھے اور مغرب میں اپنی آمد کے وقت سے بنی حمامہ بن محمد کے حلیف تھے اور عبدالحق ابوالملاک نے ان کے باپ کی بیٹی کا ام الیمن سے رشتہ کیا جس کے بیٹوں میں سے سلطان یعقوب بن عبدالحق بھی تھا اور وہ ایک نیک عورت تھی جو ۶۴۳ھ میں حج کو گئی اور اللہ کے فرض کو ادا کیا۔ اور چوتھے سال ۶۴۷ھ میں واپس آئی پھر دوبارہ ۶۵۲ھ میں حج کو گئی اور نفلی طور پر دوسرا حج کیا اور واپسی پر راستے میں ہی ۶۵۳ھ میں مصر میں وفات پا گئی اور اس کے باپ کے بنی محلی کو حکومت میں بڑا مقام حاصل تھا اور اپنی قوم میں مالدار ہونے اور ان کے ماموں ہونے کی وجہ سے سلطان پر بڑا اثر تھا۔

سلطان کا مراکش پر قبضہ:...... جب سلطان نے موحدین کے دارالخلافہ مراکش پر قبضہ کیا تو محمد بن علی بن محلی کو اس کے تمام مضافات پر امیر مقرر کیا اور اسے نیک کام کرنے کی وجہ سے بڑا قابلِ تعریف مقام حاصل تھا۔ اور اسے مسلسل وہاں پر ۶۶۸ھ سے ۶۸۷ھ تک امرت حاصل رہی پھر وہ یوسف بن یعقوب کے زمانے میں فوت ہو گیا۔

جب محمد بن اشقیولہ نے اپنے باپ رئیس ابو محمد کی وفات کے بعد سلطان کی طرف مالقہ کی ولایت سے دستبردار ہو کر ۶۷۶ھ میں الجزیرہ میں سے اس کے پاس آیا اور سلطان نے اس پر قبضہ کرلیا اور اندلس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے مالقہ غربیہ اور اس کی بقیہ سرحدوں اور مضافات پر عمر بن یحییٰ بن محلی کو امیر مقرر کیا اور اس کا بھائی طلحہ بن یحییٰ بڑا جنگجو، شجاع اور بڑا غیرت مند تھا۔ اور ماموں ہونے کی وجہ سے سلطان پر غالب تھا اور اسی نے ۶۶۸ھ میں یعقوب بن عبدالحق کو قتل کیا تھا۔ اور اس نے سلطان کے غلام فتح اللہ الیداری اور اس کے وزیر کی ۶۶۲ھ میں فارس کے باہر کدیۃ العرائس کے مقام پر ابوالعلاء بن ابی طلحہ بن قریش عامر المغرب کیساتھ جنگ کرنے میں مدد کی تھی اور جب سلطان مالقہ کے معاملے سے فارغ ہو کر واپس آیا تو یہ ۶۷۴ھ میں جبل آزرداہ کی طرف چلا گیا اور سمندر پار کر کے بلاد الریف میں چلا گیا، پھر قبلہ کی طرف واپس آیا اور بنی توجین کے درمیان ٹھہرا اور جب اس نے سلطان اور ابن الاحمر اور طاغیہ کے درمیان اس جنگ کی آگ روشن کی تو ۶۷۷ھ میں اندلس چلا گیا غساریٰ کا بحری بیڑہ زقاق میں اترا اور سلطان کی فوجیں سمندر سے پیچھے اتر گئیں اور اس کے بھائی عمر نے جو مالقہ کا حاکم تھا محسوس کیا کہ اس کے اور سلطان کے درمیان اس کے بھائی طلحہ کے معاملے کی وجہ سے جو پہلے چل رہا تھا، فضا تاریک ہو رہی تھی تو ابن الاحمر نے اس کے غرناطہ ٹھہرنے پر اس کے بھائی عمر کی مداخلت سے اس کیساتھ ملاطفت کی کہ وہ مالقہ آئے اور اس کے عوض شلوبانیہ اور المکب کو کامئی کا ذریعہ بنانے کے لئے لے لے اور اس بارے میں اس کے بھائی طلحہ نے اس سے گفتگو کی تو اس نے جواب دیا اور ابن الاحمر اپنی فوجوں کے ساتھ مالقہ گیا اور عمر بن محلی نے قائد بنو مرین زیان ابوعیاد اور محمد بن اشقیولہ کو گرفتار کرلیا اور ابن الاحمر کو شہر پر قبضہ دے دیا تو وہ اسی سال رمضان کے آخر میں داخل ہوا اور اس نے ابن المحلی کو شلوبانیہ میں اتارا اسی نے اپنا ذخیرہ اور جس مال اور جہاد کے سامان پر سلطان نے اسے امین بنایا تھا، اٹھا لیا۔

ابن الاحمر اور طاغیہ کا اتحاد:......ابن الاحمر اور طاغیہ، امیر المسلمین کو اندلس جانے سے روکنے پر متحد ہو گئے اور انہوں نے سمندر کے پار سے یغمراسن بن زیان کے ساتھ خط و کتابت کی اور اس نے ان کے ساتھ سلطان سے غدارت رکھنے اور اس کی سرحدوں کو برباد کرنے اور اس کے حملے میں رکاوٹیں ڈالنے کے بارے میں ان سے خط و کتابت کی اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو قیمتی تحائف دے دیئے اور یغمراسن نے ابن الاحمر کو تمیں

اصل گھوڑے مع اونی کپڑوں کے دیئے اور ابن الاحمر نے اس کی طرف ابن مروان التجانی کے ساتھ اس کے برابر دس ہزار دینار بھیجے مال کے ہدیہ سے راضی نہ ہوا اور اسے واپس کر دیا اور یہ سب مسلمانوں کے خلاف متحد تھے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے معاملے کو مضبوط کر دیا ہے اور ان کی طرف آنے والے اس کے راستوں کو بند کر دیا ہے اور امیر المؤمنین کو بھی مراکش میں اس کی اطلاع مل گئی اور اس نے ماہ محرم ۶۷۷ھ کے آغاز میں جنگ سے واپسی پر اس کی طرف جانیکا پختہ ارادہ کر لیا کیونکہ جشم کے عربوں نے تامنسا کو برباد کر دیا تھا اور راستوں کو خراب کر دیا تھا تو اس طرح اس نے اس علاقے کی درستگی کی اور اس کی کمزوریوں کو دور کیا اور جب اسے ابن ، المحلی ، مالقہ اور طاغیہ کے الجزیرہ کے ساتھ جنگ کرنے کی اطلاع ملی تو وہ تیسری بار شوال میں طنجہ جانے کے لئے تیار ہوا اور جب وہ تامنسا پہنچا تو اسے الجزیرہ میں طاغیہ کے آنے اور اس کی فوجوں کے اس محاصرے کی اطلاع ملی حالانکہ اس کے بحری بیڑے اس سے پہلے ربیع الاول سے برسرپیکار تھے اور وہ اس کو ہڑپ کرنے ہی والا تھا اور انہوں نے اسے تیاری کا پیغام بھیجا تو اس نے کوچ کرنے کا عزم کیا۔

مسعود بن کانون کی بغاوت: ...... پھر اسے ۵ ذوالقعدہ کو مصامدہ کے بلاد نفیس میں جشم میں سے سفیان کے امیر مسعود بن کانون کی بغاوت کی اطلاع ملی اور یہ کہ اس کی قوم وغیرہ کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں تو وہ اس کی طرف پلٹا اور اس نے اپنے آگے اپنے پوتے تاشفین بن ابی حاتک اور اپنے وزیر یحییٰ حازم کو بھیجا اور خود ان کے ساقہ میں آیا اور وہ اس کی فوجوں کے آگے بھاگ گئے اور اس نے ان کی چھاؤنی اور خیمے لوٹ لئے اور الحرث بن سفیان کے عربوں کی بیخ کنی کر دی اور مسعود سیکسوی کے پہاڑ میں چلا گیا اور سلطان نے کئی روز تک اپنی فوجوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اپنی بیٹے امیر ابو زبان مندیل کو بلاد رسوس کے ہموار کرنے اور اس کے اطراف پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ اس کے دیار میں دور تک چلا گیا اور اس سال کے پانچویں مہینے کو اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا اور اہل جزیرہ کو محاصرہ کی تنگی اور شدت قتال اور خوراک کی کمیابی سے جو تکلیف پہنچی اس کی اطلاع سلطان کو ملی اور یہ کہ انہوں نے اپنے چھوٹے بچوں کو کفر کے داغ کے خوف سے قتل کر دیا تو اس بات نے اسے غمگین کر دیا اور اس نے اس بارے میں غور و فکر کیا اور اس نے اپنے ولی عہد بیٹے امیر ابو یعقوب کو مراکش سے اس کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا اور اس نے ان کے دشمن کیساتھ جہاد کے لئے بحری بیڑے سمندر میں بھیجے پس وہ صفر ۶۹۸ھ میں طنجہ پہنچ گیا اور اس نے بحری بلاد کو اشارہ کیا کہ وہ سبتہ اور سلا کو بحری بیڑے دیں اور اس نے عطیات دیئے اور مسلمانوں نے جہاد پر کمر کس لیں اور انہوں نے صدقِ دل سے مرنے کا عزم کر لیا اور جب حاکم سبتہ فقیہ ابو حاتم الغرفی کو اس بارے میں امیر المسلمین کو پیغام ملا تو اس نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا اور اس میں قابلِ تعریف مقام حاصل کیا اور تمام شہر کے باشندے بھی ڈٹ گئے اور تمام بالغ سمندر سوار ہو گئے

ابن الاحمر کا شرمندہ ہونا: ...... ابن الاحمر نے الجزیرہ میں مسلمانوں میں نازل ہونے والی مصیبت اور طاغیہ کے اسے قابو کرنے کے لئے آنے کو دیکھا تو اسے مدد دینے کے بارے میں شرمندہ ہوا چنانچہ اس کے عہد کو چھوڑ دیا اور مسلمانوں کی مدد کے لئے اپنے بحری بیڑوں کو جو المرویہ اور مالقہ کے ساحلوں پر تھے، تیار کیا اور ستر سے زیادہ بحری بیڑے سبتہ کی بندرگاہ پر اکھٹے ہو گئے اور انہوں نے زقاق کی دونوں اطراف کو بے شمار ہتھیاروں نہریں، فوجوں، شاندار تیاری اور بے شمار تعداد کے ساتھ قبضہ کر لیا اور امیر یعقوب نے ان پر اپنا جھنڈا باندھ دیا۔ اور ۸ ربیع الاول کو وہ طنجہ سے روانہ ہوئے اور ان کی کمانیں سمندر میں پھیل گئیں اور وہ اسے پار کر گئے اور انہوں نے مولد نبوی کی رات جبل کی بندرگاہ پر گزاردی اور صبح کو انہوں نے دشمنوں پر حملہ کر دیا ان کے بحری بیڑے چاسوس سے زیادہ تھے اور وہ اپنی زرہوں میں نمایاں ہوئے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے عزائم کو خالص کیا سچی نیت کی، جنت کی آرزو کی ان کے خطباء نے وعظ و نصیحت کی اور خونریز جنگ ہوگئی نزول صبر ہوا دشمنوں پر انہوں نے تیراندازی کی دشمن منتشر ہو گئے اور سمندر کے بیڑوں گر پڑے تو تلوار نے انہیں قتل کر دیا چنانچہ سمندر نے انہیں ڈھانپ لیا مسلمانوں نے ان کے بحری بیڑوں پر قبضہ کر لیا اور جزیرہ کے بندرگاہ میں بزور قوت داخل ہو گئے پس طاغیہ کی چھاؤنی میں کھلبلی مچ گئی چنانچہ اس کے بعد امیر المسلمین اور اس کی محافظوں کی آمد سے ان کے دلوں پر رعب چھا گیا پس وہ اسی وقت شہر سے بھاگ گیا بچے اور عورتیں میدان میں پھیل گئے جانباز بہت فوج پر غالب آ گئے انہوں نے اس قدر گندم، چمڑا، اور پھل غنیمت میں حاصل کیئے جس سے کئی دنوں تک شہر بازار بھر گئے یہاںتک کہ مضافات سے بھی غلہ پہنچ گیا اور اسی وقت امیر ابو یعقوب گیا اس نے ہر طرف سے

دشمن کو خوفزدہ کر دیا اسے جنگ سے روک دیا۔

ابن الاحمر کیساتھ جنگ کے حالات:......ابن الاحمر کیساتھ جنگ کی کیفیت یہ تھی کہ اس نے طاغیہ کیساتھ صلح کرنیکا سوچا اور یہ کہ اسے غرناطہ کیساتھ دست بدست جنگ کرنے کیلئے لے جائے طاغیہ نے اس کی جنگ کے خوف سے اور اس غم سے کہ ابن الاحمر نے اہل جزیرہ کی مدد کی ہے اس کی یہ بات قبول کر لی اس نے اس معاہدہ کے لیے اپنے پادریوں کو بھیجا امیر ابو یعقوب نے انہیں اپنے باپ امیر المسلمین کے پاس بھجوا دیا تو وہ ناراض ہوا اپنے بیٹے پر عیب لگایا اور اس سے راضی نہ ہوا اور انہیں ناکام و نامراد کر کے ان کو طاغیہ کی طرف واپس کر دیا۔

ابو یعقوب اپنے باپ کے دربار میں:......ابو یعقوب بن سلطان اہل جزیرہ کے ایک وفد کیساتھ اپنے باپ کے پاس گیا تو وہ سوس میں اپنی جگہ پر سلطان سے ملے اس نے اپنے بیٹے ابو زیان کو ان کا امیر مقرر کیا پس وہ الجزیرہ میں اترا اور طاغیہ کے ساتھ پختہ معاہدہ کیا اس نے بر و بحر سے المریہ کیساتھ ابن الاحمر کی اطاعت کرنے کی وجہ سے جنگ کی مگر اسے فتح نہ کر سکا چنانچہ باشندگان قلعہ ریاۓ غربیہ نے طاغیہ کے خوف کی وجہ سے اس کے پاس جا کر اس کی اطاعت کر لی تو اس نے انہیں قبول کر لیا پھر مغرب سے فوج آگئی اس نے رقدہ سے جنگ کی مگر وہ بھی فتح نہ ہو سکا اس دوران میں طاغیہ اندلس میں گھومتا پھرتا تھا۔

ابن الاحمر کا غرناطہ سے جنگ کرنا:......ابن الاحمر نے بنی اشقیلولہ اور ابن اور لیل کیساتھ غرناطہ سے جنگ کی پھر ابن الاحمر نے بنی مرین کیساتھ مصالحت کرنے کے بارے میں غور و فکر کیا اور ابو زیان بن سلطان کو صلح کیلئے بھیجا اس نے مریہ کے دار الخلافہ میں اس سے ملاقات کی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور سلطان اپنی چھاؤنی سے سوس جاتے ہوئے جبل سیکسوی سے گزرا پھر اس نے فوجیں بھیجیں اور اپنے مراکش واپس آ گیا یہانتک کہ بربری غازیوں نے بغاوت کر دی تو وہ فاس واپس آ گیا اور آفاق میں جہاد کے واسطے نکلنے کیلئے اپنا پیغام بھیجا اور جب ۶۷۸ھ چل کر طنجہ پہنچ گیا اس عرصے میں مسلمانوں کے حالات میں جو ابتری پیدا ہوئی تھی اور طاغیہ کی مدد سے ابن الاحمر نے جو فتنہ پیدا کیا تھا اور جزیرہ اندلس کو ہڑپ کرنیکا جو اسے خیال آیا تھا ان کا مشاہدہ کیا اور بنی اشقیلولہ میں جو ریاست اسے حاصل تھی اس بارے میں اس کے حاسدوں نے ابن الاحمر کے خلاف اس کی مدد کی پس حاکم وادی آش رئیس ابوالحسن بن اسحاق نے اسے کھینچ لیا اس کیساتھ مل کر ۶۷۹ھ میں پندرہ یوم تک غرناطہ سے جنگ کی پھر وہ چلے گئے اور اس کے بعد اسی سال غرناطہ کی زناتہ فوجوں نے اس سے جنگ کی اور طنجہ بن محل اور بیتر بعین کے سردار تاشفین بن معطی نے اسی کے قلعے میں ان پر غلبہ پا لیا پس اللہ نے ان پر غلبہ نصیب فرمایا اور نصاریٰ کے سو سے زائد سوار کام آئے اور بنی مرین کے اصل میں سے عثمان بن محمد بن عبدالحق شہید ہو گیا اس کے بعد حاکم وادی آش کا بھائی ابو عبداللہ طاغیہ کر غرناطہ سے جنگ کرنے کیلئے کھینچ لیا پس طاغیہ نے اس سے جنگ کی اور کئی روز تک وہاں قیام کیا پھر ان پر غلبہ پا کر چلا گیا اور سلطان کو مسلمانوں کے متعلق اور ابن الاحمر نے طاغیہ کی جو ذلت کی تھی اس سے خوف ہو پس اس نے اسے مصالحت کے بارے میں خط و کتابت کی اور اس پر مالقہ سے دستبردار ہونے کی شرط عائد کی۔ پس سلطان جہاد کی راہ سے رکاوٹوں کو دور کرنے میں لگ گیا اور ان رکاوٹوں میں سب سے بڑی رکاوٹ یغمراسن کی جنگ کی تھی اور اس کے اور ابن الاحمر اور طاغیہ بن اخ ادفونش کے درمیان جو رابطہ اور تجدید صلح کے بارے میں معاہدہ ہوا تھا اس سے اسے یقین ہو گیا تو اس نے جھگڑا کیا اور عناد سے پردہ اٹھایا اور اس کے اور کنارے کے مسلمان اور کافر باشندوں کے درمیان جو رابطہ ہوا تھا اسکا اعلان کیا اور یہ کہ وہ بلاد مغرب کو پیسٹ میں لانے کا عزم کیے ہوئے ہے۔

امیر المسلمین اور یغمراسن کی جنگ:......پس امیر المسلمین نے یغمراسن سے جنگ کرنیکا ارادہ کر لیا اور طنجہ میں تین ماہ کے قیام کے بعد فاس واپس آ کر شوال کے آخر میں اس میں داخل ہو گیا اس پر صحبت قائم کرنے کیلئے ایلچیوں کو دوبارہ اس کے پاس بھیجا وہ بنی توجین کے ساتھ مصالحت کرنے اور امیر المسلمین سے ان کی دوستی کی وجہ سے ان سے الگ ہونے کی طرف مائل ہوا پس یغمراسن اپنے سواروں میں پریشان ہو گیا اور اپنی سرکشی پر مصر رہا امیر المسلمین نے ۶۷۹ھ میں فاس سے کوچ کیا اور اپنے بیٹے ابو یعقوب کو فوجوں کیساتھ آگے بھیجا اور تازی میں اسے جا ملا جب وہ ملایہ پہنچا تو فوجوں کے انتظار میں ٹھہر گیا۔ پھر تاسرا اور تافیہ کی طرف کوچ کر گیا یغمراسن نے زناتہ اور عربوں کی فوجوں کے ساتھ ان کے خیموں اور چراگاہوں کے

متلاشیوں سمیت اس کا قصد کیا اور لوگوں کے جاسوس ایک دوسرے سے ملے چنانچہ دونوں کے درمیان جنگ ہوگئی گھمسان کا رن پڑا اور خزروزہ میں درندوں کے کھیل کے میدان میں سخت جنگ ہوئی جب امیر المسلمین نے اپنے میدان کو منظم و مرتب کیا اور اپنے دستے اور اپنے بیٹے ابو یعقوب کے دستے کو فوج کے دو باز و بنایا چنانچہ تمام دن سخت جنگ ہوئی جب لوگ آئے تو بنو عبدالواد پراگندہ ہو گئے اور اس نے ان کا تمام سامان اور چھاؤنی کے مال و متاع گھوڑوں، ہتھیاروں خیموں کو لوٹ لیا امیر المسلمین اور اس کے فوجوں نے یہ رات گھوڑوں کے اوپر گزاری دوسرے دن اپنے دشمن کا تعاقب کیا اور یغمراسن کے ساتھ جو چراگاہیں تلاش کرنے والے عرب تھے ان کے اموال لوٹ لیے اور بنو مرین کے ہاتھ ان کے اونٹوں اور بکریوں سے بھر دیئے اور وہ یغمراسن اور زناتہ کے بلاد میں داخل ہو گئے اور وہاں اسے بنی توجین کا امیر محمد بن عبدالقوی، قصبات کی جانب ملا ان سب نے اس کے بلاد کو لوٹ لیا پھر اس نے بنو مرین کو ان کے شہروں میں چلے جانے کی اجازت دے دی اور خود اس نے ٹھہر کر تلمسان کی ناکہ بندی کر لی تا کہ محمد بن عبد القوی اور اس کے قوم جبل وانشریس میں اپنی نجات گاہ تک پہنچ جائے کیونکہ اسے ان یغمراسن کے حملہ کا خوف تھا پھر وہاں سے چلا گیا اور مغرب کی طرف لوٹ آیا اور ماہ رمضان ۶۸۰ھ میں فاس میں داخل ہوا۔

پھر اس نے مراکش پر حملہ کیا اور اس کے بعد ۶۸۱ھ میں اس قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو سوس کی طرف اس کی اطراف پر قبضہ کرنے کیلئے بھیجا اور مراکش میں اسے طاغیہ کا فریاد رس ملا کہ اس کے بیٹے شانجہ نے اس کے خلاف بغاوت کر دیا ہے تو اس نے جہاد کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ان کے باہمی فساد کے موقع کو غنیمت جانا اور اندلس کی طرف جلد جانے کے لئے کوچ کر گیا۔

فصل:

طاغیہ کے خلاف اس کے بیٹے شانجہ کے بغاوت کرنے اور سلطان ابو یوسف کی مدد کیلئے جانے اور نصاریٰ کے پراگندہ ہو جانے کے حالات اور اس میں ہونے والی جنگ

جب سلطان تلمسان کی جنگ سے فاس واپس آیا اور مراکش کی طرف گیا تو وہاں پڑا سے طاغیہ کے جرنیلوں اور اس کی حکومت کے لیڈروں اور اس کے مذہب کے مناظروں کا ایک وفد اس کے بیٹے شانجہ کے خلاف مدد مانگنے کیلئے ملا۔ جس نے نصاریٰ کی ایک پارٹی کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کر دی تھی انہوں نے اسے حکومت کے معاملے میں مغلوب کر لیا تھا پس اس نے امیر المسلمین سے مدد مانگی اور اس نے ان کیساتھ جنگ کرنے کیلئے پکارا اور اسے ان کے ہاتھوں سے اپنی حکومت واپس لینے کی امید دلائی تو امیر المسلمین نے اس کے داعی کو جواب دیا کہ وہ ان کے افتراق کے وجہ سے ان پر حملہ کرے گا وہ کوچ کر کے قصر المجاز تک پہنچ گیا چنانچہ لوگوں میں طبل جہاد بجا دیا اور خضرا کی طرف چلا گیا اور ربیع الثانی ۶۸۱ھ میں وہاں اترا اور اندلس کی سرحدوں کے پہرے داروں نے اس پر اتفاق کر لیا۔

وہ چلتے چلتے صخرہ عباد تک پہنچ گیا وہاں اسے طاغیہ اسلام کے غلبے کے سامنے ذلیل اور سلطان کی مدد کی آرزو رکھے ملا۔ اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور اسے مسلمانوں کے مال سے اخراجات کیلئے ایک لاکھ روپیہ دیا جس کے بدلے میں اس نے اس کے اسلاف کے پاس جو تاج پڑا تھا بطور ضمانت طلب کیا جو ان کے گھروں میں اس دور کے اولاد کیلئے فخر کا باعث تھا۔ وہ غازی بن کر اس کے ساتھ دار الحرب میں داخل ہوا یہاں تک کہ اس نے قرطبیہ سے جنگ کی جہاں اس کا بیٹا شانجہ بن طاغیہ ایک پارٹی کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کیے ہوئے تھا۔ اس نے کئی روز تک اس کے خلاف جنگ کی اور وہاں سے چلا گیا۔ اس کے نواح میں پھرتا رہا اور طلیطلہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کی جہات میں فساد کیا آبادی کو برباد کرتے ہوئے قلعہ بحر محیط تک پہنچ گیا جو سرحد کے کنارے پر ہے۔ جو غنائم وہ لائے تھے اس سے مسلمانوں کے ہاتھ بھر گئے اور چھاؤنی تنگ ہوگئی۔ وہ الجزیرہ کی طرف واپس آیا اور اسی شعبان میں وہاں داخل ہوا پس ابن الاحمر نے اس کا قصد کیا اور اس عہد کو توڑ دیا المنکب کو اس کے قبضے سے واپس لے لیا اس سال کے شروع میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کی پس سلطان نے جزیرہ پہنچنے پر اپنا بحری بیڑہ اس کی طرف بھیجا اور ابن الاحمر بھاگ گیا جلد اس نے سلطان

کی اطاعت اور شلوبانیہ کی بیعت کی۔ اس کے رجوع کو قبول کیا گیا اور اس کے بدلے میں اسے المنکب واپس دیا گیا یہانتک کہ اس کا وہ حال ہوا جو ہم ابھی بیان کرنے والے ہیں۔

ابن الاحمر کے ساتھ مصالحت کرنے اور اس کی خاطر سلطان کے مالقہ سے دستبردار ہونے اور اس کے بعد از سرنو جنگ ہونے کے حالات

جب سلطان اور طاغیہ کی ہتھ جوڑی ہوگئی تو ابن الاحمر اس کے حملے سے ڈر گیا اور شانجہ سے دوستی کی طرف مائل ہوا جس نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی ہوئی تھی اور اس کا اس کے ساتھ اتحاد ہوگیا اور اس سے پختہ معاہدہ بھی کر لیا۔ اندلس اس کے لیے فتنہ و جنگ سے بھڑک اٹھا مگر شانجہ نے ابن الاحمر کو کچھ فائدہ نہ دیا۔ سلطان طاغیہ کی جنگ سے واپس آ گیا اور اس نے اپنے بیٹے پر غلبہ پالیا پس اس نے مالقہ سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور اس نے ۶۸۲ھ میں وہاں سے الجزیرہ پر حملہ کیا اور غربیہ کے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے مالقہ کی طرف توجہ کی اور وہاں اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کر لیا۔ ابن الاحمر کا گھیرا تنگ ہو گیا اور مالقہ کے بارے میں اسے اپنی بدانجامی اور اس کے ساتھ ابن محلی کی بغاوت کا حال معلوم ہو گیا اس نے اس کے بھنور سے نکلنے پر غور و فکر کیا چنانچہ اسے اس کام کیلئے سلطان کے ولی عہد بیٹے ابو یوسف کے سوا کوئی آدمی نظر نہ آیا جس نے مغرب کی طرف سے اس خلیج کو باٹنے اور دشمن کے خلاف مسلمانوں کو متحد کرنے کیلئے دعا مانگتے ہوئے اس سے گفتگو کی اور اس نے اس کی بات کو قبول کیا۔ اس نے اپنی کوشش میں اس اچھے کام کو غنیمت جانا اور ماہ صفر میں امیر المسلمین کو مالقہ میں اس کے پڑاؤ میں جا کر ملا اور اس سے مالقہ کے بارے میں ابن الاحمر سے صلح کرنے اور اس کی خاطر اس سے دستبردار ہونے کی خواہش کی تو اس نے اپنے بیٹے کی خواہش کو پورا کیا کیونکہ وہ اس میں اپنے دشمن سے جہاد کرنے اور اعلائے کلمۃ اللہ کرنے میں اللہ کی رضا کی

امید رکھتا تھا۔ صلح طے پا گئی اور ابن الاحمر کی آرزو دراز ہو گئی اور مسلمانوں کے عزائم بھی تازہ ہو گئے۔ سلطان الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے دار الحرب میں فوجیں بھیجیں تو انہوں نے دور دور تک خوب خونریزی کی۔

طلیطلہ سے جنگ:...... پھر اس نے از سرنو بنفس نفیس طلیطلہ سے جنگ شروع کی اور ماہ ربیع الثانی ۶۸۲ھ کو الجزیرہ سے جنگ کیلئے روانہ ہوا یہانتک کہ قرطبہ پہنچ گیا۔ خونریزی حد سے بڑھ کر کی، غنائم حاصل کیں، آبادی کو ویران کیا اور قلعوں کو فتح کیا۔

پھر البرت کی طرف کوچ کر گیا اور اپنی چھاؤنی کو ساسہ کے باہر پیچھے چھوڑ گیا صحرائی علاقے میں دوراتیں خوب تیزی سے چلتے رہا اور طلیطلہ کے نواح میں ابرت پہنچ گیا میدانوں میں سواروں کو آزاد چھوڑ دیا۔ یہانتک کہ جو کچھ ان میں تھا تلاش کر لیا اور کثرت غنائم کے باعث لوگوں کے ست ہو جانے کی وجہ سے طلیطلہ نہ پہنچ سکا۔ اس نے بے حد خونریزی کی اور دوسرے راستے سے واپس آ گیا۔ ماہ رجب میں وہاں فروکش ہوا، غنائم تقسیم کیا اور خمس سے حصہ دیا۔ الجزیرہ پر اپنے پوتے عیسیٰ بن امیر ابو مالک کو امیر مقرر کیا اور وہ اپنی ولایت کے دو ماہ بعد المعری میں شہید ہوا۔

سلطان اپنے بیٹے ابوزیان مندیل کے ساتھ ماہ شعبان کے آخر میں وہاں اترا اور جب اس نے اپنے روزے اور قربانیاں ادا کر لیں تو مراکش کو ٹھیک ٹھاک کرنے اور اس کے احوال کو معلوم کرنے کے لیئے کوچ کر گیا اور خود سلا اور ازدر کی نگرانی کرنے لگا۔ رباط الفتح میں قیام کیا اور ۶۸۳ھ کے آغاز میں مراکش اترا۔

طاغیہ کی وفات:...... اسے طاغیہ ابن اذفونش کی وفات اور نصاریٰ کے اس کے باغی بیٹے شانجہ پر متفق ہو جانے کی اطلاع ملی پس اس نے جہاد کیلئے اپنے عزم کو حرکت دی اور اپنے ولی عہد امیر ابو یعقوب کو فوج کے ساتھ بلاد سوس کی طرف عربوں کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کی زیادتیوں کو روکنے اور حکومت کے باغی خوارج کے آثار مٹانے کیلئے بھیجا، پس وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے بلاد سوس کی آخری آبادی الساقیۃ الحمراء تک ان کا تعاقب کیا تو ان جنگلات میں بہت سے عرب بھوک اور پیاس سے مر گئے اور جب اسے امیر المؤمنین کی علالت کی خبر ملی تو واپس آ گیا اور انہوں

کے رکھ رکھاؤ کا ماہر بن کر مراکش پہنچ گیا۔ اس نے جنگ اور جہاد کا عزم کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

سلطان ابو یوسف کے چوتھی بار اندلس جانے اور شریس کا محاصرہ کرنے اور اس دوران میں ہونے والے غزوات کے حالات

جب امیر المسلمین نے اندلس جانے کا عزم کیا اور اپنی فوجوں اور مددگاروں سے ملا ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور قبائل مغرب میں عام لام بندی کا پیغام بھیج دیا۔ جمادی الآخرہ ۶۸۳ھ میں مراکش سے اٹھ کھڑا ہوا اور نصف شعبان کو رباط الفتح میں اترا جہاں اس نے اپنے روزے اور قربانیاں کیں اور پھر قصر کی طرف کوچ کر گیا تنخواہ دار اور رضا کار فوجوں کو اس سال کے آخر میں بھیجنا شروع کیا۔ اس کے بعد ماہ صفر ۶۸۴ھ میں بنفس نفیس سمندر کو پار کر کے اس کے باہر اتر پڑا پھر الخضراء سے چلا اور تین دن آرام کیا۔ جنگ کرتے ہوئے نکلا۔ یہاں تک کہ وادی تک پہنچ گیا اور سواروں کو دشمن کے بلاد اور میدانوں میں آگ لگاتے اور تباہی کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔ جب اس نے بلاد نصرانیہ کو ویران اور ان کے علاقے کو تباہ کر دیا تو شہر شریس کا قصد کیا۔ اس کے میدان میں اترا اور وہاں پڑاؤ کیا۔ اس کے تمام نواح میں غارت گردستے بھیجے اور سرحدوں میں جو میگزین تھے وہ اس کے پاس لائے گئے۔ اس کا پوتا ابو مالک اہل مغرب کی بہت بڑی سوار اور پیدل فوج کے ساتھ اسے ملا اور پانچ سو سے زیادہ تیر انداز غازی جو سبتہ میں الغرنی کے حصے میں تھے وہ بھی اسے آ ملے۔ اس نے اپنے ولی عہد امیر یعقوب کو اندلس کے کنارے کے بقیہ لوگوں کو بھی جنگ کے لیے جمع کرنے اور جھنڈا عطا کرنے کا اشارہ کیا۔

اشبیلیہ سے جنگ:...... اور اسے اس سال کے آخر صفر میں اشبیلیہ سے جنگ کرنے کیلئے بھیجا۔ انہوں نے غنیمت حاصل کی اور واپسی پر قرمونہ سے گزرتے ہوئے لوٹ اور خوب قتل و غارت کی۔ کئی قیدی بنائے اور واپس آ گئے جبکہ ان کے ہاتھ غنائم سے بھرے ہوئے تھے۔

اس نے اپنے وزیر محمد بن عطوا اور محمد بن عمران بن عبلہ کو جاسوس بنا کر بھیجا۔ وہ اتفاق کے قلعے اور اس کے باغات میں آئے۔ ان کی محافظوں کی کمزوری اور سرحدوں کا حال معلوم کر لیا ۳ ربیع الاول کو اپنے پوتے عمر بن عبدالواحد کو اتنی ہی سواروں پر دوسری بار سالار مقرر کیا۔ اسے جھنڈا عطا کیا اور اسے وادی لک کے میدانوں میں بھیجا۔ وہ حد سے زیادہ قتل عام کرنے، کھیتوں اور پھلوں کو اجاڑنے اور جلانے کے بعد استور غنائم لے کر لوٹے جنھوں نے فوجوں کو پر کر دیا اور انہوں نے اس کی آبادی کو تباہ کر دیا۔ پھر اس نے ۸ ربیع الاول کو ارکش کے قلعہ پر حملہ کرنے کیلئے ایک فوج بھیجی وہ ایک اچانک آئے اور انہوں نے ان کے اموال لوٹ لیے پھر اس نے ۹ ربیع الاول کو اپنے بیٹے ابو معروف کو ایک ہزار سواروں پر سالار مقرر کیا اور اشبیلیہ کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے بھیجا وہ گئے اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے محافظ اسکا مقابلہ کرنے سے رک گئے۔ پس اس نے اس کی آبادی کو برباد کر دیا اس کے درختوں کو کاٹ دیا اور اس کے ہاتھ اموال اور قیدیوں سے بھر گئے۔ اس نے تھیلے بھر کر سلطان کی چھاؤنی کی طرف واپس آ گیا۔ اب تیسری بار پوتے عمر کو نصف ربیع الاول میں قلعے سے جنگ کرنے کیلئے سالار مقرر کیا جو اس کی چھاؤنی کے مغرب میں تھا۔ اس نے پیادہ تیر انداز اور آلات سے کام لینے والے بھیجے اور ساتھ ساتھ معاہدے کے پیادوں سے بھی اس کی مدد کی۔ اس نے اسی سال اس سے جنگ کی اور بزور قوت اس کے باشندوں پر حملہ کیا۔ جانبازوں کو قتل کیا۔ عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور اسے ذلیل کیا۔ ۷ ربیع الاول کو سلطان اپنی چھاؤنی کے قریب قلعہ سفوط پر حملہ کیا آگ سے جلایا، لوٹ مار کی، جانبازوں کو قتل کیا اور اس کے باشندوں کو قید کر لیا ۲۰ ربیع الاول کو اس کا ولی عہد امیر ابو یعقوب اہل مغرب اور تمام قبائل کو جنگ کیلئے اکٹھا کر کے بے شمار فوجوں کے ساتھ پہنچ گیا امیر المسلمین ان کے استقبال اور ملاقات کیلئے نکلے اس دن آنے والی فوج میں تیرہ ہزار مصامدہ اور آٹھ ہزار کے بربری رضا کار جہاد کیلئے تیار تھے۔ سلطان نے اسے پانچ ہزار تنخواہ دار، دو ہزار رضا کار، تیرہ ہزار پیادہ اور دو ہزار تیر اندازوں پر سپہ سالار مقرر کیا اور اسے اشبیلیہ کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کی نواح میں خوب خون ریزی کرنے کیلئے بھیجا۔

اس نے دستوں کو تیار کیا اور خود کمر کس لی۔ آگے انہوں نے غارت گردستے بھیجے جنھوں نے خوب خونریزی کی اور قیدی بنائے قلعوں پر حملہ کیا اور بہت سارے مال و اسباب لوٹے۔ اس نے اشبیلیہ کی زمین میں مشرق اور الغابہ پر حملہ کیا۔ اس کی بستیوں کو تباہ کر دیا اور اس کے قلعوں میں گھس گیا۔ جو

بھی امیر المسلمین کے پڑاؤ کی طرف واپس لوٹ آیا اس نے اس کی آمد کے دوسرے دن سالار مقرر کیا اور ایک دوسری فوج سے اسے قرمونہ داری الکبیر جنگ کیلئے روانہ کیا۔

قرمونہ پر غارت گری:......پس اس نے قرمونہ پر غارت گری کی جبکہ اس کے محافظوں نے مدافعت کی خواہش کی انہوں نے مقابلے میں نکل کر خوب ڈٹ کر جنگ کی تو وہ منتشر ہو گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان کو شہر میں روک دیا انہوں نے شہر کے قریب ہی ایک برج کا گھیراؤ کیا ایک دن کی کچھ لڑائی کے بعد وہ اسمیں بزور قوت گھس گئے۔ وہ مسلسل منازل اور آبادی کو تلاش کرتے ہوئے اشبیلیہ کے میدان میں ٹھہرا اور اس برج میں حملہ کرتے ہوئے داخل ہو گیا جو مسلمانوں کی جاسوسی کر رہا تھا۔ اسے آگ لگادی۔ اس کی فوجوں کے ہاتھ غنائم سے بھر گئے۔ اس طرح امیر المسلمین کے پڑاؤ کی طرف واپس آ گیا۔

جزیرہ کیوثر سے جنگ:......۱۳ ربیع الثانی کو اس نے امیر ابو یعقوب کو جزیرہ کیوثر سے جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا پس اس نے اس کا قصد کیا اور بزور شمشیر اسمیں داخل ہو گیا ۲ جمادی الاول کو اس نے طلحہ بن یحیٰی بن محلی کو امیر مقرر کیا ۶۷۵ھ میں اپنے بھائی عمر سے مالقہ کے متعلق سازش کر کے حج کو چلا گیا اپنا فرض ادا کرتے ہوئے واپس تونس سے گزرا اور الداعی بن عمارہ نے جوان دنوں وہاں تھا پر تہمت لگائی۔ ۶۸۲ھ میں اس نے اس کو قید کیا مگر جلد ہی چھوڑ دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس مغرب کی طرف آ گیا۔ سلطان کی رکاب میں جنگ کرتے ہوئے اندلس گیا تو اس نے اسے جنگ میں دوسو سواروں پر سالار مقرر کیا اور اسے اشبیلیہ کی طرف بھیجا۔ اس نے طاغیہ شانجہ کے حالات معلوم کرنے کیلئے اس کے ساتھ یہودیوں اور معاہدہ نصاریٰ کے جاسوس بھیجے۔ اسی اثناء میں امیر المسلمین صبح وشام شریش سے جنگ کرتے رہے اور اس کے آثار کو تباہ کرتے رہے اس نے ہر رات اور دن کو دشمن کے علاقے میں فوجیں بھیجی پس وہ ہمیشہ لشکر تیار کرنے اور اسے جنگ پر بھیجنے یا جھنڈا باندھنے یا سریہ بھیجنے میں مشغول رہتا۔ یہاں تک کہ اس نے تمام بلاد نصرانیہ کی آبادی کو برباد کر دیا۔ اشبیلیہ لیلہ، قرمونہ، استجہ، جبال مشرق اور الغرنیترہ کے تمام علاقے اس کے زد میں آ گئے ان غزوات میں جشم کے شیخ عباد العاصی اور کردوں کے امیر خضر الغزنی نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا اور ان غزوات میں ان کی بڑی شہرت ہوئی۔ اسی طرح سبتہ کے غازیوں باقی مجاھدین اور جشم کے عربوں نے بڑی شجاعت دکھائی۔ پس جب اس نے انہیں اچھی طرح تباہ کر دیا لوٹ مار کر کے ان کے تمام اموال کو لے گیا تو ساتھ ساتھ موسم سرمانے بھی کافی مشکلات پیدا کر دی نتیجہ یہ ہوا کہ فوج کی خوراک رک گئی اور اس (فوج) نے ایسی کا عزم کر لیا۔ جب المرحب کے آخر میں شریش سے چلا غازیوں کی فوج میں سے غرناطہ کی فوج اسے ملی۔ ان کا سالار یعلیٰ بن ابی عباد بن عبدالحق وادی بردہ میں تھا۔ اس نے انہیں خوش آمدید کہا اسطرح وہ اپنے گھروں کی طرف پلٹ گئے اسے یہ اطلاع ملی کہ دشمن نے اپنے بحری بیڑوں کو زقاق کے گھیرنے اور الفراض سے ورے حائل ہونے کا اشارہ کیا ہے۔

پس امیر المسلمین نے اپنے تمام ساحلوں بستہ۔ طنجہ، المکنب، جزیرہ، طیف، بلاد الریف اور رباط الفتح کو اطلاع دے کر اپنے بحری بیڑے منگوائے۔ وہاں سے پوری تیاری کے ساتھ چھتیس بحری بیڑے آئے۔ دشمن کے بحری بیڑے وہاں جانے سے رک گئے اور الٹے پاؤں واپس آ گئے۔ ماہ رمضان میں وہ الجزیرہ میں اترا تو طاغیہ شانجہ اور اس کے ہم مذہبوں کو یقین ہو گیا کہ ان کی سرزمین تباہ و برباد ہو چکی ہے یہ بھی ان پر واضح ہو گیا کہ وہ مدافعت اور حمایت کرنے سے عاجز ہیں۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ امیر المسلمین کی طرف اس کی زیادتیوں کی رکاوٹ کیلئے مصالحت کے واسطے مائل ہوئے اور سلطان جس جگہ جنگ کر رہا تھا وہاں اس کے پاس عمر ابو یحیٰی اس کی اطاعت اختیار کرتے ہوئے گیا۔ اس نے اس کے ساتھ جو پہلے تملاعب کیا تھا اس کے بارے میں اسے مہتم کیا اور اس کے بھائی طلحہ کو حکم دیا تو اس نے اسے ایکطرف کر دیا۔ وہاں سے طریف لایا گیا اور وہیں قید کیا گیا۔ بعد میں طلحہ المنکب کی طرف چلا گیا اور اس نے اپنے بھائی عمر کے اموال کا صفایا کر دیا۔ الغرض سلطان نے موسیٰ کو المنکب کا امیر مقرر کیا پیادہ فوج سے اسے مدد دی پھر اس نے عمر کو چند راتوں کی قید کے بعد رہا کر دیا طلحہ اور عمر سلطان کی رکاب میں چلے گئے اور سلطان کا پوتا منصور بن ابی مالک غرناطہ کی طرف آ گیا پھر وہاں سے المنکب چلا گیا اور موسیٰ بن یحیٰی بن محلی کے ساتھ قیام کیا پس سلطان نے اسے ٹھہرایا اور اس کے قیام کے بے حد پسند کیا۔

طاغیہ شانجہ کی آمد، صلح کا طے ہونا،

اور اس کے زیر سایہ سلطان کے وفات پانے کے حالات

بلاد نصرانیہ۔ بلاد ابن اوفونش، ان کی بستیوں کی تباہی اموال کی لوٹ مار، عورتوں کی امیری۔ جانبازوں کی بیخ کنی، پہاڑوں کو برباد کرنے اور آبادیوں کو اکھاڑنے کا جو عذاب امیر المسلمین کی جانب سے نازل ہوا اس سے آنکھیں پھر گئیں، دل گاؤں میں اٹک گیا انہیں جب یقین ہوا کہ اب امیر المسلمین سے بچانے والا کوئی نہیں تو اپنے طاغیہ شانجہ کے پاس نگاہیں جھکائے ہوئے جمع ہو گئے ان پر ذلت چھائی ہوئی تھی کیونکہ فدائی فوجوں نے انہیں جو دردناک عذاب دیا تھا اس سے وہ ابتک تکلیف محسوس کر رہے تھے۔ انہوں نے امیر المسلمین سے صلح کرنے اور اس کے متعلق نصرانیہ کے بڑے بڑے لیڈروں کو اس کے پاس بھیجنے پر آمادہ کیا وگرنہ ڈر تھا کہ کہیں یہ آفت ہمیشہ پہنچتی رہے گی اور ان کے گھر کے قریب نازل ہوتی رہے گی۔ اس نے اپنے دین کی ذلت کی وجہ سے ان کی بات قبول کر لی اور اس نے اپنے جرنیلوں سرکشوں اور رت پادیوں کا ایک وفد امیر المسلمین کے پاس اس غرض سے بھیجا تا کہ وہ امیر المسلمین کو صلح کرنے اور جنگ کے ہتھیار پھینکنے کی دعوت دے دیں۔

امیر المسلمین نے ان پر فخر کرتے ہوئے انہیں واپس کر دیا۔ طاغیہ نے دوبارہ وفد بھیجا تا کہ اس کو رغبت دلائے تا کہ وہ اپنی قوم اور دین کی عزت کیلئے جو چاہے شرط کر دے۔ امیر المسلمین صلح کی طرف مائل ہوا اور ان کی حاجت پوری کر دی کیونکہ اسے ان کے خواص کا ان کے پاس آنے اور عزت اسلام کے آگے ان کی ذلیل ہونے کا یقین ہو گیا تھا۔ اس نے ان کے مطالبہ کو قبول کیا اور یہ شرط عائد کر دی کہ وہ اپنی قوم اور غیر قوم کے تمام مسلمانوں سے صلح کریں گے۔ اس کے پڑوسی ملک کی دوستی اور دشمن میں ان کی رضا مندی چاہیں گے، اپنی ملک کے دارالحرب میں مسلمان تاجروں سے ٹیکس اٹھائیں گے، مسلمان بادشاہوں کو آپس میں لڑانے اکسانے اور ان میں فتنہ پیدا کرنا چھوڑ دینگے جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ اس نے ان شرائط کے طے کرنے اور اس معاہدے کو طے کرنے کے لیے اپنے چچا عبدالحق بن الرجان کو بھیجا پس اس نے اچھی طرح بات پہنچا دی اور وفائے عہد کی تاکید کی۔

ابن الاحمر کے ایلچیوں کا طاغیہ کے پاس جانا:...... ابن الاحمر کے ایلچی طاغیہ کے پاس آئے اور وہ امیر المسلمین کی مدافعت کے بغیر اس کے ساتھ صلح کرنے کے لیئے اس کے پاس موجود تھا۔ اس نے ابن الرجان کی موجودگی میں انہیں بلایا اور امیر المسلمین نے اس کی قوم اور اہل ملت کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا سنایا اور کہا تم میرے آباء کے غلام ہو تم اس مقام پر نہیں ہو کہ میرے ساتھ صلح یا جنگ کرو۔ یہ امیر المسلمین اور میں اس کے مقابلے کا آدمی ہوں، اسکو تم سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ واپس چلے گئے اور جب عبدالحق نے دیکھا کہ اس کے خواص سلطان کے رضا کے خواہاں ہیں تو اسے معاہدہ اور گفتگو مستحکم کرنے کا خیال آیا۔

اس نے انجام کو ناراضگی دور کرنے، غصے کو ٹھنڈا کرنے اور الفت کو مضبوط کرنے والا پایا تو وہ اس کے وفاق کی طرف مائل ہوا اور اس سے پہلے اس کے ولی عہد امیر ابو یعقوب کو ملنے کا پوچھا تا کہ وہ اس پر مطمئن ہو جائے۔ پس وہ اس کے پاس گیا اور شریش سے کچھ فراسخ پر اس سے ملاقات کی۔ دونوں نے مسلمانوں کے پڑاؤ میں رات گزاری پھر دونوں دوسرے دن امیر المسلمین کے ملاقات کو گئے۔ اس نے طاغیہ اور اس کی قوم کے ملاقات کرنے کیلئے لوگوں کو اکٹھا ہونے اور شعار اسلام اور اس کے تیاری کے اظہار کا حکم دیا۔ اکٹھے ہو کر انہوں نے تیاری کی اور انہوں نے ملت کی قوت و شوکت اور محافظوں کی کثرت کا اظہار کیا۔

امیر المسلمین اور طاغیہ کی ملاقات:...... امیر المسلمین نے نہایت عزت اور تپاک سے اس سے ملاقات کی جیسے کہ وہ اس جیسے عظماء سے ملتے تھے۔ طاغیہ نے امیر المسلمین اور ان کے بیٹے کو اپنے ملک کے ظروف کے تحائف دیے جن میں ایک وحشی جانوروں کا جوڑا جس کا نام ہاتھی اور ایک جنگلی گدھا تھا اس کے علاوہ کچھ برتن وغیرہ تھے۔ سلطان اور ان کے بیٹے نے یہ تحائف قبول کیے چنانچہ اس کے مقابلے میں اسے دگنی چیزیں دیں اور

معاہدہ صلح مکمل ہوگیا۔

طاغیہ نے بقیہ شرائط قبول کرلیں اسلامی قوت اس سے راضی ہوگی اور وہ خوشی اور مسرت سے بھرپور ہوکر اپنی قوم کی طرف لوٹا امیر المسلمین نے اس سے مطالبہ کیا کہ جب سے نصاریٰ نے اسلامی شہروں پر قبضہ کیا ہے اس وقت سے جو علمی کتابیں ان کے پاس ہیں وہ انہیں بھجوائے چنانچہ اس نے بہت سے اقسام کی کتابیں تیرہ بوجھوں پر مشتمل سلطان کے پاس بھیجیں سلطان نے فاس میں جس مدرسے کی بنیاد رکھی تھی طلب علم کے واسطے یہ ساری کتابیں اس کے لیئے وقف کردیں اور امیر المسلمین رمضان المبارک شروع ہونے سے دوران قبل الجزیرہ واپس آگیا۔

اپنے روزے اور قربانیاں ادا کرنے کے بعد سلطان نے اپنی رات کا ایک حصہ اہل علم سے گفتگو کیلئے مقرر کیا۔ شعراء نے امیر المسلمین کی مجلس میں سرداروں کی موجودگی میں اپنے تیار کردہ اشعار عید الفطر کو سنائے۔ اس میدان میں سب سے بازی لیجانے والا سرکاری شاعر المکناسی تھا اس نے اپنے اشعار میں امیر المسلمین کے سفیروں اور جنگوں کا ترتیب کے ساتھ ذکر کیا پس امیر المسلمین نے اسی دوران سرحد کے بارے میں غور وخوض کیا، وہاں میگزین بنائے اور ساتھ اپنے بیٹے امیر ابوزیان مندیل کو ان کا نگران مقرر کیا۔ اسے مالقہ کے قریب رکوان میں اتارا اور حکم دیا کہ وہ ابن الاحمر کے بلاد میں کوئی نیا واقعہ نہ کرے عباد بن عیاض العاصمی کو ایک دوسرے میگزین پر نگران مقرر کیا اور اسے البونہ میں اتارا اور اپنے بیٹے امیر یعقوب کو مغرب کے احوال کی تفتیش کرنے اور اس کے امور کو سنبھالنے کیلئے بھیجا۔

وہ سبتہ کے لیڈر محمد بن الاقاسم کے بحری بیڑے میں گیا اور اسے یہ اشارہ دیا کہ وہ اس کے باپ ابوالملوک عبدالحق کی قبر تعمیر کرے تا فرطینت میں ادریس نے اس سے ملاقات کی جس نے وہاں کے پڑاؤ کی حد بندی کی اور ان کی قبروں پر سنگ مرمر کی کوہانیں بنائیں ان پر تحریر کھدوائی تلاوت قرآن کریم کیلئے قاریوں کو ان پر مقرر کیا اس کے لیئے زمینیں اور جاگیریں وقف کیں۔ اس دوران اس کا وزیر یحییٰ بن ابی مندیل العسکری نصف رمضان کو فوت ہوگیا پھر اس کے بعد ذی الحجہ میں امیر المسلمین بیمار ہوگئے ان کی تکلیف زیادہ بڑھ گئی اور آخر محرم ۶۸۵ھ کو داعی اجل کو لبیک کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سلطان کی حکومت میں ہونے والے واقعات اور آغاز حکومت میں خوارج کے حالات

امیر المسلمین ابویوسف جب الجزیرہ میں بیمار ہوگئے تو ان کی بیویوں نے ان کا علاج کیا ان کے ولی عہد امیر ابویعقوب کو مغرب میں اپنی جگہ پر جب یہ اطلاع ملی تو وہ جلدی سے چلا آیا امیر المسلمین نے اس کے پہنچنے سے قبل وصیت کی اس کے باپ کے وزراء اور قوم کے عظماء نے لوگوں سے اس کی بیعت لی۔

وہ سمندر پار کرکے جب ان کے پاس پہنچا تو ۶۸۵ھ کو از سر نو بیعت لی جس میں سب لوگ شامل ہوگئے۔ اس دن سے سلطان کی حکومت خالص ہوگئی۔ اس نے مال تقسیم کیا، عطیات دیئے، قیدیوں کو رہا کردیا، لوگوں سے فطرانہ لینا چھوڑ دیا اور اس بارے میں انہیں ان کی نظامت کے سپرد کیا۔ گورنر کو رعایا پر بے جا ظلم سے روکا، ٹیکس معاف کیا، مالی یافت کی عادت ختم کردی غرض اپنی توجہ راستوں کی درستی کی طرف پھیر دی۔ اس نے اپنی حکومت میں سب سے پہلی اور نئی بات یہ کہ ابن الاحمر کو پیغام بھیجا۔ ملاقات کیلئے جگہ مقرر ہوئی یکم ربیع الاول کو اسے وہاں سے باہر ملا۔ یہ اس کے ساتھ نہایت پر تپاک اور عزت سے ملا اور اس کے لیئے الجزیرہ اور طریف کے سوا تمام اندلسی سرحدوں سے جو اس کی حکومت میں تھیں دستبردار ہوگیا دونوں اپنی جگہ سے دوستی اور تعلق کے شاندار حالات میں جدا ہوئے۔

سلطان الجزیرہ واپس آیا تو وہاں اسے طاغیہ شانجہ کا وفد اس معاہدہ صلح کی تجدید کرتے ہوئے ملا جو امیر المسلمین نے اس سے طے کیا تھا اس نے اس کو قبول کیا لیکن جب اندلس کا معاملہ درست ہوگیا تو اس نے نظر ثانی کی اور اپنے بھائی عطیۃ العناس کو مغربی سرحدوں کا امیر مقرر کیا علی بن یوسف کو

اس کے میگزینوں کا افسر مقرر کیا۔ تین ہزار فوج سے اسے مدد دی۔ وہ مغرب جا کر ۷ ربیع الثانی کو قصر معمورہ میں اترا وہاں سے فاس اور پھر ۱۲ جمادی الاول کو دوبارہ وہیں اترا۔

محمد بن ادریس کی بغاوت:......جونہی وہ اپنے دارالخلافہ میں ٹھہرا تو محمد بن ادریس نے اپنے بھائیوں بیٹوں اور رشتہ داروں سمیت اس کے خلاف بغاوت کر دی اور جبل درعہ میں چلا گیا وہاں دعوت دینی شروع کر دی۔ سلطان نے اپنے بھائی ابوالمعروف کو اس کے پاس بھیجا اسے بھی ان کے پاس جانے کا شوق ہوا وہ بھی چلا آیا سلطان نے اپنے لشکر کو لیکر اس سے جنگ کی اور بار بار اس کی طرف فوجیں روانہ کیں۔

سلطان نے اس کے بھائی سے دستبردار ہونے کے بارے میں نرم رویہ اپنایا تو وہ مخالفت سے باز آیا اور اس نے دوبارہ اچھی اطاعت اختیار کر لی ادریس کے لڑکے تلمسان کے پیچھے آدمی دوڑایا گیا تو انہی راستے ہی میں پکڑ لیا گیا سلطان نے اس کے بھائی ابوزیان کو تازی کی طرف بھیجا اور اسے اشارہ کیا کہ وہ انہیں رجب ۶۸۵ھ میں تازی سے باہر قتل کرے۔ اس موقع پر شریف الطبع لوگ سلطان کی اس جلد بازی سے خوف زدہ ہو گئے۔ ابو العلاء ادریس بن عبدالحق اور یحییٰ بن عبدالحق اور عثمان بن بزدل کے لڑکے غرناطہ چلے گئے اور ابو یحییٰ کے لڑکے سلطان کے ولی عہد اور امن سے گزرنے کے بعد سلطان کی طرف واپس آ گیا۔ اس کا بھائی محمد بن یعقوب بن عبدالحق کا اسی سال شعبان میں انتقال ہوا، اور اس کے بھتیجا طنجہ میں فوت ہوا۔

عمر بن عثمان کی بغاوت:......پھر عمر بن عثمان بن یوسف العسکری نے قلعہ قندلادہ میں سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اطاعت کو خیر باد کہتے ہوئے اعلان جنگ کر دیا۔ سلطان نے بنی عسکر اور قرب وجوار میں رہنے والے قبائل کو اشارہ کیا۔ وہ اکٹھے ہوئے اور اس سے جنگ کی۔ اور سواروں اور فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کرتے ہوئے سدورہ میں اترا عمر کو اپنی جان کا خوف پیدا ہو گیا اسے یقین ہو گیا کہ اسکا گھیراؤ ہو گیا ہے۔ اس نے امان طلب کی تو سلطان نے تلمسان چلے جانے کی شرط پر اسے امن دے دی۔ پس اس نے اپنے قوم کے الفضل میں سے ایک آدمی کو اس کے ساتھ امان کی پختگی کیلئے بھیجا تو سلطان نے اس پر اپنا عہد پورا کیا۔ وہ اپنے بچوں اور اہل کے ساتھ تلمسان چلا گیا پھر اسی سال رمضان میں مراکش کوچ کیا تا کہ اس کے اطراف کی درستگی کر سکے شوال میں وہاں اترا اور اس کے مصالح کے بارے میں غور وفکر کیا۔ اس دوران طلحہ بن محلی بطوی معقل کے بنی حسان کے پاس آیا اور ان کے خلاف بغاوت کر دی۔

سلطان نے اپنے بھائی ابو مالک کے بیٹے منصور کو فوجوں کا سالار مقرر کیا اور اسکوسوس کا والی بنانے کی وصیت کی۔ اسے خوارج کے اتارنے اور فساد کے آثار مٹانے کیلئے بھیجا اسے اپنے بھائی عمر کے مقام سے سبتہ اور خوف پیدا ہوا تو اسے غرناطہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ وہ جن روز وہاں پہنچا تو ابو ابوالعلاء کے لڑکوں نے اسے قتل کر دیا امیر منصور لشکر سمیت اور معقل کے عربوں سے خوب جنگ کر کے ان کو خوب قتل کیا ۱۳ جمادی الاول ۶۸۶ھ کو ایک معرکے میں طلحہ بن محلی قتل ہوا اور اس کے سر کو سلطان کے دارالخلافہ میں بھجوایا گیا۔

اس نے اسے تازی میں لٹکا دیا پھر وہ رمضان میں معقل سے جنگ کرنے کیلئے صحرائے درعہ میں گیا کیونکہ انہوں نے آبادی کو نقصان پہنچایا تھا، راستوں کو برباد کر دیا تھا۔ وہ بارہ ہزار سواروں کے ساتھ ان کی طرف گیا جبل ورن کو آڑ بنا کر بلاد مسکورہ سے گزرا انہیں صحرا میں چراگاہیں تلاش کرتے ہوئے پکڑ لیا۔ اس نے ان میں خوب خونریزی کی بہت سارے قیدی بنائے اور ان کے بے شمار مردوں مراکش، سجلماسہ اور فاس کے برجوں پر لٹکا دیا۔ شوال کے آخر میں جنگ سے مراکش واپس آ گیا اور اس کے قدیم عمر بن علی بن محلی کو جو موحدین کے غلبے سے وہاں مقرر تھا برطرف کر دیا کیونکہ جب اولاد علی کا سردار طلحہ ان کے پاس آیا تھا تو اسے اولاد علی کے متعلق شک پیدا ہو گیا تھا۔ پس وہ ماہ محرم ۶۸۷ھ میں برطرف ہو گیا اس کے بعد ماہ صفر میں اس کے قید خانے میں فوت ہو گیا المز وار قاسم بن عتو نے اس کی خواہش کی اور سلطان نے مراکش اور اس کے مضافات پر محمد بن عطوالجاناتی کو امیر مقرر کیا جو ان کی حکومت کے پروردہ مددگاروں میں سے تھا اس کے ساتھ اپنے بیٹے ابو عامر بھی چھوڑا اور فاس کے دارالخلافہ کی طرف کوچ کر گیا اور نصف ربیع الاول میں وہاں اترا۔

اس کی بیوی بنت موسیٰ بن رحو بن عبداللہ بن عبدالحق غرناطہ سے ابن الاحمر کے ارباب حکومت اور وزراء کے وفد آ کر ملے اور وہیں شادی کی کیونکہ اس نے اس سے قبل اس کے باپ کو اس کے رشتے کا پیغام بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ ابن الاحمر کے ایلچی اس سے وادی آش سے دستبردار ہونے کا مطالبہ

کرتے ہوئے آئے تو اس نے ان کی حاجب کو پورا کر دیا جیسا کہ ہم اسکو بیان کرنے والے ہیں۔

وادی آش کے سلطان کی اطاعت قبول کرنے اور پھر ابن الاحمر اطاعت میں واپس جانے کے حالات

ابوالحسن بن اشقیلولہ، سلطان ابن الاحمر کی حکومت کا مددگار اور اس کے کاموں کا معاون تھا اور اسے اس وجہ سے حکومت میں بڑا مقام حاصل تھا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو اس نے دو بچے ابومحمد عبداللہ اور ابواسحٰق ابراہیم نے اپنے پیچھے چھوڑے، ابن الاحمر نے ابومحمد کو مالقہ اور ابواسحٰق کو قمارش اور وادی آش پر امیر مقرر کیا لیکن جب سلطان کا انتقال ہوا تو ان کے درمیان ناراضگی اور حسد پیدا ہو گیا اور یہ بات فتنے تک پہنچ گئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ابومحمد سلطان ابویوسف کی اطاعت میں شامل ہو گیا لیکن دیر بعد ان کا انتقال ہوا۔ ابن الاحمر نے قلعہ قمارش پر قبضہ کر لیا اور رئیس اسحاق نے اپنے بیٹے ابو الحسن کو وادی آش اور اس کے قلعوں پر امیر مقرر کیا۔ اس کے اور ابن الاحمر کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی ابوالحسن نے طاغیہ کی مدد کی اور اس کے بھائی ابو محمد اور ابن الدلیل نے اس کے ساتھ غرناطہ پر حملہ کر دیا۔ جنگ طویل ہوئی لیکن بعد میں مسلمانوں اور نصاری کے درمیان مصالحت ہو گئی ابومحمد بن اشقیلولہ کو ابن الاحمر کی زیادتی سے اپنی جان کا خوف پیدا ہوا تو وہ حاکم مغرب کی اطاعت میں چلا گیا۔

ابن الاحمر اور سلطان کے درمیان دوستی:..... ۶۸۶ھ میں اس کی دعوت کو قائم کیا لیکن ابن الاحمر اس سے معترض نہ ہوا یہاں تک کہ اس کے اور سلطان کے درمیان تعلق پیدا ہو گیا اس قرابت کا معاملہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے اپنے ایلچیوں کو سلطان کی طرف بھیجا کہ وہ اس سے وادی سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کریں۔ وہ اس کے لیے اس سے دستبردار ہو گیا۔ اس نے ابوالحسن بن اشقیلولہ کے پاس بھی اسی کام کیلئے ایلچی بھیجا تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ ۶۸۷ھ میں اس کی طرف کوچ کر گیا سلا میں اس سے ملاقات کی تو اس نے اسے کمائی کے ذریعے کے طور پر قصر کبیر اور اس کے مضافات دیئے۔ اس کی حکومت آخر تک آباد رہی اور ابن الاحمر نے وادی آش اور اس کے قلعوں پر غلبہ پا لیا۔ یہاں تک کہ اندلس میں اس کے قرابت داروں میں سے کوئی اس سے جھگڑا کرنے والا باقی نہ رہا۔

امیر ابوعامر کی بغاوت، اطاعت، مراکش جانے اور واپس آنے کے حالات

جب سلطان فاس میں اترا وہاں قیام کیا تو اس کے بیٹے ابوعامر نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور مراکش چلا گیا۔ آخر شوال ۶۸۷ھ میں اپنی طرف دعوت دینا شروع کر دی اور اس عامل محمد بن عطوا نے مخالفت میں اس کی مدد کی۔ سلطان اس کے پیچھے مراکش کی طرف گیا تو اس کے مقابلے کیلئے نکلا اور انہیں شکست ہوئی۔ سلطان نے مراکش میں کئی روز تک ان کا محاصرہ کیے رکھا پھر ابوعامر بہت بیت المال کی طرف گیا اور جو کچھ اس میں تھا اسکا صفایا کر دیا۔ المشرف بن ابی ابرکات کو قتل کر دیا اور جبال معاہدہ میں چلا گیا۔ سلطان عرفہ کے روز شہر کی طرف گیا اور انہیں معاف کیا۔ امیر ابومالک کے بیٹے منصور نے سوس سے حاجہ پر حملہ کیا اور اس کے اطراف پر قبضہ کر لیا پھر اس نے اس کی طرف مراکش سے فوج بھیجی تو انہوں نے برابر سوس کے مراکز پر حملہ کر دیا اور اس کے چالیس سے زیادہ سردار قتل ہو گئے۔

مقتولین میں ان کا شیخ حیوان بن ابراہیم بھی تھا پھر اس کے بیٹے ابوعامر کا اپنے باپ کی ناراضگی اور اس کی مخالفت سے تنگ دل ہو کر گیا۔ ۶۸۷ھ کے آغاز میں اپنے وزیر ابن عطوا کے ساتھ تلمسان چلا گیا پس عثمان بن یغمراسن نے انہیں انعام دی اور اس کے لیے مکان تیار کیا اور کئی روز تک وہاں ٹھہرے رہے۔ پھر سلطان کو اپنے بیٹے پر رحم آ گیا جیسے کہ بیٹے کو اس پر رحم آ گیا تھا، اس سے راضی ہو گیا اور اسے اس کی جگہ پر واپس کر دیا۔

عثمان بن یغمراسن نے مطالبہ کیا کہ وہ ابن عطوا کو اس کے سپرد کر دے جو اس کے بیٹے کے ساتھ اتفاق پیدا کرنے والا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے

پناہ کے ضائع کرنے اور اپنے عہد کے توڑنے سے ان کار کر دیا۔ ایلچی نے سخت کلامی کی تو اس پر حملہ کر کے اسے قید کر دیا سلطان کے دل کے پوشیدہ اور قدیم کینے اور متواتر خیالات جوش مارنے لگے اور اس نے تلمسان سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

عثمان بن یغمراسن کے ساتھ از سر نو فتنہ کے پیدا ہونے

اور سلطان کے شہر تلمسان کے ساتھ جنگ اور مقابلہ کرنے کے حالات

ان دونوں قبیلوں کے درمیان جب سے انہوں نے صحراء میں حمراملویہ سے لے کر صاکیک تک جولا نگاہیں بنائی تھیں، قدیم فتنہ پایا جاتا ہے اور جب یہ تلول چلے آئے اور یہ مغرب اوسط اور اقصی کے مضافات پر قابض ہو گئے تو یہ بھی ان میں مسلسل جنگیں ہوتی رہیں اور موحدین کی حکومت اپنے اختلال والتیام کے وقت ان کے درمیان جنگ بھڑکا کران سے مدد طلب کرتی رہی جس کی وجہ سے ان کے احوال فریب کھاتے رہے اور ان کی جنگیں مسلسل ہوتی رہیں اور یغمراسن بن زیان اور ابویحیٰ بن عبدالحق کے درمیان وہاں ایسی جنگیں ہوئیں جن میں سے ہم نے بعض کا حال بیان کیا ہے۔

اور ان میں سے بعض جنگوں میں موحدین نے یغمراسن پر فتح پائی اور ابویحیٰ بن عبدالحق کو اپنے قبیلے کی کثرت کیوجہ سے اکثر غلبہ حاصل رہا، ہاں یغمراسن اپنی بقیہ جنگوں میں اس کی مقاومت کے درپے رہا اور جب بنی عبدالمومن کا نشان مٹ گیا اور یعقوب بن عبدالحق ان کی حکومت پر مسلط ہو گیا اور ان کی فوجیں اس کی مددگاروں میں شامل ہو گئیں اور وہ دوگنی ہو گئی تو اس کی حکومت نے یغمراسن کی حکومت پر افسوس کیا اور تلاغ میں اس پر حملہ کر دیا جہاں مشہور جنگ ہوئی پھر اس نے دوسری اور تیسری بار اس پر حملہ کیا اور جب یعقوب بن عبدالحق کی قدم اس کی حکومت پر استوار ہو گئے اور اس نے یغمراسن کو اس کی مقاومت کی طرف بڑھنے سے روک دیا اور اس کی فوج کو شکست دے کر اور اس کے گھر میں مقابلہ کر کے اور بنی توجین اور مغراوہ میں سے جو اس کے ہمسر زنانہ تھے اور ان کی مدد کر کے اس کے قومی کو کمزور کر دیا۔ پس اس کے بعد وہ جہاں کی طرف لوٹ گیا اور جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔

اسے اور کاموں کی نسبت اسمیں دلچسپی تھی اور جب وہ واپس آیا تو اندلس میں سلطان یعقوب بن عبدالحق کو جو مقام حاصل تھا اس سے ابن الاحمر کو شک پیدا ہو گیا اور اسے اپنی حکومت کے بارے میں اس سے خوف پیدا ہو گیا اور اس نے اسے اپنے کنارے کی طرف آنے سے روکنے کے لئے طاغیہ کی مدد کی۔ پھر انہیں خدشہ ہوا کہ وہ اس کی مدافعت میں ٹھہر نہ سکیں گے تو انہوں نے اسے روکنے کے لئے یغمراسن سے خط و کتابت کی اور اس نے انہیں اس کا جواب دیا اور اس کے لئے اپنے عزائم کو کھلم کھلا بیان کیا اور پھر وہ اس کے خلاف متحد ہو گئے اور پھر ابن الاحمر اور طاغیہ کے درمیان حالات خراب ہو گئے اور اسے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ دوستی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا، پس اس نے اس کے بیٹے یوسف بن یعقوب کے واسطہ سے دوستی کی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور انہوں نے اسے ان کی مدد کے بارے میں یغمراسن کی پوشیدگی کی اطلاع دی تو اس نے ۶۷۹ھ میں اس سے جنگ کی اور خرزونہ میں اپنے دشمن کو جو بنی توجین میں سے تھا خوب لتاڑا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر وہ اپنے جہاد کے کام کی طرف واپس آ گیا۔

یغمراسن بن زیان کی وفات:.....اور ۶۸۱ھ میں واپسی پر یغمراسن بن زیان فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے عثمان کو ولی عہد مقرر کیا، ان کا خیال تھا کہ وہ بنی مرین سے جنگ کرنے اور ان پر غالب آنے کا خیال نہیں کرے گا اور نہ ہی صحرا میں ان کے مقابلہ کو نکلے گا اور جب وہ اس کی طرف آئیں گے تو یہ ان کے مقابلہ میں دیواروں کی پناہ لے گا، ان کا خیال تھا کہ مراکش پر بنو مرین کے غالب آ جانے اور موحدین کے سلطان کے ان کے سلطان کیساتھ مل جانے سے ان کی قوت بڑھ جائے گی اور ان کے خیال میں اس نے اپنی وصیت میں اسے کہا کہ یہ بات تجھے دھوکہ نہ دے کہ میں نے اس کے بعد ان کی طرف رجوع کیا تھا اور ان کے مقابلہ میں نکلا تھا پس میں نے ان کی مقاومت سے رجوع کرنا، اور ان کے مقابلے سے پیچھے ہٹنے میں کوئی نقصان نہیں کیونکہ اس بارے میں تجھے کوئی معین مقام حاصل نہیں۔!

ورنہ کوئی پرانی عادت ہے اور اپنے پیچھے افریقہ پر غالب آنے کیلئے پوری جدوجہد کر۔ اور اگر تو نے یہ کام کر لیا تو یہی مقابلہ اور یہی وصیت ہے،

ان کا خیال تھا کہ اس کے بعد اسی بات نے عثمان اور اس کے بیٹوں کو افریقہ کی حکومت طلب کرنے اور بجایہ سے جنگ کرنے اور موحدین کیساتھ لڑنے کیلئے آمادہ کیا تھا۔ اور جب یغمراسن فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا بنی مرین سے مصالحت کرنے گیا تو اس نے اپنے بھائی محمد کو سلطان یعقوب بن عبد الحق کے پاس بھیجا اور وہ سمندر پار کر کے اس کے پاس اندلس گیا اور اس کی چوتھی آمد پر ۶۸۴ھ میں اسے ارکش میں ملا، تو اس نے اس سے مصالحت کا معاہدہ طے کیا اور اسے خوشی خوشی اپنے اور اس کی قوم کی طرف لوٹا دیا۔

الیعقوب بن عبدالحق کی وفات:......اور اس کے بعد ۶۸۵ھ میں یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے یوسف بن یعقوب نے امارت سنبھالی۔ اور ہر جہت نے خوارج نے اس پر حملہ کر دیا۔ تو اس نے ان کے لئے تیاری کی اور ان کا قلع قمع کیا، پھر آخر میں اس کے بیٹے نے سلطان کے وزیر محمد بن عطوی کی مدد سے اس کے خلاف بغاوت کر دی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے پھر وہ اپنے باپ کی اطاعت میں لوٹ آیا۔ اور وہ اس سے راضی ہو گیا۔ اور اسے اپنے دارالخلافے میں دوبارہ وہی مقام دے دیا اور جیسا کہ ہم

بیان کر چکے ہیں کہ عثمان بن یغمراسن نے ابن عطوا کا مطالبہ کیا جس نے اس کے بیٹے کیساتھ اس کے خلاف بغاوت کی تھی تو عثمان نے اس کے سپرد کرنے سے انکار کیا اور سلطان کو غصہ آ گیا اور اس نے ان سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور صفر ۶۸۷ھ کو مراکش سے کوچ کر گیا اور وہاں اپنے بیٹے امیر عبدالرحمٰن کو حاکم مقرر کیا پھر اسی سال کے ربیع الاول میں فاس سے اپنی فوجوں اور تمام اہل مغرب کیساتھ اس سے جنگ کرنے گیا اور تلمسان میں اترا، جہاں عثمان اور اس کی قوم قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے اس کی دیواروں میں اس سے پناہ لی تو اس نے اس کے نواح میں آبادیوں اور کھیتوں کو جا کر برباد کر دیا۔ پھر ذرائع الصابون کے میدان میں تامہ گیا اور چالیس روز تک اس کا محاصرہ کیا اور اس کے درختوں اور سبزوں کو برباد کر دیا۔ جب وہ فتح نہ ہو سکا تو وہاں سے چلا گیا اور مغرب لوٹ آیا۔ اور بلاد بنی یرناتن میں عین الصفا پر عید الفطر کی عبادت کی اور عید الاضحیٰ کی قربانی تازی میں دی اور وہاں ٹھہرا رہا۔ اور وہیں سے وہ طاغیہ کی بغاوت کے وقت جنگ کے لئے گیا۔

طاغیہ کے بغاوت کرنے اور سلطان کے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جانے کے حالات

جب سلطان تلمسان سے جنگ کر کے واپس لوٹا تو اسے اطلاع ملی کہ طاغیہ شانجہ نے بغاوت کر دی ہے اور عہد توڑ دیا ہے اور سرحدوں سے آگے گزر گیا اور سرحدوں پر حملہ کر دیا ہے تو اس نے میگزین کے قائد، یوسف بن برناس کو دارالحرب میں داخل ہونے اور شریش سے جنگ کرنے اور طاغیہ کے بلاد پر غارت گری کرنے کے لئے اشارہ کیا پس وہ ربیع الآخر ۶۹۰ھ میں اس کے لئے تیار ہوا اور اس میں گھس گیا اور اس کی اطراف میں دور تک چلا گیا اور بہت کیا اور سلطان تازی سے جنگ کرتے ہوئے جمادی الاول میں اس کے پیچھے گیا اور قصر معمورہ میں اترا۔ اور اہل مغرب اور اس کے قبائل نصر او ہ کو جنگ کے لئے جمع کیا اور انہیں سمندر پار لے جانے میں مشغول ہو گیا اور طاغیہ اپنے بحری بیڑوں کو، روانگی میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے آبنائے جبرالٹر کی طرف بھیجا اور سلطان نے اپنے سواحل کے بحری بیڑوں کے افسروں کو اشارہ کیا اور انہیں جنگ کے لئے بھیجا۔

تو شعبان میں ابنائے جبرالٹر میں بحری بیڑوں کی جنگ ہوئی اور مسلمان منتشر ہو گئے اور اللہ نے انہیں آزمایا۔ اور پھر اس نے دوبارہ ان سے جنگ کی اور دشمن کے بحری بیڑوں نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور آبنائے جبرالٹر سے چلے گئے اور سلطان کے بحری بیڑوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ پس وہ رمضان کے آخر میں گیا اور طرین میں اترا۔ پھر جنگ کرتا ہوا دارالحرب میں داخل ہو گیا اور تین ماہ تک قلعہ بجیر سے جنگ کرتا رہا۔ اور ان کی ناکہ بندی کر دی اور دشمن کی زمین میں فوجیں بھیجیں اور شریش، اشبیلیہ اور اس کے نواح پر غارت گردستے بھیجے یہاں تک کہ اس نے حد درجہ تک غارت کیا اور جہاد کی ضرورت کو پورا کیا اور موسم سرما میں اسے تنگ کیا اور فوج سے غلہ روک لیا تو وہ قلعہ سے چلا گیا اور الجزیرہ کی طرف لوٹ آیا پھر ۶۹۱ھ کے آغاز میں مغرب کو گیا اور ابن الاحمر اور طاغیہ نے اسے روک کے لئے ایک دوسرے کی مدد کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

ابن الاحمر کے بغاوت کرنے اور طریف کے معاملے میں اس کے طاغیہ کی مدد کرنے کے حالات

جب سلطان ۶۹۱ھ کے شروع میں اپنی جنگ سے واپس آیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس نے دشمنی کو صد درجہ زخمی کیا اور اس کے بلاد میں خوب خونریزی کی۔ پس طاغیہ کو اس کے معاملے نے پریشان کیا اور اس کا دباؤ اس پر سخت ہو گیا تو اس نے اس کے سوا کوئی اور راز دار تلاش کیا۔ اور ابن الاحمر اس کے شر سے خوف زدہ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ اس کے حالات کا انجام اندلس پر غلبہ کی صورت میں ہو گا اور وہ اس کے امر پر غالب آ گیا، پس اس نے طاغیہ سے گفتگو کی اور وہ مشورہ کیلئے الگ ہو گئے اور انہوں نے بیان کیا کہ اس کا ان کی طرف آنے میں کامیاب ہونا، وہ آبنائے جبالطرق کی مسافت کے قریب ہونے سے ہے اور اس کے دونوں کناروں پر مسلمانوں کی سرحدوں کا انتظام ان کے دشمنوں اور جہازوں کے تصرف میں ہے وہ جب چاہے بحری بیڑوں کے بغیر بھی ان کا انتظام کر سکتے ہیں۔

اور ان سرحدوں کی اصل طریف ہے اور جب وہ اس پر قابو پالیں گے تو وہ آبنائے جبرالٹر میں ان کیلئے نگہبان ہو گی اور ان کا بحری بیڑا اپنی بندرگاہ پر حاکم مغرب کے بحری بیڑوں کی گھات میں تھا۔ جو اس سمندر کی موجوں میں گھسے ہوئے تھے پس طاغیہ نے طریف سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور اسے خیال تھا کہ ابن الاحمر اس بارے میں اس کی مدد کرے گا اور اس نے جنگ کے ایام میں اس کے ساتھ فوج کی خوراک کے لئے مدد اور غلہ دینے کی شرط کی اور انہوں نے اس معاملے میں ان سے تعاون کیا اور طاغیہ نے نصرانی فوجوں کو راستے میں بٹھا دیا اور اس سے پر زور جنگ کی۔ اور آلات نصب کئے اور مدد اور غلہ کو روک لیا اور اس بحری بیڑے آبنائے جبرالٹر میں اتر پڑے اور سلطان اور ان کے مسلمان بھائیوں کی مدد میں حائل ہو گئے اور ابن الاحمر نے فالقہ میں اس کے قریب پڑاؤ کیا اور اسے ہتھیاروں، جوانوں اور غلہ کی مدد دی۔

قلعہ اصطبونہ سے جنگ:...... اور قلعہ اصطبونہ سے جنگ کرنے کے لئے فوج بھیجی اور محاصرہ لمبا کرنے کے بعد اس پر غلبہ پالیا۔ اور مسلسل چار ماہ تک یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ اہل طریف کو تکلیف پہنچی اور محاصرہ سے تنگ آ گئے تو انہوں نے شہر سے دستبردار ہونے اور صلح کرنے کے بارے میں طاغیہ سے خط و کتابت کی۔ پس اس نے ان سے صلح کر لی۔ اور انہیں ۶ھ میں دستے بردار کر دیا۔ اور ان سے اپنا عہد پورا کیا اور جب انہوں نے معاہدہ کر لیا تو ابن الاحمر نے ان سے طاغیہ کے دستبردار ہونے پر نظر کی

تو اس نے اس سے اعتراض کیا اور اسے مخصوص کر لیا۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے اس کے لئے اس کے عوض چھ قلعوں سے دستبردار ہو چکا تھا پس ان دونوں کے درمیان حالات خراب ہو گئے اور ابن الاحمر نے سلطان سے تمسک کرنے اور اس کے اہل ملت کی طاغیہ کے خلاف مدد مانگنے کی طرف رجوع کیا اور اپنے کم زاد رئیس ابوسعید فرج ابن سہیل بن یوسف اور اپنے وزیر ابوسلطان عزیز الدانی کو اپنے دارالخلافے کے باشندوں کے وفد میں تجدید عہد اور تاکید مودت اور طریف کے معاملے میں زبردست معزرت کرنے کے لئے بھیجا پس تازہ طاکی جنگ میں اس کے مقام پر اسے ملے جیسا کہ ابھی بیان ہو گا۔ پس انہوں نے صلح کا پختہ معاہدہ کیا اور وہ ۶۹۲ھ میں ابن الاحمر کی مواخات اور ہتھ جوڑی کی غرض کو پورا کر کے اس کے پاس واپس آ گئے اور اس دوران میں اندلس کے میگزینوں کا افسر علی بن کامن ربیع الاول ۶۹۲ھ میں فوت ہو گیا اور سلطان نے اس کے ولی عہد بیٹے امیر ابو عامر اندلس کی مطیع سرحدوں پر امیر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ ان کے مصالح پر غور و فکر کرے اور اس نے اسے فوجوں کیساتھ قصر المجاز کی طرف بھیجا جہاں اسے ابن الاحمر ملا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے واللہ اعلم

ابن الاحمر کے سلطان کے پاس آ جانے اور طنجہ میں ان دونوں کے ملاقات کرنے کے حالات

جب ایلچی نے پانی پذیرائی اور ضروریات کی تکمیل اور مواخات مقاصد کی استواری کے بعد ابن الاحمر کی طرف واپس آئے تو ابن الاحمر کو یہ بہت

اچھا موقع ہاتھ آیا، اور وہ خوشی سے جھوم اٹھا تو اس نے محبت کے پختہ کرنے اور واقعہ کرنے اور انہیں دشمن کے مقابلہ میں کامیاب کرنے کے لئے سلطان کے پاس جانے کا پختہ عزم کرلیا۔ پس وہ ارادہ کرکے ذوالقعدہ ۶۹۲ھ میں سمندر پار کرگیا اور سبتہ کے کنارے پر بنیولش میں اترا پھر طنجہ چلا گیا اور اپنی گفتگو سے قبل سلطان کے پاس تحائف بھیجے جن میں سب سے شاندار تحفہ وہ مصحف کبیر تھا جو ان مصاحف میں سے ایک تھا جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مخصوص علاقوں میں بھیجے تھے ان میں سے یہ مصحف مغرب کیلئے مختص تھا جیسا کہ سلف نے نقل کیا ہے اور بنوامیہ قرطبہ میں اس کے یکے بعد دیگرے وارث ہوتے تھے پس سلطان کے دونوں بیٹوں امیر ابو عامر اور اس کے بھائی امیر ابوعبدالرحمن نے اسے حاصل کیا اور اس کے اعزاز میں جلسہ کیا پھر سلطان اپنے دارالخلافے سے ان دونوں کے پیچھے اسے حاصل کرنے اور اس کے خیر مقدم کے لئے آیا۔ اور وہ طنجہ میں اس کے پاس آیا اور اس کی حد درجہ تکریم کی۔

اور ابن الاحمر نے طریف کے معاملے میں بڑی لمبی چوڑی عذر خواہی کی تو سلطان نے ملامت سے عدول واعراض کیا اور اس کے عذر کو قبول کیا اور اس سے حسن سلوک کیا اور بہت کچھ دیا اور ابن الاحمر اس کے لئے الجزیزہ، رندہ، غربیہ اور اندلس کی سرحدوں کے بیس قلعوں سے دست بردار ہوگیا جو قبل ازیں حاکم مغرب کی اطاعت میں شامل تھے اور اس کی فوجوں کی فرودگاہ تھے اور ابن الاحمر نے ۶۹۲ھ کے آخر میں اندلس کی طرف سے شادکام واپس آیا اور سلطان کی فوجیں اس کے ساتھ طریف کے محاصرے کے لئے گئیں اور اس نے اس کے ساتھ جنگ کے لئے اپنے مشہور وزیر عمر بن السعود بن الخرباش جشمی کو سالار مقرر کیا پس اس نے ایک عرصہ تک اس سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کرسکا اور وہاں سے چلا گیا اور سلطان نے تلمسان کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کرلیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے

ریف کی فصل میں وزیر وساطی کے قلعہ تازو طا کو روندنے اور سلطان کے اس سے دستبردار ہونے کے حالات

یہ بنو وزیر بنی مرین کی طرف سے بنی واطاس کے رؤسا تھے اور ان کا خیال ہے کہ ان کا نسب بنی مرین میں دخیل ہے اور یہ کہ وہ علی بن یوسف بن تاشقین کی اس اولاد میں سے ہیں جو صحرا میں چلی گئی تھی اور بنی واطاس کے ہاں اتری تھی اور ان کی رگیں ان میں جذب ہوگئیں یہاں تک کہ ان کے مشابہ ہوگئے اور اس وجہ سے السرو ہمیشہ ہی ان کی آنکھوں کے سامنے چار زانو ہوکر بیٹھے اور ریاست نے ان کی ناک چڑھا دی اور وہ اولاد عبدالحق سے اچانک حکومت حاصل کرنا چاہتے تھے مگر انہوں نے اس کی سکت نہ پائی اور جب سعید تلمسان سے جنگ کرنے کے لئے تازی میں اترا۔ جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں اور امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق ان کے شہر میں گیا تو انہوں نے اس پر اچانک حملہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا۔

اور وہ ان کے معاملے میں چوکنا ہوگیا اور کوچ کرگیا تو وہ بھی بلاد پرناسن میں غبوار اور عین الصفا کی طرف بھاگ گئے اور وہاں پر اسے سعید کی وفات کی خبر ملی اور جب سے بنی مرین مغرب میں داخل ہوئے تھے اور اس کی عملداریوں کو باہم تقسیم کیا تھا۔ بلاد الریف، بنی واطاس کے حصے میں آئے۔ تھے اور اس کے مضافات ان کے اترنے کے لئے اور اس کے شہر اور رعایا ان کے ٹیکس کے لئے تھے اور مغرب میں اس جگہ پر تازوطا کا قلعہ سب سے مضبوط تر قلعہ تھا اور اولاد عبدالحق کے ملوک اس کے بارے میں فکر مند رہتے تھے اور اسے اپنے بااعتماد دوستوں میں شمار کرتے تھے۔ تاکہ وہ اس قبیلے کے لوگوں کی پیشانی کو پکڑنے والا ہو۔ اور جب وہ اس کی طرف دیکھتے تھے تو ان کے دلوں میں اس سے غم پیدا ہوتا تھا۔ اور سلطان نے منصور کو جو اس کے بھائی ابو مالک کا بیٹا تھا اس کے بیٹے امیر المسلمین یعقوب بن عبدالحق کے فوت ہوجانے کے بعد اس کا امیر مقرر کیا تھا اور اس عہد میں عمر بن یحییٰ بن ابوزیر اور اس کے بھائی واطاس کے رئیس تھے پس انہوں نے اس کے باپ کی وفات کے بعد سلطان کے حکم کو حقیر سمجھا اور انہیں تازوطا میں بغاوت کرنے اور خود مختار بن جانے کا خیال آگیا

عمر کا منصور پر حملہ:...... پس عمر نے سلطان کے بھتیجے منصور پر شوال ۶۹۱ھ میں حملہ کردیا اور اس کے آدمیوں اور رشتہ داروں کو اچانک پکڑ لیا اور اسے

وہاں سے ہٹادیا اور اس کے محل میں ٹیکس کا جو مال پڑا تھا اس پر قابو پا کر اس کا صفایا کر دیا اور خود مختار بن بیٹھا اور قلعے کو اپنے جوانوں، مددگاروں اور اپنی قوم کے سرداروں سے بھر لیا اور منصور، سلطان کے پاس پہنچ گیا اور جوزک اسے پہنچی تھی اس کے صدمے سے نجات پا کر چند راتوں میں فوت ہو گیا اور سلطان نے اپنے مشہور وزیر عمر بن السعود بن خرباش کو فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر سلطان بھی اس کے پیچھے گیا اور اس سے جاملا اور اس نے بھی اس کے میدان میں اپنا پڑاؤ کر لیا اور عمر کا بھائی عامر اس معاملے کے انجام کے خوف سے اپنی قوم کیساتھ سلطان کے پاس چلا آیا اور عمر، محاصرے کی شدت سے ڈر گیا اور بچنے سے ناامید ہو گیا اور اسے اپنے محصور ہونے کا یقین ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی عامر سے سازش کی اور اس نے سلطان سے قلعے میں داخل ہونے کی اجازت لی تو اس نے اجازت دے دی۔ اور اس نے اپنا ذخیرہ اٹھایا اور تلمسان کی طرف بھاگ گیا۔

اور عامر جب قلعے میں گیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کے بھائی عمر کے لئے فضا صاف ہو گئی ہے اور وہ سلطان کے شر سے ڈر گیا اور اسے خدشہ ہوا کہ وہ اس سے اپنے بھتیجے کا بدلا لے گا تو وہ قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا پھر نادم ہوا اور اس دوران اندلس کا وفد پہنچ گیا اور انہوں نے اپنے بحری بیڑوں کو بندرگاہ پر ٹھہرا دیا۔ اور عامر نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ سلطان کے پاس اپنی وجاہت کے باعث اس کے پاس اس کی سفارش اس شرط پر قبول کر لی گئی کہ وہ اندلس چلا جائے اور اس نے اسے ناپسند کیا اور اس کا ایک خاص آدمی انہیں دھوکہ دینے کیلئے بحری بیڑے کو اس کے سامنے لے گیا اور وہ رات کو تلمسان چلا گیا تو سلطان نے وقت کیلئے اس کے بیٹے کو پکڑ لیا اور اس کے خواص میں سے جو لوگ بیڑے والوں کو پاس تھے ان کو انہوں نے چھوڑ دیا اور وہ ان کے سلطان کے پاس جانے سے الگ رہے کیونکہ ان کیساتھ عامر نے فریب کیا تھا۔ پس ان کے اتباع، قرابتداروں اور اولاد میں سے جو لوگ قلعے میں تھے وہ سلطان کے حکم سے قتل کئے گئے اور سلطان نے قلعہ تازوطا پر قبضہ کر لیا اور وہاں اپنے کارندے اور پہرے دار اُتارے اور ۶۹۲ھ کے جمادی الاول کے آخر میں اپنے دارالخلافے فاس واپس آ گیا

سلطان کے بیٹے ابو عامر کے بلاد الریف

اور جہات غمارہ کی طرف آنے کے حالات

ابن الاحمر کے سلطان کے پاس جانے اور اس کے ساتھ راضی ہو جانے اور اس کے ساتھ پختہ مواخات کرنے اور اپنے وزیر کو طریف سے جنگ کرنے پر آمادہ کرنے اور قلعہ تازوطا سے وزیر باغی اولاد کو اتارنے کے بعد ابو عامر قصیر معمورہ سے بلاد الریف کی طرف آ گیا کیونکہ اس کا باپ اپنے احوال کی تسکین کے لئے اس کا محتاج تھا اور امیر ابو یحیٰی بن عبدالحق کے لڑکے تلمسان چلے آئے کیونکہ سلطان کے دل میں ان کے متعلق چغلی کے باعث کینہ تھا پس وہ کئی روز تک وہاں ٹھہرے رہے پھر انہوں نے سلطان سے مہربانی کی درخواست کی اور اسے راضی کرنا چاہا تو وہ راضی ہو گیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم اور حکومت میں اپنے مقام پر واپس چلے جائیں اور امیر ابو عامر کو بھی اطلاع پہنچ گئی جب کہ وہ ریف میں اپنے پڑاؤ میں تھا، پس اس نے راستے میں ان کے قتل کرنے کی ٹھان لی۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح وہ اپنے باپ کو راضی کرے گا۔

اور اس نے ۶۹۵ھ میں ملویہ کی وادی قطف میں انہیں روکا قتل کر دیا اور سلطان کو بھی اس کی اطلاع مل گئی تو وہ پریشان ہو گیا اور اپنے بیٹے کی عہد شکنی، اس کے فعل اور ناراضگی سے بیزاری کا اظہار کیا اور اسے دور کر دیا پس وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور بلاد الریف میں پہنچ گیا پھر جبل غمارہ کی طرف چلا گیا اور ہمیشہ ہی ان کے درمیان دھتکارا ہوا پھرتا رہا اور اس کے باپ کی فوج نے میمون بن ودران جشمی کی نگرانی اور پھر ہرزیکن بن الولاۃ کی نگرانی کے لئے تامیمونیت میں اس سے جنگ کی اور اس نے نئے باران پر حملہ کیا۔

اور آخری حملہ ۶۹۷ھ میں ہرزیکن پر کیا اور ان کے حکومت کے مؤرخ الزلیخی نے بیان کیا کہ جبل غمارہ سے اس کا خروج ۶۹۴ھ میں ہوا اور اس کے بعد اس نے امیر ابو یحیٰی کی اولاد کو ۶۹۵ھ میں قتل کیا، اس نے ان کی بغاوت کی جگہ پر ان سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا

ہے اور مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ جہاں غمارہ میں بنی سعید میں ۶۹۸ھ میں وفات ہو گیا اور اس کے اعضاء فاس میں لائے گئے اور اسے باب الفتوح میں اس کے قوم کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور اس نے دو لڑکے پیچھے چھوڑے جنہیں ان کا دادا سلطان لے گیا جو اس کے بعد خلیفہ ہوئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے

فصل:

تلمسان کے بڑے محاصرے اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات اور حالات

عثمان بن یغمراسن نے ۶۸۹ھ میں سلطان کے چلے جانے اور طاغیہ اور ابن الاحمر کے اس کے خلاف بغاوت کرنے کے بعد اپنی توجہ ان دونوں کی حکومت کی طرف پھیر دی اور ۶۹۲ھ میں اپنی حکومت کے پروردہ ابن برید کو طاغیہ کے پاس بھیجا اور طاغیہ نے اسے اپنی قوم کے بڑے ایلچی الریک ریکس کے ساتھ بھیجا پھر اس کے خواص میں سے الحاج مسعود اس کے پاس واپس آیا اور اس کی اس سے ہتھ جوڑی ہو گئی جس سے خیال کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے بچاؤ کے لئے ایسا کیا اور سلطان نے اسے اپنے پر زیادتی سمجھا اور اپنے دل میں اس کے لئے کینہ رکھا یہاں تک کہ وہ اندلس کے معاملے سے فارغ ہو گیا

''طاغیہ شانجہ کی وفات'':...... اور طاغیہ شانجہ اپنی حکومت کے گیارھویں سال ۶۹۳ھ میں فوت ہو گیا اور ۶۹۴ھ میں سلطان اندلس کے حالات کے مشاہدہ کے لئے طنجہ کی طرف کوچ کر گیا تو سلطان ابن الاحمر اس کے پاس گیا اور طنجہ میں اس سے ملاقات کی اور مواخات کو اس سے مستحکم کیا اور جب اسے اندلس کے حالات کے پرسکون ہونے کا یقین ہو گیا تو ابن الاحمر ان تمام سرحدوں سے دستبردار ہو گیا جن پر طاغیہ کا قبضہ تھا۔ اور اس نے تلمسان سے جنگ کی ٹھان لی اور اس سے قبل ثابت بن مندیل مفرادی، ابن یغمراسن کے خلاف فریادی بن اور اس کی قوم سے کمک مانگتے ہوئے اس کے پاس گیا تو اس نے اسے قبول کیا اور اسے پناہ دی اور لوگوں نے ۶۹۴ھ میں قحط نے آلیا اور ایک سال وہ تکلیف برداشت کرتے رہے اور کمزور ہو گئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر رحم کیا اور بافراغت نعمتیں دیں اور لوگ اپنی پہلی خوشحالی کی طرف واپس آ گئے اور ۶۹۴ھ میں امیر مفرادہ ثابت بن مندیل، عثمان بن یغمراسن مدد مانگتے ہوئے اس کے پاس گیا تو اس نے اپنی قوم کے بڑے آدمی موسیٰ بن ابی حمو کو ثابت بن مندیل کے بارے میں سفارشی بنا کر تلمسان کی طرف بھیجا تو عثمان نے اسے نہایت بری طرح واپس کیا اور نہایت برا جواب دیا، پس اس نے اس کے بارے میں دوبارہ انہیں پیغام بھیجا مگر وہ اصرار میں بڑھ گئے تو اس نے ان کے ملک سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور اس کے لئے تیاری کی اور ۶۹۴ھ میں تیار ہو کر بلاد تاوریرت تک پہنچ گیا جو بنی مرین اور بنی عبدالواد کی ملحقہ سرحد ہے اس کی ایک جانب سلطان ابو یعقوب کا عامل تھا

سلطان کے بیٹے ابو عامر کے
بلاد الریف اور جہات غمازہ کی طرف آنے کے حالات

ابن الاحمر سلطان کے پاس جانے، اسے راضی کرنے، اس کے ساتھ پختہ مواخات کرنے، اپنے وزیر کو طریف سے جنگ پر آمادہ کرنے کے لئے اور ساتھ ساتھ قلعہ تازوطا سے وزیر کی باغی اولاد کو اتارنے کے بعد ابو عامر قصر معمورہ سے بلاد الریف کی طرف آ گیا کیونکہ ان کا باپ اپنے احوال کے تسکن کیلئے اس کا محتاج تھا امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق کے لڑکے تلمسان چلے آئے کیونکہ سلطان کے دل میں ان کے متعلق چغلی کے باعث کینہ تھا کئی روز ٹھہرنے کے بعد سلطان سے مہربانی کی درخواست کی اور اسے راضی کرنا چاہا چنانچہ وہ راضی ہوا اور حکم دیا کہ اپنی قوم اور حکومت میں اپنے مقام پر واپس چلے جائیں۔ یہ اطلاع ابو عامر کو بھی پہنچ گئی جب کہ وہ ریف میں اپنے پڑاؤ میں تھا پس وہ راستے میں ان کا قتل کرنے کی ٹھان لی اس کا خیال تھا کہ

وہ اسطرح اپنے باپ کو راضی کرینگے۔

۶۹۵ھ میں ملویہ کی وادی قطف میں انہیں روکا اور قتل کردیا۔ سلطان کو جب اس کی اطلاع ملی تو وہ بہت پریشان ہوا اور اپنے بیٹے کی عہد شکنی اور اس کے فعل؛ سے بیزاری اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ اس کو دور کردیا تو وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور بلاد الرید میں پہنچ گیا۔ جبل غمارہ کی طرف چلا گیا اور ہمیشہ ان کے درمیان دھتکارا ہوا پھرتا رہا۔ اس کی باپ کی فوجوں نے میمون بن درداؤ حشمی کی نگرانی اور پھر یزریکین بن الولان کی نگرانی کیلئے تامیمونیت میں اس سے جنگ کی۔

اس نے کئی بار ان پر حملہ کیا اور آخری حملہ ۶۹۷ھ میں یزرکن پر کھا اور ان کی حکومت کے مؤرخ الزیلخی نے بیان کیا ہے جبل غمارہ سے اس کا خروج ۶۹۴ھ میں ہوا اس کے بعد اس نے امیر ابو یحیٰی کی اولاد کو ۶۹۵ھ میں قتل کیا اس نے ان کی بغاوت کی جگہ پر ان سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ یہ کیفیت کافی دیر تک رہی یہاں تک کہ جبال غمارہ میں بنی سعید میں ۶۹۸ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے اعضاء فاس میں لائے گئے اور اسے باب الفتوح میں اس کے قوم کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس نے دولڑکے پیچھے چھوڑے جنھیں ان کا دادا سلطان لے گیا جو بعد میں خلیفہ ہوگئے۔

تلمسان سے جنگ:......۶۹۵ھ میں فاس سے تلمسان کی طرف جنگ کرنے گیا اور وجدہ کے پاس سے گزرا اور اس کے فصیلوں کو گرایا۔ سفیہ اور الزغارۃ پر متغلب ہو گیا اور ندردمہ تک پہنچ گیا چالیس روز تک اس سے جنگ کی اور منجنیق کے ساتھ پتھراؤ کیا اور ناکہ بندی کردی مگر وہ اسے سر نہ کرسکا عیدالفطر کے دوسرے روز وہاں سے چلا گیا۔ ۶۹۶ھ میں تلمسان سے جنگ کی اور عثمان بن یغمراسن اس کی مدافعت کے لئے نکلا اس نے اسے شکست دی اور اسے تلمسان میں روک دیا۔ اس کے میدان میں اترا اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کردیا اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتا رہا۔ پھر وہاں سے چلا گیا۔

اور مغرب کی طرف واپس اس سال کی عیدالاضحیٰ کی قربانی تازی میں ادا کی وہاں ابی ثابت بن مندیل کی پوتی کی شادی کی اور اس نے وہاں فاس سے باہر جیرۃ الزیتون میں اپنے دادے کے قتل ہونے سے پہلے رشتہ داری کی تھی جسے بنی درتاجن کے ایک آدمی نے ایک خون کے بدلے میں قتل کیا تھا۔ سلطان نے اس کے قاتل سے اس کا بدلہ لیا، اپنی پوتی کی شادی کرائی اور قصر تازی کے بنانے کا حکم دیا۔ ۶۹۷ھ کے شروع میں فاس آیا پھر بکنامہ کی طرف کوچ کیا بعد میں فاس کی طرف دوبارہ پلٹ آیا۔ جمادی الاول میں تلمسان سے جنگ کرنے جدہ سے گزرا اور اس کے بنانے فیصلوں کو مضبوط کرنے کا حکم دیا۔ وہاں ایک رہائشی گھر اور مسجد بنائی۔ چنانچہ تلمسان کے میدان میں اترا اور اس کی فوجوں نے چاند کے ہالے کی طرف ان کا محاصرہ کیا اور وہاں ایک دورمار کمان نصب کی جس کا نام قوس الزیار تھا جسے کاریگروں اور انجینئروں نے بنایا۔ اسے گیارہ خچروں پر لادا جاتا تھا۔

تلمسان اپنے بھائی ابو یحیٰی بن یعقوب کی نگرانی کے لئے بنی عسکر کی فوج اتاری جیسا کہ تادرپرت میں اس کی نگرانی کرتے تھے۔ اس نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ یغمراسن کے مفاضات میں اس کے راستوں کو خراب کرنے اور انہیں تنگ کرنے کیلئے غازی بھیجیں اور وہ اپنے ساتھی کی مدد سے مایوس ہو گئے۔ انہوں نے اپنا ایک روز امیر ابو یحیٰی کے پاس اپنی بقیہ قوم کے لئے اس شرط پر امن طلب کرنے کیلئے بھیجا کہ وہ اسے اپنے شہر کی قیادت پر قبضہ دیں گے، سلطان کی اطاعت اختیار کریں گے پس اس نے ان کے لئے اس قدر خرچ کیا کہ وہ راضی ہوگئے اور وہ اپنی فوجوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔

اہل تاورنت نے ان کا اتباع کیا اور اس نے ان کے تمام مشائخ کو سلطان کے پاس بھیجا۔ وہ اس کے دارالخلافہ میں اس کے پاس آئے اور اپنی اطاعت پیش کی تو اس نے اسے قبول کیا اور اس سے التجا کی کہ وہ انہیں اپنے اور ان کے دشمن بن یغمراسن کے قبضے سے چھڑانے کے لئے بلاد پر حملہ کرے اور انہوں نے اس کے سامنے اس کے ظلم وجور کو۔ بیان کیا نیز یہ بھی بتایا کہ سب سلطان اس کام کیلئے کھڑا ہوگا تو وہ ان بلاد کی حفاظت سے درماندہ ہوگا۔

تلمسان کے بڑے محاصرے اور اس دوران میں ہونے والے واقعات وحالات

جب سلطان نے تلمسان پر چڑھائی اور اس کے طویل محاصرہ کرنے کا عزم کرلیا تاکہ اس پر فتح پائے اور سیدھا کردے۔ اسے یقین ہو گیا کہ اس

کام سے کوئی روکنے والا نہیں تو وہ اپنی فوج کو مکمل اکٹھا کر دیا۔ ۶۹۸ھ میں فاس سے اٹھا اپنی قوم میں اعلان کیا فوجوں کو ملا انہیں خوب عطیات دیئے، ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور پوری تیاری کے ساتھ کوچ کر گیا۔ دو شعبان کو تلمسان کے میدان میں اترا وہاں پڑاؤ کیا اور اس کے چھاؤنی کے صحن میں متحرک ہو گئے۔

اس نے عثمان بن یغمر اسن اور اس کی قوم کے محافظوں کو روک دیا اور اس کی تمام آبادی کے ارد گرد فصیلوں کی باڑ بنادی پھر اس کے پیچھے ایک بہت گہری خندق کھودی اور اس کے دروازوں اور شگافوں پر بہرہ دار مقدمہ کئے اپنی فوجوں کو اس کے محاصرے کیلئے بھیجا تو وہ اس میں گھس گئے اور انہوں نے اطاعت اختیار کر لی پھر اس نے وسط شعبان میں ان کے مشائخ کو بھیجا۔

محاصرہ دھران: ...... پھر اس نے دھران کے محاصرے، میدانوں کی تلاش اور شہروں سے جنگ کرنے کیلئے اپنی فوجوں کو بھیجا پس انہوں نے جمادی الآخرہ ۶۹۹ھ میں مازونہ اور اس کے بعد شعبان میں تفس اور رمضان میں تالموت، قبصات اور تامزروکت کو قابو کر لیا۔ اسی مہینے میں دھران فتح ہو گیا اور اس کی فوجیں جہات میں چلی گئیں یہاں تک کہ بجایہ پہنچ گئے۔ اسطرح نواح کے لوگوں کے دلوں میں رعب چھا گیا اور اس نے مغراوہ اور توجین کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ اس کی فوجوں نے گشت کی اور اس کے دوستوں نے انہیں مغلوب کر لیا اور شغانم، شرشام، بطحاء، وانشریس، المریہ اور تافرکنیت جیسے شہروں میں داخل ہو گئیں۔

''زیری باغی کی اطاعت'': ...... میں بغاوت کرنے والے زیری نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اطاعت کنندوں سے دوستی کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان کے پیچھے موحدین نے افریقہ سے ملوک بجایہ اور ملوک تونس کو اس سے خوف زدہ کیا تو انہوں نے اس سے تعلقات پیدا کرنے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور تحائف وغیرہ دیکر عاطفت کی۔ اس نے دریائے مصر کے ترکی بادشاہ سے گفتگو کی اور اسے تحائف دیئے اور بنی نمی کے شرفاء مکہ کے پاس گئے اور اس دوران وہ جنگ سے کنارہ کشی کر کے، محاصرہ کو لمبا کرنے اور تنگ کرنے کی ٹھانی تھی۔

چند یوم اس نے جنگ بھی کی اور ابھی اسے انہیں غلہ دینے والوں پر شدید عذاب نازل کرنے پوشیدہ طور پر انہیں خوراک پہنچانے والوں کی گھات لگانے پر چار پانچ دن نہیں گزرے تھے کہ اس نے ارد گرد فصیلوں کے شامیانوں کو اپنے حکم کا سہارا بنالیا پس ان کی طرف خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی وہاں پر اس کے قیام کی مدت میں خرابی پہنچ پاتی تھی یہاں تک کہ وہ آٹھ سال چار مہینے زندہ رہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے اس نے چھاؤنی کے خیمہ کی جگہ پر اپنی رہائش کے لئے ایک محل کی حد بندی کی اور وہاں نماز کیلئے ایک مسجد بنائی اور اس کے گرد اگرد فصیل بنائی اور لوگوں کو تعمیر مکان کا حکم دیا۔ انہوں نے وسیع مکانات اور کشادہ منازل اور شاندار محلات تعمیر کئے اور جبال متیجہ میں چلا گیا سلطان کے جو عمال اور فوج وہاں تھی اس پر حملہ کر دیا اس کے قوم کے مریض دل لوگ اس کے پاس آکر اکھٹے ہو گئے۔

''اہل مازونہ کی بغاوت'': ...... انہوں نے اہل مازونہ سے سازش کی تو انہوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور ربیع الاول ۷۰۰ھ میں انہوں نے اسے اپنی امارت پر قابض کروایا، پھر عمر بن قیفرن نے اس کی ازموکی چھاؤنی میں شب خون مارا اور اسے قتل کر دیا سلطان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے بنی مرین کی فوجیں بھیجیں اور علی بن حسن بن ابی الطلان کو اپنی قوم بنی عسکر پر اور علی بن محمد الخیری کو اپنی قوم بنی ورتاجن پر سالار مقرر کیا اور دونوں کو آپس میں مشورے کا حکم دیا۔ ان دونوں کے ساتھ اپنی حکومت کے پروردہ علی الحسانی اور ابوبکر بن ابراہیم بن عبدالقوی کو شامل کیا جو بنی توجین کے شریف الاصل لوگوں میں سے تھا۔

لغرارہ پر محمد بن عمر بن مندیل کو سالار مقرر کیا اور اسے بھی ان کے ساتھ شامل کر دیا۔ انہوں نے راشد کی طرف مارچ کیا اور جب اس کی فوجوں نے دیکھا تو وہ اپنے مغراوہ مددگاروں کے ساتھ بنی بوسعید کے پہاڑ میں چلا گیا اور اس نے اپنے چچا یحییٰ بن ثابت کے بیٹوں علی اور حمو کو مازونہ میں اتارا اور انہیں شہر کنٹرول کرنے کا حکم دیا۔ وہ پہاڑ پر سے ان کی نگرانی کرنے لگا اور سلطان کی فوجوں نے بلاد مغراوہ میں آکر اس کے میدانوں پر قبضہ کر لیا۔

مازونہ میں قیام کیا اور اس کے میدانوں میں اپنی چھاؤنی میں متحرک ہو گئے اور ناکہ بندی کر دی علی اور اس کی قوم نے بنی دیں کے پڑاؤ پر اچانک حملہ کرنے کو غنیمت جانا اور انہوں نے ۷۰۱ھ میں ان پر شب خون مارا اور پڑاؤ منتشر ہو گیا علی نے محمد بن الخیری کو گرفتار کر لیا پھر وہ اس کے سامنے ڈٹ

گئے اور پڑاؤ کیا پھر اپنے محاصرے کی جگہ پر آ گیا ان کی حالت خراب ہوگئی تو محمد بن یحییٰ سلطان کے حکم کے مطابق ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے اس کے پاس بھیج دیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا پھر علی دوسری بار بغیر کسی عہد کے اترا تو انہوں نے اسے واپس سلطان کے پاس بھیج دیا۔

اب وہ راشد کو مانوس کرنے کیلئے جو اپنے پہاڑ میں بغاوت کئے ہوئے تھا اس کے ساتھ نہایت عزت واحترام کے ساتھ پیش آیا ۷۰۳ھ میں بزورِ قوت وہاں کے باشندوں پر حملہ کر دیا تو ان میں سے ایک عالم مر گیا اور اس کا سر سلطان کے دارالخلافہ میں لایا گیا انہیں محصور لوگوں میں خوفزدہ کرنے اور جنگ بند کرنے پر آمادہ کرنے کیلئے پھینک دیا گیا۔

جب سلطان نے اپنے بھائی یحییٰ کو بلادِ مشرق پر امیر مقرر کیا اور اسے سرحدوں پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا تو راشد نے بنی یوسعید کے اپنے قلعے سے جنگ کی اور شب راشد نے ان کے پڑاؤ پر شب خون مارا تو وہ پراگندہ ہو گئے اس نے بنی مرین کی ایک جماعت کو قتل کیا جس نے سلطان کو دکھ ہوا اور اس نے اپنے چچا یحییٰ کے بیٹوں علی اور محمو کو اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے ساتھ قید تھے قتل کرنے کا حکم دے دیا چنانچہ انہیں تنوں پر چڑھا دیا گیا اور تیر مارے گئے اس کے بعد راشد اپنے قلعہ سے اتر آیا اور بتجہ چلا گیا۔

منیف بن ثابت اور مفرادہ کے اوباش لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور دوسرے لوگ اپنے امیر محمد بن عمر بن مندیل کے پاس چلے گئے جیسے سلطان نے امیر مقرر کر رکھا تھا پھر راشد اور منیف سے ثعالبہ اور ملیکس کے خوارج سے کھلم کھلا جنگ ہوئی امیر ابو یحییٰ دوبارہ اپنی فوجوں کے ساتھ ان کی طرف گیا اور ان کی پہاڑوں میں ان کے ساتھ جنگ کی انہوں نے مصالحت کی خواہش کی تو سلطان نے ان سے مصالحت کر لی اور منیف بن ثابت اپنے بیٹوں اور خاندان کے ساتھ اندلس چلا گیا وہ آخری ایام وہیں رہے راشد بلاد موحدین میں چلا گیا اور محمد بن عمر مندیل ۷۰۵ھ میں سلطان کے پاس گیا اس نے ان کی بہت عزت کی اور بلاد مفرادہ درست ہو گئے سلطان ان کا خود مختار حاکم بن گیا اور اس نے ان کی طرف عمال کو بھیجا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاں تک وہ ۷۰۶ھ میں فوت ہو گیا۔

بلاد توجین کے فتح ہونے اور اس سے ملے جلے واقعات: ...... جب یوسف بن یعقوب نے تلمسان سے جنگ کی اور اس کا گھیراؤ کر لیا بنی عبدالواد پر متغلب ہو گیا اور بلاد توجین پر قبضہ کرنے کیلئے بڑھا تو عثمان بن یغمراسن نے انہیں ان کے مواطن میں مغلوب کر لیا تھا جبل وانریس پر قبضہ کر لیا تھا اور ۷۰۱ھ میں بنی عبدالواد میں حکومیت اور غزل اور ٹیکس لینے میں متعارف ہو گیا تھا سلطان نے اسے بطحا کی تعمیر کا حکم دیا جسے محمد بن عبدالقوی نے برباد کیا تھا اس نے اسے تعمیر کیا اور مشرق کی جہت میں دور تک چلا گیا۔

پھر اپنے بھائی کے دارالخلافے کی طرف پلٹا اور ۷۰۲ھ میں بلاد بنی توجین پر حملہ کر دیا بنو عبدالقوی صحرا میں اپنے مضافات میں بھاگ گئے درِدہ جبل وانریس میں داخل ہو گیا اور وہاں کے قلعوں کو مسمار کر دیا پھر المحفرہ کی طرف واپس آ گیا پھر ۷۰۱ھ تافرکنیت کے باشندوں نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور انہوں نے بعد ازاں ان کی اطاعت کو توڑ دیا المریہ کے باشندوں سلطان کو اپنی اطاعت بھیجی جسے اس نے قبول کیا اور قر اس کے قصبہ کے بنانے کا اشارہ کیا بعد میں بنو عبدالقوی نے غور و فکر کے بعد اطاعت میں شامل ہو گئے۔

۷۰۳ھ میں اس کے شہر منصورہ میں اس کے پاس گئے جس نے تلمسان کا گھیراؤ کیا ہوا ہے اس نے ان کی اطاعت کو قبول کیا اور ان کی سابقیت کا لحاظ رکھا انہیں بلاد کی طرف واپس کر دیا انہیں جاگیریں دیں اور علی بن عبدالناصر بن عبدالقوی کو ان کا امیر مقرر کیا۔

۷۰۴ھ میں اسے المریہ کے قصبے کی تعمیر کا اشارہ کیا جو ۷۰۵ھ میں مکمل ہو گیا اس نے دوران علی بن الناصر فوت ہو گیا تو اس نے محمد بن عطیہ اصم کو ان کا امیر مقرر کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس وہ اطاعت پر قائم رہا پھر اس نے ۷۰۶ھ میں بغاوت کر دی اور اپنی قوم کو مخالفت پر آمادہ کیا وطن سے نکل گئے یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا۔

تونس اور بجایہ کے افریقی ملوک کے زناتہ سے خط و کتابت کے حالات وواقعات

ملاک افریقہ (بنی ابی حفص) کے اہل مغرب زناتہ بنی مرین اور بنی عبدالواد کے ساتھ مشہور پرانے تعلقات تھے اور یغمراسن اور اس کے بیٹے کی

معروف اطاعت و بیعت کرتے تھے امیر ابوزکریا بن عبدالواحد کے تلمسان پر متغلب ہونے اور وہاں پر اس کے یغمر اسن کو امیر مقرر کرنے سے وہ اپنے منابر پر انکو دعوت دیتے تھے مسلسل ان کی یہی حالت رہی اسی طرح ان کے بنی مرین کے ساتھ بھی تعلقات دوستانہ تھا کیونکہ بنو مرین اپنی امارت کے آغاز سے ہی امیر ابوزکریا سے گفتگو کرتے تھے اور جن بلاد پر وہ متغلب ہوئے تھے جیسے مکناسہ مصر مراکش ان کی بیعت بھی اسے بھیجتے تھے المتصر اور یعقوب بن عبدالحق کے عہد سے لیکر اس کی ان سے مخلصانہ دوستی تھی اور وہ حاکم مراکش کے خلاف بطور مدد انہیں مال اور تحائف دیتے تھے۔

ہم نے ان کی سفارت کا ذکر کیا ہے جو ۶۶۵ھ میں دونوں کے درمیان ہوئی تھی یعقوب نے عامر بن ادریس عبداللہ بن کندوز محمد الکنانی کا وفد بھیجا تھا اس کے بعد المتسفر نے ۶۷۶ھ میں موحدین کے سردار یحیٰ بن صالح الہنتانی کو موحدین کے مشائخ کے وفد میں اس کے پاس قیمتی تحائف دے کر بھیجا تھا پھر ۶۷۹ھ میں الواثق نے اپنے بیٹے قاضی بجایہ ابوالعباس احمد انصاری کو قیمتی تحائف دے کر بھیجا۔

اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ ال ابی حفص کی حکومت پراگندہ ہوگئی امیر زکریا بن امیر اسحٰق بن یحیٰ بن عبدالواحد اپنے تلمسان کے گھونسلے سے اڑ کر عثمان بن یغمر اسن کے گھونسلے میں چلا گیا اور بجایہ کے قریب ہو کر ۶۸۳ھ میں اس پر قابض ہو گیا اس کے ساتھ قسطنطنیہ اور بونہ کو بھی شامل کر لیا اور ان دونوں کو اپنی حکومت کی عملداری بنا لیا انہیں اپنی حکومت کا تخت گاہ بنالیا اور عثمان بن یغمر اسن اس کے اپنے ملک سے فرار ہونے پر متاسف ہوا کیونکہ اسے اس کے چچا ابو حفص حاکم تونس کی دعوت سے وابستہ رہنا لازم تھا پس اسے یہ بات گراں گزری اور اس نے اسے ناپسند کیا اور مسلسل یہی حالت قائم رہی۔

''سلطان یوسف بن یعقوب کا تلمسان کی ناکہ بندی کرنا'':......اور جب سلطان یوسف بن یعقوب تلمسان کی ناکہ بندی کے لئے آیا اور اس نے اس کے میدان میں اپنی حکومت کی بنیادیں استوار کیں اور اپنی فوجوں کو شہروں اور جہات کو نگلنے کے لئے بھیجا موحدین نے بھی اپنے اوطان میں اس سے خوف محسوس کیا۔

امیر ابوزکریا تدلس کی جہات میں اس کے دارالخلافے اور عملداری کا حمایتی تھا راشد بن محمد نے سلطان ابو یعقوب سے علیحدہ ہو کر اس سے رابطہ کیا پھر اس کے تعاقب میں ان جہات میں فوجیں آ گئیں تو موحدین کی فوج نے ۶۹۹ھ جبل الزاب کی جانب کیا پس انہوں نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اس پر حملہ کیا اور اس کی فوجوں کو قتل کیا لگاتار ان میں قتل عام ہوتا رہا یہاں تک ان کی ہیاں ان کے مقتل میں عبرت کے طور پر باقی رہیں امیر ابوزکریا بجایہ واپس آ کر محصور ہو گیا اور اسی واپسی پر ساتویں صدی کے شروع میں فوت ہو گیا ساتھ ہی اس کے اور امیر زوادرہ کے درمیان عثمان بن بساع بن یحیٰ بن درید بن مسعود البلاط کے مقرر کرنے پر ناراضگی ہوگئی وہ ۷۰۱ھ میں سلطان کے پاس گیا اور اسے بجایہ کی حکومت کا لالچ دیا اس پر حملہ کرنے کیلئے اس سے مدد مانگی پس اس نے بھائی امیر ابو یحیٰ کو جہاں وہ مفرادہ، ملیکش اور ثعالبہ سے برسر پیکار تھا اشارہ کیا کہ وہ موحدین کی عملداریوں پر حملہ کردے اور عثمان بن سباع اور اس کی قوم کے آگے راستہ تلاش کرتے چلے یہاں تک کہ امیر یحیٰ اپنی فوجوں کے ساتھ بجایہ سے آگے گزر گیا اور بجایہ کے مضافات میں اوطان سدو میکش میں تاکرات میں اترا۔

اس نے بلاد سدو میکش میں جھانکا اور الٹے پاؤں واپس آیا اس کی فوجوں نے بجایہ کے میدان کو پامال کیا اور وہاں پر امیر خالد بن یحیٰ موجود تھا اس نے ایک دن اس سے کھلم کھلا جنگ کی جس میں سلطان ابوالبقاء کے مددگاروں نے اپنے سلطان کے معاملے کو آشکارا کر دیا اس نے سلطان کے باغ جسے بدیع کہتے تھے کے متعلق حکم دیا تو اس نے اسے برباد کر دیا اور شہروں پر قبضہ کر کے واپس آیا موحدین کے مضافات سے اعتراض کیا اور اس زمانے میں تونس کا حکم محمد بن المستنصر تھا جس کا لقب ابو عصیدہ بن یحیٰ الواثق تھا۔

اس نے اپنی حکومت کے شیخ الموحدین محمد بن الکماز یر کو جو کہ رابطہ کے اسباب مضبوط کرنے والا اور سلف کے تعلقات کو مستحکم کرنے والا تھا سلطان کے پاس بھیجا پس وہ اپنی قوم کے مشائخ کے ساتھ شعبان ۷۰۳ھ کو گیا اور حاکم بجایہ امیر ابوالبقاء خالد نے اس سے بات چیت کی اور اسی طرح اس نے بھی اپنی حکومت کے مشائخ کو بھیجا سلطان نے ان کی آمد و رفت پر ان سے حسن سلوک کیا۔

۷۰۴ھ میں محمد الکماز یر واپس لوٹا اور اس کے ساتھ شیخ الموحدین اور سلطان کا مصاحب ابوعبداللہ بن یز ریکن بھی عظمائے موحدین میں شامل

تھا۔ حاکم بجایہ نے اپنے صاحب ابو محمد الرخامی اور اپنی حکومت کے شیخ الموحدین عیاد بن سعید عیثمن کو بھیجا اور سب ۳ جمادی الاول کو سلطان کے پاس گئے سلطان نے ان کی بہت عزت کی اور انہیں اپنے گھر میں اپنے آپ تک پہنچایا اور انہیں اپنی حکومت کا تخت دکھایا انہیں باغات اور محلات میں آرائش وزیبائش کرنے کے بعد گھمایا تو ان کے دل جلال وعظمت سے لبریز ہو گئے۔

پھر اس نے انہیں مغرب کی طرف بھیجا تاکہ وہ فاس اور مراکش میں بادشاہ کے محلات کا چکر لگائیں اور اپنے سلف کے آثار کا مشاہدہ کریں۔ اس نے عمال مغرب کو اشارہ کیا کہ وہ انہیں خوب تحائف دیں اور ان کی حد درجہ تعظیم وتکریم کریں پس انہوں نے اس بارہ میں حد کر دی اور وہ جمادی الاولیٰ کے آخر میں اس کے دارالخلافے کی طرف واپس آ گئے۔ اپنی پیامبری اور اپنے وفد کی عزت افزائی کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے اپنے ملک کو لوٹ گئے پھر اس کے بعد ان کے ملوک نے ۷۰۵ھ میں دوبارہ سلطان سے خط وکتابت کی پس ابوعبداللہ بن اکماز پر تونس سے اور عیاد بن سعید بجایہ سے گیا اور سلطان نے اپنے ایلچی کے ساتھ جو اس کے دارالخلافے کا مفتی تھا فقیہ ابوالحسن تونسی اور علی بن یحییٰ ابرکشی کو بھیجا یہ دونوں ایلچی اس کے بحری بیڑے کی مدد کا مطالبہ کرنے گئے تھے۔

پس انہوں نے اپنی پیامبری کا فرض ادا کیا اور ۷۰۵ھ میں واپس لوٹ آئے اس کی خبر موحدین کے مشائخ میں سے ابوعبداللہ المروزی نے پہنچائی اور اس کے ساتھ ہی حسون بن محمد بن حسون کناسی کی آمد بھی ہوئی جو سلطان کا پروردہ تھا جیسا کہ اس نے اسے ابن عیثمن کے ساتھ امیر البقاء (حاکم بجایہ) کے ساتھ بحری بیڑے کے مطالبے کیلئے خط وکتابت کے لئے بھیجا تھا۔

انہوں نے اسے معذرت کے ساتھ واپس کر دیا اور اس کے ساتھ عبداللہ بن سلیمان کو بھیجا تو سلطان نے اسے خوش آمدید کہا اور عامل دھران کو اشارہ کیا کہ وہ بحری بیڑے کے ارادے کی حد درجہ تکریم کرے۔ پس انہوں اس بارے میں اس کے طریق کو اختیار کیا اور سب نہایت اچھی طرح واپس لوٹے۔ سلطان کو ان کے بحری بیڑے کی ضرورت نہ رہی کیونکہ بلاد سواحل سے جنگ کا وقت گزر چکا تھا۔

اور امیر ابوزیان بن عثمان حاکم تلمسان کو بھی خبر پہنچ گئی جس نے ۷۰۳ھ کے آخر میں اپنے باپ عثمان بن یغمراسن کے وفات کے وقت محاصرہ کے ایام میں بیعت کی تھی موجودین نے اس کے دشمن سلطان یوسف بن یعقوب کی دوستی میں جو کچھ کیا اور اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ جو اس کی مدد کی اس کی خبر بھی اسے پہنچ گئی۔ اس بات نے انہیں غصہ دلایا اور یغمراسن کے عہد سے ان کے منابر پر جو دعا ہوتی تھی انہوں نے اسے بند کروا دیا اور ابھی تک انہوں نے اپنی دعوت کو نہیں دھرایا اور اس رجوع کے ساتھ ہی سلطان راہی عالم بقاء ہوئے۔ (والبقاء للہ وحدہٗ)

فصل:

مشرق اقصیٰ کے ملوک کی خط وکتابت، تحائف اور سلطان کے پاس امرائے ترک کی آمد ورفت کے حالات وواقعات

جب سلطان نے مغرب اوسط کے مقبوضات اور مضافات پر قبضہ کیا تو اطراف کے ملوک اور مضافات وجنگلات کے اعراب نے اسے مبارکباد دی اور راستے درست ہو گئے مسافر آفاق تک جانے لگے اہل مغرب نے اپنے فرض کی ادائیگی کیلئے از سر نو عزم کیا اور سلطان سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ حاجیوں کے قافلے کو منہ کی طرف سفر کی اجازت دے اور اس کا عہد بھی راستوں کی خرابی اور حکومتوں کو برا جاننے کے لحاظ سے اس جیسا تھا پر اسی اثناء کہ سلطان سوچ بچار کر رہا تھا

فوراً اس کے دل میں حرم الٰہی اور روضہ نبوی ﷺ کا شوق پیدا ہوا اس نے ایک نہایت خوش خط مصحف کا حکم دیا اور اسے بہترین کاتب احمد بن الحسن نے لکھا اس کے حجم کو بڑا کیا اور ایک شاندار پردے کا کام کیا اس میں عدتی اور یاقوت کے گھونگھوں میں پروئے ہوئے سونے کے بہت سے چھلے

بنائے اوران میں پھلوں کے درمیان پتھر بنائے جودوسرے پتھروں سے مقدار شکل اور خوبصورتی میں بڑھ کرتے تھے۔

بہت سے محفوظ کرنے والے برتن لئے اسے حرم شریف کیلئے وقف کیا ۷۰۳ھ میں اسے حاجیوں کے ساتھ بھیجا اور اس قافلے کیلئے فکر مند ہوا اور ان کے ساتھ زنانہ کے پانچ سو سے زیادہ جانباز محافظوں کو بھیجا اور اہل مغرب کے سردار محمد بن وغبوش کو ان کا قاضی بنایا۔ دیار مصر کے حاکم سے گفتگو کی اور اسے اپنی مملکت کے مغرب کے حاجیوں کے بارے میں وصیت کی اور اسے اپنے ملک کی عمدہ چیزیں تھنہ میں رہیں جن میں خالص عربی گھوڑے، چار سو سک رفتار سواریاں دیں جنھیں مطایا کہا جاتا ہے۔

یہ بات مجھے اس شخص نے بتائی جس سے میں ملا تھا جو مغرب کی عمدہ اور ضروری استعمال کی چیزوں کی خوبیاں بیان کرتا تھا انہیں اہل مغرب کے حاجیوں کے ساتھ لے گیا۔ پس انہوں نے ۷۰۴ھ میں حج کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا اور سلطان نے ان کی راہنمائی کیلئے ابوزید غفاری کو مقرر کیا۔ وہ ماہ ربیع الاول کو تلمسان سے روانہ ہوئے اور اولین حاجیوں پر اول میں مصحف بردار تھے۔ بسیدہ بن ابی نمی ترکی سلطان سے علیحدہ ہو کر ان کے ساتھ سلطان شریف کے پاس گیا کیونکہ اس نے ان کے دو بھائیوں حمیضہ اور مثیہ کو ان کے باپ ابی نمی (حاکم مکہ) کی وفات کے بعد گرفتار کرلیا تھا۔

سلطان نے ان کی حد درجہ تکریم کی اور اسے مغرب کی طرف بھیج دیا تا کہ وہ اس کے اطراف میں گھومے اور حکومت کے نشانوں اور محلات میں پھرے۔ اس نے عمال کو بھی اشارہ کیا کہ وہ بھی اسی طرح اس کی تکریم کریں اور تحفے دیں ۷۰۵ھ میں وہ سلطان کے دارالخلافے میں واپس آ گیا اور وہاں سے مشرق کو گیا مغرب کی سرداروں میں اس کے ساتھ ابوعبداللہ نے حج کے لئے مصاحبت کی ۷۰۵ھ میں دوسرے حاجیوں کے قافلے کا راہنما ابوزید غفاری بھی پہنچ گیا۔

اس کے پاس سلطان کے لئے شرفائے اہل مکہ کی بیعت بھی تھی کیونکہ حاکم مصر نے ان کے بھائیوں کو پکڑ کر انہیں ناراض کر رہا تھا۔ سلطان نے جب ان کو ناراض کیا تو اس وقت ان کی یہ حالت تھی اور المنتصر بن ابی حفص کے حالات میں اس قسم کے واقعات پہلے بیان ہو چکے۔ انہوں نے سلطان کو بیت اللہ کے غلاف کا ایک کپڑا دیا جس سے اسے بہت محبت تھی اور اس نے اس سے جمعہ اور عیدین کیلئے پہنے کے کپڑے بنائے جنہیں وہ برکت کے لئے کپڑوں کے درمیان رکھتا تھا۔

صحراء میں لوٹ مار:......۸۰۷ھ میں جب یہ بلاد حسن کے صحراء میں پہنچے تو اعراب نے انہیں لوٹ لیا اس کے بعد وہ مصر کی طرف روانہ ہو گئے اور دوبارہ مغرب کی طرف رخ نہ کیا کبھی کبھار ملوک مغرب ان کے پاس تحفے تحائف بھیجتے رہتے تھے اور یہ بھی انکا بدلہ دیتے تھے۔ اس زمانے میں یہ مشہور تھا کہ جن لوگوں نے انہیں لوٹا تھا وہ حصین کے اعراب تھے اور انہوں ابوحمو کے کہنے پر اب کیا تھا کیونکہ ان کے درمیان پرانی عداوتیں تھیں۔

ملک الناصر کا عتاب نامہ:......ہمارے شیخ محمد بن ابراہیں ایلی نے مجھے بتایا کہ میں سلطان کے حضور حاضر تھا کہ ملک الناصر کا ایلچی انکا مکتوب لیکر پہنچا جس میں امراء کے بارے میں اور انہیں جو راستے میں اعراب نے تکالیف پہنچائی تھیں انکا ذکر تھا اور اسپر ناراضگی کا اظہار تھا اس کے ساتھ ہی اپنے ملک کے بلسان کے تیل کے دو پیالے اور پانچ تیر انداز تیرک غلام جوعری اور عقب کی کمانوں سے تیراندازی کرتے تھے۔ سلطان نے ان ہدایا کو کم سمجھا اور اپنے کاتب قاضی محمد بن ھد یہ کو بلایا اور ملک الناصر کی طرف درج ذیل مکتوب روانہ کیا۔

''آپ نے ایلچیوں کے بارے میں اور انہیں راستے کی تکالیف کے بارے میں ناراضگی کا اظہار کیا ہے تو میرے پاس موجود ہیں اور میں نے انہیں خوفناک راستوں اور اعراب کے لوٹ مار سے آگاہ کیا تھا لیکن انکا جواب یہ تھا کہ ہم ان لوگوں سے کیسے خوف کھا سکتے ہیں جو اپنے بارے میں دھوکہ خوردہ ہیں اور انکا خیال ہیکہ اسکا حکم جنگلات کے اعراب میں بھی نافذ ہوتا ہے۔ اب رہا تحفہ تو ہم صحرائی لوگ ہیں اور تیل کو صرف تیل ہی خیال کرتے تھے اور تیرانداز غلام تو ان کے ساتھ ہم شبیلیہ فتح کر چکے ہیں اور اب تمھاری طرف بھیج رہے ہیں تا کہ تم بغداد فتح کرلو۔ والسلام۔

ہمارے شیخ کا بیان ہیکہ لوگوں کو اس بات کا یقین تھا کہ انکا لوٹنا اسی کے حکم سے تھا اور یہ اس کے دل کی بات پر دلیل ہے'' اور تیرا اللہ ان باتوں کو جانتا ہے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

فصل:

ابن الاحمر کی بغاوت، امیر ابوسعید

کا سبتہ پر قبضہ کرنے اور عثمان بن العلاء کا غمارہ کی طرف خروج کرنا

۶۹۳ھ میں سلطان ابن الاحمر کے طنجہ آنے پر سلطان نے اس سے دوستی کا معاہدہ کر لیا۔ سلطان ابن الاحمر فصتیہ کے نام سے مشہور تھا۔ چنانچہ وہ اپنے دشمن کے لئے فارغ ہو گیا اور یہ معاہدہ کافی عرصہ تک قائم رہا یہاں تک کہ ۷۰۱ھ ماہ شعبان میں اسکا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اندلس کی حکومت کو اس کے بیٹے محمد نے سنبھالا جس کا لقب مخلوع تھا لیکن کچھ ہی عرصے کے بعد اس کے کاتب ابوعبداللہ الملقب ابن الحکیم نے اپنی ہوشیاری اور چالاکی سے حکومت پر قبضہ کر لیا اور ایک حد تک خودسر ہو گیا۔

یہاں تک کہ ان دونوں کو اس کے بھائی ابوالجیوش نصر نے ۷۰۸ھ میں قتل کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اپنے دورِ حکومت کے شروع میں اس نے سلطان سے دوستی سے پختہ کرنے کے لئے اپنے وزیر عزیز الدانی اور کاتب ابوعبداللہ ابن الحکیم کو اس کے پاس بھیجا۔ اس وقت سلطان نے تلمسان کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ سلطان نے دوستی اور امن کے معاہدہ کی تجدید کی اور پھر وہ دوبارہ واپس آ گئے۔

سلطان کا اندلس کے پیادوں اور تیراندازوں سے مدد دینا:...... سلطان نے انہیں اندلس کے پیادوں اور تیراندازوں کے ذریعے مدد دی اور ایسی پر اسکا حصہ سلطان کی طرف بھیج دیا جو ۷۰۲ھ میں سلطان کے پاس پہنچ گیا۔ پھر محمد بن الاحمر المخلوع نے ھراندہ بن شانجہ کو اوفونش کے پاس بھیج کر اس سے صلح کر لی۔ جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو اس نے ۷۰۳ھ کے آخر میں انکا حصہ ناراضگی کی وجہ سے واپس کر دیا۔ سلطان کو اس بات کی خبر ان کے آنے سے ایک سال پہلے ہی معلوم ہو چکی تھی لیکن سلطان نے اس غم کو اپنے دل میں چھپا لیا اور انپر ظاہر نہ کیا۔

ابن الاحمر کا سلطان کی مزاحمت کے لئے تیاری کرنا:...... ابن الاحمر اور اس کے ساتھیوں نے سلطان کے خلاف حملہ کرنے اور مزاحمت کرنے کے لئے تیاری شروع کی اس کے لئے اس نے اپنے چچازاد رئیس ابوسعید خرج بن اسماعیل بن محمد بن نصر حاکم مالقہ سے مدد طلب کی جو اسکا قرابت دار تھا اور غربیہ کی سرحد میں اس کی حکمرانی تھی۔ اس نے اسے سلطان کی اطاعت چھوڑنے، ابن العزفی کو گرفتار کرنے اور ابن الاحمر کی طرف رجوع کرنے کے لئے اہل سبتہ سے سازش کرنے کا اشارہ کیا۔ اہل سبتہ کی حکمرانی ۶۷۷ھ سے ابراہیم الفقیہ ابوالقاسم العزفی کے بیٹے ابوحاتم کے پاس تھی۔

ابوطالب حکم میں اسکا مددگار تھا لیکن اس نے ریاست کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے اس سے سرکشی اختیار کر لی۔ شروع شروع میں ان دونوں کی سیاست میں سلطان کی اطاعت اس کے محلات سے دور رہنا اور حتی المقدور سلطان کی کوست سے بچنا شامل تھا۔ لہٰذا انہوں نے شریف گھرانوں کے قائد عبداللہ بن مخلص کو قصبہ کے محافظوں اور احکام نافذ کرنے کا کام سونپا۔

اس وجہ سے وہ سالوں تک مقتدر رہا۔ پھر یحییٰ بن ابی طالب کے طعنہ ملوکی کی وجہ سے وہ ناراض ہو گیا اور رشتہ داروں میں اس کے احکام نافذ اس کے باپ نے اسپر اعتماد ہونیکے باوجود اس سے محافظوں کو عطیات دینے کے لئے ٹیکس کا حساب مانگا۔ ان تمام حالات کے باوجود وہ سلطان کے پاس جانے کے پابند رہے۔ جب سلطان اور ابن الاحمر کی دوستی کے درمیان خلا واقعہ ہو گیا اور اس نے سبتہ سے سازش کا معاہدہ کر لیا تو اب اس نے حاکم قصبہ کے پوشیدہ غم کو جان لیا۔

امیر ابوسعید کی سازش:...... مالقہ کی سرحد حاکم اور ستبہ کا پڑوسی رئیس ابوسعید نے اس سے بنی العزفی اور سلطان کے خلاف سازش کی اور اس کام کے لئے اس نے اپنے بحری بیڑوں پیادوں، سواروں، تیراندازوں اور خوراک کو جمع کیا اور اپنے عوام کو اس کام سے بالکل بے خبر رکھا۔ ۲۷ شوال ۷۰۵ھ کو اس نے سبتہ چھوڑ دیا بعد میں حاکم قصبہ کے مقرر کردہ وقت کے مطابق اس کے پاس پہنچ گیا اور قلعہ میں داخل ہو کر فصیلوں پر اپنے جھنڈے لہرا دیئے اور اس کی

فوجوں سے شہر بھر گیا، پھر وہ سوار ہو کر بنی الغزنی کے گھر گیا۔ الغزنی ان کے والد اور خواص کو گرفتار کر لیا۔ سلطان کو یہ خبر غرناطہ میں ملی۔

وزیر پر عبداللہ بن الحکیم نے پہنچ کر شہر میں عام معافی کا اعلان کر دیا اور لوگوں کو انصاف مہیا کیا۔ ابن الغزنی کو کشتی میں سوار کرا کر مالقہ بھجوا دیا۔ اس کے بعد وہ ابن الاحمر کے پاس غرناطہ آئے جہاں ان کی خوب آؤ بھگت کی گئی۔ ابن الاحمر نے ان کے لئے بڑے بڑے جلسے منعقد کیے اور ان کے لئے لوگوں سے بیعت لی۔ انہیں محلات میں لے جایا گیا وظائف دیئے گئے۔ اس کے بعد وہ مغرب کی طرف چلے گئے۔ جیسا کہ ہم آگے اس کا ذکر کریں گے۔

امیر ابوسعید کی خود مختاری:..... سبتہ میں ابوسعید کی خود مختاری کے بعد اس نے اطراف میں اپنے چچازاد حاکم اندلس کی دعوت کو قائم کیا۔ بنی مرین کے شریف الاصل لوگوں میں سے عثمان بن ابی العلاد بن عبداللہ بن عبدالحق نے ابوسعید کی محبت میں سمندر پار کر لیا۔ ابوسعید نے اسے مغرب کی حکمرانی کا لالچ دیا۔ اس سلسلے میں اس نے قبائل غمارہ سے گفتگو کی تو وہ پریشان ہو گئے۔ ان تمام حالات کی خبر سلطان کو اس وقت ملی جب وہ تلمسان کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ چنانچہ سلطان نے فوراً اپنے بیٹے امیر ابوسالم کو فوجوں کے ساتھ اس سازش کو کطلنے کے لئے بھیجا۔ لہٰذا اس نے وہاں پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا۔

لیکن پھر عثمان بن ابی العلاء نے ان پر زبردست شب خون مارا جسکی وجہ سے انہیں شکست ہوئی اور وہ بھاگ گئے۔ سلطان اس بات سے ناراض ہو گیا۔ عثمان بن ابی العلاء سبتہ کے نواح اور بلاد غمارہ میں چلا گیا اور تکیاس پر غالب آ گیا ۷۰۶ھ سلطان نے تلمسان کے معاملے میں اسپر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اگر قضاء اس کی ہلاکت میں حائل نہ ہوتی تو اس کے انتشار کے تمام اسباب موجود تھے۔ جیسا ہم آگے ذکر کریں گے۔

فصل:

بنی عبدالواد میں سے بنی کمی کے بغاوت کرنے اور ارض سوس میں ان کے خروج کے حالات

بنو عبدالواد کا یہ قبیلہ بنی علی کے بطون اور ایت الوقاسم کی قوم سے ہے۔ ان کی ریاست کندوز کی طرف جاتی ہے۔ جب زیان علی بن ثابت بن محمد کی اولاد جو طاع اللہ کی اولاد میں سے ہیں کا امیر بن گیا تو کندوز اس سے حسد کرنے لگا چنانچہ اس کے چند لوباش ساتھیوں نے اسے قتل کر دیا۔ یوں اولاد علی کی امارت جابر بن محمد بن یوسف نے سنبھال لی۔

امارت انمیں منتقل ہوتی رہی بالآخر دوبارہ حکومت ثابت بن محمد کے لڑکے ابوعزہ زکرار بن زیان کو مل گئی لیکن اس کی حکومت کرنے کے کچھ عرصے کے بعد بنی کمی زور بنی طاع اللہ کے درمیان اتحاد ہو گیا اور وہ اپنی پرانی عداوتوں کو بھول گئے۔ یغمراسن بن زیان کو انہوں نے اپنا امیر منتخب کر لیا۔ اب عبدالواد کے تمام قبائل ان کے ساتھ تھے۔ کچھ ہی عرصے کے بعد یغمراسن نے اپنے باپ زیان کے قاتل کندوز کو اس کے گھر میں دھوکہ سے قتل کر دیا۔

کندوز کا قتل:..... یغمراسن بن زیان کو دعوت میں بلایا اور اپنے بھائیوں کو بھی دعوت دی اور جب وہ اطمینان سے اپنی جگہ بیٹھ گیا تو اس کی گردن کاٹ کر اپنی ماں کے پاس بھیجی۔ اس نے اپنے دل کے غصہ کو نکالنے کے لئے اس کے سر کو چولہہ کا تیسرا پایا بنا کر اسپر ہانڈی رکھدی۔ اس کے بعد یغمراسن نے بقیہ بنی کندوز سے اپنے حق کا مطالبہ کیا تو وہ سب کے سب امیر ابی ذکریا بن عبدالواحد بن ابی حفص کے پاس جا کر مقیم ہو گئے اور کئی سال تک اس کی چوپال میں مقیم رہے۔

اس کے بعد دوبارہ مغرب کی طرف لوٹے اور اپنے ہمسر بنی مرین سے جا ملے۔ جب عبداللہ بن کندوز، یعقوب بن عبدالحق کے پاس پہنچا تو وہ اس کے ساتھ نہایت گرمجوشی اور حسن سلوک سے پیش آیا اور مراکش کی جانب اسے اس قدر جاگیریں دیں جوانکو کفایت کرنے والی تھی۔ حسان بن ابی

سعید الصبیحی اور اس کے بھائی موسیٰ کو ان کے اونٹوں کے لئے چراگاہ تلاش کرنے پر مقرر کیا۔

عبداللہ بن کندوز کے مقام کو اپنی مجلس میں بلند کیا اور اس کے بہت سے امور میں اس کے لئے کافی ہوگیا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ۶۶۵ھ میں یعقوب بن عبدالحق بن کندوز کو عامر بن ادریس کے ساتھ حاکم افریقہ کے المستنصر کے پاس بھیجا جبکہ بنو کندوز مغرب اقصیٰ ہی میں مقیم ہوگئے اور بنی مرین کے مددگاروں میں شامل رہے۔

عبداللہ بن کندوز کی وفات:...... عبداللہ بن کندوز کی وفات کے بعد اس کے بیٹے عمر کو امارت ملی۔ سلطان یوسف بن یعقوب نے جب اپنے عزائم کو بنو عبدالواد کی طرف پھیرا اور تلمسان سے مقابلہ کرنے کے لئے اسکا طویل محاصرہ کیا۔ ان حالات میں جب بنو مرین اور ان کے عزیز واقارب نے بنو عبدالواد پر احسان کیا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا تو بنو کندوز نے تکبر کی وجہ سے سلطان کی مخالفت اور بغاوت کرنے کا ارادہ کرلیا۔ ۷۰۳ھ میں جاحہ میں چلے گئے۔

امیر مراکش یعیش بن یعقوب نے ۷۰۴ھ میں تادرت کے مقام پران سے جنگ کی۔ پھر دوسری جنگ ۷۰۴ھ میں تامطریت کے مقام پر کی جہاں انکوایسی عظیم الشان شکست دی کہ ہمیشہ کے لئے ان کے بازو ٹوٹ گئے۔ بنو عبدالواد کی ایک جماعت از عار اور تاکی میں قتل ہوگئی۔ یعیش بن یعقوب نے بلاد سوس میں خوب قتل عام کیا اور دار الخلافے اور ام القریٰ تارودانت کو تباہ و برباد کردیا۔

جہاں پر عبدالمومن کے سوس پر مقرر کردہ امراء میں سے عبدالرحمن بن الحسن بن یدر بھی تھا۔ جب سے موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہوا تھا معقلی عربوں اور بنو حسان کے درمیان جنگ جاری تھی اور جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا تھا۔ بنو یدر کا خیال تھا کہ وہ اس محل میں پہلے عربوں کے عہد سے قیام پزیر ہیں اور یہ وراثت میں ہمیشہ کے لئے انہیں مل چکا ہے۔ یہ سب خیالات یعیش بن یعقوب نے تارودانت کے تباہ و برباد کرنے کے ساتھ ختم کردیئے۔

ابن خلدون سے بنو عبدالرحمن کے ایک بڑے شیخ کی ملاقات:...... میں نے (ابن خلدون) سلطان ابی عنان اور اس کے بھائی ابو سالم کے بعد بنو عبدالرحمن کے ایک بڑے شیخ سے بھی ملاقات کی انہوں نے بھی مجھے اسی قسم کی بات بتائی نیز یہ کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ واللہ اعلم۔ بنو کندوز ہمیشہ صحرائے سوس میں رہے یہاں تک کہ سلطان کا انتقال ہوگیا اور وہ دوبارہ بنو مرین کی اطاعت میں آگئے اور ان کا جرم معاف کردیا گیا اور ایک زمانے تک وہی ان کے خیر خواہ اور دوست رہے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر اسکا ذکر کریں گے۔

ابو الملیانی کی سازش سے مصامدہ کے مشائخ کی وفات کے احوال:...... پچھلے صفحات میں ہم ابو الملیانی کی شان، اس کی اولیت اور دوسرے حالات بیان کرچکے ہیں اور یہ کہ سلطان بنی مرین یعقوب بن عبدالحق نے جب اسے اغمات شہر کی جاگیر عطا کی تاکہ وہ اپنا گزر بسر کرسکے تو اس نے وہاں جو کچھ موحدین کی قبریں اکھاڑ کر ان کے اعضاء کے ساتھ سلوک کیا اس سے سلطان ناراض ہوگیا۔ اسی وجہ سے موحدین نے اس پر حملہ کردیا۔ یعقوب بن عبدالحق کے انتقال کے بعد یوسف بن یعقوب نے اسے مصامدہ سے ٹیکس، وصول کرنے کے لئے عامل مقرر کیا۔ لیکن وہ صحیح طور سے مال جمع نہ کرسکا تو مشائخ نے سلطان کے پاس اس کی چغلی کی۔

چنانچہ سلطان نے اس کا محاسبہ کیا اور اسے قید کرنے کے بعد بھجوادیا اور وہیں ۶۸۶ھ میں اسکا انتقال ہوا۔ اس کے بعد سلطان نے ابو الملیانی کے بھتیجے کو اپنی خط وکتابت پر مقرر کیا۔ جب سلطان مصامدہ کے مشائخ میں سے ہنتاتہ کے سردار علی بن محمد اور کرامتہ کے سردار عبدالکریم بن عیسیٰ پر ناراض ہوا تو اس نے مراکش میں اپنے بیٹے کو دونوں کو قید کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے ان دونوں کو ان کے خواص سمیت گرفتار کرلیا۔

اس بات کا جب احمد بن الملیانی کو پتہ چلا تو اس نے بدلہ لینے میں جلدی کی اور سلطان کے بیٹے کو مراکش میں ۶۹۷ھ میں اس کے باپ کے حکم کے بارے میں ایک خط لکھا جس میں اس نے لکھا کہ ان قیدیوں کو پلک جھپکنے کی بھی اجازت نہ دی جائے اور فوراً انہیں قتل کردو۔ اور خط پر بادشاہ کی خاص علامت بھی لگادی۔ چنانچہ سلطان کے بیٹے نے انہیں فوراً قتل کردیا۔ خود احمد بن الملیانی بچ کر تلمسان شہر چلا گیا۔

قتل ہونے والوں میں علی بن محمد، عبدالکریم بن عیسیٰ، اس کے بیٹے عیسیٰ علی، منصور اور بھتیجے عبدالعزیز کو قتل کردیا۔ امیر نے جب وزیر کے ذریعے اس کی خبر اپنے باپ کو دی تو سلطان ناراض ہوگیا اور اس نے فوراً اپنے بیٹے کو قید کرنے کا حکم دیا اور امیر کے ایلچی کو قتل کردیا۔ سلطان نے احمد الملیانی کو

بہت تلاش کیا لیکن وہ آل زیان کے پاس تلمسان چلا گیا اور پھر سلطان کے ساتھ اندلس چلا گیا اور وہیں اسکا انتقال ہوا۔ اس واقعہ کے بعد سے سلطان نے عبداللہ بن ابی مدین کو اپنا خاص آدمی مقرر کیا اور علامت خاص بھی جو خطوں پر لگتی تھی اس کے حوالے کی۔

سلطان یوسف کا بچپن:......سلطان یوسف بچپن ہی سے لذت پرست تھا، شراب نوشی کرتا اور اپنے ہمنشینوں کے ہمراہ خلوت میں شراب پیتا اور موج مستی مناتا۔ فارس کے معاہدہ یہودیوں میں سے خلیفہ بن وقاصہ کو اپنا وکیل مصارف بنا رکھا تھا جس کی وجہ سے اسے شہزادے کی خلوتیں بھی نصیب ہوئی تھیں۔ وہی شہزادے کے لئے شراب کشید کرتا تھا۔ سلطان یعقوب بن عبدالحق کے انتقال کے بعد یوسف تخت نشین ہوا۔ اب پہلے سے بڑھ کے ان کی بادہ نوشی میں اضافہ ہوا اور ابن وقاصہ کو اس کے وکیل مصارف ہونگی وجہ سے کافی شہرت ملی وہ اپنی عظمت اور ریاست میں بڑھ گیا اور حکومت کی بڑائی سے اس کی قدر بڑھ گئی۔

ابن خلدون کے شیخ کا بیان:......ابن خلدون کو ان کے شیخ الایلجی نے بتایا کہ سلطان یوسف کے ایک بھائی کا نام ابراہیم اور ایک چچازاد بھائی کا نام یوسف تھا جو صغیر کے لقب سے مشہور تھا۔ بنی البستی میں ان کی رشتہ داری تھی جنکا سردار موسیٰ تھا جو آمدنی و مصارف کی ذمہ داری میں اسکا نائب تھا۔ سلطان اپنی جوانی اور لہوولعب میں مشغول رہا۔ یہانتک کہ سلطان یوسف نے علماء، شرفاء اور وزراء کی ایک جماعت کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا۔

جب موسیٰ کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے سلطان یوسف کے کاتب اور اپنے مخلص عبداللہ بن ابی مدین سے اس بات کا ذکر کر کے سلطان پر حملہ کی راہ نکال لی اور اپر ایک ہی زبردست حملہ کیا اور شعبان ۷۰۱ھ میں تلمسان کے محاصرہ کے دوران انہیں قید کر دیا اور سلطان کبیر، ابراہیم اور موسیٰ بن البستی اور ان کے بھائیوں کو قتل کر دیا اور انکا مثلہ کیا۔ خواص و اقارب کو قتل کر دیا اور کوئی بھی انمیں سے باقی نہ بچا صرف خلیفہ اصغر کو حقارت کے لئے زندہ چھوڑا یوں حکومت ان کی گندگی سے پاک وصاف ہوگئی۔

فصل:

سلطان ابو یعقوب کی وفات کے حالات

سلطان کے مددگاروں اور خواص میں سے ابوالملیانی کے عطا کئے آختہ غلام بھی تھے ان میں سے ایک کا نام سعادت تھا۔ وہ سلطان کے پاس اسوقت آیا تھا جب وہ خود مراکش کا عامل تھا۔ غلام پرلے درجے کا جاہل اور غبی تھا۔ سلطان آختہ غلاموں کو اپنے محارم سے بھی پردہ نہیں کرواتا تھا لیکن جب غلام العز کا واقعہ پیش آیا تو اب سلطان کو تمام غلاموں پر شک ہونے لگا۔

لہٰذا اس نے تمام غلاموں کو قید کر دیا۔ ان غلاموں میں ایک انکا نمبردار عنبر اکبیر تھا۔ اس نے بقیہ غلاموں کو چھپا دیا۔ اس خبیث خصی کے شیطانی نفس نے اسے سلطان پر اچانک حملہ کرنا کا مشورہ دیا۔ پھر اچانک سلطان کے کمرہ کے قریب پہنچ گیا اور اس نے دروازے پر دستک دی تو سلطان نے اسے اندر آنے کا اشارہ دیا۔ سلطان حنا لگا کر اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ اچانک اس نے سلطان پر نیزے کے کئی پے در پے وار کر کے سلطان کی آنتیں کاٹ دیں اور بھاگ گیا لیکن شام کے وقت ہی اسے تاسلہ سے پکڑ لیا گیا۔ اسے جب محل میں لایا گیا تو غلاموں اور خواص نے اسے قتل کر دیا۔

۷ ذوالقعدہ ۷۰۶ھ میں بروز بدھ وہ قتل کیا گیا اور وہیں دفن کیا گیا۔ جبکہ سلطان کی میت ابھی تک محل میں پڑی ہوئی تھی جب گھبراہٹ ختم ہوئی تو اب سلطان کو کفن دیکر اسلاف کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ والبقاء للہ وحدہ

فصل:

سلطان ابو ثابت کی حکومت کے حالات

امیر ابو عامر بن سلطان یعقوب اور اسکا ولی عہد بلاد بنی سعید، غمارہ اور الریف میں جب جلاوطنی کی حالت کی میں انتقال کر گئے تو اس نے اپنے

دولٹر کے عامر اور سلیمان کو ان کے دادا سلطان کے پاس کفالت میں چھوڑے، سلطان ان سے بہت محبت کرتا تھا حتیٰ کہ انہیں اپنے دل میں جگہ دی۔ امیر ابوثابت عامر نے اپنی قوم کو جرأت وشجاعت میں ذلیل کیا۔ بنی ورتاجن میں سے ان کے ماموں کا تعلق تھا۔

سلطان کی وفات کے بعد ان کے ماموں کو بیعت کے لئے بلایا گیا اور اس کی بیعت کر لی گئی۔ اتفاقاً اس کے باپ عز کا چچا امیر ابویحیٰ بن یعقوب بھی وہاں آ گیا اس نے بھی مجبوراً بیعت کر لی اور غم کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا کیونکہ وہ امارت کا زیادہ حقدار تھا۔ دوسری طرف وزراء اور خواص نئے شہر کی طرف اور سلطان کے بیٹے ابوسالم سے بیعت کر لی۔ قریب تھا کہ انکا اتحاد پارا پارا ہو جاتا پس اس وقت امیر ابوثابت نے عثمان بن یغمر اسن کے بیٹوں ابوزیان اور ابوحمو کو تلمسان کی طرف بھیجا اور انہیں اس سے علیحدہ ہو جانے کا معاہدہ کر لیا۔

چنانچہ بنی مرین کی اکثریت، ارباب حل وعقد امیر ابوثابت کی طرف مائل ہو گئی۔ ابوسالم کی بیعت کے لئے صرف اہل وعیال، وزراء، خواص، فوجیں، اور بے سمجھ لوگ رہ گئے۔ نئے شہر میں اسکا بسیرا تھا۔ لوگوں نے اسے جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔ لہٰذا وہ فوجوں کو منظم کرتے نکلا لیکن پیٹھ پھیر کر واپس اپنے محل میں آ گیا اور لوگوں سے آئندہ کل کا وعدہ کرنے لگا۔ لیکن لوگ اس سے مایوس ہو چکے تھے اور چپکے چپکے ابوثابت کے پاس جانے لگے۔ ابوثابت پہاڑ کی اونچی چوٹی کی چوکی پر ان کی نگرانی کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر تمام قبائل اور مددگار ابوثابت کے گرد جمع ہو گئے۔

جب اس کے پاس فوج اور مددگار جمع ہو گئے تو اب اس نے ابوسالم کے نئے شہر اور اس کے محلات کی باڑ پر حملہ کر دیا اور چوک تک پہنچ گیا، ابوزید یخلف بن عمران الفودوری اس کے مقابلہ میں نکلا تو وہ ابویحیٰ کے قلم سے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو کر سامنے آیا تو نیزوں کی ضربوں سے قتل کر دیا گیا، ابوزید کو سلطان نے اپنے انتقال سے کچھ دن پہلے ہی وزیر بنایا تھا یعنی شعبان ۷۰۶ھ میں اسے وزارت کا عہدہ سونپا تھا۔ ابوسالم اور اس کے خاندان میں سے رحو بن عبداللہ بن عبدالحق بن العباس اور عیسیٰ بن رحو، علی بن رحو اور ان کے بھتیجے جمال الدین، موسیٰ نے مغرب کی طرف راہ فرار اختیار کی لیکن انکا تعاقب کر کے انہیں ندرومہ میں گرفتار کر لیا گیا۔

ابوسالم اور جمال الدین کے قتل:......ابوسالم اور جمال الدین کے قتل کا حکم نافذ ہونے اور باقی کو چھوڑنے کے بعد سلطان کا حکم نافذ ہوا۔ اس نے شہر کے دروازے جلانے کا حکم دیا تاکہ فوج آسانی سے شہر میں داخل ہو سکے۔ ابوسالم کے وکیل آمدنی ومصارف عبداللہ بن ابی مدین نے صبح کی وقت انسے صلح کر لی۔ سلطان نے انہیں ابوالحجاج بن اشقیلولہ کے قید کرنے اور اس کے قتل کا اسکو حکم دیا تو اس نے اپنی قدیم عداوت کی بناء پر اسے قید کر کے قتل کر دیا اور اسکا سر سلطان کو بھجوا دیا۔

اس رات سلطان گھوڑے پر سوار رہا۔ اس نے شہر میں آگ روشن کرنے کا حکم دیا۔ تاریکی کو روشنی میں بدل دیا اور صبح محل میں داخل ہوا۔ اس نے نماز پڑھنے کے بعد اس کے جسم کو دفن کر دیا۔ امیر ابویحیٰ کی نمائندگی زیادہ ہونیکی وجہ سے سلطان اس کے مقام سے تنگ ہو گیا۔ چنانچہ اس نے اس بارے میں القرابہ کے سردار عبدالحق بن عثمان بن امیر ابی لفرن، محمد بن عبدالحق اور اپنے وزیر ابراہیم بن عبدالجلیل، ابوتکاسی اور ابراہیم بن البرنیانی سے گفتگو کی تو انہوں نے اسکا قتل کا مشورہ دیا۔ امیر ابویحیٰ بیعت کے تیسرے روز سوار ہو کر محل کی طرف گیا تو سلطان اسکا ہاتھ پکڑ کر بیویوں کی طرف چلا گیا تاکہ ان کے بھائی سلطان کی تعزیت کریں۔ پھر وہ خواص سے جنگ کے لئے نکلا تو سلطان اس سے پیچھے رہ گیا۔ اس نے عبدالحق بن عثمان کے ساتھ اسے گرفتار کر لیا۔ پھر سلطان بڑے اعتماد کے ساتھ ان سے مقابلہ کے لئے نکلا تو اس نے اسکا کام تمام کر دیا۔ اس نے سلطان کے وزیر عیسیٰ بن الفودوری کو اس کے ساتھ ملا دیا۔ جب اس گروہ کے ہلاکت ہونیکی خبر پھیلی تو القرابہ اس سے ڈر گئے۔

یعیش بن یعقوب اور اس کے بیٹے کا فرار:......سلطان کا بھائی یعیش بن یعقوب اسکا بیٹا عثمان جو اپنی ماں فضیت کے نام سے مشہور تھا۔ مسعود بن امیر ابی مالک، عباس بن عمو بن عبداللہ بن عبدالحق جب یہ تمام احباب فرار ہو کر عثمان بن ابی الکلاء کے پاس پہنچ گئے تو اب سلطان ہر شر سے مطمئن ہو گیا اور اس نے اپنے نظم ونسق کو مرتب کیا۔ پھر اپنے عہد کے مطابق مغرب اوسط کے تمام شہر بنی عثمان بن یغمر اسن کے حوالے کر دیے۔

عثمان بن ابی العلاء بن عبداللہ بن عبدالحق نے سبتہ میں جو لوٹ مار مچائی تھی اور سلطان کی وفات پر اس نے جو اپنی طرف دعوت دی تھی اور غمارہ کی طرف جا کر قصر کتامہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس وجہ سے سلطان نے اسے مغرب کے دارالخلافہ میں بلایا تھا۔ جدید شہر کی امارت وزیر ابراہیم کے سپرد

کرنے کے بعد سلطان نے اپنے قرابت داروں میں سے حسن بن عامر بن عبدالحق العجون کو ابی العلاء سے جنگ کرنے کے لئے افواج پر سالار مقرر کیا اور خود جدید شہر میں ان پہرداروں سے ملنے کے لئے رکا رہا جو مشرق کی سرحد پر تھے۔ جب وہ تمام سرحدوں سے بنی عثمان بن یغمر اسن کے لئے خالی ہو گئے تو اب وہ ماہ ذوالحجہ میں کوچ کر گیا اور ۷۰۰ھ کے شروع میں فارس میں داخل ہوا۔

ابوثابت کا مغرب جانا:...... ابوثابت جب تلمسانی پڑاؤ سے الگ ہو کر مغرب کی طرف گیا تو اس نے اپنے عزیزوں میں سے حسن بن عامر بن عبد الحق العجون بن السلطان کو فوجوں کے ساتھ اپنے آگے آگے ابوالعلاء سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ بلاد مراکش اور اس کے نواح میں اپنے چچازاد یوسف بن عمر بن ابی عیاد بن عبدالحق کو امیر مقرر کیا۔ لیکن اس نے وہاں پہنچ کر بغاوت کر دی اور مراکش کے ولی کو قتل کرنے کے بعد سر راہ عیاشی کی۔ یہ واقعہ جمادی الاول ۷۰۷ھ میں پیش آیا۔

پھر اپنی مہر بھی بنوائی اور اپنی حکومت کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ جب سلطان کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے وزیر عیسیٰ بن السعو داوع عوتوب بن اصناک کو پانچ ہزار فوج کے ساتھ جنگ کے لئے بھیجا اور پیچھے خود بھی اپنے دستوں کے ساتھ نکلا۔ یوسف بن ابی عیاد بھی نکلا اور ربیع سے آگے چلے گئے لیکن وہ وزیر اور اس کی فوجوں کے سامنے شکست کھا گیا اور اغمات سے ہوتا ہوا جبال ہسکورہ کی طرف بھاگ گیا سلطان ابوثابت ۱۵ رجب ۷۰۷ھ کو مراکش میں داخل ہوا۔ پھر اس نے اس سازش میں شریک لوگوں کو قتل کر دیا۔

یوسف بن ابی عیاد کا جبال ہسکورہ میں جانا:...... یوسف بن ابی عیاد جبال ہسکورہ میں مخلوف بن ہنوا کے پاس پناہ کے لئے پہنچا تو اس نے پناہ دینے کے بجائے انہیں گرفتار کر کے مراکش میں سلطان کے پاس لے آیا۔ یہ کل نو اشخاص تھے جنہوں نے سازش میں بھرپور کردار ادا کیا تھا۔ سلطان نے انہیں کوڑے لگانے کے بعد ایک ہی مقتل میں سب کو قتل کر دیا اور یوسف کے سر کو فاس بھجوا دیا اور اسے فاس کی فصیل پر نصب کر دیا گیا، پھر سازش کرنے والوں کا خوب قتل عام کیا۔

اس دوران سلطان کا وزیر ابراہیم بن عبدالجلیل ناراض ہو گیا تو سلطان نے وزیر اور بنی دولین و بنی دمکاسن کے اس کے دوستوں کو قید کر دیا۔ ان میں سے حسن بن دولین قتل ہو گیا اور باقیوں کو سلطان نے معاف کر دیا۔ نصف شعبان کو سلطان سکسیوں سے جنگ کے لئے نکلا تو انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور سلطان کو بہت سے تحائف وہدایا دیئے۔ سلطان نے ان کی اطاعت وخدمت کو قبول کر لیا۔

یعقوب بن اُصناک کا زکنہ کا تعاقب کرنا:...... اس کے بعد اس نے اپنے سالار یعقوب بن اُصناک کو زکنہ کے تعاقب میں روانہ کیا۔ جب وہ بلاد سوس میں پہنچا تو وہ الرمال کی طرف بھاگ گئے اور وہاں سے انکا اثر ورسوخ ختم ہو گیا اور یہ سالار واپس سلطان کے پڑاؤ میں آ گیا۔ پھر دوبارہ سلطان ماہ رمضان میں مراکش آیا۔ اس کے بعد بلاد ضہاجہ اور تامسنا میں گیا۔ وہاں وہ قبائل خلط، سفیان بن جابر اور عاصم کے جشمی اعراب سے ملا تو وہ انہیں آنفا تک اپنے ساتھ لے گیا۔

پھر ان کے بیس شیوخ کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور یہ وہ تھے جنکی سلطان کے سامنے چغلی کی گئی تھی رمضان کے اواخر میں رباط الفتح میں داخل ہو کر ایک جماعت کو قتل کیا جو اس سے جنگ کو ترجیح دیتی تھی۔ پھر نصف شوال کو وہ ازغاز اور الہبط کے ریاحی باشندوں سے جنگ کرنے کے لئے نکلا اور خوب خونریزی اور قیدی بنانے کے بعد نصف ذوالقعدہ کو واپس فاس لوٹ آیا۔ وہاں اسے اچانک عبدالحق بن عثمان کی شکست، رومیوں کے غلبہ اور اس کے ارباب حکومت میں سے عبدالواحد الفوادری کے وفات پانے کی خبر ملی اور یہ کہ جہات غمارہ میں عثمان بن ابوالعلاء کا معاملہ اہم ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کا مکمل ارادہ کر لیا۔

فصل:

بلاد الہبط میں سلطان کی عثمان بن ابوالعلاء کے ساتھ جنگ کرنے ،غلبہ پانے اور طنجہ میں سلطان کی وفات کے حالات

۷۰۵ھ میں امیر ابوسعید فرج بن اسماعیل بن یوسف بن نصر نے سبتہ پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں پر اپنے چچازاد خلوع محمد بن محمد الفقیہ بن محمد الشیخ بن یوسف بن نصر کو عامل مقرر کیا۔جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔اس نے اپنے مقام امارت مالقہ سے رئیس المجاھدین عثمان بن ابوالعلاء کو اپنے ساتھ لیا تا کہ وہ مغرب کی حکومت میں فتنہ پیدا کر کے ان کے اتحاد کو پارا پارا کر دے اور اس کی وجہ سے اس کی حکومت مضبوط ہو جائے۔

لیکن عثمان کے دل میں ان کی مدد کی وجہ سے مغرب کی حکومت کے بارے میں لالچ پیدا ہو گیا چنانچہ وہ سبتہ سے نکلا اور غمارہ میں پہنچ گیا۔اس کے بعد غازیوں پر عمر اس کے عمزاد رحو بن عبداللہ کو ناظم مقرر کیا۔عثمان نے غمارہ میں پہنچ کر اپنی دعوت دینی شروع کر دی۔قبائل نے اس کی امارت کو قبول کیا اور سوت پر اس کی بیعت کی۔پھر وہ ان کے مضبوط ترین پہاڑی قلعہ علودان میں ٹھہر گیا۔

اصیلا اور العریش پر قبضہ:...... کچھ عرصے کے بعد عثمان بن ابوالعلاء نے اصیلا اور العریش پر قبضہ کر لیا۔سلطان ابو یعقوب کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے اپنے بیٹے ابوسالم کو فوجوں کے ساتھ بھیجا۔اس نے کئی روز تک سبتہ سے جنگ کی اور واپس چلا گیا۔اس کے بعد اس کے بھائی یعیش بن یعقوب کو بھیجا۔جس نے طنجہ کو اپنا اڈہ بنا کر فوجوں کو جمع کیا اور عثمان بن ابو علاء پر حملہ کر دیا۔جسکی وجہ سے یعیش القصر تک پیچھے ہٹ گیا۔پھر تھر کے لوگ یعیش کے ساتھ پیادہ سوار ہو کر نکلے اور وادی وراء تک جا پہنچے لیکن پھر شہر تک شکست کھا گئے۔اسی دوران عمر بن یسین فوت ہو گیا۔عثمان کئی روز تک قصر میں ان کے ہاں مہمان رہا۔پھر دوسرے روز اس میں داخل ہو گیا۔اسی اثنا میں سلطان ابو یعقوب فوت ہو گیا۔

یعیش بن یعقوب ،ابوثابت کے خوف سے بھاگ گیا۔کچھ وقت کے لئے عثمان بن ابوالعلاء کی ان اطراف میں حکومت قائم ہو گئی۔جب سلطان ابوثابت مغرب میں آیا تو اسے مراکش میں یوسف بن ابی عیاد کی بغاوت نے مشغول کئے رکھا۔جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔اس کے بعد اس نے اپنے چچا یعیش بن عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبدالحق کو عثمان بن ابوالعلاء سے جنگ کرنے کے لئے سالار مقرر کیا۔اس نے عثمان پر ۱۵ ذوالحجہ ۷۰۷ھ حملہ کر کے اسے زبردست شکست دی اس کے ساتھ جو رومی سپاہی تھے وہ مارے گئے۔

اس جنگ میں عبدالواحد الفوادری بھی ہلاک ہو گیا جو سلطان کے ترتیب یافتہ جوانوں میں سے وزارت کے نائبین میں سے تھا۔اس کے بعد عثمان قصر کتامہ کی طرف چلا گیا اور وہاں کے اطراف پر قابض ہو گیا۔اس کے بعد سلطان مراکش آیا اور اس نے بلاد غمارہ پر حملہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تا کہ وہاں سے ابن العلاء کی دعوت کے نشانات کو مٹادے اور ابن الاحمر سے سبتہ واپس لے لے، کیونکہ وہ القرابہ اور اعیاض کے لئے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ماوراء البحر میں مقیم تھے بغاوت اور خروج کرنے والوں کے لئے اڈہ بن گیا تھا۔چنانچہ وہ ۱۵ ذوالحجہ کو فاس سے اٹھا اور قصر کتامہ پر پہنچ کر تین دن تک وہاں قیام کیا۔

عثمان بن ابوالعلاء کا فرار:...... عثمان بن العلاء سلطان کے آگے آگے بھاگ گیا اور سلطان بھی اس کے تعاقب میں گیا اور قلعہ علودان میں بزور قوت داخل ہو گیا اور وہاں اس نے تقریباً چار ہزار آدمیوں کو قتل کیا۔اس کے بعد اس نے الدمنہ شہر کی طرف رخ کیا اور انہیں ابن العلاء کی اطاعت کرنے کی وجہ سے خوب قتل کیا اور قیدی بنائے۔پھر قصر پر حملہ کر کے اسے لوٹ لیا۔آٹھویں ماہ واپس طنجہ کی طرف آیا اور عثمان سبتہ میں رک گیا۔

سلطان نے اپنی فوج کے پڑاؤ اور سبتہ شہر کی ناکہ بندی کرنے کے لئے تیطاوین شہر کی حد بندی کا حکم دیا اور اپنی مجلس کے بڑے فقیہ ابو یحیٰی بن ابی الصبر کو ان کے پاس بھیجا تا کہ وہ سلطان کے لئے شہر سے دست بردار ہو جائیں۔اسی دوران سلطان بیمار ہو کر ۸ صفر کو انتقال کر گیا اور وہیں طنجہ میں دفن

ئے۔اس کے بعد ان کے اعضاء کو وہاں سے نکال کر ان کے آبائی مدفن شالہ میں دفن کر دیا گیا۔

عمل:

سلطان ابوالربیع کی حکومت اور اسمیں ہونیوالے واقعات

سلطان ابوثابت کے انتقال کے بعد اسکا چچا علی بن سلطان ابی یعقوب جو اپنی ماء عزیکہ کی وجہ سے مشہور تھا، حکومت کے قیام کے در پے ہو گیا لن بنی مرین کے سردار جو ارباب حل وعقد تھے انہوں نے ابوثابت کے بھائی الربیع سے بیعت کر لی۔ لہٰذا اس نے اپنے چچا کو گرفتار کر کے طنجہ میں قید ر دیا اور وہیں۔

۷۱۰ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد وہ فاس کی جانب کوچ کر گیا۔ وہاں عثمان بن ابوالعلاء نے ایک بڑی فوج کے ساتھ اس پر شب خون ا۔ پھر اس نے اپنی فوج کے ساتھ علودان کے میدان میں ان سے جنگ کی اور انہیں زبردست شکست دی۔ عثمان کے بیٹوں اور اس کی بہت سی جوں کو قیدی بنالیا اور بہت سوں کو قتل کر دیا۔ اس طرح اسے ایک عظیم فتح حاصل ہوئی۔

یحییٰ بن ابوالصبر کا اندلس پہنچنا:...... ابویحییٰ نے اندلس پہنچنے کے بعد ابوالربیع سے صلح کا پختہ معاہدہ کر لیا۔ ابن الاحمر، سلطان ابوثابت کی ملاقات ے لئے آیا اور جزیرہ خضراء تک پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر اسے ابوثابت کی وفات کی خبر ملی تو وہ آگے جانے سے رک گیا اور ابن ابی الصبر کو آمد کے پختہ رنے کے لئے بھیجا۔ عثمان بن ابوالعلاء اپنے القرابہ کے ساتھیوں کے ساتھ کنارے کی طرف چلا گیا اور غرناطہ پہنچ گیا۔ سلطان جلدی سے اپنے رالخلافہ گیا اور فاس میں داخل ہو گیا۔ ملکی حالات درست کرنے کے بعد اس نے حاکم تلمسان موسیٰ بن عثمان بن یغمراسن کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر لیا۔

اس کے دور حکومت میں لوگ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ مکانوں کی قیمتیں بڑھ گئیں، یہاںتک کہ فاس کے بہت سے گھرانے نے ایک ار سنہری دینار کے عوض فروخت ہوئے، لوگ تعمیرات میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگے، پتھروں اور سنگ مرمر سے محلات تعمیر کئے جانے لگے یشم زیب تن کیا جانے لگا، لوگ سونا، چاندی جمع کرنے لگے، آبادی میں اضافہ ہو گیا سلطان اپنا حلیہ آراستہ کر کے آرام کرنے لگا یہاںتک کہ اس فانی یا سے کوچ کر گیا۔ آگے چل کر ہم اس کا ذکر کریں گے۔

وشعیب بن مخلوف:...... قبائل کتامہ سے تعلق رکھنے والے شعیب بن مخلوف جو قصر کبیر کے پڑوس میں رہتے تھے دور بنی ابی عثمان سے جنکا تعلق تھا نی دینداری کی وجہ سے مشہور تھا بنومرین کے مغرب پر حملہ کے بعد نیک لوگ نیکوں کے ساتھ اور بدکار لوگ بروں کے ساتھ صحبت اختیار کرنے لگے تو عبدالحق نے اپنے دیندار دوستوں کے ساتھ ملک ابوشعیب سے مصاحبت اختیار کی اور اسے اپنا امام الصلوٰۃ بنالیا۔

یعقوب بن عبدالحق اپنے عہد کو سب سے زیادہ پورا کرنے والا اور سب سے زیادہ طاقتور تھا۔ اس کی صحبت اختیار کرنے سے اس کی قدر و منزلت ں اضافہ ہو گیا۔ شعیب نے بیٹوں عبداللہ، ابوالقاسم، محمد جو الحاج کے نام سے مشہور تھا انہوں نے اور ان کے بعد ان کے بھائیوں نے عزت کے حول میں پرورش پائی۔

سلطان یعقوب بن عبدالحق کے انتقال کے بعد یوسف بن عبدالحق نے ابوشعیب کو اپنی خدمت کے لئے چن لیا۔ انہیں درجہ بدرجہ ترقی دیتا ہوا پنے خواص میں شامل کر لیا یہاں تک کہ ان کے باپ ابومدین شعیب کا ۶۰۷ھ میں انتقال ہو گیا۔ ان میں سے عبداللہ سلطان کے ہاں مقدم تھا۔ لطان نے اسے اپنا خاص قاصد اور اپنی علامت لگانے کے لئے مقرر کیا تھا اسے خراج کا حساب لینے، عمال کے ہاتھوں کو روکنے اور ان کے فیض وسط امکمل اختیار دے رکھا تھا۔

اسے خلوت کی بات چیت اور سینے کے راز تک سلطان نے بتائے۔ اس کی خوش اخلاقی کی وجہ سے لوگوں نے اسے سردار بنادیا۔ اس کے بھائی محمد کو راکش میں مصادمہ سے ٹیکس کی وصولی کے لئے مقرر کیا۔ ابوالقاسم نے عیش وآرام کی زندگی بسر کی۔ یہاں تک کہ سلطان ابویوسف کا انتقال ہو گیا۔

جب سلطان ابوثابت حکمران بنا تو اس نے اس کے رتبہ کو بڑھادیا اور اپنے سلف کے طریقے کو نہ چھوڑا۔ جب ابوالربیع حکمران بنا تو اس نے بھی اس کی قدر و منزلت میں کمی نہ کی۔ جب قاصد یہودی کے بیٹوں نے مصیبت ڈالی تو یہ مصیبت اس پر بھی آئی ان کا خیال ہے کہ وہ ان میں چغلی کیا کرتا تھا۔ ان میں سے باقی خلیفہ اصغر رہا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ سلطان ابوالربیع کی خدمت کے لئے خلیفہ ہر وقت مستعد رہتا اور وہ عبداللہ بن ابی مدین کی چغلی کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ اس نے یہ سازش کی کہ سلطان کو یہ کہہ کر ابھارنے لگا کہ عبداللہ اپنی بیٹی کے بارے میں سلطان پر اتہام لگاتا ہے اور اپنے سینے کو عداوت سے بھر رکھا ہے اسی وجہ سے وہ حکومت کی تاک میں ہے۔

لہٰذا سلطان نے اس کے شر کو جلدی دور کرنے کے لئے اسے اس کی بیٹی کی روانگی کی صبح کو بلایا۔ اس کے خاوند کے بارے میں انکا خیال ہے کہ اسے رومی سالار، ابویحییٰ بن العربی کے مقبرہ میں لے گیا اور وہاں پر پیچھے سے سالار نے اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا اور سر کاٹ کر سلطان کے سامنے ڈال دیا۔ جب اس کی خبر سلطان کے وزیر سلیمان بن یرزیکن کو ہوئی تو اسے بہت تعجب ہوا۔ وزیر نے سلطان کو یہودی کے مکر و فریب سے آگاہ کیا۔ چنانچہ سلطان نے اسی وقت خلیفہ بن وقاصہ اور اس کے یہودی رشتہ داروں پر زبردست حملہ کر کے دوسروں کے لئے عبرت کا نشان بنا دیا۔

فصل:

اندلس کے خلاف اہل سبتہ کی بغاوت اور دوبارہ سلطان کی اطاعت

عثمان بن ابوالعلاء کو بھگانے اور اسے سبتہ میں روکنے کے بعد جب سلطان ابوالربیع واپس آیا اور اپنی القرابہ کے ساتھیوں کے ساتھ کنارے کی طرف چلا گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے تو اہل سبتہ نے اندلسیوں کی بدسلوکی کی وجہ سے اپنے پروردہ تاشفین بن یعقوب وطاسی کو جو اس کے وزیر کا بھائی تھا بنو مرین کی ایک بڑی فوج کے ساتھ سبتہ کی جانب روانہ کیا۔

جب اہل شہر کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے انہی کے الفاظ میں انہیں بلایا اور انہیں ابن الاحمر کے جو قائدین اور عمال وہاں موجود تھے انہیں قتل کر دیا اور وہاں سے اس کے حافظوں اور فوجوں کو باہر نکال دیا۔ تاشفین بن یعقوب ۱۰ صفر ۷۰۹ھ کو سبتہ پہنچا اور سلطان کو خبر دی تو اسے بڑی خوشی ہوئی، اس کے بعد اس نے قصبہ کے لیڈر رابوز کر لیا۔

یحییٰ بن ملیلی، امیر الجبر ابوالحسن کماشہ، اور سالار جنگ عمر بن رحو بن عبداللہ بن عبدالحق کو گرفتار کر لیا۔ جسے حاکم اندلس نے اپنے چچازاد عثمان بن ابوالعلاء کی جگہ سمندر پار کر کے جہاد کی طرف جانے کے وقت سالار مقرر کیا تھا۔ سلطان کو اس فتح کی اطلاع دے دی گئی۔

جب اس کی خبر ابن الاحمر کو ملی تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔ جب سلطان افواج مغرب کے ساتھ بندرگاہ پر پہنچا تو وہ ان کی کثرت کو دیکھ کر مزید خوفزدہ ہو گیا ان دنوں میں طاغیہ نے جزیرہ خضراء سے جنگ کرنے اور محاصرہ کرنے کے بعد صلح کر لی تھی۔ اس کے بعد اس نے جبل الفتح سے جنگ کی اور اس پر غالب آ گیا۔ انکا لیڈر الفنش بیرس شکست کھا گیا اسے مالقہ کے سپہ سالار ابویحییٰ بن عبداللہ بن ابی العلاء نے شکست دی۔

اس نے نصاریٰ کو قتل کیا، ابرح کو قتل کیا۔ جبل الفتح کی حالت کی وجہ سے مسلمان فکر مند تھے۔ سلطان ابوالجیوش نے اپنے ایلچیوں کو صلح کے لئے سلطان ابوالربیع کے پاس بھیجا۔ اس وجہ سے وہ سلطان کو جہاد کی ترغیب دیتا ہوا رضا کارانہ طور پر الجزیرہ، رندہ اور اس کے قلعوں سے دست بردار ہو گیا۔

سلطان نے اس بات کو قبول کر لیا اور اس کی بہن کا رشتہ طلب کیا تو اس نے سلطان کا نکاح اپنی بہن سے کر دیا۔ اس نے عثمان بن عیسیٰ ایرنیانی کے ساتھ کوتل گھوڑے اور بہت سا مال جہاد کے لئے بھیجا۔ سلطان کی وفات تک ان کی دوستی قائم رہی۔

فصل:

وزیر اور مشائخ کی مدد سے عبدالحق بن عثمان کے بیعت کرنے، سلطان کے ان پر غالب آنے اور سلطان کی وفات کے حالات

اس مصالحت اور خط و کتابت کے دوران ابن الاحمر کے ایلچی سلطان کے پاس آتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے سرمایہ داروں کی اولاد میں سے ایک نے اعلانیہ کبائر کا ارتکاب کیا تو سلطان نے جمادی الاول ۸۰۹ھ میں فاس کے قاضی ابو غالب المغیلی کو معزول کر کے اس کی جگہ مفتی ابو حسن کو قضا کے فرائض سپرد کر دیئے اسکا لقب صغیر تھا۔ وہ برائیوں اور زیادتیوں کی تبدیلی کے طریق پر چل رہا تھا۔

اس بارے میں وہ النسک الاعجمی کے خیالات سے اتفاق کرتا تھا۔ دیگر شہروں میں جو حدود متعارف تھیں وہ ان سے بھی تجاوز کر جاتا تھا۔ ایک وز اس نے ایک ایلچی کو اپنی طرف بلایا اور اسے سونگھ کر کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ ایلچی کو جب کوڑے لگے تو وہ غصہ سے بھڑک اٹھا۔

جب وزیر رحو بن یعقوب عطاسی کو اس کی خبر ملی تو وہ غصہ سے لال پیلا ہو گیا اور اس نے اپنے محافظوں کو قاضی کو ٹھوڑی کے بل لانے کو کہا۔ یہ صورت حال دیکھ کر قاضی نے مسجد میں پناہ لی اور لوگوں کو آواز دینے لگا۔ لوگ مسجد میں جمع ہو گئے اور معاملہ بگڑ گیا۔ آخر کار سلطان نے فوج بھیج کر محافظوں کو قتل کر دیا اور ان کے پچھلوں کے لئے انہیں عبرت بنا دیا۔

وزیر کا حسن بن علی سے سازش کرنا:.....وزیر نے اس بات کو اپنے دل میں چھپائے رکھا چنانچہ اس نے حسن بن علی بن ابی الطلاق جو بنی عسکر بن محمد میں سے بنو مرین کا سردار تھا اور مسلم اور رومیوں کے سالار عنصالہ سے ملک سازش کی اور انہیں القرابہ کے سردار عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبد الحق کی بیعت کرنے اور سلطان کی اطاعت کو خیر باد کہنے کو کہا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ۱۰ جمادی الاول ۸۱۰ھ میں وہ جدید شہر سے باہر نکلا۔ کھلم کھلا عیاشی کی اور مہر بنائی اور سرداروں کے سامنے عبدالحق سے بیعت کر لی اور تازی کے دار کے کنارے پر پڑاؤ کیا۔ سلطان ان کے تعاقب میں نکلا اور اس نے سبو میں پڑاؤ کیا اور فوجوں کی کمزوریاں دور کرنے لگا۔

وزیر اور اس کے ساتھی بنو عبدالواد کے سلطان موسیٰ بن عثمان بن یغمراسن کی دعوت دینے گئے تا کہ وہ ان کی فوجی و مالی مدد کرے۔ لیکن اس نے سلطان سے کئے گئے معاہدے کی وجہ سے سستی دکھائی۔ سلطان نے اپنے آگے یوسف بن عیسیٰ جشمی اور عمر بن موسیٰ الفودری کو بنی مرین کی افواج کے ساتھ بھیجا اور خود ساقہ میں رہا۔ یہاں تک کہ بنو عبدالواد کی عدم اعانت کی وجہ سے لوگ تازی سے منتشر ہو گئے اور سلطان بنو عبدالواد کے سلطان کا شکریہ ادا کیا۔

عبدالحق بن عثمان اور رحو بن یعقوب اندلس چلے گئے۔ رحو نے وہیں اقامت اختیار کی اور وہیں ابن ابی العلاء کے بیٹوں کے ہاتھوں قتل ہوا حسن بن علی امان حاصل کرنے کے بعد دوبارہ سلطان کی مجلس آ گیا اور اپنا وہی مقام حاصل کر لیا۔ سلطان نے تازی میں خوب غارت گری کر کے بیماری کا قلع قمع کر دیا۔ اس دوران میں سلطان بیمار ہو گیا۔ ۸۱۰ھ میں جمادی الآخرۃ کی چند اخیر راتیں بیماری میں گزرنے کے بعد تازی کی جامع مسجد کے صحن میں انتقال کر گیا۔ اس کے بعد سلطان ابو سعید کی بیعت ہو گئی۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل:

سلطان ابو سعید کی حکومت اور اس میں پیش آنیوالے واقعات

سلطان ابو الربیع کے انتقال کے بعد اس کے چچا عثمان بن سلطان ابی یعقوب نے جو اپنی ماں قصنیت کی وجہ سے مشہور تھا حکومت کی طرف

نظریں جما دیں چند راتیں گزرنے کے بعد وزراء و مشائخ محل میں موجود تھے کہ یہ شخص آ کر اپنی بیعت کے لئے اصرار کرنے لگا چنانچہ وزراء و مشائخ نے اسے ڈانٹا اور اسی وقت سلطان ابو سعید کو بلا کر اس سے بیعت کر لی۔ اطراف کے علاقوں میں اس کی بیعت کے لئے خطوط بھیجے۔

اس نے اپنے بڑے بیٹے امیر ابوالحسن کو فاس کی طرف بھیجا۔ ماہ رجب ۷۱۰ھ میں یہ وہاں پہنچا اور محل میں داخل ہو کر اموال اور ذخیرہ سے مطمئن ہوا۔ دوسرے دن رات کو تازی سے باہر بنی مرین، زناتہ، عربوں، قبائل، افواج، مددگاروں، غلاموں، علماء، صلحاء، وزراء غرض کہ ہر طبقہ کے لوگوں نے سلطان کی بیعت کی پھر اس نے امارت سنبھالی۔

حکومت کو منظم کیا، لوگوں میں عطیات و اقعات تقسیم کئے، قیدیوں کو رہا کیا، اہل فاس سے چوتھائی ٹیکس اٹھا دیا اور ۲۰ رجب کو دارالخلافہ کی طرف کوچ کر گیا۔ پھر تمام بلاد مغرب سے مبارکباد کے وفود آنے لگے۔ اس کے بعد وہ رعایا کی خبر گیری کے لئے رباط الفتح گیا، جہاد فی سبیل اللہ کے بحری بیڑے بنائے۔ عیدالاضحیٰ کے بعد واپس دارالخلافہ آ گیا۔

۷۱۱ھ میں اپنے بھائی امیر ابوالبقاء یعیش کو الجزیرہ، رندہ اور اس کے اردگرد کے قلعوں پر امیر مقرر کیا۔ ۷۱۳ھ میں انہی قلعوں سے مراکش پر حملہ کیا۔ کیونکہ وہاں عدی بن ہند الہسکوری نے اس کی بیعت کو توڑ کر بغاوت کر دی تھی۔ ایک مدت تک محاصرہ کرنے کے بعد وہ بزور قوت اس میں داخل گیا اور عدی کو دارالخلافہ میں لا کر زمین دوز قید خانہ میں بند کر دیا پھر تلمسان سے جنگ کرنے کے لئے واپس آیا۔

فصل:

سلطان ابو سعید کے تلمسان پر پہلے حملے کے واقعات

پیچھے ہم بیان کر چکے ہیں کہ عبدالحق بن عثمان نے سلطان ابوالربیع کے خلاف بغاوت کی تھی اور ناکام ہوا تھا۔ اس دوران حالات کے پیش نظر مرین، بنو عبدالواد پر غصہ تھے۔ جب ابو سعید نے امارت سنبھالی تو بنو مرین کے کینے بھڑک اٹھے۔ سلطان کی امارت جب منظم ہو گئی تو اس نے مراکش کی جہات پر قبضہ کیا اور بلاد اندلس سے معاہدہ کر لیا۔ اس طرح وہ مغرب کے کام سے فارغ ہو گیا۔

اس کے بعد ۷۱۴ھ میں تلمسان پر حملہ کے لئے نکلا۔ دونوں بیٹوں کو دونوں بازوؤں پر رکھا اور خود ساقہ میں چلا اور یہ اسی ترتیب کے ساتھ عبدالواد میں داخل ہو گیا اور خوب لوٹ مار کی پھر وجدہ سے جنگ کی لیکن اسے سر نہ کر سکا پھر جلدی سے تلمسان کی طرف لوٹا اور ملعب کے میدان میں اپنی افواج کے ساتھ اترا۔

موسیٰ بن عثمان اس کی فصیلوں کے پیچھے رک گیا اور اس کے پہاڑوں، رعایا، اور بقیہ مضافات کو خوب تباہ و برباد کیا۔

بنی یرناس کے جبال پر قبضہ کر لیا اور خونریزی کرتا ہوا وجدہ تک پہنچ گیا۔ اس کے پڑاؤ میں اسکا بھائی یعیش بن یعقوب بھی تھا۔ جس کے متعلق اسے کچھ شک ہوا وہ تلمسان کی طرف بھاگ کر ابوحمو کے پاس چلا گیا۔ سلطان واپس تازی آ گیا اور اپنے بیٹے امیر ابوعلی کو فاس کی جانب بھیجا۔ ابوعلی کے اپنے باپ کے خلاف خروج کو انشاء اللہ آئندہ صفحات میں بیان کریں گے۔

فصل:

امیر ابوعلی کا اپنے باپ کے خلاف بغاوت کے واقعات

سلطان ابو سعید کے دو لڑکے تھے ایک حبشی لونڈی سے تھا اسکا نام علی تھا اور ایک چھوٹا عیسائی تاندیوں لونڈی کا بیٹا تھا جس کا نام عمر تھا۔ سلطان بچپن ہی سے اسے بہت پیار کرتا تھا۔ جب سے سلطان نے مغرب کی حکومت پر قبضہ کیا تھا اس وقت سے وہ ولی عہدی کی ترتیب دینے لگا۔ حالانکہ

سلطان اس وقت نو جوان تھا۔

اس نے اس کے امارت کے القاب وضع کیے، اسے افسروں اور فوجوں کے ساتھ کیا اور اپنے خطوط پر علامت لگانے کے لئے بھی اسے مقرر کیا اس کی وزارت پر ابراہیم بن عیسی ایرینانی کو مقرر کیا جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا جب اس کے بڑے بھائی ابوعلی نے یہ دیکھا کہ اس کے باپ کا میدان چھوٹے کی طرف ہے تو اس نے اپنے آپ کو چھوٹے بھائی کی اطاعت میں نوکروں کی طرح لگا دیا۔ نکاح کے ملوک نے اس سے اور اس نے ملوک سے گفتگو کی اور انہیں تحائف دیئے، رجسٹر میں نام لکھے اور مٹائے، عطیات میں کمی وبیشی کی اور قریب تھا کہ وہ خودسر ہو جائے۔

سلطان ابوسعید کی تلمسان کی جنگ سے واپسی:...... ۷۱۵ھ میں ابوسعید تلمسان کی جنگ سے واپس آیا تو تازی میں ٹھہرا اور اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو فاس کی جانب بھیجا۔ امیر ابوعلی فاس تک گیا تو اس کے دل میں اپنے باپ کے خلاف بغاوت کرنے اور اسے امارت سے اتارنے کا خیال آیا سلطان کی مخالفت پر لوگوں نے اسے ابھارا۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی عمر کو گرفتار کر لیا اور اعلانیہ عیاشی کی۔

لوگوں کو اپنی بیعت کے لئے بلایا تو لوگوں نے اس کی اطاعت کر لی کیونکہ سلطان نے لوگوں کا معاملہ اس کے سپرد کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے باپ سلطان کے خلاف جنگ کے لئے تازی سے نکلا۔ اس کے دل میں اپنے وزیر کے بارے شک گزرا کہ اس نے سلطان سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ اس خیال کے بعد اس نے اسے گرفتار کرنے کے لئے عمر بن مخلف الفودی کو بھیجا تو وزیر نے عمر کو گرفتار کر لیا اور سلطان ابوسعید کے پاس لے گیا سلطان اس سے بہت خوش ہوا اور اپنے بیٹے سے ملاقات کے لئے روانہ ہو گیا۔

فاس اور تازی کے درمیان القرمدہ کے مقام پر دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ ابوعلی زخمی ہوا اور اس کی فوج شکست کھا کر میدان سے بھاگ گئی۔ یہ صورتحال دیکھ کر سلطان کا بیٹا ابوالحسن اپنے بھائی کے مددگاروں سے نکل کر اپنے باپ کے حق کی ادائیگی کے واسطے اپنے باپ کے پاس چلا گیا۔

چنانچہ سلطان فتح، غلبہ اور اچھے انجام سے خوش ہوا۔ ابوعلی نے تازی میں پڑاؤ کیا۔ خواص نے سلطان اور اس کے بیٹے ابوعلی کے درمیان اس شرط پر صلح کروادی کہ سلطان اپنی حکومت کا کچھ حصہ اسے بھی دے گا چنانچہ سلطان راضی ہو گیا اسے امارت سونپ دی گئی اور خود سلطان نے تازی اور اطراف کے علاقے پر اکتفا کیا چنانچہ عربوں، زناتہ اور اہل امصار کے سردار کے سامنے پختہ معاہدہ طے پا گیا۔

امیر ابوعلی کی فاس کی طرف واپسی:......امیر ابوعلی فاس میں بادشاہ بن کر داخل ہوا۔ لوگوں کے وفود اس کے پاس بیعت کے لئے آنے لگے۔ اس کی امارت مضبوط ومنظم ہو گئی۔ اس کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور درد شدید ہوتا گیا یہانتک کہ اس کے فوت ہونے کا خیال ہونے لگا۔ اور لوگوں کو امارت کے کمزور ہونے کا خیال ہونے لگا۔ تو لوگ سلطان کے پاس چلے گئے۔ جن میں امیر ابوعلی کا وزیر ابر بکر بن النور، اسکا کاتب مندیل بن محمد الکنانی اور اس کے بقیہ خواص تھے۔ جنہوں نے سلطان سے تلافی امر کی درخواست کی۔ لہٰذا وہ تازی سے فوجیں اکٹھی کر کے نکلا اور جدید شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اپنا گھر وہیں بنایا اور اپنے بیٹے ابوالحسن کو ولی عہد بنایا۔

ابوعلی اپنے ملک کی عیسائی پارٹی کے ساتھ الگ ہو گیا۔ جس کا لیڈر اس کے رشتہ کا ماموں تھا۔ ابوالحسن نے اس کی بیماری کے دوران شہر کا کنٹرول سنبھال لیا۔ جب ابوعلی کو ہوش آیا تو وہ ہکا بکا رہ گیا اور اس نے اپنے باپ سے صلح کے لئے مال اور دراہم بھیجے۔ چنانچہ سلطان ۱۵ے ھ کو اس بات کو مقبول کر لیا اور ابوعلی اپنے خواص اور قرابت داروں کے ساتھ شہر سے نکل کر زیتون پر پڑاؤ ڈالا۔ اس کے بعد وہ سجلماسہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان شہر میں گیا اور نظم ونسق کو درست کیا۔ اپنے بیٹے ابوالحسن کو محلات سے قصر دارالبیضاء میں اتارا۔ اسے خودمختار بنا دیا۔ اسے وزراء اور کتاب بنانے اور اپنے خطوط پر علامت لگانے کے لئے مقرر کیا۔ اسے وہ تمام اختیارات دیئے جو اس کے بھائی کو دیئے گئے تھے مغرب کے تمام شہر دوبارہ اس کی اطاعت میں آ گئے۔

امیر ابوعلی کی سجلماسہ میں آمد:......امیر ابوعلی سجلماسہ میں بادشاہ بن کر ٹھہرا، رجسٹر ایجاد کیے عطیات مقرر کیے، معقل کے مسافر عربوں سے خدمت لی۔ تاورت، تیکورادین، اور تمنطیت کے محلات کو فتح کیا۔ بلاد سوس، اس کے اطراف، قبیلہ ذوحسان، السفانات اور زکنہ کے اعراب میں خونریز

کرنے کے بعد انہیں فتح کیا۔ سوس کے امیر الانصار عبدالرحمٰن بن دوئیدر نے تارودانت کے ہیڈ کوارٹر پر شب خون مارا، خوب قتل عام کیا اور اس پر غالب آ گیا۔

بلاد قبلہ میں اس نے مرین کے لئے حکومت و سلطنت قائم کی۔ ۷۲۰ھ میں سلطان کا باغی ہو گیا اور درعہ پر غالب ہو گیا اور مراکش کو حاصل کرنے کے لئے بڑھا سلطان نے اس کے بھائی ابوالحسن کو فوج پر امیر مقرر کیا اور خود اس کے پیچھے گیا اور مراکش میں مشغول ہو گیا۔ کندوز بن عثمان کو سلطان نے اپنا نائب بنایا اور اپنی فوجوں کے ساتھ الحضر ولوٹ آیا۔

۲۲ھ میں امیر ابوعلی سجلماسہ سے نکلا اور کندوز کو قتل کرنے کے بعد مراکش اور اس کے نواح پر قبضہ کر لیا۔ سلطان کو بھی اس واقعہ کی خبر پہنچ گئی لہٰذا سلطان نے اپنے بیٹے ولی عہد ابوالحسن کو اپنے آگے کیا اور خود اس کے ساقہ میں چلا گیا۔ جب وہ وادی ملویہ میں پہنچے تو وہ ابوعلی کی افواج کے شب خون مارنے سے چوکنے ہو گئے اور رات بھر بیدار رہے۔ ابوعلی نے انپر شب خون مارا اسے شکست ہوئی۔

دوسرے دن اسکا تعاقب ہوا تو وہ جبال درن میں داخل ہو گیا۔ اس کی فوجیں سخت زمینوں میں بکھر گئیں، ابوعلی پیادہ ہو کر اپنے قدموں پر دوڑتا ہوا سجلماسہ پہنچ گیا۔ سلطان نے مراکش اور اس کے نواح کو درست کیا اور موسیٰ بن علی کو اسکا نگران مقرر کیا۔ ابوعلی نے دوبارہ عاجزانہ طور پر درگزر کرنے اور صلح کے لئے درخواست دی جو سلطان نے قبول کر لی۔ ابوعلی قبلہ کے ملک میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ سلطان کا انتقال ہو گیا اور ابوعلی دوبارہ اپنے بھائی پر غالب آ گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاءاللہ۔

فصل:

مندیل الکتانی کی مصیبت اور اس کا قتل ہونا

اس کا باپ محمد بن محمد الکتانی موحدین کی حکومت میں ممتاز کاتبوں میں سے تھا۔ بنوعبدالمومن کے کمزور ہونے کی وجہ سے بنومرین کی حکومت میں یہ مراکش سے مکناسہ آ گئے اور یہیں رہنے لگے۔ یعقوب بن عبدالحق سے رابطہ کرنے کے بعد ان کے مصاحبین میں شامل ہو گیا اور وہ اسے چھوڑ کر ملوک کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم ۶۶۵ھ میں المستنصر کی طرف سفارت میں اسکا ذکر کر چکے ہیں۔

سلطان یعقوب بن عبدالحق کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے یوسف بن یعقوب کے ہاں الکتانی کا مقام و مرتبہ بلند ہوتا رہا یہاں تک کہ سلطان اس سے ناراض ہو گیا اور ۶۷ھ میں اسے برطرف کرنے کے بعد دور بھجوا دیا اور اسی ناراضگی کی حالت میں اسکا انتقال ہوا۔ اس کے بعد اسکا بیٹا مندیل سلطان ابویعقوب کے مددگاروں میں شامل ہو گیا وہ عبداللہ بن ابی مدین کے مقام سے حسد کرتا کیونکہ وہ سلطان کا خاص خلوتوں کا دوست تھا۔ حالانکہ مندیل خود کچہری کا نگران تھا اور یہ بھی ایک بڑا عہدہ تھا۔

شلف اور مغراوہ کے نواح پر سلطان کے غلبے کے بعد اسے ٹیکس کے حساب اور فوج کے حالات کے اندراج پر نگران مقرر کیا۔ وہاں پر جو امراء تھے مثلاً علی بن محمد الخیری اور حسن بن علی بن ابی الطلاق العسکری یہ ان کے ساتھ ملیانہ آ گیا۔ یہاں تک کہ سلطان ابویعقوب فوت ہو گیا۔

پھر ابوزیان اور ابوحمو کے پاس لوٹ آیا اور ان دونوں کی مجلس میں جگہ پائی۔ اس کے بعد یہ مغرب کی طرف سلطان ابوسعید کے پاس آ گیا۔ اس نے اس کی بہت تکریم کی کیونکہ وہ گمنامی میں اس کے بھائی کا پختہ دوست تھا۔

ابوسعید کا مغرب کا حکمران بننا:...... جب اس نے مغرب کی امارت سنبھالی تو یہ اس کے پاس چلا گیا۔ سلطان نے اسے پہچان لیا اور اپنا خاص مقرب بنایا، ٹیکس کا حساب کرنے اور خطوط پر علامت لگانے کے لئے اسے مورر کیا اور اس کے مقام کو بلند کر دیا وہ امیر ابوعلی بہمت اطاعت کرتا تھا۔ جب ابوعلی نے خودسری کی اور اپنے باپ کو دستبردار کر دیا تو یہ اس کے پاس آ گیا۔ لیکن جب اس کی امارت میں خلل واقع ہوا تو اس سے جنگ میں الگ ہو گیا۔

امیر ابوالحسن اس سے اپنے بھائی کے ساتھ دوستی کی وجہ سے ناراض تھا کیونکہ ان دونوں کے درمیان مقابلہ تھا۔ اکثر اس کا سینہ بھڑکتا تھا کہ اس پر

عمر کا حق واجب تھا اور اس نے اس میں کوتاہی کی تھی۔

اس نے کینہ اپنے دل میں پوشیدہ رکھا یہانتک کہ وہ اس کے باپ کی مجلس میں یکتا ہو گیا وہ اکثر اپنے تکبر کی وجہ سے سلطان کو ناراض کر دیا کرتا تھا ۷۱۸ھ میں سلطان نے اپنے بیٹے ابوالحسن کو اسے گرفتار کرنے کا اشارہ دیا چنانچہ اس کی کچہری بند کر دی گئی اور اسے گرفتار کر کے قید خانے میں چند روز کے بعد گلا گھونٹ کر مار دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بھوکا رکھ کر مارا اسے پیچھے آنے والوں کے لئے عبرت بنا دیا۔ واللہ خیر الوارثین ۔

فصل:

سبتہ میں الغزنی کی بغاوت، جنگ کرنے اور سلطان کی وفات کے بعد اطاعت میں آنے کے حالات

جب رئیس ابوسعید نے بنوالغزنی پر غلبہ پایا تو ۷۰۵ھ میں انہیں غرناطہ لے گیا تو یہ وہاں پر بنی الاحمر کے تیسرے بادشاہ مخلوع کی حکومت میں رہے، یہانتک ۷۰۹ھ میں سلطان ابوالربیع نے سبتہ پر قبضہ کر لیا۔ تو وہ اس سے اجازت لے کر مغرب میں فاس جا کر مقیم ہو گئے۔ ابوطالب کے دو بیٹے یحیٰی اور عبدالرحمٰن ان کے سرداروں میں سے تھے۔ وہ علم کے متلاشی تھے اسی وجہ سے وہ اکثر اہل علم کی مجالس میں جاتے تھے۔

سلطان ابوسعید اپنے بھائیوں کی امارت میں القرویین کی جامع مسجد میں شیخ الفتویٰ ابوالحسن صغیر کو بٹھایا کرتا تھا اور طالب ان کے ساتھ رہتا تھا جب ابوسعید نے حکومت سنبھالی تو اس نے ان کے ساتھیوں کی خدمت کی، ان کی رعایا کی اور ان کے مقاصد کو پورا کیا یحیٰی کو سبتہ کی حکمرانی لوٹا دی۔ چنانچہ وہ ۷۱۰ھ میں سبتہ کی طرف کوچ کر گئے۔ انہوں نے ابوسعید کی دعوت کو قائم کرنے کے بعد اس کی اطاعت میں لگ گئے۔

جب ابوعلی نے امارت پر کنٹرول کیا تو اس نے یحیٰی کو معزول کر کے ابوزکریا حیون بن ابی العلاء القرشی کو امیر مقرر کیا اور یحیٰی بن ابوطالب کو فاس بلایا۔ لہٰذا یحیٰی ابوطالب اور اسکا چچا حاتم فاس پہنچے اور سلطان کے مددگاروں میں شامل ہو گئے۔ اس دوران میں ابوطالب فوت ہو گیا۔ جب ابوعلی نے اپنے باپ کیخلاف خروج کیا تو یہ اس علیحدہ ہو کر سلطان کے پاس چلے گئے۔

جب سلطان نے اس جنگ کی تو اس وقت یحیٰی بن ابوطالب کی سبتہ کا امیر مقرر کر کے وہاں بھیجا دیا تا کہ وہ ان جہات میں سلطان کی دعوت کو قائم کرے۔ سلطان نے بطور ضمانت اس کے بیٹے محمد کو اپنے پاس سے بیعت لی۔ اسکا چچا ابوحاتم اس کے ساتھ مغرب سے آتے ہوئے ۷۱۶ھ میں انتقال کر گیا۔ پھر اس نے سلطان کی اطاعت چھوڑ دی اور اپنے اسلاف کے طریقے کے مطابق شہر میں شوریٰ سے کام لینے لگا۔

اندلس سے عبدالحق بن عثمان کی آمد:......اندلس سے یحی بن ابی طالب نے عبدالحق بن عثمان کو طلب کیا اور اسے جنگ پر امیر کیا تا کہ وہ انتشار کی فضا قائم رکھے اور اپنی جنگ سے سلطان کے عزائم کو کمزور کرے۔ سلطان نے وزیر ابراہیم بن عیسٰی کو بنی مرین کی افواج پر سالار مقرر کر کے روانہ کیا۔

اس نے سبتہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے اپنے بیٹے کی تلاش میں مشغولیت کا بہانہ کیا۔ سلطان نے وزیر ابراہیم کے ذریعے اسے کہا کہ وہ اطاعت کرے اسے چھوڑ دیا جائے گا فوجی جاسوسوں کے ذریعے اسے خبر ملی کہ اس کا بیٹا سمندر کے کنارے وزیر کے خیمے میں ہے۔ جہاں اسے گرفتار کرنے کا موقع مل سکتا ہے پس اس نے اس پڑاؤ پر شب خون مارا۔

عبدالحق کا وزیر کے خیمے پر حملہ:......عبدالحق نے اپنے خواص کے ساتھ وزیر کے خیمے پر حملہ کر دیا اور لڑکے کو اس کے باپ کے پاس لے آیا فوج پر گھبراہٹ طاری ہو گئی مگر انہیں کوئی خبر نہ ملی۔ وزیر نے ابن الغزنی کو تلاش کیا۔ اس بارے میں انہوں نے ابراہیم بن عیسٰی پر دشمن کی مدد کرنے کا الزام لگا دیا اور اسے پکڑ کر سلطان کے پاس لے آئے۔ سلطان نے اس کی خیر خواہی آزمانے کے لئے اسے رہا کر دیا۔ اس کے بعد یحیٰی بن الغزنی سلطان کی دوستی کی جستجو میں لگ گئے۔

۷۱۹ھ میں سلطان اس کی اطاعت کی آزمائش کے لئے طنجہ گیا اور اسے سبتہ پر امیر مقرر کر دیا۔ اس نے اپنے آپ پر سلطان کے لئے ٹیکس جمع کرنے کو لازم کر لیا اور ہر سال قیمتی تحائف سلطان کو بھجواتا یہانتک کہ ۷۲۰ھ میں یحییٰ الغرفی کا انتقال ہو گیا۔

محمد کی امارت:......اس کے بعد اس کے بیٹے محمد نے اپنے چچا محمد بن الفقیہ ابی القاسم کی نگرانی کے لئے امارت سنبھالی۔ جوان کے قرابت داروں کا شیخ تھا اور سبتہ میں بحری بیڑہ کا نگران بھی تھا۔ اس نے یحییٰ الراندمی کے اندلس سے چلے جانے سبتہ میں نگرانی سے نظر پھیر لی۔ جس کی وجہ سے سبتہ میں کمینہ لوگوں نے اختلافات شروع کر دیا۔ ۷۲۸ھ میں سلطان نے سبتہ پر حملہ کرنے کا مکمل ارادہ کر لیا لیکن محمد بن یحییٰ مقابلے سے عاجز آ گیا اور اس نے جلدی ہی اطاعت اختیار کر لی محمد بن عیسیٰ اپنے چند بے وقوفوں کے ساتھ نکلا لیکن سرداروں نے اسے روکا۔ آخر کار الغرفی کے بیٹوں نے بھی اطاعت اختیار کر لی۔ سلطان سبتہ میں گیا۔ اس کے اطراف کے درست کیا۔

شگافوں کو بند کیا۔ اپنے بڑے بڑے آدمیوں اور اپنی مجلس کے خواص کو نواح پر عامل مقرر کئے۔ اپنے حاجب عامر بن فتح اللہ الصدارتی کو اس کے محافظوں پر امیر مقرر کیا۔ ابوالقاسم بن ابی مدین کو شہر کے ٹیکس اکٹھا کرنے، عمارتوں کی دیکھ بھال اور اخراجات کے لئے مال نکالنے پر مقرر کیا۔ مشائخ کو بڑے بڑے تحائف وعطیات سے نوازا۔ وظائف کو بڑھایا اور سبتہ میں اخراک نام کے شہر کے بنانے کا اشارہ کیا۔ ۷۲۹ھ میں لوگ شہر کی تعمیر میں مشغول ہو گئے اور سلطان واپس اپنے دارالخلافہ آ گیا۔

فصل:

کتابت اور علامت لگانے کے لئے عبدالمہیمن کا تقرر

بنو عبدالمؤمن سبتہ کے اشراف گھرانوں میں سے تھے۔ انکا نسب حضر موت میں ہے۔ یہ بڑے صاحب عظمت اور اہل علم تھے۔ ابو طالب اور ابو حاتم کے زمانے میں قاضی ابو محمد کو ان کے ساتھ قرابتداری تھی۔ اسکا بیٹا عبدالمہیمن عظمت وجلالت کی گود میں پروان چڑھا۔ اس نے عربی زبان استاد غافقی سے سیکھا اور اسمیں مہارت حاصل کی۔ ۷۰۵ھ میں رئیس ابو سعید پر جب مصیبت نازل ہوئی تو محمد بن عبدالمہیمن کو بھی ان کے ساتھ غرناطہ لایا گیا۔

عبدالمہیمن نے غرناطہ کے مشائخ سے حدیث اور عربی زبان سیکھی۔ اس کے بعد سلطان محمد مخلاع کے گھر کاتب بن گیا۔ اس کے وزیر محمد بن عبد الحکیم الرندی نے اسے بنی الغرفی کے مخصوص رؤسا کے ساتھ خاص کر لیا۔ پھر یہ محمد بن عبدالحکیم پر عتاب کے نزول کے بعد سبتہ واپس آ کر مدت تک قائد یحییٰ بن مسلمہ کا کاتب رہا۔ ۷۰۹ھ میں بنو مرین کے قبضہ کے بعد اس نے صرف کتابت اور حصول علم پر اکتفا کیا اور اپنے اسلاف کے طریقے پر چلنے لگا۔

سلطان ابوسعید کا مغرب پر قبضہ:......سلطان ابو سعید کے با اختیار ولی عہد بننے اس کے بیٹے ابو علی نے جو علم دوست اور خود بھی علم کا مشتاق تھا اندازہ لگایا کہ ان کی حکومت اچھے کاتبوں سے خالی ہے۔ ابو علی کی نظر عبدالمہیمن پر جاتی تھی کہ اس سے بہتر کاتب ملنا مشکل ہے۔ ابو علی خود بھی بلاغت میں مہارت رکھتا تھا۔ عبدالمہیمن اکثر ان کے پاس آیا کرتا تھا۔ اس کے بعد ابو علی نے اپنی نوازشات میں اضافہ کر دیا اور اسے کتابت کے لئے کہا۔ لیکن عبدالمہیمن اس کی بات کو قبول نہ کرتا تھا۔ مگر ۷۱۲ھ میں اس نے عامل سبتہ کے ذریعے اسے کتابت علامت سپرد کر دی، یہانتک کہ جب ابو علی نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی تو یہ اسے چھوڑ کر ابوالحسن کے پاس چلا گیا۔

جب ابو علی نے جدید شہر کے چھوڑنے پر شرائط عائد کیں تو انمیں سے ایک شرط عبدالمہیمن کی واپسی تھی۔ جسے سلطان نے قبول کر لیا تھا۔ لیکن اس بات پر ابوالحسن نے ناراض ہو کر قسم کھائی کہ اگر عبدالمہیمن ابو علی کے پاس گیا تو میں اسے قتل کرونگا۔

یہ صورتحال دیکھ کر عبدالمہیمن سلطان کے پاس چلا گیا اور اپنا فیصلہ سلطان کی خدمت میں پیش کیا۔ چنانچہ سلطان نے ان دونوں سے خلاصی دیکر دوبارہ اپنے پاس رکھ لیا۔ سلطان کے خواص میں سے مندیل الکتانی نے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا۔ جب مندیل برطرف ہوا تو سلطان نے اپنی

علامت ابوالقاسم بن ابی مدین کے سپرد کی جو غافل اور آداب سے بالکل عادی تھا۔ وہ خطوط عبدالمہیمن سے پڑھواتا تھا۔

جب سلطان کو اس بات کا پتہ چلا تو ۷۱۸ھ میں اسے سلطان نے اپنی علامت سپرد کر دی۔ اس وجہ سے سلطان کی مجلس میں اس کے قدم جم گئے اور اس کی شہرت میں اضافہ ہو گیا۔ ابوالحسن کے زمانے میں بھی یہ اسی حالت پر قائم رہا۔ ۷۴۹ھ میں طاعون جارف کی وجہ سے تونس میں اسکا انتقال ہوا۔

فصل:

غرناطہ کے خلاف اہل اندلس کے فریادرس اور بطرہ کے وفات کے حوال

طاغیہ شانجہ بن اور فونش نے اپنے باپ ھراندہ المتوفی ۶۸۲ھ کے بعد جب طریف پر غلبہ حاصل کیا تو اسی وقت سے اس نے مسلسل اندلس پر حملے کئے۔ سلطان یوسف بن یعقوب اس کے بعد بنی یغمراسن کے ساتھ مشغول ہو گیا۔ اس کے بعد اسکا پوتا ان کے معاملے میں مشغول رہا۔ اس طرح ان کی مدد کم ہو گئی۔ ۷۰۳ھ میں شانجہ کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا ھراندہ حاکم بنا۔ اس نے مرین کی جہادی بندرگاہ خضراء سے جنگ کی۔

اس کے بحری بیڑوں نے جبل الفتح سے جنگ کی۔ مسلمان سخت محاصرہ میں آگئے۔ ھراندہ نے حاکم برشلونہ سے خط و کتابت اندلس کے پیچھے سے مشغول رکھ کر المریہ سے جنگ کی اور ۷۰۹ھ میں اسکا محاصرہ کر لیا۔ وہاں اس نے آلات نصب کیے۔ ان میں وہ مشہور برج العود بھی تھا جو تین آدمیوں کے قد کے برابر لمبی فصلیں رکھنے کی وجہ سے مشہور تھا۔ مسلمانوں نے اسے جلا دیا۔ اسی دوران دشمن نے وزیر امین راستہ بنایا جسمیں بیس سوار گزر سکتے تھے۔ مسلمانوں کو اس کا اندازہ ہو گیا چنانچہ مسلمانوں نے بھی ان کے سامنے اسی قسم کا راستہ کھود دیا۔ جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھ گئے اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔

ابن الاحمر کا عثمان بن ابی العلاء کو سالار مقرر کرنا:..... ابن الاحمر نے المریہ کے باشندوں کے لئے جب فوج بھیجی تو عثمان بن ابی العلاء کو اس کا سالار منتخب کیا۔ طاغیہ کی نصاریٰ فوج جو مرشانہ کے محاصرہ کے لئے نکلی تھی۔ عثمان سے جنگ کی تو عثمان نے انہیں زبردست شکست دی اور بہت سوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ جبل الفتح پر طاغیہ کے پڑاؤ کے قریب اترا۔ اس کی فوجوں نے سماتہ اور اسطبونہ پر قیام کیا۔ عثمان بن ابی العلاء اور عباس بن رحو بن عبداللہ دونوں افواج کے ساتھ شہروں کی مدد کے لئے گئے۔ عثمان نے اسطبونہ کی فوج پر حملہ کر کے ان کے قائد الفنش بیوش کو تین ہزار سواروں کے ساتھ قتل کر دیا۔

پھر عثمان، عباس کی مدد کے لئے گیا جو عوجین میں داخل ہو چکا تھا اور نصاریٰ نے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ انہوں نے اس کی چڑھائی کی خبر پھیلا دی۔ الجزیرہ کے باہر طاغیہ کو جب عثمان کی اپنی قوم کے ساتھ حملے کی خبر پہنچی تو اس نے نصرانی فوجوں کو اس کی طرف روانہ کیا۔ عثمان نے ان کا مقابلہ کر کے ان کے زعماء کو قتل کر دیا اور ان کی ملاقات کے لئے طاغیہ چلا گیا تو اہل شہر نے اس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا۔ مسلمانوں کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور خوب مال غنیمت اور فوجی ہاتھ لگے۔

ان شکستوں کے بعد ۷۱۲ھ میں طاغیہ فوت ہو گیا اور وہ ہواندہ بن شانجہ تھا اس کے بعد اس نے اپنے بیٹے الهقشہ کو حکمران بنایا جو چھوٹا بچہ تھا۔ انہوں نے بطرہ بن شانجہ اور نصرانیوں نے زعیم جوان کر چھوڑ کر اسے اس کی چچا کی نگرانی پر مقرر کیا۔ انہوں نے اس کی کفالت کی۔ اس طرح ان کے حالات درست ہو گئے۔

اس کے بعد شاہ مغرب سلطان ابوسعید اپنے بیٹے کے معاملے اور اس کے خروج میں لگ گئے اس موقع کو غنیمت جان کر عیسائیوں نے ۷۱۸ھ میں غرناطہ پر حملہ کر دیا۔ اور غرناطہ کا محاصرہ کر لیا۔ فریادرس سلطان کے پاس پہنچا اور اسے مدد کے لئے کہا۔ ان کی حکومت میں ابوالعلاء کو جو مقام و مرتبہ حاصل تھا اسپر معذرت کی۔ اور یہ کہ وہ بنی مرین میں امارت کا نمائندہ ہے اور اس کے ہٹانے میں انتشار کا خطرہ ہے۔ اس نے انپر یہ شرط عائد کی کہ وہ اسے جہاد کے مکمل ہونے تک سب کچھ اسے سونپ دیں لیکن عثمان بن ابوالعلاء کی قوت کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا اور ان کی کوشش ناکام ہوگئی اور وہ قتل ہو گئے۔

عیسائیوں نے غرناطہ کو نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ان کی ناکہ بندی کی اور انکا محاصرہ ختم ہو گیا اس کے بعد عثمان بن ابو العلاء دو سو سواروں کے ساتھ ان کی طرف گیا اور مستقل مزاجی سے انکا مقابلہ کیا یہانتک کہ ان کا پانی بند کر دیا۔ آپس میں زبردست مقابلہ ہوا۔ دشمن کو شکست ہوئی۔ بطرہ اور جوان قتل ہو گئے۔ بطرہ کے سر کو شہر کی فصیل پر نصب کر دیا گیا اور اس زمانے تک وہاں موجود ہے۔ اللہ نے اپنے دین کو عزت دی اور اسے بلند مرتبہ عطا کیا۔

فصل:

موحدین کے رشتہ کرنے تلمسان پر حملہ کرنے اور اس دوران پیش آنے والے واقعات

۷۰۶ھ بنو عبدالواد کے بادشاہ یغمراسن بن زیان کے بیٹے سے جب محاصرہ ختم ہوا اور ابو ثابت ان کی بلاد سے الگ ہو گیا اور بنو مرین نے بھی بزور قوت حاصل سے تمام شہر ان کے حوالے کر دیئے تو اب ابو حمو نے اپنی توجہ بلاد مغرب کی طرف کی اور مغراوہ اور توجین کے شہروں پر غالب آ گیا اور ان کی حکومت کا نام ونشان مٹا دیئے۔ عبدالقوی بن عطیہ کی اولاد میں سے مندیل بن عبدالرحمٰن کی اولاد اپنے متبع رؤسائے قبائل کے ساتھ موحدین بنی ابی حفص کے ساتھ مل گئے۔ مولانا سلطان ابو یحیٰ اور اس کے حاجب یعقوب بن عمر بہت بڑی فوج کے ساتھ ان کے ساتھ جا ملے۔ پھر خوارج اور حکومت سے جھگڑا کرنے والوں کے ساتھ مقابلہ کیا۔

ابو حمو کا الجزائر پر حملہ:.....ابو حمو نے الجزائر پر حملہ کر کے ابن علان سے قبضہ چھڑا لیا اور اسے اپنے ساتھ تلمسان لے آیا۔ بنو منصور جو صنہاجہ میں میتجہ کے میدانی ملیکش کے امراء تھے بھاگ گئے اور موحدین سے جا ملے۔ پھر اس نے مغرب اوسط کی اطراف پر قبضہ کر لیا۔ اس کی عملداری کی سرحد موحدین کی عملداری کی سرحد سے مل گئی۔ پھر ۷۱۳ھ تدلس پر غالب آ گیا۔ بجایہ میں ابن مخلوف کی بغاوت کے دوران ان کے اور مولانا سلطان ابو یحیٰ کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی تھی اس کی وجہ سے وہ اس پر مہربان ہو گیا۔ جیسا کہ ہم پچھلے صفحات میں ذکر کر چکے ہیں۔

پھر اس نے بجایہ اور قسطنطنیہ سے جنگ کی اور بجایہ کو اس کی دفاعی قوت کی وجہ سے اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ فوجوں کو اپنے چچا ابو عامر ابراہیم کے بیٹے مسعود کے ساتھ اس کی ناکہ بندی کے لئے بھیجا۔ اس دوران محمد بن یوسف بن یغمراسن نے اسے چھوڑ کر بنی توجین میں اپنی امارت قائم کر لی اور اس کے مقبوضات میں سے جبل وانشریس کی عملداری حاصل، مسلسل یہی کیفیت رہی بالآخر ۷۱۸ھ سلطان ابو حمو فوت ہو گیا اور اس کی امارت اس کے بیٹے ابو تاشفین عبدالرحمٰن نے سنبھالی۔

اس کے بعد اس نے اپنے چچا زاد محمد بن یوسف کے ساتھ اپنی گاہ جبل وانشریس میں جنگ کی۔ بنی تیغرین کے سردار عمر بن عثمان بن محمد بن یوسف کے ساتھ ملکر ابو راشفین کے خلاف سازش کی تو ابو تاشفین نے ۷۱۹ھ میں اسے گرفتار کر کے اسے قتل کر دیا۔

پھر یہ بجایہ کے میدان میں اترا لیکن حاجب بن عمر اس کے سامنے ڈٹ گیا تو یہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ وہاں رہا مگر دوبارہ تلمسان لوٹ آیا۔ لیکن بجایہ ایک دن کی مسافت پر تیکلات میں اس پہاڑ کے نام پر جو وجدہ میں تھا تامزیزدکت کے نام سے قلعہ بنایا۔ وادی بجایہ کے بالائی حصہ میں قلعہ بکر تعمیر کیا۔ ابن افواج کو ان قلعوں میں اتارا۔ قلعوں کو خوراک، اور افواج سے بھر دیا۔

اسی کو ابو تاشفین نے اپنے ملک کی سرحد بنائی۔ سلطنت کے عظیم آدمی موسیٰ بن علی کردی اس کا امیر مقرر کیا۔ مولانا سلطان ابو یحیٰ لحیانی، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن ابی عمران اور ابو اسحاق جس وقت ناراض تھے تو بنو سلیم میں سے کعوب اسے افریقہ سے جنگ کر کے لئے ابھارتے رہتے تھے حالانکہ افریقہ کی جنگ کا پانسہ رہتا تھا۔

۷۲۹ھ میں زناتہ اور موحدین کی فوجوں کے درمیان مشہور معرکہ فرماجنہ کے نواح میں مقام ریاس میں ہوا۔ امیر بنی کعب حمزہ بن عمر اور اس کے بدوی ساتھیوں کا سردار آل یغمراسن کی حکومت کا پروردہ یحیٰ بن موسیٰ نے سلطان ابو یحیٰ پر چڑھائی۔ ابو یحیٰ کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور وہ

شکست کھا گیا۔ حمزہ بن عمر نے ان کے خیموں، ساز وسامان کو لوٹ لیا۔ ان کی عورتوں کو پکڑ لیا۔ دونوں بیٹوں احمد اور عمر کو گرفتار کر کے تلمسان کی طرف بھجوا دیا۔ سلطان زخمی ہو کر بونہ چلا گیا۔ وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر بجایہ چلا گیا اور اپنے زخموں کا علاج کرانے کے لئے وہاں ٹھہر گیا۔

زناتہ کا تونس پر قبضہ:..... زناتہ میں سے محمد بن عمران نے تونس میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔ اسے سلطان کا نام دیا گیا۔ اصل لگام امیر زناتہ مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ہاتھ میں تھی۔ سلطان ابو یحییٰ نے آل یغمراسن کے خلاف فریادی بن کر شاہ مغرب سلطان ابو سعید کے پاس جانے کا عزم کیا۔ اس کے حاجب محمد بن سید الناس نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے بیٹے امیر ابو زکریا حاکم سرحد کو اس کے پاس بھجوائے۔

کیونکہ ابو سعید اپنے ہمسر سے برا مناتا ہے چنانچہ اس نے اس مشورے کو قبول کیا اور اس کام کے لئے اپنے بیٹے کو سمندر پار کروایا۔ موحدین کے مشائخ میں سے ابو محمد عبداللہ بن تاشفین کو اس کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے بھیجا۔ لہٰذا یہ وہاں پہنچ کر سواحل مغرب میں سے قساسہ کے سواحل پر اترے۔ ابو سعید کے دار الخلافہ میں سے اس سے ملنے کے لئے آئے۔

جب اسے ابو یحییٰ کی مدد کی بات پہنچائی تو ابو سعید دوراسکا بیٹا ابو الحسن اس بات سے بہت خوش ہوئے۔ اس نے اپنے بیٹے امیر سے اس محفل میں کہا کہ اے میرے بیٹے ہماری اقوام کے سب سے بڑے شخص نے تیرا قصد کیا ہے بخدا میں ضرور تمہاری مدد کروں گا اپنی جان تک انمیں صرف کر دوں گا اور فوجوں کو تلمسان کی طرف بھیجوں گا لہٰذا تم اپنے باپ کے ساتھ وہاں پہنچ جاؤ۔ اس معاہدہ کے بعد یہ خوشی خوشی واپس لوٹ آئے۔

۷۳۰ھ سلطان ابو سعید نے تلمسان پر حملہ کر دیا۔ جب وادی ملویہ میں مقام صرہ میں پڑاؤ کیا تو ان کے پاس سلطان ابو یحییٰ کے تونس میں قابض ہونے، زناتہ اور ان کے سلطان کو وہاں سے دور کرنے کی یقینی خبر آ گئی۔ اس کے بعد مولانا سلطان نے اپنے بیٹے ابو زکریا اور وزیر ابو محمد عبداللہ بن تافراکین کو دوبارہ اپنے ساتھی کی طرف لوٹ جانے کے لئے کہا۔ ان کی ضروریات کو پورا کیا۔ بڑے بڑے انعامات سے نوازا۔

مولانا سلطان ابو یحییٰ نے اپنی بیٹی کا نکاح ابو الحسن سے کر دیا۔ منگنی کے لئے ابراہیم بن ابی حاتم العزنی اور اپنے دار الخلافہ کے قاضی ابو عبداللہ بن عبد الرزاق کو بھیجا اور اپنے دار الخلافہ کی طرف پلٹ آیا۔

۷۸۱ھ میں سلطان ابو سعید کی وفات سے انہوں نے غساسہ کی طرف اس کی سواری اور اس کے بوجھ اٹھانے کے لئے سواریاں بھیجیں، سونے چاندی کی لگامیں بنائی گئیں ریشم کے عرق گیر جو سونے سے ڈھکے ہوئے تھے بچھائے گئے۔ اس کے لانے والے اور دلہن بنانے والے کے لئے ایسا بے نظیر جشن کیا گیا جس کی مثال کسی حکومت میں نہیں سنی گئی۔ لہٰذا اس طرح احسان مکمل ہو گیا۔ سلطان ابو سعید اس کے پہنچنے سے قبل ہی وفات کر گیا۔

فصل:

سلطان ابو سعید کی وفات، ابو الحسن کی ولایت اور اس دوران پیش آنیوالے واقعات

۷۳۱ھ میں سلطان کو سلطان ابو یحییٰ کی بیٹی دلہن بن کر آنے کی اطلاع ملی تو پوری مملکت اس مقام سے جو انہیں حاصل ہوا تھا جھوم اٹھی۔ سلطان خود دلہن کی عزت افزائی کے لئے اور اپنے بیٹے کی شادی کی خوشی دیکھنے کے لئے پہنچا وہیں پر سلطان بیمار ہوا اور قریب المرگ ہو گیا تو اسے نوکروں کے کندھوں اور گھوڑے پر سوار کرا کر الحضرۃ لے گیا۔ پھر سبو پہنچے۔ اس کے بعد اسی طرح اس کو محل میں لایا گیا لیکن راستے ہی میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اللہ کی اس پر رحمت ہو۔ پھر صالحین کو بلا کر ماہ ذوالحجہ ۷۳۱ھ میں اسے دفن کر دیا گیا۔

سلطان ابو سعید کے بعد اس کے بیٹے امیر ابو الحسن کے گرد علماء، خواص، وزراء سن جمع ہوئے اور اسے اپنا امیر بنا کر اس سے بیعت لے لی۔ اس کے بعد اس نے سبو سے اپنے پڑاؤ کے اٹھانے کا حکم دیا۔ اور فاس میں مقام زیتون پر پڑاؤ ڈال کر لوگوں سے بیعت لینے لگا۔ بیعت لیتے وقت اس نے محافظوں اور متصرفین کے سرداروں المزوار عبو بن قاسم اور سلطان یوسف بن یعقوب کے عہدے سے مقرر دروازے کے حاجب کو مقرر کیا۔

اس دن اس کی دختر سلطان ابو یحییٰ اس کے پاس گئی اور اس نے پڑاؤ میں اس کے ساتھ شب بسر کی۔ پھر اس نے دلہن کے باپ کے دشمن سے

انتقام لینے کا عزم کیا۔ اس کے بعد وہ اپنے بھائی ابوعلی کا حال معلوم کرنے لگا کیونکہ وہ اس سے محبت کرتا تھا اور اس کی رضا کو ترجیح دیتا تھا۔ لہٰذا اس نے اس کے احوال کی نگرانی کے لئے سجلماسہ پر چڑھائی کا ارادہ کرلیا۔

فصل:

سلطان ابوالحسن کے سجلماسہ پر چڑھائی کرنے، بھائی کے ساتھ صلح کرنے اور واپس تلمسان آنے کے حالات

سلطان ابوسعید کے انتقال کے بعد سلطان ابوالحسن کی بیعت مکمل ہوگئی تو اس نے اپنے بھائی ابوعلی کے متعلق جاننے کا ارادہ کیا کیونکہ اسکا باپ اس کے متعلق اکثر وصیت کرتا رہتا تھا۔ اس لئے کہ وہ اس پر مہربانی کا مکلّف تھا۔ لہٰذا اس نے تلمسان جانے سے قبل اس کے احوال معلوم کرنے کے لئے زیتون کے پڑاؤ سے سجلماسہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ راستے میں اسے ابوعلی کے وفود ملے اور انہوں نے اسے حکومت کے بارے میں مبارکباد دی۔ اسے ابوعلی کے نیک ارادوں کا بتلایا اور یہ کہ ابوعلی اس چیز پر قانع ہے جو باپ سے صلح کے نتیجے میں اسے حاصل ہوئی تھی۔

سلطان ابوالحسن یہ سنکر واپس موحدین کے فریادی کو جواب دینے کے لئے تلمسان آ گیا۔ جب وہ تلمسان کے قریب پہنچا تو اس سے ایک جانب ہوکر مشرق کی جانب چلا گیا کیونکہ اس نے تلمسان میں ابویحیٰ کے ساتھ اکٹھے اترنے کا وعدہ کیا تھا۔ شعبان ۳۲ ےھ میں وہ تاسالت پہنچا اور مغرب کی بندرگاہ کے بحری بیڑوں کو سلطان ابویحیٰ کی مدد کے لئے تلمسان کے ساحل کی طرف بھیجا۔ اور ایک دوسری فوج کو محمد بطوی کے ماتحت ساحل وہران کے بحری بیڑے پر سوار کردیا۔ یہ سب ابویحیٰ کے مددگار میں شامل ہوگئے۔ انہوں نے بنوعبدالواد کی سرحد تیکلات پر حملہ کیا۔ جہاں بجایہ کے محاصرہ کے لئے دستے جمع تھے۔

ان دنوں ان کی فوج کے جرنیلوں میں سے ابن ہزرع موجود تھا اور فوج اس کے ہاں پہنچنے سے پہلے ہی اپنی آخری عملداری میں بھاگ چکی تھی۔ مولانا سلطان ابویحیٰ نے عربوں، موحدین، بربریوں اور دیگر افواج کو وہاں اتار دیا۔ اس کے خزانوں کو لوٹا جو حدوشمار سے زائد تھا کیونکہ جب ابوحمو نے حد بندی کی تھی اس وقت سے اس نے بطحاء کی عملداری سے لیکر بلاد شرقیہ کے عمال کو اشارہ دیا تھا کہ وہ غلے اور دیگر خوراک کی چیزوں کو یہاں لائیں۔

سلطان ابوتاشفین نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔ جب ان پر مصیبت نازل ہوئی تو لوگوں نے ان کے بے شمار غلہ جات کو لوٹ لیا۔ انہوں نے زمین میں اس کی حد بندی کو ختم کر کے چٹیل میدان بنا دیا۔ اس دوران میں سلطان ابوالحسن ان کے احوال دیکھتا رہا اور تلمسان پر حملے کے لئے سلطان ابویحیٰ کی آمد کا انتظار کر رہا تھا کہ اسے اپنے بھائی کی بغاوت کی خبر ملی۔ آئندہ صفحات میں اسکا ذکر آئے گا۔ ابویحیٰ کو بھی اس کی خبر ملی تو وہ محمد بطوی کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور اسے انعام واکرام سے نوازا پھر یہ واپس ابوالحسن کے پاس آ گیا۔ ابوتاشفین بھی اب موحدین سے جنگ کرنے سے رک گیا۔

فصل:

امیر ابوعلی کی بغاوت اور سلطان کی اس پر فتح کے واقعات

سلطان ابوالحسن تلمسان کی جنگ میں گھس گیا اور ابویحیٰ کے ساتھ وعدہ کی وجہ سے تاسالت تک چلا گیا تو اس کے بھائی نے ابوتاشفین سے گٹھ جوڑ کر کے اور آپس میں ایک دوسرے کا دفاع کا معاہدہ کر کے بغاوت کردی اور درعہ پر حملہ کر کے وہاں کے عامل کو قتل کر کے اپنے عزیز کو وہاں مقرر کردیا اس کے بعد مراکش کی جانب روانہ ہوگیا۔ سلطان کو اپنے پڑاؤ تاسالت میں اس کی خبر پہنچ گئی۔

چنانچہ اس نے انتقام لینے کا عزم کرلیا اور دوبارہ الحضرۃ چلا گیا۔ اپنی حکومت کے آخری سرحد تادریت پر پڑاؤ کیا اور اپنے بیٹے کو امیر مقرر کیا۔ وزیر مندیل بن حمامۃ بن تیربیعین کی نگرانی اس کے ذمہ لگائی۔ اور خود سجلماسہ کی طرف چلا گیا اور اس کا محاصرہ کرلیا۔ ابو تاشفین اپنی فوجوں کے ساتھ مغرب کی افواج کے روندنے کے لئے نکلا۔ لیکن جب وہ تادریت پر پہنچا تو ابن سلطان نے اس کا مقابلہ کیا اور ابو تاشفین کو شکست ہوئی۔

پھر وہ اپنی افواج کے ساتھ ابوعلی کی مدد کے لئے گیا اسے اس کے حصہ کی لغوانا پر امیر مقرر کیا۔ وہ اکیلے اکیلے اور ٹولیوں کی صورت میں شہر کی طرف گئے۔ سلطان نے ان کا طویل محاصرہ کیا اور بری طرح شکست سے دوچار کرنے کے بعد غالب آ گیا اور بروز قوت شہر میں داخل ہو گیا۔ ابوعلی کو محل کے دروازے سے گرفتار کرلیا گیا سلطان نے اسے مہلت دیکر قید خانہ میں ڈال دیا۔ پھر واپس ۳۳ےھ میں الحضرۃ آ گیا۔

سجلماسہ پر اپنا امیر مقرر کیا۔ اپنے بھائی کو اپنے ساتھ لے کر محل کے ایک کمرے میں قید کردیا۔ چند ماہ بعد اسے گلا گھونٹ کر قتل کردیا۔ اس نے فتح کو فتح جبل شمار کیا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے ابو مالک کے جھنڈے تلے اس کی فوجوں کے ہاتھوں تباہ و برباد کردیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل:

جبل فتح سے جنگ کرنے، مسلمانوں کا امیر ابو مالک کو مخصوص کر لینے کے حالات

حاکم اندلس سلطان ابوالید ابن الرئس جب اپنے چچازاد ابوالجیوش کے ہاتھوں مارا گیا تو اس کے چھوٹے بیٹے محمد نے اپنے وزیر محمد بن المحروق جو اندلس کے شرفاء اور حکومت کے پروردہ میں تھا کہ زیر انتظام حکومت سنبھالی۔ لیکن جب یہ بڑا ہوا تو اس نے یہ گوارانہ کیا اور وزیر کو المعلوجی کے بہکانے کی وجہ سے قتل کردیا ۲۹ےھ میں خود مختار ہو گیا۔ اس نے ملک کے تعلقات کو مضبوط کیا۔

۰۹ےھ میں طاغیہ نے جبل الفتح کو حاصل کرنے کے بعد اس کے پڑوس میں بندرگاہ کی سرحدوں پر نصرانیہ نے ڈیرے لگا دیئے۔ نصرانیہ کے سینے میں یہ ایک پھانس تھا۔ مسلمانوں کو اس معاملے نے پریشان کردیا۔ لیکن سلطان یہ سوچ کر کہ یہ اسی کے پیدا کردہ فتنے ہیں ان سے غفلت کی۔ چنانچہ ۱۲ےھ میں انہوں نے الجزیرہ اور اس کے قلعے ابن الاحمر کو واپس کردیئے ۲۹ےھ میں جب طاغیہ نے ان پر زیادہ سختیاں شروع کیں تو انہوں نے الجزیرہ حاکم مغرب کو واپس کردیا۔ سلطان ابوسعید نے اپنے ارباب حکومت میں سے عرب الخلط میں سے اپنے ماموں سلطان مہلہل کو اس کا امیر مقرر کیا۔

طاغیہ کا الجزیرہ کے قلعوں پر قبضہ کرنا:......سلطان ابوسعید کی وفات کے نزدیک طاغیہ نے الجزیرہ کے اکثر قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ سمندر میں رکاوٹ کھڑی کردی۔ اس کے ساتھ ہی حاکم اندلس کی سرکشی اور وزیر ابن اعمرون کے قتل نے اسے پریشان کردیا۔ لہٰذا اس نے سمندر پار کرنے کی جلدی کی اور ۳۲ےھ میں سلطان ابوالحسن کے دارالخلافہ فاس میں اس کے پاس گیا۔ سلطان نے اس کی آمد کو بڑی بات قرار دیا لوگوں کی اس سے ملاقاتیں کروائیں۔ اسے اپنے گھر کے ساتھ روض المصامیں اتارا۔

اس کی تعظیم و تکریم کی۔ ابن الاحمر نے ماوراء البحر مسلمانوں کے معاملے میں اس سے بات چیت کی۔ اس نے جبل کی حالت کے متعلق بھی شکایت کی کہ وہ سرحدوں کے سینے میں ایک کانٹا ہے۔ ان تمام احوال کے بعد سلطان نے ان کی شکایت دور کردی اور اللہ نے جہاد کے اسباب کردیئے اس کے بارے میں وہ اپنے دادا یعقوب کے طریق کو اختیار کیے ہوئے تھا۔

جبل سے جنگ:......جبل سے جنگ کرنے کے لئے سلطان نے اپنے بیٹے کے ساتھ بنو مرین کی پانچ ہزار افواج کو بھیجا۔ اس کے ساتھ محمد بن اسماعیل بھی تھا۔ جب وہ الجزیرہ میں پہنچا تو ابن الاحمر نے اندلس سے فوج جمع کرنے والوں کو بھیجا۔ لوگ جوق در جوق اس کی افواج میں شامل ہو گئے بہت سے بحری بیڑے اس کی مدد کیلئے آئے۔ یہاں تک کہ اس کی چھاؤنی فوج سے بھر گئی۔ بالآخر ۳۳ےھ میں مسلمان زبردست جنگ کے بعد بزور قوت جبل میں داخل ہو گئے۔

نصرانیہ کے پاس جو کچھ تھا اللہ نے انہیں غنیمت میں عطا کیا۔ فتح کے تیسرے روز طاغیہ کا فرقوں کے ساتھ اس سے ملا۔ مسلمانوں نے اس غلہ کے جو وہ الجزیرہ سے اپنے گھوڑوں پر لائے تھے بھر دیا۔ امیر ابو مالک اور ابن الاحمر بھی غلہ اٹھانے والوں میں شامل تھے۔ اس کے بعد امیر ابو مالک الجزیرہ چلا گیا۔ اس نے اپنے باپ کے وزیر یحییٰ بن طلحہ بن محلی کو جبل میں چھوڑا۔

تین ماہ بعد طاغیہ نے وہاں پہنچ کر پڑاؤ کر لیا۔ ابو مالک بھی اپنی فوجوں کے ساتھ نکل کر اس کے مقابل آ گیا۔ اس نے حاکم اندلس امیر ابو عبد اللہ کو پیغام بھیجا روہ نصرانیوں کے علاقے پر قبضہ کرتا ہوا طاغیہ کے بالمقابل آ گیا دشمن اپنے قلعوں میں بند ہو گیا۔

ابن الاحمر نے طاغیہ سے جنگ میں جلدی کی اور خود آگے گئے اور اپنی جان کی بازی لگاتے ہوئے طاغیہ کے خیمے کے سامنے پہنچے تو طاغیہ پاپیادہ برہنہ سر اس کی آمد کا اعزاز کرتا ہوا باہر نکلا اور ابن الاحمر کے مطالبے کے مطابق اپنا خزانہ حوالے کر کے وہاں سے کوچ کر گیا۔ امیر ابو مالک نے اس کے شگافوں کو بند کیا۔ محافظوں کو وہاں اتارا۔ غلہ جات وہاں لے گیا۔ اس فتح نے سلطان ابوالحسن کی حکومت کو آخری ایام تک فخر کا ہار پہنا دیا۔ اس کے بعد وہ تلمسان سے جنگ کرنے واپس آیا۔

فصل:

تلمسان کا محاصرہ، سلطان ابوالحسن کا تلمسان پر غلبہ اور ابو تاشفین کی وفات سے بنو عبدالواد کی حکومت کا خاتمہ

جب سلطان ابوالحسن اپنے بھائی کی بغاوت سے فارغ ہو چکا اور تمام بیماری کو ختم کر دیا۔ اس کی فوجوں نے نصرانیوں پر فتح پائی اور بیس سال بعد طاغیہ سے جبل الفتح واپس لے لیا تو اب وہ اپنے دشمن کے لئے فارغ ہو گیا اس نے ابو تاشفین کے پاس سفارش بھیجی تاکہ وہ موحدین کی جملہ عملداریوں سے واپس اپنی ابتدائی عملداری میں چلا جائے، خواہ اس سال تک چلا جائے۔ لیکن ابو تاشفین نے سلطان کے ایلچیوں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔

اس کے درباریوں نے بھی ان کے ساتھ بے ہودہ کلام کیا۔ جب ایلچیوں نے پہنچ کر سلطان کو یہ خبر دی تو وہ غصہ میں بھر گیا اور فوجوں کے ساتھ جدید شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا۔ پھر وزراء کو بلاد مراکش کی طرف قبائل سے فوجوں کے جمع کرنے کے لئے بھیجا۔ اس دوران اس نے اپنی افواج کی کمزوریوں کو دور کیا اور دستوں کو ترتیب دی۔ ۷۳۵ھ میں اپنے فاس کے پڑاؤ کے نکل کر تمام افواج مغرب کے ساتھ چلا وجدہ سے گزرتے ہوئے اس نے اسکا محاصرہ کر لیا۔

ندرومہ سے جنگ:......۷۳۵ھ میں ندرومہ سے جنگ کرتا ہوا وجدہ میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اس کے محافظوں کو قتل کر دیا۔ فصیلوں کو برباد کر دیا۔ مغراوہ اور بنی توجین نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ ۷۳۶ھ وہران، حسنین، ملیانہ، تنس، الجزائر پر غالب آ گیا۔ اس کی مشرقی موحدین کی ریاست کا حاکم یحییٰ بن موسیٰ اس کے پاس آیا۔ سلطان نے اس کی عزت و تکریم کے بعد اسے اپنے وزراء اور ہم نشینوں کے زمرہ میں شامل کر دیا۔

بلاد شرقیہ کی فتح کے لئے یحییٰ بن سلیمان کو مقرر کیا یحییٰ بن سلیمان بن عسکری بن محمد کا سردار، بنی مرین کا شیخ مجلس شور کا رکن اور سلطان کا داماد تھا۔ یہ شہروں کو فتح کرتے ہوئے المریہ تک پہنچ گیا۔ جانباز اس کی چھاؤنی میں جمع ہوتے رہے اور اس کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ وانشریس اور جشم کی عملداری پر بنی توجین کے ایک آدمی کو مقرر کیا۔ بنی یدللتن پر سعد بن سالار بن علی کو مقرر کر کے اس کی نگرانی پر قلعہ کے والی کو مقرر کیا۔

وہ چلنے سے پہلے اپنے بھائی محمد کی وجہ سے جو حکومت کا مدمقابل تھا، ابو تاشفین سے الگ ہو کر مغرب میں اس کے پاس آ گیا تھا۔ اسی طرح سلطان نے شلف اور مغرب اوسط کے دیگر مضافات پر امیر مقرر کئے اور تلمسان کے مغرب میں اپنی رہائش کے لئے جدید شہر کی حد بندی کی۔ اپنی

فوجوں کو وہاں اتار کر اسکا نام منصور پر رکھا۔ ابوتاشفین نے البدالحزوب کے اردگرد باڑ لگائی، خندقیں کھودیں۔ سلطان نے خندق کے پیچھے منجنیقیں نصب کیں۔ تیرانداز ان پر تیراندازی کرتے اور ان پر پتھر برساتے۔ اس میں انہیں مشغول رکھ کر سلطان نے ایک برج تعمیر کیا، جس کی وجہ سے سلطان کے جانباز ان کے آدمیوں کو تلواروں سے قتل کرنے لگے۔ اس طرح جنگ سخت ہوگئی اور محاصرہ تنگ ہوگیا۔

سلطان ہر صبح اپنے جانبازوں کی دیکھ بھال کرتا۔ ان کے مراکز میں چکر لگاتا کبھی کبھی وہ اکیلا چکر لگاتا۔ ایک روز جب سلطان اسی طرح چکر لگا رہا تھا تو انہوں نے موقع کو غنیمت جان کر اپنے قلعے کے دروازے کھول دیئے اور اپنی فوجوں کو سلطان پر حملے کے لئے لگا دیا۔ قریب تھا کہ سلطان اور اسکا امیر سوید عریف بن یحییٰ گھوڑے سے اتر پڑتے۔ کسی نے پڑاؤ میں پہنچ کر اس حالت کی ندا لگادی۔ اب تمام پڑاؤ ان پر بل پڑا اور انہیں خندق کی پستی میں لاکر ان سے مقابلہ شروع کردیا۔ اس روز تلوار سے اتنے لوگ قتل نہیں ہوئے جتنے بھیڑ کی وجہ سے مارے گئے۔ بنی توجین میں سے حشم کا سردار عمر بن عثمان اور بنی یدللتن کا سردار محمد بن سلامہ بن علی وغیرہ بھی اس روز مارے گئے۔ بنومرین کا بنوعبدالواد پر رعب بیٹھ گیا۔ جنگ مسلسل دو سال تک جاری رہی۔ ۲۷ رمضان ۷۳۷ھ کو سلطان خاموشی سے قلعہ میں داخل ہوگیا ابوتاشفین اپنے محل کے صحن میں کھڑا ہو کر جنگ کرنے لگا۔

ابوتاشفین کے دو بیٹوں کا قتل:......ابوتاشفین کے دونوں بیٹے عثمان، مسعود اور روزیر موسیٰ بن علی قتل کردیئے گئے۔ ابوتاشفین زخمی ہونے اور خون بہہ جانے کی وجہ سے کمزور ہوگیا ایک سوار اسے چھپا کر لے گیا۔ امیر ابوعبدالرحمٰن کے حکم سے اسکو قتل کر کے اسکا سر کاٹا گیا۔ سلطان کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو وہ بہت ناراض ہوا۔ کیونکہ وہ اسے زجر و توبیخ اور ڈانٹنے کا خواہشمند تھا۔ اسے دوسرے لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بنادیا گیا۔

اس کے بعد سلطان فوجوں کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ باب کشوط میں بھیڑ کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ شہر میں لوٹ مار شروع ہوگئی۔ اسی اثناء میں بہت سی مستورات کو بھی تکلیف پہنچی۔ سلطان اپنے خواص اور مددگاروں کے ساتھ مسجد میں گیا اور شہر کے مفتیوں کو جو امام کے بیٹے تھے۔ ''جن کے نام ابوزید اور ابوموسیٰ تھے'' کو علم کا حق ادا کرنے کے لئے بلایا۔ وہ کافی پس وپیش کے بعد آئے اور انہوں نے سلطان کو شہر میں لوٹ مار کے متعلق نصیحت کی۔ چنانچہ سلطان نے اپنی فوجوں کو فساد سے روکا۔

اس روز محمد بن تافراکین بھی آیا۔ جسے ابویحییٰ کا ایلچی ملا تو سلطان ابوالحسن نے جلدی اسے دوبارہ فتح کی خوشخبری دی تو وہ بہت خوش ہوا اور اسے اپنی کوشش قرار دی۔ ابوالحسن نے اپنے دشمن بنوعبدالواد کا قتل روک کر انہیں معاف کردیا۔ رجسٹر میں ان کے نام لکھے۔ عطیات کیے۔ بنوتوجین، بنوعبدالواد، بنی مرین میں سے بنی واسین اور بقیہ زناتہ کو متحد کیا اور انہیں بلاد مغرب میں لے گیا۔ کچھ لوگوں کو اس نے بلاد غمارہ اور سوس بھیجا۔ کچھ کو اندلس میں محافظ اور پہرداری کے لئے بھیجا۔ اب اس کی حکومت کا دائرہ وسیع ہوگیا۔ بنومرین کا مالک ہونے کے بعد اب زناتہ کا مالک بن گیا اور وہ خود مغرب کا سلطان ہونے کے بعد اب دونوں کناروں کا سلطان بن گیا۔

فصل:

متیجہ میں امیر عبدالرحمٰن کی تکلیف، سلطان کا اسے گرفتار کرنا اور اس کی موت کے احوال

چند صفحات پہلے بیان کرچکے ہیں کہ سلطان ابوسعید نے موحدین سے یہ شرط کی تھی وہ اس کی فوجوں کے ساتھ تلمسان سے جنگ کریں گے۔ اسی لئے سلطان ابوسعید تا سالت میں سلطان ابویحییٰ کے انتظار میں ٹھہرا رہا۔ جب دوسری بار اس نے تلمسان سے جنگ کی تو اس نے اب ان سے یہ مطالبہ نہ کیا۔ تلمسان کے محاصرہ کے دوران ابومحمد بن تافراکین اس کے پاس آتا تھا۔ جب وہ تلمسان پر غالب آگیا تو ایک روز اس کے سفیر ابومحمد بن تافراکین نے خفیہ طور پر اسے بتایا کہ آپ (ابوالحسن) کا سر اس کی ملاقات اور فتح کی مبارکباد دینے کے لئے آرہا ہے۔

سلطان ابوالحسن چونکہ تعریف پسند تھا اس لئے ۷۳۳ھ میں اس نے تلمسان سے کوچ کیا اور متیجہ میں سلطان ابویحییٰ کے انتظار میں پڑاؤ کر لیا۔ وعدہ کے انتظار میں جو محمد بن تافراکین نے اسے بتلایا تھا پڑاؤ طویل ہوگیا۔ کئی ماہ تک وہ اس کی ملاقات سے معذرت کرتا رہا اور اپنے خیمے میں بیمار

ہوگیا۔ چھاؤنی والوں نے اس کی وفات کے متعلق بات کی تو اس کی دونوں بیٹے امیر ابو عبدالرحمٰن اور ابو مالک جو اپنے دادا سلطان ابو سعید کے زمانے سے ہی ولی عہدی کے بارے میں ایک دوسرے سے جھگڑتے تھے۔

ابوالحسن نے ان کے رجسٹر مقرر کر رکھے تھے۔ فوجوں کو تنہا جمع کرنے کا کام، عطیات تقسیم کرنا، کاتب بنانے، علامت لگانے، غرض اہم امور ان دونوں میں تقسیم کر رکھے تھے۔ جب سلطان کے قریب المرگ ہونیکی اطلاع ان دونوں کو ملی تو اب وہ میدان میں آ گئے۔ جنگ کے دلال بھی میدان میں کود پڑے اور انہیں زبردستی دوسرے سے حکمرانی چھیننے کے لئے ابھارنے لگے۔ رقم تقسیم کی گئی۔ آخر کار دو پارٹی بن گئیں۔ جب امیر عبدالرحمٰن اپنے خیمے کی طرف آیا تو لوگ اس کا ہاتھ چومنے کے لئے بڑھے۔ ازدحام بڑھ گیا۔ خواص کو بھی اس بات کا پتہ لگ گیا۔

چنانچہ سلطان نے ناراض ہو کر پڑاؤ کو کوچ کا حکم دیا اور ان دونوں کو ان کے پڑاؤ میں لوٹا دیا۔ امیروں کو بھی شک پڑ گیا۔ لہٰذا ان دونوں نے خاموشی اختیار کر لی۔ مفسدین کی لگائی ہوئی آگ بجھ گئی۔ لیکن امیر عبدالرحمٰن کے ڈر میں اضافہ ہوگیا۔ رات کے وقت وہ اپنے خیمے سے نکل کر ارض حمزہ اولاد علی سے زغبہ کے امراء کے پاس پہنچ گیا۔ ان کے امیر موسیٰ بن ابوالفضل اسے گرفتار کر کے سلطان کے پاس لے آیا۔

سلطان نے اسے وجدہ میں قید کر دیا اور اپنے خواص میں سے اس پر جاسوس مقرر کر دیئے ۷۴۲ھ میں اس نے داروغہ پر حملہ کیا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ سلطان نے اپنے حاجب علان بن محمد کو بھیجا تو اس نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس کا وزیر زیان بن عمرو طاسی کی پناہ میں چلا گیا۔ جس روز امیر عبدالرحمٰن اپنے بھائی سے الگ ہوا اسی روز سلطان نے ابو مالک کو سرحد اندلس میں اپنی عملداری پر امیر مقرر کیا اور خود واپس تلمسان آ گیا۔

فصل:

ابن ہیدور کے خروج کرنے اور ابو عبدالرحمٰن سے سازش کرنے کے واقعات

سلطان نے جب اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو گرفتار کر لیا تو اس کی مستورات اور خواص مضطرو پریشان ہو کر منتشر ہو گئے۔ اس کے مطبخ کا خادم جازو جو ابن ہیدرو کے نام سے مشہور تھا وہ بھی آزاد ہو گیا۔ اس کی شکل عبدالرحمٰن سے ملتی جلتی تھی۔ چنانچہ وہ زعنبہ کے بنی عامر سے جاملا۔ جو ان دنوں حکومت کے باغی تھے۔ کیونکہ سلطان نے ابو تاشفین کے خواص میں سے امیر سوید عریف بن یحیٰ کو منتخب کر لیا تھا۔ زعنبہ کی امارت صغیر بن عامر اور اس کے بھائیوں کے پاس تھی۔

انہوں نے مخالفانہ طریقے کو اپنایا اور جنگوں کی طرف نکل گئے۔ سلطان نے عریف کے بیٹے وتر مار کو ان کے خلاف فوج دیکر بھیجا۔ جب وہ ان کی تلاش میں نکلا تو وہ اس سے آگے آگے بھاگتے گئے۔ جازر نے ان کے سامنے اپنا نسب سلطان ابوالحسن کے بیان کر کے خود سلطان کا بیٹا عبد الرحمٰن بن گیا۔ چنانچہ انہوں نے جازر کی بیعت کر لی۔ باغیوں نے ان کے ساتھ ملکر المریہ کے نواح پر حملہ کیا تو قائد مجاہد ان کے مقابلے کے لئے نکلا لیکن اسے شکست ہوئی۔

پھر وتر مار نے بھرپور تیاری کر کے ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ انہوں نے جازر کے عہد کو توڑ دیا۔ اس کے بعد ابن ہیدر وزوادہ کے بنی برناتن کے پاس چلا گیا۔ وہاں ان کی لیڈر خاتون شمسی کے ہاں اترا اور ان کے سامنے اپنا چھوٹا نسب پیش کیا۔ تو کوئی اس کی تکذیب کرتا اور کوئی تصدیق۔ لیکن بات واضح ہونے پر لوگوں نے اس سے کیا ہوا عہد توڑ دیا۔ اس کے بعد وہ ریاح کے امراء زوادہ کے پاس چلا گیا۔ ان کے سردار یعقوب بن علی کو اپنا صحیح نسب بیان کیا تو اس نے اسے پناہ دے دی۔

سلطان نے ابو یحیٰ کو اس کے حال کے متعلق اشارہ کیا تو اس نے اسے سلطان کے پاس سبتہ واپس بھجوا دیا۔ سلطان نے اس کے حال کی آزمائش کی۔ اس کی بیماری کا قلع قمع کیا۔ وہ مغرب میں حکومت کے وظیفے پر مقیم رہا۔ بالآخر ۷۸۸ھ میں فوت ہوگیا۔

سلطان کا عزم جہاد: ......جب سلطان اپنے دشمنوں سے فارغ ہوگیا تو اب وہ جہاد کے لئے تیار ہوا۔ کیونکہ وہ جہاد کا دلدادہ تھا۔ طاغیہ نے جب

یعقوب بن عبدالحق کے عہد سے بنو مرین کو جہاد سے فارغ کیا تھا تو وہ کنارے کے مسلمانوں پر غالب ہوتے چلے گئے تھے۔ انہوں نے سلطان الولید سے غرناطہ میں جنگ کر کے اس پر ٹیکس مقرر کر دیا۔ جسے اس نے قبول کر لیا۔ وہ اندلس کے مسلمانوں کو نگلنے کی کوششوں میں تھے۔

لیکن ۷۱۷ھ میں سلطان نے اپنے بیٹے ابو مالک کو جو کناروں کی سرحدوں کا امیر تھا دارالحرب کے لئے جانے کو کہا اور اپنے دارالخلافے سے اس کے پاس فوج اور وزراء کو بھیجا۔

امیر ابو مالک طاغیہ کے علاقے میں:......امیر ابو مالک طاغیہ میں دور تک چلا گیا۔ اسے لوٹا، غنائم کو اکٹھا کیا اور ان کی نزدیکی اونچی جگہ پر پڑاؤ کر لیا۔ وہاں اسے اطلاع ملی کہ نصاریٰ نے اس کے خلاف بھرپور تیاری کی ہے اور وہ تیز تیز اس تک تعاقب میں آ رہے ہیں۔ سرداروں نے اسے ان کے علاقے سے جوارض اسلام اور دارالحرب کی ملحقہ سرحد پر واقع تھا کوچ کرنے کا کہا۔ پس وہ اپنی واپسی میں لگ گئے۔ اس نے شب کے پچھلے پہر آرام کرنے پختہ ارادہ کر لیا۔ وہ ایک ثابت قدم سردار تھا مگر اپنی کم عمری کی وجہ سے جنگوں میں مہارت نہیں رکھتا تھا۔

نصرانیوں نے قبل اس کے کہ وہ سوار ہوتے ان کے بستروں ہی میں ان پر حملہ کر دیا۔ ابو مالک صحیح طور پر اپنے گھوڑے پر بھی بیٹھنے نہ پایا تھا کہ زمین پر گرا تو انہوں نے اسے زمین ہی پر قتل کر دیا۔ سلطان کو اپنے بیٹے کی ہلاکت کی اطلوع ملی تو وہ بہت رنجیدہ ہوا۔ اس نے اس کے لئے رحم کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے رستے میں مرنے کی وجہ سے اجر کی امید کی۔ خود جہاد کے لئے فوجوں کے بھیجنے اور بحری بیڑوں کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔

سلطان کو جب اپنے بیٹے کی شہادت کی اطلاع ملی تو اس نے وزراء کو بحری بیڑوں کی تیاری کے لئے ساحل کی جانب روانہ کیا۔ عطیات کا منہ کھول دیا، فوجوں سے ملا، ان کی کمزوریوں کو دور کیا، اہل مغرب کو جمع کر کے جہاد میں حصہ کے لئے سبتہ لے گیا۔ نصاریٰ نے جب یہ سنا تو وہ بھی دفاع کرنے لگا۔ طاغیہ نے راستہ میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے آبنائے جبرالٹر (جبل الطارق) پر اپنے بحری بیڑے کو مقرر کیا۔

سلطان نے کنارے کی بندرگاہوں سے بحری بیڑے طلب کر لئے۔ چنانچہ موحدین نے زید بن فرمون کو بجایہ کے سولہ بحری بیڑوں کے ساتھ جن میں طرابلس، قابلس، جربہ، تونس، بونہ اور بجایہ کے بیڑے شامل تھے۔ بجایہ کی بندرگاہ پر سو سے زائد مغرب کے بحری بیڑے آئے۔ سلطان نے محمد بن علی امیر سبتہ کو اسکا امیر مقرر کیا اور آبنائے جبرالٹر میں نصاریٰ سے جنگ کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام افواج نے مکمل زرہ اور ہتھیار سجا کر نصاریٰ کے بحری بیڑے پر حملہ کر دیا۔ کچھ ہی دیر بعد فتح کی ہوائیں چلنے لگیں۔

مسلمانوں نے ان کے جہازوں میں گھس کر ان کے ٹکڑے کرنے شروع کر دیئے اور ان کے اعضاء سمندر میں پھینک دیئے اور جہازوں کو اپنے ساتھ سبتہ لے آئے۔ لوگ انہیں دیکھنے کے لئے آنے لگے۔ سلطان مبارکباد کے لئے جلوہ افروز ہوا۔ شعراء نے اس کے سامنے قصیدے پڑھے۔ قیدیوں کی بیڑیاں دارالانشاء میں ترتیب سے رکھی گئیں وہ دن بڑی عزت والا دن تھا۔

فصل:

جنگ طریف اور مسلمانوں کی آزمائش

نصاریٰ کے بحری بیڑوں پر فتح کے بعد سلطان رضا کار اور تنخواہ دار غازیوں کو بھیجنے میں مشغول ہو گیا۔ ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک بحری بیڑوں کی زنجیر بن گئی۔ فوجوں کی تیاری مکمل ہونے پر خود سلطان ۷۴۰ھ میں اپنے اہل و عیال اور خواص کے ساتھ طریف کے میدان میں اترا سلطان اندلس ابوالحجاج بن سلطان ابی الولید نے اپنی زنانہ کی افواج کے ساتھ ان سے ملاقات کی اور طریف کو ایک حلقہ کی طرح گھیر لیا اور ان پر کئی قسم کی جنگیں مسلط کی گئی۔

وہاں پر آلات نصب کیے۔ طاغیہ نے ایک اور بحری بیڑہ تیار آبنائے جبرالٹر میں سلطان کا راستہ روک لیا تا کہ خورد و نوش اور دیگر ضروریات کا سامان سلطان کو نہ مل سکا۔ شہر میں انکا محاصرہ طویل ہو گیا۔ توشے ختم ہو گئے۔ انہوں نے چارے تلاش کیئے۔ کامیابی کے آثار کم ہو گئے۔ اور افواج کی

حالت مخدوش ہوگئی۔

طاغیہ کا نصرانی قوموں کو جمع کرنا:..... طاغیہ نے جب نصرانی قوم کو جمع کیا تو اشبونہ اور غرب اندلس کے حاکم برتقال نے ان کی مدد کی۔ چھ ماہ بعد وہ ان کی طرف روانہ ہوا۔ جب ان کی چھاؤنی قریب آئی تو اس نے طریف کے طرف نصری کی فوج کو بھیجا۔ جسے اس نے وہاں چھپا رکھا تھا۔ پس وہ چوکیداروں کی غفلت کی وجہ سے راحت کے وقت اسمیں داخل ہو گئے لیکن۔ رات کے آخری حصہ میں انہیں اس بارے میں علم ہوا تو انہوں نے اپنی کمین گاہوں سے نکل کر خاصی تعداد کو قتل کر دیا۔

انہوں نے سلطان کے حملہ کے خوف سے اس سے بات چھپائی کہ ان کے سوا شہر میں کوئی داخل نہیں ہوا ہے۔ دوسرے دن طاغیہ جب اپنی افواج کے ساتھ روانہ ہوا تو سلطان نے اپنی فوجوں کی صف بندی کی اور انہوں نے حملہ کر دیا۔ گھمسان کی جنگ کے دوران شہر سے پوشیدہ لشکر نکلا اور چھاؤنی کی طرف چلا گیا۔ سلطان کے خیمے کے قریب پہنچ کر انہوں نے محافظین کو قتل کر دیا۔ سلطان کی پیاری بیویوں عائشہ بنت ابو یحیٰی بن یعقوب اور فاطمہ بنت مولانا سلطان ابو یحیٰی کو اور دیگر لونڈیوں کو قتل کر دیا۔ دیگر خیموں کو بھی لوٹا اور پڑاؤ کو آگ سے جلا دیا مسلمانوں کو جب پڑاؤ کے پیچھے موجود افواج کا پتہ چلا تو اب ان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ پشت پھیرنے لگے۔ حالانکہ وہ ابن سلطان کے ہاتھ ملک پختہ جنگ کا ارادہ کئے ہوئے تھے۔

لہٰذا وہ مسلمان کی صفوں میں جا ملا۔ انہوں نے اس کا محاصرہ کر کے اسے گرفتار کر لیا۔ سلطان مسلمانوں کی ایک جماعت کی طرف مائل ہوا۔ طاغیہ سلطان کے خیمے میں آیا لیکن عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا مناسب نہ سمجھا اور واپس اپنے بلاد کی طرف پلٹ گیا۔ ابن الاحمر غرناطہ چلا گیا، سلطان الجزیرہ پھر جبل سے کشتی پر سوار ہو کر رات کو سبتہ چلا گیا۔ اللہ نے مسلمانوں کی آزمائش کی اور ان کے ثواب میں اضافہ کیا۔

طریف سے طاغیہ کی واپسی:..... جب طریف سے طاغیہ واپس آیا تو اب اس نے اندلس کے مسلمانوں پر چڑھائی کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ نصرانی فوجوں کے ساتھ اس نے غرناطہ کی سرحد سے ایک دن کی مسافت پر واقع قلعہ بنی سے سعید سے جنگ کی اور انکا محاصرہ کر لیا خوب ناکہ بندی کی اور پیاس کی شدت نے انہیں مجبور کر دیا۔ چنانچہ ۷۵۲ھ میں اس کے حکم کو تسلیم کر لیا اور اللہ نے طیب پر خبیث کو فتح دی۔ اس کے بعد وہ اپنے ملک کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن جب دوبارہ سبتہ گیا تو اس نے دوبارہ جہاد کے لئے لوگوں کو تیار کیا۔ اپنے وزراء کو بحری بیڑوں کی تیاری کے لئے مقرر کیا۔

جب بحری بیڑوں کی خاصی تعداد مکمل ہوگئی تو اس نے اپنے وزیر عسکر بن تاحضریت کے ساتھ اپنی فوجوں کے کنارے کی طرف بھیجا۔ وزیر کے قرابنداروں میں سے محمد بن العباس بن حضرت کو الجزیرہ جانے پر آمادہ کیا۔ اور موسیٰ بن ابراہیم الیرنیانی کے ساتھ جو وزارت کا نائب تھا کے ساتھ کچھ فوج مدد کے لئے الجزیرہ بھیجی۔ طاغیہ بھی ایسے بحری بیڑے کے ساتھ آبنائے جبرالٹر میں پہنچ گیا۔ اللہ نے مسلمانوں کی آزمائش کی۔ مسلمانوں کے کچھ آدمی شہید ہو گئے اور طاغیہ کا بحری بیڑہ آبنائے جبرالٹر غالب آ گیا اور مسلمانوں کو وہاں سے شکست ہوئی۔

اشبیلیہ سے طاغیہ کی آمد:..... طاغیہ نصرانی فوجوں کے ساتھ اشبیلیہ سے آیا اور انہیں جزیرہ الخضراء میں بٹھا دیا۔ جو مسلمانوں کی بحری بیڑوں کی بندرگاہ تھی۔ وہ طریف کے ساتھ اسے بھی اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے الخضراء کا طویل محاصرہ کر لیا۔ چھاؤنی والوں کے لئے لکڑی کے مکانات تعمیر کیئے۔ سلطان ابوالحجاج اندلسی فوج لیکر طاغیہ کے مدمقابل آ گیا اور سلطان ابوالحسن سبتہ میں ان کی مدد کے لئے رکا رہا لیکن یہ رکنا ان کے کسی کام نہ آسکا اور محاصرہ سخت ہونیکی وجہ سے انہوں نے طاغیہ سے صلح کرنے کے لئے اس کے پاس آنے کی اجازت مانگی۔

چنانچہ طاغیہ نے انہیں دھوکہ دینے کے لئے اجازت دے دی۔ جب یہ سمندر سے گزرے تو طاغیہ کے چھپے ہوئے بحری بیڑوں سے انکا شدید مقابلہ ہوا۔ آخر کار یہ ساحل پر پہنچ گئے۔ الجزیرہ اور وہاں موجود سلطان کی فوجوں کی حالت خراب ہوگئی۔ چنانچہ انہوں نے شہر سے دست بردار ہونے پر طاغیہ سے صلح کر لی۔ لہٰذا مسلمان شہر سے نکل گئے اور اس نے اپنا عہد پورا کیا۔ جو کچھ انہوں نے کھویا تھا اسکا معاوضہ دیا۔ خلعتیں دیں۔ سلطان نے اپنے وزیر عسکری بن تاحضریت کو باوجود رکھنے کے مدافعت نہ کرنے کی وجہ سے گرفتار کر لیا اور سلطان اللہ پر اس یقین کے ساتھ دارالخلافہ واپس آ گیا کہ اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا۔

عثمان بن ابی العلاء:.....آل عبدالحق کے شرفاء میں سے عثمان بن ابی العلا اندلس میں زناتہ اور بربری مجاہدین کا قائد تھا۔ اسے اندلس میں سرحدوں کی حفاظت، دارالحرب میں جنگ کرنے اور حاکم اندلس کے ساتھ جہاد میں حصہ لینے کی وجہ سے ایک خاص مقام ومرتبہ حاصل تھا۔ جب سلطان ابوسعید نے اہل اندلس سے مدد مانگی تو ان میں سے اسے جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے اس نے ان سے معذرت کی اور انپر شرط عائد کی کہ وہ جہاد کا وقت گزرنے تک اسے قیادت سونپ دیں۔ اس لئے اس کی حاجت کو پورا نہ کیا گیا۔

عثمان بن ابوالعلاء کے انتقال کے بعد اس کے بیٹوں نے جہادی امور کو سنبھالا۔ وہ ریاست میں اپنے بڑے بھائی ابو ثابت کی طرف رجوع کرتے تھے۔ غلاموں اور لاپرواہ لوگوں کی وجہ سے ان کی پارٹی مضبوط ہوگئی اور اکثر اوقات وہ ان سے بے قابو ہو جاتے۔ اس حالت کو دیکھکر سلطان اندلس نے ابوالحسن سے بات کرنے کا ارادہ کیا تو ابوالعلاء کے بیٹے ناراض ہو گئے اور انہوں نے اپنے بارے میں اسپر تہمت لگائی۔ تمام ناپسندیدگی کے باوجود انہیں جبل کے ساتھ جنگ کرنے کی سعادت بخشی۔ جب مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور ابن الاحمر نے طاغیہ کی محبت کی وجہ سے اس کی جو مدافعت کی اسکو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

سلطان نے اپنے دارالخلافہ واپس جانے کا ارادہ کر لیا اور انہوں نے اس کی غلام ابن المغلوجی سے سازش کی۔ جب انہوں نے ابوالعلاء کا میلان بھی اس طرف پایا تو اسے قبول کرنے کے لئے دوڑے۔ محمد بن الاحمر نے انہیں چوکنا کر دیا۔ انپر ملامت کی۔ وہ اس کے کچھ کر گزرنے سے پہلے ہی دوڑ پڑے۔ انہوں نے قلعہ اصطبونہ سے بہت پہلے ہی اسے پکڑ لیا۔ اس پر عتاب کیا تو رضامندی طلب کرنے لگا۔ انہوں نے اس کے ساتھ سخت کلامی کی اور اس کے عطیات کے انچارج غلام عاصم کو قتل کر دیا۔

سلطان نے اس بات کو برا منایا تو اسے بھی قتل کر دیا اور اپنے ان غلاموں کے ذریعے جن کے ساتھ مل کر سازش کی اس کے بھائی ابوالحجاج بن یوسف بن الولید کو بلایا اور اس سے بیعت لی لیکن وہ اپنے بھائی قتل ہونیکی وجہ سے دل میں ان سے کینہ رکھے ہوئے تھا۔ پھر اسی وقت اپنے قائد ابن عزون کو بھیجا اور اس نے ان کی خاطر دارالخلافہ پر قبضہ کر لیا اور اسکا کام مکمل ہوگیا۔

جب سلطان ابوالحسن جہاد کی طرف گیا اور اپنی افواج کو اپنے بیٹے ابو مالک کے تحت اندلس کی سرحدوں پر بھیجا اس نے انہیں خفیہ طور پر ابوالعلاء کے بیٹوں کے بارے میں کچھ شرائط بتائیں جو اس کے باپ سلطان ابوسعید نے ان پر عائد کی تھیں۔

ابوالعلاء کے بیٹوں کی گرفتاری:.....ابوالحاج نے ابوالعلاء کے بیٹوں کو گرفتار کر کے زمین دوز قید خانہ میں بند کر دیا۔ پھر انہیں کشتیوں میں سوار کرا کر تونس میں سلطان ابویحیٰ کے پاس بھیج دیا اور اس نے الحجاج کے پیغام کے مطابق انہیں گرفتار کر لیا اور قید خانہ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ابویحیٰ نے اپنے دروازے کے داروغہ کے ساتھ میمون بن بکرون کو انہیں ابوالحسن کے دارالخلافہ میں بھیجنا چاہا۔ لیکن انہوں نے قبول نہ کیا تو سلطان نے سفارشی خط لکھ کر انہیں مطمئن کیا اور ابومحمد بن قافراکین سلطان کا سفارشی خط لیکر پیچھے پیچھے روانہ ہوگیا۔

جب ابوالحسن ۷۴۲ھ میں جہاد سے واپس آیا تو اس نے ابوالحسن کو سفارشی خط پیش کیا تو اس نے ان کی خوب عزت کی اور عمدہ گھوڑے عطا کئے، اعلیٰ روزینے مقرر کئے تو وہ سلطان کے مددگاروں میں شامل ہوگئے۔ جب ابوالحسن الجزیرہ کے حالات کے مشاہدہ کے لئے سبتہ میں اترا تو ان کے بارے میں شکایت کی گئی کہ وہ مفسدین کے ساتھ حکومت کے خلاف ساز باز کر رہے۔ لہٰذا سلطان انہیں گرفتار کر کے مکناسہ کے قید خانہ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد اس کے اپنے بیٹے ابوعنان کے ساتھ وہ حالات پیش آئے جسے ہم بیان کریں گے۔ انشاءاللہ۔

فصل:

مشرق کی طرف سلطان کے تحائف بھیجنے

اور حرمین اور قدس کی جانب اپنے تحریر کردہ مصحف بھیجنے کے حالات

ملوکِ مشرق کی دوستی اور شریفانہ معاہدات کے متعلق سلطان ابوالحسن اپنا ایک منفرد انداز رکھتا تھا۔ جو اسے اپنے اسلاف سے حاصل ہوا تھا۔ اس کی دیانتداری نے مزید اسمیں پختگی پیدا کر دی تھی۔ مغرب اوسط پر غالب ہونے اور نواح کے باشندوں کا اس کے تابع ہونے کے بعد سلطان نے اسی وقت حاکم مصر و شام محمد بن قلا دون الملک الناصر کو خط لکھا اور اسے فتح اور حاجیوں کے راستے سے رکاوٹیں ختم ہونے کا بتلایا۔ یہ خط فاس بن میمون بن درداء لیکر گیا اور سلف محبت اور استحکام کے ساتھ جواب واپس لایا۔

حرم شریف میں اپنا تحریر کردہ قرآن مجید رکھنا:......سلطان نے پختہ عزم کرنے کے بعد کہ اپنے ہاتھ کا تحریر کردہ قرآن مجید وہ حرم شریف میں رکھوائے گا تا کہ اسے اللہ کی قربت نصیب ہو تو اس نے اسے نقل کروایا، کاتبوں کو اسے سنہرا اور منقش کرنے قاریوں کو ضبط و تہذیب کے لئے جمع کیا یہاںتک کہ یہ کام مکمل ہو گیا۔ اب سلطان نے قرآن پاک کے آبنوس کی لکڑی، ہاتھی دانت اور صندل سے ایک نہایت خوب صورت صندوق بنوایا ،سونے کے پتھروں، جواہرات و یاقوت کی لڑیوں سے اسے ڈھانپا۔ چمڑہ کا ایک مضبوط غلاف بنوایا جس پر سونے کی تاروں سے لکھائی کی گئی۔

اس کے اوپر ریشم و دیباج اور سوتی غلاف تھے۔ اپنے خزائن سے مال نکلوا کر اس نے مشرق میں جاگیریں خرید کر قراء کے لئے وقف کیں۔ اس کے بعد حاکم مصر محمد بن قلا دون الملک الناصر کے پاس اپنی حکومت میں سے بڑے بڑے آدمیوں مثلاً عریف بن یحیٰی امیر زغبہ، عطیہ بن مہلیل بن یحیٰی جو بڑا اماموں تھا، اپنے کاتب ابوالفضل بن محمد بن ابی مدین اپنے دروازے کے داروغے عریف، اپنی حکومت کے داست عبو بن قاسم المز دار کو بہت قیمتی تحائف دے کر بھیجا۔

تحائف لے جانے والے المز وار کے لئے جلسہ منعقد کیا جس کا مدتوں تک چرچا ہوتا رہا۔ مجھے گھر کے ایک منتظم نے بتایا کہ اس میں پانچ سو سونے چاندی کی زینوں کے ساتھ بہترین گھوڑے، لگامیں بھی سونے کیں، متاع مغرب، گھریلو استعمال کی چیزوں اور ہتھیاروں کے پانچ سو بوجھ، پختہ بناوٹ کے اونی کپڑے، لباس، ٹوپیاں، پگڑیاں، نشان دار اور غیر نشان دار چادریں، بہترین ریشم کے رنگدار، بے رنگ، سادہ اور منقش کپڑے، بلا دصحرا کے لمط کے بہترین چمڑے اور موتی اور یاقوت کت پتھروں کا پیمانہ شامل تھا۔

اس کے باپ کی محبوبہ لونڈیوں میں سے ایک نے حج کا ارادہ کیا تو اس نے اسے اجازت دے دی اور ساتھ ہی ملک مصر الملک الناصر کو اس متعلق خط میں وصیت کی۔ تلمسان سے تحائف کا قافلہ روانہ ہوا اور جمعہ کے روز مصر میں پہنچا، الملک الناصر کو تحائف اور پیغام پیش کیا تو اس نے مقبول کیا، مدتوں تک لوگوں میں اسکا چرچا رہا۔ راستے میں ان کی تعظیم و تکریم کی گئی۔ یہاںتک کہ انہوں نے اپنا فرض پورا کر دیا اور انہیں جہاں قرآن مجید رکھنے کا حکم تھا وہاں پر انہوں نے رکھ دیا۔

پھر سلطان نے پہلے نسخے کے مطابق ایک نسخہ مدینہ کی قرأت پر لکھا اور اسے بھی اپنی حکومت کے بڑے آدمیوں کے ساتھ بھجوایا۔ سلطان اور الملک الناصر میں ہمیشہ دوستی قائم رہی یہاںتک ۷۴۱ھ میں الملک الناصر فوت ہو گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ابوالفداء نے امارت سنبھالی۔ سلطان نے اپنے کاتب اور دفتر خراج کے انچارج ابوالفضل بن رزق اللہ بن ابی مدین کو اس کے پاس بھیجا۔ جس نے سلطان کی طرف سے تعزیت کی اور تحائف پیش کیے۔

سلطان کی بڑائی بیان کرنے، راستے میں کمزور حاجیوں پر اس کے خرچ کرنے، ترکی حکومت کی تحائف دینے اور ان سے کچھ نہ لینے میں اس کی

عجیب شان تھی۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے کہ سلطان نے افریقہ پر قبضہ کے بعد ایک نسخہ بیت المقدس کے لئے لکھنا شروع کیا لیکن اس کی تکمیل سے قبل ہی سلطان کا انتقال ہو گیا۔ آئندہ صفحات میں یہ سب تفصیل سے آئے گا۔ انشاء اللہ۔

فصل:

مغرب کے پڑوسی سوڈانیوں کے شاہ عالی کی خدمت میں سلطان کا تحائف بھیجنا

سلطان ابوالحسن کے فخر کا ایک انداز تھا۔ جس سے وہ بڑے بڑے بادشاہوں سے مقابلہ کیا کرتا تھا۔ اپنے ہمسروں اور امصار کو تحائف دینے اور ان کے پاس ایلچی کا پابند تھا۔ اس کے عہد میں مالی کا بادشاہ، سوڈانیوں کے بادشاہوں میں سب سے بڑا تھا اور مغرب میں اس کے ملک کا پڑوسی تھا۔ قبلہ کے جانب مقبوضات سے ایک سو مرحلہ پر جنگل میں رہتا تھا۔ مغرب اوسط پر قبضہ کے بعد اس کے رعب و دبدبہ کی خبریں پھیل گئیں تو مالی کا بادشاہ صلح کی طرف مائل ہوا۔ چنانچہ اس نے فرالیقین اور مقبوضات کے پڑوس میں رہنے والے صنہاجی ملثمین کے ایک ترجمان کو اس کی طرف روانہ کیا۔ اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور سلطان کی فتوحات پر مبارک باد دیں۔ اس کے بعد سلطان نے وفد کی واپسی سے قبل اس کے باپ کی فوتگی پر کاتب الدیوان ابوطالب بن محمد بن ابی مدین اور اس کے غلام عنبر الخصی کو قیمتی تحائف دیکر مالی کے بادشاہ منسا سلیمان کے پاس بھیجا۔ معقل کے صحرائی اعراب کو کہا کہ وفد کے آتے جاتے ان کے ساتھ رہیں۔ معقل میں جار اللہ کی اولاد کا امیر علی بن غانم اس سفر کے لئے تیار ہوا۔ یہ قافلہ کافی مشکلات طے کرنے بعد مالی کے بادشاہ کے پاس پہنچا تو اس نے ان کی خوب عزت افزائی کی اور ان کی حیثیت کے مطابق اس کا حق ادا کیا اور پیغام پہنچایا۔ سلطان کو اپنے تواضع کرنے کی وجہ سے دوسرے بادشاہوں پر بہت عزت حاصل ہوگئی۔

فصل:

حاکم تونس کے ساتھ سلطان کی رشتہ داری کے احوال

جب سلطان ابویحیٰی کی بیٹی، سلطان ابوالحسن کی دوسری محبوب لونڈیوں کے ساتھ طریف کے خیمے میں قتل ہوگئی تو اس کا غم اس کے دل میں باقی رہ گیا۔ کیونکہ سلطنت کی عزت کرنے، گھر کی نگرانی، معاملات میں کامیابی اور ترفہ کے اصولوں اور صحبت میں لذت عیش سے فائدہ اٹھانے کی بہت دلدادہ تھی، لہٰذا اسے خیال آیا ہے کہ وہ اس کی کسی بہن کو اس کے بعد دوبارہ حاصل کرے۔ چنانچہ اس نے اپنی منگنی کے بارے میں اپنے ولی عریف بن یحیٰی امیر زعبہ، فوجوں اور ٹیکس کے کاتب ابوالفضل بن عبداللہ بن ابی مدین، اپنی مجلس کے فقیہ الفتویٰ ابوعبداللہ محمد بن سلیمان السطی اور اپنے غلام عنبر الخصی کو بھیجا۔ وہ ۴۶ ےھ میں پہنچے، ان کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا گیا اور اس نے حد درجہ تعظیم و تکریم کی۔

حاجب ابوعبداللہ کی سلطان سے سازش:.....حاجب ابوعبداللہ بن تافراکین نے ان کے آمد کی غرض کے بارے میں اپنے سلطان سے سازش کی۔ اس نے اپنے حرم کو اطراف کے حملوں سے بچانے اور اس قسم کی دلہن کی عظمت کی خاطر اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اس کا حاجب ابن تافراکین مسلسل اس کے سامنے ان چیزوں کی اہمیت کم کرتا رہا اور منگنی کے رد کرنے پر سلطان ابوالحسن کی عظمت کو بیان کرتا رہا۔ کیونکہ ان دونوں کے درمیان رشتہ داری اور دوستی کے گذشتہ عہد و پیمان تھے۔ یہاں تک کہ سلطان ابویحیٰی نے ان کی بات مان لی اور اس نے یہ کام حاجب کے سپرد کیا۔

اس نے نہایت خوش اسلوبی سے تیاری کی، دلہن کے سامان تیار کیا۔ اس وجہ سے ایلچیوں کا قیام لمبا ہو گیا۔ ۹ ےھ ربیع الاول میں وہ تونس سے چلے گئے۔ سلطان ابویحیٰی نے اپنے بیٹے فضل کو جو بونہ کا حاکم اور دلہن کا حقیقی بھائی تھا کو کہا کہ وہ دلہن سلطان ابویحیٰی کے پاس لے جائے۔ اس کے ساتھ موحدین کے مشائخ کو بھیجا جن کا سردار عبدالواحد بن محمد بن کماز تھا۔ وہ سب کے سب دلہن کے ساتھ ابوالحسن کے پاس پہنچے۔ راستے ہی میں انہیں

سلطان ابو یحییٰ کی وفات کی خبر ملی۔

چنانچہ سلطان ابوالحسن نے ان سے تعزیت کی اور ان کی بہت عزت افزائی کی۔ اس نے دلہن کے بھائی فضل سے کیا گیا وعدہ وراثت پورا کیا لہذا وہ گھر میں مطمئن ہوگئی یہاں تک کہ وہ سلطان کے مددگاروں میں شامل ہوگیا اور اس کے جھنڈے تلے افریقہ چلے گئے

فصل:

افریقہ پر سلطان کی چڑھائی اور غلبہ کے حالات

سلطان ابوالحسن کو اگر سلطان ابو یحییٰ کی دوستی اور رشتہ کی پاس نہ ہوتی تو وہ کبھی کا افریقہ پر حملہ کر چکا ہوتا لیکن اب اوقات مقرر کرنے لگا رشتہ کے بارے میں جب اس نے پیغام بھیجا اور تلمسان میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ انہوں نے انکار کر دیا ہے تو وہ منصور تلمسان سے اٹھا جلدی سے فاس جا کر عطیات کا رجسٹر کھول کر فوج کی کمزوریوں کو دور کیا مغرب اقصیٰ پر اپنے پوتے منصور بن امیر ابو مالک کو امیر مقرر کیا افریقہ پر چڑھائی کی نیت کو پوشیدہ رکھ کر تلمسان کی طرف کوچ کر گیا لیکن جب اسے ضرورت کی تکمیل اور زفاف کی یقینی خبر ملی تو اسکا ارادہ ٹھنڈا پڑ گیا۔

جب رجب ۷۴۷ھ میں سلطان ابو یحییٰ فوت ہوگیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو سلطان ابوالحسن کی تحریر کی رو سے بالکل غلط تھا جب ابوالقاسم بن عتو نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے پاس سفیر بنا کر بھیجے تو وہ اس سے ناراض ہوگیا اس لیئے کہ عمر نے اپنے عہد کو توڑا اور ان کے بارے میں نافرمانی کا طریق اختیار کیا تھا

افریقہ پر چڑھائی:......سلطان ابوالحسن نے افریقہ پر چڑھائی کا مکمل ارادہ کرلیا خالد بن حمزہ بن عمر بھی اس کے ساتھ چلنے کے لئے آ گیا۔ چنانچہ اس نے عطیات کا رجسٹر کھول دیا اور لوگوں میں افریقہ کی طرف جانے کا اعلان کر دیا۔ ابو یحییٰ کا یونا المولیٰ ابو عبداللہ حاکم بجایہ اپنے باپ کی سفارت لیکر اور اس کی عملداری پر قائم رہنے کا مطالبہ لیکر حاضر ہوا۔ لیکن جب اسے مایوسی ہوئی اور معلوم ہوا کہ سلطان خود افریقہ پر چڑھائی کا ارادہ کر رہا ہے تو اس نے واپسی کا مطالبہ کیا تو اس نے اسے جانے دیا اور وہ واپس بجایہ کی طرف آ گیا۔

۷۴۹ھ میں عید الضحیٰ کے بعد اپنے بیٹے امیر ابو عنان کو مغرب اوسط کا امیر مقرر کرنے کے اور ٹیکس کے وصولیا بی پر مقرر کرنے بعد سلطان خود افریقہ کی طرف کوچ کر گیا۔ صحراء کا امیر خالد بن حمزہ بھی اپنے مددگاروں کے ساتھ سلطان کے ساتھ تھا۔ سلطان جب وہران میں اترا تو اسے قسطنطنیہ اور بلاد الجرید کا وفد ملا۔ جسکی پیشوائی اس کے بھائی عبدالملک کا مددگار امیر جنگ احمد بن مکی، امیر توزر بن یحییٰ بن محمد بن یمول جو امیر ابوالعباس کے خروج کے بعد تونس آ گیا دورو ہیں اسکا انتقال ہوا اور رئیس نفطہ احمد بن عام کر رہے تھے۔ یہ رؤسا اپنے ملک کا سربرآوردہ لوگوں کے ساتھ اس سے ملے اور اس کی بیعت کر لی۔

امیر طرابلس محمد بن ثابت کسی مجبوری کے پیش نظر ان کے ساتھ شامل نہ ہو سکا۔ لیکن اس نے اپنی بیعت ان کے ساتھ بھیج دی تھی۔ سلطان نے ان کی بہت عزت کی، انہیں امصار کا امیر مقرر کیا اور احمد بن ملی کو اپنے پاس رکھ لیا۔ اس کے بعد جلدی جلدی بجایہ کے مضافات بنی حسن میں اترا تو وہاں اسے امیر بسکرہ و بلاد الزاب منصور بن فضل بن مزنی، امیر زواودہ یعقوب بن علی بن احمد اور بجایہ کے مضافات کے امراء ملے جنہوں نے سلطان کی بیعت کی۔

پھر سلطان نے اپنے باپ کی تربیت یافتہ قائد ابو حمو بن یحییٰ کو اپنے آگے بجایہ کی طرف روانہ کیا اور اس نے بجایہ کے میدان میں پڑاؤ کر لیا۔ ابو عبداللہ اور اہل شہر اپنے سلطان کی محبت اور خوف کی وجہ سے منتشر ہوگئے۔ اس صورتحال کے بعد ان کے مشائخ قضاء وفتویٰ وشوریٰ سلطان کی مجلس میں گئے بجایہ کے سلطان کا حاجب ان سے پہلے پہنچ چکا تھا۔ لہٰذا ان سب نے سلطان کی اطاعت اختیار کر لی۔

جب سلطان کی سواریوں کے جھنڈے شہر سے قریب ہوئے تو ابو عبداللہ تیزی سے سلطان کے پاس حاضر ہوا، دیر سے آنے پر اپنا عذر کیا اور

سلطان کی بیعت کرلی۔ سلطان نے اسے سبنین کے نواح میں کومیہ کی عملداری اسے جاگیر میں دی۔ تلمسان میں اسکا وظیفہ بڑھا دیا اور اسے اپنے بیٹے حاکم مغرب ابو عثمان کے ساتھ کر دیا۔ سلطان جب شہر میں داخل ہوا تو اس نے وہاں سے بے انصافیوں کا خاتمہ کر دیا، ٹیکس کا چوتھائی معاف کر دیا، سرحدوں کے احوال پر غور کیا، شگافوں کو درست کیا اور وزراء کے طبقہ میں سے محمد بن النوار کو اس کا امیر مقرر کرنے کے بعد بنی مرین کے محافظ اور اپنا کاتب برکات بن حسن بن البواق کو وہاں چھوڑا اور خود وہاں سے روانہ ہو کر قسطنطنیہ پہنچا۔

ابوزید کی بیعت:......امیر ابوزید جو سلطان ابو یحییٰ کا پوتا اور جو امیر قسطنطنیہ تھا اس نے اور اس کے دیگر دوسرے بھائی ابوالعباس احمد اور ابو یحییٰ زکریا نے بھی سلطان کی بیعت اختیار کر لینے کے بعد اپنی عملداری سے دست بردار ہو گئے۔ سلطان نے انہیں تلمسان کی عملداری میں سے ندرومہ دے دیا۔ امیر ابوزید کو اسکا امیر اور ٹیکس جمع کرنے پر مقرر کیا۔ اس کے بعد قسطنطنیہ میں داخل ہو کر محمد بن عباس کو اسکا امیر مقرر کیا۔ عباس بن عمر کو اپنی قوم بنی عسکر کے پاس بھیجا۔

زواودہ کی جاگیروں کو آزاد کر دیا۔ وہیں پر صحراء کے امیر عمر بن حمزہ نے اس سے ملاقات کی اور اسے سلطان عمر بن سلطان ابو یحییٰ کی اولاد مہلہل کے ساتھ جو کعوب میں سے ان کے ساتھی تھے کے ساتھ تونس سے قابس کی جانب کوچ کی اطلاع دی اور اسے طرابلس پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں روکنا کا مشورہ دیا۔ چنانچہ سلطان نے ابوحمو بن یحییٰ عسکر کو بنی مرین کے فوج کے ساتھ اس کے ساتھ ساتھ روانہ کیا۔ سلطان ابوالحسن نے قسطنطنیہ میں قیام کیا۔

اس کے بعد سلطان نے یوسف بن مزنی کو خلعت، سواریاں دیکر الزاب کی ریاست کی طرف بھیج دیا۔ مولیٰ فضل بن سلطان ابو یحییٰ کو اس کی عملداری بونہ کی طرف انعامات اور نفیس خلعتیں دے کر اور اس کا امیر بنا کر لوٹا دیا۔ حمو بن یحییٰ اولاد ابولیل کے چراگاہوں کو تلاش کرنے والوں کے ساتھ فضل بن سلطان ابو یحییٰ آگے بڑھا۔ راستہ میں قابس کی جانب سلطان عمر بن ابو یحییٰ سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔ اس کے غلام ظافر السنان جو معلوم جی میں اس کی حکومت کا ذمہ دار گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا۔ پھر انکو ابوحمو کے پاس لایا گیا تو اس نے ان دونوں کو قتل کرنے کے بعد ان کے سر سلطان کی خدمت میں روانہ کر دیے۔

ابوالقاسم بن عتو کی گرفتاری:......ایک جماعت کے قابس چلے جانے کے بعد عبدالملک بن مکی نے امیر ابوحفص کے ساتھی، شیخ الموحدین ابوالقاسم عتو اور سدویکش کے شیخ بنی سکین صخر بن موسیٰ کو ان کی جماعت کے افراد کے ساتھ گرفتار کر لیا اور انہیں سلطان کے پاس بھیج دیا۔ سلطان نے اپنی فوجوں کو یحییٰ بن سلیمان کی بیعت میں تونس کی جانب بھیجا۔ ابن مکی بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب وہ تونس پر قابض ہو گئے تو ابن مکی اپنی عملداری میں چلا گیا۔

جب سلطان ناحیہ میں اترا تو قاصد اسے سلطان عمر کے سر کے ساتھ ملا۔ جسے دیکھکر وہ بہت خوش ہوا۔ پھر تونس کی جانب چلا اور ۸ جمادی الآخری ۸ے بدھ کے روز وہاں پہنچا۔ وہاں کے مشائخ، امراء، فتویٰ اور شوریٰ کے مشائخ کے سلطان کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے بعد ہفتہ کے روز اس نے شہر میں داخل ہونے کی تیاری کی۔

اپنے پڑاؤ سیجوم سے شہر کے دروازے تک اپنی افواج کی دو قطاریں بنوائیں جو کہ تین چار کلو میٹر لمبی تھیں۔ سلطان اپنے خیمے سے سوار ہوا۔ اس کے دائیں طرف اسکا دوست عریف بن یحییٰ امیر زغبہ، ابو محمد بن عبداللہ تافراکین، بائیں طرف مولانا سلطان ابو یحییٰ کا بھائی ابو عبداللہ محمد، اسکا بھائی خالد کا بیٹا امیر ابو عبداللہ سوار ہوئے۔ یہ دونوں اپنے بھائی امیر فارس کے خروج کے وقت سے قسطنطنیہ میں اپنے بیٹوں سمیت قید تھے۔ سلطان ابوالحسن نے آکر ان کو رہا کر دیا۔ پھر یہ سلطان کے ساتھ تونس چلے گئے تھے۔ آخر کار سلطان شہر تک پہنچ گیا، صفیں درست کی گئیں، جھنڈے لہرائے گئے، فوجوں کے سمندر سے موجیں مارنے لگی۔ ہماری سمجھ کے مطابق اس دن جیسا کبھی نہیں دیکھا گیا۔

سلطان کا محل میں داخل ہونا:......محل میں داخل ہونے کے بعد سلطان نے ابو محمد بن تافراکین کو اپنی پوشاک بطور خلعت دی۔ لوگوں نے اس کے سامنے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد منتشر ہو گئے۔ سلطان نے ابو محمد بن تافراکین کے ساتھ محل اور باغات کا چکر لگایا۔ رأس الطابیہ نامی باغ میں بھی گیا۔ وہاں سے واپس اپنے پڑاؤ میں آکر یحییٰ بن سلیمان کو فوج کے ساتھ تونس کی حفاظت پر مقرر کیا۔

امیر ابوحفص کی جماعت اور قابس کے قیدی سلطان کے سامنے پیش کئے گئے تو اس نے علماء کے اختلافی فتویٰ کے بعد انہیں خاموشی کرا کرا القاسم بن عتو اور صخر بن موسیٰ کو قید خانہ میں ڈالوادیا۔ دوسرے دن صبح کے وقت قیروان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے نواح میں اولین کے آثار اقدمین کے محلات، صنہاجہ اور عبیدیین کے مٹے ہوئے کھنڈرات پر کھڑا ہوا، علماء اور صالحین کی قبور کی زیارت کی۔ اس کے بعد مہدیہ کی طرف روانہ ہو گیا اور ساحل پر پہنچنے کے بعد اپنے سے پہلے بادشاہوں کی شان و شوکت، رعب و دبدبہ اور ان کے انجام پر عذر کرنے لگا۔ ان کے احوال سے عبرت حاصل کی۔

واپسی پر انجم کے محل اور المنستیر کے پڑاؤ سے گزرتا ہوا ماہ رمضان میں تونس واپس آ گیا۔ محل میں جلوہ افروز ہونے کے بعد بنومرین کو شہر او مضافات جاگیر میں عطا کئے، موحدین کی جاگیریں عربوں کو دیں، اطراف کے علاقوں پر عامل مقرر کئے اور محل میں قیام کیا۔ سلطان کی حکومت مسراۃ اور سوس اقصیٰ کے درمیان سے لے کر اندلس کے کنارے پر واقع رندہ تک وسیع ہو گئی۔

والملك لله يؤ تيه من يشآء من عباده والعا قبة للمتقين

اس کے بعد شعراء اسے مبارکباد دینے کے لئے تونس اس کے پاس پہنچے اور اپنے اپنے انداز میں سلطان کو مبارکباد پیش کی۔ نوجوان ادیبوں میں سے ابوالقاسم الرموی ان سب شعراء سے ممتاز تھا۔ اس نے بھی سلطان کی خدمت میں اپنے زبردست مدحیہ کلام پیش کیے۔

فصل:

سلطان ابوالحسن کا قیروان میں عربوں کے ساتھ جنگ اور دیگر پیش آنیوالے واقعات

بنوسلیم کے یہ کعوب صحراء کے رؤسا تھے۔ اس فخر کی وجہ سے وہ کسی کی نہ مانتے اور حکومت کو ٹیکس وغیرہ بھی بڑی مشکل سے ادا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے خلفاء ان سے پریشان تھے۔ یہاں تک کہ خلیفہ منصور نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ وہ ان سے کسی بھی قسم کی مدد نہ لے۔ جیسا کہ طبری نے بیان کیا ہے۔ عباسی حکومت کے منتشر ہونے کے بعد عجمی موالی خودسر ہو گئے اور انہوں نے احکام سے روگردانی شروع کر دی تو بنوسلیم ارضی نجد کے جنگلات کے بے تاج بادشاہ بن گئے اور انہوں نے حاجیوں کے قافلوں پر حملے شروع کر دیئے۔

جب اسلامی حکومت عباسیوں اور شیعوں میں تقسیم ہو گئی تو انہوں نے قاہرہ میں حد بندی کر دی اور یوں فتنہ کا بازار گرم ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے دونوں حکومتوں سے بغاوت کی، راستوں کو بند کر دیا اور جب عبیدیوں نے انہیں مغرب کے بارے میں ابھارا تو انہوں نے برقہ میں ہلالیوں کی آبادیوں کو تباہ و برباد کیا اور اپنی حکمرانی کو قائم کیا۔

ابن غانیہ کی بغاوت:.....ابن غانیہ ملوک مصر و شام بنی ایوب کے غلام قراقش الغزی اور بنوسلیم وغیرہ کے ساتھ ملکر موحدین کے خلاف بغاوت کی اور طرابلس اور قابس کی شرقی سرحدوں پر چڑھائی کرنے لگا۔ ابن غانیہ اور قراقش کے انتقال کے بعد آل ابی حفص افریقہ میں خود مختار ہو گئے۔ جس کی وجہ سے وہ زواودہ، امیر ابوزکریا یحییٰ بن عبدالواحد ابن ابی حفص پر غالب ہو گئے تو اس نے بنوسلیم سے ان کے خلاف مدد مانگی۔ چنانچہ بنوسلیم نے ان کے مسافروں میں تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے صلے میں انہیں افریقہ میں جاگیریں عطا کیں اور انہیں طرابلس کی جولان گاہوں سے قیروان منتقل کر دیا جہاں انہیں حکومت میں ایک مقام فخر تھا۔

بنی ابی حفص کی سلطنت میں انتشار اور صحراء میں کعوب کے خود مختار ہونے کے بعد کعوب نے خوب فتنہ و فساد مچایا۔ جس کی وجہ سے دونوں کو خوب خوب نقصان اٹھانا پڑا۔ دوسری طرف مولانا امیر ابویحییٰ اور امیر کے بھائی حمزہ بن عمر کے درمیان جنگ اور اختلاف ہونے کی وجہ اور بنوعبدالواد کی افریقہ میں رغبت اور سرحدوں پر قبضہ کی وجہ سے اپنی فوجوں کے ذریعے بنی ابی حفص کے شرفاء کو ٹکراؤ کے لئے مقرر کرتا۔

آخرکار مولانا سلطان ابوبکر غالب آ گیا۔ لہٰذا اس نے امیر ابویحییٰ کے خلاف مخالفین کی زبانوں کو روکا اور آل یغمر اسن کے دشمن کو سلطان ابوالحسن کی

تلوار سے قتل کروادیا۔ اسی وجہ سے بنوسلیم مجبور ہو کر صدقات دینے لگے۔ کچھ ہی عرصے کے بعد حکومت کی دھوکہ بازی سے قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے بعد جب اس کے بیٹوں نے حکومت سنبھالی تو امور کے عواقب میں ناتجربہ کاری کی بناء پر انہوں نے حکومت کے قائد پر حملہ کر کے اسے مغلوب کر لیا۔

چنانچہ ۷۴۲ھ میں سلطان کی حکومت میں اس کے گھر کے صحن میں اس سے جنگ کی۔ پھر جب امیر ابن مولانا سلطان ابویحیٰ نے اپنے باپ کی وفات کے بعد ان پر ظلم ڈھانا شروع کیا تو یہ اس کے بھائی ولی عہد کے پاس آ گئے۔ اس نے تونس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بھائی امیر ابوحفص نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

ابوالہول بن حمزہ کا قتل:......جس روز وہ شہر میں داخل ہوا اسی روز اس نے اس کے بھائی ابوالہول بن حمزہ کو قصبہ میں اپنے گھر کے دروازے پر باندھ کر قتل کر دیا۔ پھر بقیہ افرادِ خانہ سلطان ابوالحسن کے پاس چلے آئے۔ وہاں انہوں نے سلطان کو افریقہ پر حملہ کی طرف رغبت دلائی اور اس سے مدد طلب کی۔ سلطان کے وطن پر قبضہ کرنے کے بعد اس کی شاہی اور غلبہ، موحدین کی شاہی اور غلبہ سے مختلف تھی۔ جب سلطان نے افواج و امصار میں انہیں دی گئیں جاگیروں کو دیکھا تو اس کی کثرت نے اسے ناراض کر دیا۔

موحدین نے اپنے امصار کے بدلے میں انہیں عطیات دیئے اور رعایا پر ٹیکس زیادہ کر دیا۔ چنانچہ صحرائی رعیت نے اپنے ٹیکس کی زیادتی جسے وہ خضارہ کہتے تھے اور اپنے ساتھ ہونے والے ظلم و ستم کی شکایت کی تو اس نے انہیں عطیات دینے سے روک دیا۔ جس کی وجہ سے موحدین پریشان ہو گئے اور انہوں نے بنومرین کے خدام اور افریقہ کی سرحدوں پر حملہ کر دیا۔

چنانچہ سلطان اور ان کے درمیان تاریکی بڑھ گئی، مہریہ سے واپسی کے بعد وہاں کے مشائخ کا ایک وفد تونس پہنچا جس میں خالد بن حمزہ، اسکا بھائی احمد، خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین، اسکا عمزاد بن خلیفہ بن ابوزید تھے سلطان کے پاس پہنچے، سلطان نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کی عزت کی۔ پھر امیر عبدالرحمٰن بن سلطان ابویحیٰ نے زکریا بن اللمیانی کو جو اس کے مددگاروں میں شامل تھا سلطان کے قریب کہا تاکہ وہ سلطان سے گفتگو کر سکے اور یہ وہی زکریا بن اللیانی ہے جو مصر میں اپنے باپ کی وفات کے بعد ۷۳۳ھ میں واپس مشرق آ گیا تھا۔

تونس کے قبضہ کے بعد جب اس وفد کے بارے میں شکایت کی گئی انہوں نے بعض نوکروں کے ساتھ مل کر سازش کی ہے کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے جا کر افریقہ کی امارت دے دیں۔ لیکن سلطان کے سامنے اس نے اس امر سے براءت کا اظہار کیا۔ لیکن حاجب علال بن محمد بن معمود نے انہیں زجر و توبیخ کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد سلطان نے عطیات کے دروازے کھول دیئے۔ عیدالفطر کی عبادت ادا کرنے کے بعد مقام سیجوم میں پڑاؤ کرنے کے بعد اپنی افواج کو اطلاع بھجوا کر اسے بھی اپنے پاس بلوالیا۔

اولاد ابواللیل اور اولاد قوس کے وفد کی گرفتاری:......اولاد ابواللیل اور قوس کو جب اپنے وفد کی گرفتاری اور سلطان کے پڑاؤ کی خبر ملی تو زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی۔ چنانچہ انہوں نے موت پر معاہدہ کیا اور اولاد مُہلہل بن قاسم بن احمد کی طرف جو ان کے ہمسر تھے اور اپنے سلطان ابوحفص کی وفات کے بعد صحراء چلے گئے تھے پیغام بھیجا، لہٰذا ابواللیل بن حمزہ نے جب اپنی جان پر کھیل کر انہیں سلطان کے خلاف خروج پر متفق کرنے کے لئے وہاں پہنچا تو وہ ان کی مدد کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ بلاد الجرید میں مقام توزر پر بنی کعب اور حکیمہ کے سب قبائل جمع ہوئے۔ ایک دوسرے کے خونوں کو معاف کیا اور موت پر بیعت کی۔

اس کے بعد ملک کے شرفاء میں سے انہوں نے ابی دبوس کی اولاد میں ایک شخص کو متعین کیا۔ احمد بن ابواللیل نے جو افریقہ میں یعوب کا سردار تھا اس کی بیعت کی اور اپنے ساتھ تونس لے آیا۔ مگر افریقہ میں حفصی دعوت کے غلبہ اور بنی عبدالمؤمن کی امارت کے خاتمے کی وجہ سے اسکا کام نہ بن سکا۔

لہٰذا یہ ان کے معاملے کو بھول گیا۔ عثمان بن ادریس بن ابی دبوس خادش سے انتقال کر گیا۔ اس کے بعد اسکا بیٹا عبدالسلام بھی فوت ہو گیا۔ اس نے تین بیٹے چھوڑے جن میں سب سے چھوٹا احمد تھا۔ وہ ایک ماہر کاریگر تھا۔ سفر کی صعوبتوں اور مشکلات کے طے کرتے ہوئے وہ تونس پہنچ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کے والد کے احوال کو لوگوں نے بھلا دیا ہے۔

سلطان ابویحیٰ کا انہیں گرفتار کرنا:......سلطان ابویحیٰ نے انہیں گرفتار کر کے ۷۴۴ھ میں اسکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس کے بعد احمد افریقہ

کی طرف لوٹ آیا اور توزر میں پہنچ کر سلائی کا کام کر کے اپنی گزراوقات کرنے لگا۔ بنوکعب اور ان کے حلیفوں اولاد قوس و دیگر قبائل علاق میں جب اتحاد قائم ہو گیا تو انہوں نے اسے اپنے پاس بلا کر امیر مقرر کر دیا اور اس کے لیئے کچھ خیمے، مہر، عمدہ لباس اور عمدہ گھوڑے جمع کئے۔ اس کے لئے سلطان نے علامت کو قائم کیا۔ پھر یہ سب سلطان سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر گئے۔

ادھر سلطان بھی ۷۴۹ھ میں عیدالاضحیٰ کی عبادت ادا کرنے کے بعد تونس کے میدان سے کوچ کر گیا اور بڑی خوشی سے تونس اور قیروان کے درمیان تفسیہ کے میدان میں ان سے مدبھیڑ کی تو وہ شکست کھا کر بھاگ گئے لیکن بھاگتے ہوئے بھی انہوں نے اسکا بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا۔ سلطان نے انکا تعاقب کرتے ہوئے قیروان کو حاصل کر لیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اب سلطان سے بچنے کی کوئی امید نہیں ہو تو انہوں نے موت پر ایک دوسرے سے بیعت کی۔

سلطان کی فوج میں سے بنوعبدالواد، مغراوہ اور بنوتوجین نے ان کے ساتھ سازش کی جس کی وجہ سے وہ بنومرین پر غالب آگئے، انہوں نے صبح کے وقت ان کے ساتھ جنگ کرنے کا وعدہ کیا تا کہ وہ اپنے جھنڈوں کے ساتھ ان کے پاس آجائیں۔ اگلی دن انہوں نے سلطان کے پڑاؤ پر حملہ کر دیا۔ سلطان کے پڑاؤ میں کھلبلی مچ گئی۔ بہت سے لوگ ان کے ساتھ مل گئے۔ ۸ محرم ۷۴۹ھ کو سلطان قیروان کی طرف چلا گیا۔ وربوں کے پچھلے دستوں نے اسکا تعاقب کیا۔ اس کے خیموں کو لوٹ لیا۔ سلطان کے خیمے میں داخل ہو کر اس کی بہت سی مستورات کو قبضہ میں کر لیا اور انہوں نے ایک باڑ سی بنا کر قیروان کا گھیراؤ کر لیا۔ تونس میں بھی اس کی اطلاع پہنچ گئی۔

ابن تافراکین کا قیروان پہنچنا:...... سلطان کے حامیوں میں سے ابن تافراکین بھی ان سے آملا۔ انہوں نے اسے اپنے سلطان احمد بن ابی دبوس کی حجابت پر مقرر کیا اور اسے تونس سے جنگ کے لئے روانہ کیا۔ موحدین کے شیوخ، عوام اور فوج کے مخلوط گروہ کے ساتھ تونس سے بار بار جنگ کرنے لگا۔ سلطان احمد بھی اس کے پیچھے پیچھے پہنچ گیا۔ انہوں نے تونس کو فتح کرنے کے لئے منجنیقیں بھی نصب کیں لیکن وہ تونس کو فتح نہ کر سکے۔

کعوب میں انتشار پیدا ہو گیا جسکی وجہ سے آہستہ آہستہ سلطان کے پاس چلے آئے اور یوں محاصرے کی سختی دور ہو گئی۔ اولاد مہلہل کے ایلچی اس کے پاس آئے بنوابواللیل نے ان سے حسن سلوک کا معاملہ کیا اور سلطان سے چلے جانے کا عہد کیا۔ لیکن اپنے اس عہد کو پورا نہ کیا۔ سلطان نے اولاد مہلہل کے ساتھ سوسہ کی طرف جانے کی سازش کی اور اپنے بحری بیڑے کے ساتھ رات کی تاریکی میں سوسہ پہنچ گیا۔

ابن تافراکین کو قبضہ کے محاصرہ کے دوران اس کی خبر ملی تو وہ رات کو کشتی پر سوار ہو کر اسکندریہ پہنچ گیا۔ لیکن جیسے ہی سلطان ابن الجادبوس کو اس کی اطلاع ملی تو وہ پریشان ہو گیا۔ ان کی جمعیت منتشر ہو گئی اور وہ قصبہ سے بھاگ گئے۔

تونس کی فصیلوں کی درستگی:...... جمادی الاول کے آخر میں سلطان سوسہ سے اپنے بحری بیڑے پر سوار ہوا اور تونس پہنچ کر اس کی فصیلوں کو درست کیا، اردگرد خندقیں بنوائیں، فصیلوں کی مضبوطی کے لئے علامت کو قائم کیا جو بعد میں بھی قائم رہی۔ اس کے بعد یہیں سے سلطان نے اپنے دشمن کو ضربیں لگانا شروع کیں۔ بنوابواللیل اور سلطان احمد بن ابی دبوس نے تونس پہنچ کر سلطان کا محاصرہ کر لیا۔ پھر بنوحمزہ نے سلطان کی اطاعت کے بارے میں غور و فکر شروع کیا، انکا سردار عمر ماہ شعبان میں ان کے پاس آیا اور ان کے سلطان احمد بن ابی دبوس کو گرفتار کر کے سلطان کے پاس لے گئے اور سلطان کی اطاعت اختیار کر لی۔ سلطان نے احمد بن ابی دبوس کو جیل میں ڈال دیا۔ اور عمر کے بیٹے ابوالفضل سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔ اطاعت وانحراف کے حالات بعد میں پیش آئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ واللہ غالب علی امرہ

فصل:

مغربی سرحدوں پر بغاوت اور موحدین کی طرف ان کے رجوع کرنے کے حالات

۷۴۹ھ میں مولیٰ فضل بن مولانا سلطان ابویحیٰ کو راستے ہی میں اپنے والد کی وفات کی خبر مل چکی تھی جبکہ وہ اپنی سگی بہن کے رشتے کے سلسلے میں

سلطان ابوالحسن کے پاس تلمسان آ رہا تھا۔ سلطان نے اس کے ساتھ بہت عزت واکرام کا معاملہ کیا، اس سے والد کی وفات پر تعزیت کی اور اسے حکومت دلانے کا وعدہ کیا۔

اس کے بعد سلطان افریقہ کی طرف کوچ کر گیا۔ جب سلطان نے بجایہ اور قسطنطنیہ کی سرحدوں پر قبضہ کیا اور تونس گیا تو سلطان نے فضل بن سلطان ابو یحییٰ کو اپنی امارت کے مقام بونہ پر امیر مقرر کیا۔ اس کی امیدیں منقطع ہو گئیں۔ وہ اپنے دل میں سلطان کے بارے میں کینہ رکھے ہوئے تھا یہاں تک کہ قیروان کی مصیبت کا واقعہ پیش آیا۔ اس کے بعد وہ اپنے اسلاف کے ملک کو حاصل کرنے کی طرف مائل ہوا۔

ادھر بجایہ اور قسطنطنیہ کے باشندے حکومت کے دباؤ کی وجہ سے آزردہ تھے۔ جب انہیں قیروان کے واقعہ کا علم ہوا تو وہ بغاوت کے لئے تیار ہو گئے۔ اس وقت مغرب سے وفود اور افواج کی ٹولیاں جن میں سلطان کا چھوٹا بیٹا بھی شامل تھا قسطنطنیہ آ چکی تھیں۔ سلطان کا یہ بیٹا ان پر سپہ سالار مقرر تھا ان کے ساتھ مغرب کے عمال، نصاریٰ کا ایک وفد بھی تھا طاغیہ بن اوفونش نے تاشفین کے پاس اس وقت بھیجا تھا جب اس نے اسے مصالحت کے بعد قید سے رہا کر دیا تھا جیسا کہ پچھلے صفحات میں یہ بات گزر چکی ہے۔ وہ جنگ طریف کے وقت ان کے پاس قیدی تھا اور اسے قید ہی کے دوران جنون کا مرض لاحق ہوا تھا۔

جب سلطان اور طاغیہ کے درمیان صلح ہو گئی اور آپس میں ہدایا کا تبادلہ ہونے لگا اس وقت اسے سلطان کے افریقہ پر قبضہ کی اطلاع ملی تو اس نے اس کے بیٹے تاشفین کو رہا کر دیا اور ان زعماء کے ساتھ اسکو مبارکباد کے لئے بھیجا۔ ان میں مالی کے باشندوں کا بھی ایک وفد شامل تھا۔ اسی طرح الزاب کا عامل امیر ابو یوسف بن مزنی بھی ان کی صحبت کو اختیار کرنے کے لئے ان کے ساتھ سلطان کے پاس قسطنطنیہ پہنچ گیا۔

عوام کی بغاوت:...... جب عوام کو قیروان کی خرابی کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے مشائخ کے ساتھ جا کر مولیٰ فضل بن مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ساتھ بونہ میں سازش تیار کی۔ چنانچہ اس نے اپنی حکومت اور عملداری کا اعلان کر دیا۔ سلطان کے مددگاروں کو بھی اس کی اطلاع مل گئی۔ لہٰذا ابن مزنی اپنی جان کے خوف کی وجہ سے یعقوب بن علی امیر زواودہ کے پڑاؤ میں چلا گیا۔

ابن سلطان اور اس کے مددگاروں نے قصبہ میں پناہ حاصل کی لیکن اہل شہر نے ان کے ساتھ فریب کیا، چنانچہ مولیٰ فضل کے جھنڈے قریب آتے ہی اہل شہر نے انہیں شہر میں روک دیا۔ آخر کار شہر والوں نے انہیں امان دے دی۔ اس کے بعد وہ بنو یعقوب کے محلہ میں چلے گئے۔ اور وہاں پڑاؤ کیا لیکن وہاں انہیں لوٹ لیا گیا۔ ابن مزنی نے انہیں بسکرہ جانے کا مشورہ دیا تھا کہ وہ سلطان کے ساتھ مل جائیں۔ چنانچہ وہ سب وہاں سے کوچ کر گئے اور بسکرہ میں پہنچ کر ابن مزنی کے ہاں ٹھہرے۔ جہاں ان کی شان کے مطابق ان کی عزت افزائی کی گئی۔ اس کے بعد یعقوب بن علی انہیں سلطان کے پاس لے گیا۔

اہل بجایہ کو جب قسطنطنیہ کی حالت کی خبر ملی تو انہوں نے بھی بغاوت کر دی۔ چنانچہ انہوں نے سلطان کے مددگاروں کو برہنہ کر کے نکال دیا۔ اس کے بعد انہوں نے مولیٰ فضل کو بلایا۔ اس نے قسطنطنیہ اور بونہ پر اپنے خواص اور حکومت کے تجربہ کار آدمیوں کو مختلف عہدوں پر مقرر کیا۔ اسی سال ماہ ربیع الاول میں بجایہ گیا۔ اپنے اسلاف کی حکومت کو دوبارہ منظم کیا۔ اس طرح ان سرحدوں پر دوبارہ اس کی حکومت بحال ہو گئی۔ یہانتک کہ بجایہ سے خراج کے بعد اس کے سلطان کے ساتھ وہ حالات وواقعات پیش آئے جنہیں ہم آئندہ بیان کریں گے۔

فصل:

مغرب اوسط واقصیٰ میں بنو سلطان کی بغاوت اور مغرب میں ابو عنان کی خود مختاری

تلمسان اور مغرب اوسط کے حاکم امیر ابو عنان کو جب قیروان کی ابتری کا پتہ چلا اور برہنہ لوگ اجتماعی اور انفرادی طور پر اس کے پاس آنے لگے ساتھ ہی لوگوں نے سلطان کی وفات کی خبر بھی اڑا دی تو ابو عنان نے اپنے سب بھائیوں کو چھوڑ کر اکیلے ہی مقابلے کی ٹھان لی کیونکہ وہ اپنے باپ کے

زمانے میں بھی اپنی مہم وفراست، عفت اور قرآن کو روانی سے پڑھنے کی وجہ سے اپنے باپ کی آنکھ کا تارا تھا۔ عثمان بن یحیٰ بن جرار بنو عبدالواد کے مشائخ میں سے تھا۔

بنو یندوکس بن طاع اللہ بھی انہیں میں سے تھے۔ عثمان بن یحیٰ بن جرار ایک باوقار اور چکنی باتوں والا شخص تھا۔ امیر ابوعنان نے اپنے بارے میں صحیح اطلاع پانے کے لئے عثمان بن یحیٰ سے رابطہ کیا۔ یہ شخص اپنے دل میں سلطان کے بارے میں نفاق رکھتا تھا۔ چنانچہ اس نے ابوعنان کو مشکل میں پھنسانے کے لئے اسے باغ دکھائے کہ امارت اسے ہی ملے گی کیونکہ وہ ہی سب سے زیادہ لائق اور مستحق امارت ہے۔

عثمان بن یحیٰ نے اس کے باپ کی وفات کی خبر کے بارے میں سچائی اس کے دل میں ڈال کر اسے امارت پر قبضہ کے لئے ابھارا۔ اسی اثنا میں سلطان منصور بن ابو مالک کے پوتے جو مغرب کے مضافات اور فاس کا حاکم تھا کی خبر پہنچی کہ اس نے بغاوت کر دی ہے اور بنی مرین کے اپنے بلاد سے غائب ہونیکی وجہ سے وہ ان کے شہروں میں داخل ہو گیا ہے۔

چنانچہ ابوعنان نے پختہ عزم وارادہ کے ساتھ اپنے عطیات کھول دیئے اور سلطان کو قیروان کی مصیبت سے نکالنے کے لئے اپنی فوجوں کو میدان میں اتارا۔ اصبہ فاس کا عامل اور اس کے مضافات کا پولیس افسر حسن بن سلیمان بن یرزیکن نے اس سے سلطان کے پاس جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے مصامدہ اور مراکش کے نواح کے عمال کو بھی اس کے ساتھ کر دیا تا کہ وہ نواح کے ٹیکسوں کے ساتھ سلطان کے حضور پیش ہو۔ امیر ابوعنان کے پاس اس وقت پہنچا جبکہ وہ حملہ کرنے اور اپنی امارت کے لئے مکمل تیار تھا۔

چنانچہ اس نے اموال پر قبضہ کرنے کے بعد سلطان کے منصورہ میں اموال کے ذخائر کو بھی اپنے قبضہ میں کر لیا اور محل میں سلطان کی نشست پر بیٹھ کر سرداروں اور عوام سے گواہوں کے سامنے بیعت لی اور مجلس برخاست کر دی۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۷۴۹ھ کو پیش آیا۔ اس کے بعد ابوعنان نے اپنی حکومت کی بنیادیں مضبوط کی، اپنی علامت تیار کروائی اور اپنی افواج کے ساتھ قبۃ الملعب میں اترا۔ جہاں لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور منتشر ہو گئے۔

حسن بن یرزیکن کی وزارت:...... حسن بن یرزیکن کو وزیر اور فارس بن میمون بن وردار کو اسکا نائب مقرر کرنے کے بعد ابن حدار کو اہیر فوقیت عطا کی۔ اپنے کاتب ابوعبداللہ محمد بن محمد بن ابی عمرو کو اپنی دوستی اور خلوت کے لئے چنا۔ اس کے حالات عنقریب ہم بیان کریں گے۔ اس کے بعد اس نے اپنے باپ کے ان فوجیوں کو جو اس کے پاس چلے آئے تھے انعام واکرام سے نوازا، افواج کی کمزوریوں کو دور کیا اور مغرب کی طرف جانے کا قصد کرنے لگا لیکن اسے وترمار بن عریف اور عریف بن یحیٰ جو سلطان مددگار تھے۔

اور ابوعنان کے دوست تھے کے بارے میں اطلاع ملی کہ یہ دونوں اس سے بغاوت میں غالب آنا چاہتے ہیں اور انہوں نے افواج زناتہ کے ساتھ تلمسان کا قصد کیا۔ لہٰذا ابوعنان نے اپنے وزیر حسن بن یرزیکن اور سوید کے ہمسر بنی عامر کو ان کے ساتھ جنگ کے لئے روانہ کیا۔

تسالہ میں جنگ:...... خود ابوعنان بھی اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہو کر تسالہ میں پہنچا۔ جہاں وترمار کی فوج سے نبرد آزمائی کے بعد وترمار کو شکست دے دی اور وترمار وہاں سے بھاگ گیا سلطان نے ان کے اموال کو لوٹنے اور غنائم حاصل کرنے کے بعد مغرب کی طرف چلا گیا۔ تلمسان پر عثمان بن یحیٰ بن جرار کو امیر مقرر کیا اور اسے قصر قدیم میں پہنچایا۔ یہاںتک وہ حالات پیش آئے جنہیں ہم بیان کر چکے ہیں۔

وزیر حسن بن سلیمان کے متعلق چغلی:...... ابوعنان جب وادی زیتون میں پہنچا تو اسے حسن بن سلیمان کے متعلق چغلی کی گئی وہ سلطان کا قرب حاصل کرنے کے لئے ابوعنان کو تازی میں دھوکہ سے قتل کرنا چاہتا ہے اور اس کے لئے اس نے حاکم منصور سے ملک سازش تیار کی ہے۔ ابوعنان نے جب اس سازش کے متعلق خط کو دیکھا تو اسے شک پڑ گیا اور اس نے اسے گرفتار کر کے شام کے وقت گلا گھونٹ کر مار دیا۔ اس کے بعد وہ جلدی سے مغرب کی طرف نکل گیا۔

جب منصور کو اس کے خروج کا پتہ چلا تو وہ بھی اپنی مکمل تیاری کے ساتھ ابوالاجراف کی وادی میں اس کے مقابل آیا۔ لیکن منصور کو مقابلے کے بعد ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا اور اس نے فاس میں جدید شہر میں پناہ حاصل کر لی۔ ابوعنان بھی ربیع الآخر ۷۴۹ھ میں اس کے پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گیا

در جدید شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اسی دوران لوگ اس کے پاس امڈ پڑے اور اس سے بیعت کرنے لگے۔

ولادابوالعلاء کی رہائی:.....جدید کے محاصرہ کے بعد ابوعنان نے قصبہ کے والی ذریعے بنو ابوالعلاء کو قید سے رہا کروا دیا۔ رہا ہونے کے بعد وہ سب اس کے مددگاروں میں شامل ہو کر مقابلے میں شریک ہوئے۔ زبردست مقابلہ کے بعد شہر والوں کے حالات خراب ہونے لگے تو شہر کے طاقتور لوگ ابوعنان سے مل گئے۔ عثمان بن ادریس بن ابی العلاء بھی اپنے مددگاروں اور ساتھیوں کے ساتھ آ ملا۔ اسی نے شہر میں بغاوت کر کے ابوعنان کو بزور قوت شہر میں داخل کروایا۔

منصور بن ابی مالک نے اس کے حکم کو تسلیم کر لیا۔ ابوعنان نے منصور بن ابی مالک کو قید کرنے کے بعد قید خانہ ہی میں قتل کر دیا۔ پھر دارالخلافہ اور مغرب کے مضافات کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اس کے بعد شہروں کے وفود اسے بیعت کی مبارکباد دینے آئے۔

اہل سبتہ عبداللہ بن علی سعید کی فرمانبرداری میں سلطان کی اطاعت میں قائم رہے۔ لیکن انہوں بھی حملہ کر کے ابوعنان کو امیر مقرر کر دیا گیا۔ آل حسین میں سے ابواشرف کے گھرانے سے ابوالعباس احمد بن محمد بن رافع نے بغاوت میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ بنی مرین بھی حکومت کے واسطے اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس نے کعوب پر حملہ کر کے اپنے باپ کا بازو توڑ دیا اور غلبہ کی امید سے تونس میں ٹھہر ا رہا۔ تونس کے اطراف میں بغاوت اور خوارج کے نئے روپ دھارنے کی وجہ سے وہ مایوس ہو کر مغرب کی طرف کوچ کر گیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ صفحات میں بیان کریں گے۔

فصل:

نواح کی بغاوت بنوعبدالواد کی تلمسان، مغراوہ کی شلف اور توجین کی ہمریہ میں بغاوت کے حالات

قیروان میں زناتہ کی حکومت منتشر ہونے کے بعد تمام افواج سلطان کی باغی کعوب کے پاس جمع ہو گئے تھے جس کی وجہ سے اسے مکمل شکست ہو گئی۔ اس کے بعد وہ حاجب محمد بن تافراکین کے ساتھ تونس چلے گئے تاکہ وہاں سے اپنی اپنی ریاست میں چلے جائیں۔

شرفاء میں سے ایک جماعت سلطان کے مددگاروں میں شامل تھی۔ جس میں عثمان، اس کے بھائی زعیم، یوسف، ابراہیم شامل تھے جو بنوعبدالواد میں سے سلطان عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن بن زیان کے بیٹے تھے۔ اس کے علاوہ انہیں علی بن راشد بن محمد بن مندیل بھی تھا جس نے یتیمی کے حالات میں سلطان کے محل میں آسائشوں میں پرورش پائی۔

بنوعبدالواد تونس میں جمع ہوئے اور انہوں نے عثمان بن عبدالرحمٰن کو اپنا امیر مقرر کیا۔ مشرق میں قدیم عیدگاہ جو سیجوم سے قریب ہے کے مقام پر اس سے بیعت کی۔ اسے لمط کے چمڑے کے مصلیٰ پر بٹھایا اور جوق در جوق اس سے بیعت کرنے لگے۔ مغراوہ نے بھی علی بن راشد کے پاس جا کر اس کی بیعت کی اور خوشی کا اظہار کرنے لگے۔

بنوعبدالواد اور مغراوہ کا معاہدہ:.....بنوعبدالواد اور مغراوہ نے آپس میں صلح کر کے ایک دوسرے کے خونوں کو معاف کیا اور امن وامان کے پروانے پر دستخط کیے۔ اس صلح کے بعد بنوعبدالواد مغرب اوسط میں اپنے مضافات میں علی بن راشد مضافات شلف میں اپنی قوم کے پاس چلا گیا۔ پھر انہوں نے اندلس کو فتح کرنے کے بعد سلطان کے مددگاروں کو وہاں سے نکال دیا۔ سلطان کی دعوت کے لئے مقیم کو مزونہ میں صبح کاذب کے وقت قتل کر دیا۔

بنوعبدالواد میں سے عبدالرحمٰن اور اس کی قوم اپنے دارالسلطنت تلمسان چلے گئے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ ابوعنان کی غیر موجودگی میں عثمان بن جرار نے وہاں بغاوت کر کے اپنی حکومت کو قائم کر لیا ہے۔ تمام لوگ غیظ وغضب سے بھر گئے اور اسے خوب برا بھلا کہا۔ لیکن وہ اپنی قوم کے آنے کی امید پر حکومت سے چمٹا رہا۔

بنوعبدالواد کی چڑھائی:......بنوعبدالواد نے آخر کار مجبوراً اس پر حملہ کر دیا اور زبردست جنگ کے بعد شہر کے دروازوں کو توڑتے ہوئے شہر میں سلطان کے ساتھ داخل ہو گئے۔ جمادی الاولیٰ ۷۴۹ھ کو سلطان محل میں داخل ہوا اور لوگ پھر اس کی بیعت کے لئے آنے لگے۔

ابن جرار کی موت:......محل میں داخل ہونے کے بعد سلطان نے ابن جرار کی تلاش کا حکم دیا۔ چنانچہ اس محل کے ایک گوشہ سے گرفتار کر کے زمین دوز قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ پھر اس میں پانی چھوڑ کر اسے ہلاک کر دیا گیا۔

سلطان ابوسعید عثمان نے اپنے بھائی ابوثابت زعین کو اپنا نائب اور صحراء و جنگ کے معاملات سپرد کیے۔ محمد بن یندروکس بن طاع اللہ کی اولاد میں سے اس کے عزیز یحییٰ بن داؤد بن مکن کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ پھر انہوں نے اپنے مشائخ کو امیر ابوعنان حاکم مغرب اور سلطان بنی مرین کے پاس بھیجکر صلح کر لی۔

وہران پر حملہ:......اس کے بعد انہوں نے کئی ماہ کے طویل محاصرہ کے بعد وہران کے عامل عبداللہ بن اجانا جو کہ سلطان کے پروردہ اشخاص میں سے تھا کو شکست دے دی اور الجزیرٔ کے باشندوں کو سلطان کا مطیع وفرمانبردار بنا دیا۔ محمد بن یحییٰ عسکری کو وہران کا امیر مقرر کیا پھر اسے قیروان کی طرف روانہ کیا۔ لمدیہ میں علی بن یوسف بن زیان بن محمد بن عبدالقوی نے اپنی ریاست قائم کی اور حکمرانی کرنے لگا۔

جبل وانشریس کے پہاڑ عمر بن عثمان اور بنی تیغر بن کی وجہ سے فتح نہ کر سکا۔ لمدیہ کے مضافات میں سے بنی توجین کی اولاد عزیز اس کے گرد جمع ہو گئی۔ ابوعنان اور عمر بن عثمان انشریس کے درمیان وقفہ وقفہ سے جنگ کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ دفعہ ہو گیا اور بنی توجین کی حکومت عمر بن عثمان کے بیٹوں کو منتقل ہو گئی وہ سلطان کی اطاعت سے وابستہ تھے۔ اسی دوران میں اس نے تونس سے سفر کا ارادہ کیا اور الجزائر پہنچ گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل:

بجایہ اور قسطنطنیہ کے امراء موحدین کو مغربی سرحدوں کے واپس ملنے کے حالات

امیر ابوعنان نے اپنے باپ کی حکومت پر قبضہ اور تلمسان میں اپنی بیعت لینے کے بعد سلطان کے عہد کے حاکم بجایہ امیر ابوعبداللہ محمد بن امیر ابی زکریا کو دوبارہ اپنی دوستی اور محبت کی وجہ سے بجایہ کی امارت سپرد کر دی۔ اسے پسندیدہ ہتھیاروں اور اموال دیکر بجایہ روانہ کر دیا تا کہ وہ تونس میں سلطان کی راہ میں رکاوٹ بنے۔ امیر ابوعبداللہ نے اسے مکمل یقین دلایا کہ وہ سلطان کو وہاں روکے رکھے گا۔ اس کے بعد اپنے وہران کی بحری بیڑے کے ساتھ تونس میں داخل ہو گیا۔ بجایہ کے نواح کے صنہاجی باشندے اس کے چچا امیر ابوالعباس کو چھوڑ کر ابوعنان کے پاس آ گئے۔

جب ابوعنان مغرب کی طرف گیا تو اس کے مددگاروں میں ابوزید عبدالرحمٰن بن امیر عبداللہ حاکم قسطنطنیہ اور اس کے بھائی بھی شامل تھے۔ میں بھتیجے منصور بن ابومالک پر جدید شہر میں غلبہ پانے کے بعد اس نے سوچا کہ ملوک موحدین کو ان کے علاقوں کی طرف واپس بھیج دینا چاہیے۔

چنانچہ اس نے امیر ابوزید، اس کے بھائیوں اور ابوالعباس کو بھیجا جنہوں نے حکومت کے نظام کو درست کیا۔ ان کا ایک غلام نبیل جو اس باپ کا ساتھی تھا بجایہ آیا اور اس کے محاصرہ میں ابوعبداللہ کے پاس آیا پھر قسطنطنیہ گیا جہاں ابوالعباس کی حکمرانی تھی۔ لوگوں نے جب اسے دیکھا تو اس کے مقام کی وجہ سے محبت کے جذبات بھڑک اٹھے اور اپنی حکومت کو یاد کرنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے والی پر حملہ کا ارادہ کر لیا۔

نبیل کا قسطنطنیہ سے باہر اترنا:......جب نبیل قسطنطنیہ سے باہر پہنچا تو عوام جوش وجذبات سے بے قابو ہو گئے انہوں نے ان کے چچا کے مددگاروں پر حملہ کر کے انہیں باہر نکال دیا اور نبیل قسطنطنیہ اور آس پاس کے نواح پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے وہاں امیر ابوزید اور اس کے بھائیوں کی دعوت کو قائم کیا۔ چنانچہ وہ مغرب سے اس امارت کی طرف آئے جیسے شیر اپنی کچھار میں دور ستارے اپنے آفاق میں اترتے ہیں۔

امیر ابوعبداللہ محمد نے اپنے دوستوں، مددگاروں سے بجایہ کا محاصرہ کیا لیکن واپس چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ محاصرہ کیا اور شہر کے ایک شخص سے سازش کی۔ اسے بہت سامال دیا تاکہ وہ شہر کے دروازے کھول دے۔ بالآخر رمضان ۷۴۹ھ میں ایک گاؤں میں داخل ہو گیا۔ لوگ اس کی ڈھولوں کی آواز سنکر گھبرا اٹھے۔ امیر فضل برہنہ پا پہاڑ کی طرف روپوش ہو گیا لیکن جلد ہی چاشت کے وقت اسے گرفتار کر لیا۔ بھتیجے نے چچا پر مہربانی کرتے ہوئے اسے کشتی پر سوار کرا کر اس کے مقام امارت بونہ کی طرف روانہ کر دیا۔ اس طرح بجایہ کی حکومت خالص امیر ابوعبداللہ کے لئے ہو گئی۔ وہ وہاں پر اپنے تخت پر جانشین ہوا اور امیر ابوعنان کو فتح تجدید دوستی اور اس کے باپ کی جہات کی مدافعت کے لئے لکھا۔

فصل:

تونس سے مغرب اوسط پر الناصر بن سلطان اور اس کے دوست عریف بن یحیٰی کے حملہ کرنے کے واقعات

سلطان کو مغرب کے اطراف میں وہاں کے شرفاء کی بغاوت کی اطلاع ملی تو اس نے وہاں سے آئے ہوئے امیر زاوادہ یعقوب بن علی جو اپنے بچوں، عمال اور وفد کے ساتھ سلطان کے پاس پہنچا تھا کے ساتھ اپنے بیٹے الناصر کو فوج کے ساتھ روانہ کیا وہاں سے خوارج کے اثرات کو ختم کر سکے۔ اس سلسلے میں سلطان نے امیر زغبہ عریف بن یحیٰی سے بھی مدد طلب کی۔

چنانچہ الناصر عرب، زناتہ اور اہل وانشریس کے ساتھ بسکرہ کی طرف روانہ ہوا۔ دوسری طرف تلمسان سے زعیم ابوثابت بھی اپنی قوم بنوعبدالواد کے ساتھ مزاحمت کے لئے پہنچ گیا۔

معرکہ وادی ورک:......دونوں فوجیں وادی ورک میں آمنے سامنے ہوئیں۔ مقابلے کے بعد آخر کار الناصر کی فوج کو شکست، ہوئی اور تمام افواج ادھر ادھر منتشر ہو گئی۔ الناصر خود ابوعنان کے پاس پہنچ گیا۔ جہاں اس کی خوب عزت افزائی کی گئی۔ اس کے بعد الناصر بسکرہ واپس چلا گیا۔ پھر الناصر اولاد مہلہل اور اپنے مددگاروں کے ساتھ بنوابواللیل اور ان کے سلطان مولیٰ فضل کو تونس سے روکنے کے لئے نکلا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

لیکن یہاں بھی الناصر کو شکست ہوئی اور آخر کار الناصر نے بسکرہ کو اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ جب سلطان کی وفات کا وقت ہوا تو یہ اس کے پاس تونس چلا گیا۔ آئندہ صفحات میں ہم ذکر کریں گے۔

فصل:

سلطان ابوالحسن کا مغرب کی طرف جانا، مولیٰ فضل کا تونس پر غلبہ اور دیگر پیش آنیوالے واقعات

مولیٰ فضل بن مولانا سلطان ابویحیٰی نے جب بجایہ کی افتاد سے نجات پائی اور اپنے بھتیجے کے احسان کو اپنے کاندھوں پر اٹھایا تو اب وہ اپنے مقام امارت بونہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ بونہ میں اسے بنوابواللیل کے مشائخ ملے جنہیں بنوحمزہ بن عمر نے اس کے پاس افریقہ پر قبضہ کی رغبت دلانے کے لئے بھیجا تھا۔ مولیٰ فضل نے ان کی بات کو قبول کرنے کے بعد ۷۴۹ھ میں عید الفطر کی ادائیگی کے بعد اپنے گھوڑوں اور سواریوں کو اس طرف دوڑا دیا۔

چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے تونس سے جنگ کی اور کئی روز تک اس کی ناکہ بندی کیے رکھی۔ لیکن سلطان کے بیٹے الناصر نے مغرب سے واپسی کے بعد انہیں تونس سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ خالد بن حمزہ بنومہلہل کے ساتھ سلطان ابوالحسن کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ اس طرح سلطان طاقتور ہو گیا عمر بن حمزہ اپنی ذمہ داری کو نبھانے مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ اسکا بھائی ابواللیل، مولیٰ فضل کے ساتھ صحرا کی طرف فرار ہو گیا۔ یہانتک

کہ الجرید کے باشندے اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے۔ جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔ انشاء اللہ۔

سلطان کی تونس روانگی:..... سلطان کے قیروان روانہ ہونے اور تونس پہنچنے کے بعد احمد بن مکی سلطان کو مبارکباد دینے کے لئے سلطان کے پاس پہنچا۔ راستہ میں احمد بن مکی نے بغاوت کو کچلا، تمام لوگوں کو اکٹھا کیا، سلطان کی اطاعت پر لوگوں کو قائم کیا۔ سلطان نے اس کی وفا دیکھتے ہوئے اسے قابس، جربہ اور الحامہ کا امیر بنا دیا۔ ان علاقوں کے گرد و نواح پر عبدالواحد بن سلطان زکریا بن احمد اللمیانی کو مقرر کر کے احمد بن مکی کے ساتھ روانہ کیا۔ لیکن وہ اپنی آمد کے چند روز بعد ہی طاعون کی بیماری سے فوت ہو گیا۔ پھر اس نے شیخ الموحدین ابوالقاسم بن عتو کو باوجود کینہ کے توزرہ، تقطہ اور بلاد الجرید کا امیر مقرر کیا۔

مولیٰ فضل کی تونس سے جنگ:..... مولیٰ ابوالعباس نے تونس سے دو مرتبہ جنگ کی لیکن اسے فتح نہ کر سکا۔ ۷۵۰ھ جرید میں ابوالقاسم بن عتو کے پاس گیا۔ اسے اس کے عہد، اسلاف سے کیے گئے قدیم عہد یاد، دلائے تو اس پر رقت طاری ہو گئی اور پوشیدہ کینہ بھڑک اٹھا، چنانچہ یہ لوگ سلطان کی اطاعت سے منحرف ہو گئے۔ اس بناء توزر، قفصہ، نفصہ، الحامہ کے لوگوں نے اور ابن مکین کی اطاعت کی وجہ سے قابس اور جرید کے باشندوں نے اس کی قبول کر لی۔

سلطان کو جب مولیٰ فضل کی افریقہ کے امصار پر غلبہ اور تونس پر حملہ کی خبر ملی تو اسے اپنی فکر ہوئی۔ سلطان کے خوشامدیوں نے اسے مغرب کی طرف نکل جانے کا مشورہ دیا تا کہ ان کی آسائشیں واپس لوٹ آئیں۔ لہٰذا سلطان نے مغرب کی طرف کوچ کا رخت سفر باندھ لیا۔

سلطان کی تونس سے روانگی:..... اس مشورہ کے بعد سلطان نے اپنی افواج کی کمزوریوں کو دور کیا، بحری بیڑوں کو خورد و نوش کے سامان سے بھرا اور ۷۵۰ھ کی عید الفطر کی عبادت ادا کرنے کے بعد سخت موسم سرما میں سمندری سفر پر روانہ ہو گیا۔ اپنے بیٹے ابوالفصل: کو بنو حمزہ سے قرابت کی بناء پر تونس کا امیر مقرر کیا تا کہ وہ اسے لوگوں کی اذیت اور تکلیف سے بچا سکیں۔

تونس کی بندرگاہ سے روانہ ہونے کے بعد سب سے پہلے وہ پانی کے لئے بجایہ کی بندرگاہ پر پہنچے لیکن وہاں کے امیر نے انہیں وہاں آنے سے روکا، اسی طرح دوسری بندرگاہوں پر بھی انہیں روکنے کے لئے پیغام بھیجا۔ لیکن انہوں نے اپنے روکنے والوں سے جنگ کی، پانی پیا اور روانہ ہو گئے۔ رات کے وقت سخت طوفانی ہواؤں کی وجہ سے ان کے جہازوں کے بادبان ٹوٹ گئے جسکی وجہ سے کئی جہاز غرق ہو گئے اور بہت سے لوگ سمندر میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔

سلطان خود اپنے کئی برہنہ نوکروں کے ساتھ ایک جزیرہ پر آ لگا۔ قریب تھا کہ وہاں کے بربری اس پر حملہ کرتے فوراً اس کے خفی مددگاروں نے اسے بچا لیا اور اسے الجزائر کی طرف لے آئے۔ پھر اس کے بعد وہاں پہنچنے والے بقیہ جہازوں اور سواروں کو سلطان نے خلعتوں سے نوازا۔

الناصر کا بسکرہ سے سلطان کے پاس پہنچنا:..... سلطان کا بیٹا الناصر بسکرہ سے اس کے پاس پہنچا۔ بلاد الجرید میں اسے یہ خبر ملی کہ مولیٰ فضل تونس سے کوچ کر گیا ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے تونس میں اپنے بیٹے اور دوستوں کے پاس پہنچا اور انہوں نے شہر پر منیٰ کے روز غلبہ پا لیا۔ قصبہ کے امیر ابن السلطان ابوالفضل کو امان دے دی تو وہ ابو اللیل بن حمزہ کے گھر چلا گیا۔ وہاں سے اپنے باپ کے پاس الجزائر چلا گیا۔ بنو عبدالقوی میں سے علی بن یوسف جس نے لمدیہ میں بغاوت کی تھی سلطان کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ نیز سوید حرثی، حصینی عرب جو اس کے قریبی دوست وترمار بن عریف کے پاس جمع ہو گئے تھے امیر مغراوہ علی بن راشد کے ساتھ سلطان کی مدد کے لئے تیار ہو گئے۔

حاکم تلمسان ابوسعید عثمان نے امیر ابوعنان کو کمک کا پیغام دیکر بھیجا تو اس نے بنی مرین کی فوج پر یحیٰی بن رحو بن تاشفین بن معطی کو جو تیر بیعن سے تھا سالار مقرر کر کے روانہ کیا۔ زعیم ابوثابت بنی مرین اور مغراوہ کی فوج کے ساتھ اور سلطان ابوالحسن اپنی افواج کے ساتھ جنگ کے لئے الجزائر سے نکلا اور میتجہ میں پڑاؤ کیا۔ شدیونہ میں دونوں فوجوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی مغراوہ نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔

الناصر کو نیزہ لگا جس سے ہلاک ہو گیا۔ الناصر کی ہلاکت کے بعد سلطان کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی۔ دوسری فوج ان کے مال ومتاع

اور خیموں کو لوٹنے لگی۔ سلطان اپنے دوست وتر مار بن عریف اور اس کی قوم کے ساتھ پہلے جبل وانشریس اور پھر جبل راشد میں چلے گئے۔ بالآخر لوگوں نے انکا تعاقب چھوڑ دیا اور الجزائر کی طرف پلٹ کر اسپر غالب ہو گئے۔ وہاں سے سلطان کی دوست واحباب کو نکال دیا۔ یوں مغرب اوسط سے سلطان کی دعوت وحکمرانی کے آثار مٹا دیئے۔ والامر بید اللہ یوتیہ من یشاء۔

فصل:

سجلماسہ پر سلطان کا غلبہ پانے، وہاں سے مراکش کی طرف بھاگنے، اسپر قبضہ کرنے اور دیگر بے شمار واقعات

شد بونہ سے سلطان کی شکست فوج کی کمی اور اپنے بیٹے الناصر کی وفات کے بعد سلطان اپنے دوست وتر مار کے ساتھ صحراء کی طرف اپنی قوم سوید اور جبل وانشریس میں چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے مغرب میں اپنے دار الخلافہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے دور دراز کے سخت دشوار ترین راستے اختیار کیے اور جب وہ سجلماسہ پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے سلطان سے بھر پور محبت کا اظہار کیا۔

سجلماسہ کا عامل شہر سے بھاگ گیا۔ شہر کے تمام لوگوں نے سلطان کی حکومت کو ترجیح دی۔ امیر ابوعنان کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اس نے اپنی قوم اور افواج کی کمزوریوں کو دور کیا، انہیں عطیات سے نوازا اور سجلماسہ کی طرف کوچ کر گیا۔

سلطان کو جب امیر ابوعنان کے آنے کی اطلاع ملی تو اس نے اندازہ لگالیا کہ اس کے پاس اتنی قوت نہیں جس سے وہ ابوعنان کا مقابلہ کر سکے بنو مرین پر بھی سلطان کو اعتماد نہ تھا۔ اس اثناء میں اسکا دوست وتر مار بھی اپنی قوم کے ساتھ سلطان کو چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ ابوعنان کو جب یہ اطلاع ملی کہ وتر مار سلطان کا خاص مددگار اور خیر خواہ ہے تو اس نے اسے کہا کہ اگر تو سلطان کو نہ چھوڑے گا تو میں تیرے بیٹوں پر حملہ کر دونگا۔

چنانچہ اپنے باپ کے مجبور کرنے پر وتر مار نے ابوعنان کو تحریر لکھ کر سلطان کو چھوڑ دیا اور بسکرہ میں مقیم ہو گیا۔ جب سلطان نے سجلماسہ کو خالی کیا تو ابوعنان نے داخل ہو کر اس کی دیواروں کو مضبوط، شگافوں کو بند کیا اور بنی ونکاسن کے سردار یحییٰ بن عمر بن عبدالمؤمن کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔

وتر مار کو جب سلطان کے مراکش جانے کی اطلاع ملی تو وہ اپنی قوم کو لیکر فاس واپس آ گیا، یہانتک کہ سلطان کے ساتھ وہ واقعات پیش آئے جب کہ ہم بیان کریں گے۔

سلطان کا فرار:..... ۷۵۱ھ میں امیر ابوعنان کے خوف سے سلطان سجلماسہ سے نکل کر جبال مصامدہ کی وحشت ناک پہاڑیوں کو عبور کرتا ہوا مراکش پہنچ گیا۔ جہاں ہر طرف سے لوگوں نے سلطان کی اطاعت کی۔ مراکش کا فورنر ابوعنان کی طرف روانہ ہو گیا جبکہ ٹیکس آفیسر ابو محمد بن ابی مدین اپنے تمام جمع شدہ مال کے ساتھ سلطان کے پاس آ گیا۔ سلطان نے اسے خلعتوں سے نوازا اور اسے اپنا کاتب بنا کر علامت اس کے سپرد کر دی۔ پھر سلطان نے لوگوں میں اموال وعطیات تقسیم کیئے۔

مراکش میں اسے وہ حکومت ملی جس کے ذریعے سلطان نے دوبارہ اپنے مقبوضہ علاقے حاصل کرنے کا ارادہ کیا اور ٹیکس کے کاتب یحییٰ بن حمزہ بن شعیب بن محمد بن ابی مدین کو یہ الزام لگا کر گرفتار کر لیا اس نے سلطان کے سجلماسہ سے مراکش جانے کے بعد بنی مرین کی مدد کی تا کہ وہ حملہ کر دیں۔ اسکا چچا ابوالمجد جب ٹیکس کا تمام مال لیکر سلطان کے پاس پہنچا تو وہ غصہ سے بھر گیا۔ امیر ابوعنان کا تب اور مخلص دوست ابوعبداللہ محمد بن ابی محمد بن عمر نے ابھی اس کے متعلق حسد کی وجہ سے چغلی کی تو سلطان نے قید خانہ ہی میں اس کی زبان کٹوا دی اور وہ اسی آزمائش کی مصیبت میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد امیر ابوعنان اپنی افواج کے ساتھ میراکش کی طرف روانہ ہو گیا۔

امیر ابوعنان اور سلطان کی جنگ:..... سلطان کو جب امیر ابوعنان کے کوچ کرنے کی اطلاع ملی تو سلطان بھی اپنی تمام تر قوت کے ساتھ وادی

ام الربیع میں پہنچا۔ دونوں فریق ایک دوسرے کا وادی عبور کرنے کا انتظار کرنے لگے۔ آخر کار سلطان نے وادی کو عبور کیا۔ صفر ۷۵۱ھ کے آخر میں دونوں فوجوں تامرغوست کے مقام پر مقابلہ ہوا۔ سلطان کو شکست ہوئی۔ ابوعنان کی فوج نے سلطان کو دیکھنے کے باوجود حیا کی وجہ سے چھوڑ دیا، جب سلطان فرار ہونے لگا تو اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور زمین پر گر پڑا۔ بنومرین کے کچھ سوار سلطان کے ارد گرد لگا رہے تھے۔ جنہیں ابودینار سلیمان بن علی بن احمد امیر زواودہ اور اس کے بھائی یعقوب نے روکا۔ اس کے بعد سلطان الجزائر کی طرف چلا گیا۔ ابوعنان نے اس کے حاجب علال بن محمد کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا۔ یہانتک کہ جب اس کے باپ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو اس نے اسپر احسان کیا اور رہا کر دیا۔

سلطان کی جبل ہنتاتہ کی طرف روانگی:...... جبل ہنتاتہ سردار عبدالعزیز بن محمد بن علی کے ساتھ سلطان جبل ہنتاتہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں کے لوگوں نے موت پر بیعت کی۔ امیر ابوعنان نے بھی سلطان کا پیچھا کیا اور جبل کا محاصرہ کر لیا۔ سخت محاصرہ کے بعد سلطان نے اپنے بیٹے سے رحم کی اپیل کی اور اپنے حاجب محمد بن ابی عمر کو ابوعنان کے پاس بھیجا تو ابوعنان راضی ہو گیا اور مال اور چادریں بھجوانے کے لئے کہا۔

سلطان نے اپنے دارالخلافے کے خزانے سے یہ چیزیں نکال کر اس کے حوالے کر دیں۔ اس دوران میں سلطان بیمار ہو گیا۔ خاص حکیموں نے اسکا علاج شروع کیا۔ فصد لگائی گئی۔ لیکن جب فصد کے بعد سلطان نے طہارت کے لئے غسل کیا تو زخم پر ورم آ گیا اور چند دنوں بعد ہی ۲۳ ربیع الثانی ۷۵۲ھ میں سلطان نے اس دار فانی کو الوداع کہا۔ سلطان کی میت کو چارپائی پر اٹھا کر اس کے بیٹے کے پڑاؤ مراکش میں بھجوا دیا۔ جب اسے اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی تو وہ برہنہ پا، برہنہ سر اپنے خیمہ سے نکلا اور بوسہ دیا اور خوب رویا، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

اس کے بعد وہ سلطان کے تمام خواص سے ناراض ہو گیا۔ انہیں ان کے پسند کے عہدے دیئے، خلعتوں سے نوازا اور اپنے باپ کو پہلے مراکش میں دفن کیا۔ اس کے بعد اپنے اسلاف کے قبرستان شالہ لے گیا جو فاس کے راستے میں ہے پھر اس نے امیر ہنتاتہ عبدالعزیز بن محمد کو سلطان کو پناہ دینے اور اسکا اکرام کرنے کی وجہ سے اس کی قوم پر امیر مقرر کر دیا، اپنی حکومت اور مجلس میں اعلیٰ مقام دیا اور اس کی بہت عزت وتکریم کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل:

سلطان ابوعنان کے تلمسان کی طرف جانے، انکاد میں بنی عبدالواد پر حملہ کرنے اور ان کے سلطان کے وفات پانے کے حالات

سلطان ابوالحسن کی وفات کے بعد امیر ابوعنان بااختیار سلطان تھا اور حکومت میں جھگڑا کرنے والا کوئی نہ تھا چنانچہ اس نے اس ملک کو بنوعبدالواد سے لینے کا عزم کیا اور ۷۵۳ھ میں مکمل تیاری کے ساتھ تلمسان کی طرف کوچ کر گیا۔ دوسری طرف ابوسعید اور اس کے بھائی کو اطلاع ملی تو وہ بھی زناتہ اور عربوں کے ساتھ نکلے۔ ابوعنان پہلے وادی ملویہ میں اترا جہاں اس نے لوگوں کو جمع کیا اور پھر انکاد کے میدان میں دونوں فوجیں مدمقابل ہوئیں بڑی گھمسان کی جنگ کے بعد ابوسعید اور ان کے مددگاروں نے پیٹھ پھیر دی۔

بنومرین نے انکا تعاقب کیا، ان کے پڑاؤ پر قابض ہو گئے، کئی لوگوں کو گرفتار کیا۔ اسی افراتفری کے عالم میں رات کا وقت ہو گیا۔ ان کے سلطان ابوسعید کو گرفتار کر لیا گیا۔ بنومرین کو ان کے خیموں کی طرف چھوڑ دیا تاکہ خیمے لوٹ لیے جائیں۔ اس کے بعد اسی سال ربیع الاول میں تلمسان گیا اور وہاں اپنی حکومت کو استوار کیا۔

پھر ابوسعید کو بلا کر اسے اس کے مضافات دکھلائے گئے تاکہ اسے حسرت پیدا ہو۔ آخر کار علماء فتویٰ سے قید خانہ میں قید کے نویں دن اسے قتل کر دیا۔ اور دوسرے لوگوں کے لئے اسے عزت بنا دیا۔ ابوسعید کا بھائی زعیم ابوثابت مشرق کی جانب چلا گیا۔ اس کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے۔ انشاءاللہ۔

فصل:

وادی شلف میں بنومرین ابوثابت پر حملہ کرنے اور بجایہ میں موحدین کا اسے گرفتار کرنا

وادی انکاد میں بنوعبدالواد کی شکست کے بعد ابوسعید کا بھائی ابوثابت اپنی عورتوں اور ایک جماعت کے ساتھ بچ کر نکل گیا اور مقام شلف میں پڑاؤ کیا۔ سلطان نے اپنے وزیر فارس بن میمون بن دورار کو بنومرین کی افواج کے ساتھ ان کے تعاقب کے لئے بھیجا۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو ابوثابت کے مددگار دریا عبور کر گئے۔

بنومرین نے بھی دریا عبور کر کے انکا تعاقب کیا اور انہیں منتشر کر دیا۔ ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا۔ عورتوں کو ہانک کر لے گئے اور ان کے پیچھے پیچھے چلے، وزیر نے سلطان کو فتح کا خط لکھا۔ ابوثابت رات کے وقت الجزائر سے گزرا تو قبائل زواودہ نے انہیں روک کر لوٹ لیا اور پاپیادہ برہنہ جسم کے ساتھ انہیں روانہ کر دیا۔ وزیر الجزائر پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے سلطان کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد وزیر نے لمدیہ میں امیر ابو یحییٰ کے پوتے مولیٰ ابی عبداللہ امیر بجایہ اور اس کے دوست ونرمار اور یعقوب بن علی کو ابوثابت کی گرفتاری کے لئے کہا۔

چنانچہ انہوں نے اپنے آدمیوں کو چاروں طرف دوڑا دیا اور ابوثابت اس کے بھتیجے ابی زیان بن ابی سعید اور اسکا وزیر یحییٰ بن داؤد کو گرفتار کر کے امیر بجایہ کے پاس پہنچا دیا تو اس نے انہیں اپنے ہراول کے ساتھ سلطان کی طرف روانہ کیا اور خود ان کے پیچھے چلا۔

سلطان نے ان کے پہنچنے پر انکا شاندار استقبال کیا اور امیر بجایہ کی خوب عزت وتکریم کی۔ زواودہ کے وفد جب سلطان کے پاس پہنچیں تو سلطان نے انہیں خلعتوں سے نوازا۔ پھر اسے الزاب کے عامل بن مزنی کی بیعت موصول ہوئی تو اس نے انکا خوب اکرام کیا۔ اس طرح سلطان مغرب اوسط سے فارغ ہو گیا اور افریقہ کی جانب مائل ہوا۔ جیسا کہ ہم آئندہ صفحات میں اسکا ذکر کریں گے۔

فصل:

بجایہ پر سلطان ابوعنان کا قبضہ اور وہاں کے حکمران کا مغرب کی طرف جانا

بجایہ کا حاکم ابوعبداللہ محمد بن ابی زکریا یحییٰ اسی سال شعبان میں لمدیہ میں سلطان ابوعنان سے ملا تو سلطان نے اس کی خوب عزت وتکریم کی اور اس سے عملداری میں باشندوں سے ٹیکس روکنے، فساد کرنے اور محافظوں کو ہٹانے پر شکایت کی۔ یہ صورتحال دیکھکر سلطان نے اسے دست بردار ہونے اور سلطنت کے کسی اور شہر کی حکمرانی کرنے کو کہا تو اس نے یہ بات اس شرط پر قبول کی کہ وہ لوگوں کی موجودگی میں اس بات کی شہادت دے۔

چنانچہ سلطان نے ایسا ہی کیا اور اسے بھی تحریراً شہر کے عامل کی دستبرداری اور سلطان کے عامل کے قبضہ پر خط لکھوایا۔ اس مقصد کے لئے سلطان نے وزیر کے بیٹے عمر بن علی وطاس کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔

بجایہ پر قابض ہونے کے بعد سلطان عیدالفطر کی نماز ادا کرنے کے بعد جمعہ کے روز تلمسان پہنچا۔ وہاں اس نے ابوثابت اور اس کے وزیر یحییٰ بن داؤد کو اونٹوں پر بٹھا کر دورویہ عوام کی قطار کے سامنے چکر لگوایا اور دوسرے دن انہیں ان کے مقتل میں نیزے مار مار کر قتل کر دیا۔ سلطان نے بجایہ کے حاکم ابوعبداللہ کی بہت عزت کی، اس کے لئے اپنی مجلس میں فرش بچھایا، یہانتک کہ صنہاجہ اور اہل بجایہ نے عمر بن علی کے خلاف بغاوت کر دی۔

فصل:

اہل بجایہ کی بغاوت اور حاجب کا فوجوں کے ساتھ اسپر حملہ کرنے کے حالات

صنہاجہ بجایہ کے بادشاہ ملکانہ کی اولاد میں سے ہیں۔ شروع میں ان کے آباء واجداد موحدین کی حکومت کے آغاز میں وہاں کے کتامی برابرہ کے

قبائل دریا کل کے ہاں پہنچے تھے۔ موحدین نے انہیں خشک سالی کی بناء پر جاگیریں عطا کیں تھیں جس کی وجہ سے انہیں حکومت میں ایک شان وشوکت حاصل تھی۔ امیر ابوعبداللہ نے اپنی حکومت کے آغاز میں ان کے کئی آدمیوں کو قتل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے مشائخ اکابر محمد بن تمیم کو بھی قتل کر دیا تھا۔ اسکا ساتھی فارح جو ابن سید الناس کا غلام اور امیر ابوزکریا کے عہد سے انکا نمبر دار تھا امیر ابوعبداللہ سے سرکش تھا۔

جب وہ ابوعنان کی وجہ سے حکومت سے دست بردار ہوا تو وہ اسی بات پر ناراض ہوا اور اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا۔ جب وہاں کے امیر نے عمر بن علی وطاسی کے ساتھ اپنی مستورات اور دیگر سامان لانے کے لئے بھیجا تو وہاں کے صنہاجیوں نے بدسلوکی کی تو اس نے اس بارے میں شکایت کی تو اس نے بنی مرین پر حملہ کرنے اور قسطنطنیہ کے حکمران مولیٰ ابی زیان کے لئے موحدین کی دعوت قائم کرنے کے لئے آمادہ کیا۔

چنانچہ منصور ابن الحاج نے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اچانک عمر بن علی کی نشت گاہ پر حملہ کر دیا اور اسے جب وہ صبح کے ملنے کے لئے گیا اور ہاتھ چومنے کے لئے جھکا تو اپنا خنجر گھونپ کر زخمی کر دیا اور گھر میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیا ۷۵۳ھ میں ماہ ذالحجہ میں بغاوت شروع ہوئی۔ فارح سوار ہو کر ابی زیان کے پاس دعوت دینے کے لیئے پہنچا تو اس نے سستی دکھائی اور ابن الحلوجی کو انکا معاملہ سنبھالنے کے لئے بھیج دیا۔

ابوعبداللہ کی گرفتاری:......سلطان کو جب اہل بجایہ کی بغاوت کی اطلاع ملی تو اس نے ابوعبداللہ پر اپنے حاجب کے ساتھ ملکر سازش کرنے کا الزام لگا کر گرفتار کر لیا اور گھر میں نظر بند کر دیا۔ بجایہ سے آئے ہوئے سرداروں کو بھی قید کر دیا۔ اہل بجایہ کے مشائخ نے صنہاجہ اور عجمی کافروں پر بغاوت کا الزام لگایا۔ قائد ہلال مولیٰ ابن سید الناس نے ان سے سازش کی۔ انہوں نے قسطنطنیہ کے حکمران کے نائب کے پہنچنے کے روز فارح پر حملہ کا پروگرام بنایا۔

چنانچہ انہوں نے اسے مشورہ کے لئے مسجد میں بلایا۔ لیکن وہ چوکنا ہو چکا تھا لہٰذا وہ شیخ الفتویٰ احمد بن ادریس کے گھر میں گھس گیا تو وہ شیخ کے گھر میں داخل ہو گئے۔ اس کے غلام محمد بن سید الناس سے مل کر اسے نیزہ مارا اور اسے نڈھال کرنے کے بعد اس کے جسم کو چھت سے نیچے پھینک دیا۔ پھر اس کے سر کو کاٹ کر سلطان کے پاس بھجوا دیا۔

منصور کا فرار:......منصور بن الحاج اور اس کی قوم صنہاجہ شہر سے بھاگ گئی۔ بجایہ کی بندرگاہ پر ان دنوں سلطان ابوعنان کا خاص آدمی احمد بن سعید القر موئی اپنے کسی کام سے آیا ہوا تھا تو وہاں کے لوگوں نے اسے اتار لیا اور سلطان کی دعوت قائم کرنے کو کہا تو اس نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ بنو مرین مشائخ میں سے یحییٰ بن عمر بن عبدالمؤمن کو تونس کے قائد کے پاس بھیجیں تو انہوں نے اسے بلایا وہ اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور سلطان کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔

جب سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ حاجب محمد بن ابی عمر بجایہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو پانچ ہزار سوار تیار کر کے عید الاضحیٰ کی عبادت کی ادائیگی کے بعد بجایہ کی طرف آیا۔ جب وہ بنی حسن میں پہنچا تو انہوں نے صنہاجہ کو اکٹھا کیا لیکن انہوں نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور قسطنطنیہ سے ہوتے ہوتے تونس چلے گئے۔ حاجب ان کے تیکلات کے پڑاؤ میں اترا مشائخ و وزراء اس کے پاس پہنچے تو اس نے قائد بلال کو گرفتار کر لیا اور اسے واپس سلطان کے پاس بھیج دیا۔

محرم ۷۵۴ھ کے شروع میں قصبہ میں داخل ہوا۔ لوگوں کو تسلی دی، مشائخ کو خلعت سے نوازا پھر علی اور محمد بن سید الناس کو اپنے لیے منتخب کر لیا۔ اس کے بعد سلطان نے اوباشوں کی پارٹی کے دوسو سے زائد باغیوں کو گرفتار کر کے مغرب کی جانب بھجوا دیا۔ لہٰذا لوگ سلطان کے اس عمل کے بعد پر سکون ہو گئے۔ ہر جانب سے زواودہ کے وفود سلطان کے پاس آنے لگے۔ الزاب کے عامل سے حسن سلوک کا معاملہ کیا گیا۔ آخر کار دو ماہ بعد یکم جمادی الاولیٰ کو سلطان تلمسان کی جانب کوچ کر گیا۔

ابن خلدون کی عزت افزائی:......ان ایام میں سلطان کے ہاتھ میں بھی شامل تھا۔ سلطان نے مجھے بھی خلعت سے نوازا۔ میرا عطیہ زیادہ کیا سواری دی اور میرے لیے خیمے لگوائے۔ جمادی الاولیٰ کے آخر میں سلطان تلمسان میں جمعہ کے دن وفد کے لیے بیٹھا۔ اس کے سامنے لائے گئے تحائف ایک ایک کر کے پیش کیے گئے۔ پھر سلطان نے یوسف بن مزنی اور یعقوب بن علی کو مزید انعامات و اکرام سے نوازا اور انہیں افریقہ اور قسطنطنیہ سے جنگ کرنے کے بارے میں حکم دیا۔ حاجب محمد بن ابی عمر باوجود سلطان کی ناپسندیدگی کے ان کے ساتھ تھا۔ یکم شعبان ۷۵۴ھ میں وہ

اپنے وطن واپس لوٹ آئے۔

فصل:

حاجب بن ابی عمرو کے واقعات سلطان کا اسے بجایہ کی سرحد پر امیر مقرر کرنے اور قسطنطنیہ سے جنگ کے لئے سالار مقرر کرنا۔

حاجب بن ابی عمر کے پاس مہدیہ کے باشندے تھے جو افریقہ میں بنی تمیم کے اخیاء میں سے تھے۔ اسکا دادا علی سلطان المستنصر کے بلانے سے تونس آیا جہاں اسے فتویٰ واحکام کے کام کے علاوہ چند چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے علامت بھی سپرد کی گئی۔ اس وفات کے بعد اس کے بیٹے عبد اللہ کو ابوحفص عمر بن امیر ابوزکریا کے زمانے میں دو علامتیں سپرد کی گئی جسکی وجہ سے انہوں نے وہاں ایک طرح کی قوت حاصل کر لی۔ اسکا بھائی احمد بن علی علم دوست شخص تھا۔ اس کے بیٹے محمد نے تونس میں پرورش پائی اور وہیں کے مشائخ سے فقہ کا علم حاصل کیا۔

جب ان پر معاشی حالت تنگ ہوگئی تو محمد بن احمد بن علی رزق و معاشی کی تلاش میں القل شہر پہنچا وہ تحصیل علم اور کتابت کے پیشہ سے منسلک تھا۔

چنانچہ انہیں حاجب بن ابی عمرو کے زمانے میں القل کی بندرگاہ پر منشی مقرر کیا گیا۔ حسن بن محمد السبتی جو اسکا دوست تھا دونوں نے ملکر ابن عمرو سے رابطہ کر لیا تو اس نے ان کے عمدہ کام کی وجہ سے حسن الشریف کو قضاء اور محمد بن احمد کو کچہری کی شہادت کے لئے رکھ لیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ابوحمو کے حالات محمد بن یوسف کے خروج اور حکومت کمزور ہو جانے کے باعث خراب ہو گئے تھے۔

چنانچہ جب ابوحمو کے حالات درست ہوئے اور وہ تدلس پر غالب آیا تو اسے وہاں کے باشندوں کو ابوحمو کے پاس اطاعت کے لئے بھیجنے پر مفتی اعظم بنا دیا گیا، ان دنوں یہ تلمسان میں قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد انہیں باری باری قضاء کے کام سپرد کیے گئے۔ محمد بن احمد کی قضاء کے دوران شہر کے مشائخ نے سلطان ابوالحسن سے اس کی چغلی کی تو اس نے اپنے علم کی وجہ سے اسے مطمئن کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ سلطان نے اس سے متاثر ہو کر اپنے بیٹے فارس کی تعلیم وتربیت کے لئے اسے مقرر کر دیا۔ اس نے اپنی پوری قوت صرف کی۔ اس کے اپنے بیٹے جو حاجب تھا سلطان ابوعنان کے ساتھ دوست بن کر اکھٹے پرورش پائی۔

محمد بن ابی عمرو کا مرتبہ:..... جب ابوعنان کو حکومت ملی تو اس نے محمد بن ابی عمرو کا رتبہ بڑھا دیا حتیٰ کہ اس نے علامت، قیادت، حجابت، سفارت فوج اور حساب کا رجسٹر، گھر کے اخراجات کی ذمہ سب کچھ اس کے حوالے کر دیا۔ ان سب چیزوں کے بعد لوگ میں سے قبائل، شرفاء، علماء غرض ہر قسم کے افراد اس طرف متوجہ ہونے لگے۔ جب سلطان نے اسے بجایہ بھیجا تو اب حاسدین نے موقع پا کر سلطان کو اس کے متعلق چغلی کی تو سلطان نے یقین کر لیا۔

چنانچہ جب وہ بجایہ سے واپس آیا اور سلطان سے ملنے کے لئے گیا تو سلطان اس سے ناراض تھا اور اس کے لئے اجنبی بن چکا تھا جس کا اسے یقین بھی تھا کہ سلطان اس سے اس طرح منہ پھیر سکتا ہے۔

جنگ قسطنطنیہ:.....اس کے بعد سلطان نے اسے قسطنطنیہ سے جنگ کے لئے بھیجا چنانچہ وہ شعبان ۷۵۴ھ میں کوچ کر گیا اور ماہ شعبان کے آخر میں بجایہ پہنچا۔ موحدین نے تاشفین بن سلطان ابوالحسن کو جو مولیٰ فضل کے زمانے سے وہاں قید تھا بنی مرین کے اتحاد کو ختم کرنے کے لئے رہا کیا۔ میمون بن علی نے اس کے لئے خیمے اور آلات جمع کیے۔ یہ دشمن اس کے بھائی یعقوب سے حسد کرتا تھا۔ جب اس سازش کا یعقوب کو پتہ چلا تو وہ جلدی سے بلاد الزاب گیا اور اس سازش کا پتہ دے کر فوج کو واپس الٹے پاؤں روانہ کر دیا۔

موسم سرما کے اختتام پر عیدالاضحیٰ کے مناسک ادا کرنے کے بعد اور افواج میں عطیات تقسیم کرنے کے بعد وہ قسطنطنیہ سے جنگ کے لئے روانہ

ہوگیا۔ زواودہ اپنے خیموں کے ساتھ اس کے پاس آ گئے۔ ادھر دوسری طرف قسطنطنیہ کے حکمران مولیٰ ابوزید نے توبہ کے قبائل، میمون بن علی بن احمد اور اس کے مددگاروں پر اپنے حاجب نبیل کو سالار مقرر کیا۔

۷۵۵ھ ماہ جمادی الاولیٰ میں حاجب نے انپر حملہ کیا۔ ان کے اموال کو لوٹ لیا اور انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ پھر تاشفین بن عطیات سلطان ابوالحسن کو اس کے بھائی کے پاس بھجوا دیا۔ مولیٰ ابوزید نے اپنے بیٹے کو سلطان ابوعثمان کے پاس بھیجا تو اس نے اس کی مراجعت کو پسند کیا۔ حاجب ابن ابی عمرو بجایہ روانہ ہوگیا اور وہیں محرم ۷۵۶ھ میں اسکا انتقال ہوا۔

تلمسان میں اسے اس کے باپ کے ساتھ دفن کیا گیا۔ اس کے بعد وزیر عبداللہ بن علی بن سعید کو بجایہ کا میر مقرر کیا گیا اس نے بھی حاجب کے طور طریقے اپنا کر مقام شہرت حاصل کیا۔ پھر اس نے قسطنطنیہ کے محاصرہ کے لئے فوجوں کو روانہ کیا تو اسے فتح کر لیا۔ جس کا ذکر ابھی ہم بیان کریں۔ انشاءاللہ۔

فصل:

ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن کا جبل سکسیوری میں بغاوت کرنے، درعہ کے گورنر کا اس کے ساتھ فریب اور اس کی وفات کے حالات۔

سلطان ابوعنان کے باپ کی وفات کے بعد اس کے دو بھائی ابوالفضل محمد اور ابوسالم ابراہیم بھی اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے تھے۔ لیکن اس نے کافی غور وفکر کے بعد ان دونوں کو اندلس میں ابوالحجاج بن سلطان ابوالولید بن رئیس سعید کے پاس بھیج دیا اور یہ دونوں وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ جب ابو عنان کی حکومت مضبوط و مستحکم ہوگئی تو اس نے ان دونوں کو بلوایا لیکن ابوالحجاج کو ابوعنان کی نیت پر شک ہوگیا اور اس نے انہیں بھیجنے سے انکار کر دیا۔

چنانچہ ابوعنان نے اپنے حاجب محمد بن ابی عمرو کے ذریعے ابوالحجاج کو زجر و توبیخ سے بھرپور ایک خط لکھا۔ مجھے حاجب بجایہ نے اس خط کے بارے میں اطلاع تو مجھے سلطان کے اغراض کے بارے میں سخت تعجب ہوا۔ جب ابوالحجاج نے یہ خط پڑھا تو انمیں سے بڑے کو طاغیہ کے ساتھ مل کر سازش کرنے کو کہا۔ لہٰذا ابوالفضل طاغیہ کے پاس گیا تو اس نے ایک بحری بیڑے کے ساتھ اسے منرب کی بندرگاہ کی طرف روانہ کیا۔ وہ سوس کے میدان میں اترا۔ وہاں سکسیوری میں عبداللہ سے ملا اور اپنی دعوت کو قائم کیا۔ جب سلطان کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے ۷۵۴ھ میں اپنے وزیر فارس بن میمون کو سکسیوری کے ساتھ جنگ کے لئے بھیجا۔

چنانچہ وہ تیاری سے وہاں پہنچا۔ پہاڑ کے دامن میں فوج کے پڑاؤ کروایا اور دستوں کی تیاری کے لئے ایک شہر کی حد بندی کی جس کا نام قاہرہ رکھا پھر سکسیوی کا محاصرہ سخت کرنے کے بعد وزیر کو اطاعت اور وہاں سے چلے جانے کا پیغام بھیجا چنانچہ اس نے ابوالفضل کو چھوڑ دیا اور جبال مصامدہ کی طرف چلا آیا۔

فارس کا سوس پر قبضہ:..... وزیر فارس نے سوس پر قبضہ کے بعد اطراف کو درست کیا۔ شگافوں کو بند کیا۔ سرحدوں پر چوکیاں قائم کیں۔ اس دوران ابوالفضل مصامدہ میں گیا۔ اس کے بعد صناکہ میں بلاد درعہ میں اپنے آپ کو ابن حمیدی پناہ دی دیا۔ درعہ کے گورنر عبداللہ بن مسلم زردالی نے جو بنی عبد الواد کی حکومت کے مشائخ اور جسے سلطان ابوالحسن نے ۷۳۷ھ میں تلمسان کی فتح اور اسپر غلبہ کے بعد اسے اپنا خاص مقرر کر رکھا تھا نے ابوالفضل سے جنگ کی۔

درعہ گورنر کے ابن حمیدی کا محاصرہ کیا۔ اسے ابوالفضل کو گرفتار کرانے پر بہت بڑا انعام کا لالچ دیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسلم نے ابوالفضل سے نرمی کا برتاؤ کیا اور اس سے ملاقات کرنی چاہی۔ جب وہ ملاقات کے لیے پہنچا تو عبداللہ نے اسے گرفتار کر لیا اور سلطان کے پاس بھجوا دیا۔ جبکہ ابن

حمیدی کو مقرر شدہ مال بھجوادیا۔ ۷۵۵ھ میں ابوالفضل کو گرفتار کیا گیا۔

سلطان نے اسے قید خانے میں ڈال دیا اور کچھ ہی دنوں بعد گلا گھونٹ کر اسے قتل کر دیا گیا اور یوں خوارج کا معاملہ ختم ہو گیا، حکومت مزید مستحکم ہو گئی، اس کے بعد وہ حالات پیش آئے جنہیں ہم اب ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

فصل:

جبل الفتح میں عیسی بن حسین کی بغاوت اور اس کی وفات کے حالات

عیسی بن حسین بن علی بن ابی الطلان بنو مرین کے مشائخ میں سے ان کے مشیر تھا۔ ہم نے ابوالربیع کی حکومت کے تذکرے میں اس کے باپ حسن کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ سلطان ابوالحسن نے اسے اندلس کی عملداری پر سرحدوں پر افسر مقرر کیا اور جب بھی سلطان کو کوئی دشواری آتی تو وہ اسے بلاتا اور مشورہ لیتا اس طرح اس کے قدم جم گئے اور اس کی امارت کا وقت طویل ہوتا چلا گیا۔

جب سلطان ابوالحسن نے افریقہ پر حملہ کا ارادہ کیا تو اس نے سلطان ابوالحسن کو یہ کہہ کر منع کیا کہ ان کے پہرے داروں کو جب شرقاً، غرباً اور سمندری کناروں پر مرتب کیا جائے تو قبائل بنو مرین کی تعداد پوری نہیں ہوتی۔ لیکن افریقہ پر حملہ کی شدید خواہش کی وجہ سے سلطان نے اسکا مشورہ قبول نہ کیا اور اسے اندلسی سرحد پر واپس بھیج دیا۔

فاس اور تلمسان کی بغاوت:..... قیروان کے واقعہ کے بعد جب فاس اور تلمسان کے باشندوں نے بغاوت کر دی تو اس نے اس بغاوت کو کچلنے کے لیے سمندر کا گھیراؤ کیا اور قساسہ میں اترا پھر وہاں سے اپنے تازی میں آ گیا۔ اپنی قوم بنو عسکر کو جمع کیا۔ سلطان ابوعنان نے اپنے بھتیجے کی فوجوں کو شکست دی اور اس کی ناکہ بندی کرنے کے بعد اس کے گھر پر چڑھائی کی اور اپنے خاص سعید بن موسیٰ عجیلسی کو اس کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا۔ اسے بلاد بنی عسکر کی وادی میں اتارا۔ دونوں فوجیں کئی دن تک ایک دوسرے کے سامنے کھڑی رہیں۔ یہاں تک کہ سلطان ابوعنان جدید شہر پر غالب آ گیا۔

پھر اس نے عیسی بن حسن کو اطاعت کا پیغام لکھا تو اس نے چند شرائط کے بعد اس بات کو قبول کر لیا۔ لہٰذا جب وہ چل کر سلطان کے پاس گیا تو سلطان اس کی آمد سے خوشی سے لبریز ہو گیا اور اسے بلند مرتبہ عطا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی مجلس ستوری کا کام بھی سپرد کیا۔ یہاں تک کہ ابن ابی عمرو نے حیلہ کیا تو سلطان نے اسے خواص اور اہل وعیال سے روک دیا۔ جسکی وجہ سے وہ برانگیختہ ہو گیا لیکن اس نے یہ بات کسی پر ظاہر نہ کی۔ پھر سلطان سے حج کی اجازت طلب کی تو سلطان نے اسے اجازت دے دی ۷۵۲ھ میں اپنا فرض ادا کرنے کے بعد واپس سلطان کے پاس پہنچ گیا۔

ابن ابی عمرو سے ملاقات:..... اس کے بعد اس نے ابی عمرو سے بجایہ میں ملاقات کر کے سلطان کی اطاعت کو مزید مستحکم کرنے کے لئے کہا تو اس نے وعدہ کیا کہ وہ ایسا کرے گا۔ جب وہ سلطان کے پاس پہنچا تو وہاں کی حالت کو مخدوش دیکھ کر سلطان سے سرحدی مقام پر جہادی نشان کے لئے اجازت طلب کی تو سلطان نے اجازت دے دی تو یہ اسی سال سمندر پار کر کے جبل الفتح چلا گیا۔ جہاں عطیات کا رجسٹر یحییٰ فرقاجی کے پاس تھا جو عمال پر غالب تھا اسکا بیٹا ابو یحییٰ اپنے باپ یعنی عیسیٰ سے تنگدل تھا۔ جب عیسی جبل الفتح پہنچا تو سلطان نے عیسی کے ساتھ اپنے خواص میں سے مسعود بن کندوز کو کر دیا۔

فرقاجی نے اسے روکنے کی کوشش کی تو اسے گرفتار کر کے اسی رات کشتی میں سوار کرا کر سبتہ کی جانب روانہ کر دیا اور ابن کندوز واپس بھیج دیا اور خود اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی۔ سرحدی غازیوں اور مجاہدین نے سلطان کی اطاعت سے منحرف ہونے سے انکار کر دیا۔ سلیمان بن داؤد نے جو سلطان کے خاص مشیروں میں سے تھا اس نے عیسیٰ کی مخالفت کی۔ چنانچہ عیسی کی اعلانیہ بغاوت اور غداری کے بعد سلیمان بن داؤد نے سلطان کی اطاعت اختیار کر لی تو اب معاملہ شک میں پڑ گیا۔ جب احمد بن الخطیب کا بحری بیڑا جبل کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا تو وہ اس کے پاس آیا اور اسے اللہ اور عید کا واسطہ دیکر اس سے اپیل کی کہ وہ سلطان کے پاس اس کی اطاعت اور اہل جبل نے کچھ کیا ہے اس سے اس کی برأت کا پیغام پہنچا دیں۔

عمارہ کا عیسیٰ پر حملہ:......اس وقت عمارہ کو اپنی جانوں کے متعلق خوف پیدا ہوا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے قلعہ میں پناہ لی تو انہوں نے اسمیں داخل ہو کر اسے اور اس کے بیٹے کو مضبوطی سے باندھ کر ابن الخطیب کے بحری بیڑے میں پھینک دیا۔ اس نے انہیں سبتہ میں اتارا۔ سلطان کو جب اطلاع ملی تو اس نے انہیں خلعت دی۔

پھر ۷۵۶ھ میں منیٰ کے روز انہیں سلطان کے پاس حاضر کیا گیا۔ جب وہ سلطان کے سامنے کھڑے ہوئے تو معذرت کرنے لگے لیکن سلطان نے ان کی معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں قید خانہ میں ڈال دیا۔ عید الاضحیٰ کی ادائیگی کے بعد جب سال کا اختتام ہوا تو اس کے حکم سے ان دونوں کو مقتل میں لایا گیا۔ عیسیٰ کو نیزہ مار کر اور اس کے بیٹے ابو یحییٰ کو مخالف اطراف سے ہاتھ پاؤں کاٹ کر تین دن تک تڑپانے کے بعد ہلاک کر دیا گیا۔ اس طرح انہیں دوسرے لوگوں کے لیے عبرت کا نشان بنا دیا۔ اس کے بعد جبل الفتح اور بقیہ سرحدوں پر سلیمان بن داؤد کو امیر مقرر کیا۔ یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

فصل:

قسطنطنیہ اور تونس کی فتح کے لئے سلطان کی روانگی

جا جب محمد بن ابی عمرو کے انتقال کے بعد سلطان نے بجایہ کی سرحدوں اور افریقہ کے ملحقہ علاقوں پر اپنے وزیر عبداللہ بن علی بن سعید کو امیر مقرر کیا پھر کچھ ہی عرصے بعد سلطان نے افریقہ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان سے پہلے وہاں زداودہ غالب تھے اور عام افراد سدویکش قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔

موسیٰ بن عیسیٰ کو افریقہ پر گورنر کرنے کے بعد اسے بجایہ کی آخری ریاست تادریت میں چھوڑا۔ پھر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا لیکن امیر ابو زید سے مصالحت کرنے کے بعد وہاں سے کوچ کر گیا اور موسیٰ بن ابراہیم کو ملیہ میں اتارا۔ ۷۵۷ھ میں وزیر عبداللہ بن علی کو جب افریقہ کی امارت دی تو اسے قسطنطنیہ سے جنگ کے لئے مقرر کیا۔ وزیر عبداللہ نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر کے وہاں پر منجنیق نصب کر دی۔ لیکن جیسے ہی انہیں سلطان کی وفات کی جھوٹی خبر ملی انہوں نے ہمت ہار دی اور وہ سب محاصرہ کو اٹھا کر چلے گئے۔ مولیٰ ابو زید بونہ چلا گیا۔ امیر ابو العباس جب افریقہ سے اس کے پاس پہنچا تو اس نے شہر اس کے حوالے کر دیا۔

اب کی بار جب وہ خالد بن حمزہ کے ساتھ قسطنطنیہ کی جانب لوٹا تو اس نے تونس کے محاصرہ اور مولانا ابو العباس کو قسطنطنیہ میں ٹھہرانے کے لئے ابو زید سے سازش کی۔

مولانا ابو العباس کا قسطنطنیہ میں اپنی دعوت دینا:......مولانا ابو العباس نے قسطنطنیہ جا کر اپنی دعوت کو قائم کر دیا۔ اسے اپنی بہادری اور جنگ کرنے پر بڑا فخر تھا۔ ابو سعید اور سدویکش کی اولاد میں سے بنو مرین کے بعض منحرفین نے جب اسے موسیٰ بن ابراہیم پر شب خون مارنے کے لئے کہا تو اس نے ان کی بات مانتے ہوئے ملیہ میں موسیٰ بن ابراہیم پر شب خون مارا اس کے لڑکوں کو قتل کر دیا اور پڑاؤ کو لوٹ لیا۔

سلطان کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ اپنے وزیر عبداللہ بن علی پر ناراض ہوا کہ اس نے اس کی مدد میں کوتاہی کی۔ لہٰذا سلطان نے شعیب بن مامون کو بھیج کر وزیر کو گرفتار کرا لیا۔ اس کی جگہ بجایہ میں یحییٰ بن میمون بن مصمود کو امیر مقرر کیا۔ اس کے بعد ۷۵۷ھ میں سلطان نے افریقہ جانے کا عزم کر لیا اور جدید شہر میں پڑاؤ کیا۔ ربیع الاول ۷۵۸ھ تک وہ عطا و بخشش کرتا رہا۔ پھر اپنے وزیر فارس بن میمون کو فوجوں کے ساتھ ہراول میں بھیجا اور خود ساقہ میں چلا۔ یہاں تک کہ بجایہ میں اترا۔

قسطنطنیہ سے جنگ:......وزیر نے قسطنطنیہ سے جنگ کی۔ پھر جب سلطان کا ساقہ پہنچا تو اہل شہر خوف زدہ ہو گئے اور وہ اپنے سلطان کو چھوڑ کر سلطان کی اطاعت میں داخل ہو گئے حاکم شہر اپنے خواص کے ساتھ قصبہ کی جانب چلا گیا۔ اس کا بھائی مولیٰ فضل نے سلطان سے امان چاہی۔ لہٰذا سلطان نے اسے امان دے دی۔ منصور بن الحاج الخلوف البابانی کو جو بنو مرین کے مشائخ میں سے تھا قسطنطنیہ کا امیر مقرر کیا۔ اس کے بعد حاکم تو زر یحییٰ بن

یملول، حاکم نفطہ علی بن الخف اور ابن مکی کی بیعت اس کے پاس پہنچی۔ بنو مہلہل اور بنو ابوللیل نے اسے تونس کی حکومت کی طرف رغبت دلائی۔

چنانچہ سلطان نے یحییٰ بن رحو بن تاشفین کو فوج کا سالار مقرر کر کے ان کے ساتھ روانہ کیا رئیس محمد بن یوسف کو بحری بیڑہ کا امیر مقرر کیا اور تونس کی طرف روانہ کر دیا۔ جب حاکم تونس نے سلطان کی فوجوں کی آمد کو دیکھا تو ایک آدھ جنگ کرنے کے بعد رات کے وقت مہدیہ چلا گیا اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ رمضان ۵۸ے ھ میں یحییٰ بن رحو تونس میں داخل ہوا اور احکام کا نفاذ کیا اور اس کے بعد سلطان کو فتح کا خط لکھا۔

سلطان نے اس ٹیکس پر پابندی لگا دی جسے وہ خفارہ کہتے تھے۔ جسکی وجہ سے انہوں نے اپنے امیر یعقوب بن علی کے ساتھ ملکر مخالفت کی اور الزاب روانہ ہو گئے۔ الزاب کے گورنر یوسف بن مزنی نے انہیں عبدالرحمٰن کے مشورہ سے مقام کے قریب گرفت میں لیا۔ یعقوب بن علی کے قلعوں کو تباہ برباد کیا۔ چنانچہ وہ سب صحرا کی طرف بھاگ گئے۔ ابن مزنی واپس کیا گیا الزاب کا ٹیکس سلطان کے پاس لے گیا۔ جس سے سلطان نے خوش ہو کر اسے اور اس کے عیال کو خلعتیں اور انعام سے نوازا اور قسطنطنیہ واپس آ گیا

تونس کی طرف جانے کا عزم:...... سلطان نے جب تونس جانے کا عزم کر لیا تو افریقہ میں دور تک چلے جانے کے خطرات سے افواج کے دل تنگ پڑ گئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے جوانوں کو سلطان سے علیحدگی پر تیار کیا۔ وزیر فارس بن میمون سے انہوں نے سازش کی تو اس نے بھی ان سے اتفاق کر لیا۔ لہٰذا مشائخ اور سرداروں نے اپنے ماتحت قبائل کو مغرب جانے کا حکم دے دیا۔ اس سازش کا سلطان کو بھی علم ہو گیا۔ جب اس نے فوج کو دیکھا تو وہ بہت تھوڑی تھی۔ لہٰذا وہ قسطنطنیہ سے مشرق کی طرف دو دن کے سفر کے بعد تیزی سے مغرب کی طرف لوٹا اور اسی سال ماہ ذوالحجہ میں پہنچتے ہی اس نے فوراً اپنے وزیر فارس بن میمون کو گرفتار کر لیا اور اس پر یہ الزام لگایا کہ اس نے ایام تشریق کے چوتھے روز مجھے قتل کرنے کی سازش کی ہے۔

وزیر کے ساتھ ساتھ بنو مرین کے مشائخ کو بھی گرفتار کیا۔ جن میں سے بعض کو قتل اور بعض کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد جب یہ خبر پھیلی کہ سلطان قسطنطنیہ سے مغرب آ گیا ہے تو ابو محمد بن تافراکین نے موقع کو غنیمت جان کر مہدیہ سے تونس پر حملہ کر دیا اور سلطان کی تھوڑی سی فوج کو شکست دے دی۔ چنانچہ وہ لوگ رحو بھی اولاد مہلہل کی فوج کے ساتھ سلطان کے پاس پہنچ گیا جو اپنا ٹیکس لینے الجرید کی جانب آیا ہوا تھا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنی روانگی کو آئندہ سال کے لئے مؤخر کر دیا۔

فصل:

سلیمان بن داؤد کی وزارت اور اسکا افریقہ پر حملہ کرنے کے حالات

جب سلطان افریقہ کی ناتمام فتح کے بعد واپس آیا تو اس کے دل میں کچھ خلجان باقی تھا۔ اسے قسطنطنیہ کے مضافات میں یعقوب بن علی اور زواودہ کا خوف تھا۔ جسکی وجہ سے سلطان پریشان تھا۔ لہٰذا سلطان نے اندلس کی سرحدوں سے سلیمان بن داؤد کو بلایا اور اسے اپنی وزارت پر مقرر کر دیا۔ پھر اسے ربیع الاول ۵۹ے ھ میں افریقہ کی جانب روانہ کیا۔ جب وہاں اسے یعقوب بن علی کی مخالفت کا سامنا ہوا تو سلطان نے اس جگہ اس کے میمون کو صحراء اور مضافات کی امارت پر مقرر کر دیا۔ جس کی وجہ سے لوگ یعقوب بن علی کو چھوڑ کر میمون کی جماعت میں شامل ہونے لگے۔ اندنوں انکا سردار عثمان بن یوسف بن سلیمان تھا۔

لہٰذا وہ سب لوگ وزیر کے گرد اپنے خیموں اور دیگر سامان کے ساتھ جمع ہو گئے۔ جبکہ سلطان تلمسان میں رہ کر ان کی نگرانی کرنے لگا۔ پھر وزیر سلیمان تیزی کے ساتھ قسطنطنیہ سے ہوتا ہوا الزاب کے عامل یوسف بن مزنی کے پاس پہنچا تاکہ اسے زواودہ کے بارے میں بتا سکے۔ اس کے بعد اس نے جبل اوراس سے جنگ کی۔ ان سے تاوان حاصل کیا اور مخالف زواودہ کو فساد پھیلانے سے روک دیا۔

اس طرح سلطان کی فوجیں افریقہ کے پہلے شہر ریاح پر قابض ہو گئیں۔ وزیر سلیمان مع عرب وفود کے ساتھ پہنچا جنہوں نے انتہا درجہ کی بہادری دکھلائی تھی۔ چنانچہ سلطان نے خوش ہو کر انہیں خلعتیں دیں، ان کے عطیات مقرر کیے۔ پھر یہ سب الزاب لوٹ آئے۔ کچھ ہی دنوں بعد احمد بن

یوسف بن مزنی سلطان کے پاس اپنے والد محترم کے بھیجے گئے ہدایا کے ساتھ پہنچا۔ سلطان نے ان ہدایا کو قبول کیا اور اسے اپنے ساتھ فاس لے گیا تا کہ اسے اپنا شرف دکھلائے۔ لہٰذا وہ ۱۵ ذوالقعدہ ۷۵۹ھ کو اپنے دارالخلافہ پہنچا۔

فصل:

سلطان ابوعنان کی وفات اور وزیر حسن بن عمر کی بغاوت سے سعید کو امارت پر مقرر کرنا

عیدالاضحیٰ سے پہلے سلطان فاس پہنچا۔ جب عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کی تو سلطان کو مرض نے آلیا اور سلطان درد کی وجہ سے بیٹھنے سے معذور ہو گیا۔ چنانچہ وہ اپنے محل میں داخل ہوا اور بستر پر دراز ہو گیا۔ محل کی عورتیں اس کی تیمارداری کے لئے اس کے اردگرد چکر لگانے لگیں۔ اسکا بیٹا ابوزیان ولی عہد تھا اور سلطان نے نے اپنے وزیر یحییٰ بن موسیٰ قفولی کو اس کے بارے میں وصیت کی تھی لیکن یحییٰ نے اس کے بارے میں جلد بازی سے کام لیتے ہوئے وزیر حسن بن عمر پر حملہ کرنے کی سازش کی اور اس کام کے لئے اس نے عمر بن میمون کو بھی اپنے ہاتھ ملالیا۔

جب حسن بن عمر کو اپنی جان کا خوف لاحق ہوا تو اس نے اہل مجلس سے اس بارے میں گفتگو کی۔ چنانچہ ابوزیان کے پانچ سالہ بھائی سعید کی بیعت پر سب متفق ہو گئے۔ یہ سب لوگ ابوزیان کی بداخلاقی اور بدعادات سے تنگ تھے۔ چنانچہ انہوں نے صبح سویرے سلطان کے گھر جا کر وزیر موسیٰ بن عیسیٰ اور عمر بن میمون کو پکڑ کر قتل کر دیا اور سب بیعت کے لیے بیٹھ گئے۔ اس کے بعد وزیر مسعود بن رحو بن ماسی کو ابوزیان کے گرفتاری کے لیے بھیجا۔ وہ ابوزیان کے پاس گیا اور نرمی کا برتاؤ کر کے اسے عورتوں کے درمیان سے نکال کر اس کے بھائی کے پاس لے آیا۔ بیعت کرنے کے بعد وہ اسے محل کے ایک کمرے میں لے گیا اور وہیں اسے ہلاک کر دیا۔

حسن بن عمر کی خود مختاری:......۲۴ ذوالحجہ بروز بدھ جب سلطان بستر مرگ پر جاں بحق تھا اس وقت حسن عمر خود مختار امیر بن گیا۔ جمعرات یا جمعہ کے روز سلطان کا انتقال ہوا۔ ہفتہ کے روز اسے دفن کیا گیا۔ حسن بن عمر نے اس لڑکے کو جسے امارت پر مقرر کیا گیا تھا روک دیا اور خود امر ونہی کا مالک بن گیا۔ عبدالرحمٰن بن سلطان ابوعنان اپنے بھائی کی بیعت کے روز جبل الکائی میں گیا۔ انہوں نے اسے اس کے عم زاد مسعود بن ماسی کے مقام وزات کی وجہ سے ترجیح دی تھی۔

انہوں نے اسے امان پر اتارا۔ جب اسے حسن کے پاس لائے تو اس نے اسے فاس کے ایک قصبہ میں قید کر دیا۔ سلطان کے چھوٹے بیٹوں کو جو سرحدوں کے امراء تھے اکسایا تو معتصم سجلماسہ آیا، المعتمد مراکش میں قلعہ بند ہو گیا جہاں وہ عامر بن محمد الہنتانی کی کفالت میں تھا۔ وزیر نے اپنی فوجوں کو اس سے جنگ کے لیے بھیجا لیکن وہ وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے چچا سلطان ابوسالم نے مغرب کی حکومت پر قبضہ کرتے ہوئے اسے برطرف کر دیا۔ آئندہ اس کا ہم ذکر کرنے والے ہیں۔ انشاء اللہ۔

فصل:

مراکش کی طرف افواج بھیجنے اور وزیر سلیمان بن داؤد کا عامر بن محمد سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہونا

عامر بن محمد بن علی قبائل مصامدہ میں سے ہنتاتہ کا شیخ تھا۔ سلطان یعقوب نے اس کے باپ محمد بن علی کو ان کے ٹیکس کے لیے مقرر کیا تھا جبکہ اس کے چچا موسیٰ بن علی سلطان ابوسعید نے عامل مقرر کیا تھا۔ اس وجہ سے عامر نے حکومت کی کفالت میں پرورش پائی۔ سلطان ابوعنان جب افریقہ کی

طرف گیا تو وہ اس کے مددگاروں میں شامل تھا۔ سلطان نے تونس میں پولیس کا محکمہ اس کے حوالے کیا۔

جب سلطان بحری سفر پر مغرب کی جانب گیا تو اس نے اپنی بیویوں اور چہیتی لونڈیوں کو عامر بن محمد کی نگرانی میں دیا۔ جب اسے ابوعنان کے بیڑے اور افواج کے غرق ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اس کے عیال کو لمدیہ میں ٹھہرایا اور وہاں کے لوگوں کو ابوعنان کی طرف دعوت دی پھر ۷۵۴ھ سلطان نے اسے مصامدہ کے ٹیکس پر عامل مقرر کیا۔ اس دوستی کی وجہ سے وہ طاقت ور بن گیا۔

سلطان خود کہا کرتا تھا کہ عامر بن محمد نے جس طرح مغرب میں میری کفایت کی ہے اگر اسی طرح کوئی اور مجھے مشرق کی سلطنت میں ملت تو میں آرام کرتا۔ سلطان کی مجلس میں اسے جو مقام حاصل تھا اس وجہ سے دوسرے وزراء اس سے حسد کرنے لگے۔ آخر کار حسن بن عمر سلطان کی وزارت میں تنہا رہ گیا تو اسکا حسد اور چغلی میں بھی اضافہ ہو گیا۔

وفات سے قبل سلطان کا چھوٹے بیٹوں کو والی بنانا:...... وفات سے قبل سلطان نے اپنے چھوٹے بیٹوں کو اپنی مختلف عملداریوں پر امیر مقرر کیا۔ محمد المعتمد کو مراکش کا والی مقرر کر کے عامر بن علی کی نگرانی میں دے دیا۔ سلطان کی وفات کے بعد جب حسن بن عمر خود مختار بن گیا اور سعید کو امارت دی تو اس نے سلطنت کی جہات سے سلطنت کے بیٹوں کی آمد کی خواہش کی۔

مراکش میں عامر کے پاس المعتمد کے لیے پیغام بھیجا تو عامر نے اسے بھیجنے سے انکار کر دیا۔ اس انکار کے بعد حسن بن عمر نے اپنی امارت کے حصہدار وزیر سلیمان بن داؤد کو فوجوں کے ساتھ ماہ محرم ۷۶۰ھ میں مراکش سے جنگ کے لیے بھیجا۔ لیکن دوسری طرف سے عامر بن علی سلطان کے بیٹے محمد المعتمد کے ساتھ جبل ہنتانہ کے قلعہ میں چلا گیا۔

وزیر نے مراکش پر قبضہ کرنے کے بعد عامر کا محاصرہ کر لیا۔ قریب تھا کہ وہ قلعے میں داخل ہو جاتے کہ اسے بنی مرین کے اختراق اور ملک کے شرفاء میں سے منصور بن سلیمان کا حکومت کے خلاف خراج کا پتہ چلا۔ یہ خبر سن کر سب ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے منصور کے پاس پہنچ گئے اور یوں وزیر سلیمان نے محاصرہ ختم کر دیا۔ شعبان ۷۶۰ھ میں سلطان ابوسالم نے مغرب کی حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد عامر اور اپنے بھتیجے معتمد کو جبل سے بلایا اور عامر نے معتمد کو ابوسالم کے حوالے کر دیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل:

تلمسان کے نواح میں ابوحمو کا غلبہ،
پھر پیچھے ہٹنے اور اس دوران پیش آنے والے دیگر واقعات

عبدالرحمٰن بن یحیٰی بن یغمراسن کے چار بیٹے تھے، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ سب سے بڑا یوسف تھا۔ جو خاموش طبع، بھلائی اختیار کرنے والا اور برائی سے دور تھا۔ ۷۵۳ھ میں جب سلطان ابوعثمان نے تلمسان پر قبضہ کیا تو ابوثابت مشرق کی جانب بھاگ گیا۔ جہاں قبائل زواودہ نے انہیں لوٹا اور پیدل چلنے پر مجبور کر دیا۔ ابوثابت اور ابوزیان یوسف کے بھائی ابوسعید کے اور موسیٰ بیٹا تھا یوسف کا۔

موسیٰ بن یوسف اور ان کا وزیر یحیٰی بن داؤد اور ان کے عم زاد اپنی قوم کو چھوڑ کر الگ دوسرے طریق پر چلنے لگے۔ سلطان نے ابوثابت، ابوزیان اور ان کے وزیر کو گرفتار کر لیا۔ جبکہ موسیٰ تونس چلا گیا اور حاجب محمد بن تفراکین اور اس کے سلطان کے پاس ٹھہر گیا۔ وہاں اس کی خوب عزت کی گئی اور اسے اس کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ پناہ دی۔ ان کے بڑے بڑے وظائف مقرر کیے۔ سلطان ابوعثمان نے جب ابن تافراکین کو ان کے متعلق پیغام بھیجا تو انہوں نے انکو سپرد کرنے سے انکار کر دیا اور اعلانیہ انہیں سلطان کے خلاف پناہ دی۔

سلطان کی فوجوں کا تونس پر قبضہ:...... سلطان تونس پر قبضہ کے بعد موسیٰ بن یوسف سلطان ابواسحاق ابراہیم کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔

کچھ ہی عرصے بعد ابواسحاق ابراہیم بن مولانا سلطان ابو یحییٰ نے حاکم قسطنطنیہ ابو زید اور یعقوب بن علی کی قوم زواودہ، زغبہ کے بنو عامر سلطان ابو عنان کے باغی تھے اور ان کے امارت صغیر بن عامر بن ابراہیم کے پاس تھی کے ساتھ ملکر قسطنطنیہ سے جنگ کا عزم کیا۔ لیکن میں شکست کے بعد صغیر بن عامر اپنی قوم کے ساتھ اپنے وطن صحراء مغرب کی طرف لوٹ گیا۔

اس نے موسیٰ بن یوسف کو بھی اپنا امیر مقرر کرنے کے لیے ساتھ لیا تا کہ وہ اسے اپنا امیر مقرر کر کے تلمسان پر چڑھائی کریں۔ پھر موسیٰ نے صولہ بن یعقوب، زیان بن عثمان بن سباح امراء زواودہ اور صفار بن عیسیٰ کے ساتھ مغرب کی طرف کوچ کر گیا تا کہ وہاں جا کر اطراف کے علاقوں میں فساد مچائیں۔

سوید کو جب یہ اطلاع ملی تو انہوں نے بھی سلطان کے مددگاروں کو جمع کیا۔ تلمسان کی جانب جنگ ہوئی۔ جس میں سوید کو شکست ہوئی۔ انکا سردار عثمان بن وترمار ہلاک ہو گیا۔ اسی دوران جب سلطان کی وفات کی خبر پہنچی تو وہ سب تیزی سے تلمسان کی جانب بڑھے اور اس پر قبضہ کر لیا۔

حسن بن عمر کا تلمسان کے لیے فوج کی تیاری کرنا:...... حسن بن عمر کو جب موسیٰ بن یوسف کا تلمسان پر چڑھائی کا علم ہوا تو اس نے سعید بن موسیٰ انجلیسی کو افواج پر سالار مقرر کر کے تلمسان کی جانب بھیجا۔ احمد بن مری بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھا۔ صفر ۷۶۰ھ میں سعید بن موسیٰ تلمسان پہنچا۔ بنو عامر اور سلطان ابو حمو موسیٰ بن یوسف ان کے مضافات پر غالب آ گئے۔ کئی روز تک جنگ کرنے کے بعد ربیع الاول کے شروع میں موسیٰ بن یوسف تلمسان پر غالب آ گیا۔ وہاں پر موجود فوج کو تہس نہس کر دیا۔ سعید بن موسیٰ، ابن سلطان کے ہاتھ صغیر بن عامر کے خیموں کی طرف گیا اور انہیں پناہ دی۔

ابو حمو نے تلمسان کی حکومت کے قبضہ کے بعد امانت خانے میں موجود ہدیہ پر جسے سلطان نے باقی چھوڑا تھا اپنے لیے مختص کر لیا۔ اس کے بعد حاکم برسشلونہ موسیٰ کے لیے اپنے اصیل گھوڑوں میں سے ایک سیاہ گھوڑا اور دو سنہری لگامیں بھیجیں۔ ابو حمو نے گھوڑے کو اپنی سواری کے لیے رکھ لیا اور ہدیہ کو اپنے مصارف پر خرچ کر لیا۔

فصل:

وزیر مسعود بن ماسی کا تلمسان پر غلبہ، پھر بغاوت کر کے سلیمان بن منصور کا امیر مقرر کرنے کے حالات

وزیر حسن بن عمر کو جب تلمسان پر ابو حمو کے قبضہ کا پتہ چلا تو اس نے بنو مرین کے مشائخ کو جمع کیا اور انہیں تلمسان جانے کا حکم دیا۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ طے یہ پایا کہ فوجوں کو تیار کر کے تلمسان روانہ کیا جائے۔ اس مشورہ کے بعد حسن بن عمر نے عطیات کے رجسٹر کھول دیے۔ لوگوں میں مال تقسیم کیا، فوج کی کمزوریوں کو دور کیا اور مسعود بن رحو بن ماسی کو سالار مقرر کر کے تلمسان روانہ کیا۔ اس کے مددگاروں میں منصور بن سلیمان بن منصور ابی مالک بن یعقوب بن عبدالحق بھی شامل تھا۔

راستے میں کسی نے یہ جھوٹی خبر اڑا دی کہ سلطان مغرب اس تک پہنچنے والا ہے۔ یہ خبر سنکر منصور پریشان ہو گیا اور وزیر حسن کے پاس پہنچا تو اس نے اس سخت طریقے سے ڈانٹ پلائی تو وہ رک گیا۔ میں بھی اس جنگ میں حاضر تھا۔ مجھے اس کی عاجزی اور انکاری پر رحم آیا۔ پھر وزیر مسعود تیاری کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ ابو حمو نے تلمسان کو چھوڑ دیا اور صحراء کی طرف چلا گیا۔ ربیع الثانی میں مسعود بن تلمسان میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر بنو مرین اپنی افواج کے ساتھ انکاد میں اترے۔

مسعود بن رحو کا فوج بھیجنا:...... مسعود بن رحو نے ایک فوج تیار کی اور اپنے عم زاد عامر بن عبو بن ماسی کا اسکا سالار مقرر کرنے کے بعد اسے ان کی

طرف روانہ کیا۔ اس نے مقام وجدہ میں ان پر حملہ کر کے انہیں منتشر کر دیا۔ اس طرح موسیٰ بن یوسف کی افواج بکھر گئی۔ تلمسان میں جب بنومرین کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے وزیر کی سختی کی وجہ سے ایک دوسرے سے مشورہ کے بعد یعیش بن علی بن ابی زیان بن سلطان ابی یعقوب کی بیعت پر اتفاق کر لیا۔

جب منصور بن سلیمان کو اس کی اطلاع ملی تو مسعود بن رحو بنو احمر کے رئیس اکمل، نصاریٰ کے قائد القر دوری غرض ہر سمت سے لوگ اس کی بیعت کے لیے جمع ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر یعیش بن علی سمندری راستے سے اندلس چلا گیا اور امارت منصور بن سلیمان کے لیے خالص ہو گئی۔ بنومرین جب مغرب کے لیے روانہ ہوئے تو راستے میں روبوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے جنگ کی اور اپنے راہ کی رکاوٹ کو عبار کرتے ہوئے ۱۵ جمادی الآخر کو سبو میں پہنچے۔ حسن بن عمر کو جب پتہ چلا تو اس کے پڑاؤ میں بھی حرکت پیدا ہوئی۔ رات کے وقت تمام سردار منصور بن سلیمان سے آملے۔

حسن بن عمر نے ان کے خیموں کے اردگرد شمعیں اور آگ روشن کر کے فوج کو اکھٹا کیا اور محل کی طرف روانہ ہو گیا اور جدید شہر میں رک گئے۔ منصور بن سلیمان نے کوچ کیا اور ۲۲ جمادی الآخر کو کدیۃ العراس میں پڑاؤ کیا۔ پھر حسن سے جنگ کی لیکن پہلے دن اسے فتح نہ کر سکا۔ پھر محاصرہ کے لیے اس نے آلات جمع کیے اور محاصرہ کر دیا۔ مغرب کے وفود بیعت کے لیے اس کے پاس آنے لگے۔

بنومرین کے وہ دستے جو مراکش میں وزیر سلیمان بن داؤد کے ساتھ عامر کے محاصرے کے مامور تھے۔ وہ بھی اس سے آملے۔ سلطان ابوعنان کے وزیر عبداللہ بن علی کو رہا کر دیا تو وہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ اسی طرح مجرم لوگوں کو اس نے رہا کر دیا۔ پھر وہ صبح وشام جدید شہر سے جنگ کرنے لگا۔ بنومرین کی ایک پارٹی اس سے الگ ہو کر حسن بن عمر کے پاس چلی گئی اور دوسرے اپنے اپنے شہروں کو روانہ ہو گئے۔ انہوں نے اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ ماہ شعبان تک وہ اسی حالت میں رہا۔ اس کے بعد سلطان ابوسالم کے مغرب کی طرف آنے اور اپنے اسلاف کی حکومت پر قبضہ کو آئندہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

فصل:

ابوسالم کا جبال غمارہ پہنچنا، مغرب کی حکومت پر قابض ہونا اور منصور بن سلیمان کا قتل

سلطان ابوسالم اپنے باپ کے مرنے، اندلس میں ٹھہرنے، سوس میں امارت کی طلب میں ابوالفضل کے خروج اور سلطان ابوعنان کا اسپر فتح حاصل کر کے بعد پرسکون ہو گیا تھا۔ ۷۵۵ھ سلطان اندلس ابوالحجاج کو عیدالفطر کے روز نیزہ مار کر قتل کر دیا اور اس کے بیٹے محمد کو امارت کے لیے مقرر کیا۔

وزیر اور مشائخ کا قتل:...... جب وہ قسطنطنیہ اور افریقہ کو فتح کر کے فاس پہنچا تو اس نے اپنے وزیر اور مشائخ کو یہ کہہ کر قتل کر دیا کہ انہوں نے سلطان کو مبارکباد دینے میں دیر کی۔ پھر ان سب نے حملہ کرنے کا عزم کر لیا۔ لہٰذا وہ سب ۷۵۱ھ میں جبل الفتح میں حاکم قشتالہ طاغیہ ادفونش کے باپ الہنشہ کی وفات کے وقت جمع ہوئے۔

ابوالحجاج کی وفات کے بعد رضوان نے حکومت کے حصول کے لیے سرکشی کی۔ بظاہر یہ بات مسلمانوں کے خلاف تھی۔ سلطان ابوعنان نے اس بات کو محسوس کرنے کے بعد اپنے بحری بیڑوں سے ان کی مدد کی۔ چنانچہ سلطان نے اپنے ارادے کو قمص برشلونہ کی طرف پھیر کر ابن ادفونش کے خلاف اس سے گفتگو کی۔

آبنائے جبرالٹر میں بحری بیڑوں کا اجتماع:......سلطان کے بحری بیڑے اور قمص کے نصاریٰ کے بحری بیڑے آبنائے جبرالٹر (جبل طارق) میں جمع ہو گئے۔ سلطان نے بہت ہی قیمتی اشیاء انہیں تحفہ میں بھیجیں۔ جب یہ تحائف تلمسان میں پہنچیں تو سلطان ابوعنان کا انتقال ہو گیا۔

ابوعنان کی وفات کے بعد اس کے بھائی مولیٰ ابوسالم نے اپنے بھائی کی خواہش کی تکمیل کیا ارادہ کیا۔ چنانچہ اسے اہل مغرب نے مدد کے لیے

بلا یا۔ اسی سلسلے میں غرناطہ سے ایک شخص اس کے پاس آیا لیکن رضوان نے اسے ملنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جسکی وجہ سے وہ غیظ وغضب کے عالم میں اپنی جان پر کھیل قشتالہ کے بادشاہ کے پاس چلا گیا کہ وہ اسے مغرب کی طرف جانے کے لیے بحری بیڑہ دے۔ اس نے اسپر شرط عائد کی جسے اس نے قبول کرلیا۔ اس نے اسے اپنے بحری بیڑے میں مراکش کی جانب بھیجا تو عامر نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا کیونکہ اس صورت میں سلیمان بن داؤد کے دارالخلافہ کا بھی محاصرہ ہوتا تھا۔ پس وہ آ گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں

اس کے بعد وہ طنجہ اور بلاد غمارہ میں پہنچا تو لوگ اس کی بیعت کیلئے دوڑ پڑے چنانچہ بیعت لینے کے بعد اس نے ان علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ ان دنوں وہاں حاکم قسطنطنیہ سلطان ابوالعباس بن ابی حفص کی حکمرانی تھی جو سبتہ کی قید سے رہا ہوکر وہاں گیا تھا۔ ابوسالم نے اسے اپنی دوستی کے لیے مخصوص کرلیا۔ طنجہ میں حسن بن یوسف، سپاہیوں کے رجسٹر کے کاتب ابوالحسن بن علی بن السعود اور شریف ابوالقاسم تلمسان کو پایا۔

منصور بن سلیمان نے انہیں وزیر حسن بن عمر کے ساتھ سازش کرنے کے جرم میں اندلس کی طرف بھیج دیا۔ یہ سب طنجہ میں ابوسالم سے ملے ۔ اس نے حسن بن یوسف کو وزیر، ابوالحسن بن علی کو اپنا کاتب اور شریف ابوالقاسم کو اپنی ہم نشینی اور دوستی کے لیے خاص کرلیا۔ اندلس کے باشندے اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ جبل الفتح کا حاکم یحییٰ بن عمر اپنی موجودہ فوج کے ساتھ چلا گیا اور مولیٰ ابوسالم کا پڑاؤ وسیع ہو گیا۔

منصور بن سلیمان کا دفاع کے لیے فوج تیار کرنا:...... جدید شہر کے باغی منصور بن سلیمان کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے دفاع کے لیے تیار کر کے اپنے دونوں بھائیوں عیسیٰ اور طلحہ کو سالار مقرر کیا، انہوں نے قصر کتامہ میں جنگ کر کے اسے شکست دی۔ اس نے جبل میں پناہ لی۔ حسن بن عمر نے فصیل کے پیچھے سے حملہ کرنے میں تیزی دکھائی۔ جسکی وجہ سے اس نے اپنی اطاعت لکھ کو اسے بھیج دی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دارالخلافہ پر قبضہ دلائے گا۔

ابوسالم کے مددگار مسعود بن رحو بن ماسی جو منصور کا وزیر تھا، کے ساتھ ملکر سلطان کے پاس جانے کے لیے سازش کی چنانچہ انہوں نے منصور اور اس کے بیٹے علی پر تہمت لگائی اور بنو مرین کے ساتھ ساتھ خود بھی اسے چھوڑ کر الگ ہو گئے اور ابوسالم سے آ ملے۔ اس کے بعد وہ سواحل مغرب باد لیس سے ہوئے سلطان ابوسالم کو لیکر دارالخلافہ کی جانب روانہ ہوئے۔ حسن۔ بن عمر نے اپنی خلافت کے نویں مہینہ میں سلطان سعید کو امارت سے معزول کر کے اسے اس کے چچا کی کفالت میں دے دیا۔

جدید شہر میں سلطان کا داخلہ:...... ۱۵ شعبان ۷۶۰ھ میں سلطان نے جدید شہر میں داخل ہوکر قبضہ کیا اور یوں مغرب کی حکومت پر قابض ہو گیا آس پاس کے علاقوں سے وفود بیعت کے لیے آنے لگے۔ حسن بن عمر کو مراکش کا امیر مقرر کیا اور اس کے مقام کی وجہ سے پریشان ہوکر اسے افواج کے ساتھ بھیج دیا۔ مسعود بن رحو بن ماسی اور حسن بن یوسف الورتاجنی کو وزیر مقرر کیا۔ اپنے کے خطیب فقیہ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن مرزوق کو اپنے خواص میں چنا۔ جب میں (ابن خلدون) نے کدیۃ العرائس میں منصور بن سلیمان کے احوال کا اختلال اور امارت کو سلطان کے پاس جاتے دیکھا تو میں سلطان کے پڑاؤ میں آ گیا۔

سلطان نے میری بہت عزت کی اور پنا کاتب مقرر کیا۔ کچھ ہی دنوں بعد منصور اور اس کے بیٹے علی کو گرفتار کرلیا گیا۔ اسی سال شعبان کے مہینہ میں نیزے مار کر انہیں قتل کر دیا گیا۔ پھر ابوسالم نے اپنے قرابتداروں کو اندلس کی سرحد زندہ میں بھجوادیا اور انہیں پہرداروں میں دے دیا۔ اس کا بھتیجا محمد بن ابوعبدالرحمٰن غرناطہ چلا گیا۔ جہاں وہ طاغیہ سے مل گیا اور کافی مدت تک اس کے پاس رہا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔ باقی لوگوں کو کشتیوں میں سوار کرا کر مشرق کی جانب رُوانہ کیا۔ لیکن راستے ہی میں انہیں غرق کروادیا۔ یوں اس کی حکومت مضبوط ہوگئی اور ملک فسادیوں سے خالی ہوگیا پھر اس نے مولانا سلطان ابوالعباس کی تکریم کے لیے ایک جشن منعقد کیا۔

فصل:

حاکم غرناطہ ابن الاحمر کا معزول ہونا، رضوان کا قتل اور ابن الاحمر کا سلطان کے پاس آنا

۷۵۵ھ میں سلطان ابوالحجاج کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے محمد کو امیر مقرر کیا گیا۔ اس کے باپ کا غلام رضوان اس سے بے قابو ہو کر سرکش ہو گیا۔ جب ان کی امارت سے اعراض کیا تو اسے اپنے ایک محل میں چھپا دیا۔ رضوان کی اس کے عم زاد محمد بن اسماعیل سے رشتہ داری تھی اور وہ اسے خفیہ طور پر حکومت میں موقع ملنے اپنی امارت کے قیام کی دعوت دیتا تھا۔

۲۷ رمضان ۷۶۰ھ کی ایک رات جب سلطان اپنے باغات کی سیر کو گیا تو وہ رات کے کھانے پر جمع کیے ہوئے اپنے اوباش دوستوں کے ساتھ الحمراء کی دیواروں پر چڑھ گیا اور حاجب رضوان کے گھر میں داخل ہو کر اسے اس کی بیویوں اور بیٹیوں کی موجودگی میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اسے محل کی میں داخل کر دیا اور الحمراء کی فصیل پہ چڑھ کر ڈھول بجا کر اس کی امارت کا اعلان کیا۔ سلطان کو اپنی سیر گاہ میں جب اپنے حاجب رضوان کی خبر ملی تو وہ وادی آش کی طرف بھاگ گیا۔

مولیٰ ابوسالم نے کو اطلاع ملی تو وہ غیظ وغضب سے بھر گیا۔ لیکن گزشتہ پناہ کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے کو قابو میں کیا اور اپنے ہم نشینوں میں سے ابو القاسم شریف کو اندلس بھیجا۔ اس نے ارباب حکومت سے مخلوع کے وادی آش سے مغرب جانے کا معاہدہ کیا اور کاتب ابوعبداللہ کو ان کی قید سے رہا کر وایا جسکو انہوں نے اپنی حکومت کے آغاز میں قید کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ رضوان کا نائب اور مخلوع کی حکومت کا رکن تھا۔ اسی سال کے ذوالقعدہ میں وہ سلطان کے پاس فاس پہنچا۔ سلطان نے اس کے استقبال کے لیے جشن منایا۔ جسے مشائخ اور صاحب شرف نے ناپسند کیا۔

اس کے وزیر ابن الخطیب نے کھڑے ہو کر اپنا شاندار قصیدہ سلطان کو سنایا۔ جس میں اس سے اپنی امارت کے لیے مدد مانگتا ہے۔ اس نے اس انداز سے سلطان سے مہربانی و رحم طلب کیا جس نے لوگوں کو شفقت و مہربانی کی وجہ سے رلا دیا۔ پھر کچھ دیر بعد مجلس برخاست ہو گئی۔ ابن الاحمر اپنے محل کی طرف چلا گیا۔ محلات میں اس کے لیے فرش بچھائے گئے، سنہری زینوں کے گھوڑے ھدایا میں اسے دیئے گئے، قیمتی چادریں دی گئی، اس کے علاوہ اس کے معلوجی موالی اور دستوں کے وظیفے مقرر کیے گئے۔ اس نے سلطان کے ادب واحترام کی وجہ سے ملک کے اور دربار کے تمام القابات بر قرار رکھے صرف اپنی مہر تبدیل کی۔ وہ سلطان کا مددگار بن کر رہا۔ یہاں تک کہ ۷۶۳ھ میں اندلس چلا گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل:

حسن بن عمرو کا تادلہ میں خروج پھر سلطان کے غالب آنے اور وفات پانے کے حالات

مراکش میں جب وزیر حسن بن عمرو کی ریاست وسلطنت مستحکم ہوگئی تو سلطان کی مجلس کے لوگ اس سے حسد کرنے لگے۔ انھوں نے کوشش کی کہ سلطان وزیر حسن بن عمرو سے ناراض ہو جائے۔ چنانچہ یہی ہوا اور سلطان نے حسن بن عمرو سے منہ پھیر لیا۔ حسن بن عمرو بھی اس صورتحال سے پریشان تھا۔ لہٰذا ماہ صفر ۷۶۱ھ میں وہ اطاعت سے منحرف ہو کر تادلہ میں بنو جابر کی پناہ میں چلا گیا۔ سلطان نے اپنے وزیر حسن بن یوسف کو افواج پر سالار مقرر کر کے اس کی طرف روانہ کیا۔

حسن بن عمرو تادلہ سے جبل میں ان کے سردار حسین بن علی الوردیغی کے پاس چلا گیا اور قلعہ بند ہو گیا۔ وزیر حسن بن یوسف بھی اس کے تعاقب

میں وہاں پہنچا اور ان کی ناکہ بندی کر کے سخت محاصرہ کر لیا۔ پھر وزیر حسن بن یوسف نے صنا کہ کے باشندوں کو مال کے بدلے میں خرید کر ان سے حملہ کرنے کی سازش کی۔

لہٰذا انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جس کے نتیجے میں حسن بن عمرو کو گرفتار کر لیا گیا۔ مقام الحضرۃ میں اسے سلطان کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت سلطان شہر کے چوک میں لوگوں کو جمع کیا۔ اسے ایک اونٹ پر سوار کرا کے سب کے سامنے چکر لگوایا پھر اسے اونٹ ہی پر زمین کو چومنے کا اشارہ کیا اور پھر محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان اپنے تخت پر بیٹھا، اپنے ہم نشینوں کو بلایا، حسن بن عمرو کو اس خدمت میں حاضر کیا گیا۔ اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ سلطان نے اسے ڈانٹا اور وہ سلطان سے معذرت کرنے لگا۔

مجلس میں ابن خلدون کی موجودگی: ...... شرفاء اور خواص کے ساتھ بھی اس مجلس میں موجود تھا۔ رحمت و عبرت کے باعث ہر آنکھ اشک بار تھی۔ پھر سلطان کے حکم سے اسے منہ کے بل گھسیٹا گیا، ڈنڈوں سے پیٹا گیا اور قید خانے میں بند کر دیا گیا۔ چند راتوں بعد اسے شہر کے چوک میں تیز سے مار مار کر قتل کر دیا گیا اور اس کے اعضاء باب محروق کے پاس شہر کی فصیل پر نصب کر کے دوسروں کے لیے عبرت بنا دیا۔

فصل:

سوڈانی وفد، اس کے ہدایا اور اسمیں نادر زرافے کے حالات

سلطان نے شاہ سوڈان منسا سلیمان بن منسا موسیٰ کو تحائف بھجوائے تھے۔ چنانچہ شاہ سوڈان نے اس کا بدلہ دینے کے لیے اپنے ملک کی عجیب و غریب چیزوں کو جمع کیا۔ اس دوران میں سلطان ابوالحسن کا انتقال ہو چکا تھا۔ تحائف روانہ ہوئے تو منسا سلیمان کا بھی انتقال ہو گیا۔ پھر ملوک امارت کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگے۔ تحائف کو والات میں روک دیا گیا۔ آخر کار جب وہ لوگ منسا زاطہ پر متفق ہو گئے تو اب اسے تحائف کے بارے میں بتایا گیا تو اس نے عجیب و غریب شکل والے حیوان زرافہ کا اضافہ کر کے تحائف کو روانہ کر دیا۔

صفر ۷۶۲ھ بروز جمعہ کو یہ سلطان کے خدمت میں حاضر کیے گیے۔ سنہری برج کی کرسی پر سلطان جلوہ افروز ہوا۔ لوگوں کو صحراء میں جمع کرنے کے بعد زرافہ کو نمائش کے لیے پیش کیا گیا۔ لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے عوام ایک دوسرے پر گرے جا رہے تھے۔ زرافہ کو دیکھنے کے بعد سلطان اپنی نشست سے اٹھ کر چلا تو لوگ بھی منتشر ہو گئے۔

وفد نے سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے سروں پر مٹی ڈال کر سلطان کو عجمی طریقے سے سلام کیا۔ پھر اپنے ملک کے حالات بیان کیے اور دیر سے ہدیہ لانے پر معذرت کی۔ سلطان ان کی واپسی قبل فوت ہو گیا۔ اس کے بعد جس شخص نے امارت سنبھالی اس نے ان کے حسن سلوک کا معاملہ کیا اور بہتر طریقے سے انہیں روانہ کر دیا۔ یہ لوگ مراکش میں آئے۔ وہاں سے معقلی عربوں میں سے ذوی حسان کے پاس پہنچے اور پھر اپنے سلطان کے پاس پہنچ گئے

فصل:

سلطان کا تلمسان کی طرف آنا، ابوتاشفین کے پوتے ابوزیان کو اس پر قبضے کے لیے ترجیح دینا اور امراء موحدین کا اس کے ساتھ اپنے بلاد کی طرف جانے کے حالات و واقعات

۷۶۰ھ میں جب سلطان مغرب کا خود مختار بادشاہ بن گیا تو درعہ کا عامل عبداللہ بن مسلم زردالی جو بنو عبدالواد کے اسلاف اور ابوزیان کے مدد

گاروں میں سے تھا۔ جسے سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر غلبہ کے وقت منتخب کیا تھا اور سلطان ابوعنان نے اسے درعہ کا عامل مقرر کیا تھا۔ جب ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن نے اپنے بھائی سلطان ابوعنان کے خلاف جبل حمیدی میں خروج کیا تھا اس نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا۔

مولیٰ ابوسالم کے امیر بننے پر وہ اس کے حملے سے خوفزدہ تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے اموال، اہل وعیال اور دوستوں کو جمع کیا اور صحراء کو طے کرتا ہوا ۷۶۰ھ تلمسان میں ابوحمو کے پاس پہنچ گیا۔ ابوحمو نے اس کی خوب پذیرائی کی اور اسے اپنا وزیر بنالیا۔ تدبیر اور حل وعقد کے تمام کام اس کے سپرد کیے۔ اس نے خوب جانفشانی سے کام کیا۔ اور پھر اس نے دوسرے معقلی عربوں کو بھی بلایا جنکے ساتھ بنومرین ظلم کا معاملہ کرتے تھے۔ وہ سب تلمسان میں بنوعبدالواد کے پاس اکٹھے ہوگئے۔

سلطان ابوسالم کا عبیداللہ بن مسلم کے بارے میں پیغام بھیجنا:.....سلطان ابوسالم نے ابوحمو کے پاس اپنے عامل عبداللہ بن مسلم کے بارے میں لکھا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ دیکھ کر سلطان نے تلمسان پر حملہ کا ارادہ کیا۔ شہر کے میدان میں پڑاؤ کرلیا، عطیات کا رجسٹر کھول دیا، فوجوں کی کمزوری کو دور، اپنے وزراء کے ذریعے مراکش کی جہات سے فوجیں طلب کیں۔ چنانچہ جمادی الاولیٰ ۷۶۱ھ میں فاس سے روانہ ہوا۔ ادھر دوسری طرف ابوحمو نے معقلی عربوں، زناتہ، بنوعامر کو جمع کیا سوائے عمازنہ کے اور صحراء کی طرف بھاگ گئے۔ انکا امیر زبیر بن طلحہ سلطان کی طرف مائل تھا۔

۳ رجب کو سلطان تلمسان گیا۔ ابوحمو اور اس کے مددگار مغرب میں وتر مار بن عریف کے شہر کرسیف میں اترے۔ انہیں بنومرین اور سلطان سے دوستی رکھنے کی وجہ سے لوٹ لیا۔ شہر میں فساد مچایا پھر حطاط کے نواح میں فتنہ وفساد برپا کیا اور انکاد کی طرف لوٹ آئے۔ سلطان کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اس نے مغرب کے معاملے کا تدارک کیا اور تلمسان پر ابوتاشفین کے اس پوتے کو عامل مقرر کیا جس نے ان کی آغوش میں پرورش پائی تھی۔

ابوتاشفین کے پوتے ابوزیان محمد بن عثمان کو سلطان نے تلمسان کے قصر قدیم میں اتارا۔ مشرق کے تمام زناتہ اس کے پاس جمع ہوگئے۔ اس کے عم زاد عمر بن محمد بن ابراہیم کو اسکا وزیر بنایا۔ وزراء کے بیٹوں میں سے سعید بن موسیٰ بن علی کو دراہم ودنانیر کے دس بوجھ دیکر مولانا سلطان ابوالعباس کے سامنے بھیجا تو وہ اس کی خاطر اپنی قسطنطنیہ کی امارت سے دستبردار ہوگیا۔

اسی طرح حاکم بجایہ بھی الگ ہوگیا اور اس نے ان دونوں کو امیر مقرر کیا اور مال ودولت کے دو بوجھ بھی عطا کیے۔ پھر اس نے قسطنطنیہ کے عامل منصور بن الحاج خلوف کو لکھا کہ وہ مولانا سلطان ابوالعباس کے شہر سے دستبردار ہوجائے اور اس پر قبضہ بھی دلوائے۔ اس کے بعد اس نے وزراء کو الوداع کہا اور ماہ شعبان میں فاس میں پہنچ کر مغرب کی بیماریوں کا صفایا شروع کیا۔ ابھی اس کے قدم جمے بھی نہ تھے کہ ابوزیان تلمسان سے بھاگ گیا اور وہاں ابوحمو کا قبضہ ہوگیا۔

ابوزیان کی فوج منتشر ہوگئی اور ابوحمو تلمسان کا خودمختار بادشاہ بن گیا۔ ابوحمو نے سلطان کے پاس مصالحت کے لیے پیغام بھیجا تو سلطان نے اس کی مرضی کے موافق اس سے مصالحت کرلی۔

فصل:

سلطان عبدالحلیم اور اس کے بھائیوں کے سجلماسہ کی جانب مکناسہ کی جنگ کے بعد جانے کے حالات

جس وقت عبدالحلیم تازی میں اپنی جگہ پر تھا اس نے محمد بن ابی عبدالرحمٰن کے سبتہ سے فاس آنے کا سنا، اس نے اپنے بھتیجے عبدالرحمٰن اور اپنے بھائی عبدالمؤمن کو اسے روکنے کے لئے روانہ کیا جب وہ مکانہ پہنچے تو اس کے مقابلے سے ڈر گئے لیکن جب وہ شہر جدید میں داخل ہوا تو انہوں نے اطراف میں لوٹ مار کردی اور بہت فساد کیا اور وزیر عمر نے ان کی طرف فوج کشی کا ارادہ کیا اور ایک منظم فوج اور ہتھیار کے ساتھ نکلا اور رات وادی بجا

میں پڑاؤ کیا پھر اسی ترتیب کے ساتھ صبح کی تیزی سے مکناسہ کی جانب گیا۔

تو عبدالمؤمن اور اس کا بھتیجا عبدالرحمٰن دونوں اپنی جمعیت کے ساتھ اس کی جانب بڑھے تو تھوڑی دیر اس نے دونوں سے دفاعی جنگ کی پھر زبردست مقصد کے ساتھ ان کی جانب بڑھا اور انہیں مکناسہ سے ہٹا دیا اور یہ بکھر کر اپنے بھائی سلطان عبدالحلیم کے پاس تازی آ گئے اور وزیر عمر مکناسہ کے میدان میں اترا اور سلطان کے پاس کامیابی کی خبر لے کر گیا اور اس دن میں اسے اس کے پاس لے گیا لہٰذا خوشخبری کی اطلاع مشہور ہوگئی اور سلطان کو اپنی بادشاہت کے متعلق خوشی اور مبارکباد ملی۔

اور اس دن سے وہ اپنی حکومت میں مصروف ہوگیا اور جب عبدالمؤمن ہار کر اپنے بھائی عبدالحلیم کے پاس تازی پہنچا تو اس کی جماعت نے بغاوت کر دی اور وہ اس سے علیحدہ ہو کر فاس آ گئے اور وہ اس کے بھائی اور ان کے ہمراہ جو معقلی عرب تھے اپنے وزیر السبیع بن محمد کے ہمراہ سیدھے چلے گئے اور سجلماسہ پہنچ گئے اور وہاں رہنے والے ان کی بیعت میں داخل ہو کر ان کی اطاعت کر چکے تھے لہٰذا یہ وہاں غالب آ گئے اور انہوں نے ملک وسلطنت کی نشانی کو نئے سرے سے اپنایا یہاں تک کہ ان کا یہاں سے نکلنا ہوا جسے ہم ان شاء اللہ بتائیں گے۔

فصل:

عامر بن اور مسعود بن ماسی کے مراکش سے آنے اور ابن ماسی کے وزیر بننے کے واقعات اور عامر کے مراکش میں خودمختاری کے حالات

جب سلطان ابوسالم مغرب کا خودمختار بادشاہ بن گیا تو اس نے عمال کے بیٹوں میں سے محمد بن ابی العلاء بن ابی طلحہ کو مصامدہ کے خراج اور مراکش کی حکومت پر مقرر کیا جو کہ وہاں کا جاننے والا تھا اور ذوی عامر میں سے بہت سوں نے مناظرہ کیا تو اس بات نے اسے برانگیختہ کر دیا اور کبھی کبھی اس نے سلطان کے پاس عامر کی بار بار شکایت کی مگر اس نے اس کی بات قبول نہیں کی اور جب عامر کو سلطان ابوسالم کی موت اور عمر کی امارت کے قیام کی خبر ملی اور ان دونوں کے مابین دوستانہ تعلقات تھے تو محمد بن ابی العلاء نے رات کے وقت حملہ کر کے اسے پکڑ لیا اور اسے قید میں ڈالا اور اسے مار دیا اور مراکش کی امیری کو اپنے لئے خاص کر لیا اور وزیر عمر نے ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کو اس کی طرف بھیجا کہ اس نے بنی مرین کا جو گھیراؤ کیا ہے اس کا خیال کرے اور عامر ان پر حملہ کرے اور اسے فنا کر دے جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں۔

پھر اس نے مسعود بن ماسی کو بھیجا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور جس وقت بنو مرین نے نئے شہر کا محاصرہ کر لیا تو عامر نے جو اس کے پاس فوج تھی اکٹھی کی اور ابوالفضل بن سلطان ابوسالم کو مراکش کی جانب روانہ کیا اور وادی ام الربیع میں پڑاؤ کیا اور جب نئے شہر سے ان کی فوج بکھر گئی تو وہ یحییٰ بن رحو کی طرف چلا گیا جو اس کا پکا دوست تھا لیکن وہ عمر بن عبداللہ کے وعدے کی پاسداری کی وجہ سے اس کے لئے اجنبی بن گیا اور مسعود نے اس کا ساتھ دیا اور اس نے اسے پہاڑ کی جانب بھیجا اور اس نے فوج کو نہ پایا تو وہ غصہ ہو کر چلا گیا اور سجلماسہ میں سلطان عبدالحلیم سے مل گیا اور عربوں کے ساتھ ایک لڑائی میں قتل ہو گیا۔

عبدالحلیم کا تازی سے فرار:...... جب عبدالمومن علیحدہ ہو گیا اور عبدالحلیم تازی سے فرار ہو گیا اور یہ دونوں سجلماسہ پہنچ گئے تو عمر بن عبداللہ کی حکومت سنبھل گئی اور وہ فساد و جبال کرنے والے لوگوں کے کام سے فراغت پا گیا تو اس نے مسعود بن ماسی، اس کے بھائی اور اقارب سے مدد مانگنے کا فیصلہ کیا کیونکہ یہ دونوں آپس میں رشتہ دار تھے سو اس نے بنی مرین کو راضی کرنے کیلئے انہیں وزارت کے لیئے بلایا اس وجہ سے کہ انہوں نے اس سے جو قسلام کی تکلیف پائی تھی اس کے باوجود وہ اس کے طرفدار تھے۔

عامر بن محمد نے بھی سلطان کے پاس جانے کا فیصلہ کیا اور اپنے ساتھیوں سمیت آیا حکومت نے اس کی خوب حوصلہ افزائی کی اور سلطان نے

وزیر عمر سے مشورہ کر کے مسعود بن رحو کو اپنا وزیر بنالیا جسکی وجہ سے وہ مضبوط ہو گیا۔ عمر نے اس پر اور اس کے مقام پر اعتماد اور اس کی جماعت سے مدد چاہتے ہوئے اسے وزارت دی تھی۔ اور اس نے عامر بن محمد سے مغرب کی تمام چیزوں کی تقسیم کا معاہدہ کیا اور اس پر حلف لے لیا اور عامر بن محمد کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے مراکش کی قیادت ابوالفضل بن

سلطان ابوسالم کو دی اور عامر نے مولانا سلطان ابویحیٰ کی بیٹی سے شادی کی جس کا شوہر سلطان ابوالحسن مر چکا تھا انہوں نے اس کے بڑوں کو اس کے نکاح پر راضی کیا اور وہ دنیا کی جاہ و دولت کو اپنے تابع کیے ہوئے ۷۶۳ھ میں اپنے عہدے کیجانب مراکش آ گیا اور عمر نے عبدالحلیم اور اس کے بھائیوں کو سجلماسہ سے فرار کروانے کا ارادہ بدل لیا جسے ہم آئندہ ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

فصل:

وزیر عمر بن عبداللہ کا سجلماسہ پر حملہ اور اس کے حالات

جب عبدالحلیم اور اس کے بھائیوں نے سجلماسہ میں پڑاؤ ڈالا تو سارے معقلی عرب اپنے خیموں کے ساتھ ان کے پاس آ گئے اور انہوں نے شہر کا خراج مانگا انہوں نے اسے آپس میں بانٹ لیا اور اطاعت پر اپنی ضمانت کو پکا کیا اور اس نے ان کو تمام خاص باغات ملکیت میں دے دیئے اور وہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ یحییٰ بن رحو اور بنی مرین کے جو مشائخ وہاں موجود تھے انہوں نے اسے مغرب کیجانب جانے پر راضی کیا تو اس نے وہاں جانے کا ارادہ کر لیا۔

وزیر عمر نے بھی اپنے بارے میں غور کیا اور خوفزدہ ہوا کہ اسکا چچا اسے مجبور کرے گا سوا سنے اس کی جانب جانے کی نیت کی اور لوگوں میں تحفے اور سفر کا اعلان کر دیا وہ اس کے پاس آ گئے اس نے ان میں عطیات بانٹے فوجوں کو دیکھا اور ان کی کمزوریاں دور کیں اور فاس کے میدان سے شعبان ۷۶۳ھ روانہ ہو گیا اس کے ساتھ اس کے ساتھی مسعود بن ماسی بھی روانہ ہوا۔

سلطان عبدالحلیم ان سے لڑنے کیلئے نکلا اور جب فوجیں تاعز وطت میں اس درے کے قریب آمنے سامنے ہوئیں جو مغرب کے ٹیلوں سے صحرا تک پہنچاتا ہے تو انہوں نے جنگ کیلئے کمر باندھی۔

وزیر عمر اور عبدالحلیم کے درمیان معاہدہ:...... پھر دونوں کئی دن تک جنگ سے رکے رہے اور عرب کے جوان ان کے بیچ صلح کرانے اور عبدالحلیم کو اپنے باپ کی وراثت سجلماسہ سے علیحدہ کرنے کے لئے کوشش کرنے لگے پس ان دونوں کے درمیان معاہدہ طے پایا گیا اور دونوں الگ الگ ہو گئے اور ہر کوئی اپنی عملداری میں واپس آ گیا اور عمر اور وزیر مسعود اسی سال رمضان میں جدید شہر میں داخل ہوئے اور ان دونوں کے بادشاہوں نے ان کی بہت عزت افزائی کی اور وزیر بن السبیع، سلطان عبدالحلیم سے علیحدہ ہو کر وزیر عمر اور اس کے بادشاہ کے پاس آ گیا تو اس نے اسے قبول کیا اور اسے نائب وزیر بنا کر اسے عزت دی۔ ہر کوئی اپنی جگہ پر رک گیا اور ان کے درمیان صلح قائم رہی یہاں تک کہ عبدالمؤمن نے اپنے بھائی عبدالحلیم کو معزول کر دیا جسے ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

فصل:

عبدالمؤمن کے ہاتھوں پر عربوں کی بیعت اور عبدالحلیم کی مشرق کی طرف روانگی کے حالات

احلاف اور اولاد حسین:...... جب عبدالحلیم وزیر کے ساتھ صلح کرنے کے بعد سجلماسہ کی جانب لوٹا اور وہاں قیام کیا تو ذوی منصور کے معقلی عرب دو جماعتوں میں بٹے ہوئے تھے۔ احلاف اور اولاد حسین۔ سجلماسہ احلاف کا وطن تھا اور ان کے آغاز اور مغرب کے داخل ہونے کے وقت سے ہی ان کی

جولانگاہوں میں شامل تھا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کیا ہے کہ اولاد حسین وزیر عمر کی مددگار تھی۔ اسی وجہ سے سلطان عبدالحلیم کا زیادہ جھکاؤ احلاف کی طرف تھا، اس بات نے اولاد حسین کو احلاف کیخلاف ابھارا اور اس وجہ سے ایک نیا فتنہ کھڑا ہو گیا۔

عبدالمؤمن کا امیر بننا:...... جب دونوں ایک دوسرے کی جانب بڑھے تو سلطان عبدالحلیم نے اپنے بھائی عبدالمؤمن کو اس خلا کو پر کرنے کے لیے بھیجا جو ان دونوں کے درمیان تھا سو جب وہ اولاد حسین کے پاس آیا تو انہوں نے اسے بیعت لینے اور امیر بننے کی دعوت دی تو اس نے منع کیا پس انہوں نے اسے اس بات پر مجبور کیا اور اس کی بیعت کر لی۔

انہوں نے صفر ۷۶۴ھ میں سجلماسہ کی جانب کوچ کیا اور عبدالحلیم اپنے احلاف مددگاروں کے ساتھ ان کا مقابلہ میں نکلا اور تھوڑی دیر دونوں رکے رہے اور اپنی سواریوں کو باندھا پھر بکھر گئے اور شکست کھائی اور اس دن بنی مرین کے مشائخ کا سردار یحییٰ بن رحو جنگ میں مارا گیا اور انہوں نے سجلماسہ پر قبضہ پالیا۔

عبدالمؤمن سجلماسہ میں آیا اور اسکا بھائی عبدالحلیم اس کے لئے امارت سے کنارہ کش ہو گیا اور اپنے فرض کو ادا کرنے کے لئے مشرق کی جانب چلا گیا پس اس نے اسے رخصت کیا اور جو وہ چاہتا تھا اسے زادراہ دیا اور وہ حج کیلئے چلا گیا۔ سوڈان کے شہر مالی تک صحرا کو عبور کیا پھر وہاں سے حج کی سواریوں کے ساتھ مصر چلا گیا اور وہاں کے امیر کے ہاں ٹھہرا جو اس کے سلطان پر متغلب تھا اور اس کا نام ملیغا الخاصکی تھا جب اسکو اس کی اطلاع پہنچی اور وہ اس کے مقام سے آگاہ ہوا تو اس کی شان کے مطابق انتہائی درجہ کی تعلیم و توقیر کی اور اس نے اپنا حج کیا اور مغرب واپس لوٹ آیا اور ۷۶۶ھ میں اسکندریہ کے قریب انتقال فرما گیا اور عبدالمؤمن سجلماسہ کا مختار امیر بن گیا یہانتک کہ فوج نے اس پر حملہ کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

فصل:

ابن ماسی کا فوجوں کے ساتھ سجلماسہ پر حملہ اور قبضہ، اور عبدالمؤمن کے مراکش جانے کے حالات

جب سلطان ابوعلی کے بیٹے متحد نہ رہے اور عبدالمؤمن نے اپنے بھائی کو معزول کر دیا تو وزیر عمر ان پر قابض ہونے کے لئے روانہ ہوا اور اولاد حسین کے دشمن احلاف اور معزول عبدالحلیم کے مددگار اس کے پاس پہنچ گئے۔ پس عمر نے فوجوں کو تیار کیا اور عطیات بانٹے اور کمزوریاں دور کیں اور اپنے ساتھی مسعود بن ماسی کو سجلماسہ کی طرف روانہ کیا سو وہ ربیع الاول ۷۶۴ھ میں وہاں گیا اور احلاف اسے اپنے خیموں اور چراگاہیں ڈھونڈنے والوں سمیت ملے اور وہ تیزی سے بڑھتا گیا۔ اولاد حسین میں بہت سے آدمی وزیر مسعود کی طرف مائل ہو گئے عامر بن محمد نے عبدالمؤمن سجلماسہ سے متعلق پیام بھیجا تو وہ سجلماسہ چھوڑ کر عامر کے پاس چلا گیا، اس نے اسے گرفتار کر لیا اور جبل ھنتاتہ میں اپنے گھر میں قید کر دیا۔ وزیر مسعود نے سجلماسہ آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے شقاق کے وہ جراثیم جو اولاد ابی علی کے دعوت پھوٹ سے پیدا ہو گیا تھا ختم ہو گیا۔ وہ اپنی روانگی کے دو مہینے بعد مغرب واپس آ گیا اور فاس میں ٹھہرا یہاں تک کہ عمر کے خلاف اسے بغاوت کرنے اور دونوں کے حالات کی خرابی کی خبر آ گئی جسے ہم ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

فصل:

عامر کی بغاوت اور اس کے بعد وزیر بن ماسی کی بغاوت کے حالات

جب مصامدہ کے پہاڑ اور مراکش کی مغربی جانب اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں میں عامر کا قبضہ ہو گیا اور اس نے ان کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تو اس نے اپنے امور کے لئے ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کو مقرر کیا اور وہ اس کے لئے کافی ہو گیا اور اس کا بوجھ اٹھا لیا۔ مغربی جانب آزاد حکومت

کیطرح ہوگئی۔ بنی مرین میں سے جو لوگ حکومت کے مخالف تھے۔

انہوں نے اپنا رخ اس کی جانب پھیر لیا اور اس کی پناہ لے لی تو اس نے انہیں حکومت سے برطرف کر دیا اور ان میں سے کچھ امراء اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے اسے عبدالمؤمن کے آنے کا اشارہ کیا اور یہ کہ وہ نسب اور کام کی انجام دہی اور بنی مرین کے اس کی جانب جھکاؤ کے لحاظ سے ابو الفضل کے مقابلے میں نمائندگی کے لئے بہترین ہے تو اس نے اسے بلایا اور اس نے عمر کو بتایا کہ وہ اس سے اپنے فائدے اور عبدالمؤمن کو دھوکہ دینے کی نیت رکھتا ہے اور اس نے ان تمام باتوں کو عمر کیجانب منسوب کر دیا تو وہ اس سے ہراساں ہو گیا اور آخر کار السبیع بن موسیٰ بن ابراہیم جو عبدالحلیم کا وزیر تھا اس کے پاس آ گیا اور اس نے اپنے جاننے والوں میں راز فاش کیا اور اس کی جانب فوج بھیجی اور اپنی حکومت کے باشندوں سے فکر مند ہو گیا۔

جب اسے وزیر مسعود بن ماسی کے اس خط کے بارے میں پتہ چلا جس میں اس نے اس کے ساتھ خیر خواہی کا اظہار کیا تھا تو اس نے خط لانے والے کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تو مسعود کو غصہ آ گیا تو اسے بنی مرین ان لوگوں نے جو اسے خروج کرنے اور سرداری کے بارے میں عمر کے ساتھ جھگڑنے کے لئے تلاش کرتے تھے بھڑکایا، اور اسے اس پر کامیابی کا وعدہ دیا پس اس کا قیام فاس سے باہر زیتون میں ربیع کے درمیان میں کا تورییہ کر کے متحرک ہو گیا اور رجب کے مہینے ۷۶۵ھ میں زمین سر سبز ہو گئی اور اس کے ساتھیوں نے اس کے پڑاؤ میں خیمے لگائے۔

اور جب ان کی فوج پوری ہو گئی اور اس نے نکلنے کا عزم کیا تو وہ مخالفت کی گھٹیا باتیں کرتا ہوا روانہ ہو گیا۔ اس نے وادی نجا میں ان لوگوں کے ساتھ جو بنی مرین میں سے اسے نکلنے کے لئے تیار کرتے تھے قیام کر لیا پھر وہ مکناسہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ اور اس نے عبدالرحمن بن علی بن یغلوس کو بیعت کے لئے تادلہ تشریف لانے کو لکھا حالانکہ وہ سجلماسہ سے ان کے واپس جانے کے بعد وہاں سے چلا گیا تھا اور عبدالمؤمن سے پیچھے رہ گیا تھا۔

عامر کا ان کی جانب فوج بھیجنا:...... اور عامر نے ان کیجانب لشکر بھیجا تو انہوں نے اسے ہرا دیا پھر وہ بنی نکاسن کے پاس چلا گیا تو اس نے اس کی جانب ابن ماسی اور اس کے ساتھیوں کو بھیجا تو وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور عمر نے اپنے سلطان محمد بن ابی عبدالرحمن کو نجات دلائی اور کدیۃ العرائس میں قیام کر لیا اور عطیات دیئے اور خرابیاں دور کیں پھر وادی نجا کی طرف روانہ ہوئے تو مسعود اور اس کی قوم نے اس پر رات کو حملہ کیا تو وہ اور اس کا لشکر اپنے مرکز پر ڈٹے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور وہ ان کے آگے فرار ہونے لگے تو انہوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کی فوج منتشر ہو گئی۔

لوگوں نے سلطان اور اس کے وزیر کے ساتھ جو سودے بازی کی تھی اور اس کی فرمانبرداری کا جو وعدہ کیا تھا وہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا لہٰذا وہ ڈر گئے اور مسعود بن ماسی بن رحو تادلہ اور امیر عبدالرحمن بن ونکاسن کے ملک میں چلا گیا اور عمر اور سلطان الحضرۃ میں اپنے اپنے مقام پر لوٹ آئے۔ بنی مرین کے شیوخ رحم دلی کے خواہاں ہوئے اور اس کی جانب لوٹ آئے اس نے ان کو بخش دیا اور وفاداری چاہی۔ ابو بکر بن جامہ نے عبدالرحمن بن ابی یغلوس کی دعوت کے ساتھ تعلق اختیار کیا اور اسے اس کے اطراف میں قائم کیا۔

موسیٰ بن سید الناس نے اس دعوت پر اس کی بیعت کی اور اس کی قوم وزیر عمر کے پاس چلی گئی اور انہوں نے اس سے ابو بکر بن تمامہ پر حملہ کرنے کی صورت میں مدد کا وعدہ کیا سو اس نے حملہ کیا اور اس کے ملک پر غالب آ گیا اور اس کے قلعے ایکلوان میں داخل ہو گیا۔

وہ اور موسیٰ کا داماد فرار ہو گئے اور انہوں نے اپنے سلطان عبدالرحمن کو چھوڑ دیا اور اس وعدہ خلافی کی اور حاکم فاس کی فرمانبرداری کی طرف لوٹ آئے پس وہ تلمسان چلا گیا اور وہ سلطان ابو حمو کے ہاں ٹھہرا جس نے اس کی انتہائی زیادہ تکریم کی اور اس کا وزیر مسعود بن ماسی دبدبہ چلا گیا اور اس کے امیر محمد بن زکزانہ کے ہاں ٹھہرا جو اس سرحد کا حاکم تھا اور اس نے تلمسان سے امیر عبدالرحمن کیجانب خط بھیجا کہ وہ موقع ملتے ہی اس کا پیچھا کرے اس نے مغرب میں رہتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھانے کا خیال کیا مگر ابو حمو نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو وہ بھاگ کر ابن ماسی اور اس کے ساتھیوں کے پاس چلا گیا اور انہوں نے اسے امیر بنا لیا۔

تازی پر حملہ:...... اور تازی پر حملہ کر دیا وزیر نے فوجوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور تازی میں ٹھہرا تو وہ اس سے جنگ کرنے کے لئے معترض ہوئے تو اس نے ان کی فوج کو تتر بتر کر دیا اور جبل دبدو کی طرف لوٹا دیا اور اس دوران ان کے درمیان ونزمار بن عریف جو کہ ملک کا والی تھا نے کشاکش سے ان

کی باگ پکڑنے اور امارت کی خواہش سے علیحدہ کرنے کے بارے میں شکایت کی اور یہ وہ جہاد کے لئے اسپین روانہ ہو جائیں۔

سو عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس اور اس کا وزیر ابن ماسی غساسہ سے ۷۶۷ھ کے شروع میں چلے گئے اور ماحول ان کے شور و فساد اور دشمنی سے خالی ہو گیا اور وزیر فاس واپس لوٹ آیا اور مراکش پر لشکر کشی کی جیسا کہ ہم ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

فصل:

وزیر عمر اور اس کے سلطان کے مراکش پر حملہ کرنے کے حالات

جب عمر، مسعود اور عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس کے معاملے سے فراغت پا گیا تو وہ مراکش کی طرف متوجہ ہوا اور عامر بن محمد نے وہاں بغاوت کر دی تھی۔ پس اس نے اس کیجانب جانے کا ارادہ کیا لہٰذا اس نے عطیات تقسیم کئے اور عامر سے جنگ کے لئے روانگی کا اعلان کر دیا اور کمزوریاں دور کیں اور رجب ۷۶۷ھ میں اس کیجانب نکل پڑا۔ عامر اور اس کا سلطان پہاڑ کیجانب چلے گئے اور وہاں روپوش ہو گئے۔

اس نے عبدالمؤمن کو جیل سے رہائی دلائی اور اس کے لئے آلہ نصب کیا اور اسے ابوالفضل کے تخت کے ساتھ تخت پر بٹھایا جس سے وہ اسے وہم میں ڈالنا چاہتا تھا کہ اس نے اس کی بیعت کر لی ہے اور یہ کہ اس کی وجہ سے اس کی امارت پکی ہو گئی ہے۔ اس طرح وہ بنی مرین سے بچنا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ اس کی طرف مائل ہیں اور وہ اس کے نتیجے سے ڈر گیا لہٰذا اس نے اس کے ساتھ نرمی سے بات کی اور خطاب میں بھی ہلکا رویہ اختیار کیا۔

حسون بن علی الصبیحی نے درمیان مصالحت کی چغلی کھائی تو جو اس کی خواہش تھی اس کا ضامن عمر ہو گیا اور فاس کی جانب لوٹ آیا۔ عامر نے عبد المؤمن کو دوبارہ قید خانے میں بھجوا دیا اور حالات پہلے سے مزید بگڑ گئے یہاں تک کہ انہیں خبر ملی کہ وزیر نے اپنے سلطان کو ہلاک کر دیا ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

فصل:

سلطان محمد بن عبدالرحمٰن کی موت اور عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کی بیعت کے حالات

وزیر عمر کا سلطان پر قابو پانے کے حالات بھی عجیب ہیں یہاں تک کہ وہ سلطان کو ہر طریقے سے روک سکتا تھا اور اس نے اس پر اپنے جاسوس مقرر کئے ہوئے تھے حتیٰ کہ سلطان کی بیویاں بھی اس کی جاسوسی کرتی تھیں۔ سلطان اکثر اپنی بیویوں اور شرابی ساتھیوں سے اپنا غم بیان کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے وزیر کے قتل کا ارادہ کیا اور اپنے مخصوص غلاموں کو اس کا حکم دیا۔

سلطان محمد بن عبدالرحمٰن کا قتل:......لیکن اس بات کا مخبری ہو گئی اور ایک بیوی جو سلطان کے اوپر جاسوس مقرر تھی اسے خبر دے دی لہٰذا اسے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہوا اور وہ سلطان پر اور حکومت کا کنٹرول سنبھالنے پر اس قدر قابو پا چکا تھا کہ سلطان کی تنہائیوں اور بیویوں کا پردہ اس سے اٹھا ہوا تھا پس وہ اپنے مخصوص لوگوں کے ساتھ اس کے پاس گیا اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شراب نوشی میں مصروف تھا سو اس نے اس کے تمام ساتھیوں کو بھگا دیا اور سلطان کو اس زور سے مارا کہ وہ مر گیا۔

انہوں نے اسے خزاان کے باغ کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا اور اس نے خواص کو بلا کر دکھایا کہ وہ اپنی سواری سے اس میں گر پڑا ہے۔ وہ شراب کے نشے میں چور اس میں پڑا ہوا تھا۔ یہ واقعہ محرم ۷۶۸ھ کے آغاز کا ہے جب اسے خلیفہ ہوئے چھ برس ہو چکے تھے۔ اس نے فوراً عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کو بلایا جو قصبہ کے ایک مکان میں وزیر کے آدمیوں کی قید میں تھا کیونکہ سلطان محمد اس کے حکومت کا آدمی ہونے کی وجہ سے غیرت میں آ کر اس کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

عبدالعزیز کا محل میں آنا:..... جب وہ محل میں آیا اور بادشاہ کے تخت پر بیٹھا اور بنی مرین اور خواص وعوام کے لئے دروازے کھول دیئے گئے اور انہوں نے اس کی اطاعت اور بیعت کرنے کیلئے رش بڑھایا اور اس کا کام مکمل ہوگیا اور اس وقت وزیر نے افواج کو مراش کیجانب بھیجنے میں تیزی دکھائی اور عطیات فراہم کئے اور فوجی سپاہیوں کا وظیفہ خواروں کا رجسٹر کھول دیا اور ان کی ضروریات کو مکمل کیا اور شعبان کے مہینے میں اپنے سلطان کے ساتھ فاس سے روانہ ہوگیا اور تیزی سے مراکش کیجانب گیا اور عامر بن محمد کے ساتھ بنستانہ میں اس کے پہاڑ پر جنگ کی۔

اس کے ساتھ امیر ابوالفضل بن سلطان ابی سالم اور عبدالمؤمن بن سلطان ابوعلی بھی تھے۔ جسے اس نے قید سے رہا کیا اور اسے چچازاد کے مقابلے میں بٹھایا اور اس کے لئے آلہ تیار کیا اور اس پچھلی حالات کے بارے میں باتیں بنانے لگا پھر اس کے اور عمر کے درمیان دوستی کی کوشش ہوئی اور دوستی ہوگئی اور وہ شوال کے مہینے میں اپنے سلطان کے ساتھ فاس کی جانب لوٹ آیا۔ اس کے بعد اس کی موت ہوگئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل:

وزیر عمر بن عبداللہ کے قتل ہونے اور سلطان عبدالعزیز کے خودمختار امیر ہونے کے حالات

سلطان عبدالعزیز پر عمر کا بہت دباؤ تھا سواس نے اس کو اپنے معاملے میں مداخلت سے منع کیا اور لوگوں کو بھی روکا کہ وہ اپنے مسائل کے لئے اس کے پاس نہ جائیں۔ اور اس کی ماں ممتا اور خوف کے باعث اس کے بارے میں ڈری ڈری سی رہتی تھی اور جب عمر نے اپنی امارت سنبھالی اور اس پر جم گیا تو وہ سلطان ابوعنان کی بیٹی کے رشتہ کے معاملے میں ان کی طرف مائل ہوا اور اس شرط کو لازم ٹھہرایا۔

وزیر عمر کی موت:..... سلطان کو یہ خبر دی گئی کہ عمر ضرور اسے دھوکہ سے قتل کرنے والا ہے اور یہ بات بھی خبر میں بتائی گئی کہ اس نے سلطان کو محل چھوڑ کر قصبہ کی جانب جانے کا اشارہ کیا ہے لہٰذا اس نے مجبور ہوکر وعدہ خلافی کی اور اسے مارنے کا پکا ارادہ کرلیا اور اپنے گھر میں جوانوں کی ایک جماعت کو چھپالیا اور انہیں اس کے قتل پر تیار کیا پھر اسی سال اس نے اسے مشورہ کرنے کے لئے گھر پر بلالیا اور وہ داخل ہوا تو خصی غلاموں نے پیچھے سے دروازہ بند کرلیا۔

سلطان اس سے سخت کلامی کی اور ڈانٹا اتنے میں وہ جوان جو اس نے چھپائے ہوئے تھے نکل کر اس کے قریب آگئے اور انہوں نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اس نے اپنے خواص کو آواز دی اور جب انہوں نے جب اس کی آواز سنی تو انہوں نے دروازے پر حملہ کیا اور اس کی بندش کو توڑ دیا لیکن جب اسے خون میں ڈوبا ہوا پایا تو پیٹھ پھیر بھاگے اور خوف زدہ ہوکر محل سے نکل گئے۔

سلطان عبدالعزیز کی امارت کا بحال ہونا:..... سلطان اپنے دربار میں لوٹ آیا اور اپنے تخت پر بیٹھا اور اپنے خواص کو طلب کیا اور بنی مرین میں سے عمر بن مسعود بن مندیل بن حمامہ، خواص میں سے شعیب بن میخون بن وردان اور موالی میں یحیٰی بن میمون بن مصمود کو رئیس بنایا اور ۱۵ ذوالقعدہ ۶۸ کے ھ کو اس کی بیعت مکمل ہوگئی اس نے علی بن وزیر اور اس کے بھائی اور چچا اور ان کے خادموں اور ان کی پارٹی کو قید کرلیا اور پھر کچھ راتوں کے بعد انہیں مار ڈالا اور ان کی جڑ اکھاڑ کے پھینک دی اور پر امن و پرسکون ہوگیا۔ بھاگنے والوں کو امان دی اور ان سے خوش ہوا۔

پھر اس نے کچھ دنوں بعد سلیمان بن داؤد اور محمد السبیع گرفتار کرلیا جن کی عمر کے ساتھ پر یاری تھی سواس نے انہیں شک کی وجہ سے قید کرلیا اور ان دونوں کے متعلق کسی معاملے میں اس کے پاس چغلی کھائی گئی تو اس نے انہیں جیل میں ڈال دیا جہاں وہ دونوں ہلاک ہوگئے اس نے ان دونوں کے ساتھ علال بن محمد اور شریف ابوالقاسم کو ان کے ساتھ صحبت رکھنے کے شک میں قید کر دیا لیکن پھر ابن الاحمر کے وزیر ابن الخطیب کی سفارش پر اس نے انہیں معاف کیا اور دور بھجوا دیا پھر اس نے اپنے اختیار کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی اور خواص اور ہمرازوں کو اپنی سلطنت میں کسی بھی چیز میں اپنی اجازت کے بغیر دخل اندازی کرنے سے روک دیا اور وزیر کے اختیار کے کچھ مہینوں بعد شعیب بن میمون فوت ہوگیا پھر یحیٰی بن میمون بھی مرگیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاءاللہ۔

فصل:

ابوالفضل بن مولیٰ ابی سالم کے بغاوت کرنے پھر سلطان کے اس پر حملہ کرنے اور رومات پانی کے حالات

جب سلطان عبدالعزیز نے عمر بن عبداللہ کو جس کا کہ اس پر قابو تھا ہلاک کر دیا تو ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کو بھی عامر کے متعلق اسی قسم کی بات سوجھی کیونکہ اسکا بھی اسپر قابو تھا اور اس پر اسے اس کے خواص نے ابھارا جس کی وجہ سے عامر خوفزدہ ہو گیا اور اپنے گھر میں بیمار ہونے کا بہانہ کیا اور اس نے اس سے پہاڑ میں اپنی پناہ گاہ کیجانب جانے کی اجازت مانگی تا کہ وہاں اس کے رشتہ دار اور بیویاں اس کی تیمار داری کر سکیں اور وہ اپنے حامیوں کے ساتھ اور ابوالفضل اس پر متغلب ہونے سے مایوس ہو گیا۔

سلطان کا مراکش پر حملہ:......اس کے خواص نے اسے عبدالمومن سے نجات حاصل کرنے پر اکسایا۔ عامر کی واپسی کے چند روز ایک رات ابو الفضل نے جبکہ وہ شراب کے نشے میں چور تھا نصاری کے فوج کے سالار کو خبر بھیجی اور حکم دیا کہ عبدالمومن کو قصبہ مراکش میں اس کے قید خانے میں قتل کر دے سو وہ اس کا سر اس کے پاس لے آیا۔ جب عامر کو بھی اطلاع مل گئی تو وہ ڈرا اور اس کے شر سے بچنے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور سلطان عبدالعزیز کے پاس اپنی بیعت لے گیا اور ابوالفضل کے خلاف اس کو بھڑکایا اور مراکش پر حملہ کرنے کے لئے مجبور کیا اور مدد دینے کا عہد کیا۔

لہٰذا سلطان نے مراکش پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا لوگوں میں عطیات کا اعلان کیا اور اپنی روانگی کے اسباب کو مکمل کیا اور ۶۹ےھ کو فاس سے کوچ کر گیا۔ عبدالمومن کی ہلاکت کے بعد ابوالفضل نے خود مختار اپنائی اور طلحہ نوری کو وزیر بنایا اور اپنی نشانی محمد بن مندیل کتانی کے حوالے کی اور مبارک بن ابراہیم بن عطیہ الخلطی کو اپنا مشیر بنایا۔

بعد ازاں اس نے طلحہ نوری کو کتانی کی شکایت پر واپس بھیجا تو اس نے اس کو مار ڈالا اور اس نے عمر کے مقابلے پر بھروسہ کیا اور جب اس سلسلے میں وہ مراکش سے نکلا تو اسے اطلاع پہنچی کے سلطان عبدالعزیز اس جانب آرہا ہے تو اس کا لشکر بکھر گیا اور وہ تادلہ چلا گیا تا کہ وہ بنی جابر کے پہاڑ میں پناہ لیلے۔ سلطان اپنے لشکر کو مراکش سے موڑ کر اس جانب لایا اور اس کا محاصرہ کیا اور اس کے ساتھ جنگ کی لہٰذا اس نے اس کی فوج کو شکست دی۔ بنی جابر کے کچھ آدمیوں نے اس شرط پر کہ وہ انہیں مال دے گا جنگ کے دن اس کے میدان میں کھلبلی مچانے کی سازش کی تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔

ابوالفضل کی فوجوں کو شکست:......اور ابوالفضل کی فوجیں شکست کھا گئیں اور اس نے اس کے حامیوں کو پکڑ لیا۔ مبارک بن ابراہیم کو سلطان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے قید کر لیا یہانتک کہ اس نے اپنی موت کے قریب عامر کے ساتھ اسے بھی قتل کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

کتانی نامعلوم کس جانب بھاگ گیا پھر وہ عامر بن محمد کے پاس چلا گیا اور ابوالفضل ان کے پیچھے ضا کہ کے قبیلوں سے جاملا۔ اور بنی جابر میں سے سلطان کے ساتھیوں نے ان سے سازش کی اور اس کے حوالے کرنے کیلئے انہوں نے بہت مال ان کو دیا سو انہوں نے اسے حوالے کر دیا۔ سلطان نے ان کی جانب اپنے وزیر یحییٰ بن میمون کو بھیجا تو وہ اسے قیدی بنا کر لے آیا۔

ابوالفضل کی موت:......سلطان نے اسے بلا کر زجر و توبیخ کی اور اپنے قریبی خیمے میں اسے قید کر دیا پھر زور سے دبوچ کہ اسے قتل کر دیا۔ اس کی موت رمضان ۶۹ےھ میں آٹھ سال امارت کے بعد ہوئی۔ اور سلطان نے عامر کی فرمانبرداری کا امتحان لینے کے لئے اسے اطاعت کا پیغام بھیجا تو اس نے منع کر دیا اور کھلم کھلا مخالفت کی یہانتک کہ اس کا وہ حشر ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

فصل:

وزیر یحیٰ بن میمون بن مصمور کی مصیبت اور اس کی موت کے حالات

یہ یحیٰ بن میمون ان کی سلطنت کے جوانوں میں سے تھا اور اس کی پرورش سلطان ابوالحسن کی حکومت میں ہوئی اسکا چچا علال اس کا دشمن تھا کیونکہ اس کی اس کے باپ کے ساتھ بھی دشمنی تھی اور جب سلطان ابوعنان نے اپنے باپ کی حکومت پر قبضہ کیا تو اس نے باقی دنوں میں اس یحیٰ کو منتخب کر لیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ عمر اس کی موت کے دن وفات پا گیا تھا۔

اور اس نے اس یحیٰ کو بجایہ کا امیر مقرر کیا اور ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ موحدین کے بجایہ کو اس کے قبضے سے چھڑایا اور اسے گرفتار کر لیا یہ تونس آ گیا اور عرصہ تک وہیں قید رہا پھر انہوں نے اسے عمر کے دور میں مغرب کیجانب بھیج دیا تو اس نے اسے چن لیا۔ اور جب سلطان نے اسے اپنا وزیر مقرر کیا تو یہ بڑا غیور، بڑا عقلمند، محنت دشمنی و تیز دھار والا تھا اور اس کے چچا علال نے جب کہ سلطان نے اسے قید سے آزاد کر دیا تھا اس کی اجازت سے اسے ہٹا دیا اور اس نے اس کو اپنے سامنے معترف بنا دیا، سواس نے سلطان کے سامنے یحیٰ کی خودسری کو پیش کیا اور اس کے حال سے خوفزدہ کیا اور اسے یہ بتایا کہ وہ دعوت کو آل عبدالحق کے القرابۃ کے ایک شخص کی جانب منتقل کرنا چاہتا ہے اور یہ کہ اس نے اس معاملے میں عیسائی فوج کے سالار سے سازش کی ہے۔

وزیر کو صدمہ ہوا جس کی وجہ سے وہ سلطان کے دربار میں نہ گیا پس لوگ اس سے ملنے کیلئے گئے جب کہ نصاریٰ کے سالار اس کے دروازے پر بیٹھ گئے اس سے لوگوں کو اس کے بارے میں شک ہوا اور ان کے بیٹھنے سے یہ یقین ہو گیا۔ لہٰذا سلطان نے اپنے مخصوص آدمیوں میں سے ایک کو بھیجا جو اسے گرفتار کر کے لے آیا اور قید خانے میں ڈال دیا اگلے روز اسے مقتل لے جایا گیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور الزام لگانے والوں نے القرابۃ اور فوج کے سالاروں کو مار دیا اور وہ سب مارے گئے اور دوسروں کیلئے عبرت بن گئے۔

فصل:

سلطان کے عزم بن محمد کیجانب جانے اور اس کے جبل میں اس کے ساتھ جنگ کرنے اور اس پر فتح پانے کے حالات

جب سلطان ابوالفضل کے معاملے سے نمٹا تو اس نے اپنی حکومت کے پلے ہوئے علی بن محمد بن اجانا کو مراکش کا امیر بنایا اور اسے عامر کو ستانے اسکا محاصرہ کرنے اور اسے فرمانبرداری کیلئے مجبور کرنے کا اشارہ کیا اور فاس کی طرف پلٹ آیا اور تلمسان کیجانب جانے کا ارادہ کیا۔

عامر کا گھیراؤ:......اور جب عامر کو گھیراؤ کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنے فرزند کو اشارہ کیا کہ وہ سلطان کے پاس ملمع سازی کرتا ہوا جائے سو اس نے اپنے آگے ڈال دیا۔ عامر لوگوں سے علیحدہ ہو گیا اور سوس نے جانے کیلئے سیدھا چلا گیا پس برف نے اسے لوٹا دیا آسمان کئی دنوں سے اولے اور برفباری برسا رہا تھا۔ یہاں تک کہ جبل میں تہہ بہ تہہ ڈھیر لگ گئے اور راستے بند ہو گئے پس عامر اس میں گھس گیا جس میں اس کی ایک بیوی مر گئی اور اس کی سواری بھی مر گئی۔

اور اس نے عاجل موت کو دیکھا اور چپکے سے اس کے پیچھے غار کی جانب لوٹ آیا۔ اور راہ نماؤں کے ساتھ اس میں پناہ لی اور اس نے ان کے لئے خوب مال خرچ کیا اور وہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر سے صحرائے سوس کیجانب لئے جاتے تھے۔ وہ برف باری ٹھہرانے کا انتظار کرتے ہوئے رک گیا اور

وہ بھی رک گیا اور سلطان اس کو ڈھونڈنے کے پیچھے پڑ گیا تو کچھ بربریوں نے جنھیں اس کے بارے میں معلوم تھا اس کے متعلق بتایا تو اسے سلطان کے سامنے پیش کیا گیا۔

اور اس نے اسے بلا کر ڈانٹ ڈپٹ کی تو اس نے معافی چاہی اور اطاعت کرنا چاہی اور درگزر میں لالچ کی اور جرم کا اعتراف کر لیا پس اسے ایک خیمے کیجانب لایا گیا جو اس کے لیے سلطان کے خیمے کے مقابل گیا تھا وہاں اسے قید کر دیا گیا اور اس نے ان دنوں میں الکتانی کو بھی پکڑا اور اسے قید میں ڈال دیا۔ اور عامر کے پہاڑ اور دیار پر ہاتھ آزاد ہو گئے اور اس قدر اموال، ہتھیار، ذخائر، کھیتیاں، غلہ جات لوٹے گئے جو کسی کی آنکھ نہ دیکھے اور نہ ان میں سے کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا، اور سلطان جبل اور اس کے پہاڑوں پر رمضان ۱۷۷ھ میں گھیراؤ کے دن سے ایک سال بعد غالب آ گیا۔

ہنتاتہ پر فارس کی امارت:......اور اس نے ہنتاتہ پر فارس بن عبدالعزیز بن محمد بن علی کو امیر بنایا اور فارس کیجانب روانہ ہو گیا اور رمضان کے آخر میں پڑاؤ کیا اور جمعہ کے دن وہاں داخل ہوا۔ لوگ اس دن باہر نکلے اور عامر اور اس کے سلطان تاشفین کو دو اونٹوں پر سوار کرایا گیا اور انہیں پرانے کپڑے دیئے گئے اور ان کی بے عزتی کی یہ منظر دیکھنے والوں کے لئے عبرتناک تھا۔ اور جب وہ عیدالفطر کی عبادت سے فارغ ہوا تو عامر کو طلب کیا اور اسے اس کے جرائم پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور اس کا لکھا ہوا خط جس میں اس نے ابوحمو کو سلطان کے خلاف مدد کے لئے مخاطب کیا تھا لایا گیا پس اس نے اس کے خلاف شہادت دی اور سلطان کے کہنے سے امتحان میں ڈالا گیا اور اسے تسلسل کے ساتھ کوڑے لگائے گئے یہانتک کہ اس کے جسم کا گوشت (پیپ وغیرہ بہنے کی وجہ سے) بدبودار ہو گیا پھر اس کو ڈنڈے مارے گئے۔

یہاں تک کہ اس کے اعضاء سوجھ گئے اور وہاں سلطان کے نگہبانوں کے سامنے ہلاک ہو گیا۔ اس نے کتانی کو بلا کر اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا اور اس کے سلطان تاشفین کو مقتل میں لا کر نیزے مار مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ مبارک بن ابراہیم کو بھی جیل سے نکال کر اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا گیا۔ اور ہر موت کے لئے ایک وقت مقرر ہے اس طرح سلطان کے خلاف شر انگیزی کرنے والوں سے فضا پاک ہو گئی اور وہ تلمسان سے لڑائی کرنے کے لئے فراغت پا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاءاللہ۔

فصل:

جزیرہ خضراء کی واپسی کے حالات

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ طاغیہ ابن الہنشہ ۷۴۳ھ میں الجزیرہ پر قابض ہو گیا تھا پھر اس نے جبل الفتح سے ۷۵۱ھ میں لڑائی کی اور جب اس کی جاہ و حشمت میں اضافہ ہوا تو وہ اس کے گھیراؤ کی حالت میں ہی طاعون سے ہلاک ہو گیا اور اللہ اس کے لئے کافی ہو گیا۔ اس کے بعد خلافت اس کے بیٹے بطرہ نے سنبھالی اور اپنے بھائیوں پر حملہ کر دیا۔ اس کا بھائی القمط بن خطیہ ابیہ جس کو ان کی زبان میں الرقیق ھمزہ کہتے ہیں قمط برشلونہ کی جانب بھاگ گیا اس نے اس کو پناہ دی اور ان کی حوصلہ افزائی اور زعماء میں سے الیریکس بن خالہ اور دوسرے اقماط اس کے پاس چلے گئے اور قشتالہ کے بادشاہ بطرہ نے اپنے بھائی کی اطاعت کے بارے میں اس کے پاس پیغام بھیجا۔

بطرہ اور حاکم برشلونہ کے درمیان جنگ:......تو اس نے عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا جس سے ان کے درمیان طویل جنگ چھڑ گئی جسمیں بطرہ نے حاکم برشلونہ کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور اس کی فوجوں نے اس کے علاقے کے اطراف کا گھیراؤ کر لیا اور اس نے شرق اندلس کے دارالخلافہ بلنسیہ کا کئی دفعہ محاصرہ کر لیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ اس پر پیش قدمی کی اور اپنے بحری بیڑوں سے سمندر کو بھر نے اس کی جانب گیا یہانتک کہ نصرانیہ پر اس کا بوجھ زیادہ ہو گیا اور اس کی عادتیں بگڑ گئیں تو انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔

القمط کی آمد:......اور انہوں نے اپنے بھائی القمط کو طلب کیا تو اس نے قرطبہ کی طرف پیش قدمی کر دی اور اہل اشبیلیہ نے بطرہ پر حملہ کر دیا اور اسے یقین ہو گیا کہ عیسائیوں کا جھکاؤ اس کی جانب ہے تو اس نے اس کے مقبوضات کی جانچ پڑتال کی اور جلیقیہ سے ہٹ کر جوف میں افرنگ کے شاہ کے

پاس چلا گیا جو انکلطرہ کا مالک تھا اور اس کا نام انفلس عالس تھا اور یہ ۷۶۷ھ میں اس کے پاس فریاد لے کر گیا تو اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اس کی مدد میں نکل گیا۔

یہاں تک کہ اس کے مقبوضات پر متغلب ہو گیا اور جب شاہ افرنگ واپس آیا تو نصاریٰ نے بطرہ کے ساتھ پہلے والا معاملہ اختیار کر لیا اور القمط نے بقیہ مقبوضات پر قبضہ جما لیا تو بطرہ اس کی سرحدوں کی جانب چلا گیا جو مسلمانوں کے علاقوں کے قریب تھیں۔ اس نے ابن الاحمر سے مدد مانگی تو اس نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کی فوج لے کر اندر داخل ہو گیا اور ان کے قلعوں اور شہروں جیسے ایرہ اور جیان وغیرہ کو تباہ کیا جو ان کے مرکزی شہر کی اصل تھے۔

پھر وہ غرناطہ کی جانب واپس آ گیا اور بطرہ اور اس کے بھائی القمط نے اس پر غلبہ پا لیا اور اسے ہلاک کر دیا۔ اور ان جنگوں کے دوران میں ان کی وہ سرحدیں جو بلاد مسلمین سے نزدیک تھیں، غیر محفوظ رہیں اور مسلمانوں نے اس جزیرہ کو واپس لینے کے بارے میں غور کیا جو پہلے انہی کے قبضے میں تھا اور مغرب کا حاکم اس سے بےفکر تھا کیونکہ اس میں اس کے بھتیجے ابوالفضل اور عامر بن محمد نے بغاوت کی ہوئی تھی۔

پس اس نے اندلس کے والی کو خط لکھا کہ وہ اس شرط پر اپنی فوجوں کے ساتھ آئے کہ اس پر ان کو عطیات تقسیم کرنے اور مال اور بحری بیڑے کی امداد کی ذمہداری ہوگی تاکہ اس کے جہاد کا بدلہ خالصۃ اسی کے لئے ہو تو اس نے اس کی بات کو مان لیا اور اس کی جانب مال بھیجا اور اپنے سبتہ کے بحری بیڑوں کو اشارہ کیا تو وہ تیار ہو گئے اور الجزیرہ کی بندرگاہ سے اس کے گھیراؤ کے لئے روانہ ہو گئے۔

ابن الاحمر کا مسلمان فوجوں کے ساتھ اس کا تعاقب کرنا:..... اور ابن الاحمر بھی مسلمان فوجوں کے ساتھ ان میں عطیات تقسیم کرنے اور کمزوریاں دور کرنے اور گھیراؤ کے لئے آلات تیار کرنے کے بعد اس کے پیچھے کوچ کر گیا سو اس نے تھوڑے دنوں تک اس کے ساتھ لڑائی کی پھر نصاریٰ کو خوشامدیوں کے دور ہونے اور اپنے بادشاہوں کی مدد سے ناامید ہونے کے بعد ہلاکت کا یقین ہو گیا اور انہوں نے ہار تسلیم کر کے مصالحت کا مطالبہ کیا تو سلطان نے ان کی پیشکش کو قبول کر لیا اور وہ شہر سے دست بردار ہو گئے اور اس نے وہاں اسلامی شعار کو پھیلایا اور کفر و طاغیت کو وہاں سے دور بھگا دیا۔ جو شخص اللہ کے معاملے میں سچائی سے کام لیتا ہے اللہ نے اس کے لئے اجر مقرر فرمایا ہے۔

یہ ۷۷۰ھ کا واقعہ ہے اور اس سے پہلے بھی ابن الاحمر نے اس پر قبضہ جمایا تھا اور وہ ہمیشہ اس کی دیکھ بھال کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اس پر نصرانیہ کے قبضے کے ڈر سے اسے منہدم کرنے پر توجہ مرکوز کر دی سو ۷۸۰ھ میں اسے گرا دیا گیا اور وہ ویران ہو گیا گویا کہ یہاں کبھی کوئی رہتا ہی نہ تھا۔ والبقاء للہ۔

فصل:

سلطان کے تلمسان کی طرف جانے اور اس پر اس کے بقیہ بلاد پر غالب آنے اور ابوحمو کے وہاں سے بھاگ جانے کے حالات

معقلی عرب صحرائے مغرب میں، سوس، درعہ، تافیلالت، ملویہ اور صاد کے پاس رہتے تھے اور بنو منصور میں سے اولاد حسین اور احلاف بنی مرین کی اطاعت کرتے تھے اور انہی کے ملک میں رہتے تھے اور بادشاہ کے دباؤ کے تحت حکومت سے مغلوب تھے۔ جب بنو عبدالواد نے اپنی تلمسان کی حکومت ابوحمو کے قبضے سے واپس لے لی اور احلاف مغرب میں تھے تو ان معقل نے بدمعاشی کی اور ملک میں بہت فساد مچایا اور جب حکومت نے ان کی غلطی سے درگزر کیا تو وہ بنی عبدالواد کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے انہیں ان کے ممالک میں زمینیں دیں اور وہ عامل درعہ عبداللہ بن مسلم کے ابوحمو کی جانب آنے کی وقت وہاں رک گئے اور مغرب کے سلطان اور ابوحمو کے مابین اس وجہ سے حالات بگڑ گئے۔

ابوحمو کی مغرب کی جانب روانگی:..... ابوحمو ۷۶۶ھ میں مغرب کی جانب گیا اور وہاں اس نے دبرو اور مغرب کی سرحد میں فساد مچایا جس کے نتیجے

میں اس کے اور حاکم سرحد محمد بن زکرزاز کے درمیان اس کے داعی کے وجہ سے جس پر حاکم مغرب ظلم کرتا رہتا تھا دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی اور جب سلطان عبدالعزیز خود مختار ہوگیا اور ان کا دوست عبداللہ بن مسلم وفات پا گیا اور سلطان عبدالعزیز اور ابوحمو کے درمیان قاصد آنے جانے لگے اس نے اس پر یہ شرط عائد کی کہ اس کے وطنی عربوں یعنی عرب المعقل کو قبول نہ کرے کیونکہ اس طرح وہ اس پر غالب ہو جائیں گے۔ ابوحمو نے ان کی بات قبول نہ کی کیونکہ وہ ان سے اہل وطن زغبہ کے خلاف مدد طلب کیا کرتا تھا اس بارے میں فساد بڑھ گیا اور اس نے سلطان کو ناراض کر دیا۔

اور ۷۷۰ھ میں اس کیجانب جانے کا ارادہ کرلیا اور عامر کے خلاف جدید رکاوٹ اس نے پیدا کی تھی اس میں کمی کر دی۔ اس دوران میں حاکم سرحد محمد بن زکرزاز اسے ابوحمو کی طرف جانے پر ابھارتا رہا اور اسے تلمسان کی سلطنت کی حرص دلاتا رہا۔ جب سلطان نے مراکش کی روانگی کا کام پورا کر لیا اور عامر کے بارے میں اسے اطمینان ہوگیا اور فاس کی طرف وہ پلٹ آیا تو وہاں اسے سوید کا امیر اپنی قوم بنی مالک کے ساتھ ملا جو اپنے خیموں اور چراگاہیں ڈھونڈنے والوں کے ساتھ ابوحمو کے خلاف فریاد لے کر آیا تھا۔

کیونکہ اس نے اسے تکلیف پہنچائی تھی اور ان کے بھائی جو بنی مالک کا سردار تھا، اس بات کی وجہ سے گرفتار کرلیا تھا کہ اسے معلوم تھا کہ ان کو اور ان کے اسلاف کو حاکم مغرب کی دوستی حاصل ہے اور اہل جزائر کے قاصد اس کے پاس ان کی بیعت لے کر آ گئے اور سلطان کو منانے لگے کہ وہ ان کو اس کے ناتک سے جھٹکارا دلائے۔ سلطان نے اپنے ساتھی وترمار اور حاکم دبرو محمد بن زکرزاز کو اس معاملے میں حکم دیا تو اس بارے میں انہوں نے اس کی ضمانت لے لی۔

تلمسان کی جانب سلطان کی روانگی:..... اور اس نے تلمسان کیجانب کوچ کرنے کا فیصلہ کرلیا اور فوج جمع کرنے والوں کو مراکش کیجانب بھیجا لوگ ۷۷۱ھ میں ایام منی میں مرتبوں کے لحاظ سے اس کے پاس آئے تو اس نے انہیں بہت زیادہ عطیات دیئے اور ان کی کمزوریوں کو رفع کیا۔ جب وہ بقرعید کی نماز پڑھ چکا تو وہ لشکر سے ملا اور تلمسان کیجانب روانہ ہوا اور تازی میں پڑاؤ کیا۔

جب اس کی روانگی کی اطلاع ابوحمو کو پہنچی تو مشرق کے زناتہ اور عرب المعقل کے بنی اور زغبہ کو اس نے اکٹھا کیا اور اس کی فوجیں میدان تلمسان میں جمع ہوگئیں وہاں اس کا پڑاؤ متحرک ہوگیا اور وہ اپنی فوجوں سے ملا اور معقل کی پوزیشن پر بھروسہ کرتے ہوئے اس نے بنی مرین سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے ساتھ معقلی عربوں میں سے احلاف اور عبیداللہ اپنے دوست وترمار کی چالاکی سے سلطان عبدالعزیز کے ساتھ مل گئے اس نے ان کے ساتھ اپنے حمایتوں کو بھیجا پس وہ اس کے سامنے روانہ ہو گئے اور صحرا والے راستے پر چلے۔ ان کے اکٹھے ہونے اور ان کی آمد کی خبر ابوحمو کو ہوگئی تو وہ اور اس کی افواج اور اس کے مددگار بنی عامر فرار ہو گئے اور کشادہ نالے میں داخل ہو گئے پھر وہ وہاں سے روانہ ہوئے اور مندوس سے ہوتے ہوئے بلاد یالم کی جانب چلے گئے پھر وطن ریاح میں گئے اور اولاد سباع بن یحییٰ کے ہاں قیام کیا۔

سلطان عبدالعزیز کی تازا میں آمد:..... سلطان عبدالعزیز نے تازا میں قیام کیا اور اس نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی کو آگے روانہ کیا اور اس نے تلمسان میں داخل ہو اس پر قابو پالیا۔ سلطان اس کے پیچھے پیچھے کوچ کر گیا اور ۷۷۲ھ کو عاشورہ کے دن تلمسان میں پڑاؤ کیا اور جمعہ کے دن اس میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ اس نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی کو بنی مرین کی فوجوں، سپاہیوں اور معقل اور سوید کے عربوں پر سردار ٹھہرایا اور اسے اس کے پیچھے بھیج دیا اور اپنا لباس اپنے ساتھی وترمار کے حوالے کیا پس وہ محرم کے آخر میں تلمسان سے چلے گئے۔

ابن خلدون کا ابوحمو کے پاس جانا:..... اور ابن خلدون ابوحمو کے پاس گیا اور جب وہ تلمسان سے بھاگا تو ابن خلدون نے اسے الوداع کہا اور اندلس جانے کے لئے ھنین کی جانب واپس آ گیا۔ ایک فسادی نے سلطان سے شکایت کی کہ ابن خلدون اندلس کے لئے مال لیکر گیا ہے چنانچہ سلطان نے ایک دستہ ابن خلدون کو مجھے پکڑ کر لانے کے لئے روانہ کیا جو اسے وادی تلمسان میں داخل ہونے سے پہلے وادی زیتون میں مل گیا جب اس نے ابن خلدون سے حقیقت حال دریافت کی تو شکایت کرنے والوں کا جھوٹ واضح ہوگیا لہٰذا انہوں نے ابن خلدون کو رہا کیا اور خلعت عطا کی۔

جب وزیر ابوحمو کے تعاقب میں کوچ کر گیا تو اس نے ابن خلدون کو ریاح کی جانب جا کر اس میں اپنی دعوت واطاعت کو قائم کرنے اور انہیں ابو

حمواوراس کے بہادروں کی اطاعت سے پھیرنے کا حکم دیا تو ابن خلدون اس کام کیلئے تیار ہوگیا اور بطحاء میں وزیر سے جاملا اور ابن خلدون بلاد انعطاف کی وادی درک تک اس کا ہمسفر رہا پھر اس نے اسے الوداع کہا اور خود سیدھا چلا گیا اور ابن خلدون نے ریاح کو سلطان کی فرمانبرداری پر جمع کرلیا اور ابو حمو کی اطاعت سے پھیر دیا اور ابوزیاد حسین کی اپنی فرودگاہ سے نکلا اور زواددہ میں سے محمد بن علی بن سباع کی اولاد سے جاملا اور ابوحمو مسیلہ سے روانہ ہوگیا اور الدوسن میں اترا اور وہیں ٹھہرا۔

ابن خلدون نے زواددہ میں سے وترمار کو وزیر کی جانب بھیجا اور وہ اس کے پاس آنے میں ان کے رہبر تھے وہ الدوسن میں اسے اس کے زناتہ کے قافلے اور بنی عامر کے خیموں میں ملے وزیر تیار تھا لیکن زناتہ قومیں معقل، زغبہ اور ریاح کے عرب سے ڈرایا کرتے تھے سوانہوں نے اسے اس کے مال اور پڑاؤ سے علیحدہ کردیا اور اس پوری طرح لوٹ لیا اور جو عرب ان کے ساتھ تھے ان کے اموال کو بھی لوٹ لیا گیا۔ وہ اپنی جان بچا کر مصاب چلا گیا اور اس کے بیٹے اور اس کی قوم مختلف جنگلات میں سے ہوتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے۔

الدوسن میں وزیر کا قیام:......وزیر کئی دنوں تک الدوسن میں ٹھہرا رہا جس کی وجہ سے بنی مرین اس کے پاس آگئے اور وہ مغرب کیجانب لوٹ آیا اور صحرا میں بنی عامر کے محلات کے پاس سے اس کا گزر ہوا تو اس نے انہیں لوٹ لیا اور ان کو وہاں سے ویرانے اور پیاسے جنگل کی طرف جانے پر مجبور کردیا۔

ابن خلدون کا سلطان کے پاس جانا:......وزیر ربیع الثانی میں تلمسان پہنچ گیا (کتاب کا مصنف ابن خلدون کہتا ہے کہ) میں زواددہ اور ان کے رئیس ابودینار بن احمد کے ساتھ سلطان کے سامنے حاضر ہوا تو سلطان نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کے بھائی کے ساتھ جو اس نے اچھا برتاؤ کیا تھا اس کا لحاظ کرتے ہوئے تمام وفد کو خلعت دیئے اور وہ اپنے اوطان کو لوٹ گئے۔ سلطان نے اپنے عمال کو شہروں کیجانب جانے پر ابھارا اور اپنے پر وردوں کے لئے اطراف کی ضمانت لی۔

اس نے اپنے وزیر عمر بن مسعود بن مندیل بن حمامہ کے ساتھ فوجوں کو حمزہ بن علی راشد کے گھیراؤ کے لئے بھیجا جو آل ثابت بن مندیل میں سے تھا، اس نے حکومت کے ناز و نعمت میں پرورش پائی تھی اور ان کے ہاں اس کی حالت بگڑ گئی تو وہ اپنے مفر اوی اسلاف کے ملک کیجانب آگیا اور جبل بنی بوسعید میں قیام کیا۔

موت پر بیعت:......انہوں نے اسے امان دے دی اور اس کی حفاظت کیلئے موت پر بیعت کی سلطان نے اپنے وزیر کو ان کی تلاش میں بھیجا تو وہ ان کے پاس آیا اور ان سے جنگ و جدال کیا۔ وہ اپنے پہاڑ کی چوٹی میں قلعہ بند ہوگئے اور وزیر مقام الحسین پر رکا اور ان کو ان کی پناہ گاہوں میں قید کردیا تلمسان سے اس کے پاس مزید فوج آئی تو اس نے ان کے دستے تیار کئے اور انہیں گھیراؤ کرنے کے لئے جگہیں فراہم کیں۔ وزیر نے یہیں قیام کیا جبکہ سلطان نے بقیہ ملک یعنی شہروں اور مضافات میں قبضہ جما لیا اور ان پر عاملوں کو مقرر کیا اور مغرب کی حکومت اس کے اکابر کیطرح اس کے لئے مرتب و منظم ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل:

مغرب وسطی کے اضطراب اور ابی زیان کی تیطری کی جانب واپسی اور عربوں کا ابوحمو کو تلمسان لانا اور سلطان کا ان سب کو حکومت پر غالب کرنا اور ملک کے اس کے لئے منظم ہوجانے کے حالات

جب ابوحمو اور اس کے حمایتی بنی عامر کے قبیلوں نے الدوسن کی جنگ سے راحت حاصل کی تو وہ صحرا کی طرف چلے گئے اور اپنے محلات کو چھوڑ کر دور تک جبل راشد میں چلے گئے۔ وزیر وترمار بن عریف نے تمام قبائل کو جو زغبہ اور معقل سے تعلق رکھتے تھے اکٹھا کیا۔ سلطان جب تلمسان میں آیا تو عربوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ جو جاگیریں ابوحمو نے انہیں دفاع اور بزدلی کے لحاظ سے دی ہیں ان پر انہیں اختیار دیا جائے۔

سلطان نے اپنی حکومت کی شان وشوکت اور اپنی خود مختاری کی وجہ سے اس کا برا منایا اور حالات بگڑ گئے اور انہوں نے ابوحمو کے غلبے کی آرزو کی تا کہ ان کی وہ خواہش جو سلطان پوری نہیں کر رہا وہ اسے پورا کرے سو جب وہ شکست کھا گیا اور اسکا لشکر کم ہو گیا اور سلطان اپنے زمانے والوں پر متغلب ہو گیا تو رحو بن منصور بن یعقوب جو معقل کے ایک بطن عبیداللہ میں سے الخراج کا عامل تھا نے سلطان کے خلاف پیش قدمی کا عزم کیا۔

اور جب عرب اپنے سرمائی علاقوں کی جانب گئے تو وہ ابوحمو اور بنی عامر کے قبائل کے پاس چلا گیا اور وہ ان پر غالب آ گئے اور انہیں ملکوں میں جھگڑا کرانے کے لئے لے گئے سو وہ سلطان کے قبضہ کئے ہوئے علاقوں کیجانب بڑھے اور رجب ۷۷۶ھ میں وجدہ سے جنگ کی لیکن جب تلمسان سے ان کی طرف فوجیں آنے لگیں تو وہ فرار ہو گئے اور بطحاء کی طرف نکل گئے اور اس علاقوں کو لوٹ لیا۔ وزیر نے اپنی افواج سمیت ان پر حملہ کیا تو وہ آگے کیجانب بھاگ اٹھے اس نے ان کا پیچھا کیا یہانتک کہ ان کو صحرا میں جانے پر مجبور کر دیا۔

حمزہ بن علی کا شب خون:......اس اثناء میں حمزہ بن علی بن راشد نے وزیر کے قافلے پر جو سلف کے گھیراؤ کی جگہ پر تھارات کے وقت حملہ کیا اور اس نے اس کی فوج کو تتر بتر کر دیا اور وہ ہار کر بطحاء چلا گیا۔ حصین کو اطلاع ملی تو وہ سلطان سے ناراض تھے کیونکہ ان کے بارے میں مشہور ہو چکا تھا کہ وہ خوارج کے کہنے سے حکومتوں کی جانب بڑھتے اور رکتے ہیں، تو انہوں نے باغی ابوزیان کو طلب کیا جو ان کے ہاں اولاد یحیٰ بن علی بن سباع کے قبیلوں میں جو زواسبہ میں سے تھے رہتا تھا، سو وہ ان کے پاس چلا آیا۔

لمدیہ کے مضافات میں جنگ:......اور وہ لمدیہ کے مضافات کیجانب بڑھے اور وہاں پر انہوں نے سلطان کی افواج سے جنگ کی اور مغرب اوسط میں آگ بھڑک اٹھی۔ جب ۷۷۷ھ کا سال آیا تو سلطان نے رحو بن منصور کو ابوحمو سے الگ کر لیا اور اس کے لئے مال لٹایا اور اس کی نیند کی اطراف اسے جاگیر میں دے دی اور ان کے باقی ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا اور ان کے قلوب میں اچھی طرح سے دلچسپی پیدا کی اور فساد کی بیماریوں کا خاتمہ کرنے اور باغیوں کو مضافات سے باہر کرنے کے لئے فوجوں کو ان کے ساتھ روانہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

اس نے مغراوی کے بارے میں اپنے وزیر پر مداہنت کرنے کا الزام لگایا اور اسے گرفتار کرنے کیلئے اپنی حکومت کا ایک آدمی بھیجا اور اس نے اسے بیڑوں میں بیڑیاں ڈال کر دارالخلافہ فاس کیجانب روانہ کیا جہاں اسے قید کر دیا گیا۔ اس نے اپنی فوجوں کو تیار کیا اور اپنے سپاہیوں سے ملا۔

سلطان کا ابن خلدون سے مذاکرات کرنا:......اور اس نے اپنے وزیر ابوبکر بن بخاری کو باغیوں اور خوارج سے جنگ کرنے کا حکم دیا لہٰذا وہ رجب ۷۷۷ھ میں تلمسان سے بڑھا اور حمزہ بن علی راشد نے جبل بنی سعید میں اپنی پناہ گاہ میں جانے کا ارادہ کیا لیکن اس نے اس سے سخت لڑائی کی اور جنگ نے ان کو مسلسل ڈرایا اور ان پر رعب ودبدبہ چھا گیا۔

انہوں نے اپنے شیوخ کو وزیر کے پاس اپنی فرماں برداری اور حمزہ کی وعدہ خلافی کے ساتھ بھیجا تو اس نے ان کی مرضی کے مطابق ان سے مصالحت کر لی اور حمزہ حصین میں ابوزیان کے پاس اس کے مقام پر چلا گیا پھر وہ اپنے مقصد سے باز آ گیا اور بعض ساتھیوں کے ساتھ شلف کے مضافات اور اپنے گھر لوٹ آیا سو وہ اپنے مراکز میں جم گئے اور اس کی فوج بکھر گئی اور اس نے اسے گرفتار کر لیا۔ اسے وزیر کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے قید کر لیا اور اس کی اطلاع سلطان کو پہنچی اور

ان کے اعضاء کو ملیانہ کی فصیل پر لٹکا دیا پھر وہ حصین کی جانب اٹھا اور انہیں تیطری کے قلعے میں قید کر دیا۔ زغبہ کے تمام قبیلے اس کے پاس آئے اور اس نے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا اور ان کا طویل گھیراؤ کیا انہوں نے ان سے مسلسل جنگ کی اور سلطان نے الزاب میں ابن خلدون کے مکان پر اس سے مذاکرات کئے اور اسے اشارہ کیا کہ وہ جلد از جلد تمام ریاح کو وزیر کے قافلے کیجانب لے جائے۔

پس اس نے ان کے قبائل اور چراگاہیں تلاش کرنے والوں کو اتارا اور ابن خلدون نے صحرا کی جانب سے جو ریاح کے نواح کے نزدیک ہے۔ جبل سے جنگ کی تو انہیں تکلیف پہنچی اور ان پر رعب چھا گیا سو وہ پہاڑ سے فرار ہو گئے اور جو کچھ اس میں تھا لوٹ لیا گیا اور اس نے فرمانبرداری پر حصین کو ضامن بنایا اور ان پر ٹیکس اور تاوان لگائے تو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے وہ ادا نہیں کیا اور اس دوران ابوحمو سلطان سے فوج کو الگ کرنے کا موقع تلاش کرتا ہوا تلمسان کی جانب بڑھا اور اس کا ساتھی خالد بن عامر جو زغبہ میں سے بنی عامر کا امیر تھا اور اطاعت میں نفاق رکھتا تھا۔ کیونکہ ابوحمو

نے اس پر تہمت لگائی تھی کہ وہ اسے چھوڑ کر نائب عبداللہ بن عسکری بن معروف سے یاری رکھتا ہے تو اس بات نے اس کو برانگیختہ کر دیا۔

سلطان عبدالعزیز کے ساتھ سازش:......اور اس نے سلطان عبدالعزیز کے ساتھ چال چلی کہ وہ اس مال کے بدلے میں جو اس نے اس کے پاس بھیجا ہے ابوحمو کو چھوڑ کر اس کے پاس آ جائے گا سو اس نے اسے چھوڑ دیا اور ذوالقعدہ ۷۷۳ھ میں سلطان نے بنی عامر اور معقل میں سے یغمور کی اولاد کو اس کی وجہ سے بھیجا اور ابوبکر بن غازی کے رشتہ دار محمد بن عثمان کو ان کا بڑا مقرر کیا اور وہ ان سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہوئے تو اس نے ان کی فوج کو بکھیر دیا اور انہوں نے ہار مان لی۔

اور ابوحمو کے پڑاؤ اور عربوں کے خیموں کا محاصرہ ہو گیا سو اس نے ان کے تمام اسباب کو لوٹ لیا اور بنو مرین نے ان کے اموال و اولاد اور بیویوں پر قبضہ کیا اور وہ ان کو سلطان کے دربار میں لے گئے اس نے انہیں فاس کی طرف لوٹا دیا اور انہیں اپنے محلات میں ٹھہرایا۔ اور اس نے اپنے غلام عطیہ بن موسیٰ حاکم شلف کو گرفتار کر کے اسے معاف کر دیا اور اسے اس کے تعاقب میں بھیج دیا۔

اس نے اس کے ساتھ بلاد قبلہ میں سے تیکورارین تک راہنما بھیجے سو وہ وہاں اترا اور یہ تیطری کی کامیابی سے چند عرصے پہلے کا واقعہ ہے۔ سلطان کی حکومت اپنے ملک میں بحال ہوگئی اور اس نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا۔ اس نے بغاوت کرنے والوں اور خارجیوں کو وہاں سے نکال باہر کیا اور تمام عرب کو اپنی فرمانبرداری کی جانب مائل کیا اور جو کہ انہوں نے حرص و خو کے ساتھ اختیار کر لی۔

مشرق کی سمت سے وزیر ابوبکر بن غازی تمام عرب قبائل کے شیوخ کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے ان سے اچھا برتاؤ کیا اور ان کی آمد کی تعظیم کی وزیر سے ملنے کے لئے سواری پر گیا اور مشائخ سے فرمانبرداری اور ابوحمو کو تیکورارین سے خارج کرنے کے لئے برافروختہ کرنے کیلئے ضمانت مانگی اور ان کی خوب خاطر مدارات کی اور وہ تیکورارین کی جانب کے سفر کے سامان کی تیاری کرتے ہوئے اپنے سرمائی مقامات کی جانب لوٹ گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

فصل:

ابن الخطیب کے اپنے سلطان حاکم اندلس
ابن الاحمر کو چھوڑ کر تلمسان میں سلطان کے پاس آنے کے حالات

اس شخص کی اصل جگہ لوشہ ہے جو غرناطہ سے ایک یوم کے فاصلے پر شمال کی طرف اس علاقے میں واقع ہے جس میں اس کا مرج نامی میدان بھی ہے جو وادی شجیل پر ہے اور جس کا دوسرا نام شنیل ہے۔ اس علاقے میں ایک موڑ ہے جو جنوب سے شمال کی جانب جاتا ہے وہاں پر اس کے آباء واجداد رہائش پزیر تھے اور اپنی وزارت کی وجہ سے معروف تھے۔

ابوعبداللہ غرناطہ آیا اور بنو احمر کے بادشاہوں کا خدمت گار بن گیا اور کھانے کے گوداموں کا نگران بن گیا۔ اس کے بیٹے کی پرورش غرناطہ میں ہوئی اور اس نے یہاں کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور تہذیب اور ادب سیکھا اور مشہور فلسفی یحییٰ بن ہزیل کو اپنی صحبت کے لئے چنا اور اس سے فسفیانہ علوم حاصل کئے نیز طب اور ادب میں نمایاں حیثیت حاصل کی۔

اس کے شیوخ سے ادب سیکھا اور اس کے چنے ہوئے نظم ونثر کے کلام سے سلطان کا حوض بھر گیا اور وہ شعر کہنے گانے میں اس مقام تک جا پہنچا جہاں کوئی بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اس نے بنی احمر کے بادشاہوں میں سے سلطان ابوالحجاج کی ثناء کی اور حکومت کو اپنی تعریفوں سے بھر دیا۔ ہر جگہ اس کا چرچا ہونے لگا تو سلطان اسے اپنے پاس لے آیا اور اسے ابوالحسن بن الحباب کی نگرانی جو کہ نظم ونثر اور دوسرے علوم میں دونوں کناروں کا شیخ تھا، اپنے دروازے پر کاتبوں کے دفتر میں مقرر کر دیا۔

سلطان نے غرناطہ سے محمد معزول کے وقت کے قریب جب اس نے اپنے مغلب وزیر محمد بن الحکیم کو ہلاک کر دیا تھا خط و کتابت کی جیسا کہ ان کے حالات میں بتایا جا چکا ہے پس ابن الحباب نے اس دن سے لے کر اپنی موت تک جو طاعون جارف سے ۷۴۹ھ میں ہوئی کاتبوں کی ریاست کو اپنے لئے مخصوص کر لیا، پس اس وقت سلطان ابوالحجاج نے اس ابن الخطیب کو اپنے دروازے کے کاتبوں کا سردار بنا دیا۔

ابن الخطیب کا وزیر بننا:...... پھر سلطان نے اسے وزارت بھی دے دی اور وزیر کا لقب بھی سو وہ اس کام میں اختیار والا ہو گیا اور ان کے دونوں اطراف کے بادشاہوں کے ساتھ خط و کتابت میں اس سے حیرت انگیز درستگی کی باتیں صادر ہوئیں پھر سلطان نے شرائط کے ساتھ اس کے ذریعے سے عمال کے حاکم مقرر کرنے کے بارے میں ساز باز کی سو اس نے وہاں اس کے لئے مال و دولت جمع کی اور اس سے دوستی میں انتہا تک چلا گیا اور جہاں اس سے پہلے کسی کی رسائی نہ ہو سکی تھی وہ اُن کی طرف سے کنارے کے بنی مرین کے سلطان ابوعنان کے پاس اس کے باپ سلطان ابوالحسن کو ابھارتا ہوا سفیر بن کر گیا اور وہ اپنی سفارت کی اغراض میں نمایاں ہو گیا۔

سلطان ابوالحجاج کی وفات:...... پھر سلطان ابوالحجاج ۷۵۵ھ میں وفات پا گیا۔ اسے ایک مخلوط گروہ نے عید الفطر کے روز مسجد کے اندر نماز کے لئے سجدہ کرتے ہوئے نیزے سے مار لہٰذا وہ اسی وقت مر گیا پھر یکے بعد دیگرے معلوجی غلاموں نے تلوار مار کر اس قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

اس کے بیٹے محمد کو اسی وقت بادشاہ بنایا گیا اور اس کے امور کو ان کے غلام رضوان نے سنبھالا جو ان کے لشکروں کی قیادت اور ان کے بادشاہوں کے اصاغر کی دیکھ بھال میں بہت تجربہ کار تھا اور اس نے حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور خطیب اس کی وزارت میں یکتا ہو گیا جیسا کہ وہ اس کے والد کے ہاں وزیر تھا۔ اس نے دوسرے آدمی کو خط و کتابت کے لئے چنا اور ابن الخطیب کو امور میں اپنا نائب بنایا اور وہ دونوں اختیارات میں شریک ہو گئے اور حکومت نہایت بہترین طریقے سے چلنے لگی پھر انہوں نے ابن الخطیب کو ابوعنان کے پاس سفیر بنا کر بھیجا کہ وہ انہیں ان کے دشمن طاغیہ کے مقابلے میں نصرت فراہم کرے جیسا کہ ہم اس کے اکابر کا ان کے ساتھ منشور تھا۔

سلطان ابوعنان کی مدح سرائی:...... لہٰذا جب وہ سلطان کے پاس آیا اور اس کے روبرو بیٹھا تو اندلس کے وزیروں اور فقہاء کا جو وفد اس کے ہمراہ تھا آگے آیا۔ اس نے اس سے کچھ اشعار پڑھنے کی اجازت طلب کی جو وہ اپنے ساتھیوں کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا تو اسے اس کی اجازت مل گئی اور اس نے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے۔ ترجمہ:

> ''اللہ کا خلیفہ قضا و قدر کا مالک ہے اس نے تجھے اس قدر اونچا کیا ہے کہ جہاں چاند بھی اندھیرے میں نہیں جگمگاتا اور اس کے دست قدرت نے ایسی مصیبتوں کو تجھ سے دور بھگایا ہے جن کو دور کرنے کی انسان میں طاقت نہیں ہوتی۔ تیرا چہرا مصائب میں ہمارے لئے چاند اور قحط میں تیرا دست مبارک ہمارے لئے اران رحمت ہے اور اگر تو نہ ہوتا تو اندلس کے تمام باشندے نہ اندلس کو وطن بناتے اور نہ وہاں آباد ہوتے اور جن کے ساتھ تو نے تعلق جوڑا ہے انہوں نے کسی احسان کا انکار اور ناشکری نہیں کی اور اب جبکہ ان کی جانوں پر مصیبت آپڑی ہے تو انہوں نے مجھ کو تیری جانب بھیجا ہے اور خود تیرے منتظر ہیں''

سلطان ان اشعار سے جھوم اٹھا اور اسے بیٹھنے کی اجازت دی اور اس کے بیٹھنے سے پہلے پہلے اس سے کہا کہ تو ان کے تمام عطیات کو لے کر ہی ان کی طرف جائے گا پھر اس نے ان کے کاندھوں کو احسانات کے بوجھ سے لاد دیا اور جو کچھ ان لوگوں نے طلب کیا وہ سب انہیں دے کر لوٹا دیا۔

قاضی ابوالقاسم شریف کا بیان:...... ہمارے قاضی ابوالقاسم شریف بھی اس کے ہمراہ تھے ان کا کہنا ہے کہ کبھی کسی سفیر کے بارے میں یہ نہیں سنا گیا کہ اس نے تلمسان کو سلام کرنے سے پہلے ہی اپنی سفارت پوری کر لی ہو مگر اس شخص نے ایسے ہی کیا اور ان کی یہ حکومت اندلس میں پانچ برس رہی پھر ان کے خلاف محمد الرئیس نے لڑائی کی جو سلطان کا چچا زاد تھا اور اس کے دادا رئیس ابوسعید میں اس کے ساتھ مل جاتا تھا۔

حکومت کا زوال:...... سلطان نے الحمراء کے باہر اپنی سیر گاہ کی جانب جانے کا وقت مقرر کیا اور وہ دار الخلافہ پر جو الحمراء کے نام سے معروف تھا چڑھ گیا سو اس نے اسے نکالا اور اس کے ساتھ پر بیعت کی اور اس پر قابو پا کر اس کی حکومت سنبھال لی۔

سلطان محمد نے باغ میں ڈھول کی تھاپ کو محسوس کیا تو وہ بہادری کے ساتھ وادی آش کیجانب آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے مغرب میں سلطان ابوسالم کے اسلاف کے وطن پر قابض ہونے کے بعد سلطان کو خبر بھیجی اور اس کے بھائی ابوعنان کے زمانے میں اس کا مقام ان کے ہاں اندلس میں تھا۔

ابن الخطیب کی اسیری:......حکومت کے ذمہ دار رئیس نے اس وزیر ابن الخطیب کو قید کر دیا اور اس کے قید خانے میں اسے ستایا اور جیسا کہ بتایا جا چکا ہیکہ اس کے اور خطیب بن مرزوق کے مابین اندلس کے زمانے میں نہایت اچھے دوستانہ تعلقات تھے اور وہ سلطان ابوسالم کی خواہش پر غالب تھا۔

لہٰذا اس نے وادی آش کے اس دستبردار سلطان کی آواز کو اسے خوبصورت کر کے دکھایا کہ وہ اس سے اندلس کے باشندوں کو دور کرنے اور القرابہ کے دشمنوں کو جو وہاں نمائندہ ہیں جب وہ مغرب کی حکومت کی آرزو کریں گے روکنے کا عہد کرتا ہے تو اس نے اس کے پیشکش قبول کر لی۔

ابن الخطیب کی آزادی:......اور اس نے اہل اندلس سے بات چیت کی کہ وہ اس کے پاس آنے کے لئے اس کے راستے میں آسانی پیدا کریں اور اس نے اپنے ساتھیوں یں سے شریف ابوالقاسم تلمسانی کو بھیجا اور اس کے ساتھ ابن الخطیب کے لئے سفارش اور اسے آزاد کرنے کا پیغام بھی بھیجا چنانچہ ابن الخطیب کو آزاد کر دیا گیا اور وہ آش تک ابوالقاسم کے ہمراہ آیا اور وہ سلطان کے سواروں میں چلا۔

وہ سلطان ابوسالم کے پاس آئے وہ ابن الاحمر کے آنے پر بہت مسرور ہوا اور ایک گروہ کے ساتھ اس سے ملنے گیا اور اسے اپنی کرسی کے سامنے بٹھایا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ ابن الخطیب نے اپنا قصیدہ سنایا جس وہ سلطان سے مدد طلب کرتا ہے پس اس نے اس سے وعدہ کیا اور یہ جمعہ کا روز تھا اور اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

پھر اس نے اس کی عزت و توقیر کی اور اسے خوشحال کر دیا اور اس کے ہمراہ آنے والوں کے روزینے زیادہ کر دیئے اور اس پر غالب آ گیا اور وظیفوں اور جاگیروں کے اعتبار سے ابن الخطیب ایک خوشحال زندگی کا مالک بن گیا۔ اس نے سلطان سے مراکش کی سمت جانے اور وہاں پر حکومت کے آثار سے مطلع ہونے کی اجازت مانگی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور عمال کو لکھا کہ وہ اسے تحت دیں تو انہوں نے بڑھ چڑھ کر عطیات دیئے۔ وہ سلطان ابوالحسن کی قبر پر کھڑا ہوا اور راء موصولہ کے قافیہ میں اپنا قصیدہ کہا۔

ابن الخطیب کے مشہور قصیدے کا مطلع:......جس میں اس کا مرثیہ کہتا ہے اور غرناطہ کی اس کی جاگیر کی واپسی کو ترجیح دیتا ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

اگر اس کا گھر اور منزل دور ہوگئی ہے تو اس کے حالات
اس کی شخصیت کے قائم مقام ہوگئے ہیں اپنے زمانے کو
عبرت یا خاک میں تقسیم کرے یہ اس کی نمناک مٹی ہے
اور یہ اس کے آثار ہیں

سلطان ابوسالم کی سفارش:......پس سلطان ابوسالم نے اس معاملے میں اندلس کے باشندوں سے سفارش کی تو انہوں نے اس کی سفارش کی اور جتنا عرصہ کنارے میں رکا رہا سلطان سے سلا میں الگ رہا، پھر سلطان محمد معزول ۷۶۳ھ میں اپنے وطن اندلس کیجانب لوٹ آیا جیسا کہ اس کے حالات میں بتایا جا چکا ہے۔ فاس میں جو اس کے اہل و اولاد پیچھے رہ گئے تھے اس نے ان کے بارے میں پیغام بھیجا اور ان دنوں حکومت کا انتظام عمر بن عبداللہ بن علی کے ہاتھ میں تھا سو اس نے ابن الخطیب کو سلا سے بلایا اور انہیں اس کی نگرانی کے لئے بھیجا تو سلطان اس کے آنے سے خوش ہوا اور اسے دوبارہ وہی مقام دیا جو اس کا اپنے کفیل رضوان کے ساتھ تھا۔

اور عثمان بن یحییٰ عمر غازیوں کا شیخ اور ان کے اشیاخ کا بیٹا تھا جب اس نے حاکم غرناطہ رئیس سے برائی کو محسوس کیا تو وہ اپنے باپ کے ساتھیوں کے ساتھ طاغیہ کے پاس چلا گیا اور یحییٰ وہاں سے کنارے کی جانب آ گیا اور عثمان دار الحرب میں رک گیا۔ اس نے غربت میں سلطان کی صحبت اختیار

کی اور اس کی خوب خدمت کی وہ طاغیہ کے ہاتھوں پر کامیابی پانے سے ناامید ہو گئے اور اس سے منحرف ہو گئے اور اسے چھوڑ کر اس کے ملک کی سرحدوں پر آ گئے اور انہوں نے عمر بن عبداللہ سے اس معاملے میں گفتگو کی کہ وہ انہیں ان سرحدوں میں سے کسی ایک سرحد پر قابو دلا دے جنھوں نے اس کی اطاعت کی ہے تا کہ وہ وہاں کامیابی کا انتظار کریں۔

ابن خلدون کے ساتھ سلطان مخلوع کی گفتگو:.....اور اس معاملے میں سلطان مخلوع نے مجھ (ابن خلدون) سے گفتگو کی اور میرے اور عمر بن عبداللہ درمیان ایک پکا قابل لحاظ عہد تھا پس میں نے عمر بن عبداللہ کی طرف سے سلطان کے ساتھ وفاداری کی اور اس سے بات پر راضی کیا کہ وہ رندہ کا شہر اسے لوٹا دے کیونکہ وہ اس کے اسلاف کا ورثہ ہے تو اس نے میرے مشورے کو مانا۔ سلطان مخلوع اس پر چڑھ گیا اور عثمان بن یحییٰ اپنے حمایتیوں کے ساتھ وہاں آیا اور وہ اس کے ہمرائیوں کا سردار تھا پھر انہوں نے وہاں سے مالقہ کے ساتھ جنگ کی اور وہ کامیابی کے لئے سواریوں کا پاؤں رکھنے کی جگہ تھی۔

سلطان کا غرناطہ پر قبضہ:.....سلطان نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے دارالخلافے غرناطہ پر قابض ہو گیا۔ عثمان بن یحییٰ حکومت میں قوم کا سردار اور دوستی میں پرانا تھا اور اسے سلطان کی آرزوؤں پر غلبہ حاصل تھا اور جب ابن الخطیب سلطان کے اہل و اولاد کے ساتھ علیحدہ ہوا۔

اور سلطان نے اپنی بالادستی اور اس کی تجویز کو مانتے ہوئے حکومت میں دوبارہ اسے اس کا مقام دے دیا۔ تو اسے عثمان پر غیرت آئی اور وہ سلطان سے اس سے کفایت کی درخواست کرنے لگا اور ان اشراف سے اس کے حکومت کے بارے میں ڈرنے کی وجہ سے بگڑ گیا تو سلطان نے اسے تنبیہ کی اور اس کے خلاف چال چلنے لگا یہاںتک کہ اس نے اسے اور اس کے بھائیوں اور اسلاف کو ۷۶۴ھ رمضان میں ہٹا کر زمین دوز تہہ خانے میں ڈال دیا پھر اس کے بعد انہیں ملک بدر کر دیا۔

ابن الخطیب کی حیثیت:.....اور ابن الخطیب کے لئے فضا ساز گار اور وہ سلطان کی خواہش پر غالب آ گیا اور اس نے حکومت کی باگ دوڑ اس کے حوالے کر دی۔ اس نے اس کے بیٹوں کو اپنا شراب نوش ہمنشیوں اور خلوتیوں کے ساتھ ملا دیا اور معاملات کے انتظام میں ابن الخطیب منفرد ہو گیا اور لوگ اس کی جانب رخ کرنے لگے اور اس سے امیدیں باندھی جانے لگیں۔ خواص اور تمام لوگ اس کے دروازے پر آنے لگے۔ سلطان کے خاص اور تمام لوگ اس کے دروازے پر آنے لگے۔ سلطان کے خاص ساتھی اور مددگار اس سے جلن محسوس کرنے لگے سو انہوں نے اس کی شکایتیں لگانے کا منصوبہ بنایا لیکن۔

سلطان نے اس کے متعلق شکایتوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ اطلاع ابن الخطیب کو بھی پہنچ گئی تو اس نے اس کے پاس سے چلے جانے کی تیاری کر لی۔ اور ان دنوں کنارے کے بادشاہ سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے اسے اپنے چچازاد عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس بن سلطان ابوعلی کو پکڑنے کے لئے ملازم رکھ لیا جس کو انہوں نے اندلس میں غازیوں کا سردار مقرر کیا ہوا تھا۔ اور جب وہ بادشاہ کو ڈھونڈتا ہوا کنارے سے گذرا۔ اس نے وہاں پر ہر طرف فتنہ کی آگ بھڑکا دی اور وزیر عمر بن عبداللہ نے جو کہ بن مرین کے حکومت کو سنبھالنے والا تھا اس کا نہایت شاندار دفاع کیا یہاں تک کہ وہ اندلس کی طرف چلے گئے اور ۷۶۷ھ میں سلطان علی مخلوع کے ہاں ٹھہرے تو اس نے ان کی عزت و توقیر کی۔

شیخ الغزاۃ علی بن بدرالدین کی وفات:.....اور شیخ الغزاۃ علی بن بدرالدین وفات پا چکا تو اس کا مقام عبدالرحمٰن نے سنبھالا اور سلطان عبدالعزیز اپنے وزیر عمر بن عبداللہ کو قتل کرنے کے بعد میں اپنی حکومت میں خود مختار ہو چکا تو سلطان مخلوع کے کارناموں سے وہ جھلا گیا اور ان سے اپنے حالات خراب ہو جانے کی توقع کرنے لگا۔ اور ابن عبدالرحمٰن کے مذاکرات تو دیکھنے لگا تا کہ بنی مرین کو راضی کرے اور ابن الخطیب کو اس کے سلطان ابن ابی یغلوس اور ابن ماسی کو پکڑنے کے لئے بھڑکایا تو اس نے اسے قید کر لیا۔

اس دوران ابن الخطیب کی نفرت پکی ہو گئی کیونکہ اسے ہمراز ساتھیوں سے یہ خبر ملی تھی کہ اس کے بارے میں شکایت اور اعتراضات ہو رہے ہیں اور بہت مرتبہ یہ وہم بھی پیدا ہوا کہ سلطان ان شکایتوں کو ماننے کی جانب مائل ہے اور انہوں نے اسے اس بارے میں برانگیختہ کر دیا۔ سو اس نے

اندلس سے مغرب کی طرف کوچ کرنے کا قصہ کیا اور سلطان نے غربی سرحدوں کی نگرانی کیلئے اجازت مانگی اور اپنے لشکریوں کے ساتھ ان کیجانب چل پڑا۔

اس کے ساتھ اس کا وہ بیٹا بھی تھا جس کی سلطان سے یاری تھی اور وہ اپنے ارادے کی موافق چلا گیا۔ اور جب وہ جبل الفتح کے سامنے اس بندر گاہ پر آیا جو کہ کنارے کیجانب جانے کا راستہ ہے تو وہ اس کی طرف مائل ہو گیا پس سواروں کا سردار اس کی ملاقات کے لئے نکلا جس کا کہ سلطان نے اسے اشارہ کیا ہوا تھا اور اسی وقت کی جانب بحری بیڑے کو روانہ کیا تو وہ سبتہ کی طرف چلا گیا جہاں اس کو بہت پذیرائی ملی پھر وہ سلطان کے پاس جانے کے لئے جبل اور ۷۷۳ھ میں تلمسان میں اس کے پاس آیا۔ حکومت اس کے آنے کی خوشی میں شادمان ہو گئی۔ سلطان نے اپنے خواص کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا اور اسے اپنے دربار میں ایک قابل رشک مقام عطا فرمایا اور حکومت کا ایک باعزت عہدہ فراہم کیا۔

ابو یحییٰ بن مدین کو اس کے اہل وعیال کی تلاش میں روانہ کرنا:...... اور اس وقت اپنے کاتب ابو یحییٰ بن مدین کو اس کے اہل وعیال کو ڈھونڈنے کے لئے سفیر بنا کر اندلس کی جانب روانہ کیا اور وہ ان کو بہت عزت کے ساتھ پر امن ماحول میں لے کر آ گیا۔ پھر حاسدوں نے اس کی شان میں جھگڑا کیا اور اس کے سلطان کو اس کی غلطیوں کی جستجو کے لئے اکسایا۔ انہوں نے اس کی طبیعت کی لغزشوں اور حماقتوں کی طاقت کو جس کو وہ اپنے سینے میں چھپائے ہوئے تھا ظاہر کر دیا۔

اس کے دشمنوں کی زبانوں پر وہ باتیں پھیل گئی جو بے دینی کی جانب منسوب کی جاتی ہیں۔ انہوں نے انہیں گنا اور اس کی طرف منسوب کیا۔ ان باتوں کو دارالخلافے کے قاضی حسین بن حسن کے پاس فیصلے کے لئے لے جایا گیا تو اس نے ان کی جانب توجہ کی اور اس پر بے دینی (زندقت) کا فیصلہ دیا اور حاکم اندلس نے بھی اس معاملے میں اپنی رائے پر نظر ثانی کی۔

سلطان عبدالعزیز کا فیصلہ ماننے سے انکار:...... قاضی ابوالحسن نے سلطان عبدالعزیز کو اس کے عدالتی ریکارڈ کے مطابق اسے سزا دینے اور اس کے متعلق حکم الٰہی نافذ کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے انکار کر دیا اور اپنی امان اور اپنے وعدے کے توڑنے پر برا منایا اور ان سے کہنے لگا تم نے اس وقت اس سے بدلہ کیوں نہ لیا جب وہ تمہارے پاس تھا اور تم اس کے حال سے باخبر تھے اور اب رہی میری بات تو جب تک وہ میری امان میں ہے کوئی شخص اس تک نہیں پہنچ سکتا پھر اس نے اسے اور اس کے بیٹوں اور اس کے ہمراہ آنے والے اندلسی سواروں کو بہت سے وظائف اور مویشی دیئے۔

سلطان عبدالعزیز کی وفات:...... جب سلطان عبدالعزیز ۷۷۴ھ میں مرا اور بنو مرین، مغرب کیجانب پلٹ آئے اور تلمسان کو چھوڑ دیا تو وہ سلطنت کے انتظام سنبھالنے والے وزیر ابوبکر بن غازی کی رکاب میں جلد اور فاس میں ٹھہرا۔ اس نے بہت سی احتیاط و دانائی کے ساتھ مصروف ہو گیا۔ حکومت نے منتظم نے ان علامات کی دیکھ بھال کی جن کے لئے سلطان مرحوم نے وصیت کی تھی اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاںتک کہ وہ بات ہوئی جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل:

سلطان عبدالعزیز کی وفات، اس کے بیٹے سعید کی بیعت اور ابوبکر بن غازی کا اس پر غالب ہو جانا اور بنی مرین کے مغرب کی جانب لوٹ جانے کے حالات

سلطان ابوالحسن کو پیدائش سے ہی مزمن بخار تھا جس سے وہ کمزوری کی بیماری میں مبتلا تھا اور اسی وجہ سے سلطان ابو سالم اسے بیٹوں کے ہمراہ رندہ نہیں لے کر گیا تھا۔ جب وہ جوان ہوا تو اپنی بیماری میں اسے بیماری نے آگھیرا اور اس کی لاغری میں مزید اضافہ ہو گیا جب فتح مکمل ہو گئی اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس کی تکلیف بڑھ گئی۔ اس نے بہت صبر و ہمت کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کیا اور افواہوں کے ڈر سے اسے لوگوں سے پوشیدہ رکھا۔

تلمسان سے باہر اس کا پڑاؤ مغرب روانہ ہونے کیلئے تیار ہوگیا اور ۲۲ ربیع الثانی ۷۷۴ھ کو اپنے اہل وعیال کے درمیان اطمینان کی موت سو گیا اور بیوی نے یہ اطلاع وزیر کو پہنچائی تو وہ سلطان کے بیٹے محمد سعید کو کاندھوں پر اٹھائے لوگوں کے پاس آیا اور اس نے لوگوں کو ان سے بیعت کی خلافت کے ساتویں برس کے بارے میں تسلی دی۔

سلطان کے بیٹے سعید کی بیعت:..... اور اس کے بیٹے کو ان کے سامنے بٹھایا تو وہ ہمدردی کے ساتھ روتے ہوئے اس کی جانب اکٹھے ہوگئے اور اس سے عہد کرنے لگے اور بیعت کے لئے اس کے ہاتھ چومنے لگے۔ انہوں نے اسے پڑاؤ کے لئے باہر نکالا پھر وزیر نے سلطان کے جسم کو اس کی لکڑیوں پر نکالا اور اسے اس کے خیموں میں ٹھہرایا اور پڑاؤ کی حفاظت کے لئے رات جاگتا رہا اور اس نے لوگوں کو جانے کی اجازت دی تو وہ جماعت در جماعت اترنے کی جگہ کی جانب گئے پھر تین مہینے کے لئے سفر کر گئے۔

اور تیزی سے مغرب کی جانب گئے اور تازا میں ٹھہرے پھر جلدی سے فاس کی جانب گئے اور ابن السلطان اپنے دارالخلافے میں اترا اور اپنے قصر شاہی میں عوام کی بیعت کے واسطے بیٹھا اور حسب دستور شہروں کے وفود اپنی بیعت کے ساتھ آئے۔

وزیر ابوبکر بن غازی کا سعید پر قابو:..... اور وزیر ابوبکر بن غازی نے اس پر قابو پالیا اور اسے اس کے محل میں چھپا دیا اور اسے حکومت کے کسی بھی معاملے میں دخل اندازی سے روک دیا۔ نہ ہی وہ تصرف کرنے کی عمر میں تھا۔ اس نے جہات پر عامل چنے اور فیصلے کی کرسی پہ بیٹھا اور مغرب کی حکومت کو بگاڑنے میں مشغول ہوگیا یہانتک کہ وہ حالات ہوئے جن کا ہم ذکر کریں گے۔

فصل:

تلمسان اور مغرب اوسط پر ابوحمو کے قابض ہونے کے حالات

سلطان عبدالعزیز کی ہلاکت کے بعد جب بنومرین تلمسان سے روانہ ہوکر تازا میں ٹھہرے تو مشائخ جمع ہوئے اور انہوں نے ابراہیم بن سلطان ابوتاشفین کو جس نے اپنے والد کی وفات کے وقت سے لے کر ان کی حکومت کی کفالت میں پرورش پائی تھی تلمسان کا امیر مقرر کیا سو انہوں نے اس کے اخلاص کے باعث اسے اس بات پر ترجیح دی۔

اور اسے معقل کے عبیداللہ کے امیر رحو بن منصور کے ہمراہ بھیجا اور مغرب میں جو مفرادہ موجود تھے انہیں ان دونوں کے ساتھ شلف میں ان کی حکومت کے ملک میں بھیجا اور ان پر علی بن ھرون بن مندیل بن عبدالرحمٰن کو امیر مقرر کیا اور وہ اپنے شہروں کو لوٹ گئے اور ابوحمو کا غلام عطیہ بن موسیٰ سلطان عبدالعزیز کے پاس پہنچ چکا تھا اور اس نے اسے اپنے ہمرازوں اور ساتھیوں میں شامل کرلیا تھا۔

عطیہ بن موسیٰ کی روپوشی:..... جب سلطان کی موت ہوگئی تو یہ محل سے نکل کر شہر میں چھپ گیا اور جب بنومرین ان کے پڑاؤ سے نکل کر شہر سے باہر چلے گئے تو یہ اپنی روپوشی کی جگہ سے نکلا اور اپنے مولیٰ ابوحمو کی دعوت کو قائم کرنے لگا۔ شہر کے باشندگان میں سے ایک جماعت مخلوط لوگوں کے ساتھ اس کے پاس آگئی۔

انہوں نے خواص کو ابوحمو کی بیعت پر رضامند کیا اور ابراہیم بن ابی تاشفین نے رحو بن منصور اور اس کی قوم عبیداللہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو انہوں نے اس کے ساتھ وعدہ خلافی کی اور اس کے سامنے ڈٹ گئے تو وہ ان کو چھوڑ کر مغرب کیجانب پلٹ آیا۔ عبیداللہ میں سے اولاد یغمور جو ابوحمو کے مددگار تھے انہوں نے یہ خبر اس وقت پہنچائی اور وہ اپنے تیکورارین کے ٹھکانے میں تھا۔ اس نے اپنے فرزند تاشفین سے رابطہ کیا جو بنی عامر کے پاس تھا۔

تو وہ اپنے بنی عبدالواد کے ساتھیوں کے ہمراہ تلمسان آیا اور ہر طرف سے ان کی جماعت اس پر ٹوٹ پڑی اور سلطان ان کے بعد پہنچا جبکہ اس کے آنے سے لوگ مایوس ہو چکے تھے۔ وہ تلمسان میں جمادی الاول ۷۷۴ھ میں آیا اور اس کا خودمختار بادشاہ بن گیا۔ اس نے اپنے راز جاننے والے

ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔

جنہوں نے غربت میں اس کا دل دکھایا تھا اور ان کے بارے میں اس کے پاس چغلی کی گئی تو اس نے ان کو ہلاک کر دیا اور بنو عبدالواد کی سلطنت وحکومت لوٹ آئی اور بنی مرین کے مددگاروں نے مغراوہ پر شلف میں حملہ کیا سو اس نے بازی پلٹنے والی جنگوں کے بعد وہاں ان پر قابو پالیا۔

ونمون بن ھرون کی موت:...... جن میں ونمون بن ھرون جو کہ مغرب اوسط کے نواح اور شہروں میں بنی مرین کی دعوت کا احیاء کرنے والا تھا فوت ہو گیا اور جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بتایا ہے وہ خود مختار عامل بن گیا۔ وزیر ابوبکر بن غازی کو خبر پہنچی تو اس نے اس پر دھاوا بول دینے کا ارادہ کی اور پھر اس نے بطویہ کی طرف امیر عبدالرحمٰن کے خروج کے باعث اپنا ارادہ تبدیل کر لیا اور اس کام نے اسے اس بات سے غافل کر دیا۔

فصل:

امیر عبدالرحمٰن ابی یغلوس کے مغرب کی جانب جانے اور بطوطہ کے اس کے پاس آنے اور اس کے کام کے ذمہ دار بننے کے حالات

محمد مخلوع ابن الاحمر رندہ سے جمادی ۷۶۳ھ میں اپنے وطن غرناطہ کیجانب لوٹ آیا تھا اور طاغیہ نے اس کے لئے اس کے دشمن الرئیس کو جو ان کی حکومت ھنین کا باغی تھا۔ مخلوع کے وعدے کو پورا کرنے کے لئے غرناطہ سے فرار ہو کر اس کے پاس آ گیا تھا، ہلاک کر دیا اور اس کے تخت پر بیٹھ گیا، اور کی حکومت کا خود مختار منتظم بن گیا۔ اس کا اور اس کے باپ کا قاتل محمد بن خطیب بھی اس کے پاس آ گیا اور اس نے اسے منتخب کر لیا اور اپنی وزارت پر مقرر کیا۔

اور اسے اپنے ملک کی ذمہ داری دی تو وہ اس پر غالب آ گیا۔ اور اس کی خواہشات پر متغلب ہو گیا۔ اس کی آنکھ، مغرب اور اس کی رہائش گاہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ اس کی ریاست پر مصیبت آئی اور اس لئے وہ اپنے ملوک کو گھوڑے پیش کیا کرتا تھا۔ سلطان ابوالحسن کے تمام بیٹے اپنے چچا سلطان ابوعلی کے بیٹوں پر غیرت کھاتے تھے اور اپنے معاملے کے متعلق ان سے ناراض تھے۔

امیر عبدالرحمٰن کا اندلس پہنچنا:...... اور جب امیر عبدالرحمٰن اندلس پہنچا تو ابن الخطیب نے اسے پسند کر لیا اور اپنے مشیر کی حیثیت سے اسے چن لیا اور حکومت میں اس کے رتبہ ومنزلت کو اونچا کر دیا اور سلطان کو اس بات پر رضامند کیا کہ وہ اپنے چچازاد شرفاء کے بجائے اسے زناتہ کے مجاہد غازیوں پر سردار مقرر کر دے اس نے طاقت حاصل کر کے کارنامے انجام دیئے۔

جب سلطان عبدالعزیز خود مختار امیر اور اپنے ملک کا انتظام سنبھالنے والا بن گیا اور ابن الخطیب اس کے سلطان کے ہاں اس کی آمادگی کیلئے کوششیں کر رہا تھا، پس اس نے اس کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس کو قید کرنے اور اس کے وزیر مسعود بن ماسی کو، جو کہ اس کا تعاقب کرنے والا تھا، قید کرنے کیلئے چال چلی اور اس بارے میں ابن الخطیب نے اپنے مکر کا چکر چلایا اور سلطان کو ان دونوں کے خلاف بھڑکایا یہانتک کہ ابن الاحمر نے ان دونوں پر حملہ کر دیا۔

اس نے سلطان عبدالعزیز جو ۷۷۲ھ میں مغرب کا سلطان تھا کے بقیہ دونوں کو بند کر دیا اس لئے کہ اس نے وسائل اور گھوڑے پیش کئے تھے پس سلطان نے اسے آگے کیا اور اپنے مقربین میں جگہ دی اور ابن الاحمر نے اپنے اہل وعیال کے بارے میں گفتگو کی تو انہیں اس نے ان کے پاس بھیج دیا اور وہ سلطان کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔

سلطان اور ابن الاحمر کے درمیان عداوت:...... پھر سلطان اور ابن الاحمر کے بیچ پکی دشمنی ہو گئی اور سلطان نے اندلس کی حکومت میں دلچسپی لی اور اسے اس کام پر اکسایا گیا۔ اور انہوں نے تلمسان سے مغرب کیجانب اس کے لوٹنے پر اس بات کا عہد کیا اور یہ بات ابن الاحمر کی جانب منسوب

کی گئی تو اس نے سلطان کے لئے انمول تحائف بھیجے جن کے بارے میں کبھی سنا بھی نہیں گیا، جن میں اس نے اندلس کا خصوصی متاع اور گھریلو ساز و سامان اور خوبصورت خچر اور معلوجی قیدی اور لونڈیاں چھین اور اس نے اپنے قاصدوں کو یہ تحائف دے کر بھیجا۔

اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے وزیر ابن الخطیب کو اس کے حوالے کر دے لہٰذا سلطان نے اس بات کو نہیں مانا اور اس سے ناواقف بن گیا اور جب وہ مر گیا تو وزیر ابن غازی خود مختار امیر بن گیا اور ابن الخطیب اس کے پاس آ گیا۔ ابن الاحمر نے جس طرح سلطان سے اس کے متعلق بات کی تھی اسی طرح اس سے بھی مذاکرات کئے مگر اس نے رجوع نہ کیا اور اس کا برا مانا اور اس کا بہت کڑوا جواب دیا۔ اس کے قاصد اس کے پاس واپس آ گئے اور وہ ابن کی فطرت سے ڈر گیا پس ابن الاحمر نے فوراً عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس کو رہا کر دیا اور اسے بحری بیڑے پہ سوار کرایا اور وہ اسے بطویہ کے ساحل پر لے گیا اس کے ساتھ وزیر مسعود بن ماسی بھی تھا۔

جبل الفتح پر حملہ: ...... اور اس نے جبل الفتح پر حملہ کیا اور اس نے اپنے لشکر کے ساتھ اس سے جنگ کی اور عبدالرحمٰن ذوالقعدہ ۷۷۴ھ میں بطویہ گیا اور اس کے ہمراہ اس کا وزیر مسعود بن ماسی بھی تھا پس بطویہ قبیلے اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے اس کی دعوت کو قائم کرنے اور اس کی حفاظت کرنے کیلئے موت پر بیعت کی۔ وزیر ابوبکر غازی کو اطلاع ملی تو اس نے اپنے چچا زاد محمد بن عثمان کو سبتہ پر امیر مقرر کیا اور اس کی سرحدوں کو مغلق کرنے کے لئے بھیجا۔

کیونکہ اسے ان کے بارے میں ابن الاحمر کا ڈر تھا۔ وہ فاس سے ہتھیار اور افواج کے ساتھ گیا اور اس نے بطویہ میں عبدالرحمٰن سے مقابلہ کیا اور کئی روز تک اس کے ساتھ جنگ کی پھر تازا کی جانب واپس آ گیا فاس آیا اور امیر عبدالرحمٰن تازا میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا اور وزیر فاس آ کر فیصلے کی نشست پر براجمان ہو گیا۔ اور وہ اپنے دشمن کو بھگانے کے لئے تازا کی جانب لوٹنے کا قصد کئے ہوئے تھا کہ اسے سلطان ابوالعباس احمد بن ابی سالم کی بیعت ہونے کی اطلاع مل گئی جیسا کہ ہم انشاء اللہ بیان کریں گے۔

فصل:

سلطان ابوالعباس احمد بن ابی سالم کی بیعت ہونے اور حکومت میں اس کے خود مختاری اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات کے حالات

جب محمد بن عثمان سبتہ کی سرحد پر اس کی دراڑوں کو بھرنے اور ابن الاحمر کی جس زیادتی کے متعلق اسے ڈر تھا اس کو دور کرنے کے لئے آیا اس وقت ابن الاحمر نے جبل الفتح کا لمبا گھیراؤ کیا تھا اور اس کی کڑی نگرانی کی تھی۔ اس کے اور محمد بن عثمان کے مابین سخت غضبناک خط و کتابت ہوئی تو اس نے اس کو آمادہ کر لیا اور اس کے چچا زاد نے جو اس کے ساتھ بر احسن سلوک کیا تھا اسے ناپسندیدہ قرار دیا۔

اس طرح ابن الاحمر نے اپنے مقصد کا راستہ نکال لیا اور اس کے ان بیٹوں کے بارے میں جو طنجہ میں زیر نگرانی تھے سلطان ابی سالم کی بیعت کے متعلق سفارش کی کہ وہ اسے سلطان المسلمین بنا دے جو ان کی سرحدوں کی دیکھ بھال اور ان کا دفاع کرے گا اور انہیں بے ترتیب اور کھلی چھوٹ نہیں دے گا اور اس بچے کی بیعت کو ختم کر دے گا جس کی شرعی طور پر بیعت نہیں ہو سکتی اور اس نے ان بیٹوں میں سے سلطان کو اس کے باپ کے حقوق کو مکمل کرنے کیلئے منتخب کر لیا اور اس معاملے میں اسے نفرت دینے کا عہد کیا۔

ابن الاحمر کی شرائط: ...... اور اس نے اس پر یہ شرط لگائی کہ جب ان کا معاملہ نمٹ جائے تو وہ اس کے لئے جبل سے دستبردار ہو جائیں اور جب ابن الخطیب کو قابو کر لیں تو اسے لوٹا دیں اور باقی بیٹوں اور رشتہ داروں کو اس کے پاس بھیج دیں تو محمد بن عثمان نے ان کی شرط کو قبول کیا اور اس کام میں اس کا سفیر احمد المرغنی تھا جو سبتہ کتاب الاشغال کے طبقات میں سے تھا۔

سلطان ابوالحسن نے طریف جنگ سے روانگی کی رات اور اپنی پسندیدہ لونڈیوں کو ڈھونڈتے ہوئے اس کی ماں سے نکاح کیا تھا یہانتک کہ فاس اس کی زوجہ اس کے پاس آ گئی تو اس نے اسے اس کے اہل وطن کی طرف لوٹا دیا اور المرغنی نے اسی کفالت کے وہم میں پرورش پائی جس سے وہ مغرور ہو گیا اور وہ اس بات کو سلطان ابوالحسن کے بیٹوں کے ساتھ رشتے کا ذریعہ سمجھتا تھا اور وہ محمد بن عثمان اور ابن الاحمر کے درمیان سفیر تھا اسی لئے اس نے اس حکومت میں ریاست کی خواہش کی۔

محمد بن عثمان کی سبتہ کو روانگی:......اور محمد بن عثمان سبتہ سے روانہ ہو کر طنجہ گیا اور اس نے وہاں کے قید خانے کا ارادہ کیا اور ابوالعباس احمد بن سلطان ابوسالم کو اس کے مقام سے بیٹوں کے ہمراہ بلایا تو اس نے اس کی بیعت کی اور لوگوں کو اس کی فرمانبرداری پر رضامند کیا اور اس نے سبتہ کے باشندوں سے بیعت کی تحریر مانگی جو انہوں نے پیش کر دی اور اس نے اہل جبل سے بات چیت کی تو انہوں نے بیعت کر لی اور ابن الاحمر ان سے الگ ہو گیا۔ محمد بن عثمان نے اسے جبل الفتح چھوڑنے کا پیغام بھیجا۔

اور انہوں نے اس کے رہنے والوں سے اس کی اطاعت کی جانب رجوع کرنے کی بات کی تو وہ مالقہ سے اس کی طرف روانہ ہوا اور وہاں داخل ہو کر اس پر قبضہ کیا اور اس نے ماوراء البحر کے علاقے سے بنی مرین کی دعوت کا نشان مٹا دیا اور اس سے سلطان ابوالعباس کو ہدیہ بھیجا اور اندلس غازیوں کی فوج سے نصرت کی اور اس کے کام میں تعاون کرنے کے لئے اس کے پاس مال لے کر گیا۔

محمد بن عثمان نے فاس سے روانہ ہوتے ہوئے اپنے چچازاد وزیر کو الوداع کرتے وقت اس سے سلطان کے متعلق گفتگو کی کہ وہ لوگوں کے لیے ایسا امام بنائے جس کی طرف لوگ آئیں اور اپنا معاملہ اس کے حوالے کر دیں اور اس نے اس بارے میں اس سے مشورہ کیا اور وہ کسی حتمی فیصلے پر علیحدہ نہ ہو جائے سو وہ جس سواری پر چڑھا اور یہ معاملہ پیش ہوا تو وزیر نے اسے واقعہ کے خلاف بات بتائی کہ اس نے مشورے کے مطابق کام کیا ہے اور اس کی اجازت سے کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں کیا بات چیت ہوئی اور وزیر اسے جھٹلانے لگا اور لوگوں کے سامنے اس الزام سے بری ہونے کا اظہار کرنے لگا جو اس نے اس پر لگائی تھی اور اس نے اس کام کی خرابی کے معاملے میں سے ملاطفت کی اور اس نے ابوالعباس کے بیٹوں کے ساتھ اس کے مقام پر دیکھ بھال کے تحت لوٹا دیا۔ اور محمد بن عثمان نے اس بات کو نہیں مانا اور لوگوں کو اس پر متفق ہونے سے روکا۔

قیدی بیٹوں کو اندلس بھیجنا:......اور اسی اثناء میں کہ وزیر اس بات کا ارادہ کر رہا تھا کہ اسے خبر پہنچی کہ محمد بن عثمان نے تمام قیدی بیٹوں کو اندلس لوٹا دیا ہے اور وہ ابن الاحمر کی نگرانی میں ہیں تو اس نے تکلیف کی وجہ سے سر خم کر دیا اور اپنے چچازاد اور اس کے سلطان سے پھر گیا۔

اس نے تازا پر حملہ کیا تا کہ اپنے دشمن سے فراغت پا کر ان کی جانب روانہ ہو لہٰذا اس نے امیر عبدالرحمٰن سے جنگ کی اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور محمد بن عثمان نے مغرب کی حکومت کے بارے میں موقع سے فائدہ اٹھایا اور اسے ابن الاحمر اور اس کے فوج کے جھنڈے تلے مدد پہنچ گئی، جسے یوسف بن سلیمان بن عثمان بن ابی العلاء نے جو غازی مجاہدین کے شیوخ میں سے تھا باندھا تھا۔

اور ۷۸۹ھ میں اندلس کے تمام تیرانداز جمع ہو گئے اور کوئی ایک بھی باقی نہ رہا اور ابن الاحمر نے اپنے قاصدوں کو امیر عبدالرحمٰن کی جانب اپنے چچازاد سلطان ابوالعباس احمد سے تعلق قائم کرنے اور اس کے اسلاف کے وطن فاس کے متعلق اس کی مدد کرنے اور اسے جنگ کرنے کے لیے ان دونوں کے جمع ہونے کے لیے اور دونوں کے درمیان اتفاق پیدا کرنے کے لیے بھیجا اور یہ کہ وہ عبدالرحمٰن کو اپنے اکابر کے وطن کے لیے منتخب لیں تو وہ دونوں راضی ہو گئے۔

اور سلطان محمد بن عثمان اور اس کا سلطان فاس کی جانب گئے اور انہوں نے اس کی طرف جانے میں وزیر کی مخالفت کی اور وہ قصر بن عبدالحلیم کے پاس پہنچ گئے اور وزیر کو تازا کے گھیراؤ میں اپنی جگہ پر اطلاع مل گئی تو اس کا قافلہ بکھر گیا اور فاس کی جانب واپس آ گیا اور کدیۃ العرائس میں ٹھہرا اور سلطان ابوالعباس احمد زرہون پہنچ گیا۔

زرہون کے میدان میں شدید لڑائی:......پس وزیر اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اور وہ بھی پہاڑ کی چوٹی سے مکمل عزم کے ساتھ اس کی

جانب بڑھا لہٰذا اس کے میدان میں افراتفری پھیل گئی اور اس کے پیچھے سے فوج کا ساقہ ہزیمت لے کر الٹے پاؤں واپس آ گیا اور پڑاؤ لوٹ لیا گیا اور جدید شہر میں آ گیا اس نے اولاد حسین کے عربوں کو بلایا کہ اس کے لیے زیتون میں فاس سے خارج پڑاؤ کریں اور اپنی جمعیت کے ساتھ ان کے خیموں کی جانب روانہ ہوں۔

امیر عبدالرحمٰن کا حملہ:...... پس امیر عبدالرحمٰن نے اپنے ساتھی، احلاف عربوں کے ہمراہ تازا سے ان پر حملہ کیا اور انہیں صحرا کی جانب ہٹا دیا اور اپنی عرب و زناتہ افواج کے ہمراہ سلطان ابوالعباس احمد کے قریب ہو گیا۔ انہوں نے اپنے اسلاف کے ساتھیوں ونر مار بن عریف کو اس کی جگہ پر قصر مراد میں تھی پیغام بھیجا اس قصر کی حد بندی اس نے ملویہ میں کی تھی سو وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے اسے اپنے چھپائے ہوئے رازوں سے مطلع کیا تو اس نے انہیں اتحاد و اتفاق کا مشورہ دیا اور وہ وادی نجا میں اکٹھا ہو گئے۔

اور وہ ان کے اتفاق کرنے اور اپنے دشمن کے خلاف ان کی مدد کرنے پر قسم کھانے اور نئے شہر کے ساتھ اس کے جنگ کرنے کے وقت موجود تھا تا کہ اللہ تعالیٰ اسے اس پر قابو دلا دے اور وہ ذوالقعدہ ۷۷۵ھ میں اپنی افواج کے ہمراہ کدیۃ العرائس کی جانب کوچ کر گیا۔

وزیر اپنی جمعیت کے ہمراہ ان کا مقابل ہوا پس شدید لڑائی ہوئی اور کچھ دیر تک چلتی رہی پھر دونوں لشکر اپنے اپنے ساقہ اور ہتھیار سمیت اس کی جانب بڑھے تو اس کے میدان میں افراتفری پھیل گئی اور اس کی فوجیں شکست کھا گئیں اور اس کا محاصرہ ہو گیا اور وہ ہار جانے کے بعد جدید شہر کی جانب چلا گیا۔

سلطان ابوالعباس کا کدیۃ العرائس میں قیام:...... سلطان ابوالعباس نے کدیۃ العرائس میں اپنا پڑاؤ لگایا اور امیر عبدالرحمٰن اس کے مقابل آیا اور انہوں نے محاصرہ کرنے کے لئے جدید شہر میں رکاوٹ کھڑی کر دی اور وہاں مختلف اقسام کی جنگ کی اور انہیں سلطان ابن الاحمر کے تیر انداز جوانوں نے مدد پہنچائی اور انہوں نے ابن الخطیب کی فاس کی جائدادوں کے بارے میں ثالث منظور کیا

پس انہوں نے انکو نیست و نابود کر دیا اور ان میں فساد کیا جب ۷۷۶ھ کا آغاز ہوا تو محمد بن عثمان نے اپنے چچا زاد ابوبکر کے ہمراہ جدید شہر کو چھوڑنے اور سلطان کی بیعت حاصل کرنے کے لئے چکر چلایا کیونکہ محاصرہ سخت ہو چکا تھا اور وہ بہادری دکھانے والوں سے ناامید ہو چکا تھا اور اس کا مال ختم ہو چکا تھا۔ تو اس نے اس کی تجویز کو مانا اور امیر عبدالرحمٰن نے ان پر مراکش کے نواح کو چھوڑنے کی شرط لگائی اور یہ کہ وہ اسے سجلماسہ پر کامیابی دلائیں تو وہ کراہت کے ساتھ اس کے ضامن ہوئے اور دل میں دھوکے کو چھپائے دکھا اور وزیر ابوبکر، سلطان ابوالعباس احمد کی خاطر نکلا اور اس کی بیعت کی اور اس نے اس سے پناہ مانگی اور وزیر بننے کیلئے اس کے راستے سے ہٹ گیا تو اس نے اس کو امان دی۔

سلطان ابوالعباس کا جدید شہر میں داخلہ:...... اور سلطان ابوالعباس احمد جدید شہر میں محرم کے ساتویں روز داخل ہوا اور امیر عبدالرحمٰن اسی دن مراکش کی جانب گیا اور اس پر قبضہ کر لیا، اور شیخ بنی مرین علی بن ویعلان اور وزیر ابن ماسی اس کے ہمراہ کوچ کر گئے پھر اس سے الگ ہو کر ابن ماسی اس عہد کی وجہ سے جو سلطان ابوالعباس نے اس سے لیا تھا۔

فاس کی جانب آ گیا اور سمندر عبور کر کے اندلس چلا گیا اور وہاں ابن الاحمر کی حکومت میں اترا اور سلطان ابوالعباس اور اسکا وزیر محمد بن عثمان، مغرب کی حکومت میں خود مختار ہو گئے اور اس نے اس کے کام اس کے حوالے کر دیئے اور اس نے اس کی خواہش پوری کی اور شوریٰ کا معاملہ سلیمان بن داؤد کے ذمہ آ گیا جو جدید شہر سے ابوبکر بن غازی کے ساتھیوں میں اس کے ساتھ آ گیا تھا۔ اور اس سے پہلے اس نے اسے جبل سے آزاد کر دیا تھا اور اسے چن لیا تھا اور اپنا کام اس کے حوالے کر دیا تھا تو اس نے زیادہ محتاج کر کے چھوڑ دیا اور وہ سلطان ابوالعباس کے پاس جدید شہر میں اس کے پڑاؤ کی جگہ پر چلا گیا۔

وزیر کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور:...... اور جب اس کی حکومت کا نظام سنبھل گیا تو اس نے وزیر محمد بن عثمان کو اپنی سلطنت کی باگ ڈور تھما دی اور شوریٰ کا معاملہ اور مشائخ کی ریاست اس کے قبضے میں آ گئی اور اس کے ابن الاحمر کے مابین محبت پختہ ہو گئی اور انہوں نے اس کی حکومت

کے نمائندہ بیٹوں کے مقام کے وجہ سے اپنے نقص وابرام کا کام اس کے حوالے کر دیا۔

اور جب امیر اعبدالرحمٰن مراکش کیجانب گیا تو انہوں اس سے وعدہ خلافی کی اور اس سے بہانہ کیا کہ پہلا معاہدہ اس کے ساتھ اسلاف کی حکومت اور مراکش کے متعلق ہے اور اس نے انہیں معاہدے پر مجبور کیا انہوں نے اس پر حملہ کرنے کا پختہ عزم کر لیا پھر انہوں نے سستی کی اور ۷۷۶ھ میں ان کے بیچ صلح ہوگئی اور ازمور ملحقہ سرحد بن گیا اور انہوں نے اس کی سرحد پر حسان صبیحی کو عامل بنایا اور وہ اپنی موت تک وہیں رہا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل:

ابن الخطیب کے قتل کے حالات

اور جب سلطان ابوالعباس نے اپنے دارالخلافے جدید شہر پر ۷۷۶ھ میں قبضہ کیا تو اس کا خود مختار عامل بن گیا۔ وزیر محمد بن عثمان اس پر متغلب تھا اور سلیمان بن داؤد اس کا حمایتی تھا اور اس کے اور سلطان ابن الاحمر کے درمیان جب طنجہ میں اس کی بیعت ہوئی تو وہ ابن الخطیب کو مصیبت میں ڈالے گا اور اسے اس کے حوالے کرے گا کیونکہ اس کے بارے میں اس کے پاس چغلی کھائی گئی تھی کہ وہ سلطان عبدالعزیز کو اندلس کی سلطنت کے لیے ابھارتا ہے۔

سلطان ابوالعباس کا وزیر ابوبکر کو شکست دینا:..... جب سلطان ابوالعباس طنجہ سے روانہ ہوا اور جدید شہر کے میدان میں وزیر ابوبکر سے لڑائی کی تو سلطان نے اسے ہرا دیا اور وہ محاصرے کی پناہ میں آ گیا۔ وہ اپنی جان بچانے کی غرض سے ابن الخطیب کو بھی اپنے ساتھ جدید شہر میں لے گیا۔

ابن الخطیب کی گرفتاری:..... جب اس نے شہر پر قابو پالیا تو کئی دنوں تک رکا رہا سلیمان بن داؤد نے اسے اس کے گرفتار کرنے پر ابھارا تو انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے جیل میں ڈال دیا۔ انہوں نے سلطان ابن الاحمر کو خبر پہنچائی اور سلیمان بن داؤد، ابن الخطیب کا پکا دشمن تھا کیونکہ سلطان نے ابن الاحمر کے ساتھ اندلس کے غازی مشائخ کے بارے میں مطابقت کی تھی حتیٰ کہ اللہ پاک نے اسے اس سلطنت واپس دلا دی اور جب اس کی حکومت پختہ ہوگئی۔

تو سلیمان عمر بن عبداللہ کا سفیر بن کر سلطان سے اپنے وعدے کا مطالبہ کرتے ہوئے آیا سو ابن الخطیب نے اسے اس سے منع کیا اس لیے کہ یہ ریاست صرف آل عبدالحق کے امراء کے لیے تھی جس کی وجہ سے ان کی زناتہ کی سرداری تھی لہٰذا وہ ناامید ہو کر لوٹ آیا اس وجہ سے ابن الخطیب سے ناراض ہو گیا پھر وہ جبل الفتح میں اپنے مقام امارت اندلس کے قریب چلا گیا اور اس کے اور ابن الخطیب کے مابین خط وکتابت ہوتی رہتی تھی اور دونوں ایک دوسرے کو ایسی باتیں لکھتے تھے جو اسے برانگیختہ کر دیتی تھیں کیونکہ ان دونوں کے دلوں میں کینہ چھپا ہوا تھا۔

سلطان کو ابن الخطیب کی گرفتاری کی اطلاع ملنا:..... جب سلطان کو ابن الخطیب کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو اس نے عبداللہ بن زوک کو جو کہ کاتب تھا اور ابن الخطیب کے بعد اس کا وزیر بنا تھا بھیجا تو وہ سلطان ابوالعباس کے پاس آیا اور اس نے اس کے سامنے اس کے خط میں کی گئی چند باتیں وضاحت کے لیئے پیش کیں سوائے یہ تفتیش بہت بری لگی۔ اس نے سرداروں کی موجودگی میں ابن الخطیب کو ڈانٹا پھر سزا دی اور تکلیف میں مبتلا کیا پھر اسے اس کے قید خانے میں بھیج دیا اور انہوں نے ان لکھی ہوئی باتوں کے حساب سے اسے سزائے موت دینے کا مشورہ کیا اور بعض فقہاء نے اس کے لیے قتل کا فتویٰ جائز قرار دے دیا۔

ابن الخطیب کا قتل:..... سلیمان بن داؤد نے اپنے ساتھیوں میں سے چند کم عقل لوگوں کے ساتھ اس کے قتل کا منصوبہ بنایا لہٰذا وہ رات کے وقت قید خانے میں گئے۔ ان کے ساتھ چند مخلوط لوگوں کی جماعت بھی تھی جو ملازموں کے گروہ میں سلطان ابن الاحمر کے سفیروں کے ہمراہ آئے تھے۔ اور انہوں نے اسے جیل میں ہی گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا دوسرے دن انہوں نے اس کے جسم کو نکال کر باب المحروق کے قبرستان میں دفن کر دیا پھر اگلے ہی

روز وہ اپنی قبر کی بنیاد کے قریب پھینکا ہوا پڑا تھا اس کے لیے لکڑیاں اکٹھی کی گئیں اور پھر اسے جلایا گیا جس کی وجہ سے اس کے بال جل گئے اور چمڑا کال ہو گیا۔

پھر دوبارہ اسے اس بیوقوفی پر بہت حیرانی ہوئے اور انہوں نے اسے اس کی خوشی گردانا اور اس معاملے میں اس پر اس کی قوم اور ارباب حکومت سمیت تمام لوگوں پر سخت نکتہ چینی کی گئی اور ''اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے'' اللہ پاک نے اسے اس کی قید خانے کے ایام کی آزمائش میں ہی اسے بخش دیا تھا۔ وہ موت کی تکلیف کی توقع کرتا تو اپنے آپ پر روتے ہوئے اس کے خیالات اشعار کی صورت میں جوش مارنے لگتے۔

ابن الخطیب کے وہ اشعار جو اس نے اپنی موت کے وقت اپنے لئے کہے:...... اس بارے میں اس نے جو اشعار کہے ان میں سے کچھ اشعار یہ بھی ہیں۔ ترجمہ:

> ہم دور ہو گئے ہیں اگر چہ گھروں نے ہمیں نزدیک کر دیا ہے اور ہم خاموشی سے ایک نصیحت لائے ہیں اور ہماری سانسیں ایک جانب ٹھہر گئی ہیں جیسے جہری صلوۃ کے بعد قنوت ہوتی ہے، ہم بڑے تھے پس ہم ہڈیاں ہو گئے ہیں۔ ہم خوراک کھاتے تھے اور اب ہم خود خوراک بن گئے ہیں ہم اونچائیوں والے آسمان کے سورج تھے پس گھروں نے ان پر نوحہ کیا اور کتنے ہی مسلح لوگوں کو ڈاکوؤں نے دو حصوں میں کر دیا اور کتنے ہی محققین سے جاہلوں نے فساد کیا اور کتنے ہی جوانوں کو ٹکڑوں میں قبر کے اندر دفن کیا گیا جو کپڑوں کی چادروں سے بھر پور تھے، دشمنوں سے کہہ دو کہ ابن الخطیب مر گیا ہے اور ایسا کون ہے جو نہیں مرے گا لہٰذا تم میں سے جو آدمی اس کی موت پر خوش ہوتا ہے اس سے کہہ دو آج وہ خوش ہوتا ہے جیسے موت نہیں آئے گی''

فصل:

سلیمان بن داؤد کے اندلس جانے اور ٹھہرنے اور وہاں پر وفات پانے کے حالات

اس سلیمان بن داؤد کو جب سے مصائب اور تکالیف نے جکڑا تھا یہ اپنی قوم کے غازی مجاہدین کے ساتھ اندلس کی جانب کوچ کرنے اور وہاں ٹھہرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔

ابن الاحمر اور سلیمان داؤد کے درمیان معاہدہ:...... جب سلطان ابن الاحمر اپنے معاہدے اور ۶۱ےھ میں سلطان ابی سالم کے پاس جانے کے وقت فاس میں رکا تو سلیمان بن داؤد نے اس کے امیر بننے کی امید پر اس سے مذاکرات کیے تو اس نے اس معاملے میں اس کے ساتھ ایک معاہدہ کیا کہ وہ اسے اپنی قوم کے غازی مجاہدین سے آگے رکھے گا اور جب اپنے ملک کی جانب لوٹا تو سلیمان بن داؤد ۶۶ےھ میں عمر بن عبداللہ کی جانب سے سفیر بن کر غرناطہ میں اس کے پاس گیا اور یہ کروہ اس کا تعلق سلطان کے ساتھ مضبوط کروا دے گا۔

ابن الخطیب کی مخالفت:...... لیکن ابن الخطیب راستے کی دیوار بن گیا اور اس معاملے میں سلطان سے جھگڑا کیا کہ غازیوں کا سردار صرف ملک کے شرفاء میں بنی عبدالحق میں سے ہو گا اور سرداری صرف ان کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ اندلس میں ان کی جماعت کی ایک اعلیٰ حیثیت ہے سو اس وقت سلیمان کی امیدوں پر پانی پھر گیا اور اس نے اس وجہ سے ابن الخطیب کی عداوت پالی اور جہاں سے سفیر بن کر آیا تھا وہیں لوٹ گیا۔

پھر سلطان عبدالعزیز کے دور میں اس پر آزمائش آئی اور وہ اپنی جان دے کر ہی اس سے چھٹکارا حاصل کر سکا اور اسے ابو بکر غازی نے جس نے اس کے بعد امارت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا چھوڑ دیا تاکہ اس کی جگہ اپنے کاموں میں اس سے مدد لے سکیں جب ابن غازی کا تخت گھیراؤ ہوا تو سلیمان اسے چھوڑ کر سلطان ابوالعباس بن مولی ابی سالم کے پاس اس کے گھر میں جو جدید شہر سے باہر تھا چلا گیا اور یہ بھی کامیابی کی ایک وجہ تھی۔

سلطان کی دارالخلافے میں آمد:...... جب ۶۶ےھ کے شروع میں سلطان جدید شہر کے اپنے دارالخلافے میں آیا اور اس کی حکومت کا نظام بہتر

ہو گیا تو اس نے سلیمان کو اونچا مرتبہ دیا اور اسے شوریٰ والوں میں شامل کیا اور اس کے وزیر محمد بن عثمان نے اس سے مدد چاہی اور اسے اپنے لئے منتخب کیا جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں اور وہ اس سے مشورے لیا کرتا تھا۔ اس دوران میں وہ اندلس جانے کی کوششیں کرتا رہا۔

وزیر محمد بن عثمان کے وزیر کے بیٹے مسنو یہ کے قتل پر اکسانے کی وجہ سے اس کا پہلا کام سلطان ابن الاحمر کا تقرب حاصل کرنا تھا سو یہ کام حکومت کے آغاز ہی میں پورا ہو گیا اور اس کے بعد اس کی مرضی کے مطابق امور انجام پاتے رہے یہاں تک کہ اس نے سلطان کے ارادوں کے متعلق ۷۶۸ھ میں وترمار بن عریف کی صحبت میں اس کی طرف سفیر کی حیثیت سے جانا چاہا سلطان ابن الاحمر لوگوں سے ویسے ہی ملا جیسے کہ وہ ان سے عزت کے ساتھ ملاقاتیں کیا کرتا تھا۔

وترمار پیغام رسانی کے فرائض کے ادا کرنے کے فوراً بعد ہی واپس آ گیا اور سلطان سے اس کے بحری بیڑے کے قائدین کے ساتھ اپنا حصہ مانگنے لگا تا کہ وہ جب چاہے بسہولت سے اس کی جانب جا سکے اور وہ شکار کے واسطے نکلا تو موسیٰ سے مالقہ میں ملا اور سلطان کا تحریری حکم بحری بیڑے کے سردار کو دیا تو وہ اسے مبسۃ لے گیا اور وہ اپنی جگہ پر پہنچ گیا باقی رہا سلیمان تو اس نے ابن الاحمر کے پاس ٹھہرنے کا مقصد کیا اور وہاں اس کا مددگار اور مشیر بن کر رہا یہاں تک کہ ۷۸۱ھ میں وفات پا گیا۔

فصل:

وزیر ابوبکر بن غازی اور اس کے ماریقہ کی جانب ملک بدر کیے جانے پھر واپس آنے اور اس کے بعد بغاوت کرنے کے حالات

وزیر ابوبکر بن غازی کا فاس لوٹنا:..... جب وزیر ابوبکر بن غازی کا محاصرہ تنگ ہو گیا اور اس کا اور اس کے سلطان کا مال اختتام پذیر ہوا تو اس نے سوچا کہ اس کا گھیراؤ ہو چکا ہے تو وزیر محمد بن عثمان نے اس کے محاصرے کی جگہ سے اس کے ساتھ امان اور زندہ رہنے کی شرط پر شہر چھوڑنے کے بارے میں مذاکرات کیے تو اس نے اس کو قبول کر لیا اور وہ سلطان ابو العباس ابی سالم کے پاس چلا گیا تو اس نے اسے تحریری امان دے دی اور وہ اپنے گھر کی جانب فاس آ گیا۔

اس نے اس کے مقرر کیے ہوئے امیہ کو چھوڑ دیا جس کو وزیر محمد بن عثمان نے قبول کیا اور اس کی بہت حفاظت کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اسے سلطان ابن الاحمر کے پاس بھیجا اور وہ اس کے ہاں اس کے بیٹوں میں شامل تھا۔

ابو العباس کی دار الخلافے میں آمد اور مقبوضات میں اوامر کا نفاذ:..... اور سلطان ابو العباس اپنے دار الخلافے میں آیا اور اپنے تخت پر رونق افروز ہوا اور نواح اطراف میں اس کے قبضہ کیے ہوئے علاقوں میں اس کے اوامر نافذ ہوئے ابوبکر بن غازی اپنے مکان میں اپنے حال پر پڑا رہا۔ خواص صبح سویرے اس کے پاس آئے اور دل اس کی آرزو پوری کرنے کے لئے پیچ و تاب کھا رہے تھے پس ارکان حکومت اس سے تنگ ہو گئے اور بار بار اس کے بارے میں شکایتیں ہونے لگیں اور سلطان نے اسے پکڑ کر غساسہ کی جانب بھیج دیا وہ وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر ۷۷۵ھ کے آخر میں ماہر قر چلا گیا اور ایک مہینے تک وہاں رکا رہا۔

وزیر محمد بن عثمان کے پاس اس کی اطلاعات پہنچتی رہیں، پھر اس نے اس پر احسان کیا اور اس نے اسے مغرب کی جانب آنے اور غساسہ میں ٹھہرنے کی اجازت دی لہٰذا وہ ۷۷۶ھ شروع میں وہاں آیا اور اسکا امیر بن گیا اور اسے حملہ کرنے کی رائے کا پتہ چلا جبکہ وہ جو حسد اپنے چچا زاد کے لئے چھپا کر رکھتا تھا ظاہر ہو گیا سو اس نے ابن الاحمر سے سمندر سے ہٹ کر بات چیت کی اور اس کو تحائف وغیرہ بھیجے تو اس نے اپنے چچا زاد محمد بن عثمان کو لکھا اور اسے راضی کیا کہ وہ اس کی پریشانیوں کو ختم کرنے کے لئے اسے اس کے مقام پر لوٹا دے تو اس نے منع کر دیا۔

ونزمار کی چال:...... اور ونزمار بن عریف نے اسی طرح کی چال چلی تو اس نے ٹھہرنے کی ضد کی اور اس نے اپنے سلطان کو وعدہ خلافی کے لئے رضامند کرنا چاہا تو وہ اس سے خائف ہوگیا اور عرب فوجوں سمیت اس کی جانب جانے کا ارادہ کرلیا سو وہ ۷۷۹ھ میں فاس سے روانہ ہوا اور ابو بکر غازی کو بھی خبر ملی تو اس نے عربوں سے کمک مانگی اور انہیں پہنچنے پر ابھارا پس معقل کے خلاف اس کے پاس پہنچ گئے اور اس نے اپنی دولت کو ان میں بانٹا اور وہ غساسہ سے روانہ ہوا اور اس نے اپنے آپ کو ان کے درمیان ڈال دیا اور اس نے کچھ مسافروں کی جانب جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے سلطان ابوالحسن کے ایک بیٹے کے ساتھ اس کی مشابہت کی وجہ سے امیر بنالیا سلطان اس کی جانب گیا۔

اور تازا میں ٹھہرا اور عرب قبائل بنی مرین کی افواج کے آگے بھاگ گئے اور ابن غازی نے ان کے ہمراہ اپنی جان بچائی پھر ونزمار ابن عریف نے اختلاف کے متعلق سلطان کی بات ماننے کے بارے میں بات چیت کی تو اس بیٹے نے اسے مان لیا اور اس نے اس کو بادشاہ کے تخت تک پہنچا دیا اور سلطان نے اس کو حفاظت کے ساتھ فاس کی جانب روانہ کروا دیا جہاں سے قید کر رہا گیا۔ فوج کے جیش دستے ملویہ میں ٹھہرے جس سے تلمسان کا حاکم ڈر گیا۔

لہٰذا اس نے اپنی برادری اور اسمبلی کے بڑے لوگوں کو سلطان کے پاس ملاطفت کرتے ہوئے بھیجا تو اس نے اس کی بات قبول کر لی اور مصالحت پر آمادہ ہوگیا اور اپنا لکھا ہوا عہد اور رسالہ اس کی طرف بھیجا اور عمال کو ان مضافات میں ٹیکس جمع کرنے کے لئے بھیجا اور اپنے دارالخلافے کی جانب لوٹ آیا تو ان مضافات میں سے اس کے لئے اتنا ٹیکس اکٹھا کیا جس سے وہ خوش ہوگیا اور جب وہ اپنے دارالخلافے میں آیا۔

ابوبکر بن غازی کا قتل:...... تو اس نے ابوبکر بن غازی کے قتل کے متعلق اپنا فیصلہ صادر فرمایا سو اسے اس کے قید خانے میں نیزہ مار مار کر قتل کردیا گیا اور سلطان کی امارت منظم ہوگئی۔

مراکش کے حاکم کے ساتھ معاہدہ:...... اور اس نے امیر عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس حاکم مراکش کے ساتھ پکا معاہدہ کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو اور حاکم اندلس کو ہدایا بھیجے ان میں مغرب کا عامل بھی شامل تھا اور اس نے خوشی اور رشک کیا اور ۷۸۱ھ کے آخر تک جس وقت کہ ہم یہ تصنیف کر رہے ہیں وہ اسی حال پر قائم تھے۔

فصل:

حاکم مراکش عبدالرحمٰن اور حاکم فاس سلطان ابوالعباس کے درمیان اتحاد کے خاتمے اور عبدالرحمٰن کے ازمور پر قبضہ کرنے اور اس کے کارندے حسون بن علی کے قتل ہونے کے حالات

امیر بنی ورتاجن اور شیخ بنی ویغلا میں سے علی بن عمران اس وقت امیر عبدالرحمٰن کے پاس آگیا تھا جب وہ اندلس آگیا تھا اور اس نے تازا پر قبضہ کرلیا تھا پھر اس نے اسے سلطان ابوالعباس کے ساتھ جدید شہر کی طرف پیشقدمی کے لئے روانہ کردیا جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ کر چکے ہیں۔ وہ اس کے کارندوں کے ساتھ مراکش پہنچا اور وہ مشیر اور صاحب مرتبہ آدمی تھا اور پھر اس نے قبائل مصامدہ میں سے شیخ جاجہ خالد بن ابراہیم کے پاس جو کہ مراکش اور سوس کے درمیان مقیم تھے سفر کیا اور ادھر علی بن نے وزیر ابن غازی کے خلاف بغاوت کردی جو سلطان عبدالعزیز کے بعد خودمختار بن گیا تھا اور سوس کے علاقے کی طرف چلا گیا تھا اور وہ شیخ جاجہ خالد بن ابراہیم کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

اس کے بہت سے مال اور اونٹنیاں چھین لیں اور وہ اپنی پناہ گاہ سوس چلا گیا اس پر وہ خالد سے غصے ہوگیا پھر جب امیر عبدالرحمٰن اندلس سے سوس آیا تو اس نے معقل کے شیوخ کو اس کے خلاف اکسایا کیونکہ وہ اس سے ملنا چاہتا تھا پس وہ جماعت اس کے پاس گئی اور وہ ان کے ساتھ ان کے قبائل

کی طرف آ گیا اور ان کے ساتھ مقیم ہو گیا حالانکہ وہ امیر عبدالرحمٰن کی اطاعت اور دعوت سے وابستہ تھا بالآخر وہ اس سے سلطان ابوالعباس کے ساتھ اس کے جدید شہر کے محاصرے کے درمیان مل گیا۔

سلطان کا جدید شہر کو فتح کرنا: ..... جب سلطان نے جدید شہر کو ۷۶ءھ کے آغاز میں فتح کیا اور اس نے وہاں ان کی حکومت پر قابض ہو گیا اور حسب معاہدہ عبدالرحمٰن مراکش چلا گیا اور علی بن عمر بھی امیر عبدالرحمٰن کے کارندوں میں شامل ہو کر مراکش چلا گیا تو اس نے اس کے ساتھی خالد کے قتل کی اجازت اس سے طلب کی مگر اس نے اسے اجازت نہ دی تو اس بات نے اسے برانگیختہ کر دیا۔

اور اس نے اس کے خلاف دل میں کینہ پوشیدہ رکھا اور کچھ دنوں کے بعد کسی حکومتی امر کے سلسلے میں جبل دریکہ پر گیا اس کے پوتے عامر کو خالد کے قتل کی اجازت دی تو اس نے اسے بیرون مراکش قتل کر دیا اور اس کا دادا علی بن عمر دریکہ میں تھا پس امیر عبدالرحمٰن نے اس سے تلطف کیا اور نرمی اور مہربانی کے ساتھ اس سے مراسلت کی پھر خود اس کے پاس گیا اور دوستی کرنا چاہی اور اسے لے کر مراکش پہنچا اور کئی روز تک اور کئی روز تک اس کے ساتھ مقیم رہا پھر اسے شک ہوا اور ازمور روانہ ہو گیا ان دنوں وہاں کا عامل حسون بن علی الصبیحی تھا پس اس نے اسے مراکش کی تابعداری پر حملہ کرنے پر اکسایا اور سب کے سب صنہاجہ کی عملداری کی طرف چلے گئے اور امیر عبدالرحمٰن نے اپنی حکومت کے معتزز اور اپنے عمزاد عبدالکریم بن عیسیٰ بن سلیمان بن منصور بن ابی مالک عبدالواد بن یعقوب بن عبدالحق کو اس کی مدافعت کے لئے بھیجا تو وہ لشکر لے کر نکلا اور امیر عبدالرحمٰن کا غلام منصور بھی ہمراہ تھا انہوں نے علی بن عمر کی طرف پیشقدمی کی اور جنگ کی اور شکست دے کر اس کے علاقے پر قابض ہو گیا اور وہ ازمور چلا گیا۔

پھر وہ اور حسون بن علی، سلطان کے پاس فاس گئے اور اس اثناء میں دونوں سلطانوں کے درمیان مراسلت ہوئی اور دونوں کے درمیان صلح ہو گئی علی بن عمر فاس میں رک گیا اور حسون بن علی اپنی حکومت ازمور میں واپس آ گیا لیکن پھر دونوں سلطانوں کے درمیان حالات بگڑ گئے اور محمد بن یعقوب بن حسان الصبیحی کی اولاد میں سے دو بھائی امیر عبدالرحمٰن کے پاس تھے اور وہ علی اور احمد تھے جو فساد اور بغاوت کے جرثومے تھے اور ان میں سے بڑے پر علی بن یعقوب بن علی بن فساد نے حملہ کیا اور قتل کر دیا۔

اور اس کے بھائی موسیٰ نے سلطان سے مدد طلب کی تو اس نے اسے مدد دی اور اجازت دی کہ وہ اس سے اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ لے اس نے اسے قتل کر دیا۔ پس اس سے علی کا بھائی احمد نکلا اور موسیٰ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ بالآخر موسیٰ نے بنی ونکاس کے سردار اور امیر عبدالرحمٰن کے داماد بن یعقوب بن موسیٰ بن سیدالناس سے پناہ طلب کی اور کئی روز تک اس کی پناہ میں رہا پھر ازمور بھاگ گیا پس فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی۔

امیر عبدالرحمٰن کا ازمور پر حملہ: ..... اور امیر عبدالرحمٰن نے ازمور پر حملہ کیا اور حسون بن علی اپنا دفاع نہ کر سکا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اسے قتل کر دیا اور ازمور کو لوٹ لیا اور سلطان کو فاس میں اطلاع ملی تو وہ اپنی فوجوں کے ساتھ اٹھا اور سلا تک آ پہنچا اور عبدالرحمٰن مراکش کی طرف واپس آیا اور سلطان نے اس کے تعاقب کیا اور مراکش کی طرف کے قلعہ اکلیم میں اترا اور تقریباً تین ماہ تک وہاں مقیم رہا۔

اور ان کے درمیان جنگ جاری رہی پھر اس نے دونوں سلطانوں کے درمیان صلح کی کوشش کی تو انہوں نے پہلے مملکت کی حدود پر صلح کی اور حاکم فاس ملک واپس آ گیا اور حسن بن یحییٰ بن حسون صنہاجہ کو ازمور کی سرحد کا عامل بنا کر بھیجا تو وہ وہاں ٹھہرا اور اس کے آباؤ اجداد کی اصل صنہاجہ سے تھی جو وطن ازمور کے باشندے تھے۔

اور اس نے بنی مرین کی خدمت میں حکومت کے آغاز میں ہی سبقت حاصل کر لی تھی اور اس کا باپ یحییٰ، سلطان ابوالحسن کی حکومت میں ازمور وغیرہ میں ٹیکس وصولی کا عامل تھا جو تونس میں جب کہ سلطان وہاں مقیم تھا اس کی خدمت میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے کو چھوڑا جو اس کا قسم کے کاموں پر عامل کیا گیا اور ان میں سے یہ حسن، الجند یہ آ گیا اور اس کا لباس پہن لیا اور اس کے مناسب حال حکومت میں عمل کرنے لگا۔

اور جب شروع شروع میں سلطان ابوالعباس کی طنجہ میں بیعت ہوئی تو اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ان دنوں یہ قصر کبیر میں عامل تھا اور اس مشن میں شامل ہو گیا اور اس کا کارندوں میں شامل ہو گیا اور ختم میں اس کے ساتھ حاضر ہوا اور اس نے اسے السیف کی سرحدوں پر عامل مقرر کیا یہاں تک کہ اس نے اسے ازمور کی ولایت سپرد کر دی پس اس نے اس کا انتظام سنبھال لیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

صبیحوں کے حالات: ......ان کے آباؤ اجداد کے حالات یہ ہیں کہ ان کا دادا حسان قبائل سوید میں سے قبیلہ صبیح سے تعلق رکھتے تھے اور جب بنی الواد کا عبداللہ بن کندور الکی تونس سے آیا تھا تو یہ اس کے ہمراہ آیا تھا اور سلطان عبدالحق کے پاس جا کر اس سے ملا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حسان اس کے اونٹوں کا چرواہا تھا پس جب عبداللہ بن کندوز کی نگرانی میں دے دیا۔

پس اس نے ان کے لئے چراوہوں کو جمع کیا اور دونوں چرواہوں کا سردار حسان الصبیحی تھا اور وہ ان اونٹوں کے بارے میں سلطان سے ملا کرتا تھا اور اس کے سامنے اپنی مہم جوئی کو بیان کرتا تھا پس خوش قسمتی سے راز داری کا شرف حاصل ہوا یہاں تک کہ وہ باعزت اور بامرتبہ ہو گیا اور انہوں نے حکومت کی سرپرستی میں پرورش پائی اور ریاستوں میں عملداری بھی شروع کر دی اور جماعتوں میں بے نظیر ہو گئے اور ہمیشہ ہی ان کی حکومت ان میں توارث سے اس دور تک ان میں منقسم رہی۔

یہاں تک کہ وہ دوسری ریاستون مین بھی دخل اندازی کرنے لگے اور علی، یعقوب اور طلحہ وغیرہ، حسان کے بیٹے تھے اور اس حسان سے اس کے بیٹوں میں متفرق قبائل ہو گئے اور وہ اس دور تک حکومت مین ان کا عمل دخل ہے حالانکہ ان کے آباؤ اجداد کو شاویہ کی حکومت اور سلطان کی سواریوں اور ان اونٹوں کی رکھوالی۔ پر مامور تھے جن پر بار برداری کی جاتی تھی اور انہیں حکومت میں کثرت، تعداد اور عزت حاصل تھی۔

فصل:

حاکم فاس اور حاکم مراکش کے درمیان تعلقات کا بگاڑ اور حاکم فاس کا اس کا محاصرہ کرنے اور پھر دونوں کا دوبارہ صلح کرنے کے حالات

صلح پا جانے کے بعد جب سلطان فاس کی طرف لوٹا تو امیر عبدالرحمٰن نے مطالبہ کیا کہ وہ صنہاجہ اور وکالہ کی عملداری کو اس کے حدود مملکت میں شامل کرے اور سلطان نے حسن بن یحیٰی کو جو ازمور اور اس کی دخل اندازی کا عامل تھا لکھا کہ وہ اس کے پاس آئے اور اس کے راستوں کو بند کر دے اور حسن بن یحیٰی حکومت پر احسان کرنے والا تھا۔

پس جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کے خلاف قدم اٹھانے کی سازش کی اور یہ کہ وہ اس کے زیر اثر علاقوں پر قبضہ کرے نتیجتاً امیر عبدالرحمٰن کی اپنے معاملے میں قوت بڑھ گئی اور وہ حاکم فاس کو ورغلانے لگا کہ دونوں حکومتوں کے درمیان حد فاصل ہونی چاہیے مگر حاکم فاس اس مطالبے سے مسلسل انکار کرتا رہا چنانچہ امیر عبدالرحمٰن مراکش سے اٹھا اور حسن بن یحیٰی اس اطاعت و فرمانبرداری کرنے لگا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے اپنے غلام منصور کو لشکر کے ساتھ انفاء کی طرف بھیجا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے عیان، قاضی اور والی سے مطالبہ کیا۔

ادھر سلطان کو بھی اس کی اطلاع پہنچ گئی تو وہ فاس سے اپنے لشکر کے ساتھ اٹھا اور سلا تک پہنچ گیا تو منصور اسے چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے آقا عبدالرحمٰن کے پاس پہنچا پھر وہ ازمور سے مراکش چلا گیا لیکن سلطان اس کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ وہ وادی کے پل تک پہنچ گیا جو شہر سے حدف تیر کے فاصلہ پر تھا اور اس نے پانچ ماہ تک محاصرہ کیئے رکھا۔

حاکم اندلس کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنے دوست وزیر ابوالقاسم الحکیم الرندی کو دونوں کے درمیان مصالحت کروانے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے اس شرط پر صلح کی کہ سلطان اس سے بنی مرین کے امیر عبدالرحمٰن وغیرہ کی اولاد کو بطور ضمانت مانگے جو اسے چھوڑ گئے تھے اور محمد بن یعقوب الصبیحی راستے میں عبدالرحمٰن کے غلام سے ملا جسے زبردستی سلطان کے پاس لایا گیا اس طرح آنے والوں میں بنی ونکاس کا سردار یعقوب بن موسےٰ بن سید الناس اور ابوبکر بن رحو بن حسن بن علی بن ابی الطلاق اور محمد بن مسعود الا اور زیان بن عمر بن علی الطاسی اور دیگر مشاہیر شامل تھے یہ سلا میں سلطان کے پاس پہنچے تو اس نے ان کی عزت افزائی کی اور واپس فاس کوچ کر گیا۔

فصل:

شیخ الساکرہ علی بن زکریا کا امیر عبدالرحمٰن کے خلاف بغاوت کرنے اور سلطان کا اس کے غلام منصور پر حملہ کرنے اور امیر عبدالرحمٰن کے قتل ہونے کے حالات

جب سلطان فاس واپس آیا اور امیر عبدالرحمٰن کی حکومت میں ٹوٹ پھوٹ کے آثار نمایاں ہوئے اور لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تو اس نے فوجوں پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا اور شہر کو مضبوط کرنے اور قصبہ کے اردگرد بلند فصیلیں بنانے اور خندقیں کھودنے کا حکم جاری کیا نتیجتاً اس کی حکومت کا انتشار پوشیدہ رہا اور علی بن الساکرہ کا شیخ اور مصامدہ کا سردار تھا۔

اور جب سے وہ مراکش آیا تھا اس کی دعوت میں شامل تھا اس نے حاکم فاس کے ساتھ اپنے معاملے کا فیصلہ کیا اور اپنی اطاعت کا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا پر اس نے امیر عبدالرحمٰن کے خلاف بغاوت کر دی اور سلطان کی زیر نگرانی ہو گیا اور امیر عبدالرحمٰن نے اس کی طرف اپنے غلام کو دوستی کرنے کے لئے بھیجا لیکن اس نے اس کے راستے میں اپنے معتمد خواص میں سے ایک آدمی گھات لگانے کے لئے کھڑا کر دیا جس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو فاس بھیج دیا۔

سلطان کا مراکش پر حملہ کرنا:......بعد ازاں سلطان نے اپنی فوجوں کے ساتھ مراکش پر حملہ کیا اور امیر عبدالرحمٰن نے قبضہ میں پناہ لے لی اور اس نے فصیلوں کے اسے شہر سے الگ کر دیا تھا اور وہاں خندق بنائی تھیں چنانچہ سلطان نے شہر پر قبضہ کر لیا اور اس نے قصبہ کی پہاڑ سمت میں اپنے جانثاروں کو مقرر کر دیا اور آلہ نصب کر دیئے اور شہر کی سمت سے اس کے اردگرد دیوار بنا دی اور نو ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور صبح و شام اس سے جنگ کرتا رہا اور احمد بن محمد الصبیحی ان لوگوں میں سے تھا۔

جنہوں نے اس سے جنگ کرنے کے لئے مورچے بنائے تھے پس اس نے بغاوت کرنے کا عزم کیا اور سلطان سے غداری کرنے اور اس پر حمل کرنے کا فیصلہ کیا لیکن یہ خبر سلطان تک پہلے ہی پہنچی تو اس نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور سلطان نے اپنے عملداری میں امداد کا حکم نافذ کیا نتیجتاً پر محبت سے فوجیں جمع ہونے لگیں اور حاکم اندلس نے بھی اسے فوجی امداد بھیجی پھر امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ جنگ اور محاصرے سخت ہو گیا تو خوراک ختم ہو گئی اور اس کے ساتھیوں کو اپنی موت کا یقین ہو گیا اور انہیں اپنی جانوں کی فکر پڑ گئی اور اس کا وزیر محمد بن عمر شیخ الساکرہ والمصامدہ سلطان ابوالحسن اور اس کے بیٹے کے عہد کی خاطر اسے چھوڑ کر بھاگ گئے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

وزیر محمد بن عمر کا سلطان ابوالحسن کے پاس جانا:......اس طرح جب یہ پریشان ہو کر سلطان کے پاس پہنچا اور اسے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ پریشان ہو کر آیا ہے تو اس نے اسے پکڑ کر قید کر دیا اور اس کے حواری امیر عبدالرحمٰن سے علیحدہ ہو گئے اور سلطان کی طرف دوڑتے ہوئے فصیلوں سے اتر آئے وہ اپنے قصبہ میں اکیلا رہ گیا اور اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو موت قبول کرنے پر آمادہ کرتے ہوئے رات گزاری اور وہ دونوں ابو عامر اور سلیم تھے۔

دوسرے روز سلطان فوج کے ساتھ قصبہ آیا اور اس میں اپنے ہر اول دستے کے ساتھ وہاں داخل ہو گیا امیر عبدالرحمٰن اور اس کے دونوں بیٹے انہیں میدان میں ملے جو ان کے گھروں کے دروازوں کے درمیان میں تھا پس انہوں نے ان کا مقابلہ کیا اور جس میں اس کے دونوں بیٹے مارے گئے ان کو علی بن ادریس الرشالقتی اور زیان بن عمر ابو طاسی نے قتل کیا اور زیان لمبا عرصہ تک ان کے ہاتھوں سے نعمتیں حاصل کرتا رہا اور ان کی خواہش و مرتبہ میں تکبر سے اپنا دامن کھینچتا رہا پس کفران نعمت اور برے بدلے کی مثال بن کر چلا گیا اور اللہ کسی پر بھی ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔

یہ واقعہ مراکش پر اس کی امارت کے دسویں سال جمادی الآخرہ ۸۴ے ھ میں ہوا پھر سلطان واپس فاس کی طرف آ گیا اور اس نے مغرب کے بقیہ مضافات پر بھی قبضہ کر لیا اور اپنے دشمن پر فتح یاب ہوا اور جھگڑا کرنے والوں کو اپنے ملک سے دور کر دیا واللہ اعلم۔

فصل:

سلطان کی غیر حاضری میں ابو علی کے بیٹوں اور ابو تاشفین بن ابی حمو حاکم تلمسان کی خواہش پر عربوں کے مغرب پر حملہ کرنے اور ابو حمو کے ان کے پیچھے آنے کے حالات

معقل عرب میں سے اولاد حسین، سلطان کے مراکش روانہ ہونے سے قبل اس کے مخالف تھے اور ان کا شیخ یوسف بن علی غانم تھا، اس کے اور حکومت کے نگران وزیر محمد بن عثمان کے درمیان نفرت وعداوت پیدا ہو گیا اس لئے اس نے سجلماسہ کی طرف اپنی فوجیں بھیجی وہاں اس کی جو ملاک وجاگیر تھیں ان کو اس نے برباد کر دیا اور وہ باقی ہو کر صحرا میں قیام پذیر ہو گیا۔

پس جب سلطان نے مراکش میں امیر عبدالرحمٰن کا محاصرہ کر لیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی تو اس نے اسے اپنے چچا منصور کے بیٹے ابو العشائر کو یوسف بن علی اور اس کی قوم کی طرف بھیجا تاکہ اس سے مغرب پر حملہ کروائیں اور سلطان کو اس کے محاصرہ سے روکیں چنانچہ وہ اس کام کے لئے عازم سفر ہوا اور جب یوسف کے پاس پہنچا تو وہ اسے اس مقصد کے لئے سلطان ابو حمو سے کمک مانگنے کے لئے تلمسان لے گیا۔

کیونکہ اس کے اور امیر عبدالرحمٰن کے درمیان معاہدہ ہو چکا تھا پھر ابو حمو نے اپنے بیٹے تاشفین کو ان کے ساتھ کچھ فوج دے کر بھیجا اور خود بقیہ لوگوں کے ساتھ اس کے پیچھے چلا اور ابو تاشفین اور ابو العشائر، عرب قبائل کی طرف گئے اور احواز مکناسہ میں داخل ہوئے اور وہاں فساد برپا کیا۔

سلطان نے اپنے مراکش کے سفر کی بناء پر اپنے دار الخلافے فاس پر علی بن مہدی العسکری کو فوج کے ایک دستے کے ساتھ قائم مقام بنایا اور اس نے سوید کے شیخ اور حکومت کے دوست جو قبائل ملوتیہ میں مقیم تھا ونزمار بن عریف سے مدد طلب کی جس نے معقل عربوں کے درمیان صلح کروادی اور اس نے ان میں سے العمارز اور المنبات سے دوستی کرنا چاہی جو کہ احلاف تھے اس لئے وہ علی بن مہدی سے مل گئی اور وہ مکناسہ کے گردونواح میں دشمن کی مدافعت کے لئے گئے۔

لیکن انہوں نے ان کو اس مقصد سے روکا اور ملک میں داخل نہیں ہونے دیا اور انہوں نے کئی روز تک ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ابو حمو ایک فوج کے ساتھ تازی گیا اور سات ماہ تک اس کا محاصرہ کیا اور اس نے بادشاہ کے محل اور اس کی مسجد کو جو قصر تازورت کے نام سے مشہور تھی برباد کر دیا اور اسی اثناء میں کہ مراکش کی فتح اور امیر عبدالرحمٰن کے قتل کی یقینی خبر پہنچ گئی تو وہ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور اولاد ابو العشائر، ابو تاشفین اور عرب الاحلاف ان کی اتباع میں نکلے لیکن ابو حمو تلمسان کی طرف لوٹتے ہوئے تازی سے بھاگ گیا اور بطویہ کے نواح میں قصر ونزمار کے پاس سے گزرا جو المردہ کے نام سے مشہور ہے تو اس نے اسے منہدم کر دیا اور سلطان فاس پہنچ گیا اور اسے مکمل فتح حاصل ہو گئی یہاں تک کہ وہ ہوا جیسے ہم بیان کریں گے انشاء اللہ۔

فصل:

سلطان کے تلمسان پر حملہ کر کے اسے فتح کرنے اور اسے برباد کرنے کے حالات

جب سلطان کو عربوں اور ابو حمو کے کرتوت جو انہوں نے نے مغرب میں کئے کی خبر پہنچی تو اس خبر نے اس کو اس کے اعمال سے غافل نہ کیا اور اس نے ابو حمو کے فعل پر ناراضگی کا اظہار کیا کہ اس نے بلا سبب اپنا عہد توڑ دیا ہے پس جب وہ اپنے دار الخلافے فاس میں پہنچا تو چند روز آرام کر کے تلمسان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور حسب دستور اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا تا دریرت پہنچ گیا۔

جب یہ اطلاع ابو حمو کو ملی تو وہ بیقرار پریشان ہو گیا اور اس نے محاصرے کا عزم کیا اور اہل شہر کو اس بات پر متفق کیا اور وہ اس بات کے لئے تیار

ہو گئے پھر وہ ایک شب اپنے بیٹوں، اہل خانہ اور خواص کے ساتھ نکل کیا اور صفصف میں خیمہ زن ہو گیا اہل شہر میں چند لوگ اپنے اہل شہر میں چندلوگ اپنے اہل وعیال اور بیٹوں کے ساتھ اس سے ہم خیال ہو کر اور فوجوں کے حملے کے عیب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اس کے پہلے چلے آئے مگر اس بات نے اسے اس ارادے سے نہ روکا وہ بطحاء چلا گیا پھر اس نے بلاد مغراوہ کا قصد کیا اور شلف کے قریب بنی بوسعید میں اترا اور اپنے چھوٹے بچوں اور اہل وعیال کو تاجموت کے قلعے میں اتارا اس طرح سلطان نے تلمسان آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور کئی روز تک اس میں قیام کیا پھر اس نے اپنے دوست ونزمار کے ابھارنے پر اس کی فصلیں اور بادشاہ کے محلات برباد کر دیئے اور یہ سب کچھ اس نے ابوحمو کے فعل کے بدلے میں کیا کیونکہ اس نے تصر تازورت اور قلعہ برباد کر دیا تھا۔

پھر وہ ابوحمو کے تعاقب میں تلمسان سے نکلا اور ایک دن کی مسافت پر قیام پذیر ہوا جہاں سے اپنے چچا کے بیٹے سلطان موسیٰ بن ابی عنان کے اندلس سے مغرب کی طرف جانے کی اطلاع ملی اور یہ کہ اس نے دارالخلافے کا قصد کر لیا ہے چنانچہ سلطان پلٹا اور تیزی کے ساتھ مغرب واپس آ گیا جیسا کہ ہم آگے کے حالات میں درج کریں گے اور ابوحمو تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور وہاں اپنے ملک واپس آ کر ٹھہر گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

فصل:

سلطان موسیٰ بن سلطان ابوعنان کے اندلس سے مغرب کی طرف جانے اور بادشاہت پر قابض ہونے اور اپنے چچازاد سلطان ابوالعباس پر فتح پانے اور اُسے اندلس کی طرف بھگانے کے حالات کا بیان

قبل ازیں بیان ہو چکا کہ سلطان محمد بن الاحمر مخلوع کو حاکم مغرب سلطان ابوالعباس بن ابی سالم کی حکومت میں مکمل اختیارات حاصل تھے کیونکہ مشورہ سے محمد بن عثمان نے اس کی بیعت کی تھی حالانکہ وہ طنجہ میں قید تھا پھر اس وجہ سے کہ اس نے اموال وافواج کی بدولت اس کی امارت تک میں اسے مدد دی تھی اور جدید شہر پر قابض ہو گیا تھا جو کہ اس کے حالات کے آغاز میں بیان ہو چکا ہے پھر اسے ان نمائندگان القرابۃ پر غلبہ حاصل تھا جو طنجہ میں سلطان ابوالعباس کے ساتھ جو سلطان ابوالحسن کی اولاد میں سے ابوعنان، ابوسالم، فضل ابوعامر اور ابوعبدالرحمٰن وغیرہ کے بیٹے تھے قید میں تھے اور انہوں نے اپنے قید خانے میں متفقہ یہ عہد کیا تھا کہ ان میں سے جس کو بھی اللہ نے بادشاہت عطا کی وہ انہیں قید سے نکلوا کر اندلس لیجائے گا۔

جب سلطان ابوالعباس کی بیعت ہوئی تو اس نے ان سے اس عہد کو پورا کیا اور انہیں اندلس بھجوا دیا تو وہ سلطان ابن الاحمر کے ہاں پہنچے اور ان کی خوب پذیرائی ہوئی اس نے انہیں الحمراء میں اپنے شاہی محلات میں ٹھہرایا، سواریاں عطا کیں اور عطایات سے نوازا ان کے وظائف و تنخواہوں میں اضافہ کر دیا اس طرح وہاں بہت آرام وسکون سے زندگی بسر کرنے لے اور انہوں نے موقع ملتے ہی بادشاہت پر قبضہ کر لیا۔ اس کے وزیر محمد بن عثمان کو اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا اس لئے وہ اپنے اعراض ومقاصد کے موافق چلتا رہا اور حکومت میں جو چاہتا فیصلہ کرتا یہاں تک کہ بنی مین اور مغرب کے اشیاخ نے سمندر سے پرے ابن الاحمر کا قصبہ کیا اور مغرب اندلس کے ایک عملداری کی مانند ہو گیا۔

تلمسان پر سلطان کا حملہ:......اور جب سلطان نے تلمسان پر حملہ کیا تو انہوں نے اس سے گفت وشنید کی اور مغرب کے بارے میں وصیت کی اور محمد بن عثمان نے اپنے دارالخلافے میں اپنے کاتب محمد بن الحسن کو چھوڑا جو بجایہ کے موحدین کے بقیہ پیروکاروں سے اس کے نزدیک باادب تھے اس لئے اس نے اسے چن لیا اور اسے ترقی دی اور اپنے اس سفر کے دوران اسے دارالخلافے میں اپنا نائب مقرر کیا پس جب وہ سلطان تلمسان پہنچا جس میں اسے فتح حاصل ہوئی تھی تو اس نے عبو بن قاسم سرداری کی اولاد میں سے ایک شیطان صفت شخص کے ہاتھ جس کا نام عبدالواحد بن محمد بن عبو تھا جوان کے گھر رہتا تھا، فتح کی خبر لکھ کر سلطان ابن الاحمر کو بھجوائی اور اپنے آپ کو ان عظیم کاموں کی طرف جن کا وہ اہل نہ تھا مائل کرتا تھا اور اس وجہ سے

حکومت کی تاک میں رہتا تھا اور ابن الاحمر اپنی مانی کی وجہ سے بعض اوقات پر ان اعتماد کرتا تھا۔

کیونکہ جب وہ کسی معاملے میں سازش یا مخالفت کے سوا کوئی راستہ نہیں دیکھتا تو اس میں سستی کرتے تھے پس وہ اس وجہ سے ان سے حسن سلوک کرتا تھا پس جب یہ عبدالواحد اس کے پاس فتح کی خبر لے کر آیا اور اسے واقعہ سنایا تو اس نے اسے باور کرایا کہ اہل حکومت اپنے سلطان کے بارے میں پریشان ہیں اور اگر انہیں طاقت حاصل ہو تو وہ اسے بدلنا چاہتے ہیں اور اس نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے اسے اشارہ کیا کہ وہ مغرب کو تمام محافظوں سے پاک صحرو ہے اور یہ دارالخلافے میں محض ایک شہری کا تب ہے جو بہترین مدافعت نہیں کر سکتا اور اس سے زیادہ جانتا ہے چنانچہ ابن الاحمر نے اس کو موقع غنیمت جانا اور معتمد خاص میں سے موسیٰ بن سلطان ابوعنان کو تیار کیا اور مسعود بن رحو بن ماسی کو اس کا وزیر بنایا جس کو مرین کے وزراء کے بقیے سے اور بنی خودود کے حلیفوں میں سبقت حاصل تھی اور قبل ازیں اسے امیر عبدالرحمٰن بن ابی یفلوس وزیر بنا کر بھیجا جب وہ ابوبکر بن غازی کے خودمختار ہونے کے زمانے میں مغرب چلا گیا تھا اور اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ جدید شہر کا محاصرہ ہو گیا اور سلطان ابوالعباس نے اس پر قبضہ کر لیا۔

عبدالرحمٰن کی مراکش کو روانگی:...... جب عبدالرحمٰن مراکش کی طرف گیا تو مسعود نے اس سے اندلس جانے کی اجازت طلب کی تو اسے اس نے اجازت دے دی وہ اسے چھوڑ کر فاس آ گیا پھر اس نے فاس چھوڑ کر سب سے دوستی کر لی اور ابن الاحمر پر بھروسہ کرتے ہوئے اندلس چلا گیا جس نے اسے خوش آمدید کہا اور خوب پذیرائی کی، وظیفہ میں اضافہ کیا اور اُسے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اسے اپنے ہم نشینوں کے ساتھ ملایا اور وہ اسی حال میں رہا تا آنکہ اس نے اسے وزیر بنا کر سلطان ابوعنان کے ساتھ مغرب روانہ کیا اور ان دونوں کے ساتھ فوج بھی تھی، پھر وہ کشتی میں سوار ہو کر سبتہ چلا گیا اور اس کے اور اس کے شرفا روسائے شوریٰ کے درمیان تعلق تھا۔

پس انہوں نے سلطان موسیٰ کی دعوت کو قائم کیا اور اسے داخل کیا اور اس کے عامل رحو بن زعیم الکدولی کو پکڑ لیا اور اسے سلطان کے پاس لے آئے پھر اس نے ماہ صفر کی پہلی تاریخ میں ۷۸۶ھ میں سبتہ پر قبضہ کر لیا اور اسے ابن الاحمر کے سپرد کر کے اس کی اطاعت میں داخل کر دیا اور فاس آ گیا اور وہ تھوڑے عرصے میں وہاں پہنچ گیا اور دارالخلافہ کا گھیراؤ کر لیا اور عوام نے اس پر اتفاق کر لیا اور الدلیس، محمد بن حسن کے پاس گیا تو اس نے اس کی اطاعت میں جلدی کی اور سلطان دارالخلافہ آ گیا اور اسی وقت اسے پکڑ لیا اور ربیع الاول ۷۸۶ھ کا واقعہ ہے اور لوگ ہر جانب سے اس کی اطاعت میں آ گئے تلمسان کے نواح میں سلطان ابوالعباس کو اس کی خبر پہنچی کہ سلطان موسیٰ، سبتہ میں آیا ہے اور اس نے علی بن منصور کو جو کہ اس کے دروازے کے نصاریٰ سپاہیوں کا ترجمان تھا ان کی ایک جماعت کے ساتھ تیار کیا اور انہیں دارالخلافے کے لئے نگران بنا کر بھیجا پھر وہ تیار ہو کر تازا پہنچے اور انہیں اس کی فتح کی خبر پہنچی اور وہ وہاں ٹھہر گئے۔

سلطان کی فاس کو روانگی:...... سلطان تیزی سے فاس گیا جہاں اسے تاوریرت میں اس کی فتح کی خبر ملی تو وہ ملویہ آیا اور مغرب سے سجلماسہ جانے یا مغرب جانے کے بارے میں اپنی رائے میں تردد ہوا پھر اس نے اپنا ارادہ مضبوط کیا اور تازا میں اُترا جہاں چار ماہ مقیم رہا اور وہاں سے الرکن کی طرف آیا اور اس اثناء میں اس کے اہل حکومت نے اس کے خلاف بغاوت کی سازش کرنے لگے اور اس کے چچازاد بھائی موسیٰ کی طرف مائل ہونے لگے جو فاس کا متولی تھا اور حسن صبح اس نے الراکن سے روانگی کا ارادہ کیا تو انہوں نے اس کے متعلق افواہ اڑا دی چنانچہ فاس کی طرف آنے والے گروہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اس لئے وہ اپنے پڑاؤ کے لٹنے کے بعد تازا کی طرف واپس آ گیا اور اس کے خیام وخزائن میں آگ بھڑک اٹھی ان دنوں اس کا عامل سلطان ابوالحسن کا غلام الخیر تھا اور محمد بن عثمان حکومت کے دوست ونزمار بن عریف اور معقل کے امرائے مغرب کے پاس چلا گیا اور جب سلطان ابوالعباس تازہ گیا تو اس نے اپنے عمزاد سلطان موسیٰ کو لکھ کر اس کو وہ معاہدہ یاد کروایا جو ان دونوں کے درمیان ہوا تھا۔

سلطان موسیٰ نے اُسے بنی عسکر کی ایک پارٹی کے ساتھ جو اس طرف کے باشندے تھے جلدی سے بلایا اور وہ زکریا بن یحییٰ بن سلیمان اور محمد بن سلیمان داؤد بن عراب تھے اور ان کے ساتھ العباس بن عمر ابوسنائی بھی تھا پس وہ اسے لائے اور اسے فاس باہر حمص کے تالاب پر زاوب میں اترا اور اس نے اسے بیڑیاں ڈال دی پھر اس نے اسے وزیر مسعود بن ماسی کے بھائی عمر بن رحو کے ساتھ اس پر بھروسہ کرتے ہوئے اندلس بھیج دیا اور اس کے بیٹے ابو العباس کو ساتھ رکھا اور ان کے بقیہ لوگوں کو فاس میں چھوڑ دیا اور سبتہ سے سمندر کو پار کیا سلطان ابن الاحمر نے اسے اپنے ملک کے قلعے الحمراء میں اترا اور

اس کی بیڑیاں کھول دیں اس پر بھروسہ کیا اور اس کے وظیفہ میں اضافہ کر دیا تو وہاں کی زیر اثر رہا تا آنکہ وہ حالات پیش آئے جس کا ہم نہ کر کریں گے۔

فصل:

وزیر محمد بن عثمان کی مصیبت اور اس کا قتل ہونا

وزیر محمد بن عثمان کا نسب محمد بن الکاس سے ہے جو بنی ورتاجن کے بطن سے ہے اور بنو عبدالحق کی حکومت مغرب میں مستحکم ہو گئی تو وہ ان میں سے اس کو وزارت کے منصب عطا کرتے تھے لیکن کبھی کبھی ان کے اور بنی ادریس اور بنی عبداللہ کے درمیان، بغض وعداوت پیدا ہو جاتا تھا اس صورت میں بنی الکاس، سلطان ابوسعد اور اس کے بیٹے ابوالحسنؒ کی حکومت میں مارے گئے پھر سلطان ابوالحسن نے اپنے وزیر یحییٰ بن طلحہ ابن محلی کی وفات کے بعد اس کو تلمسان کے محاصرے کی جگہ پر اپنا وزیر بنایا اور وہ کئی روز تک وزراء کی صف میں رہا اور ۷۴۱ھ جنگ طریف میں شامل ہوا اور شہید ہو گیا۔

اس کے بیٹے ابوبکر نے حکومت کے زیر سایہ حسن کفالت اور وسعت رزق سے فیض یاب ہوتے ہوئے پرورش پائی اور اس کی ماں ام ولد تھی، اور اس کے عمزاد محمد بن عثمان نے اس وزیر کو اس کا جانشین بنایا اور ابوبکر نے اس کی گود میں پرورش پائی۔ وہ اپنے باہ اور بزرگوں کی اولیت کی بناء پر اعلیٰ رتبے کا سمجھا جاتا تھا اور جب یہ جوان ہوا تو حالات نے اسے مزید شہرت عطا کی اور وہ اپنے اعلیٰ مقام کو حاصل کرنے کے لئے ملکوں کا دورہ کیا کرتا رہا یہاں تک کہ سلطان عبدالعزیز نے اسے اپنا بنا لیا جیسا کہ ہم تذکرہ کر چکے ہیں اور اس نے اس کی وزارت کو بہت اچھی نبھایا اور محمد بن عثمان اس کا نائب بن گیا۔

اور جب سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا تو ابوبکر نے اس کے بیٹے سعید کو بادشاہت کے لئے مقرر کیا وہ بچہ تھا اور ابھی اس کے دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے تھے اور اس کی حکومت کے انتشار اور جدید شہر کے محاصرے اور سلطان ابوالعباس کے اس پر غالب آنے کا ہم تذکرہ کر چکے ہیں۔

محمد بن چمان نے سلطان ابوالعباس کی وزارت کو اس پر غالب آ کر سنبھالا اور اس نے امور سلطنت کو اس کے سپرد کر دیا اور خود اپنی مصروفیات میں مشغول ہو گیا۔ پس محمد بن عثمان نے سلطان کی حکومت کے ان امور کو سنبھالا جنہوں نے اسے مشقت میں ڈال دیا تھا تا آنکہ سلطان موسیٰ کا ان کے دارالخلافے پر قبضہ ہو گیا جو پہلے گزر چکا ہے اور بنومرین، سلطان ابوالعباس کی خاطر اس سے علیحدہ ہو گئے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور وہ خود تازا کی طرف چلا آیا پس سلطان اس میں داخل ہو گیا۔ ادھر محمد بن عثمان انہیں چھوڑ کر حکومت کے معاون ونزمار بن عریف کے پاس چلا گیا جو تازا میں مقیم تھا اور اس کی پناہ لی۔

لیکن اس سے بدزبانی اور بدسلوکی سے پیش آیا اور اس سے بے اعتنائی برتی اسلئے وہ ارادہ کر کے معقل عرب کے قبائل المبنات کی طرف چلا گیا جو تازا کے سامنے ان ساتھیوں کی امان میں رہتے ہیں جو اس کے اور شیخ احمد بن عبو کے درمیان تھی جب وہ وہاں پناہ لینے گئے تو اسے دھوکا دیا گیا اور سلطان کو اس کی اطلاع بھیج دی گئی اور اس نے المزوار عبدالواحد بن محمد بن عبو بن قاسم بن رزوق بن بومریطت اور موالی میں سے حسن عونی کے ساتھ اس کی طرف فوج بھیجی تو عرب اس سے الگ ہو گئے اور انہوں نے اس کو ان کے حوالے کر دیا پس وہ اسے لے کر آ گئے اور فاس میں داخل ہوتے وقت اسے رسوا کیا بعد ازاں کئی روز تک قید میں رکھا اور پر اسرار مطالبے کے بعد سخت آزمائش میں ڈالا پھر اسے قید خانے میں بڑی بے دردی سے ذبح کر کے قتل کر دیا۔

فصل:

غمارہ میں عباس بن مقدار کے ہوا دینے پر حسن ابن الناصر کے بغاوت کرنے اور فوجوں کو اس حملہ کرنے کے لئے وزیر ابن ماسی کا بھیجنے کے حالات

جب مغرب میں سلطان موسیٰ بااختیار بادشاہ بن گیا اور مسعود بن ماسی نے اس پر حاوی ہو کر وزارت کا عہدہ سنبھال لیا اور ان کے سلطان ابو

العباس کو اندلس کی طرف ملک بدر کر دیا اور اس نے وزیر محمد بن عثمان کو قتل کرنے اور وزیر کے کارندوں، عزیز دادوں اور راز داروں کے منتشر ہو جانے کے بعد انہوں نے اس سرزمین جانا چاہا اور ان میں سے اس کا بھتیجا عباس بن مقدار اندلس چلا گیا اس نے حسن بن الناصر بن سلطان ابو علی کو وہاں پایا اور وہ حکومت کی جستجو میں اس کی رہائش گاہ پر چلا گیا۔

اور اس نے اس کی رائے کو کہ مغرب کی طرف واپس جا کر وہاں امارت طلب کی جائے نیو ادی پس نتیجہ یہ ہوا اس نے اسے تونس سے نکالا اور وہ صحراؤں کو عبور کرتا اور صعوبتوں کو جھیلتا ہوا جبل غمارہ پہنچ گیا اور اہل الصفیحہ کے ہاں پہنچا تو انہوں نے اس کی آمد ورفت پر تعظیم وتکریم کی اور ان کی دعوت پر اس کے قیام کا اعلان کے اور اس نے عباس بن مقدار کو وزیر بنایا۔

جب مسعود کو یہ خبر ملی تو اس اپنے بھائی مہدی بن ماسی کے ہمراہ ایک فوج بھیجی جس نے کئی روز تک جبل الصفیحہ میں ان کا محاصرہ کئے رکھا اور ان کے سامنے ڈٹ گیا پس وزیر نے دار الخلافے سے مزید فوجوں کو لے کر اس کے محاصرے کے لئے نکلا پھر راستے سے ہی واپس آ گیا کیونکہ دوران سفر ہی سلطان کی وفات کی خبر پہنچ گئی تھی۔

فصل:

سلطان موسیٰ کے انتقال ہونے اور منتصر بن سلطان ابوالعباس کی بیعت ہونے کے حالات

سلطان موسیٰ جب مغرب میں با اختیار بادشاہ بن گیا تو اس نے ابن ماسی کو اپنے اوپر حاوی ہونے کو خطرہ سمجھا اور اس کے راز داروں سے اس پر حملہ کرنے کے بارے میں مہمات کی اور اکثر وہ اس بارے میں اپنے کاتب اور دوست محمد سے جو اس کے کاتب جو باپ کے زمانے میں تھا کا بیٹا تھا اپنے دوست محمد بن ابو عمر سے گفتگو کیا کرتا تھا اور سلطان موسیٰ کے کچھ ہم نشین ساتھی بھی تھے جن کو وہ اپنے بہت سے امور سے آگاہ رکھتا تھا۔ ان میں سے عباس بن عمر بن عثمان ابوسنافی بھی تھا اور وزیر مسعود بن ماسی نے ابو عمر کو اپنی ماں کا قائم مقام بنایا اور اس نے اس کی گود میں پرورش پائی تھی۔ وہ اس کو یہ باتیں گوش انداز کرتا تھا سلطان کی مجلس میں اس کے متعلق ہوتی تھی جس کی بناء پر وزیر سلطان سے منتشر ہو گیا اور اس نے اس سے دوری چاہی اور غمارہ کے منتظم حسن کا معاملہ درپیش آیا تو فوراً نکل کھڑا ہوا اور دار الخلافے پر اپنے بھائی یعیش بن رحو بن ماسی کو قائم مقام بنایا چنانچہ تا آنکہ وہ قصر کبیر ہی تک پہنچا تھا کہ سلطان کے وفات کی خبر ملی۔

اس نے اپنی خلافت کے تین سال اور ایک دن رات کے بعد جمادی الاخری میں وفات پائی اسے ایک مرض لاحق ہو گیا تھا ادھر لوگوں نے وزیر کے بھائی یعیش پر الزام تراشی کی کہ اس نے اسے زہر دیا ہے چنانچہ یعیش نے فوراً اپنے چچا زاد بھائی کو جانشین مقرر کر دیا اور وہ منتصر ابن سلطان ابی العباس تھا اور محل سے وزیر مسعود کے لئے واپس لوٹا اور السبیع نے طبقہ وزراء میں سے محمد بن موسیٰ کو قتل کر دیا اور اس کا اور اس کی قوم کے حالات پہلے گزر چکے ہیں اور اس نے سلطان موسیٰ کے زمانے میں اسے قید کیا تھا اور اس کی وفات کے بعد اسے بڑی بے دردی سے قتل کر دیا اور امور حکومت اپنی خود مختاری پر قائم رہی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

واثق محمد بن ابی الفضل بن سلطان ابی الحسن کی اندلس سے روانگی اور اس کی بیعت کے حالات

وزیر مسعود بن ماسی جب سلطان موسیٰ سے خطرہ محسوس کرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے یحییٰ اور عبد الواحد المز دار کو سلطان ابن الاحمر کی طرف بھیجا کہ وہ اس سے سلطان ابوالعباس کو اس کے ملک کی طرف واپس کرنے کے بارے میں گفت وشنید کریں پس ابن الاحمر اسے قید سے نکال کر جبل الفتح لے آیا اور وہ اسے کنارے کی طرف روانہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ بادشاہ موسیٰ کی وفات کی خبر پہنچ گئی تو وزیر مسعود کے متعلق سازش کی اور یہ کہ وہ واثق

محمد بن ابی الفضل بن سلطان ابوالحسن کو ابن القرابہ سے جو اس کے پاس مقیم ہیں، اس کے پاس بھیجے اور اس نے اسے خود رائی اور رکاوٹ کے لحاظ سے زیادہ قابل سمجھا۔

پس ابن الاحمر نے اس کی یہ آرزو پوری کی اور سلطان کو واپس الحمراء بھیج دیا اور واثق لے کر جبل الفتح پہنچ گیا۔ اس دوران اس کے پاس حکومت کی ایک جماعت پہنچ گئی اور انہوں نے مسعود بن ماسی کے خلاف بغاوت کر کے سبتہ میں سلطان کی ابن الاحمر کا رخ کیا اور وہ یعیش بن علی بن فارس، سیور بن یحییٰ بن عمر الونکاسنی اور احمد بن محمد الصبیحی تھے۔

پھر اس نے واثق کو ان کی طرف اس شرط کے ساتھ بھیجا کہ وہ وزیر کی خدمت میں رہیں گے مغرب کو واپس آ گئے تا آنکہ وہ جبل زرہوں پہنچ گئے اور ان پہاڑوں میں پناہ لی اور جو مزید لوگ ان کی طرح ابن ماسی کے خلاف تھے وہ بھی ان کے پاس جمع ہو گئے اور طلحہ بن زبیر ابورشاحتی سیور بن یحاتن بن عمر الونکاستی، بنی ابی الطلاق سے محمد تونسی اور سلطان کے معلوجی سے نارح بن مہدی کی ماں ان کے مددگار بن گئے اور اس کی اصل بن زیان ملوک تلمسان کے موالی ہیں۔

احمد بن محمد الصبیحی کی آمد:...... جب احمد بن الصبیحی، واثق کے ہمراہ آیا تو وہ اس کے اصحاب پر احسان کرنے لگا اور خود نمائی کا اظہار کرنے لگا کیونکہ خدمت گار فوجوں کا ایک دستہ اس کے پاس تھا جب اہل حکومت اس سے تنگ ہو گئے تو وہ اس سے الگ ہو کر سلطان واثق سے مل گئے اس نے بھی نجابت کا اظہار کیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے سلطان کے خیمہ کے پاس قتل کر دیا اور اس میں بنی مرین کے امیر یعیش بن علی بن فاس الیابائی نے بڑا کردار ادا کیا اور وہ درس عبرت بن گیا اور اس پر آسمان رویا نہ زمین۔ روزق بن بوفریطت جو بنی علی بن زیان کے موالی میں سے تھا جو اہلیان حکومت میں سے شیخ بنی ونکاس اور فوج کا امیر تھا، اس سلطان موسیٰ کے زمانے میں اعلان بغاوت کر دی تھی اور مخالف معقل عرب میں سے اولاد حسین کے قبائل کے پاس چلا گیا تھا۔

اور ان کے شیخ یوسف بن علی بن غانم کے پاس اس عہد کے ساتھ اترا کہ جو دونوں کے ساتھوں کے درمیان مواطن میں ان کے پڑوس کی وجہ سے قائم تھا اور وہ اس مسئلے محمد بن یوسف بن علال بھی اس کا ہمنوا تھا جس کا باپ یوسف سلطان ابوالحسن کے خواص اور اس کی حکومت کے جوانوں میں تھا یہ دونوں وزیر کا خوف کھا کر عربوں سے جا ملے پس جب سلطان واثق آیا تو یہ دونوں اس کے پاس آئے تو ان کے سلطان عزت سے پیش آیا اور ان کو حکومت میں ان کا مقام دیا۔

وزیر مسعود بن ماسی کا فوج کے ساتھ روانہ ہونا:...... اور وزیر مسعود بن ماسی لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا اور جبل مغیلہ میں ان کے قبائل سے پاس گیا اور کئی دن تک جنگ کی اور واثق کے ہمراہ لوگوں سے سازش کی اور ان کے ساتھ لطف کا معاملہ کیا اور مکناسہ ایک فوج روانہ کی جس نے اس کا محاصرہ کیا ان دنوں وہاں عبدالحق بن الحسن بن یوسف ابوتابی موجود تھا اس نے اس سے مدد مانگی اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے اور واثق اور اس کے اصحاب کے درمیان کئی بار خط و کتابت ہوئی کہ وہ اسے امیر مقرر کر دیں اور مقرر کردہ امیر منتصر کو اس کے باپ سلطان ابوالعباس کے پاس اندلس بھیج دیں۔

اس نے واثق کی ایک جماعت کو پکڑ لیا جس میں المز وار عبدالواحد جیسے معززین تھے ان کو قتل دیا اور فارح بن مہدی کو قید کر لیا اور امیر عبدالرحمن کے غلام الخیر کو بھی پکڑ لیا اور اسے اور ان کے دوسرے لوگوں کو بھی مبتلائے مصائب کیا پھر اس نے سلطان موسیٰ کے ہمرازوں کی ایک جماعت کو پکڑا جو اس کے پکڑنے اور اس کے قتل کی سازش کر رہے تھے پس ان کو قید کر دیا اور بعض کو قتل کر دیا اور اندلس کے سپاہیوں اور ان کے قائدین کو بھی پکڑ لیا جو واثق کی مدد کے لئے آئے تھے جو معلوجی ابن الاحمر میں سے تھے اور ان کو قید کر لیا۔

پھر اس نے سلطان موسیٰ بن ابی الفضل بن ابی عمر کے کاتب کو سلطان کی سفارت سے اندلس واپسی میں گرفتار کر لیا اور قید کر لیا اور اس سے پُرا سرار مطالبہ کیا اور اسے چھوڑ دیا بعد ازاں اس نے غمارہ کے جبل الصفیحہ میں ادریس بن موسیٰ بن یوسف الیابائی کے ساتھ سازش کرنے والے حسن بن الناصر کے پاس بھیجا جس نے اس کو ملک کی خیر خواہی اور بیعت کے لئے بلانے بہانے سے دھوکا دیا اور اسے لے کر قید کر دیا پھر اسے اندلس جانے کی اجازت دے دی اور حالات اسی طرح جاری رہے۔

فصل:

وزیر ابن ماسی اور سلطان ابن الاحمر کے مابین جنگ اور سلطان ابوالعباس کی اپنی حکومت کی جستجو میں سبتہ آنے اور اس پر قبضہ کرنے کے حالات

جب وزیر مسعود کو واثق کے بارے میں خبر ملی اور اس نے یہ دیکھا کہ اس نے حکومت سنبھال لی ہے، فتنہ وفساد دور کر دیا ہے اور اس نے حکومت کی عملداریوں میں کوتاہیاں کی ہیں ان کی طرف سے توجہ پھیر کر سبتہ سے اپنے کام کا آغاز کیا ہے اور سلطان موسیٰ نے اپنی پہلی آمد پر اسے ابن الاحمر کو عطا کیا تھا جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے تو اب اس نے وزیر ابن ماسی کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے لطف وکرم سے واپس لے لے تو ابن الاحمر نے اس پر مخالفت کا اظہار کیا اور الگ ہو گیا جس کی وجہ سے فتنہ وفساد پیدا ہوا۔ ابن ماسی نے عباس بن عمر بن عثمان ابوسناتی یحیٰی بن علال بن اصمو داور بنی الاحمر کے امیر محمد بن احمد ابکم کے ہمراہ سبتہ کا محاصرہ کرنے کے لیئے فوجیں بھیجیں، پھر سلطان الشیخ کے گھر سے جوان کی امارت کا آغاز کرنے والا اور ان کی حکومت کو ہموار کرنے والا ہے اور اس سے اشبیلیہ اور مالقہ کے سلطان سے دور رہنے والے بنی اوفونش سے تھے خط وکتابت کی کہ وہ سلطان ابن الاحمر کے چچازاد بھائی محمد بن اسماعیل کو امیر ابکم کے ساتھ ان کی طرف بھیج دیں تا کہ وہ دونوں یکجا ہو کر اندلس پر پیش قدمی کریں چنانچہ وزیر کی فوجوں نے آ کر سبتہ کا محاصرہ کیا اور بزور قوت سبتہ میں داخل ہو گئے۔

اندلس میں جو سپاہی موجود تھے انہوں نے قصبہ میں پناہ لی اور شہر کے وسط میں فریقین کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی اور اہل قصبہ اپنے معاملے کی علامت کے لئے کے پہاڑ پر آگ روشن کر دی تا کہ ابن الاحمر جو مالقہ میں مقیم تھا اسے دیکھ لے۔

بالآخر ابن الاحمر نے ایک بحری بیڑے کو تیار کر کے ان کی جانب بھیجا اور سلطان ابوالعباس نے اس کے مقام الحمراء سے بلایا اور اسے ماہ صفر ۷۸۹ھ میں کشتی میں سوار کر کے قصبہ روانہ کیا۔ وہ دوسرے دن ان کے پاس پہنچ گیا اور اس نے فصیل سے انہیں پکار کر اپنی اطاعت کی دعوت دی پس جب انہوں نے جب اسے دیکھا تو خوف وپریشانی میں مبتلا ہو کر منتشر ہو گئے اس نے ان کے علاقے کو لوٹ لیا تاہم انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور فوج کی اکثریت اور سربراہ طنجہ کی جانب چلے گئے۔

اس طرح سلطان سبتہ پر قابض ہو گیا اور ابن الاحمر نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اس سے دست بردار ہو کر اسے واپس اس کی طرف کر دے چنانچہ وہ اس کی حکومت میں شامل ہو گیا اور وہاں اس کی بیعت مکمل ہوئی اور وہ آنے والے مہمانوں کا انتظام سنبھالتا تھا۔

فصل:

سبتہ سے سلطان ابوالعباس کا اپنی حکومت فاس کو طلب کرنے اور ابن ماسی کا دفاعی تیاری کرنے اور شکست کھا کر واپس آنے کے حالات

جب سلطان نے سبتہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت مکمل ہو گئی تو اس نے حکومت فاس کو حاصل کرنے کا عزم کر لیا۔ ابن الاحمر نے اسے اس بات پر مزید ابھارا اور اس سے امداد کا وعدہ کیا کیونکہ ابن ماسی نے اس کے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ ساز باز کر کے اسے قتل کر دینے کی سازش کی تھی اور پیش ابکم کو بادشاہ بنادیں مشہور ہے کہ ابن الاحمر کے ہم نشینوں میں سے جنہوں نے اس کے ساتھ سازش کی تھی وہ یوسف بن مسعود بلنسی اور محمد بن وزیر ابوالقاسم بن الحکیم الرندی تھے۔

مگر سلطان ابن الاحمر کو اس معاملے کی خبر ہوگئی اور وہ ان دنوں جبل الفتح پر سلطان ابوالعباس کے امور کی نگرانی کر رہا تھا چنانچہ اس نے ان سب کو مع ان کے بھائیوں کے قتل کروادیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ اس کے غلام خالد کی چغلی پر پیش آیا، جو اس کی حکومت کا نگران تھا اور وہ ان سے بغض وعداوت رکھتا تھا پس اس نے یہ بات ان سے مخفی رکھی اور اس کی چغلی ان کے پاس کی۔

پس یہ جان کر ابن الاحمر مسعود بن ماسہ پر غصے سے بھڑک اٹھا اور اس نے سلطان ابوالعباس کو پیغام بھیجا کہ وہ وہ اپنی حکومت فاس کی طلب لے لئے سفر کے لئے تیار ہو جائے اور اس نے سبتہ پر رحو بن زیم علیہ السلام الکروری کو قائم مقام بنایا جو اس سے پہلے عامل تھا جا کا بیان ہو چکا ہے۔ وہ طنجہ کی طرف چلا گیا اور وواثق کی طرف اس کا عامل صالح بن رحوالیالی تھا اور فوجوں کی طرف سے امیر ابکم بھی وہاں موجود تھا اس نے کئی روز اس کا محاصرہ کئے رکھا مگر فتح حاصل نہ ہوئی۔

پھر اس نے وہاں سے فوجیں اکٹھی کر کے اصیلا چلا گیا پس اس کی دعوت میں شامل ہو گیا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا وزیر ابن ماسی اپنے بھائی یعیش کو قائم مقام بنا کر فاس سے فوجوں کو لے کر چلا اور اصیلا پہنچ گیا تو سلطان اصیلا کو چھوڑ کر جبل الصفیحہ کی طرف چلا گیا اور اس کی پناہ لے لی۔

ابن ماسی کا ابوالعباس کا محاصرہ کرنا:..... ابن ماسی جبل الصفیحہ آیا اور اس کے محاصرے کے لئے بڑھا اور طنجہ میں اندلسی تیر اندازوں کو جمع کیا اور وہ ماہ تک صفیحہ میں اس کا محاصرے کر کے رکھا اور معقل عرب میں سے اولاد حسین کا شیخ یوسف بن علی غانم وزیر مسعود کا مخالف اور سلطان ابوالعباس کا حامی وناصر تھا اور وہ اس کے بارے میں ابن الاحمر سے خط وکتابت کرتا رہتا تھا پس جب اس نے اس کے سبتہ پر قابض ہونے اس کی سبتہ پر قابض ہونے اور فاس کی طرف آنے کے متعلق سنا تو اس نے اپنے عرب حامیوں کو اکٹھا کیا اور اس کی دعوت میں شامل ہو کر بلاد مغرب کی طرف فاس اور مکناسہ کے درمیان چلا گیا۔

اور اس نے ان علاقوں پر حملے کئے اور لوٹ مار کر وہاں کی رعایا نے افواہ اُڑا دی اور وہ قلعوں کی طرف بھاگ گئے اور حکومت کا دوست ونزمار بن سلطان کا مددگار تھا، وہ اس سے اور ابن الاحمر سے جب کہ وہ اندلس میں تھا خط وکتابت کرتا تھا جب صفیحہ میں محاصرہ سخت ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے ابوفارس کو ونزمار بن عریف کی جانب بھیجا جو نواح تازا میں اپنی پناہ گاہ پر تھا اور اس نے سیودیں یحیاتن بن عمر کو بھی اس کے ساتھ بھیجا پس ونزمار اس کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا اور اسے تازا کی طرف لے گیا۔ اس کا عامل سلیمان العوددی، وزیر ابن ماسی کے قرابت داروں میں سے تھا، پس ابو ماس بن سلطان وہاں گیا تو اس نے فوراً اس کی دعوت قبول کر لی اور اس کو شہر کا قبضہ دے دیا اور سلیمان کو وزیر بنا دیا اور صفیروا کی طرف گیا اور اس کے ساتھ ونزمار بن عریف بھی معقل عرب سے ملنے گیا اور وہ انہیں فاس کے محاصرے کے لئے لے گیا اور محمد بن الامغہ، ورغہ کا عامل تھا۔

پس سلطان نے وزیر محمد بن عثمان کے بہانے عباس مقدار کے ہمراہ فوج بھیجی تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو لے کر آئے لیکن جدید شہر کے چہار سمت یعیش کے مخالفین پیدا ہو گئے اور ان تمام حالات سے آگاہی اس کے بھائی جو سلطان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا ہو گئی تھی چنانچہ فوجوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ تیزی سے واپس آیا لیکن سلطان اس کے تعاقب میں گیا اور مکناسہ کا عامل اس کی دعوت میں شامل ہو گیا اور الخیر موسیٰ امیر عبدالرحمٰن کے پاس آیا اور یوسف بن غانم اور اس کے ہمراہ جو عرب قبائل تھے اس سے مل گئے اور وہ سب کے سب فاس کی طرف آئے اور ابوفارس سلطان تازا سے اپنے باپ کی ملاقات کے لئے صفیروا کی طرف چلا گیا۔ پس ابن ماسی نے اس امید پر کہ وہ اسے شکست دے گا اس کا راستے میں مقابلہ کیا اور بنی ہلول کے ہمراہ اس سے جنگ کی۔ اہل فوج ابوفارس بن سلطان کے پاس آگئے جبکہ سلطان مکناسہ میں تھا اسلئے وہ تیزی سے فاس کو آیا اور اس کا بیٹا وادی النجاء میں اس سے ملاقات کے لئے گیا اور وہ صبح کو جدید شہر میں اپنی فوجوں کے ہمراہ آیا جہاں وزیر نے اپنے مددگاروں اور ہم نشینوں کے ساتھ پناہ لی تھی اور اس کے ساتھ یغمراسن بن محمد السالقی اور بنی مرین کے وہ یرغمال بھی تھے جو اس نے اصیلا میں سلطان کی ملاقات کے لئے وقت سفر میں طلب کئے تھے۔

فصل:

مراکش میں سلطان ابوالعباس کی دعوت کے غالب آنے اور اس کے حامیوں کے اس پر قبضہ کرنے کے حالات

وزیر مسعود نے مراکش اور مصامدہ کے مضافات میں جو اس کے زیر اثر علاقہ تھا، اپنے بھائی کو عامل مقرر کیا پھر جب سلطان کے سبتہ پہنچنے اور اس پر قابض ہونے کی اطلاع پہنچی تو اس کے جانثار دوست ان اطراف میں اس عملداری کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور جبل السا کرہ میں علی بن زکریا نے اس کی دعوت کا ذمہ اٹھایا اور صفیحہ سے وزیر مسعود نے جہاں اس نے سلطان کا محاصرہ کر رکھا تھا مراکش سے امداد بھیجنے کا پیغام بھیجا۔

چنانچہ مخلوف بن سلیمان ابو ارتیمی جو مراکش اور سوس کے درمیانی علاقوں کا والی تھا اس کی طرف گیا لیکن باقی لوگ اس کی مدد سے باز رہے اور منتشر ہو گئے۔ علی بن عمر کا پوتا ابو ثابت جبل السا کرہ چلا گیا اور یوسف بن یعقوب بن الصبیحی بھی اس کے ہمراہ تھا پھر علی بن زکریا نے امداد مانگی اور وہ مراکش سے علی بن رحو پر حملہ کرتے ہوئے لوٹ آیا اور اس نے مکناسہ میں سلطان کو یہ بات فاس جاتے ہوئے لکھ دی تو اس نے اسے لکھا کہ وہ دارالخلافے کے محاصرے کے لئے مراکش لشکر کے ساتھ مل جائے اس کی تکمیل میں اس فوجوں کو اکٹھا کیا اور مراکش پر اپنے چچازاد بھائی کو نگران مقرر کیا اور سلطان کی طرف چلے گئے پھر جدید شہر کی ناکہ بندی میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔

فصل:

المنتصر بن سلطان کی مراکش پر حکومت اور وہاں پر اس کے بااختیار ہونے کے حالات

جب مغرب سلطان ابوالعباس نے مغرب پر قبضہ کر لیا تو اس نے اپنے بیٹے المنتصر کو سمندر پار سلا کی طرف بھیجا اور عبدالحق بن یوسف اور راجی کو قائم مقام وزیر بنایا اور مقیم ہو گیا۔ جب سلطان جدید شہر آیا تو رزدق بن تو مزیطت، واکالہ سے واپسی پر اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے دعوت دے کر بلایا اور پکڑ لیا اور اسے باپ کے پاس بھیجا جس نے اسے قید خانے میں ڈال دیا اور قید خانے میں قتل کروا دیا پھر سلطان نے اپنے بیٹے المنتصر کو مراکش جانے کا پیغام بھیجا تعمیل حکم میں جب وہ مراکش پہنچا تو نائب نے قصبہ میں پناہ لی۔

اور اس نے المنتصر کے وزیر عبدالحق سے سازش کی کہ نائب نے اس کو قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے اور اس وقت المنتصر قصبہ پر غلبہ پائے گا پس وہ المنتصر کے ہمراہ بھاگ گیا اور جبل سنتاتہ کی طرف چلا گیا۔ ادھر سلطان کو بھی اس کی اطلاع پہنچ گئی تو وہ ابو ثابت سے ناراض ہو گیا اور اسے حکم دیا کہ اپنے نائب کو اس کے بیٹے کو قصبہ کے قبضہ دینے کے بارے میں خط لکھے اور اس نے سعید بن عبدون کو وزارت دی اور اسے خط دے کر بھیجا اور عبدالحق مراکش کو وزارت سے دستبردار کر دیا اور اسے فاس واپس بلا لیا پس سعید بن عبدون مراکش پہنچا اس نے نائب والے خط کو قصبہ کے نائب کو حکم کی تکمیل کے لئے دیا اور نائب نے اسے قصبہ دے دیا اور علیحدہ ہو گیا۔

پھر وہ اس میں داخل ہو گیا اور اس نے المنتصر کے معاملے کی اطلاع دی تو انہوں نے قصبہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے نائب، عامر اور دیگر معاونین کو قید کر لیا اور ابتلائے عذاب کیا اور ان کا صفایا کر دیا تا آنکہ وہ کچھ حالات پیش آئے جس کو ہم آگے بیان کریں گے۔

فصل:

جدید شہر کا محاصرہ کرنے، اس کی فتح، وزیر ابن ماسی کا مصیبت میں گرفتار ہونے اور اس کے قتل ہونے کے حالات کا بیان

جب سلطان جدید شہر میں آیا اور اس کے بقیہ قبائل باقی اور ہم نشین اس کے پاس پہنچ گئے تو وزیر مسعود کو بنی مرین پر اس کو چھوڑ دینے کی بناء پر غصہ کا اظہار کیا تو اس نے ان کے بیٹے کے قتل کا حکم نافذ کر دیا جو وفاداری پر یرغمال تھے، پس یغمر اسن السالفی نے لطف کے ساتھ گفت شنید کر کے اسے اس کام سے روکا تو وہ اس کام سے باز آ گیا۔

لیکن سلطان نے تین ماہ تک ان کو نظر بند کر کے ان کا گلا گھونٹ دیا تا آنکہ اس نے دست برداری اور اطاعت کی طرف بلایا تو اس نے حکومت دوست ونزمار بن عریف اور مخلص دوست محمد بن علال کو بھیجا تو انہوں نے اسے اور اس کے مددگاروں کو اس شرط پر امان دی کہ وہ وزارت پر قائم رہے اور سلطان واثق کو اندلس بھیج دے گا اور اس نے اس امر پر ان کو قسم دی اور سلطان کی خاطر ان میں سے نکل گیا۔

سلطان ۵ رمضان ۸۹ےھ کو اپنی علیحدگی کے تین سال چار ماہ بعد شہر جدید میں داخل ہوا تو اس نے داخل ہوتے ہی واثق کو گرفتار کر لیا اور قید کر کے طنجہ بھجوا دیا اور اسے بعد میں وہیں قتل کر دیا اور جب وہ اپنی حکومت پر قابض ہو گیا تو دخول کے دوسرے دن وزیر ابن ماسی اور اس کے مددگاروں اور اس کے بھائیوں کو پکڑ لیا اور ابتلائے مصائب کیا یہاں تک کہ وہ اسی میں مر گئے۔

پھر اس نے وزیر مسعود بن ماسی پر وہ انتقام وعذاب ڈھائے جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا اور اس نے سلطان کی طرف آنے والے بنی مرین کے گھروں میں جو کچھ کیا اس پر ملامت کی اور جب وہ بھاگ کر کسی کے گھروں کی طرف جاتا تھا اسے وہاں ان کے کھنڈرات میں سزا دی اور اسے وہاں ہر گھر میں لایا جاتا تا اور وہ اسے بیس کوڑے مارتا یہاں تک کہ اس عذاب نے اسے مار دیا اور حد سے بھی بڑھ گیا اور اس کے جسم کے چار ٹکڑے کر دیئے اور وہ دوسرے عضو کے قطع ہونے پر ہی مر گیا اور دوسروں کے لئے عبرت بن گیا۔

فصل:

محمد بن علال کی وزارت کے حالات

محمد بن علال کا باپ یوسف بن علال حکومت کے امراء سلطان ابوالحسن کے رفقاء میں سے تھا اس نے اس کے گھر میں نشو ونما پائی تھی اور اس کا مقام ومرتبہ مضبوط ہو گیا تو اس نے اس کو اطراف کی امارت دے دی اور اسے ورعہ کا عامل مقرر کیا اور اس نے حکومت کے مددگار منتخب کئے پھر سلطان ابوعنان طنجہ اور اس کے دستر خوان اور مہمانوں کا کام سپرد کیا اور اس نے اسے اس امر میں کفایت کی۔

اس طرح اس کے بھائی ابوسالم نے بھی اسی طرح اس کو والی بنایا پھر اسے سجلماسہ بھیج دیا، جہاں اس نے عربوں کے معاملے بڑی مشقتیں جھلیں تو اس نے اسے وہاں سے سبکدوش کر دیا اور فاس میں فوت ہو گیا۔ اس کے بہت سے بیٹے تھے جنہوں نے بڑی آسائشوں میں پرورش پائی تھی اور ان میں سے محمد کی شرافت کی بناء پر اس پر لطف وکرم ہوا پس جب سلطان ابوالعباس نے قبضہ کر لیا تو اسے دستر خوان اور مہمانوں کے امور پر اس کے باپ کی جگہ پر مقرر کیا پھر اسے اس سے ترقی دے کر اپنا ہم نشین بنا لیا اور اپنے ساتھ بنا لیا۔

اور جب سلطان سبکدوش ہوا اور مغرب پر وزیر بن ماسی قابض ہو گیا تو اس کے اور اس بھائی یعیش کے درمیان پرانا بغض وعداوت کی ہوا تھی تو

اس نے ان کے غلبے کی بدولت گوشہ نشینی اختیار کر لی اور جب مغرب میں فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی اور معقل عرب نے مخالفت شروع کر دی تو محمد خطرہ محسوس کرتے ہوئے روزق ابن تو فریطت کے ساتھ ان کے قبائل میں چلا گیا جو ہم ذکر کر چکے ہیں۔

اور اولاد حسین کے شیخ یوسف بن غانم کے ہاں آیا اور اس کے مخالفت میں اس کے ساتھ رہا اور جب سلطان واثق اندلس کی طرف گیا اور اپنے دوستوں کے ساتھ جبل زرہوں پہنچا اور انہوں نے وزیر مسعود کی مخافت کا اظہار کیا تو محمد اور رزدق ابن تو فریطت نے سلطان کی جانب جانے میں جلدی کی اور اس نفاق سے جس نے انہیں وزیر کی عداوت نے آمادہ کیا تھا بیزاری کرتے ہوئے اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ واثق اور ابن ماسی کے درمیان معاہدہ ہو گیا اور وہ اسے اور اس کے دوستوں کو فاس کی طرف لے گیا اور وہ ابن ماسی کے قبضے میں آ گئے۔

تو انھوں جو کچھ بھی کیا تھا سب کو معاف کر دیا انہیں ان کی حکومت کے اطراف میں عامل مقرر کیا پھر سلطان کے سبتہ جانے کی خبر ملی تو محمد پریشان ہو گیا اور اس نے سلطان کی دوستی اور ابن ماسی کی منافرت کا ذکر کیا پس اس نے اپنے امر کا عزم کر لیا اور سبتہ چلا گیا۔ سلطان اسی سے عزت سے پیش آیا اور اس کی آمد پر خوش ہوا اور سلطان نے اپنی حکومت کی ذمہ داری اسے سونپ دی اور یہ اسی طرح متصرف رہا تا آنکہ وہ جدید شہر آ گیا اس نے اس کی ناکہ بندی کی کچھ دن بعد وزارت اسے دے دی جیسے اس نے بہت اچھی طرح سنبھالا پھر فتح ہوئی اور حکومت میں اس کا مقام مضبوط ہو گیا اور یہ محمد حکومت کو نہایت عمدگی سے سنبھالتا رہا تا آنکہ وہ کچھ ہوا جس کا ہم بیان کریں گے۔

فصل:

سجلماسہ میں محمد بن سلطان عبدالحلیم کے غلبہ ہونے کے حالات

اس سے پہلے سلطان عبدالحلیم بن سلطان ابی علی کا تذکرہ ہمارے سامنے ہو چکا ہے اسے علی کے نام سے بلایا جاتا تھا اور بنومرین نے کیسے اس کی بیعت کی اور ۷۶۳ھ میں اس سے عمر بن عبداللہ پر جن دنوں وہ سلطان ابی عمر سلطان ابی الحسن کے لئے بھیجا گیا چڑھائی کرائی تھی اور انہوں نے اس کے ساتھ جدید شہر کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہ ان کے دفاع کے لئے نکلا اور ان سے جنگ کی اور شکست کھا گئے اور منتشر ہو گئے۔

سلطان عبدالحلیم تازا اور اس کا بھائی عبدالمومن مکناسہ چلا گیا اور اس کے ساتھ ان کا بھانجا عبدالرحمٰن بن سلیمان نے ابوالحسن کی بیعت کر لی اور اس کے بدلے عمر بن سلطان کو لے لیا اور جب بنومرین اس پر پاگل پن اور جنون کی تہمت لگانے لگے تو اس نے محمد بن ابی عبدالرحمٰن کو اس کی قیام گاہ اشبیلہ سے بلایا اور اس کے ہاتھوں پر بیعت کی اور وہ عبدالمومن اور عبدالرحمٰن کو مکناسہ سے روکنے کے لئے لشکر کے ہمراہ نکلا پھر اس نے ان دونوں سے جنگ کی اور ان کو شکست دی اور یہ دونوں تازا سلطان عبدالحلیم کے پاس چلے گئے اور سب بعد از اں سجلماسہ چلے گئے اور سلطان عبدالحلیم کے ساتھ مقیم ہو گئے جن کا تذکرہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

پھر عرب المعقل یعنی اولاد حسین اور احلاف کے مابین اختلاف ہو گئے اور ان کی اصلاح کے لئے عبدالمومن نکلا تو اولاد حسین نے اس پر بیعت کی اور مجبوراً اسے عامل مقرر کیا اور سلطان عبدالحق احلاف کی فوجوں کے ہمراہ ان کی طرف چلا تو انہوں نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی اور قوم کے بڑے امراء کو بھی قتل کر دیا جن میں یحیٰی بن رحو بن تاشفین بن معطی بھی شامل تھا جو بنی تیربغین کا شیخ اور امراء بنی مرین میں سے تھا اور جنگ نے اس کے قتل کا پردہ ہٹا دیا اور عبدالحق شہر میں بے نیاز بادشاہ بن کر داخل ہو گیا۔

سلطان نے بڑی رغبت سے اپنے بھائی عبدالحلیم کو فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی جانب روانہ کیا۔ وہ صحرا کے راستے تکرور سے حامیوں کے راستے پر چلتا ہوا قاہرہ تک پہنچ گیا۔ ان دنوں وہاں بلیغ الی صکی علی الاشراف شعبان بن حسین، شاہ الناصر محمد بن قلاوون کی اولاد میں سے خود مختار تھا جس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کے وظیفے کو بڑھا دیا ساتھ ہی اس کے دوستوں کو زیادہ روزینہ دیئے اس کی مدد میں توشے، گھوڑے، خیمے اور اونٹ دیئے اور جب وہ حج سے واپس آیا تو مغرب کی جانب سفر کے دوران ۷۶۷ھ میں فرجہ مقام پر وفات پا گیا چنانچہ اس کے اہل و عیال نوکر کے ساتھ

مغرب واپس آ گئے۔

اس نے محمد کو شیر خواری کی حالت میں چھوڑا چونکہ سلطان ابوالحسن کو اپنے چچا سلطان ابوعلی کے بیٹے سے غیرت آتی تھی اس لئے اپنی قوم والوں سے علیحدہ ہو کر ملک در ملک جگر لگا ہوا جوان ہو گیا تلمسان میں بنی الواد کے سلطان ابی حمو کے نزدیک اس کا مرتبہ بہت بلند تھا کیونکہ اس نے اس سے مغرب پر حملہ کروایا تھا اور اس بنی مرین کے دشمنوں کو دفع کیا تھا۔

مسعود بن ماسی کے خلاف معقل عرب کی سازش:......اور جب عرب المعقل نے وزیر مسعود بن ماسی کے خلاف مغرب میں ۸۹ےھ میں بغاوت کی اور مخالفت پر ڈٹے رہے تو ابوحمو نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور محمد بن سلطان کو معقل کی طرف مغرب میں حملہ کروانے کے لئے بھیجا اور ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اسلئے وہ قبائل میں گیا اور ان احلاف کے پاس پہنچا جو سب سے زیادہ قریبی تعلق رکھتے تھے اور وطن کے لحاظ سے بھی قرب والے تھے۔

وزیر ابن ماسی نے اپنے اقارب میں سے علی بن ابراہیم بن عبو بن ماسی کو ان پر عامل مقرر کیا تھا چنانچہ جب سلطان ابوالعباس نے اس پر سختی کی اور جدید شہر میں اس کا گھونٹ ڈالا تو اس نے اپنے احلاف اور عزیزوں میں سے علی بن ابراہیم سے ساز باز کی کہ وہ محمد بن سلطان عبدالحلیم کو عامل مقرر کریں اور اسے سجلماسہ پر قبضہ دلائے اور مغرب میں سردری علاقوں سے اس پر حملہ کروائے تاکہ سلطان ابوالعباس کی رکاوٹ دفع ہو جائے اور اس کو محاصرے میں کوئی دقت نہ ہو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا پھر محمد بن سجلماسہ میں پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا اور علی بن ابراہیم نے وزارت سنبھال لی۔

ادھر جب سلطان ابوالعباس نے جدید قبضہ کر کے وزیر ابن ماسی، اس کے بھائیوں اور دیگر عزیزوں پر حملہ کیا تو اس پر علی بن ابراہیم مضطرب ہو گیا۔ اس کے اور سلطان محمد کے درمیان تعلقات خراب ہو گئے تو وہ سجلماسہ چھوڑ گیا اور پہلے کی طرح سلطان تلمسان ابوحمو کی طرف واپس آ گیا لیکن پھر اس کی پریشانی میں اضافہ ہوتا گیا تو وہ سجلماسہ سے چلا گیا اور عرب قبائل سے جا ملا ان میں سے ایک جماعت اس کے ساتھ مل گئی جنہوں نے اسے اس کی آرام گاہ تک پہنچایا اور سلطان ابوحمو کی خدمت میں اترا تا آنکہ وہ وہیں فوت ہو گیا پھر وہ تونس آ گیا۔

وہاں ۹۹ےھ میں سلطان ابوالعباس فوت ہو گیا اور محمد بن سلطان عبدالحلیم ابی حمو کی وفات کے بعد تونس چلا گیا اور سلطان ابوالعباس کی وفات کے بعد اس نے حج کی ادائیگی کے غرض سے مشرق کی جانب سفر کیا۔

فصل:

ابن ابی عمر کی مصیبت اور ہلاکت اور ابن حسّون کے دستے کے حالات

جب سلطان حکومت پر خود مختار بادشاہ بن گیا اور تخت نشین ہو گیا تو اس نے اس حکومت کے ہمدردوں اور مشکوک لوگوں کی طرف توجہ مبذول کی اور محمد بن ابی عمر کا ذکر اور اس کے خواص، ساتھیوں اور ہم نشینوں کا ذکر اور اس کی اولیت کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، سلطان اسے اپنے انعامات اور حسن نظر سے حصہ دیتا تھا اور اسے اس کے ہم مرتبہ لوگوں سے سبقت دیتا تھا۔

پھر جب سلطان موسیٰ نے حکومت پر قبضہ کر لیا تو اس نے اپنے باپ سلطان ابوعنان کے ساتھ اس کی رفاقت سے اس کی طرف میلان کیا اس کا باپ اس کا عزیز دوست تھا جس کا بیان ہو چکا ہے پس سلطان موسیٰ نے بھی اسے شوریٰ میں منتخب کر لیا اور اسے اہل حکومت میں اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا اور سلطانی احکامات میں مہر لگانا بھی اس کے ذمہ تھا جو فرض اس کے باپ کا بھی تھا وہ اپنے اہم امور کے بارے میں اس سے تبادلہ خیال کرتا تھا اور اس کی طرف رجوع کرتا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل حکومت اس سے حسد کرنے لگے اور وزیر ابن ماسی کے پاس اس کی چغلی کی وہ سلطان کے ساتھ ساز باز کر دیا ہے۔

علاوہ ازیں بسا اوقات اس نے سلطان کے پاس سلطان احمد کے ساتھیوں کی جماعت کے متعلق چغلی کی تو اس نے ان باتوں کی بنا پر انہیں سزائیں دیں اور قتل کر دیا جو ان کے اور اس کے درمیان سلطان کے ہاں مجلسوں میں ہوتے تھے۔ جب خوش قسمتی سے اسے اس کی حکومت میں حصہ ملا

تو اس نے اس کے بارے میں چغلی کی اور انہیں قتل کر دیا۔ قاضی ابو اسحاق البرفاسی سلطان احمد کے خواص میں تھا جو کہ اس کے دوستوں کے ساتھ حاضر ہوتا تھا اسلئے ابن ابی عامر نے اس سے کینہ رکھا چنانچہ اس کے خلاف سلطان کو ابھارا تو اس نے اسے مارا اور گھمایا اور نہایت برا سلوک برتا اس لئے وہ سلطنت چھوڑ کر اندلس چلا گیا۔

وہ سلطان احمد کی مجالس سے اور قید خانوں سے گزرتا تھا اور بعض اوقات اس ملاقات بھی کیا کرتا تھا مگر وہ نہ تو اس کے قریب ہوتا اور نہ اس سے گفتگو کرتا اور نہ ہی اس کے حق و مرتبے کا لحاظ رکھتا چنانچہ سلطان اس بات سے برانگیختہ ہو گیا۔

ابن عمر کی گرفتاری:...... جب سلطان ابن ماسی سے فارغ ہوا تو اس نے ابن عمر کو قید خانے میں قید کر لیا پھر اسے مبتلائے مصائب کیا یہاں تک کہ وہ کوڑے کھاتے کھاتے مر گیا تو اسے اس کے گھر لایا گیا۔ دراں حال کہ اس کے اقارب اسے دفنانے جا رہے تھے کہ بادشاہ نے اچانک حکم دیا کہ عذاب کی تکمیل کے لئے اسے شہر کے اطراف میں گھسیٹا جائے چنانچہ اسے چارپائی سے اٹھا کر اس کی ٹانگ میں رسی باندھی گئی اور شہر کے اطراف میں اسے گھسیٹا گیا پھر اسے سرحدوں کی نشیبی زمینوں میں پھینک دیا اور وہ دوسروں کے لئے درس عبرت بن گیا۔

اس کے بعد اس نے ابن حسون کے دستوں پر قابو پایا تھا جو فتنے کی جڑ تھے اور جب سلطان سبتہ آیا تو اس کے دستے تازا میں تھے تو معقل عرب کے مخالف عربوں نے اسے سلطان کی دعوت کی طرف ترغیب دی تو ابتداً وہ اس سے لگا مگر اسے مجبور کیا گیا اور سلطان کی خدمت میں لایا گیا تو اس نے اس بات کو دل میں مخفی رکھا۔ جب اس حکومت قائم ہو گئی اور اس کا جدید شہر پر قبضہ مکمل ہو گیا تو اس نے اسے قید کر کے ابتلائے مصائب کیا تا آنکہ وہ وہیں۔

فصل:

جبل الساکرہ میں علی بن زکریا کی مخالفت اور اس کی مصیبت

جب سلطان نے جدید شہر پر مکمل قبضہ کر لیا اور حاوی ہو گیا تو شیخ ہسکورہ علی بن زکریا اپنے سابقہ کارناموں کی بناء پر اس سے دوستی کی خواہش کے میں اس کے پاس گیا کیونکہ یہ جدید شہر کے محاصرے میں بھی اس کے ہمراہ تھا اور اس نے اسے بلایا تو وہ دستور کے موافق اپنی قوم اور مصامدہ کی فوجوں کے ساتھ آیا پھر شیوخ مصامدہ میں سے محمد بن ابراہیم الَمیر اری اس کے ساتھ گیا اور اسے وزیر محمد بن یوسف بن علان کے ساتھ بہن کے رشتے کی بناء پر امان مل گئی لیکن علی بن زکریا کو سلطان نے وزارت دینے کے بجائے اسے والی بنا دیا تو وہ پر برانگیختہ ہو گیا اور اسے اس نے بغاوت اور مخالفت کی طرف مائل کیا اور بنی عبدالحق میں التر ابہ کے ایک آدمی کو مقرر کیا تو سلطان نے محمد بن یوسف بن علال اور صالح بن حموالیابانی کے ہمراہ فوجیں اس کی طرف بھیجی اور حاکم ورعہ عمر بن عبدالمومن بن عمر کو حکم دیا کہ وہ قبلہ کی بہت سے اس پر فوجوں کے ساتھ حملہ کرے۔ لہٰذا وہ اس طرف گئے اور پہاڑ میں ان کا محاصرہ کیا۔

انہوں نے بہت کوشش کی کہ تمام ساتھیوں سمیت شکست کھا جائے بالآخر انہوں نے اسے پہاڑ پر مغلوب کر لیا اور وہ ابراہیم بن عمران ضا کی کی سمت چلا گیا جو اس پہاڑ میں اس کا پڑوسی تھا اور اس سے امداد طلب کی تو ابراہیم مخالفت اور غلبہ کی وجہ سے ڈر گیا تو محمد بن یوسف نے اس کے لئے جو خراج دیا تھا اسے اس پر برتری پائی تو اس نے اس پر غلبہ پا کر وزیر کو پکڑ لیا اور فاس لے آیا اور جمعہ کے دن اسے شہر میں داخل کیا اور اسے دسوا کیا اور قید کر لیا اور وہ سلطان ابو العباس کی وفات تک قید رہا اور اس کی وفات کے بعد اہل حکومت نے اس پر تہمت کا الزام لگا کر اسے قتل کروا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

فصل:

ابوتاشفین کا اپنے باپ کی مخالفت میں سلطان ابوالعباس کے پاس جانا اور فوجوں کے ساتھ اس کی روانگی اور اس کے باپ سلطان ابوحمو کا قتل ہونا اور تلمسان کی فتح

ابوتاشفین بن سلطان ابوحمو نے ۷۸۸ھ کے اخیر میں اپنے باپ پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ دوسرے بھائیوں کی مدد کرتا تھا اسے دھران میں پکڑ کر قید کر لیا اور اپنے دوسرے بھائیوں المنتصر ابوزیان اور عمر کی تلاش میں فوجوں کے ساتھ نکلا بالآخر وہ جبل تیطری میں کے قلعے میں قلعہ بند ہو گئے تو اس نے ان کی کئی روز تک ناکہ بندی کئے رکھی، پھر اسے اپنے باپ کے خطرہ کا خیال آیا تو اس نے اپنے بیٹے ابوزیان کو ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا جس میں وزیر عمران اور جابر خراسانی بھی تھے تو انہوں نے تلمسان میں اس کے بعض لڑکوں کو قتل کر دیا اور دہران میں اس قید خانے میں گئے جب اسے اس کے متعلق خبر ملی اس نے قلعے سے جھانکا اور اس نے اہل شہر میں منادی کی کہ وہ ان کی امان میں ہے تو طوراً اس کی طرف آئے اور وہ اس نے اپنے عمامے کو کمر سے باندھ کر ان کی جانب لٹکایا تو انہوں نے اسے اتارا اور اس کے گرد جمع ہو گئے اور اسے اس کے تخت پر بیٹھایا اور اس میں شہر کے خطیب ھذ ورہ آئے بہت بڑا کردار ادا کیا۔

ابوزیان کا فرار ہونا اور ابوحمو کا تعاقب:......اس کے بعد ابوزیان بن ابی تاشفین بھاگ کر تلمسان آیا لیکن سلطان ابوحمو نے اس کا تعاقب کیا تو وہ وہاں سے اپنے باپ کے پاس بھاگ گیا دریں حال کہ ابوحمو تلمسان میں داخل ہوا تو وہ کھنڈر بن چکا تھا، فصلیں برباد ہو چکیں تھی پھر وہاں اس نے حکومت قائم کی ادھر ابوتاشفین کو بھی اس کی خبر پہنچی تو وہ تیطری سے چلا اور جلدی سے تلمسان میں داخل ہو گیا اور اس کے باپ نے مسجد کی اذان دینے کی جگہ پر پناہ لی تو اس کو اس نے وہاں سے اترا۔

لیکن اس کے قتل سے باز رہا اور اس کے باپ نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق چلا جانے کی اس سے گزارش کی تو اس نے اس کی امداد کی اور اسے ایک عیسائی تاجر کے حوالے کر کے کشتی میں سوار کروا کر اسکندریہ کی جانب بھیج دیا۔ جب وہ بجایہ کی بندرگاہ کے سامنے پہنچا تو اس نصرانی نے اس کا راستہ دینے کے بارے میں بات چیت کی تو اس نے اس کی آرزو پوری کی اور اس چھوڑ دیا اور اس نے بجایہ کے حکمران کو پیغام بھیجا اور اس سے وہاں اترنے کی اجازت طلب کی تو اسے اس نے اجازت دیدی اور وہاں سے الجزائر چلا گیا۔ اور عربوں سے خادم طلب کئے اور تلمسان اس کے لئے مشکل ہو گیا تھا اس لئے صحرا کی طرف جا نکلا اور مغرب کی سمت سے تلمسان کی طرف آیا اور اپنے بیٹے ابوتاشفین کو شکست دے کر تلمسان پر قبضہ کر لیا۔

ابوتاشفین وہاں سے بھاگ گیا اور اس سوید کے قبائل کے سرمائی مقامات میں چلا گیا اور ابوحمو جب ۷۹۰ھ میں تلمسان میں داخل ہوا اور ان تمام واقعات کی تفصیل گزر چکی ہے پھر ابوتاشفین، شیخ سوید محمد بن عریف کے سلطان ابوعریف العباس کے پاس اپنے باپ کی مخالفت میں فریادی بن کر گیا تا کہ باپ کے خلاف اس سے امداد حاصل کر سکے۔ سلطان نے اس سے بڑے بڑے وعدے کئے چنانچہ ابوتاشفین ان کا انتظار کرنے لگا۔ اور وزیر محمد بن یوسف بن علال نے بھی اس سے بڑے وعدے کئے اور بہت سی امیدیں دلا کر اس سے وفاداری کا عہد کرنے لگا۔

سلطان ابوحمو نے ابن الاحمر کی طرف پیغام بھیجا تا کہ وہ بنی مرین کی حکومت پر اس کے انعام واکرام کو معلوم کر سکے اور وہ حیلے سے ان کے پاس پہنچا تا کہ انہیں ابوتاشفین کی مدد سے روکے پس ابن الاحمر نے اس معاملے میں وضاحت کی اور اسے اپنی اہم حاجات میں سے قرار دیا۔ اس نے سلطان ابوالعباس سے گفت وشنید کی کہ وہ ابوتاشفین کو اس فاس کی پناہ اور امان لی ہے اور وزیر ابن علال ہمیشہ ہی اپنے سلطان اور سلطان ابن الاحمر کو دھوکا دینے کی تاک میں لگا رہتا تھا تا آنکہ اس کا کام مکمل ہو گیا اور سلطان نے اس سے نگہبانی کا عہد کیا اور اپنے بیٹے امیر ابوفارس اور وزیر ابن علال کو اس کے خواص اور ہم نوا بنا کر بھیجا اور انعام واکرام سے نوازا اور یہ تازا پہنچ گیا۔

ابوحمو کی تلمسان سے روانگی:......اور جب ابوحمو کو یہ خبر ملی تو وہ اپنے لشکر کے ہمراہ تلمسان سے نکلا اور اس نے عبیداللہ کے دوستوں سے دوستی کی اور

تلمسان پر چھا نکنے والا جب بنی راشد کے پیچھے الغیر ان کے مقام پر اترا اور وہاں پہاڑ میں قلعہ بند ہو کر مقیم ہو گیا۔ جب جاسوس بنی مرین کی فوجوں کے پاس تازا میں اس کی جگہ پر پہنچے اور ادھر الغیر ان سے اس کے اعراب بھی آئے تو انہوں نے اس سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا۔ ادھر وزیر ابن علال اور ابوتاشفین اور وہ صحرا کی طرف چلے گئے اور ان رہنما احلاف میں سے تلمسان بن نامی تھا یہاں تک کہ ابوحمو کو اور اس کے ساتھ قبائل الجراح کو پر الغیر ان کے مقام پر صبح کے وقت حملہ کر دیا جہاں انہوں نے ایک گھنٹہ تک ان کا مقابلہ کیا اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے لیکن سلطان ابوحمو کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور سلطان گھوڑے سے گر گیا۔

سلطان ابوحمو کا قتل: ...... جب سلطان ابوحمو گھوڑے سے ٹھوکر کھا کر گر گیا تو ابوتاشفین کے چند دوستوں نے اسے پکڑ لیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر اس کے بیٹے ابوتاشفین اور وزیر ابن علال کے پاس آئے پھر انہوں نے اسے سلطان کی خدمت میں بھجوا دیا اور اس کے بیٹے عمیر کو قیدی بنا کر لایا گیا تو اس نے اپنے بھائی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر بنی مرین نے اسے اس امر سے کئی دن تک روکے رکھا مگر بعد ازاں اسے اس پر اختیار دے دیا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ تلمسان میں ۷۹۱ھ کے آخر میں داخل ہوا اور وزیر اور بنی مرین کے شہر میں خیمے لا دیئے تا آنکہ اس نے شرط کے مطابق ان کو وہ تمام مال دے دیا۔ اس کے بعد وہ مغرب کی جانب واپس لوٹ گئے اور ابوتاشفین سلطان کی دعوت کو عام کرنے کی غرض سے وہیں مقیم رہا۔

تلمسان اور اس کے اطراف کے علاقوں کی مسجدوں کے مقابر پر سلطان کی دعوت کے خطبے دینے لگا۔ اور ہر سال اسے وہ ٹیکس بھیجنے لگے جو اس نے لازم کئے تھے۔ ادھر ابوحمو کے بیٹے ابوزیان کو ان حالات سے آگاہی ہوئی تو وہ غضب ناک ہو گیا جس کو ابوحمو نے تلمسان پر قبضے کے بعد الجزائر کا عامل مقرر کیا تھا پس وہ حصین قبائل میں بات چیت کرنے اور امداد لینے گیا اور زغبہ بھی گیا تو ان کا شیخ مسعود صغیر اس کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا تو ابو زیان نے اس کے ہمراہ رجب ۷۹۲ھ میں تلمسان پر حملہ کیا اور کئی روز تک ناکہ بندی کی۔ مگر ابوتاشفین نے عربوں میں مال تقسیم کر دیا تو وہ ابوزیان سے علیحدہ ہو گئے۔

ابوتاشفین نے اپنے بیٹے کو دارخواہ بنا کر مغرب کی جانب بھیجا تو وہ اس کے پاس فوجوں کی مدد کے ساتھ پہنچا اور جب تاوریت آیا تو ابوزیان نے تلمسان سے رخ پھیر لیا اور صحرا کی طرف بھاگ گیا پھر اس نے حاکم مغرب کی طرف چلے جانے کا ارادہ کیا پس وہ داد خواہ بن کر اس کی طرف چلے گیا تو اس نے اسے خوش آمدید کیا اور اسے دشمن کے خلاف مدد دینے کا وعدہ کیا اور ابوتاشفین کی وفات تک وہ وہیں مقیم رہا۔

فصل:

ابوتاشفین کی وفات اور حکمران مغرب کا تلمسان پر قبضہ کرنا

امیر ابوتاشفین اسی طرح تلمسان پر قابض رہا اور تلمسان میں حاکم مغرب ابوالعباس بن سلطان ابی سالم کی دعوت کو عام کرتا رہا اور وہ ٹیکس جو قبضہ کے وقت سے اپنے پر لازم کیا تھا اسے ادا کرتا رہا۔

ادھر اس کا بھائی امیر ابوزیان حاکم مغرب سے اپنی امداد کا منتظر رہا۔ بالآخر سلطان ابوالعباس بعض شاہانہ وسوسوں کی بناء پر ابوتاشفین سے غضبناک ہو گیا اور اس نے ابوزیان کی پکار کو لبیک کہا اور اسے تلمسان کی سلطنت پر حملے کے لئے فوجیں تیار کر کے دیں چنانچہ وہ ۷۹۵ھ میں اس ارادے سے نکلا اور تازا تک پہنچ گیا۔ دریں حال میں ابوتاشفین کو ایک موذی مرض نے آلیا اور وہ اسی سال اسی مرض سے فوت ہو گیا۔ پھر اس کی حکومت کے منتظمین میں سے ایک منتظم اور پروردہ احمد بن العز نے اس کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو حکمران مقرر کیا اور خود بچوں کی پرورش کرنے لگا۔

یوسف بن ابن حمو جو ابن الزابیۃ کہتے وہ عربوں کے ساتھ فوراً چلا کیونکہ وہ ابوتاشفین سے پہلے الجزائر کا عامل تھا اور تلمسان میں داخل ہو گیا اور اپنے بھائی ابوتاشفین کے مکفول بیٹے کو قتل کر دیا اور جب حاکم مغرب سلطان ابوالعباس کو اطلاع ملی تو وہ تازا آیا اور وہاں سے اپنے بیٹے کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور ابوزیان پر بھروسہ کرتے ہوئے واپس فاس بھیج دیا اور اس کے بیٹے ابوفارس کے تازا پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر اپنے باپ کی دعوت کو عام کرنے لگا۔

سلطان ابوالعباس کا وزیر صالح بن حمو ملیانہ آیا اور اس نے ملیانہ اور جزائر پر قبضہ کر لیا اور بجایہ کی حدود تک پہنچ گیا۔ ادھر یوسف بن الزابیۃ قلعہ تاجحوت میں مقیم ہو کر قلعہ بن دھو گیا اور وزیر صالح بن حمو نے اس کی وہاں ناکہ بندی کر دی بالآخر مغرب اوسط سے بنی عبدالواد کی دعوت کا خاتمہ ہوا۔

فصل:

حاکم مغرب ابوالعباس کی وفات اور ابوزیان بن ابوحمو کا تلمسان پر پھر مغرب اوسط پر قبضہ کرنے کے حالات

جب سلطان ابوالعباس تازا آیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوفارس کو تلمسان کی طرف بھیجا تو اس نے وہاں پر قبضہ کر لیا اور سلطان تازا ہی میں مقیم ہو کر اپنے بیٹے اور وزیر کے معاملات کی نگرانی کرنے لگے جو بلاد شرقیہ کو فتح کرنے آیا تھا۔ معقل عرب میں سے اولاد حسین کے سردار یوسف بن علی بن غانم نے بن ۷۹۳ھ میں فریضہ حج ادا کیا۔ اس کے بعد سلطان ملک الظاہر جو کہ مصر کا بادشاہ تھا وقوق میں ملا اور بادشاہ کو تحفے پیش کئے اور سلطان کو اپنے مرتبے اور مقام جو اس کی قوم میں تھا اس سے آگاہ کیا تو بادشاہ نے اس کا بڑا عزت و احترام کیا اور فریضہ حج کی تکمیل کے بعد اسے امیر مغرب کی خدمت میں تحائف لے جانے کی غرض سے سواریاں عطا کی جن میں اس نے بادشاہوں کے دستور کے موافق قیمتی و نادر اموال لاد گیا۔

پھر جب یوسف ان اموال کو لے کر سلطان ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلطان نے ان کی بڑی قدر کی اور ان کی نمائش میں خود شریک ہوا اور ان پر فخر کرنے لگا پس اس نے ان کے بدلے میں بہترین گھوڑے، کپڑے اور سامان دینے کی تیاری شروع کر دی یہاں تک کہ اس نے اپنے موافق تیاری مکمل کر لی اور ان اموال کو ان کے والی اول یوسف بن علی بن غانم کے ساتھ بھیجنے کا ارادہ کر لیا اور یہ کہ ان کو تازا میں امن کے دنوں میں قیام کے دوران بھیجے گا مگر وہاں سے مرض نے آ لیا اور وہ اسی مرض میں ماہ محرم ۷۹۶ھ میں فوت ہو گیا۔

پھر تلمسان سے اس کے بیٹے ابوفارس کو بلایا اور اس کے ہاتھوں پر تازا میں بیعت کی اور حکمران بنایا اور اس کے ہمراہ واپس آ گئے اور ابوزیان بن حمو کو قید سے رہا کر دیا اور امیر تلمسان اور اس میں سلطان ابوفارس کی دعوت کے عام کرنے کا منتظم مقرر کیا پس اس وہاں جا کر قبضہ کر لیا ادھر اس کا بھائی یوسف تلمسان کی حکومت کی خواہش میں، بنی عامر سے جا ملا۔ وہ اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا مگر جب اسے اس کے خبر ملی تو ابوزیان کو ان کی جانب بھیجا اور ان پر بہت مال خرچ کئے کہ وہ اسے ان کے پاس بھجوا دیں تو انہوں نے اس کی چاہت سن لی اور اسے ابوزیان کے خواص لوگوں کے حوالے کر دیا۔ جب وہ اسے لے کر چلے تو بعض عرب قبائل نے ان پر حملہ کیا تا کہ اسے چھڑا لیں مگر انہوں نے اسے فوراً قتل کر دیا اور اس کے سر کو اس کے بھائی ابوزیان طرف لے آئے۔

بالآخر اس کے حالات مطمئن و پرسکون ہو گئے اور اس کے قتل ہونے سے فتنے کی چنگاریاں دفع ہو گئیں اور حکومتی امور منظم ہو گئے وہ اسی حالات میں کئی عرصے تک رہا۔ واللہ غالب علی امرہ وھو علی کل شئی قدیر ۔

فصل:

آل عبدالحق میں سے ان امراء القرابۃ کے حالات جنہوں نے ابن الاحمر کی سلطنت میں حصہ لیا اور اس کے ساتھ جہاد میں بے مثال قیادت کی

جب بنی عبدالمومن کی حکومت ختم ہوئی تو ابن الاحمر نے سلطنت کے فرائض جزیرہ اُندلس میں سنبھالے بعد ازاں سمندر پار جزیرہ اندلس کے

حالات بگڑنے لگے تھے اور اس کے محافظین کی تعداد کم ہوگئی تھی، بہر کیف قبائل زناتہ جو دوبارہ حکومت کے امیدوار تھے اور مقبوضات مغرب کو تقسیم کرنے والے تھے ان کے حالات عمل جہاں کی بناء پر درست تھے خصوصاً بنی مرین کے اندلس کے سرحدی علاقوں سے تعلق رکھنے والے اور مغرب اقصیٰ کے باشندے اور دونوں کناروں نے نزدیک آبنائے جبرالٹر پر متعدد فرائض انجام دیتے تھے۔ اسی بناء پر قدیم زمانے سے جبرالٹر کے باشندے سواحل مغرب کے دیانہ پر آباد رہے ہیں۔

جب بنو مرین نے اس کی سلطنت پر قبضہ کرلیا اور اندلس میں مسلمانوں کے حالات بگڑ گئے اور طاغیہ نے ان کا گلہ گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ کنارے جانے پر مجبور ہوگئے اور انہوں نے قوسرہ اور اس کے ماوراء علاقے کو مخصوص کرلیا بنو محص نے شرقی اندلس میں برشلونہ اور قطلومہ کے باشندوں کو ترجیح دی تھی کہ قرطبہ، اشبیلہ اور بلفسہ کے علاقوں میں منتشر ہوگئے۔

اس بناء پر مسلمان غضب ناک ہوگئے اور جہاں سے اور جان و مال سے اہلیان اندلس کی امداد کرنے کی رغبت کرنے لگے تو حاکم وقت امیر ابو زکریا بن حفص اور غلبہ امیدوار نے لوگوں پر اس امر میں سبقت لی اور جب انہوں نے اس کی دعوت کو ترجیح دی تو اس نے بہت سے اموال اسے ان کی امداد کی اور مشائخ کو اپنی بیعت کے ساتھ اس کے پاس بھیجا یعقوب بن عبدالحق کو تو شوق جہاد تھا چنانچہ اس نے اپنے بھائی کی سلطنت میں اس امر پر جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اس کے دور چلے جانے کی بناء پر اسے روک دیا اور حاکم سبتہ کو بھی اسے روکنے کے اشارے کئے چنانچہ اس نے اس کے راستے میں سختیاں لائی اور راستہ بند کر دیا۔

مگر یعقوب بن عبدالحق اپنے بھائی ابو یحییٰ کے بعد حکومت سنبھالنے کے فوراً بعد اپنے بھتیجے ادریس بن عبدالحق کے معاملے میں فکر مند ہوا کیونکہ ان میں امارت اور اس کے بیٹوں سے بعض وعداوت پائی جاتی تھی۔

عامر بن ادریس کا اذن جہاد کا حصول:...... ان میں سے عامر بن ادریس نے اس سے جہاد کی اجازت مانگی تو اس نے اس کو غنیمت جانا اور زناتہ کے تین ہزار سے زائد جوانوں پر والی مقرر کر دیا اور اس کے بعد اس کے چچازاد بھائی رحو بن عبداللہ کو بھی روانہ کیا۔

یہ لوگ ۶۱ےھ میں اندلس روانہ ہوئے اور انہوں نے جہاد میں بے مثال کارنامے سرانجام دیئے۔ اس کے بعد عامر بن ادریس مغرب واپس آ گیا۔ ادھر القرابہ میں بغاوت ابھر گئی۔

اور زناتہ کے سرداروں نے اس بغاوت پر ان کا بھرپور مقابلہ کیا۔ تا کہ مغرب اوسط میں عبدالملک یغمراسن بن زیان اور عامر بن مندیل بن عبد الرحمٰن اور زیان بن محمد بن عبدالقوی جیسے شہزادگان متحد ہوگئے اور انہوں نے اندلس میں جہاد کرنے کا باہم معاہدہ کیا۔ وہ ۶۷۶ھ میں اپنی قوم کے لوگوں نے ساتھ چلے اور اندلس زناتہ کے امراء اور سرداروں سے بھر گیا اور از شرفاء میں جو لوگ تھے ان میں بنو عیسیٰ بن یحییٰ بن وسناف بن عبو بن ابی بکر بن حمامہ اور سلمان اور ابراہیم تھے اور دونوں نے دوران جہاں بے مثال کارنامے سرانجام دیئے۔

جب سلطان موسیٰ بن رحو سے سلطان اور اس کے بیٹوں عبداللہ بن عبدالحق نے قلعہ علودان کے مقام پر جنگ کی اور اس کے وعدے پر اتر آئے تو تلمسان کی طرف چلے گئے۔ بنو عبداللہ بن عبدالحق اور ادریس بن عبدالحق، باقی لوگوں کے درمیان ایک جماعت تھی پھر عبداللہ اور ادریس دونوں نے اپنے چچازاد بھائی محمد بن ادریس کو منتخب کرلیا۔

پھر انہوں نے ۶۳ےھ میں سلطان کے خلاف قصر کتامہ کے مقام پر اعلان بغاوت کر دیا۔ بعد ازاں اس کے چچا نے اسے رضامند کر کے اسے اتر لیا تاہم یعقوب بن عبدالحق اپنی بغاوت پر قائم رہا اور جہاد میں چلا گیا بالآخر سلطان کے رضا کاروں میں سے طلحہ بن محلی نے اسے ۶۳ےھ میں سلا کی جہات میں قتل کر دیا اور سلطان اس کے حالات پر کافی ہوا۔

ادھر القرابہ نے اس بارے میں کہ اس نے اپنے بیٹے ابو مالک کو ولی عہد مقرر کیا تھا اس سے حسد کیا اور سلطان کے خلاف بغاوت کر دی۔ ابن ادریس قلوہ علوان میں اور موسیٰ بن رجو بن عبداللہ اپنے چچا ابی عیاد بن عبدالحق کے لڑکوں کے ہمراہ جبال غمارہ میں چلا گیا تو سلطان نے ان سے جنگ کی تا آنکہ وہ اس کی دعوت پر اتر آئے۔

اس نے اسے ۷۷۰ھ میں اندلس بھیج دیا۔ وہاں سلطان ابن الاحمر کے ہاں اسے تمام غازیوں پر سالار اعظم مقرر کیا کیونکہ وہ ان کا سردار اور متولی تھا مگر جونہی وہ مغرب واپس لوٹا سلطان نے اس کی جگہ اس کے بھائی عبدالحق کو عامل اور سالار مقرر کر دیا پھر وہ اس سے ناراض ہو کر چھوڑ گیا اور تلمسان کی طرف آ گیا اس کے بعد اس نے اس کی جگہ ابراہی بن عیسیٰ بن یحییٰ بن دسیاف بن عبو کو مجاہد غازیوں کا سپہ سالار بنایا تا آنکہ وہ حالات درپیش ہوئے جن کو ہم انشاء اللہ آگے بیان کریں گے۔

فصل:

اندلس میں فاتح اندلس موسیٰ بن رحو اور اس کے بھائی عبدالحق اور ان دونوں کے بعد اس کے بیٹے حمو بن عبدالحق اور ابراہیم بن عیسیٰ کے قتل کے حالات

جب سلطان ابن الاحمر وفات پا گیا تو اس کا بیٹا سلطان الفقیہ حکمران بنا اور وہ مسلمانوں کا دادخواہ بن کر سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس گیا تو وہ ۷۳ھ میں پہلی دفعہ اس کی طرف گیا تھا اور اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ نصرانیہ پر حملہ کیا تھا اور زعیم ذننہ کو قتل کر دیا تھا اور اس نے اندلس پر غلبہ حاصل کر لیا۔ ابن ،الاحمر اپنے حالات کے بارے میں فکر مند ہوا اور انجام سے ڈر گیا اور اس نے اپنا معاملہ یوسف بن تاشفین جیسا ہونے کی توقع کی اور جو معاملہ مرابطین کا ابن عیاد کے ساتھ ہوا تھا اور یہ اندلس میں بنوشقیلہ کے عزیز داروں میں سے تھے جنہوں نے اس کی سلطنت میں اس سے حصہ داری بھی کی اور وادی آش، مالقہ اور قمارش میں اس سے الگ ہو گئے جو ہم نے سلطان کے حالات میں ذکر کیا ہے اسی طرح امراء اندلس میں سے ابن عبدریل اور ابن الدلیل نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا اور وہ مسلم بلاد پر حملہ کرتے تھے انہوں نے نصرانیہ افواج سے امداد طلب کی اور غرناطہ پر حملہ کیا اور جہات میں فساد برپا کر دیا۔

جب اندلس میں یعقوب بن عبدالحق کی امارت جم گئی تو اب باغیوں نے اس سے اتحاد کر لیا۔ ان سب حالات سے ابن الاحمر اپنے معاملے میں ڈرنے لگا بالآخر سلطان یوسف سے رخ پھیر کر اس نے دشمنی کر لی اور اپنے قرابت دار شفراء سے اس کے خلاف امداد طلب کی جو کہ رحو بن عبداللہ بن عبدالحق کی اولاد سے تھے اور سوط النساء کی طرف منسوب تھے جو ہم ذکر کر چکے ہیں۔

ادھر جب ابو عیاد بن عبدالحق کے بیٹوں نے سلطان کے ڈر اور ملامت کو محسوس کیا تو وہ جہاد کے ارادے سے اندلس چلے گئے۔ اور بھاگ کر اس خوف سے دور ہو گئے مگر جب انہوں نے سلطان یوسف کے خلاف اعلان جہاد کیا تو اس نے انہیں واپس اندلس بھیج دیا جس کا بیان گزر چکا ہے کہ اولاد عبدالحق اور اولاد دوسناف اور یردل اور تاشفین بن معطی حمو بنی محمد میں سے بنی تیربیغن کا امیر تھا، میں سے ایک جماعت ابن ،الاحمر کی زیر سرپرستی جمع ہوئی اور اولاد محلی کو سلطان ابو یوسف کے ماموں تھے ان کی دعوت قبول کر لی اور ابن الاحمر ان کو زناتہ کے مجاہد غازیوں پر دارالحرب کے علاقوں میں عامل مقرر کیا کرتا تھا۔

موسیٰ کا والی مقرر ہونا:..... سب سے پہلے سلطان نے موسیٰ بن رحو کو ۷۳ھ میں امیر مقرر کیا بعد ازاں اس کے مغرب کی جانب واپس آنے کی بناء پر عبدالحق اور پھر ان دونوں کو اکٹھا لوٹ آنے پر ابراہیم بن عیسیٰ کو امیر مقرر کیا۔

پھر یہ دونوں واپس آ گئے تو اس نے موسیٰ بن رحو کو اس کے مشائخ پر امارت دیدی اور سلطنت میں اس کی امارت کو مضبوط کر دیا تا کہ وہ سلطان ابو یوسف کو احسن طریقے سے ان سے دفع کر سکے پھر امارت ان کے درمیان اور ان میں سے عمر کے درمیان یکے بعد دیگرے یونہی جاری رہی۔ تاہم بعض اوقات اس نے بعض غزوات میں یعلیٰ بن ابی عباد بن عبدالحق اور تاشفین کو بھی ۷۹ھ کے اخیر میں امارت دی اور بعض دفعہ طلحہ بن محلی کو بھی۔ تو انہوں نے طاغیہ کو مسلمانوں کے محاصرے سے قبل ہی روک دیا اور بعض دفع غلبہ بھی حاصل کیا اس کے بعد اس کے اور سلطان ابو تاشفین کے مابین اختلاف پیدا ہو گئے اور ابن الاحمر نے اپنی بعض جنگوں میں اس کے ہمراہ یعلیٰ بن ابی عیاد کو تمام زناتہ کا والی مقرر کیا اور انہیں اپنے جھنڈے تلے یکجا کیا

بالآخر ابو یوسف کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور انہوں نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا۔

مندیل کی گرفتاری:......انہوں نے دوران جنگ اس کے بیٹے مندیل کو گرفتار کر لیا اور اسے قید کر کے سلطان کی خدمت میں لے آئے تا آنکہ سلطان ابن الاحمر نے اسے اس صلح کی بناء پر جو اس کی موت کے بعد اس کے باپ ابو یوسف بن یعقوب سے طے ہوئی، رہا کر دیا اور اس کے بعد موسیٰ بن رحو اپنی وفات تک اندلس کے مجاہد غازیوں کے لیے مخصوص رہا اور اس کے بعد امارت کو اس کے بھائی عبدالحق نے سنبھال لیا اور ۷۷۹ھ میں وفات پا گیا اور وہ مسلمانوں کے دشمنوں کے مقابلے میں مظفر اور ناصر تھا۔ جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے بعد اس کا بیٹا حمو بن عبدالحق والی مقرر ہوا اور اسی طرح یہ امارت بنی رحو میں ہی رہی تا کہ ان میں سے ان کے بھائیوں بنی العلاء کی طرف یہ امارت منتقل ہو گئی اور بعد ازاں حمو عثمان بن ابی العلاء کے کارندوں میں شامل ہو گیا جو کہ ہم بیان کریں گے۔

ابراہیم بن عیسیٰ کا قتل:......ابراہیم بن عیسیٰ السونانی، مغرب لوٹا اور یوسف بن یعقوب کے پاس اترا تو اس نے اسے بوڑھا اور نابینا ہونے کی بناء پر تلمسان کے محاصرے کے کچھ عرصے کے بعد اس کی جگہ پر قتل کروا دیا۔ ابن عیاد کی وفات ۷۸۷ھ میں اور معطی بن تاشفین کی وفات ۷۸۹ھ اور طلحہ بن محلی کی وفات ۷۸۶ھ میں ہوئی۔

فصل:

اندلس کے شیخ الغزاۃ عبدالحق بن عثمان کے حالات

عبدالحق بن عثمان مرین حکومت کے شرفاء میں سے تھے یہ محمد بن عبدالحق کی اولاد جو والد کے بعد بنی مرین کا دوسرا امیر تھا اس باپ ۷۷۹ھ میں جہاد کے دوران فوت ہو گیا تھا اور اس نے سلطان ابو یوسف کی نگرانی میں پرورش پائی تا آنکہ اس نے وزیر رحو بن یعقوب کے ہمراہ سلطان ابو الربیع کے خلاف خروج کیا جو کہ ہم اس کے حالات میں ذکر کر چکے ہیں اور تلمسان کی طرف چلا گیا پھر اندلس چلا گیا۔ ان دنوں اس کا سلطان ابوالجیوش بن سلطان فقیہ اور شیخ زناتہ حمو بن عبدالحق بن رحو تھے اور شاہ مغرب سلطان ابو سعید نے انہیں قید سے پکارا تو انہوں نے جواب دیا اور قید خانے سے بھاگ کر دارالحرب کی طرف چلے گئے۔

ابو ولید کی بغاوت:......جب ابو ولید بن رئیس ابی سعید نے اعلان کیا اور مالقہ میں اپنی بیعت لی غرناطہ میں اس سے جنگ کی۔ غرناطہ سے باہر فریقین کے مابین جنگ ہوئی تو اس جنگ میں حمو بن عبدالحق گرفتار ہو گیا۔

اسے سلطان ابو ولید کے پاس لایا گیا اور اس کے ہمراہ اس کے چچا ابو العباس بن رحو بھی موجود تھا پس اس نے اپنے بھتیجے کی گرفتاری سے انکار کر دیا اور اسے چھوڑ کر اپنے سلطان کی طرف آیا تو اس نے اس بناء پر اس پر الزام لگایا اور دارالحرب سے عبدالحق بن عثمان کو بلا کر غازیوں پر اس کی جگہ عامل مقرر کیا۔ پھر ابو ولید نے غرناطہ میں اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور ابوالجیوش صلح کی بناء پر ان کے مابین ہوئی تھی وادی آش میں منتقل ہو گیا۔

عبدالحق بن عثمان اپنے معاملے کے لیے اس کی خدمت میں گیا اس کے اور ابوالجیوش کے درمیان حالات ناساز گار ہو گئے اور ابوالجیوش ناراض ہو کر طاغیہ کی طرف چلا گیا پھر سبتہ کی طرف گیا پھر ابو یحییٰ بن ابی طالب الغرنی نے سلطان ابو سعید کی ناکہ بندی کے دوران اس سے امداد طلب کی تو اس نے اس کے سرحدی علاقوں کی حفاظت میں اور اس کے دفاع میں بے نظیر کارنامے سرانجام دیئے۔ پھر سلطان ابو سعید نے اس کے ساتھ معاہدہ کیا اور اس سے علیحدہ ہو گیا۔

عبدالحق بن عثمان کی افریقہ روانگی:......اس کے بعد عبدالحق بن عثمان افریقہ چلا گیا اور ۷۱۹ھ میں بجایہ میں ابی عبدالرحمن کی خدمت میں حاضر ہوا جو سلطان ابو یحییٰ کا دوست تھا جس نے اپنے آپ کو غربی سرحدوں میں حاصل کر لیا تھا تو اس نے اس کو خوش آمدید کہا اور خوب عزت افزائی کی اور اس کی پذیرائی کے لئے الزاہیۃ میں شہر کے میدان میں اس کے لئے خیمے لگوائے اور اسے اور اس کے دوستوں کو ایک سو پچاس گھڑ سوار دیئے پھر ان کو لے

کر سلطان کی خدمت میں آیا تو سلطان نے بھی انہوں خوش آمدید کہا اور عبدالحق کو اپنے خواص میں ملایا اور دوستی اور صحبت کے لیے خاص بنالیا اور اس سے اور اس کے دوستوں سے امداد طلب کر کے ان کے مقام و مرتبے اور بلند کر دیئے۔

سلطان نے ۷۲۷ھ میں محمد بن سید الناس کو اپنی دربانی پر مقرر کیا اور اسے اس امر کی بناء پر بجایہ کی سرحدوں سے بلایا تو اس کی سلطنت عظیم ہو گئی اور اس کے مخفی امور اور سخت ہو گئے۔ اور کئی روز عبدالحق اس سے پوشیدہ ہو گیا تو وہ اس پر غضبناک ہو گیا اور وہ ناراض ہو کر چلا گیا پھر اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کرنے کے لئے ابوفارس سے مل کر سازش کی تو اس نے اس کی آرزو برلائی اور اسے تیونس سے نکالا پھر ان کے حالات اور ابوفارس کے قتل ہونے اور عبدالحق کے تلمسان کی طرف جانے، ابوتاشفین کے ہاں آنے پھر ۷۲۷ھ میں بنی الواد کے لشکر کے ہمراہ افریقہ میں جنگ کے لئے جانے کے واقعات کو ہم حفصی حکومت کے احوال میں ذکر کر چکے ہیں پھر جب بنو عبدالواد تلمسان واپس آیا تو سلطان ابویحییٰ نے اس سال کے آخر میں تونس کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔

مقرر کردہ سلطان ابن عمران کا فرار ہونا:.....تیونس میں مقرر کردہ بنی حفص کا سلطان ابن عمران بھاگ کر عرب قبائل میں چلا گیا اور اس نے عبدالحق بن عثمان کے بھتیجے ابی رزیق کو اس کے دوستوں کے ساتھ پکڑ لیا اور اسے نیزے مار مار کر قتل کر دیا۔

ادھر جب عبدالحق بن عثمان تلمسان میں اپنے مقام پر واپس آیا تو وہ بڑے اعزاز و اکرام سے ابوتاشفین کے پاس اپنے ٹھکانے پر مقیم ہو گیا تا آنکہ سلطان ابوالحسن نے ۷۳۷ھ میں جس روز تلمسان میں ان پر حملہ کیا تو وہ ابوتاشفین کے مرنے کے ساتھ ہی مر گئے اور ان سب کے سب کو بادشاہ کے محل کے نزدیک قتل کر دیا گیا یعنی ابوتاشفین اور اس کے دونوں بیٹے عثمان اور مسعود اور اس کا حاجب موسیٰ بن علی اور اس کا یہ مہمان عبدالحق اور اس کا بھتیجا ابوثابت ان تمام کے سر کاٹ دیئے گئے اور درس عبرت کے لئے ان کے اعضاء کو محل کے میدان میں چھوڑ دیا۔

فصل:

اندلس کے امراء مجاہد غازیوں میں سے عثمان بن ابی العلاء کے حالات

اولاد عبدالحق میں سے سوط النساء کے لڑکے قوم کے جتھے دار اور قوم پر غالب تھے اور ان کا تعلق اس کے دونوں حقیقی بیٹوں ادریس اور عبداللہ کی اولاد سے تھا جو ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کے باپ کی وفات کے دن ادریس اکبر بھی تافریطت میں وفات پا گیا عبداللہ اس کی وفات سے پہلے ہی فوت ہو گیا اور عبداللہ نے تین بیٹوں کو چھوڑا جن سے ہی اس کی نسل پھیلی ان میں، رحو اور ادریس تھے۔

جب ابویحییٰ بن عبدالحق نے ۶۴۹ھ میں سلا پر قبضہ کر لیا تو اس میں یعقوب کو عامل مقرر کیا مگر بعد میں اس نے ۶۵۸ھ میں اپنے چچا کے خلاف اعلان بغاوت کر دیا اور نصاریٰ نے اس پر جو حملے کئے اس کا ذکر ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔

پھر اسے یعقوب بن عبدالحق نے منتخب کر لیا پھر یعقوب بن عبدالحق بلاد غمارہ میں سے علوان چلا گیا اور وہاں پر قلعہ بند ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے چچا کے دو بیٹوں نے بھی اعلان بغاوت کر دیا اور قصر کبیر میں پہنچ گئے اور اولاد سوط النساء ان کے ساتھ ہو گئی پس اس نے ان سے جنگ کی اور بعد میں انہیں امان دے کر اتارا اور اس نے عامر کو ۶۹۰ھ میں اندلس پر چڑھائی کے لئے مقرر کیا جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس کے ہمراہ رحو بن عبداللہ کو بھی بھیجا اور محمد بن عامر واپس لوٹ آیا۔

۶۸۰ھ میں تلمسان سے ہوتا ہوا اندلس کی طرف چلا پھر انہوں نے ۶۸۹ھ میں سلطان یعقوب بن عبدالحق کے خلاف بغاوت کر دی ان کے اس کام میں ابی عیاد کے بیٹے بھی شامل تھے اور علوان کو اپنا مسکن بنایا بالآخر سلطان نے انہیں تلمسان لے جانے کی شرط پر اتارا تو وہ وہاں چلے گئے۔ ابو عیاد اور سوط النساء نے تمام لڑکے اندلس جا کر وہی مقیم ہو گئے مگر ان میں سے عامر اور محمد واپس آ گئے جن کے حالات آگے آئیں گے۔

یعقوب بن عبداللہ کی وفات:.....یعقوب بن عبداللہ رباط الفتح سے واپسی پر جسے طلحہ بن محلی نے قتل کر دیا تھا سفر کی حالت ہی میں ۶۸ھ میں

وفات پا گیا اور سوط النساء میں سے اس کے لڑکے مغرب میں متیم ہو گئے۔

سلطان ابو یوسف کے زمانے میں اس کا لڑکا بلاد سوس کا والی تھا اور اس کے بھائیوں میں سے ابوالعلاء اور رحو بن عبداللہ بن عبدالحق بھی تھے جن سے اس کی نسل پھیلی اور رحو، عامر اور اس کے چچازاد بھائی ادریس کے ہمراہ اندلس چلے گئے پھر موسیٰ نے اپنے بیٹے کو اولاد ابی عیاد اور اولاد سوط النساء کے ہمراہ ۷۹۹ھ میں بھیج دیا اور وہ اپنے حکومتی مقام پر واپس لوٹ آیا پھر وہ دوبارہ ۷۵۵ھ میں تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور پھر اندلس چلا گیا اور وہی مقیم ہو گیا۔

۷۸۵ھ میں ابوالعلاء کی اولاد، ابو یحییٰ بن عبدالحق اور عثمان بن عبدالحق کی اولاد سے مل کر اندلس میں قیام پزیر ہو گئی اور اپنی سلطنت کے معاملے میں سردار عبداللہ بن ابی العلاء سے ملتے رہے اور ابن الاحمر نے اسے زناتہ کے مجاہد غازیوں پر مستقبل منصب سے قبل ہی امیر مقرر کر دیا۔ وہ ۷۹۳ھ میں ایک غزوہ میں شہید ہو گیا اس کے بعد اس کے بھائی عثمان بن ابی العلاء کو محافظین مالقہ پر اور اپنے چچازاد بھائی رئیس ابوسعید فرج بن اسماعیل بن یوسف بن نصر کو غربی مجاہد غازیوں پر عامل مقرر کر دیا۔ پھر جب ۷۹۵ھ میں رئیس ابوسعید نے سبتہ میں بغاوت کر دی اور اس جیسے شہر میں اس کے بہانے پورے ہو گئے اور اس کے اور حاکم مغرب کے مابین دشمنی کی چنگاریاں بھڑک اٹھیں تو انہوں نے عثمان کو عامل مقرر کر دیا اور اسے غمارہ لے گئے۔

غمارہ پر حملہ:...... پھر اس نے غمارہ پر حملہ کیا اور اپنی دعوت عام کی۔ اصیلا اور العرائش پر قابض ہو گئے۔ ابوالربیع نے ۸۰۷ھ میں اس پر غلبہ پالیا اور وہ اندلس میں اپنی قیام گاہ پر واپس آ گیا۔ پھر جب ابوولید بن رئیس ابی سعید نے حاکم غرناطہ ابوالحیوش کے خلاف اعلان بغاوت کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے اس معاملے میں مالقہ کے شیخ الغزاۃ عثمان بن ابی العلاء سے ساز باز کی تو اس نے اس امر میں اس کی امداد کی اور اس کے باپ رئیس ابوسعید کو قید کر دیا اور ۷۱۳ھ میں غرناطہ کی جانب بڑھا اور وہ جب اس پر قابض ہو گیا۔

تو اس نے عنان کو زناتہ کے مجاہد غازیوں کا امیر مقرر کیا اور وہاں سے عثمان بن عبدالحق بن عثمان کو ہٹا دیا تو وہ ابوالجیوش کی طرف وادی آش میں آ گیا اور حمو بن عبدالحق بن رحو، شیخ الغزاۃ ہونے کے بعد اس کا مددگار بن کر اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ اور عثمان کی امارت کے ایام اسی طرح مستمر رہے اور اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ پھر حاکم مغرب ابوسعید اس کی شہرت و مرتبے کی بناء پر اس سے حسد کرنے لگا اور ناراض ہو گیا۔ تو جب ۷۱۸ھ میں اس جہاد کی اجازت طلب کی تو اس نے عثمان کے مرتبے کی بدولت معذرت کر لی اور ان پر اس کو پکڑنے کی شرط عائد کر دی تاکہ انہیں چھوڑ دے مگر یہ نہ ہو سکا۔

طاغیہ کی غرناطہ سے جنگ:...... طاغیہ نے غرناطہ کا محاصرہ کر کے ان سے جنگ کی جس میں عثمان اور اس کی اولاد نے بے نظیر اور بے مثال کارنامے سرانجام دیئے اور اللہ نے مسلمانوں کو عثمان اور اس کی اولاد کے ہاتھوں نصرانیوں پر فتح و نصرت عطا کی جس کے بارے میں کسی کا گمان بھی نہیں گزرا تھا۔

تو حکومت اور اہل اسلام کو ان کے رتبے پر بہت فخر ہوا یہاں تک کہ عثمان نے اور ولید کے رشتہ داروں اور امراء سے ساز باز کی جنہوں نے اس کے ساتھ دھوکا کرنے کی لالچ دی جس کی بناء پر ۷۲۵ھ میں ابوولید ہلاک ہو گیا اس کے بعد اس کے نابالغ بیٹے محمد کو امارت پر مقرر کیا اور اس کے امر پر محمد بن محروق کو وزیر مقرر کیا۔

جو ان کے انعام و اکرام کا پروردہ تھا پھر وہ اس پر غالب ہو گیا اور اس نے حکومت کی تمام باگ ڈور عثمان کے ہاتھوں میں دیدی تو وہ اس پر غالب آ گیا اور حکومت میں اس کی حصہ داری کی۔ ٹیکس کے بہت سے اموال کو دینے میں غازیوں کو فوقیت دی یہاں تک کہ وزیر کو سلطنت کے امور میں خطرہ محسوس ہوا۔

بالآخر اس کے اور اس کے وزیر کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے تو اس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور ناراض ہو کر وہاں سے چلا گیا اور غرناطہ کی چراگاہ میں ان کے خیمے تک چلے گئے۔ قبائل زناتہ میں سے ایک جماعت، غازیوں میں سے ان کے پاس جمع ہو گئی۔

ادھر وزیر اور امراء حکومت الحمراء میں ٹھہر گئے تھے لوگوں نے ان دونوں کے درمیان مصالحت کی کئی روز سے کوششیں کیں بالآخر وزیر نے یہ مشورہ

دیا کہ اس کے رشتہ داروں میں سے اس کے ہمسر مقرر کیا جائے جو اس سے امور میں سہولت پیدا کرے اور اسے اپنے امور میں مشغول کر کے حکومتی امر سے غافل کر دے، تو اس نے اس امر کے لئے یحییٰ بن عمر بن رحو کو منتخب کیا جو کہ عثمان کے مددگاروں میں سے تھا پس اس نے اس کی بیٹی کا رشتہ لیا اور اسے مجاہد غازیوں پر امیر مقرر کیا چنانچہ وہ ہر سمت سے اس کی طرف آئے۔

عثمان اپنے اہل وعیال اور بیٹیوں کے ساتھ اپنی چھاؤنی کی طرف گیا پھر اس کے ساتھ مغرب کی جانب جانے کے بارے میں معاہدہ ہو گیا۔ بعد ازاں ۷۲۸ھ میں اپنے خواص کو سلطان ابو سعید کی خدمت میں روانہ کیا اور غرناطہ کے میدان سے اپنے اہل وعیال کے ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ کوچ کر گیا پھر تدوش جانے کا ارادہ کیا تاکہ اسے اپنے گزرنے کی بندرگاہ بنائے۔

جب وہ تدوش کے قریب پہنچا تو خبر ملی کہ اس کے اور رؤساء تدوش کے درمیان قرابت داری ہے چنانچہ وہ اس کا حق ادا کرنے نکلے مگر ان سے اس نے خیانت کی اور ان کے علاقے پر قبضہ کر کے اس کا کنٹرول سنبھال لیا اور وہاں اپنی بیویوں اور بوجھوں کو اتارا اور محمد بن الرئیس کو شلوبانیہ سے بلایا جو وہاں فروکش تھا۔ وہ جب اس کے پاس پہنچا تو اس نے اسے امارت دیدی۔ صبح شام غرناطہ پر حملے کئے یہاں تک کہ فتنے کی آگ بھڑک اٹھی اور یحییٰ بن رحو نے زناتہ کے جن لوگوں پر قابو پایا تھا انہیں ترتیب دے دیا اور سالہا سال جنگ کرنے کا مطالبہ کیا۔

یہاں تک کہ سلطان ابن الاحمر نے اپنے وزیر ابن المحروق سے جنگ کی تو اس نے عثمان بن العلاء کو اس شرط پر بلا کر صلح کی کہ وہ اس کے چچا کو مغرب بھجوائے گا اور وہ اپنے معاملے کے سلسلے میں جو کہ غازیوں کی سلطنت کا کام ہے غرناطہ کی طرف چلا جائے۔ تو ۷۲۹ھ میں یہ معاملہ مکمل ہوا اور اسے سلطنت میں جو مرتبے حاصل تھے اسے واپس مل گئے اور غازیوں پر اپنی امارت کے سینتیسویں سال وفات پا گیا۔

فصل:

عثمان بن ابوالعلاء کی وفات کے بعد ابوثابت کی حکومت اور ان کے انجام کے حالات

جب شیخ الغزاۃ اور سردار زناتہ عثمان بن ابوالعلی فوت ہو گئے تو ان کے بعد قومی امور کی ذمہ داری ان کے بیٹے نے سنبھال لی۔ سلطان ابوعبداللہ بن ابی ولید نے اُسے اس کے باپ کی طرح مجاہد غازیوں پر امیر مقرر کیا، شان وشوکت، کثرت طرفداری، رائے کی تعمیل اور شجاعت کے لحاظ سے اس کا مرتبہ اور بلند ہو گیا اور اس کی قوم کو سلطنت میں غلبہ حاصل تھا کیونکہ وہ اس کی طاقت پر تعجب کرتے تھے وہ اس میں بڑے جنگجو، صاحب عظمت اور حکومت پر غالب تھے۔

ادھر سلطان محمد بن ابی ولید ان کی کثرت وقلت کی بناء پر سلطنت پر حاوی ہونے کو برا جانتا تھا۔ ان کی آراء کو حقیر سمجھ کر انہیں بیوقوف بناتا تھا اور ان کی شان وشوکت میں ان سے تنگی نظر کرتا تھا۔

اور جب وہ سلطان ابوالحسن کے پاس ۷۳۲ھ میں طاغیہ کے خلاف فریادی بن کر گیا اور اس کے بیٹے امیر ابو مالک کے خلاف جبل الفتح میں جنگ کرنے کے لئے امداد طلب کی تو انہوں نے اس پر الزام لگا دیا کہ اس سلطان ابوالحسن سے ان کے خلاف ساز باز کی ہے تو وہ ناراض ہو گئے اور اس پر لشکر کشی کی ٹھان لی تو اس نے اس معاملے میں اس کے ایک خاص دوست سے سازش کی جو اس کی سلطنت پر نظر رکھنے لگا پھر جب جبل فتح ہوا تو اس واقعات کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

پھر طاغیہ نے اٹھ کر وہاں پر ٹھہراؤ کیا اور ابن الاحمر نے اپنے لڑکوں سمیت طاغیہ کا ارادہ کیا کہ وہ قلعہ کو واپس چلا جائے چنانچہ وہ واپس چلا گیا اور مسلمانوں کا لشکر متفرق ہو گیا۔

۷۳۳ھ میں سلطان ابن الاحمر غرناطہ کی طرف چلا گیا اور انہوں نے اس کے راستے میں اس کے واسطے گھات لگائی اور ادھر اسے بھی اس معاملے کی اطلاع پہنچ گئی تو اس نے اس کو اپنے بحری بیڑے میں سوار ہو کر مالقہ جانے کے لئے بلایا مگر انہیں اس معاملے کی اطلاع مل گئی تو وہ فوراً اس کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے ساحل اصطبونہ کے راستے میں ملے اور اسے معلومی عاصم کے انعام واکرام کے معاملے پر ملامت کی اور انہیں اس معاملے سے روکا تو انہوں نے عاصم کو نیزے مار مار کے قتل کر دیا اس نے اس پر اس بناء پر تہمت لگائی اور اسے اس کے ہمراہ کر دیا تو وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ انہوں نے اس کے بھائی کو پیغام بھجوا کر بیعت کر لی اور اسے واپس غرناطہ کی طرف لے آئے۔ پھر وہ اس کے اعمال پر جو انہوں نے کئے تھے محتاط رہے اور اسی طرح حالات رہے۔

تلمسان کی مکمل فتح:...... جب سلطان نے تلمسان کو مکمل فتح کر لیا اور اس نے اپنے عزائم کو جہاد کی طرف پھیر لیا تو اپنے مقام اندلس سے ابن الاحمر کو ہٹانے کے لئے ان سے ساز باز کی تو اس نے ان کو قبول کر لیا۔ ان کا بھائی سلیمان فرار ہو کر طاغیہ کی طرف چلا گیا اور اس کے باقی بھائی ادریس، منصور اور سلطان کو قید کر لیا۔ اس نے مسلمانوں پر ایک یادگار دن میں حملہ کیا۔

ابن الاحمر نے ابوثابت اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے کئی دنوں تک زمین دوز قید خانوں میں رکھا پھر افریقہ کے ممالک کی طرف جلاوطن کر دیا پھر وہ سلطان ابو یحییٰ کے پاس تونس میں آئے پھر سلطان ابوالحسن نے ان سے امداد کے اشارے کئے کہ وہ مغرب کے اطراف میں آجائیں اور جب وہ اندلس میں جہاد میں مصروف ہو تو وہ اس کے ہاں اتر جائیں۔

تو جب وہ اس کے پاس پہنچے تو اس نے ان کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈلوا دیا پھر انہوں نے ابو محمد بن تافراکین کو ان کے معاملے میں سفارشی بنا کر بھیجا تو اس نے اس کی سفارش مان لی اور اس کی خاطر مدارت کی، عزت افزائی کی ۷۴۳ھ میں محاصرہ جزبدہ کے دوران جب سبتہ میں پہنچا تو اس کے پاس ان کے بارے میں شکایت کی گئی تو اس نے انہیں مکناسہ کے قید خانے میں بند کر دیا۔

امیر ابو عنان کی بغاوت:...... جب اس کے بیٹے امیر ابو عنان نے حکومت کی مخالفت میں بغاوت کا اعلان کر دیا اور منصور نے اپنے بھتیجے حاکم فاس ابو مالک کو شکست دیدی اور جدید شہر میں اس کا مقابلہ کیا تو اس نے اس کے متعلق مکناسہ میں پیغام بھیجا تو اس نے ان کو قید سے آزادی دے دی اور ان پر انعام واکرام کئے وہ اپنے امور پر غالب آ گیا۔

اس نے ابوثابت کو مجلس شوریٰ میں مقام عطا کیا اور اس کے بھائی ادریس سے جدید شہر میں سازش کرنے کے سلسلے میں ساز باز کی تو وہاں چلا گیا اور ان سے فریب کر کے ان پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ وہ سلطان ابو عنان کی دعوت کو لے کر اتر آئے پھر اس نے سبتہ میں ابوثابت کو اور بلاد الریف میں امارت دیدی تاکہ اپنے مقام امارت اندلس کے نزدیک ہو جائے اس نے مال اور فوج کے لئے فراوانی رکھی اور اس کے لئے علیحدہ اموال مختص کر دیئے اور وہ جدید شہر کے محاصرے کے دوران سلطان کے پڑاؤ کے مدمقابل اپنے پڑاؤ میں طاعون کے مرض کی بناء پر فوت ہو گیا اور اس کے بھائی ادریس کے فرار ہونے ہو گیا۔

فصل:

اندلس کے غازیوں پر پہلی اور دوسری

مرتبہ یحییٰ بن عمر بن رحو کی امارت کے حالات اور اس کا آغاز مع انجام

عبداللہ بن عبدالحق کے بیٹوں میں رحو بن عبداللہ سب سے بڑا تھا اور اس کے اور دوسرے بیٹوں میں موسیٰ، عبدالحق عباس، عمر، محمد علی اور یوسف تھے اس کی نسل انہیں سے چلی یہ سب کے سب سوط النساء کی اولاد کے ہمراہ اور عمر، ان کے بعد ایک مدت تک تلمسان میں ہی مقیم رہا اور بیوی بچے اس کے ساتھ رہے پھر ان کے ساتھ مل گیا۔

ابراہیم بن عیسیٰ الوسنانی کے بعد غازیوں کی امارت موسیٰ نے سنبھال لی اور اس کے بعد عبدالحق غازیوں کا عامل مقرر ہوا۔ ۷۰۵ھ میں رئیس، ابو

سعید اور عثمان کے ہمراہ سبتہ کی طرف چلا گیا اور اس کے بعد مجاہد غازیوں پر عامل بنا اور اس کے بعد اندلس کے قرویلہ گیا ابھی وہاں ٹھہرا بھی نہ تھا کہ مغرب کو چلا گیا تو اس نے اسے مرحبا کہا اور پھر واپس اندلس آ گیا۔

جب عثمان بن ابی العلاء نے مجاہد غازیوں پر امارت سنبھالی لی اور ان کے درمیان اونٹنیوں کی سانڈوں کی مثل حسد ہونے لگا تو اس نے تمام بنی رحو کو افریقہ واپس کر دیا وہ وہاں سلطان یحییٰ کے ہاں پہنچے تو وہاں ان کی خوب عزت افزائی ہوئی اور اس نے ان کو منتخب کر لیا، ان جنگوں میں ان کے لشکر سے امداد لی۔

عمر بن رحو کی وفات:......عمر بن رحو بلاد الجرید میں وفات پا گیا اور فزاوہ میں مقام بشریٰ میں اس کی قبر مشہور ہے۔اس کا بھتیجا یحییٰ اپنے دوسرے بھائیوں میں سلطان سے علیحدہ ہو گیا اور ابن ابی عمر کے کارندوں میں شامل ہو گیا پھر وہاں سے زاودہ کی طرف چلا گیا۔بہت عرصے وہاں مقیم رہا پھر اندلس چلا گیا اور اپنی قوم میں اپنے مرتبے پر قائم رہا اور عثمان بن ابی العلاء نے اسے منتخب کر کے اس کی بیٹی سے رشتہ کر لیا اور اسے اپنا بنا لیا۔

جب ۷۲۷ھ میں اس کے اور وزیر غرناطہ ابن محروق کے درمیان حالات ناساز گار ہو گئے تو ابن محروق نے ان دنوں میں اس کے ساتھ سازش کی اور اسے اس کی عملداری کی جانب بلایا تا کہ وہ اس کو سنبھال لے تو اس نے اس کی اس پیشکش کو قبول کرتے ہوئے عثمان اور اس کی قوم کو چھوڑ دیا اور سلطان اور ابن محروق کے پاس گیا اس نے اسے مجاہد غازیوں پر امارت دیدی اور املد یہ کی طرف لوٹ آیا۔

یحییٰ بن عمر اس کی امارت میں وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ ابن محروق اپنے سلطان کے حملے سے فوت ہو گیا۔اس نے عثمان بن ابی العلاء کو امارت کے لئے واپس بلایا تو وہ اس کی طرف لوٹ آیا۔اس نے یحییٰ بن عمر کو وادی آکاش میں بھیج کر مجاہد غازیوں پر امارت دیدی اس نے کچھ وقت انتظار کر کے اپنی قوم کا رخ کیا اور لوٹ آیا جہاں عثمان بن ابی العلاء نے اسے اور اس کے بیٹے ابو ثابت کو منتخب کر لیا کیونکہ اس کی ماں موسیٰ بن رحو کی بیٹی تھی پس وہ اس ماموں کے رشتے کی بناء پر اس کی مدد کرتا رہا یہاں تک کہ عثمان وفات پا گیا اور اس کے لڑکوں اور سلطان مخلوع کے حالات جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں تو ان کے بھائی ابوالحجاج نے ان کو قید کر لیا اور واپس افریقہ کی طرف بھیج دیا ان کی سلطنت کی بنیادیں اکھیڑ دی گئیں اور اس کی جگہ یحییٰ بن عمر کو مجاہد غازیوں کو عامل مقرر کیا۔اس نے وہاں بہت قوت حاصل کر لی اور وہ ابوالحجاج کی جنگوں میں سلطان ابوالحسن کے ہمراہ حاضر ہوا اور اس کی کفایت اور حاجات۔

ابوالحجاج کی وفات:......۷۵۵ھ میں ابوالحجاج اپنی اصطبل کے ایک فاتر الغلام کے ہاتھوں عیدگاہ میں اپنی نماز کے آخری سجدے میں نیزہ کھا کر فوت ہو گیا اور اس غلام کو اسی وقت تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے قتل کر دیا گیا۔بعد ازاں اس کے بیٹے محمد کی بیعت کی گئی،اسی دن اس کے باپ اور چچا کا دربان معلوجی غلام رضوان نے لوگوں سے اس کی بیعت لی اور اس نے اس کے معاملات سنبھال لئے اور اس پر غالب آ گیا اور اسے روک دیا۔پھر اس نے یحییٰ بن عمر کو اپنے امور میں ہم شریک بنا لیا اپنی سلطان کی مدد کی۔

اس کے بعد ان کے چچا زاد رئیس محمد بن اسماعیل بن رئیس ابی سعید نے سلطان محمد کے بھائی ابوالحجاج کی دعوت کو عام کرتے ہوئے الحمراء کے مقام پر اس پر حملہ کیا تو انہوں نے اس معاملے کے لئے وہ وقت مقرر کیا کہ جب سلطان الحمراء سے باہر باغ میں اپنی تفریح گاہ میں گیا ہو پھر وہ اسے اس کی جانب لے آئیں گے۔پس رات کو انہوں نے اسے قابو کر لیا اور انہوں نے خود سر دربان رضوان کو قتل کر دیا اور سلطان کو اس کے تخت حکومت پر بٹھایا گیا اور انہوں نے لوگوں میں اس دعوت کو عام کر دیں۔

فصل:

اندلس کے غازیوں پر عملی بن بدرالدین کی امارت کے حالات اور اس کا انجام

ہم بیان کر چکے ہیں کہ موسیٰ بن رحو بن عبداللہ بن عبدالحق،ادریس بن عبدالحق کے بیٹوں محمد اور عامر اور ان کی قوم اولاد سوط النساء کے ساتھ ۶۹۷ھ میں اندلس چلا گیا تھا پھر مغرب کی طرف لوٹا اور تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے اندلس چلا گیا اور وہاں اس نے سلطان یوسف بن

یعقوب کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کرنے کے بعد غازیوں کی امارت سنبھال لی پس اس نے اس کا عقد اس کے ساتھ کر دیا اور اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ اسے اس کی طرف بھیج دیا اور موسیٰ بن رحو کے بہت سے بیٹے تھے جن میں محمد بن جمال الدین سب سے بڑے تھے اہل مشرق کے طریق کے مطابق ان دونوں کو یہ لقب شریف مکی نے دیئے جو اس زمانے میں شرفائے مکی میں سے مغرب گیا تھا اور شرفاء ان کے بادشاہوں اور سرداروں میں سے تھے جو اہل بیت نبوی کی تعظیم کرتے تھے اور ان سے اپنے احوال کے بارے میں دعا و برکت کے خواستگار ہوتے تھے۔

پس موسیٰ بن رحو ان دونوں بچوں کو پیدائش کے وقت شریف کے پاس گڑھتی اور دعا کے لیے گیا پس شریف نے اسے کہا یہ لے جمال الدین اور یہ لے بدرالدین، پس موسیٰ نے ان دونوں کو ان القاب سے پکارنے کو پسند کیا تا کہ شریف نے ان کا جو نام رکھا ہے اس سے برکت حاصل کرے پس یہ دونوں نام مشہور ہو گئے اور جب یہ بالغ ہو گئے اور ان کے باپ نے انہیں امارت کا بوجھ اٹھانے میں شریک کیا تو ان کے باپ کی وفات ہو گئی جیسے کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور غازیوں کی امارت ان دونوں کے چچا عبدالحق اور اس کے بیٹے کے پاس آ گئی اور ان دونوں میں سے جمال الدین ۷۶۳ھ میں طاغیہ کے پاس چلا گیا پھر قرطاجنہ سے سمندر پار کر کے سلطان یوسف بن یعقوب کے پڑاؤ میں چلا گیا جو تلمسان کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔

سلطان یوسف بن یعقوب کی وفات:......اور جب سلطان کی وفات ہو گئی تو اس کا بیٹا ابوسالم اس کی امارت کو سنبھالنے کے درپے ہو گیا اور وہ مغلوب اور کمزور آدمی تھا پس اس کی امارت مکمل نہ ہوئی اور سلطان کے پوتے ابوثابت نے حکومت سنبھال لی اور اس پر قابو پا لیا اور ابوسالم اس کی وفات کی شب کو بھاگ گیا اور القرابۃ میں سے یہ جمال الدین اور اس کے چچا عباس، عیسیٰ اور علی اس کے ساتھ تھے جو رحو بن عبداللہ کے بیٹے تھے پس اس نے انہیں راستے میں مدیونہ میں گرفتار کر لیا اور انہیں سلطان ابوثابت کے پاس لایا گیا تو اس نے اپنے چچا ابوسالم اور جمال الدین بن موسیٰ بن رحو کو قتل کر دیا اور بقیہ لوگوں پر احسان کیا اور انہیں زندہ رکھا اس کے بعد سلطان اندلس کی طرف بھاگ گیا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اس نے وہاں جہاد میں یادگار کارنامے کیے۔

بدرالدین:......اور بدرالدین اپنی قوم کے ساتھ ہمیشہ اندلس میں رہا اور جس طرح اس کے نسب میں بزرگی اور عظمت پائی جاتی تھی اس طرح وہ امارت اور بزرگی کے مقام پر رہا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی اور اس کے بعد اس کے بیٹے علی بن بدرالدین نے اپنی قوم کے ساتھ مزاحمت کرتے ہوئے اور نمائندگی پر فخر کرتے ہوئے اس کی امارت کو سنبھالا اور بنی الاحمر کے ملوک اکثر اسے زناتہ کے ان غازیوں پر امیر مقرر کرتے تھے جو ان سرحدوں پر پڑاؤ کیے ہوئے تھے جو اندلس کے بڑے بڑے شہروں کو ہیڈ کوارٹر سے دور ہوتے تھے جیسے مالقہ، المریہ اور وادی آش اس کے اہل بیت کے نمائندوں کا راستہ تھے اور اندلس کے غازیوں کی امارت، تلوار کے حکم سے مخصوص تھی اور عطیات اور روزینوں میں ٹیکس کے اکثر حصہ کی سلطان کے ساتھ حصہ دار تھی اور مغرب کی سلطنت کا اندلس کی سلطنت سے ٹکراؤ تھا اور وہ ان کے ظلم سے چشم پوشی کرتے تھے کیونکہ دونوں دشمنوں کے دفاع کے لیے ان کی ضرورت تھی اور اس صدی کے نصف سے طاغیہ کے اپنی ہم مذہبوں کے فتنہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کا رعب جاتا رہا اور اسی طرح بنو مرین، سلطان ابوالحسن کی وفات کے بعد مشغول ہو گئے اور اپنے ہمسروں اور پڑوسیوں پر غلبے کے زمانے کو بہانہ کر کے بھول گئے اور انہوں نے اس سارے عہد کو جان بوجھ کر بھلا دیا، پس حاکم اندلس نے اپنی حکومت سے اس عادت کو صاف کرنے کی خواہش کے مطابق اسے اس بات پر اکسایا اور اس نے ۷۶۴ھ میں یحییٰ بن عمر اور اس کے بیٹوں کو گرفتار کر لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

مجاہد غازیوں پر امیر یوسف کا امیر بننا:......اور اس نے اپنے ولی عہد بیٹے امیر یوسف کو مجاہد غازیوں کا امیر مقرر کیا اور تمام بنی مرین کی مخصوص زمین کا نشان مٹا دیا یہاں تک کہ بڑے گھرانوں کی عصبیت کے فنا ہونے سے ان میں سے محافظوں کے فنا ہونے کا خیال پیدا ہو گیا تو اس نے اپنی رائے پر نظر ثانی کی اور علی بن بدرالدین اس کا مخلص دوست تھا اور وہ وادی آش کے غازیوں کا لیڈر تھا اور جب سلطان، رضوان کی وفات کی رات، مصیبت سے بھاگ کر اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کی حفاظت کی اور اس کام میں اس کی مدد کی اور جب اس نے مغرب کی طرف کوچ کیا تو وہ بھی اس کے چچا اس کے ساتھ گیا اور سب کے سب ۷۶۱ھ میں سلطان ابوسالم کے ہاں اترا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اور جب وہ اندلس کی طرف واپس آیا تو وہ

بھی اس کے مددگاروں کے ساتھ واپس آ گیا اور اس نے اس بات کا عہد اور ذمہ داری لی تھی اور سلطان نے ان دونوں باتوں کا لحاظ کیا اور وہ اسے پسند کرتا تھا اور اس سے سرگوشی کرتا تھا اور جب اس نے امیر کی جگہ غازیوں پر امیر تلاش کیا اور دیکھا کہ وہ کس کو یہ کام سپرد کرے تو اس نے اس کی سابقت اور وسائل اور جو اس نے اس سے خیر خواہی کی تھی اور اپنی حد پر کھڑا رہا تھا اس کی وجہ سے اسے منتخب کر لیا اور اسے ۷۶۷ھ میں غازیوں پر امیر مقرر کر دیا جیسا کہ انہوں نے اسے کیا تھا پس اس نے ان کی امارت کو سنبھالا اور اس کے امور سے قوت حاصل کی اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ ۷۶۸ھ میں طبعی طور فوت ہو گیا۔

فصل:

اندلس کے غازیوں پر عبدالرحمٰن بن علی

ابی یغلوس بن سلطان ابی علی کی امارت اور اس کے حالات

سلطان ابوعلی کے لڑکوں کے چلے جانے کے بعد امارت نے انہیں طلب کیا جن کے احوال مفصل گزر چکے ہیں یہاں تک کہ یہ عبدالرحمٰن اپنے وزیر مسعود بن رحو بن ماسی کے ساتھ جو اس سے بھرپور مطالبہ کرنے والا تھا، ۷۶۶ھ میں عساسہ سے اس ساحل پر آیا جو ان کے لیے وزیر مغرب نے طے کی تھی ان دنوں عمر بن عبداللہ اس کے حکم پر حاوی تھا یہ عبدالرحمٰن منکب میں اترا، جہاں سلطان ان دنوں پڑاؤ کیے ہوئے تھا پس اس نے اس کے ساتھ مناسب حال نیک سلوک کیا اور اس کی عزت کی اور اس کا اور اس کے وزیر اور خواص کا وظیفہ بڑھا دیا اور وہ جملہ مجاہد غازیوں میں شامل ہو گئے اور جب ۷۶۸ھ میں علی بن بدرالدین فوت ہو گیا تو سلطان نے دیکھا کہ وہ کس کو ان کی امارت سپرد کرے تو اس نے اس عبدالرحمٰن کو چنا کیونکہ اسے اس کی شجاعت و دلیری اور اس کے اور شاہ مغرب کے درمیان قریبی تعلقات کا علم تھا جو اندلس کی سرزمین میں نمائندگی کی دارومدار تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس لیے کہ عبدالحق کی اولاد کے تعلقات ان کے نصب کے مقابلہ میں حاکم مغرب کے نسب کے ساتھ ملاپ میں دور تک چلے گئے تھے پس حاکم اندلس نے وہاں اسے ترجیح دی۔

اور ۷۶۸ھ میں اسے مجاہد غازیوں کا امیر مقرر کیا اور اس پر عزت کے لباس کا اضافہ کیا اور اسے پہلے امراء کی طرح امدادی مجلس میں بٹھایا اور سلطان مغرب عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کو اطلاع ملی تو اس کے مقام سے ناراض ہوا اور خیال کیا کہ یہ امارت اس کی نمائندگی میں اضافہ اور اس کی حکومت کا وسیلہ ہے۔

وزیر اندلس کی حاکم مغرب کے ساتھ ساز باز:......اور وزیر الخطیب کی حاکم مغرب کے ساتھ ساز باز تھی کیونکہ وہ اسے اپنی حفاظت کے لیے پارٹی بنانا چاہتا تھا پس اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ اس کے اور حاکم اندلس کے درمیان بگاڑ پیدا کرنے کے لیے حیلہ بازی کرے پس اس نے اس بارے میں اپنی بھرپور کوشش کی اور اس نے اس کے اور اس کے وزیر مسعود بن ماسی کے متعلق قبائل کے سرداروں اور حکومت کے بعض ساز داروں سے کہا کہ وہ حاکم مغرب کے خلاف خروج کرتا اور اسکا محاصرہ کرنا چاہتے ہیں تو سلطان ابن الاحمر نے انہیں بلایا اور ان کا خط انہیں دیا تو اس نے ان کے خلاف گواہی دی اور اس نے ان کے متعلق حکم دیا تو وہ ۷۷۰ھ میں زمین دوز قید خانے میں قید کر دیئے گئے اور حاکم مغرب ان کے بارے میں اس کے فعل سے خوش ہو گیا اور اس کے بعد وزیر ابن الخطیب سلطان عبدالعزیز کے پاس آ گیا۔

اور ان کے بارے میں اس کا فریب سلطان پر واضح ہو گیا اور جب سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا اور ابن الاحمر، مسلمانوں کی انارکی سے غضب ناک ہو گیا تو اس نے عبدالرحمٰن بن ابی یغلوس اور اس کے وزیر مسعود بن ماسی کو قید سے رہا کر دیا اور ان کے لیے بحری بیڑا تیار کیا اور وہ اس میں مغرب گئے اور عاسہ کی بندرگاہ پر بطویہ کے ہاں اترے جو اپنی دعوت دیتا تھا تو انہوں نے اس کا کام سنبھال لیا اور وزیر ابوبکر بن غازی کے ساتھ اس کے جو حالات تھے ہم انہیں بیان کر چکے ہیں اور آخر میں وہ مراکش ٹھہرا اور مغرب کے مقبوضات اور اس کے مضافات کا حاکم تھا ابوالعباس احمد بن ابی سالم کے ساتھ تقسیم کیا جو

اس وقت مغرب کا حاکم تھا اور ان دونوں کے درمیان ملحقہ سرحد ملویہ تھی اور ان میں سے ہر ایک اپنی حد پر کھڑا ہو گیا اور حاکم اندلس نے اپنی حکومت سے اس علاقے کو چھوڑ دیا اور اپنے ملک سے اس کا نشان مٹا دیا اور مجاہد غازیوں کی امارت اس کے پاس آ گئی اور اس نے ان کے احوال کو خود سنبھال لیا اور سب کو اپنی نگرانی میں لے لیا اور ان میں سے نمائندہ القرابہ کو مزید عنایات سے مخصوص کیا اور اس عہد تک جو ۷۸۳ھ یہ معاملہ یونہی چلا آتا ہے۔

مؤلف کتاب علامہ ابن خلدون کا تعارف اور ان کے مشرق و مغرب کی طرف سفر کے احوال اس گھرانے کا اصل ٹھکانہ

علامہ ابن خلدون کے گھرانے کی اصل جگہ اشبیلیہ ہے۔ وہاں سے جلاوطنی کے وقت نقل مکانی کر آیا تھا۔ اور ساتویں صدی میں جلالقہ کے بادشاہ ابن ادفونش نے تیونس تک اس علاقے پر قبضہ کر لیا۔

ابن خلدون کا نسب نامہ:...... عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن محمد بن الحسن بن محمد بن جابر بن محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمان بن خلدون۔ مجھے اپنے نسب کے بارے میں ان دس آدمیوں کے سوا خلدون تک اور کسی کے متعلق یاد نہیں۔ حالانکہ ظن غالب یہی ہے کہ ان کے مذکورہ بالا سے زیادہ تھے۔ تقریباً اتنی ہی تعداد ساقط ہو گئی ہے جتنے ذکر ہوئے ہیں۔ چونکہ یہی خلدون اندلس میں آنے والے تھے۔

کل تعداد بیس ہے:...... لہٰذا اگر پہلی فتح کا زمانہ لیا جائے تو اب تک مدت سات سو سال بنتی ہے اس حساب سے تقریباً بیس آدمی بنتے ہیں یعنی ہر سو سال میں تین آدمی (جیسا کہ کتاب کے شروع میں بیان ہو چکا ہے)

علو نسب:...... اور یہی نسب حضر موت میں یمنی عربوں سے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ تک جاتا ہے جو کہ عرب کے مشہور سرداروں میں سے ہیں۔ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا فیض بھی حاصل ہے۔ ابو محمد بن حزم کتاب الجمہرۃ میں بیان کرتا ہے: "وائل بن حجر بن سعد من مسروق بن وائل بن نعمان بن ربیعہ بن حارث بن عوف بن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن شرحبیل بن حارث بن مالک بن مرۃ بن حمیری بن زید بن حضرمی بن عمرو بن عبداللہ بن ہانی بن عوف بن جرشم بن عبدالشمس بن زید بن لوی بن شبت بن قدامہ بن اعجب بن مالک بن لوی بن قحطان"

وائل بن حجر:...... کا بیٹا علقمہ ہے اور عبدالجبار، علقمہ بن وائل بن حجر کا بیٹا ہے۔ اس نسب کا ذکر ابو عمر بن عبدالبرؒ نے الاستیعاب میں۔ حرف واؤ کی بحث میں کیا ہے۔ نیز ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ وائل بن حجر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں حاضر ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھائی تھی۔ اور انہیں چادر پر بیٹھا کر فرمایا تھا "اے اللہ! وائل اور اس کے بیٹوں اور پوتوں میں اور قیامت تک برکت دے"

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی قوم کو اسلام کی تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ یوں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رفاقت دوستی حاصل تھی۔ وائل بن حضر رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں ان کے پاس گئے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں عطیات سے نوازا لیکن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے عطیہ واپس کر دیا اور قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا قتل:...... جب کوفہ میں حجر بن عدی کی جنگ ہوئی تو اہل یمن کے سرکردہ لوگ جمع ہوئے جن میں وائل بن حجر بھی شامل تھے اہل یمن زیاد بن ابوسفیان کے ساتھ تھے پھر زیاد بن ابوسفیان کے لوگوں نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کروا دیا۔ جیسا کہ اسی طرح مشہور ہے۔

ابن حزم کی رائے:...... ابن حزم کا کہنا ہے کہ اشبیلی بنو خلدون کا تذکرہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں کیا جاتا ہے اور مشرق سے داخل ہونے والا ان کو کا دادا تھا۔ اسکا نام خالد المعروف خلاون بن عثمان بن ھانی بن خطاب بن کریں بن معدیکرب بن بن حارث بن وائل بن حجر ہے۔

ابن حزم اور ان کے بھائی محمد بیان کرتے ہیں کہ ان کی اولاد میں ابوالعاصی عمرو بن خالد بن محمد بن خلاون تھا اس نے حمد احمد اور عبداللہ تین بیٹے

چھوڑے ہیں۔ ابن حزم بیان کرتے ہیں کہ ان کا بھائی عثمان بھی تھا۔ اور وہ صاحب اولاد تھا۔ اور ان میں سے حکیم بھی تھا جو اندلس میں مشہور تھا اور مسلمہ المجریطی کا شاگرد تھا اور ابو مسلم عمر بن محمد بن تقی بن عبدالبہ بن ابوبکر بن خالد بن عثمان بن خلاون الاخل تھا۔ اور اس کا چچازاد بھائی احمد بن حمد بن عبداللہ تھا۔

ابن حزم بیان کرتا ہے کہ کریں الرئیس کے بیٹوں میں سے ابوالفضل بن حمد بن لف بن احمد بن عبداللہ بن کر بت کے سوا کوئی زندہ نہیں بچا ابن حزم کا کام ختم ہوا۔

اندلس میں اس کے اسلاف:...... جب ہمارا دادا خلاون بن عثمان اندس میں آیا تو حضر موت کی اپنی قوم کی ایک پارٹی کے ساتھ قرمونہ میں اترا پھر خلاون بن عثمان کے بیٹوں نے ہیں پر درس پائی۔ پھر خلاون اشبیلہ کی طرف چلا آیا۔ خلاون بن عثمان کی اولاد یمنی فوج میں تھی۔ کریں اور اس کے بھائی خالد نے امیر عبداللہ مروانی کے زوانے ہیں اسبیلیہ میں مشہور بغاوت کی تھی۔ امیر عبداللہ مروان نے ابوعدہ پر حملہ کیا اور اشبیلیہ کو اس کے قبضہ سے چھین کر سالوں اس پر قبضہ کئے رکھا۔ پھر بعد میں عبداللہ بن حجاج نے امیر عبداللہ کی دور سے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ یہ تیسری صدی کے آخری واقعہ ہے۔

ابن سعید نے یہ واقعہ حجازی اور ابن حیان وغیرہ سے نقل کیا ہے اور حجازی اشبیلیہ کے مورخ بن الاشعت سے نقل کرتے ہیں۔

جب امیر عبداللہ کے زمانے میں اندس میں فتنوں کی آگ بھڑک اٹھی اور اشبیلیہ کے رؤساء بغاوت اور خود مختاری کی طرف بڑھنے لگے۔ یاد رہے کہ بغاوت کی طرف بڑھنے والے روساء تین گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ جو درج ذیل ہیں۔

ابوعبیدہ کا گھرانہ:...... ان دنوں ان گھرانوں کا رئیس اویہ بن عبدالغافر بن ابوعبیدہ تھا اور عبدالرحمٰن الاخل نے اشبیلیہ اور اس کے مضافات ابوعبیدہ کے سپرد کئے تھے۔ اور اس کا پوتا امیہ قرطبہ میں حکومت کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا ابوعبدالرحمٰن الاخل امیہ کو بڑے بڑے مقبوضات کا والی بناتا تھا۔

بنوخلدون کا گھرانہ:...... اس گھرانے کا سردار کریت تھا جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے اس گھرانے کا نائب خالد نامی آدمی تھا۔ ابن حیان بیان کرتے ہیں کہ بنوخلدون کا گھرانہ اس وقت تک اشبیلیہ میں انتہائی شریف گھرانہ ہے۔ اس گھرانے کے سرکردہ لوگ علمی اور سلطانی ریاست میں رہے ہیں۔

بنوحجاج کا گھرانہ:...... ان دونوں اس گھرانے کا رئیس عبداللہ تھا۔ ابن حیان کا بیان ہے کہ وہ لخم میں سے تھا اور اس وقت تک ان کا گھرانہ اشبیلیہ میں مقیم ہے۔ نیز علم وسلطنت کے مرتبے کے ساتھ مشہور ہیں۔

جب ۲۸۰ھ میں اندلس میں فتنہ کا زور بڑھ گیا تو اس وقت امیر عبداللہ نے امیہ بن عبدالغافر کو اشبیلیہ کا والی مقرر کیا نیز امیہ کے ساتھ اپنے بیٹے محمد کو بھی بھیجا۔ اور امیہ کی کفالت میں لکھا۔

محمد کا خروج:...... پس یہ گھرانے اکٹھے ہوئے اور انھوں نے امیہ عبداللہ کے بیٹے محمد اور اس کے ساتھی امیہ پر حملہ کر دیا حلانکہ امیہ ان کا حامی تھا اور امیہ عبداللہ کے متعلق سازش کررہا تھا۔ ان لوگوں نے محمد کا محاصرہ کر لیا اور بعد ازاں اسے باپ کی طرف جانے پر مجبور کیا۔ الغرض اس کے چلے جانے کے بعد امیہ اشبیلیہ میں خود مختار ہوگیا۔ نیز امیہ نے عبداللہ بن حجاج کے خلاف اس کے قتل کے بارے میں سازش کی جس میں وہ کامیاب رہا۔ چو اس بھائی کو اس کی جگہ کھڑا کیا اور اشبیلیہ کو کنٹرول کیا نیز بنوخلدون اور بنوحجاج کو یرغمال بنالیا۔ پھر بنوحجاج اور بنوخلدون نے اس پر حملہ کر دیا۔ اسی اثناء میں امیہ نے یرغمال شدہ بیٹوں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے دوبارہ اس کی اطاعت کر لی اور اس سے معاہدہ کر لیا اور بیٹوں کو رہا کر دیا۔

پھر بعد میں انھوں نے پھر بغاوت کی۔ امیہ نے ان کے مدمقابل رہ کر جنگ کرنی چاہی اور زندگی پر موت کو ترجیح دی تاہم اس نے اپنی بیویوں کو قتل کر دیا اور گھوڑوں کو ذبح کر دیا اور موجود مال واسباب کو جلا کر ان کے ساتھ جنگ میں مصروف ہوگیا۔ یہاں تک کہ لڑتے لڑتے امیہ کو انھوں نے قتل کر دیا۔ اور عوام الناس نے پاؤں تلے اس کے سر کو کچل دیا۔

پھر ان لوگوں نے امیہ عبداللہ بن حجاج کو لکھا کہ امیہ میں جیسا نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی تھی اس لئے ہم نے اسے قتل کر دیا۔ امیہ عبداللہ نے

خوش ملنی کے طور پر ان کی بات کو قبول کر لیا اور اپنے قرابت داروں میں سے ہشام بن عبدالرحمان کو دن کا امیہ مقرر کر دیا۔ ان لوگوں نے اب بھی خود سری سے کام لیا اور ھشام کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اس سلسلے میں کریب بن خلاون نے بڑی تدبیر سے کام لیا اور سارے کا سارا معاملہ اسی کے سر ہے۔ پھر کریب بن خلاون بذات خود امیہ بن گیا۔

ابراہیم بن حجاج اپنے بھائی عبداللہ کے قتل ہو جانے کے بعد (جیسا کہ ابن سعید نے حجازی سے بیان کیا ہے) تنہائی کی طرف مائل ہو گیا نیز اندلس کے سب سے بڑی باغی کے ساتھ رشتہ داری کر لی اور ان دنوں مالقہ اور اس کے مضافات میں رندہ تک کے علاقے میں رہتا ہے۔ پھر ابراھیم، کریب بن خلاون کی طرف مائل ہونے لگا تو کریب نے اسے اپنے معاملات میں نائب بنالیا اور اپنی سلطنت میں اسے شریک کر لیا۔

دوڑ دھوپ:......کریب رعایا پر ظلم کرتا تھا اور ان کے لئے طرح طرح کی مشکلات پیدا کرتا تھا نیز ان کے ساتھ ترش روئی سے پیش آتا۔ جبکہ ابن حجاج رعایا کے ساتھ محبت وشفقت سے پیش آتا۔ ان حالات کے پیش نظر لوگ ابراھیم کی طرف چلے گئے۔ پھر ابراھیم نے اشبیلیہ کی امارت کے متعلق امیہ عبداللہ سے تحریر مانگی تا کہ عوام اس سے خوش ہو جائیں چنانچہ امیہ عبداللہ نے اسے معاہدہ لکھ دیا اور ساتھ نفرت سے سرشار لوگوں کو مطلع بھی کر دیا۔ چونکہ یہ لوگ امیہ عبداللہ کی محبت کا دم بھرتے تھے اور ابراھیم سے نفرت رکھتے تھے چنانچہ باغیوں نے اتفاق کر لیا اور عوام نے کریب پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو امیہ عبداللہ کے پاس بھیج دیا اور ابراھیم اشبیلیہ کی امارت پر قائم ہو گیا۔

ابراہیم کی اُٹھ ہوگی:......ابن حبان کا بیان ہے کہ قرمونہ شہری قلعہ اندلس کے سب سے بڑے قلعوں میں سے ہے۔ اور ابراھیم نے اس قلعے کو اپنے گھوڑوں کے اصطبل کی جگہ میں بنایا تھا۔ ابراھیم اس قلعے اور اشبیلیہ کے درمیان میں آیا جایا کرتا تھا۔ نیز اس نے باقاعدہ فوج بنائی اور اسکو طبقات میں مرتب کیا۔ نیز امیہ عبداللہ کو اعمال دور تحائف وغیرہ دیا کرتا تھا اور طوائف الملو کی کے زمانے میں بطور مدد کے اس کے پاس مدد بھی بھیجا کرتا تھا۔ اس سے اسکا مقصد اپنی تعریف کروانا تھا۔ نیز جو شرفاء اس کی قدر کرتے ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا تھا۔ نیز شعراء نے بھی اس کی مدد شروع کر دی۔ ان کی مدد سرائی پر انہیں حد سے بھی دیتا تھا۔ نیز ابو عمر بن عبداللہ جو کہ العقد کا مولف ہے اس نے بھی اس کی مدد کی اور بہت سارا الغام پایا۔

بنوخلدون کا گھرانہ:......بنوخلدون کا گھرانہ مسلسل اشبیلیہ میں رہا (جیسا کہ ابن حیان نے بیان کیا ہے) اس طرح بنوامیہ کے بقیہ ایام میں طوائف الملو کی کے زمانے تک یہاں ہی رہے پھر بنوامیہ کی شان شوکت کے عمل ہو جانے کے ساتھ ان کی امارت کے چراغ بھی بجھ گئے۔

جب کھب بن عباد نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے باشندوں پر پوری طرح قابو پالیا تو اس نے بنوخلاون میں سے بعض افراد کو اپنے وزراء منتخب کیا اور اسی حکومت کے عہدوں پر مقرر کیا۔ نیز بنوخلاون اس کے ساتھ مل کر مالقہ کے ساتھ ہونے والی جنگ میں حاضر ہوئے۔ (یہ جنگ ابن عباد اور یوسف بن تاشفین نے ملوک جلالقہ کے خلاف لڑی تھی) اس جنگ میں ابن عباد کے ساتھ بنوخلاون کی اچھی خاصی جماعت شھید ہوگئی تھی۔ جلالقہ نے مسلمانوں کو مغلوب کرنے کے لئے قتل عام کیا تھا لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں پر فتح دے دی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے یوسف بن تاشفین اور مرابطین اندلس میں غلبہ پا گئے۔ اسی عرصہ میں عربوں کی حکومت فنا ہوگئی اور ان کے قبائل درہم برہم ہو گئے۔

علامہ ابن خلدون کے افریقہ میں اسلاف:......جب موحدین نے اندلس پر قبضہ کر لیا اور مرابطین کے قبضے سے چھین لیا تو اسوقت موحدین کے بادشاہ عبدالمومن اور اس کے بیٹے تھے۔ نیز ھنساتہ کا سردار شیخ ابوحفص ان کی حکومت کا لیڈر تھا۔ موحدین نے ابوحفص کو کئی بار اشبیلیہ اور مغربی اندلس کا کئی بار گورنر مقرر کیا۔ پھر ابوحفص کے بعد اس کے بیٹے زکریا کو بھی گورنر مقرر کیا۔ اس وقت اشبیلیہ میں ہمارے اسلاف کا ان سے میل جول تھا۔

ننھیال کی جانب سے ہمارے ایل دادا نے جو کہ محتسب کے نام سے مشہور تھے امیہ ابوزکریا یحییٰ بن عبدالواحد ین ابوحفص کو اس کے دور حکومت میں جلالقہ ابوحفص کے ہاں ابوزکریا یحییٰ نامی لڑکا پیدا ہوا۔ یہی بعد میں اس کا ولی عہد بنا۔ پھر اس کے در حکومت ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ نیز اس لڑکے کے دو بھائی بھی تھے خاکا زام ابوبکر اور عمر تھا۔ اور وہ لونڈی ام الحلفاء کے لقب سے ملقب تھی۔

امیہ ابوزکریا افریقہ میں:......پھر امیہ ابوزکریا ۶۲۰ھ میں حکومت افریقہ کی طرف چلا گیا۔ اور وہاں جا کر عوام میں اپنی دعوت کو عام کیا۔ پھر ۶۲۵ھ

میں بنوعبدالمومن کی سہولت پر جاری سے الگ ہوگیا اور افریقہ میں خودمختار حکمران بن گیا۔ اسی دوران اندلس میں موحدین کی حکومت ڈانواڈول ہوگئی اور ابن ھود نے موحدین پر حملہ کیا پھر وہ خود بھی مرگیا اور اندلس یوں اضطراب، پریشانی کی اماجگاہ بن گیا۔ اس کے بعد طاغیہ نے بھی حملے کئے اور الفرنسیرہ تک بار بار جنگ کی جو کہ قرطبہ اور اشبیلیہ کے علاقے سے جیان تک واقع ہے۔

ابن احمر کا حملہ:...... اسی دوران ابن الاحمر نے غرب اندلس سے قلعہ ارجونہ سے اندلس کے بقیہ علاقے کو باجوکرنے کے لئے حملہ کیا۔ اس صورت سے نبردآزما ہونے کے لئے اشبیلیہ میں اہل شوریٰ نے آپس میں مشورہ کیا اس شوریٰ میں بنوجاصی بنوجد، بنووزیہ، بنوسیدالقاس اور بنوخلدون شامل تھے۔

ابن احمر نے اہل شوریٰ کے ساتھ مل کر ابن ھود کے خلاف ساز باز کی اور مشورہ دیا کہ فی الحال وہ الفرنتیرہ کی جانب سے طاغیہ سے دور رہیں اور ساحلی پہاڑوں اور وہاں کے مشکل شہروں میں پناہ لے لیں اہل شوریٰ نے اپنے شہروں کے تعلق اس کی رائے سے اتفاق نہ کیا۔

اس کا کوئی ٹھکانا ہیں:...... اس وقت اہل شوریٰ کا لیڈر ابومروان باجی تھا جب اہل شوریٰ نے ابن احمر کی رائے قبول نہ کی تو اس نے ابن مروان کی اطاعت چھوڑی اور ابن ھود کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اس کا یہی سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ کبھی ابن ھود کے ہاتھ پر بیعت کرلیتا اور کبھی بنوعبد کے مراکش کے حکمران کے ہاتھ پر بیعت کرلیا اور کبھی امیہ ابوزکریا کی بیعت کرلیتا۔

بنوخلدون کی پریشانی:...... پھر اہل غرناطہ سے جنگ کی اور غلبہ پاکر غرناطہ کو اپنا دارالخلافہ بنالیا۔ اس طرح فرنسیرہ اور اس کے شہر حکومت کے سائے سے باہر رہ گئے۔ ان حالات کے پیش نظر بنوخلدون ڈر گئے کہ کہیں طاغیہ ان کا برا انجام نہ کریں۔ لہذا بنوخلدون اشبیلیہ سے چلے گئے اور سبتہ میں جاکر مقیم ہوئے۔

بنوخلدون اور العزفی کی باہمی رشتہ داری:...... طاغیہ نے سرحدوں پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں وطبیہ، اشبیلیہ قرمونہ، جیان اور اس کے اردگرد کے علاقوں پر بیس سال تک قبضہ کئے رکھا۔ بنوخلدون جب سبتہ آئے تو العزفی نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کا ان سے رشتہ کیا اور بنوخلدون کے ساتھ مل جل گیا۔

حسن بن محمد:...... ہمارا دادا حسن بن محمد ابن محتسب کا نواسہ تھا حسن بن محمد بھی اشبیلیہ سے سبتہ میں آگیا تھا۔ جب امیہ ابوزکریا سے حسن بن محمد کے اسلاف کے احسانات کا تذکرہ کیا گیا تو امیہ نے حسن بن محمد کو خوش آمدید کہا پھر حسن بن محمد مشرق کی طرف چلا گیا اور واپسی میں امیہ ابوزکریا سے بونہ میں ملاقات ہوئی تو امیہ نے حسن بن محمد کی عزت افزائی کی اور اس پر احسان کیا، روز ینے مقرر کئے اور جاگیریں دیں امیہ ابوزکریا ۷۴۷ھ میں فوت ہوا اور ہمارا دادا حسن بن محمد بونہ میں دفات پاگیا اور وہیں دفن ہوا۔

المستنصر محمد کی حکمرانی:...... امیہ ابوزکریا کے بیٹے المستنصر محمد نے اپنے باپ کی حکومت سنبھالی محمد منتصر نے بھی ہمارے دادا ابوبکر بن حسن بن محمد کا وہی وظیفہ مقرر کیا ہواس کے باپ نے مقرر کیا تھا۔ پھر ۷۵ےھ میں حوادثات زمانہ نے منتصر کو ہلاک کردیا۔

یحییٰ بن منتصر:...... پھر منتصر نے اپنے بیٹے یحییٰ کو والی بنایا اسی دوران منتصر کا بڑا بھائی امیہ ابواسحاق جو اندلس بھاگ گیا تھا واپس آگیا۔ اور اس نے آتے ہی یحییٰ کو معزول کردیا اور خود افریقہ کا با اختیار حکمران بن گیا، نیز اس نے ہمارے دادا ابوبکر محمد کو محدین کی حکومت کے عظماء کے طریقے کے مطابق جو اس سے قبل تنہا ہی عمل داریوں کی حکمران، معزول اور ٹیکس کی جانچ پڑتال کے فرائض انجام دیا کرتے تھے) حکومت کے کاموں پر مقرر کردیا چنانچہ انھوں نے اس عہدہ کو نبھایا۔

محمد جداقرب حجابت کے عہدے پر:...... پھر سلطان ابواسحاق نے ہمارے جداقرب محمد کو اپنے بیٹے ابوفاسر جو کہ اس کا ولی عہد تھا کا حاجب (سیکرٹری) مقرر کیا۔ پھر ہمارے دادا نے اس عہدے سے استعفاء دے دیا سلطان نے استعفاء قبول کرلیا اور ہمارا دادا بیجان سے دارالخلافہ کی طرف واپس لوٹ آیا۔

الدعی بن ابوعمارہ کا تیونس پہ قبضہ:...... جب دعی بن ابوعمارہ نے ان کے ملک تیونس پر قبضہ کرلیا تو دعی نے ہمارے دادا ابوبکر محمد کو قید کرلیا اور اس

سے اموال واسباب کا مطالبہ کیا۔ جب اس کی حاجت پوری نہ ہوسکی تو ابو بکر محمد کا قید خانے ہی میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا۔

ان حالات کے پیش نظر اس کا بیٹا محمد جو ہمارا جد اقرب ہے سلطان ابو اسحاق اور اس کے بیٹوں کے ہمراہ بجایہ چلا گیا۔ بجایہ میں ابو اسحاق کے بیٹے ابو الفارس نے ہمارے دادا کو گرفتار کر لیا ابو فارس اپنے بھائیوں سمیت فوجیں لے کر دعی بن ابو عمارہ کی مدافعت کے لئے نکلے۔ حتیٰ کہ جب انھوں مرماجنۃ میں جنگ کی تو ہمارا دادا محمد، امیر ابو حفص ابو زکریا کے ساتھ جنگ سے بھاگ گیا۔ ان کے ساتھ بھاگنے والے فازازی اور ابو الحسین بن سید الناس بھی تھے۔ پس یہ لوگ قلعہ سناں میں پناہ گزیں ہو گئے۔

فازازی ابو حفص کے شہروں سے تھا اور باقی افراد پر فازازی کو ترجیح دیا کرتا تھا۔ ابو الحسین بن سید الناس کو ابو حفص کے اس عمل سے غیرت آتی تھی چونکہ ابو الحسین اشبیلیہ میں اعلیٰ مرتبہ پہ فائزہ چکا تھا۔

محمد بن خلدون:......رہی بات محمد بن خلدون کی تو وہ امیر ابو حفص کے ساتھ رہا اور فازازی کے ترجیحی امر پر اسے غیرت نہیں آتی تھی۔ جب ابو حفص حکومتی امور پر حاوی ہو گیا تو اس نے محمد بن خلدون کی سابقیت کا لحاظ رکھا اور اسے جائدادیں دیں اور اپنے قائدین میں اسے شامل رکھا اور بہت سارے امور میں اس سے کفایت کی ورد لی اور فازازی کے بعد عہدۂ حجابت کے لئے محمد بن خلدون کو تربیت دی اسی عرصہ میں ابو حفص فوت ہو گیا۔

امیر ابو عصید ہ:......ابو حفص کے بعد اس کے بھائی مستنصر کا پوتا ابو عصیدہ امیر بنا اس نے اپنی حجابت کے لئے فازازی کے سیکرٹری محمد بن ابراہیم دباغ کو منتخب کیا اور محمد بن خلدون کو محمد بن ابراہیم کا نائب مقرر کیا۔ محمد بن خلدون اسی حال میں رہا یہاں تک کہ سلطان فوت ہو گیا۔

امیر خالد کی حکومت:......ابو عصید کے بعد امیر خالد کی حکومت آ گئی تو خالد نے محمد بن خلدون کو اسی سابقہ عزت و بزرگی کے حال پر باقی رکھا۔ لیکن محمد بن خلدون کو نہ ہی عامل مقرر کیا اور نہ ہی امیر بنایا۔

محمد بن خلدون جزیرہ کی طرف:......محمد بن خلدون اسی حال پر باقی رہا ہاں تک کہ ابو یحییٰ بن لحیانی کی حکومت آ گئی۔ ابو یحییٰ نے محمد بن خلدون کو چن لیا اور جب عربوں کے غلبے سے ابو یحییٰ مضطرب ہو گیا تو محمد بن خلدون سے قائدانہ کفایت طلب کی اور اسے دلاج کے جزیرے کی طرف فتنہ پر دازوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے بھیج دیا۔ واضح رہے دلاج جزیرہ کے نواح میں بسنے والے بنو سلیم کا ایک بطن ہے محمد بن خلدون نے یہاں قابل ذکر کارنامے سرانجام دیئے۔

واہ رے واہ گوشہ نشینی:......پھر جب ابن لحیانی کی حکومت کا زمانہ ختم ہو گیا تو محمد بن خلدون مشرق کی طرف چلا گیا اور ۷۱۸ھ میں فریضہ حج ادا کیا اور گناہوں سے توبہ کی اور آئندہ یاد رہے کا عہد کیا۔ پھر ۷۲۳ھ میں دوبارہ نفلی حج کیا پھر واپس آ کر اپنی چار دیواری میں گوشہ نشین ہو گیا۔ سلطان ابو یحییٰ نے از راہ ترحم اسے بہت سی جاگیریں اور وظائف دیے نیز سلطان نے اسے کئی بار عہدۂ حجابت کی قبولیت کے لئے بلایا مگر ہر بار انکار ہی کرتا رہا۔ چونکہ اب بحر عشق میں غوطہ زن ہو چکا تھا اب اس پر اس تلخی کا رنگ چڑھ چکا تھا جسے کوئی تریاق نہیں اتار سکتا تھا۔

محمد بن منصور کا بیان:......مجھے محمد بن منصور بن مزنی نے بتایا ہے کہ جب ۷۲۷ھ میں حاجب محمد بن عبدالعزیز یہ کردی جو کہ المز ادر کے نام سے مشہور ہے فوت ہو گیا تو سلطان نے تیرے دادا محمد بن خلدون کو بلایا اور چاہا کہ اسے حجابت پر مقرر کر دے اور اپنا کام اس کے سپرد کر دے لیکن محمد خلدون نے معافی چاہی تو سلطان نے اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا۔

پھر سلطان نے اس سے مشورہ لیا کہ کس شخص کو حاجب مقرر کرے تو محمد بن خلدون نے بجایہ کی سرور کے حاکم محمد بن ابو الحسین بن سید الناس کا نام لیا اور اسے اپنے اوپر ترجیح دی۔ چونکہ تیونس اور اشبیلیہ میں ان دونوں کے اسلاف میں قدیم دوستانہ تعلقات چلے آ رہے تھے اور کفایت وقوت کا بھی لحاظ رکھا ان وجوہات کی بنا پر محمد بن خلدون نے حجابت کے عہدے کے لئے اسے ترجیح دی۔ نیز محمد بن خلدون نے کہا کہ محمد بن ابو الحسین اپنی صفات وخصوصیات اور دینداری کی وجہ سے اس عہدے پر قدرت بھی رکھتا ہے۔ چنانچہ سلطان نے محمد بن خلدون کے مشورہ پر عمل کیا اور ابن سید الناس کو بلا کر اپنا حاجب مقرر کر دیا۔

سلطان ابو یحییٰ:......سلطان ابو یحییٰ جب تیونس سے باہر جاتا تو ہمارے دادا محمد کو تیونس کا عامل مقرر کرتا نیز ہمارے دادا کی نگرانی میں بچاؤ کی تدابیر کرتا۔ پھر ہمارا دادا محمد ۷۳۷ھ میں وفات پا گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

میرے والد محمد بن ابو بکر:......پھر میرے باپ محمد بن ابو بکر تلوار اور ملازمت کے راستے چھوڑ کر علم و خانقاہ کا رستہ اختیار کیا۔ چونکہ میرے والد نے ابوعبداللہ زبیدی (جو کہ فقیہ کے نام سے مشہور تھے) کی زیر نگرانی میں تربیت پائی تھی۔ نیز میرا باپ اپنے زمانے میں علم و فتویٰ اور ولایت ابو حیین اور اس کے چچا حسن کے وارث تھے ابو حیین اور حسن دو مشہور ولی تھے۔ اور جس دن میرے باپ نے ہمارے دادا کے رستے کو خیر آباد کہا تھا انھوں نے میرے باپ کو ابوعبداللہ کے ساتھ کر دیا۔ پس میرے والد نے علم حاصل کیا اور اپنے اندر تفقہ پیدا کیا نیز میرا باپ عربیت میں بڑی دستگاہ کا مالک تھا نیز شعر اور فنون اور فنون شعر میں اسے اچھی خاص بصیرت حاصل تھی اور میرے زمانے میں اہل شہر اس کے پاس اشعار کے فیصلے کروانے آتے تھے اور اس کے سامنے اشعار پیش کرتے تھے اور وہ ۷۴۹ھ میں طاعون جارف میں فوت ہوا۔

میری پیدائش:......میری پیدائش ماہ رمضان ۷۳۲ھ میں تونس میں ہوئی اور میں نے اپنے والد مرحوم کی گود میں پرورش پائی یہاں تک کہ میں اپنے والد ہی کے جوان ہو گیا۔

حفظ قرأت میں میرے استاذ:......اور میں نے استاذ ابوعبداللہ محمد بن نزل الفاری سے قرآن مجید پڑھا۔ ابوعبداللہ اصل میں اندلس کے ان جلاوطنوں میں سے تھے جو بلنسیہ کے مضافات میں رہتے تھے۔ ابوعبداللہ نے بلنسہ کے مشائخ سے علم حاصل کیا تھا اور وہ قرأت کے امام تھے۔ ابو عبداللہ کا قرأت سبع میں استاذ شیخ ابوالعباس احمد بن محمد بطری تھا۔ ابوالعباس کے مشائخ اور اسانیہ، مشہور ہیں۔ جب میں نے قرآن مجید کو اچھی طرح سے حفظ کر لیا تو میں نے مشہور قرأات سبع میں انہیں اکیس ختموں میں افراداً جمعاً قرآت سنایا۔ پھر میں نے قرأت سبع کو ایک اور ختم میں جمع کیا۔

پھر میں نے امام یعقوب رحمۃ اللہ سے مروی دونوں قرأتوں میں جمع کرتے ہوئے ان کی روایت سے قرآن مجید ابوعبداللہ سنایا۔ پھر میں نے شاطبی کے دو قصیدے لامیہ (جو کہ قرأات میں ہے) رائیہ (جو کہ کتابت میں ہے) ابوعبداللہ پر پیش کیے۔ نیز ابوعبداللہ نے مجھے ان دو قصیدوں کے بارے میں استاذ ابوالعباس بطرنی وغیرہ شیوخ سے آگاہ کیا۔

کتب حدیث:......پھر میں نے موطا ابن عبداللہ کی احادیث کی کتاب ''کتاب التقصی'' ابوعبداللہ پر پیش کی پھر میں نے ابن عبدالبر کی کتاب ''کتاب التمہید'' جو کہ فقط موطا کی احادیث پر مشتمل ہے پیش کی۔

کچھ اور کتابیں:......پھر میں نے ابوعبداللہ سے بہت ساری کتابیں پڑھیں جیسے ابن مالک کی ''کتاب التسھیل'' اور اصول فقہ میں ابن حاجب کی کتاب ''مختصر'' لیکن میں ان دو کتابوں کو مکمل حفظ نہ کر سکا۔

علوم عربیت میں میرے اساتذہ:......اسی دوران میں نے اپنے والد اور تیونس کے اساتذہ سے عربیت (فصاحت و بلاغت) پڑھی۔ میرے ان اساتذہ میں سے شیخ ابوعبداللہ بن عربی حصاری بھی ہیں شیخ ابوعبداللہ بن عربی نحو میں امامت کا درجہ رکھتے تھے نیز ان کی ''کتاب التسھیل'' پر اچھی خاصی شرح بھی ہے۔ ان میں سے ایک ابوعبداللہ محمد بن شواش زوزالی بھی ہیں نیز میرے ایک استاذ ابوالعباس احمد بن قصار بھی ہیں اور وہ علم نحو میں بڑی دسترس رکھتے تھے۔ قصیدہ بردہ (جو کہ آپ ﷺ کی مدح میں ہے) پر عمدہ قسم کی شرح بھی ہے۔ ابوالعباس اب بھی تیونس میں زندہ ہیں۔

عربی ادب میں میرے استاذ:......نیز ابوعبداللہ محمد بن بحر جو تیونس میں عربیت اور ادب کے امام تھے وہ بھی میرے اساتذہ میں سے ہیں۔ میں ہر وقت ان کا ہم نشین اور میں ان کے پاس جاتا رہتا تھا وہ لسانی علوم میں موجزن سمندر کی مانند تھے انھوں نے مجھے اشعار یاد کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ میں نے اشعار کی چھ کتابیں، حماسہ اور متنبّی کے کچھ اشعار اور کتاب الاغانی کے کچھ اشعار یاد کر لئے۔

علم حدیث میں میرے اساتذہ:......اسی طرح میں تونس کے امام المحدثین شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن جابر کا ہم نشین رہا جو کہ کتاب ''الرحلتین'' کے مولف ہیں میں نے انہیں امام مسلم بن حجاج کی ''صحیح مسلم'' سنائی صرف کتاب الصید کا تھوڑا سا حصہ مجھ سے فوت ہوا۔ اسی طرح کتاب ''الموطأ''

شروع سے آخر تک سنائی اور حدیث کی باقی پانچ کتابوں میں سے بھی بعض کتابیں میں نے انہیں سنائیں۔ پھر انھوں نے مجھے عربیت اور فقہ کی بہت کتابیں بھی دیں نیز روایت علوم کی مجھے عام اجازت بھی عنایت فرمائی۔ انھوں ہی نے مجھے وزکور مشائخ کے بارے میں اس پروگرام کے متعلق خبر دی۔ ان میں سے زیادہ مشہور قاضی الجماعت ابوالعباس احمد بن غماز خزرجی ہیں۔

علم فقہ میں میرے اساتذہ:...... میں نے تونس میں علماء کی ایک جماعت سے علم فقہ حاصل کیا۔ ان علماء میں سے ابوعبداللہ بن عبداللہ جبانی اور ابو القاسم محمد القیصر بھی ہیں ابوالقاسم سے میں نے ابوسعید برادعی کی کتاب ''کتاب التہذیب'' مختصر المدونہ اور

کتاب المالکیہ پڑھی:...... اسی دوران میں اپنے بھائی محمد سمیت اپنے شیخ قاضی الجماعۃ ابوعبداللہ بن عبدالسلام کے پاس جایا کرتا تھا۔ اور ان سے میں نے کافی استفادہ کیا۔ اسی عرصے میں میں نے انہیں امام مالک رحمہ اللہ کی کتاب ''موطأ'' بھی سنائی۔ ابوعبداللہ کی سند ابومحمد بن ھارون طائی کے طریق سے بڑی عالی سند تھی۔ میں تیونس کے دیگر مشائخ سے پہلے انہی کے پاس جایا کرتا تھا۔ یہ تمام کے تمام مشائخ طاعون جارف میں فوت ہوئے۔

علماء کی ایک اور جماعت:...... جب سلطان ابوالحسن نے ۷۴۸ھ میں افریقہ پر قبضہ کیا تو سلطان کے مددگاروں میں اہل علم کی ایک جماعت بھی ہمارے پاس آئی سلطان ان علماء کو اپنی مجلس میں حاضر رکھتا تھا اور ان کی موجودگی سے وہ زینت حاصل کرتا تھا۔ ان علماء میں مغرب کا مفتی اعظم اور مالکی مذھب کا امام ابوعبداللہ محمد بن سلیمان سطی بھی تھے۔ میں ان کی مجلس میں جایا کرتا تھا۔

ان علماء میں سے سلطان ابوالحسن کا کاتب اور مہر بردار (یہ مہر سلطان مکتوبات پر لگائی جاتی تھی) امام المحد ثین ابومحمد عبدالمہیمن صفرنی بھی تھا۔ میں ہمیشہ اس کے ساتھ رہا نیز میں نے سماعاً اس سے علم حاصل کیا، نیز امھات الکیب، کتاب الموطأ اور سیر ابن اسحٰق اور حدیث کے بارے میں ابن صلاح کی کتاب اور دیگر بہت ساری کتب جو مجھے یاد نہیں رہیں ان کی اجازت لی اور فقہ حدیث، عربیت، ادب، معقولات اور دیگر فنون میں اسکا سرمایہ بہت درست تھا۔ نیز بہت ساری کتابوں میں اس کے بعض شیوخ کا خط ثابت شدہ تھا یہ خط اس کی سند میں ملتا تھا جو کہ مؤلف تک پہنچی تھی۔ یہاں تک کہ فقہ اور عربیت معقول، ادب اور بہت سارے فنون میں ان کے ثبت موجود تھے۔

اور میرے اساتذہ سے شیخ ابوالعباس احمد البز وادی بھی ہیں۔ ابوالعباس مغرب میں قراء کے امام سمجھے جاتے ہیں۔ میں نے ان سے بھی قرآن مجید پڑھا۔ میں نے ان سے قراءات سبع ابوعمر والدانی اور ابن شریح کے طریق سے پڑھیں لیکن قراءات کو مکمل نہ کر سکا۔ نیز میں نے ان کے سامنے اور بھی بہت ساری کتابیں پڑھیں اور ان اجازت عامہ بھی حاصل کی۔

معقولات میں میرے استاذ:...... میرے اساتذہ میں سے علوم عقلیہ کے مایہ ناز شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابراھیم آبلی بھی ہیں وہ اصلمیں تلمسان کے رہنے والے تھے اور وہیں پروان چڑھے۔ اور وہیں بہت ساری تعلیمی کتب پڑھیں اور ان میں مہارت حاصل کی۔ پھر ساتویں صدی ہجری میں تلمسان کے بڑے محاصرے میں وہ بھی محصور تھے پھر وہاں سے نکلے اور حج کیا۔ پھر مشرق کی طرف چلے گئے اور وہاں کے چوٹی کے علماء سے ملاقات کی مگر ان سے کچھ نہ حاصل کیا۔ چونکہ ان کا حافظہ کسی عارضے کی وجہ سے مختل ہو گیا تھا۔ پھر مشرق سے واپس پلٹ آئے اور واپس آنے کی وجہ سے بیماری سے افاقہ ہوا منطق اور اصلین شیخ ابوموسیٰ ابوموسیٰ عیسیٰ بن امام کو سنائیں۔ اور تیونس میں اپنے بھائی ابوزید عبدالرحمٰن کے ساتھ ابوزیتون کے مشہور شاگرد سے پڑھا۔

شیخ مغرب کی طرف دوبارہ چلے گئے:...... اس کے بعد پھر علوم عقلیہ ونقلیہ کے بڑے ذخیرے کو لے کر واپس آئے پھر ابوعبداللہ تلمسان سے مغرب کی طرف چلے گئے چونکہ اسوقت تلمسان کا سلطان ابوحمو جو کہ یغمر اسن بن زیان کی اولاد میں سے تھا ابوعبداللہ کو عملداریوں کے تذرف پر مجبور کرتا تھا اور شیخ سے مطالبہ کرتا تھا کہ وہ ٹیکس کی وصولی پر محتسب مقرر ہوں اس لئے شیخ مغرب کی طرف بھاگ گئے اور مراکش میں چلے گئے وہاں مشہور عالم دین ابوالعباس بن سناء کے ہم نشین رہے۔ چنانچہ شیخ ابوعبداللہ نے ابوالعباس سے تمام علوم عقلیہ حاصل ہے اور بعد میں ابوالعباس کے گدی کے وارث ہوئے یوں اس طرح بلند مقام پایا۔ کچھ عرصہ بعد جبال ھساکرہ کی طرف چلے گئے (اسوقت شیخ وفات پا چکے تھے) چونکہ ابوعبداللہ کو علی بن محمد

بن ترومیت نے بلایا تھا تا کہ ابوعبداللہ اس پر اپنے علوم کو پیش کریں۔ پھر کچھ سالوں کے بعد مغرب کے بادشاہ سلطان ابوسعید نے ابوعبداللہ کو واپس بلایا اور انہیں نئے شہر میں اقامت دی چنانچہ ابوعبداللہ کے ساتھ آپ کی بھی تھا۔

پھر سلطان ابوالحسن نے اسے اپنے لئے مختص کرلیا اور اسے اپنی مجلس کے علماء میں شامل کرلیا۔ چنانچہ ابوعبداللہ اس دوران علوم عقلیہ سکھاتے رہے۔ اور اہل مغرب میں علوم عقلیہ کو خوب پھیلایا۔ حتی کہ ابوعبداللہ سے پڑھ کر بہت سارے دوسرے شہروں کے لوگ علوم عقلیہ میں ماہر ہوگئے۔ چنانچہ اپنے علوم میں اصاغر کو اکابر کے ساتھ لاحق کر دیا چنانچہ ابوعبداللہ جب ابوالحسن کے مددگاروں کے ساتھ تیونس آیا تو میں نے باقاعدگی کے ساتھ ان کی مجلس میں رازم رہا۔ چنانچہ میں نے ان سے اصلیین، منطق، حکمت کے تمام فنون اور تعلیمیہ پڑھیں یہاں تک کہ ابوعبداللہ تیریز میں میرے علوم کی گواہی دیا کرتے تھے۔

ابوالقاسم عبداللہ بن یوسف:......سلطان الحسن کے مددگاروں میں آنے والے اصحاب میں سے ہمارے صاحب ابوالقاسم عبداللہ بن یوسف بن سفا بن رضوان مالقی بھی تھے۔ ابوالقاسم سلطان کے کاتب تھے اور کاتبوں کے رئیس ابو محمد عبداللہ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ میر ابوالقاسم بن رضوان اپنے خط کی برتری علم کی کثرت، چہرے کی خوبصورتی، دستاویزات کی سمجھ فصاحت، بلاغت، نبروں پر خطابت اور شعر گوئی میں مغرب کا قابل فخر فرزند تھا چونکہ وہ اکثر اوقات سلطان کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔

چنانچہ ابوالقاسم جب مغرب آئے تو میں نے ان کی ہم نشینی اختیار کرلی۔ چنانچہ مجھے اس کی مہارت اور کثرت علمی پر رشک آتا۔ اگر چہ میں نے اسے ہم عمر ہونے کی وجہ سے شیخ نہیں بنایا لیکن میں نے اس سے اتنا ہی استفادہ کیا کہ باقی علماء سے کیا۔

ابوالقاسم سے متاثر ہوکر ہمارے ایک ساتھی ابوالقاسم رحوی جو کہ تیونس کا شاعر ہے نے اس کی ورحہ میں حرف روی نون پر ایک قصیدہ بھی کہا۔ اور رحوی خواہش کرتا تھا کہ وہ اپنے شیخ ابو محمد عبدالمہیمن کو یاد کروائے کہ اس نے قصیدہ میں سلطان ابوالحسن کی یاد میں قافیہ باء میں جو درجہ کی ہے وہ اس تک پہنچادے سلطان کے بیان میں اسکا ذکر ہو چکا ہے، نیز رحوی نے ابن رضوان کی مدح میں سلطان کے ساتھ آنے والے سرکردہ علماء کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

اشعار کا ترجمہ:......میں نے اپنے زمانے کو اس وقت پہنچانا جب میں نے اپنے عرفان کا انکار کردیا اور مجھے یقین ہوگیا کہ کیوان کی ہتھیلی میں کوئی سعادت نہیں امہ تعیین وتعدیل کرنے والے کے اختیار میں کوئی اختیار نہیں اور قرآن کے ساتھ مدمقابلوں کا کوئی مقابلہ نہیں صورت کے نظام نے اپنی ترتیب کو کامل کیا ہے کیونکہ قاضی نے دلیل کے ساتھ رحجان کا ضافہ کردیا ہے اور آدمی کا اس کے قصرات اور اس کی نقل سے مفلس ہونا عقلمند کو اور ان سے بے نیاز کردیتا ہے۔

آنے والے علماء کی ورجہ سرائی:......پھر آنے والے علماء کے بارے میں یوں کہتا ہے۔ وہ لوگ ہی اصل قوم ہیں اور ان کی عقلیں شبیر اور نہلان پہاڑ کے تودوں سے زیادہ مضبوط ہیں نیز ان کے علوم میں اوچھا پن نہیں ہے اور ان علوم کے ماہرین بغیر روشنی کے تیری رہنمائی کریں گے۔ پھر آخر میں عبدالمہیمن کے بارے میں کہتا ہے۔ اور تیونس عبدالمہیمن کا دیوانہ ہے اور میں اس کے وصل اور قرب میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ نیز میرے پوشیدہ خیالات نے اس کے سوا کسی دوسرے سے تعلق پیدا نہیں کیا اگر چہ میں ابن رضوان کی محبت کی وجہ سے سب محبت رکھتا ہوں۔ پھر اس شاعر نے ہمارے دوست رحوی کو عبدالمہیمن کی اس بات کی یاد دلاتے ہوئے کہا: دل محنت وکوشش سے محبت رکھتا ہے۔ اور یہی عمر ہے جو مکمل جیت میں لگی رہتی ہے۔ حلانکہ میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ ہدایت کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور کچھ لوگ گمراہی کی راہوں پر گامزن رہتے ہیں نیز میں علم کو مخلوق کے لئے زنیت سمجھتا ہوں پس اس سے اپنے لئے اچھی پوشاک بنا اور میں دیکھتا ہوں کہ سب فضیلتیں ابن عبدالمہیمن میں اکٹھی ہوگئی ہیں۔

پھر اس کے آخر میں کہتا ہے:......وہ خواہشات کے زینوں سے قرب کا خواہاں ہے چونکہ ترقی اوپر کی جانب ہے پس تو آواز دیتا ہوا ان کے مقاصد کو حاصل کر چونکہ ہو دور نزدیک کا آدمی مسلسل دوڑ لگا رہا ہے۔

یہ ہلستان بھی مٹ گئیں:...... یو جنب قیروان میں ۷۴۹ھ کے آغاز میں عربوں نے سلطان سے جنگ کی تو وہ اس سے غافل ہو گئے اور رحوی اپنی جستجو میں کامیاب نہ ہو سکا۔ پھر طاعون جارف آیا تو اس نے سب کا صفایا کر دیا۔ چنانچہ عبدالمہیمن بھی والوں کے ساتھ مر گیا۔ اور تیونس کے قبرستان میں میرے والد کے ساتھ دوستی کی وجہ سے مدفون ہوا۔

معرکہ قیروان:...... پس جب قیروان کا معرکہ ہوا تو اہل تیونس نے سلطان ابوالحسن کے ان تمام مددگاروں پر حملہ کر دیا جو ان کے پاس تھے تو انھوں نے دارالخلافہ کی قصبہ میں پناہ لی۔ جہاں سلطان کے اہل وعیال رہتے تھے اسی عرصہ میں ابن تافراکین نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ قیروان سے نکل کر عربوں کے طرف چلا گیا، اور عربوں نے سلطان کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور ابودیوس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ جیسا کہ سلطان کے حالات میں تفصیلا بیان ہو چکا ہے۔

پھر عربوں نے ابن تافراکین کو تونس بھیجا تو اس نے قصبہ کا محاصرہ کر لیا مگر اسے سر نہ کر سکا۔ اسی عرصہ میں عبدالمہیمن نے پکڑ دھکڑ کے سلسلے کے بارے میں سنا تو اپنے گھر سے نکل کر ہمارے گھر آ گیا ہمارے ہاں روپوش رہا۔ پھر سلطان سلوسہ گیا اور وہاں سے سمندر کے راستے تیونس چلا گیا۔ اور ابن تافراکین مشرق کی طرف بھاگ گیا اور عبدالمہیمن کے لئے راستے جب صاف ہو گیا تقاہر آ گیا۔ سلطان نے اس کے لئے دوبارہ ولایت اور کتابت کا وظیفہ جاری کر دیا۔ چنانچہ عبدالمہیمن عموماً میرے والد کے ساتھ گفتگو کرتا رہتا تھا اور والد کی دوستی کا قید خواہ تھا۔ نیز میرے والد کی اشعار میں مدح بھی کی تھی اور میں نے وہ اشعار اس کے لکھے ہوئے خط سے یاد کر لئے تھے۔ وہ اشعار یہ ہیں۔

یادگار اشعار کا ترجمہ: محمد خوبیوں والے نے سمجھے روکا ہے اور میں اسکا ہمیشہ شکر گزار رہوں گا۔ اور تعالیٰ ابن خلدون کو دلپسند زندگی اور ہمیشہ کی جنت عطا کرے نیز اس نے کسی طرح زبان اور اعمال سے نیکیاں کر کے دوستی کی ہے نیز اس نے حقر میہ کی اس بات میں رعایت کی ہے جس کی محبت سے اس نے مہربانی کے گلاب کا پھول توڑا ہے۔ اے ابوبکر میں پوری عمر تیری تعریفیں کروں گا اور دل وزبان سے انہیں دہراتا رہوں گا اور جب تک میری ناک میں دم ہے سلف بے نیام سے تیری زندگی کا دفاع کرتا رہوں گا۔ میں نے تجھ سے دوستی کی ہے کاش میرا زمانہ اس محبت کی رعایت کرتا اور میں اپنی لگام کو کسی طرف موڑ سکتا۔

رحوی کے ممدوحین:...... رحوی نے اپنے اشعار میں جن حضرات کی مدح کی ہے وہ سلطان ابوالحسن کے پیشرو تھے اس نے اہل مغرب میں سے اپنی محبت کے لئے چن لیا تھا اور ان میں سے امام کے دو بیٹے تلمسان کے مضافات میں سے اہل برشک کے دو بھائی تھے جن میں سے بڑے کا نام ابوزید عبدالرحمٰن اور چھوٹے ابوموسیٰ عیسیٰ تھا ان کا باپ برشک کی ایک مسجد میں امام تھا۔

الزام تراشی:...... اور زیرم بن حماد نے جو ان دنوں شہر پر غلبہ پا چکا تھا۔ اس نے الزام لگایا کہ ابوزید ابوموسیٰ کے باپ کے پاس اس کے دشمنوں کا مال بطور امانت پڑا ہے زیرم نے مال کا مطالبہ کیا مگر اس نے انکار کیا پھر زیرم نے شبخون مارا تو وہ بچارا دفاع کرتے ہوئے قتل ہو گیا۔

پھر اس کے دونوں بیٹے ساتوں صدی ہجری میں تونس چلے گئے۔ پھر انھوں نے ابن زیتوں کے شاگرد سے علم حاصل کیا اور عبداللہ بن شعیب الالانی کے اصحاب سے فقہ پڑھا۔ چنانچہ علم میں وسعت پیدا کر کے مغرب واپس آ گئے اور الجزائر میں اقامت اختیار کی اور وہاں علم دین کو پھیلایا ان دنوں متغلب زیرم کے برشک میں ہونے کی وجہ سے وہ وہاں نہیں جا سکتے تھے

بنومرین کا سلطان ابویعقوب جو ان دنوں مغرب اقصیٰ کا حکمران تھا تلمسان کے مشہور طویل محاصرے میں وہ بھی محصور تھا چنانچہ وہاں سے اس نے مغرب اقصیٰ کے نواح میں فوجیں بھیجیں۔ چنانچہ اس کی فوجوں نے وہاں کے بہت سارے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ اور سلف میں مغراوہ کی پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور ولیانہ کا محاصرہ کر لیا۔

کاتب مندیل میں محمد کنانی:...... نیز بفوعسکر میں ہی سے حسن بن ابوطلدق اور بنوورتاجین میں سے علی بن محمد بن خیر کو وہاں بھیجا اور ان دونوں کے ساتھ اموال وٹیکس حاصل کرنے کے لئے کاتب مندیل بن محمد کنانی کو بھی بھیجا پس یہ دونوں بھائی ابوزید عبدالرحمٰن اور ابوموسیٰ عیسیٰ ان حالات

کے پیش نظر الجزائر سے کوچ کر گئے۔ اور مندیل کی نگرانی کرنے لگے پس یہ دونوں مندیل کی آنکھوں سے نکل گئے اور ان کو اپنے ساتھ رکھ کر بھاگ گیا وران دونوں کو اپنے بیٹے محمد کی تعلیم کے لئے مقرر کیا۔

مغرب کے سلطان کا قتل:...... جب مغرب کے سلطان یوسف بن یعقوب ۷۰۶ھ میں تلمسان کے محاصرہ محصور تھا تو وہاں پر اپنے خصیوں میں سے ایک کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ اور اس کے بعد اس کے پوتے ابو ثابت نے کچھ معاملات کے بعد (جن کا ذکر ہم نے اس کے حالات میں کر دیا ہے) پنے دادا کی حکومت سنبھال لی۔

ابو زید اور ابو عیسیٰ، ابو حمو کے پاس:...... اس کے بعد ابو ثابت اور تلمسان کے حاکم ابو زیان محمد بن عثمان بن یغمر اسن اور اس کے بھائی ابو حمو کے درمیان تلمسان سے چلے جانے اور اس کے مضافات واپس کرنے کا پختہ عہد کیا۔ چنانچہ ابو ثابت نے عہد کی پاسداری کی اور مغرب کی طرف واپس آ گیا۔ اور اسی دوران ابن ابو طلاق اور خیری بھی کوچ کر گئے۔ اور ان کے ساتھ مغرب کی طرف آنے والا ایک کنانی بھی تھا۔ اسی اثناء میں تلمسان سے گزرے اور کنانی کے ساتھ مذکور مالا دونوں بھائی بھی تھے چنانچہ کنانی نے انہیں ابو حمو کے ساتھ ملایا اور کنانی نے اس کے سامنے ان کی تعریف کی وران کا تعارف بھی کروایا۔ پس ابو حمو ان کے علمی مقام کو دیکھ کر رشک میں آ گیا۔ اور ان کے لئے تلمسان میں انہی کے نام پر ایک مدرسہ بھی بنوایا۔ چنانچہ عرصہ تک یہ دونوں وہیں اہل علم کے طریق پر مقیم رہے۔ اسی عرصہ میں ابو حمو مر گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابو تاشفین کے ساتھ یہ دونوں بھائی حسب سابق طریقہ پر رہے۔

سلطان ابوالحسن کا تلمسان پر غلبہ:...... یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن مرینی نے تلمسان پر حملہ کر کے غلبہ پا لیا یہ واقعہ ۷۳۷ھ کا ہے۔ اس زمانے میں ان دونوں بھائیوں کی مغرب میں زبردست شہرت تھی۔ سلطان ابوالحسن کے دل میں بھی ان کے ساتھ اچھی غیرت تھی ان سے متاثر ہو کر اپنے جملہ علماء میں ان کو بھی داخل کیا اور ان کا اچھا خاصا احترام کیا باقی علماء پر انہیں فوقیت دی۔ جب تلمسان سے گزرا تو ان دونوں بھائیوں سے اس نے زینت حاصل کی۔

ابو زید کی وفات:...... پھر سلطان نے انہیں اپنے ساتھ جنگ طرین میں حاضر کیا اور وہاں سے اپنے ملک واپس آ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان دونوں میں سے ابو زید فوت ہو گیا اور اس کا دوسرا بھائی ابو موسیٰ عزت کے ساتھ عرصہ تک زندہ رہا۔

ابو موسیٰ کی وفات:...... اور جب سلطان ابوالحسن ۷۴۸ھ میں افریقہ کی طرف گیا (جیسا کہ اس کے حالات میں ہم نے بیان کر دیا ہے) تو ابو موسیٰ کو اپنے ساتھ عزت و وقار کے ساتھ لے گیا۔ یوں جب سلطان نے افریقہ پر قبضہ کر لیا تو ابو موسیٰ کو واپس بھیج دیا پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد ابو موسیٰ طاعون جارف میں ۷۴۹ھ میں فوت ہو گیا۔ ان دونوں کی اولاد اس زمانے میں درجہ بدرجہ عزت کے ساتھ آگے بڑھتی رہی۔

السطی:...... السطی کا نام محمد بن علماء بن سلیمان ہے اور اس کا تعلق قبیلہ سطہ اطروبہ کے بطون میں سے ایک بطن ہے۔ یہ قبیلہ فاس کے نواح میں رہتا ہے السطی کا دادا سلیمان فاس میں آیا تھا۔ محمد سطی نے وہاں ہی پرورش پائی اور شیخ ابوالحسن صغیر جو کہ مغرب میں مالکیہ کے نامور امام مانے جاتے ہیں شیخ ابوالحسن سے علم حاصل کیا زیخ ابوالحسن ہر عام و فاضل کے دلدادہ اور فاس کے قاضی بھی تھے علم فقہ ان سے حاصل کیا۔ چنانچہ امام مالک کے مذہب کا بہت بڑا حافظ تھا۔ اور سلطان ابوالحسن زیخ ابوالحسن کے علمی اور دینی مرتبہ کی وجہ سے مجلس علماء کو اس سے رونق بخشتا تھا۔ چنانچہ سلطان ابوالحسن نے علماء میں سے اپنی محبت و مجلس کے لئے علماء کی ایک جماعت چن رکھی تھی۔ ان میں سے ایک امام محمد بن سلیمان سطی بھی تھے۔

امام محمد بن سلیمان سطی تونس میں:...... امام محمد بن سلیمان تونس میں ہمارے پاس آئے چنانچہ ہم نے ان کے بہت سارے فضائل کا مشاہدہ کیا فقہ میں حفظ مہم کے اعتبار سے ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ میں ان کے پاس رہا کرتا تھا اور میرا بھائی محمد رحمہ اللہ ان کے پاس ابوالحسن لخمی کی کتاب "کتاب التبصرہ" پڑھا کرتا تھا۔ چنانچہ امام محمد بن سلیمان اپنی املا اور حفظ سے متعدد مجلسوں میں میرے بھائی کی تصحیح کرتے تھے۔ اسی طرح اکثر کتب کا یہی حال تھا جن سے ان کا دلسط پڑتا تھا۔

پھر امام محمد بن سلیمان سلطان ابوالحسن کے ساتھ قیروان کے واقعہ میں حاضر ہوا پھر وہاں سے سلطان کے ساتھ تیونس پھر گیا۔ اور تونس تقریباً دو سال تک قیام کیا۔ اسی اثناء میں اہل مغرب نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس کا بیٹا ابوعنان تیونس میں بااختیار ہو گیا۔ پھر سلطان ۷۵۰ھ کے آخر میں تونس سے اپنے بحری بیڑے میں سوار ہوا چنانچہ بجایا کے ساحل سے گزر رہا تھا کہ سمندر میں طوفان آنے کی وجہ سے غرق ہو لیا۔ اور اس کے ساتھ اکثر علماء وفضلاء رہے تھے۔ پھر سمندر نے بہا کر انہیں کسی جزیرے میں ڈال دیا اور وہاں سے کسی بیڑے نے بچا کر جزائر میں لایا چنانچہ اس کے اہل وعیال ختم ہو چکے تھے تفصیل اس کے حالات میں گزر چکی ہے۔

آبلی: ...... آبلی کا نام محمد بن ابراہیم تھا۔ اور اس کی جائے پرورش تلمسان ہے اور اس میں اندلس کا رہنے والا تھا اور غریب الوطنوں کے ہمراہ تلمسان آیا تھا اور اندلس میں آبلہ کا رہنے والا تھا۔ چنانچہ آبلی کا باپ اور اس کا چچا تلمسان آئے اور انہیں یغمراسن نے خادم بنالیا حالانکہ اس کا بیٹا ان کی فوجوں میں شامل تھا۔

پھر دونوں میں سے ابراہیم نے تلمسان کے قاضی محمد بن غلبون کی بیٹی کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ لیا چنانچہ اس سے محمد آبلی پیدا ہوا اور تلمسان میں اپنے نانا کی سرپرستی میں پرورش پائی اسی کے پاس رہنے کی وجہ سے اپنے باپ چچا کے رستے (فوج) سے دلچسپی انہیں پیدا نہ ہو سکی بلکہ علم کے راستوں کے ساتھ مسلک ہو گیا۔ حتیٰ کہ پڑھ پڑھا کر جب چار دانگ عالم اس کی شہرت ہو گئی تو لوگ جوق در جوق اس کے پاس آنے لگے۔

تعلیم وتعلم کا چرچا: ...... اسی اثناء میں جب پروان چڑھا اور ہوش کے ناخن لئے تو تعلیم وتدریس کی طرف رغبت ظاہر کرنے لگا۔ چنانچہ علمی میدان میں خوب مہارت حاصل کی یہاں تک کہ لوگوں کا اس کے اردگرد خوب اجتماع ہونے لگا ابھی تک یہ سن بلوغت کو ہی پہنچا تھا۔

واسف بن یعقوب کا غلبہ: ...... پھر اسی عرصہ میں یوسف بن یعقوب نے آ کر خیمے لگا لئے اور تلمسان کا محاصرہ کر لیا اور مضافات کی طرف فوجیں بھیجیں اور اکثر مضافات کو فتح کر لیا۔ اور ابراہیم آبلی ابن زبان کے مددگاروں کو تعیین کر لیا ان میں ابراہیم آبلی بھی تھا یہاں تک کہ تلمسان میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ یوسف بن یعقوب نے اہل تلمسان کے بیٹوں کو یرغمال بنالیا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر محمد بن ابراہیم تمام رکاوٹوں کو توڑتے ہوئے تلمسان گیا اور وہاں یرغمال بنانے کی تمام خبروں کو جھوٹا پایا۔ چنانچہ تلمسان میں یوسف یعقوب نے تادیرت میں محمد بن ابراہیم کو اندلسی فوج کا سالار بنانا چاہا مگر اس نے اس منصب کو ناپسند کیا اور اپنی حالت بدلی ٹاٹ پہن لیا ورحج کے لئے روانہ ہو گیا۔

خانقاہ کی طرف: ...... چنانچہ فقراء کے انداز میں چھپتے چھپاتے ہوئے عبادت گزاروں کی خانقاہ میں پہنچ گیا اور وہاں اس نے اہل کربلا میں سے بنوحسین کے ایک رئیس کو پایا جو مغرب میں اپنے خیالات کا پرچار کرنے آیا تھا۔ اور وہ بڑا سادہ لوح انسان تھا۔ اور جب اس رئیس نے یوسف بن یعقوب کے لشکروں کو دیکھا اور اس پر ان کا کافی رعب پڑا تو اپنے مقصد سے مایوس ہو کر یہاں سے چل بسا اور اپنے علاقے کی طرف ہو لیا پس ان میں ہمارے شیخ محمد بن ابراہیم بھی تھی۔

شیخ کے کچھ نجی حالات: شیخ محمد بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا جب مجھے ان کے حالات کا انکشاف ہوا اور جس کام کے لئے آیا تھا اس کی حقیقت معلوم ہوئی اور میں اس کے مددگاروں اور تابعین میں شامل ہو گیا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہر شہر سے ان کے اصحاب، مددگار اور خادم ان سے ملنے آئے اور اپنے ساتھ زادراہ اور اخراجات وغیرہ بھی لائے۔ اسی اثناء میں ہم تیونس سے اسکندریہ تک سمندر کے راستے جا رہے تھے کہ اچانک مجھے مشہوت کا غلبہ ہو گیا اور میں اس رئیس کے ساتھ ہونے کی وجہ سے بار بار غسل کرنے سے شرم محسوس کرتا چنانچہ اس کے بعض ہمرازوں نے مجھے بتایا کہ میں کافور کا ایک چلو پی لوں۔ چنانچہ میں نے کافور کا ایک چلو پی لیا۔

عقل پھر گئی: ...... کافور نے میری عقل میں فتور ڈال دیا۔ چنانچہ شیخ اس حال میں مصر آئے۔

مصر میں اہل علم: جب شیخ مصر پہنچے تو اس وقت مصر میں تقی الدین بن دقیق العید، ابن رفعہ، صفی الدین مصدی، تیریزی، ابن بدیع اور دوسرے اہل علم موجود تھے۔ شیخ کہتے ہیں کہ مجھے رئیس نے ان علماء کے بارے میں بتلایا مگر فتور عقل کی وجہ سے ان علماء کی شخصیات ہی کا تعارف ہو سکا لیکن

استفادہ کچھ نہ ہو سکا۔

فریضہ حج کی ادائیگی:...... پھر شیخ محمد بن ابراہیم نے اس رئیس کے ساتھ حج ادا کیا۔ اور پھر اس رئیس کے مددگاروں کے ساتھ مل کر کربلا گئے رئیس نے اپنے ساتھیوں میں سے بعض کو شیخ کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ شیخ کو ان کے ٹھکانے میں پہنچا دیں

دیناروں کی واپسی:...... شیخ فرماتے ہیں کہ مغرب میں اپنے ساتھ زادراہ کے لئے کچھ دینار لے گیا تھا جب میری عقل میں فتور آیا تو رئیس نے وہ دینار مجھ سے لے چلے جب میں واپس آنے لگا تو میرے ساتھ میری مشایعت کے لئے جو آدمی آئے تھے رئیس نے انہیں وہ دینار دے دیئے چنانچہ ان آدمیوں نے مجھے مغرب پہنچتے ہی دے دیئے۔

ہمارے شیخ کا مغرب آنا اور یوسف بن یعقوب کا مرنا اور اہل تلمسان کا محاصرہ سے چھٹکارا پانا تقریباً ایک ہی وقت میں ان چیزوں کا وقوع ہوا ہے۔ جب شیخ تلمسان آئے تو ذہنی فتور سے خلاصی پا چکے تھے اور تعلیم و تعلیم کے لئے دوبارہ سے باہمت ہو کر میدان میں کود پڑے۔ لیکن عقلیات کی طرف ان کا میلان زیادہ تھا اور ابوموسیٰ علی بن امام سے منطق اور کچھ حصہ اصلین کا پڑھا۔ اس عرصے میں تلمسان کے حاکم ابوحمو کو علم ہوا ہمارے شیخ کو علم حساب میں تقدم حاصل ہے تو اس نے اپنے اموال کا کنٹرول اور اپنے احوال نگرانی ہمارے شیخ کے سپرد کر دی۔ ہمارے شیخ نے اپنی جان چھڑانا چاہی تو ابوحمو نے اسے مجبور کیا اور ہمارا شیخ محمد بن ابراہیم ایک حیلہ کر کے سلطان ابوربیع کے دور میں فاس چلا گیا۔ ابوحمو نے اس کے پیچھے اپنے ایلچی دوڑائے مگر شیخ یہود کے ایک عالم خلوف مغیلی کے پاس چھپ گیا۔ شیخ نے اس یہودی عالم سے فنون سیکھے اور خوب مہارت حاصل کی پھر چھپتے چھپاتے فاس سے کوچ آ گیا اور مراکش چلا گیا یہ واقع ۷۱۰ھ کا ہے۔

محمد ابراہیم مراکش میں شیخ ابوالعباس کے پاس:...... مراکش پہنچ کر شیخ ابوالعباس بن بناء جو کہ معقولات و منقولات اور تصوف کے زبردست ماہر شیخ تھے ان کے پاس فروکش ہوا۔ اور ان سے علم کثیر حاصل کیا اور معقولات و تعالیم اور حکمت میں خوب کمال حاصل کیا۔ پھر اسے عساکرہ کے شیخ علی بن محمد بن ترومیت کے بلایا تا کہ اسے اپنے علوم پڑھاتے۔ شیخ ان دنوں سلطان کی تابعداری میں گھرا ہوا تھا۔ چنانچہ ہمارے شیخ علی بن محمد کی طرف چلے گئے اور مدت تک وہاں قیام کیا اور ان سے علوم فنون پڑھے۔ طلباء شیخ کے پاس جمع ہونے لگے اور افادہ و استفادہ کا سلسلہ شروع ہو گیا اور علی بن محمد اس سلسلے میں ہمارے شیخ کی عزت کرتا تھا چنانچہ وہ اس کی خواہش پر غالب آ گیا اور ان قبائل میں اس کی امارت و عزت بڑھ گئی۔ اور جب سلطان ابو سعید علی بن ترومیت اپنے پہاڑی مقام سے اترا تو شیخ بھی اس کے ساتھ اتر آیا اور اس عرصے میں ہر طرف شہرت پھیل گئی۔ اور جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان فتح کیا اور ابوموسیٰ بن امام سے ملا تو ابوموسیٰ نے نہایت احترام کے ساتھ ہمارے شیخ کا ذکر کیا۔ اور علوم میں اس کے پائے کو بیان کیا سلطان اپنی مجلس میں علماء کو جمع کرنے کا اہتمام کرتا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

سلطان ابوالحسن نے شیخ محمد بن ابراہیم کو فاس سے بلایا اور اسکو اپنی مجلس کے علماء کے طبقہ میں شامل کر لیا اور شیخ تعلیم و تعلم کے مشتبہ میں مسلک ہو گیا۔ چنانچہ افریقہ کی جنگ طریف میں سلطان کے ساتھ شامل رہا۔

میں نے ان سے کیا پڑھا:...... شیخ محمد بن ابراہیم اور میرے والد مرحوم کی آپس میں گہری دوستی تھی۔ یہی دوستی میرے لئے اس سے پڑھنے کا وسیلہ یعنی پس میں نے ان کی مجلس کو لازم پکڑ لیا اور ان سے علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گیا۔ چنانچہ میں نے تعالیم سے علوم عقلیہ کے پڑھنے کی ابتداء کی پھر میں نے ان سے منطق پڑھی اور اس کے بعد اصلین پڑھی بھی انہی سے حاصل کی۔

شیخ ہمارے پاس رک گیا:...... اسی عرصہ میں سلطان نے بحری بیڑے کے ذریعے تیونس سے مغرب کی طرف سفر کیا شیخ ان دنوں ہماری مہمان نوازی اور کفالت میں تھے۔ پس ہم نے انہیں ٹھہرنے کا مشورہ دیا اور فی الحال سفر کرنے سے روکا تو اس نے ہماری بات قبول کر لی۔ سلطان نے بھی ہم سے شیخ کا مطالبہ کیا لیکن ہم نے بڑی اچھی طرح سے معذرت کر دی۔ سلطان کے غرق کا واقعہ قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں چنانچہ اس عرصہ میں ہم شیخ کے پاس حاضر ہوتے اور ان سے علوم حاصل کرتے تھے۔

شیخ سفر پہ چل پڑے:...... سلطان جب جبل ہنتانہ میں وفات پا گیا اور اس کا بیٹا ابوعنان اپنے مشاغل سے فارغ ہو گیا اور اس نے تلمسان کو بنو عبدالواد سے چھین لیا تو ابوعنان نے تیونس کے حکمران کو شیخ کے بارے میں خط لکھا اسوقت تیونس کا حکمران ابواسحاق ابراھیم بن سلطان ابویحییٰ تھا اور شیخ موحد بن تافراکین کی کفالت میں تھا۔ چنانچہ موحدین نے شیخ کو ابواسحاق کے سفیر کے سپرد کر دیا۔ اور وہ اس کے ساتھ ابوعنان کے اس بحری بیڑے میں سمندر کا سفر کرنے لگا جسمیں سفیر آیا تھا۔ چنانچہ شیخ جب بجایہ سے گزرنے لگے تو بجایا میں داخل ہوئے اور ایک ماہ تک ہاں قیام کیا اس عرصے دیکھتے ہی دیکھتے طالبان علم کا اجتماع ہو گیا چنانچہ بحری بیڑے کے سالار کی اجازت سے شیخ نے ''مختصر ابن حاجب'' کا درس دیا پھر وہاں سے کوچ کیا اور حنین کی بندرگاہ میں اترا اور وہاں سے تلمسان میں ابوعنان کے پاس آیا۔ چنانچہ ابوعنان نے شیخ کی عزت افزائی کی اور اسے اپنے جملہ عطاء میں شامل کر لیا اور ابوعنان اپنے علوم شیخ کو سناتا اور اس سے سیکھتا تھا۔

شیخ کی وفات:...... اسی جگہ میں سلطان نے ۷۵۷ھ میں وفات پائی چنانچہ خود مرحوم مجھے بتایا تھا کہ ۶۹۱ میں اس کی پیدائش تلمسان میں ہوئی تھی۔

عبدالمھیمن:...... رہی بات عبدالمھیمن کی تو وہ سلطان ابوالحسن کا کاتب تھا جسمیں، وہ سبتہ کا رہنے والا تھا سبتہ میں اس کا گھرانہ قدیم عرصہ سے چلا آ رہا ہے۔ اور یہ گوانہ بنو عبدالمھیمن کے نام سے پہنچانا جاتا تھا۔ چنانچہ عبدالمھیمن کا باپ سبتہ میں عزفی کے دور میں قاضی رہ چکا تھا اور اس کا بیٹا عبدالمھیمن اسی کی پرورش میں رہ کر بڑھا اور وہاں کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور استاد اسحاق عافقی کا ہم نشین ہو گیا۔ اور جب رئیس ابوسعید اندلس کے حاکم نے سبتہ پر قبضہ کر لیا تو بنو عزفی اپنے جملہ اعیان کے ساتھ غرناطہ چلے آئے اور محدین عبدالمھیمن بھی ان کے ساتھ چلا آیا۔ اور وہیں اس نے تعلیم کو مکمل کیا۔ اور غرناطہ کے مشائخ پر فوقیت لے گیا نیز مغرب اور اندلس کے باشندوں نے اس کے ساتھ خط و کتابت شروع کر دی۔

عبدالمھیمن کتابت کے منصب پر:...... اندلس کے وزیر رئیس ابوعبداللہ بن حکیم رندی جو کہ بنو احمر کے سلطان مخلوع پر حاوی تھا نے اسے کاتب بنایا اور اسے اپنے جملہ فضلاء میں شامل کر لیا۔ ان فضلاء میں محدث رحالہ ابوعبداللہ بن اشید فھری، ابوعباس احمد عزنی اور ایک خلوت نشین صوفی عالم ابو عبداللہ محمد بن خمیس تلمسانی بھی تھے ان علماء کے ساتھ فصاحت و بلاغت میں مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان کے علاوہ بھی بہت سارے علماء تھے جنکا ذکر ابن حطیب نے تاریخ غرناطہ میں کیا ہے۔

عبدالمھیمن ابوعلی کے پاس:...... جب وزیر بن حکیم مبتلائے مصیبت ہوا اور سبتہ بنومرین کی تابعداری میں لوٹ آیا تو عبدالمھیمن بھی واپس سبتہ آ کر قیام پذیر ہو گیا۔ پھر ابوسعید نے امارت سنبھالی اور اس کے بیٹے ابوعلی نے اس پہ غلبہ پا لیا اور خود کو حکومت کے لئے مخصوص کر لیا تو اس نے فضلاء کو بلانے کی طرف غور کیا چنانچہ علماء کی مجلس قائم کر کے ان سے رونق حاصل کی پس ابوعلی نے عبدالمھیمن کو سبتہ سے بلایا چنانچہ ۷۱۲ھ میں اسے کاتب بنایا پھر ابوعلی اپنے باپ کے خلاف ہونے کی وجہ سے ۷۱۴ھ میں قلعہ بند ہو گیا۔ پھر وہاں سے اپنے باپ کے ساتھ صلح کرنے کی خاطر سجلماسہ روانہ ہو گیا۔ گراونڈ خالی پا کر سلطان ابوسعید نے عبدالمھیمن کو کاتب بنا لیا۔ پھر ابوسعید نے عبدالمھیمن کو کاتبوں کا رئیس مقرر کر دیا۔ چنانچہ عبدالمھیمن اس منصب پر ۷۱۸ھ میں فائز ہوا پھر سلطان ابوسعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن کے زمانے میں اسی منصب پر فائز رہا۔

روپوشی اور منصب کی منتقلی:...... کچھ عرصہ بعد عبدالمھیمن ابوالحسن کے ساتھ افریقہ چلا گیا اور قیروان کے واقعہ میں تونس ہی میں پیچھے رہا۔ چونکہ اسوقت اسے جوڑوں کی بیماری کا عارضہ پیش آ گیا تھا۔ پھر جب تیونس میں جنگ کی خبر عام ہوئی تو سلطان کے مددگاروں نے قصبہ میں جا کر پناہ پکڑی لیکن عبدالمھیمن ان سے الگ ہو کر شہر میں گھس گیا اور خوف کے مارے ہمارے گھر میں روپوش ہو گیا جب یہ ہڑتال ختم ہوئی اور سلطان قیروان سے سوسہ واپس آ گیا اور وہاں سے سمندر کے راستے تونس آیا تو سلطان نے عبدالمھیمن کی طرف مطلق توجہ نہ کی چونکہ عبدالمھیمن قوم سے الگ ہو گیا تھا اس لئے سلطان اس کے روپوش ہونے کی وجہ سے اس سے ناراض تھا۔ سلطان نے عبدالمھیمن کی جگہ ابوالفضل بن رئیس عبداللہ بن ابومدین کو علامت کے منصب پر مقرر کر دیا حالانکہ علامت گری اس سے قبل عبدالمھیمن کے گھرانے کے ساتھ مخصوص تھی۔ پھر ایک ماہ تک عبدالمھیمن بے کار رہا جب اس کے حالات کا علم سلطان کو ہوا تو سلطان اس سے راضی ہو گیا۔ اور سابقہ منصب پر بحال کر دیا پھر تونس میں ۷۴۹ھ میں طاعون جارف میں فوت ہو گیا۔ اس کی پیدائش ۶۷۵ میں ہوئی تھی تاریخ غرناطہ میں ابن خطیب نے اسکا مکمل تعارف کرایا ہے۔

ابن رضوان:......ابن رضوان کہ جس کا ذکر رحوی نے اپنے قصیدے میں کیا ہے وہ ابو قاسم عبداللہ بن یوسف بن رضوان بخاری ہے۔ ابن رضوان اصلمیں اندلس کا ہے اور مالقہ میں پروان چڑھا۔ اور وہاں کے مشائخ سے علوم حاصل کئے اور عربی اور ادب میں خوب مہارت حاصل کی نیز علوم اور نظم ونثر کو خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کرتا تھا۔ اور دستاویزات کو نہایت اچھی طرح لکھتا تھا۔

ابن رضوان قاضی ابراہیم کی مجلس میں:......واقعہ طریف کے بعد یہاں سے چلا گیا اور سبتہ میں پڑاؤ ڈالا۔ اور وہاں سلطان ابوالحسن سے ملاقات کی اور اس کی مدح میں اشعار کہے پھر قاضی ابراہیم بن ابو یحییٰ کے ساتھ اپنے آپ کو خاص کر لیا۔ قاضی ابراہیم ان دنوں سلطان کا خطیب اور فوجوں کا قاضی تھا چنانچہ ابن رضوان عبدالمہیمن کی خدمت میں حاضر ہوتا اور اس سے علم حاصل کرتا۔ یہاں تک کہ سلطان افریقہ کی طرف روانہ ہو گیا اسی عرصہ میں قیروان کا واقعہ پیش آیا تھا چنانچہ اس جنگ میں سلطان اپنے اہل وعیال اور بعض مددگاروں کے ساتھ تونس کے قلعہ میں محصور ہو کر رہ گیا تھا اور سلطان نے ابن رضوان کو اپنے بعض کاموں کو بہانے کے واسطے تونس میں پیچھے چھوڑا تھا۔

ابن رضوان نے حق ادا کر دیا:......پس محاصرہ کے دوران ابن رضوان نے عقلمندی سے کام لیا اور تمام ذمہ داریوں کو اچھی طرح سے نبھایا۔ اسی دوران محاصرہ ختم ہوا اور سلطان سے قیروان میں جاملا سلطان نے اس کی خدمت کی رعایت کا حق ادا کر دیا اور ابن رضوان سے گہری دلچسپی پیدا کی اور اسے اپنے قریب کیا۔ یہاں تک کہ سلطان نے تونس سے بحری بیڑے کے ذریعے مغرب کی طرف سفر کیا۔ جیسا کہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے۔

ابن رضوان کتابت کے منصب پر:......سلطان نے تونس سے جاتے وقت اپنے بیٹے ابوالحسن کو تونس کا نائب بنایا اور ابوالحسن القاسم بن رضوان کو اپنے بیٹے کا کاتب مقرر کیا۔ پس وہ دونوں اپنے اپنے منصب پر برقرار رہے۔

الفضل ابن سلطان:......پھر تونس میں سلطان الموحدین الفضل بن سلطان ابو یحییٰ نے ابن رضوان اور ابوالفضل کو مغلوب کر لیا۔ لیکن ابوالفضل خلاصی پا کر اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا اور ابن رضوان سلطان کے پاس پہنچ سکا۔ اس سے اس نے تونس ہی میں ایک سال تک قیام کیا۔ پھر سمندر کے راستے تونس سے اندلس چلا گیا اور اندلس میں مریہ کے مقام پر سلطان ابوالحسن چند مددگاروں کے ساتھ مقیم رہا۔ ان مددگاروں میں عامر بن محمد بن علی (جو کہ ھنتاتہ کا شیخ تھا) بھی تھا عامر بن محمد سلطان ابوالحسن کی بیوی اور اولاد کا کفیل تھا۔ تونس سے کوچ کرتے وقت سلطان نے اپنے اہل وعیال کو اس کے ساتھ کشتی میں سوار کرایا تھا۔ پھر مرتبہ میں اترے اور وہاں اندلس کے سلطان کے وظیفے پر مقیم رہے۔

اتنے میں ابن رضوان بھی ان کے پاس چلا گیا۔ اور ان کے ساتھ مقیم رہا پھر ان اندلس کے سلطان ابوالحجاج نے ابن رضوان کو اپنا کاتب بنانا چاہا مگر ابن رضوان نے انکار کر دیا۔ پھر سلطان ابوالحسن وفات پا گیا اور اندلس میں اس کے جو پسماندگاں تھے وہ کوچ کر گئے اور سلطان ابوعنان کے پاس چلے گئے اور ان رضوان بھی ان کے ساتھ گیا تھا۔ اس سے قبل ابن رضوان ابوعنان کے باپ کی خدمت میں رہ چکا تھا چنانچہ ابوعنان نے اس خدمت کی پاسداری رکھتے ہوئے ابن رضوان کو اپنا کاتب مقرر کر لیا۔ چانچہ ابوعنان کی مجلس میں طالبان علم کا اجتماع ہونا شروع ہو گیا۔

اس زمانے میں وہاں کی حکومت کی ریاست، منصب خلوت نشینی، علامت جمع ٹیکس اور فوجوں کا جان وکتاب کا کام محمد بن ابو کے سپرد تھا۔ پس سلطان نے ابن رضوان کو اپنے لئے خاص کر لیا چنانچہ ابن رضوان اس کا دوست ہو گیا اور داستان گوئی کے لئے سلطان کے پاس جاتا۔ اسے بے شمار امور کی وجہ سے ابن رضوان سلطان کے دل کو بھا گیا۔

ابن رضوان اعلیٰ منصب پر فائز ہو گیا:......پس جب ابن ابی عمر ۷۵۴ھ میں فوجوں کے ساتھ بجایہ کی طرف چلا گیا تو ابن رضوان شاہی علامت کے لئے تنہا رہ گیا۔ جو کچھ دنوں کے بعد ابن ابی عمر و واپس آ گیا چنانچہ سلطان ابن ابی عمر و پر ناراض تھا اس لئے ابن ابی عمر و کو بجایہ کی طرف دور بھیج دیا اور بجایہ کا اسے والی مقرر کیا۔ نیز تمام عملداریوں اور موحدین سے جنگ کرنے پر بھی اسے والی مقرر کیا۔ اس طرح منصب کتابت پر تنہا ابن رضوان فائز رہا۔ اور سلطان نے علامت کی ذمہ داری بھی اسی کو سونپ دی۔ چنانچہ جاگیریں، حصہ بندیاں اور دیگر منصبوں پر تقرری ابن رضوان کے اشارے سے ہوتی تھی۔

ہائے یہ ناراضگی: ..... پھر ۷۵۵ھ کے آخر میں سلطان ابن رضوان سے ناراض ہو گیا اور مکاتب پر علامت زدنی کا منصب محمد بن ابی قاسم بن الجامدین کو سپرد کر دیا اور مہر زدنی و انشاء پردازی کا کام ابواسحٰق ابراہیم بن الحاج غرناطی کے سپرد کو دیا۔

منصب میں میرا بھی حصہ ہو گیا: ..... جب حکومت سلطان ابوسالم کے لئے ٹھہر چلی گئی تو علامت کا کام اس نے علی محمد بن سعود جو کہ فوجوں کے دفتر کا ذمہ داری تھا اس کو سپرد کر دی نیز انشاء پردازی، ہرزوی اور راز دانی کا کام مجھے (مولف کتاب عبدالرحمٰن بن خلدون) سپرد کر دیا۔ پھر جب ابو سالم ۷۹۲ھ میں مرگیا تو اہل بیت کی اولاد پر وزیر عمر بن عبداللہ مستقل ہو گیا۔ تو وزیر عمر نے علامت کا کام ابن رضوان کو دوبارہ سپرد کر دیا۔ ابن رضوان اس منصب پر بدستور رہا یہاں تک کہ وزیر عمر بن عبداللہ کو عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے قتل کر دیا اور عبدالعزیز حکومت میں خود مختار ہو گیا اس نے بھی علامت کی منصب بدستور ابن رضوان ہی کے پاس رہنے دیا۔

ابن رضوان کی وفات: ..... عبدالعزیز کے مر جانے کے بعد اسکا بیٹا سعید حکومت کا والی بنا اور سعید وزیر ابوبکر کی کفالت میں رہتا تھا۔ ابن رضوان اپنے منصب پر حسب سابق قائم رہا پھر سلطان احمد نے حکومت پر غلبہ پالیا اور حکومت سعید سے چھین لی اور وزیر ابوبکر کو الگ کر دیا تو حکومتی امور کا انتظام محمد بن عثمان بن کاس کے ہاتھ میں چلا گیا۔ لیکن علامت کا امر بدستور ابن رضوان کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ ابن رضوان از مور میں سلطان احمد کی بعض حرکات کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔ چونکہ یہ لوگ عبدالرحمان بن بویفلوس بن سلطان ابوعلی کے محاصرے میں تھے۔

ہائے یہ طوفان: ..... سلطان ابوالحسن کے مددگاروں میں مغرب کے اعیان فضلاء کی ایک بہت بڑی جماعت تھی جس میں سے اکثر لوگ تونس میں طاعون جارف میں ہلاک ہو گئے اسی طرح ایک جماعت بحری بیڑے میں سمندر میں ہلاک ہو گئی پھر مصیبت دوسروں کی طرف بھی بڑھی یہاں تک کہ انھوں نے اپنی مقررہ مدتوں کو پورا کیا۔

شیخ ابوالعباس: ..... افریقہ میں جو لوگ سلطان کے ساتھ حاضر ہوئے تھے ان میں ایک مغرب کے شیخ القرآء فقیہ ابوالعباس محمد بن احمد زواوی بھی تھے انھوں نے فاس کے مشائخ سے تھے۔ اور اسی ملکہ رکھتے تھے کہ ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ نیز انہیں درجہ امامت داؤد علیہ السلام جیسے خوبصورت آواز بھی حاصل تھی۔ نیز سلطان کے ساتھ نماز تراویح پڑھا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات سلطان بھی سنایا کرتے تھے۔

فقیہ ابوعبداللہ: ..... سلطان کے ساتھیوں میں سے ایک فقیہ ابوعبداللہ محمد بن محمد بن صباغ بھی تھا جو کہ مکناسہ کا رہنے والا تھا۔ فقیہ عبداللہ معقولات ومنقولات میں فائق تھا نیز حدیث اور اسمائے رجال کے علم سے بخوبی واقف تھا۔ اور موطا کی معرفت میں یدطولیٰ رکھتا تھا۔ چنانچہ فقیہ ابوعبداللہ نے فاس کے مشائخ سے علم حاصل کئے تھے اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ آبلی سے بھی ملاقات کی ہوئی تھی اور ان سے علم کثیرہ بھی حاصل کیے۔ چنانچہ فقیہ ابو عبداللہ کے کمالات سے متاثر ہو کر سلطان نے اسے اپنی مجلس کے لئے چن لیا پھر سلطان ہی کے ساتھ رہا اور بحری بیڑے میں ہلاک ہونے والوں کے ساتھ یہ بھی تھا۔

قاضی ابوعبداللہ محمد بن نور: ..... ان میں سے ایک قاضی ابوعبداللہ محمد بن نور بھی تھا جو کہ تدرومہ کے مضافات کا باشندہ تھا۔ نسبی اعتبار سے منہاجہ سے تعلق رکھتا تھا۔ نیز امام مالک بن انس کے مذھب کا بڑا ماہر فقیہ تھا۔ فقیہ ابوزید ابوموسیٰ (آپس میں دونوں بھائی تھے) سے حاصل کیا نیز قاضی ابو عبداللہ ان دونوں کے قابل قدر شاگردوں میں سے تھا۔

سلطان ابوالحسن اہل علم کے ساتھ: ..... جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر غلبہ پالیا تو ابوالحسن نے ابوزید اور ابوموسیٰ (جو کہ امام کے بیٹے تھے) کا مقام بلند کیا اور اپنے شہر کی شوریٰ کا انہیں خاص الخاص مقرر کیا۔ سلطان ابوالحسن اکثر اوقات اپنا اٹھنا بیٹھنا اہل علم کے ساتھ رکھتا تھا۔ اور اہل علم کے لئے تنخواہیں بھی اس نے مقرر کر رکھی تھیں اور علماء سے انہی مجلس کو دوبارا کیا کرتا تھا ایک مرتبہ ابن امام کو اس بات کا اختیار دیا کہ وہ مجلس کے فقہاء میں جن علماء کو چاہیں مختص کریں چنانچہ ابن امام نے ابن عبدالنور کو اس کام کے لئے منتخب کیا۔ چنانچہ سلطان نے اسے اپنے قریب کیا اور اپنی مجلس کا اسے رکن منتخب کیا اور اسے فوجیوں کی قضاء کا منصب بھی سپرد کیا۔ چنانچہ ابن عبدالنور اسی منصب پر بدستور رہا یہاں تک کہ ۷۴۹ھ میں طاعون جارف سے

ہلاک ہوگیا۔

قاضی ابوعبداللہ کی وفات:...... قاضی ابوعبداللہ نے تلمسان میں اپنا بھائی علی پیچھے چھوڑا تھا جو کہ ابن امام سے حصول علم میں اسکا ہم درس تھا۔ مگر یہ کہ اسکا بھائی بنسبت اس کے فقہ میں کم درجہ رکھتا تھا پھر جب سلطان ابوعنان نے اپنے باپ سلطان ابوالحسن کی اطاعت ختم کردی تو علی بن عبدالنور فاس کی طرف چلا گیا۔ چنانچہ اس منصب پر بدستور رہا پھر جب عمر بن عبداللہ نے حکومت پر قبضہ کرلیا تو علی بن عبدالنور سے قضاء کا منصب چھین لیا اور اس نے اس منصب کو چھوڑا اور خود حج کرنے چلا گیا یہ واقعہ ۷۶۴ھ کا ہے چنانچہ علی عبدالنور جب مکہ پہنچا تو اس میں سابقہ کسی بیماری کے آثار باقی تھے اس لئے طواف قدوم کرتے وقت ہلاک ہوگیا۔ اور اس نے حج کے امیر کو اپنے بیٹے کے بارے میں وصیت کی کہ اس کی یہ وصیت دیار مصر کے غالب حکمران امیر یلبغا الخاصکی کو پہنچادے چنانچہ امیر حج نے اس کی نہایت اچھی طرح جانشینی کی اور اسے فقہاء کے کام سپرد کیے اس طرح اس کے بیٹے کی ضرورتیں پوری ہوئیں۔ اور لوگوں سے سوال کرنے سے اس کی عزت کو بچالیا۔

اور اس مرحوم کو عمل کیمیا کا بڑا شوق تھا۔ تاکہ لوگوں سے اس کے بارے میں جو غلطیاں ہوئی ہیں ان کو بغیر عبور کرے مگر اس سلسلے میں لوگوں نے اس کی دینداری اور عزت کو داغدار کہا۔ یہاں تک کہ مصر سے کوچ کرنا پہ مجبور ہوگیا اور بغداد چلا گیا اور وہاں بھی اسے اس قسم کی تکالیف سے واسطے پڑا۔ چنانچہ بغداد سے ماردین چلا گیا اور وہاں کے حاکم کے پاس ٹھہر گیا۔ چنانچہ حاکم نے اس کی ہمسائیگی کا خوب حق ادا کیا، پھر ۷۹۰ھ میں ہمیں اطلاع ہوئی کہ وہ طبعی موت مرگیا۔

شیخ التعالیم ابوعبداللہ:...... ان میں سے ایک شیخ تعالیم ابوعبداللہ محمد بن نجار بھی تھے ان کا تعلق اہل تلمسان تھا ابوعبداللہ نے علم اپنے ملک کے مشائخ سے حاصل کیا۔ اسی طرح ہمارے شیخ آبلی سے بھی علم حاصل کیا۔ پھر وہاں سے مغرب کی طرف چلا گیا اور سبتہ میں امام التعالیم ابوعبداللہ محمد بن ھلال ھیت کی کتاب ''المجسطی'' کا شارح ہے سے ملاقات کی پھر مراکش میں امام ابوالعباس بن بناء سے علم حاصل کیا۔

ابوعبداللہ کی وفات:...... ابوعبداللہ محمد بن بخار علم نجامت اور اس کے احکام کا امام مانا جاتا تھا۔ پھر علوم کثیر کے ساتھ تلمسان کی طرف واپس آگیا پھر جب ابوتاشفین ہلاک ہوا اور سلطان ابوالحسن نے حکومت کی باگڈور سنبھالی تو ابوعبداللہ محمد بن بخار کو اپنے جملہ علماء میں شامل کرلیا اور اس کی تنخواہ مقرر کی چنانچہ بعد میں سلطان کے ساتھ افریقہ میں حاضر ہوا اور طاعون جارف کا نوالہ بنا۔

احمد بن شعیب:...... ان علماء میں سے ایک ابوالعباس احمد بن شعیب بھی تھا جو کہ اہل فاس میں سے تھا۔ ابوالعباس زبان دانی، ادب، علوم نقلیہ، فلسفہ تعالیم، طب اور دیگر علوم میں اچھی دسترس رکھتا تھا سلطان ابوسعید نے اسے کاتبوں کے شعبے میں جوڑے رکھا اور اس کا روزینہ بھی اطباء کے ساتھ مقرر کیا چونکہ وہ اطباء میں تقدم رکھتا تھا چنانچہ احمد بن شعیب سلطان ابوسعید کا کاتب بھی تھا اور اسکا طبیب بھی۔ اسی طرح سلطان ابوابوسعید کے بعد سلطان ابوالحسن کے دور میں اسی منصب پر فائز رہا۔ یہ بھی افریقہ میں گیا اور طاعون جارف میں وفات پائی۔ نیز شعر گوئی میں امات کا درجہ رکھتا تھا چنانچہ متقدمین اور متاخرین فاضل شعراء پر سبقت لے گیا نیز اشعار کی نقد و تبصرہ میں بھی اسے امامت کا درجہ حاصل تھا مجھے اس کے صرف یہی اشعار یاد ہیں۔

اشعار کا ترجمہ:...... مجبور کا گھر نجد میں ہے اور اسکا رہنے والا چاند ہے اور دل کی امان نجد میں ہے کیا موسم بہار کی پہلی بارش صبح صبح اس کے صحن میں ہوئی ہے۔ اور اس کے میدانوں میں کم موگھوڑے آگے پیچھے دوڑتے ہیں یا نسیم کے مریقن نے وہاں بیلو اور رند سے شفا طلب کرتے ہوئے رات گزاری ہے وہ ان لوگوں کی باتیں سناتا ہے جو سیدھے راستے پر جانے والے ہیں۔ اگرچہ وہ سیدھے راستے سے لٹ گئے ہیں اور داستان گوئی کا زمانہ پراوطن ہے اور اس کے پانی نیلے اور سرخ ہیں اور نگاہیں ایک ہرنی پر لگی ہوئی ہیں۔ جو سیاہی مائل سرخ آنسوؤں اور اتیلے قد والی ہے وہ تیری طرف اشکبار آنکھوں سے دیکھتی ہے۔ اور اس نے عاشق کو عمداً قتل کردیا ہے یہاں تک کہ انہیں مصائب گردش اور نصیب کی لغزش جلدی جلدی لے گئی۔

چنانچہ وہ مرگئے پس تیرے باپ کی قسم ان کے بعد میری زندگی موت کے قریب ہوگئی ہے وہ مدفون ہوگئے اور اسے میں کے بطن اور لحد کے گڑھے نے اپنے اندر لے لیا ہے اور جدائی کے پھینکنے اور دوری کے دہرانے کو اس کے دہداد سے دور کرتے ہوئے میں ان کے بعد زندگی گزار رہا ہوں

اور میں نے اکیلے ان کا گرم پانی پیا ہے۔اے غم میں پکارنے والے مجھ سے اصرار نہ کر جو کچھ میں نے اس سے چھپایا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جو میں نے ظاہر کیا ہے اور میرے قریب ٹھہر کر مجھے وہ پھر چلائے گا اور اس کی یاد سے مجھے بے خوابی پر بے خوابی ہونے لگی اس نے دو بچے مضیعہ میں چھوڑے ہیں اور مجھے عطیہ کی تکلیف پہنچی ہے۔

ہمارے ساتھی خطیب ابوعبداللہ:......سلطان ابوالحسن کے ساتھ غرق ہونے والوں میں سے ایک ہمارے دوست خطیب ابوعبداللہ احمد بن مرزوق بھی ہیں۔اس کا تعلق اہل تلمسان سے ہے چنانچہ اس کے اسلاف شیخ ابومدین محمد بن کے عباد دمام میں مہمان تھے اور اپنے دادے کے زمانے سے اس کی قبر کے خادم تھے میران دادا اس کی زندگی میں شیخ ابومدین کا خادم رہا۔اور وہ اسکا پانچواں چھٹا دادا تھا۔اور اس کا نام ابوبکر بن مرزوق تھا جو کہ اس کی دوستی میں مشہور تھا اور جب ابوبکر فوت ہوا تو یغمراسن بن زیان نے جو کہ بنوعبدالواد میں سے تلمسان کا بادشاہ تھا اسے اپنے محل کے قبرستان میں دفن کیا۔تاکہ جب وہ خود وفات ہو تو اس کے سامنے دفن ہو۔

محمد بن احمد کی پیدائش:......محمد بن تلمسان میں پیدا ہوا تھا۔اس نے مجھے اپنی تاریخ پیدائش ۷۱۰ھ بتائی ہے پھر ۷۱۸ھ میں اپنے باپ کے ساتھ مشرق کی طرف چلا گیا۔جب بجایہ سے گزرنے لگا تو اس نے شیخ ابوعلی ناصرالدین کے بارے میں سنا تو اس کی خبر لینے چلا گیا۔اور اسکا باپ حرمین شریفین کی عبادت میں رہنے لگا۔اور خود محمد بن اور قاہرہ کی طرف واپس آ گیا اور وہاں ہی اقامت اختیار کر لی۔اور قاہرہ میں آ کر برھان الدین صفاقسی مالکی اور اس بھائی سے علوم پڑھے نیز طب و روایت میں خوب مہارت پیدا کی۔اور دو طرز کی خطونویسی میں کمال رکھتا تھا۔پھر ۷۳۵ھ میں دوبارہ مغرب کی طرف واپس لوٹ آیا۔اور سلطان ابوالحسن سے اس کی جگہ تلمسان ہی میں ملاقات کی۔نیز سلطان نے عباد مقام میں ایک عظیم الشان مسجد بھی تعمیر کروائی تھی۔اور اس مسجد میں محمد بن احمد کا چچا محمد بن مرزوق عطیہ تھا۔

خطیب کہلانے کی وجہ:......چنانچہ جب محمد بن احمد کے چچا کی وفات ہوگئی تو مذکورہ مسجد کی خطابت کا منصب محمد بن احمد کے سپرد کر دیا۔نیز سلطان مسجد جا کر اس کا خطبہ بھی سنتا اور خطبہ سلطان کی مدح اور ذکر خیر بھی کرتا۔چنانچہ جب خطیب سلطان کی نظروں میں بھا گیا تو اسے اپنے لئے خاص کر لیا اور اسے اپنے قریب کیا۔چنانچہ خطیب اس منصب کے ساتھ ہوتے ہوئے سلطان کی مجلس کے دو شیخ امام کے بیٹوں کے ساتھ ہم وقت ہم مجلس رہتا، نیز مسلسل اکابر علما، فضلاء کے ساتھ ملاقات کے لئے وقت نکالتا اور ان سے علوم حاصل کرتا۔سلطان خطیب کو آئے دن اونچے سے اونچے مرتبے سے نوازتا۔نیز خطیب سلطان کے ساتھ واقعہ طریف (جسمیں مسلمانوں کو سخت آزمائش کا سامنا کرنا پڑا تھا) میں بھی حاضر ہوا اور سلطان اسے حاکم اندلس کے ساتھ سفارت میں حاکم بھی مقرر کرتا تھا۔

پھر سلطان افریقہ پر قابض ہو گیا تو اس نے خطیب محمد بن احمد کو قشتالہ کے بادشاہ ابن افونش کے پاس صلح کے قیام اور اس کے بیٹے عمر ابوتاشفین کو چھڑانے کے لئے سفیر بنا کر بھیجا چونکہ اسکا بیٹا عمر جنگ طریف میں قید کر لیا گیا تھا۔لیکن محمد بن احمد اس سفارت کے بہانے کی بجائے غائب ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد ابوتاشفین کے ہمراہ واپس آیا اور ان کے ساتھ نصرانی زعماء کا ایک گروہ بھی تھا۔اور یہ نصرانی اپنے حکمران کی طرف سے سفیر بن کر آئے تھے۔اور جب یہ لوگ قسطنطینہ پہنچے تو انہیں واقعہ قیروان کی خبر ہوئی اور وہیں پر سلطان کا گورنر اور اس کے محافظین بھی موجود تھے پس اہل قسطنطینہ نے ان پر حملہ کر دیا اور جی بھر کر انھیں لوٹا اور فضل بن سلطان ابویحییٰ کے نام کا خطبہ دیا اور موحدین کی دعوت کو قائم کیا۔نیز اہل قسطنطینہ فضل کو بلایا یوں اس علاقے پر قبضہ مکمل ہوا۔

محمد بن خطیب نئے روپ میں:......ان حالات کے پیش نظر محمد بن احمد بن مرزوق اپنے کچھ ہمراہیوں کے ساتھ مغرب واپس آ گیا نیز ان لوگوں کے ساتھ کچھ عاملین اور سفیر حضرات بھی تھے۔پھر سلطان ابوعفان کے پاس فاس میں اس کی ماں کے ساتھ گیا جو کہ سلطان ابوالحسن کی چہیتی لونڈی تھی یہ لونڈی اس کی طرف سفر کر کے آ رہی تھی پس اسے قسطنطنیہ میں خبر مل گئی یوں میں بھی گھبراہٹ نے گھر کر لیا۔پس ابوعفان نے حکومت پر قبضہ کر لیا نیز جب فاس پہ بھی قبضہ ہو گیا تو وہ لونڈی ابوعفان کے پاس واپس آ گئی۔چنانچہ محمد بن احمد مرزوق بھی ان کے ساتھ تھا پھر اس نے مدمان جانا چاہا تو ابوعفان نے خوشی سے اسے مدمان بھجوا دیا۔

ابن مرزوق عباد میں:...... پھر ابن مرزوق عباد میں ان اسلاف کی جگہ پر اقامت پذیر ہو گیا اور اس زمانے میں ملمسان میں ابوسعید عثمان بن عبدالرحمن بن یحییٰ بن یغمراسن بن زیان کی حکومت تھی اسی کے تو پر ابن مرزوق کے قبیلے بنو عبدالواد نے تونس واقعہ قیروان کے بعد بیعت کر لی تھی اور ابن تافراکین قصبہ میں محصور تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

اور یہ لوگ تلمسان واپس لوٹ آیا اور انھوں نے وہاں ابوسعید عثمان بن جرار کو پایا جسے ابوعنان نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت اور فاس کی طرف روانگی کے وقت فاس کا عامل مقرر کیا تھا پھر اس کے بعد ابن جرار نے بغاوت کر دی اور اپنی خود مختاری کی طرف لوگوں کو بلانے لگا۔ اسی اثناء میں عثمان بن عبدالرحمن نے ابن جرار کی طرف جانے کا ارادہ کیا نیز عثمان کے ساتھ اس کا بھائی ابوثابت اور اس کی قوم بھی تھی پس انھوں نے ابن جرار سے تلمسان کو چھین لیا اور اسے قید کر لیا اور پھر اسے قید ہی کی حالت میں قتل کر دیا۔

تلمسان میں ابوسعید کی خود مختاری:...... ابوسعید تلمسان کی حکومت میں خود مختار ہو گیا۔ اور اس کا بھائی ابوثابت اس کی نیابت کرتا تھا اسی عرصہ میں سلطان ابوالحسن بیڑے پر سوار ہو کر سمندر کے راستے جا رہا تھا کہ راستے ہی میں غرق ہو گیا۔ اتفاقاً ابوالحسن بچ کر الجزائر چلا گیا۔ پھر الجزائر سے فوج جمع کر کے تلمسان پر چڑھائی کرنے کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ ابوسعید نے دیکھا کہ وہ اس تعلق کی وجہ سے جو ان دونوں کے درمیان ہے امن سے اس کی دھار کو روکے چنانچہ اس کام کے لئے اس نے خطیب بن مرزوق کو منتخب کیا پس ...ن نے اسے بلایا اور راز دار کے ساتھ اسے تمام حالات سے آگاہ کیا چنانچہ ابن مرزوق صحراء کے راستے سے گیا اور ابوثابت اور اس کی قوم کو بھی اطلاع مل گئی تو انھوں نے اسے ابوسعید پر تبدیلی کرنے کی کوشش کی اور اسے برا بھلا کہا مگر وہ نہ مانا۔ پھر انھوں نے صغیر بن عامر کو ابن مرزوق کے روکنے کے لئے بھیجا چنانچہ صغیر اسے لے آیا اور انھوں نے ابن مرزوق قید میں رکھ لیا پھر اسے سمندر پار کر کے اندلس بھجوا دیا۔

ابن مرزوق سلطان ابوالحجاج کے پاس:...... پھر ابن مرزوق غرناطہ میں سلطان ابوالحجاج کے پاس پہنچ گیا۔ جب جنگ طرین کے بعد سے میں سلطان ابوالحسن کی مجلس میں اس سے ملا اس وقت سے اس کا اس کے ساتھ تعلق تھا۔ تو ابوالحجاج نے اس معرفت کا پاس رکھا اور اپنی مجلس کے قریب کیا اور الحمراء کی جامع مسجد میں اسے خطیب مقرر کیا یہاں تک کہ ۷۵۴ھ میں ابن مرزوق کو سلطان ابوعنان نے اپنی وفات کے بعد اپنے پاس بلوا لیا۔

ابن مرزوق ابوعنان کے پاس:...... پس ابن مرزوق ابوعنان کے پاس آیا اور اس کے وسائل کے لئے اچھا خاصا بندوبست کیا اور اپنی مجلس کے اکابرین کے ساتھ اس کو بھی منسلک کر لیا۔ اور ابن مرزوق ابوعنان کے پاس اس کی علمی مجلس میں ''کتاب'' بھی پڑھا کرتا تھا اور اپنی مقرر باری پر اس کتاب کا درس بھی دیتا تھا۔

ابن مرزوق تونس میں:...... پھر سلطان ابوعنان نے ابن مرزوق کو اس سال تونس بھیج دیا جب اس نے تونس کو اپنی حکومت میں شامل کیا تھا۔ تاکہ سلطان ابویحییٰ کی بیٹی کے بارے میں سلطان ابوعنان کی طرف سے نکاح کا پیغام دے۔ لیکن پیغام نکاح اس لڑکی نے رد کر دیا پھر اس لڑکی کو تونس میں خوفزدہ کیا گیا اور سلطان ابوعنان کے پاس چغلی کی گئی کہ ابن مرزوق اس لڑکی کے مکان میں جھانکتا ہے۔ اس لئے سلطان ابن مرزوق سے ناراض ہو گیا۔

ہائے یہ قرابت دوری بن گئی:...... پھر جب سلطان مسطینہ سے واپس آیا تو اہل تونس ان تمام عاملوں اور محافظوں پر حملہ کر دیا جو تونس میں موجود تھے پھر انھوں نے ابومحمد بن تافراکین کو مہدیہ سے بلایا چنانچہ اس نے آتے ہی شہر پر قبضہ کر لیا اور لوگ بحری بیڑے پر سوار ہو کر تلمسان کی بندگاہ پہ جا اترے۔

ابن مرزوق کی گرفتاری:...... اسی اثناء میں سلطان نے ابن مرزوق کو قید کرنے کا حکم دیا اور اس کام پر یحییٰ بن شعیب جو کہ سلطان کے دربانوں کا سردار تھا مقرر کیا۔ چنانچہ یحییٰ بن شعیب ابن مرزوق سے تاسالت میں ملا اور وہیں اسے قید کر دیا۔ جب اسے سلطان کے پاس لایا تو سلطان نے ڈانٹ ڈپٹ کر کے اسے قید کر دیا۔

ابن مرزوق کی رہائی:...... پھر سلطان نے ابن مرزوق کو اپنی موت سے کچھ عرصہ پہلے رہا کر دیا پھر سلطان ابوعنان کی موت کے بعد حکومت

اضطراب کا شکار ہوگئی اور بنو مرین کے لوگوں نے بنو یعقوب بن عبدالحق کے ایک شریف الاصل کے تو پر بیعت کر لی۔ پھر انھوں نے جدید شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور وہیں پر اسکا بیٹا ابو سعید اور اسکا قریر حسن بن عمر موجود تھے۔ اور سلطان ابو سالم اندلس میں تھا جیسے اس کے بھائی سلطان ابو عنان نے اپنے والد کی وفات کے بعد اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا تھا اندلس سارے کا سارا اس کے قبضے میں تھا پس جب وہ فوت ہوگیا تو اب ابو سالم نئے سرے سے مغرب کی حکومت کے لئے مستعد ہوگیا لیکن ابن رضوان نے اسے منع کر دیا ابن رضوان ان دنوں ان کی حکومت کا منتظم تھا۔

اور ان سلطان، ابوالحجاج پر غالب تھا اور وہ دارالحرب سے اشبیلیہ چلا گیا اور بطرہ کے ہاں اترا جوان دنوں کا بادشاہ تھا پس اس نے ان کے لئے کشتیاں مہیا کیں اور اسے کنارے کی طرف بھیج دیا اور بلا عمارہ کے جبل صفیحہ میں اترا اور اس جبل کے باشندوں میں سے بنو سیر اور بنو میر نے اس کی دعوت کو تائج کیا پھر انھوں نے اسے مدد دی اور وہ اپنی حکومت پر قابض ہوگیا تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

حالات ساز گار ہو گئے:..... ابن مرزوق جب اندلس میں تھا تو وہ سلطان ابو عنان کے پاس آتا جاتا تھا نیز ابوالحجاج اس سے کام لیتا اور اپنے امور میں اس سے مذاکرات کرتا تھا۔ نیز کبھی کبھار اس سے خط و کتابت بھی کرتا تھا اور وہ جبل صفیحہ میں قیام پذیر تھا۔ نیز وہ اپنی قوم کے زعماء سے اس کی دعوت سے وابستہ رہنے کے بارے میں ساز باز بھی کرتا تھا۔ جب سلطان ابو سالم بادشاہ بنا تو اس نے اس کے تمام تعلقات کا لحاظ رکھا اور اسے لوگوں پر فضیلت دی۔ ابن محبت سے نوازا اور امور کی باگ ڈور اس کے ہاتھوں کے میں دے دی۔

قید پھر لوٹ آئی:..... ابن مرزوق کی شہرت چار سو ہوگئی لوگ جوق در جوق اس سے ملنے آتے۔ اور حکومت کے اشراف لوگ اس کے پاس جاتے لوگوں اس کی طرف متوجہ ہوگئے جسکی وجہ سے اہل حکومت کے دل کمزور پڑ گئے اور انھوں نے اس بارے میں سلطان پر ملامت کرنی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ عمر بن عبداللہ صیلہ شہر حملہ کر دیا اور لوگ سلطان سے الگ ہوگئے اور عمر بن عبداللہ نے ۷۶۲ھ میں سلطان کو قتل کر دیا اور اپنی کو قید خانے بھجوا دیا۔

آخر رہائی بھی مل گئی:..... چنانچہ عمر بن عبداللہ نے اس کے سلطان کو جیسے محمد بن ابو عبدالرحمان بن ابوالحسن نے مقرر کیا تھا اس کے خلاف اکسایا تو اس نے ابن مرزوق کو آزمائش میں ڈالا۔ چنانچہ اس نے اسے دوست بنالیا اور آخر کار اسے رہا کر دیا۔ چونکہ اس کی حکومت کے بہت سارے لوگوں نے اسکو قتل کرنے کا ارادہ ہوا تھا۔ پھر اس نے ان سے اسے بچایا تو وہ تونس چلا گیا اور سلطان ابو اسحاق کے پاس جا اترا اور اس کی حکمرانی پر ابو محمد بن تافراکین غالب تھا۔ تو اس نے اسے خوش آمدید کہا۔ چنانچہ انھوں نے ابن مرزوق کو تونس کی جامع موحدین کی خطابت سپرد کر دی اور وہ اقامت پذیر ہوگیا اور سلطان ابو اسحٰق ۷۷۰ھ میں فوت ہوگیا۔ اور اسکا بیٹا خالد حکمران بنا۔

سلطان ابوالعباس کی تونس پر چڑھائی:..... پھر سلطان ابوالعباس جو کہ سلطان ابو یحیٰی کا پوتا تھا نے اپنے ہیڈ کوارٹر قسنطینہ سے تونس پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا اور پھر ۷۷۲ھ میں خالد کو قتل کر دیا۔

خطاب چل کیسی:..... ابن مرزوق اس کی کج روی سے پریشان رہتا تھا۔ حالانکہ وہ اپنے چچازاد محمد جو کہ بجایہ کا حکمران تھا کے پاس رہتا تھا اور سلطان ابو سالم کے ہاں اسے اس پر ترجیح دیتا تھا۔ پس سلطان ابوالعباس نے اسے تونس میں خطبہ دینے سے معزول کر دیا جس سے وہ اور زیادہ غمگین ہوگیا اور مشرق کی طرف کا ارادہ کر دیا۔ سلطان نے اسے اسی مال پر چھوڑ دیا اور وہ کشتی پر سوار ہوکر اسکندریہ آ گیا۔ پھر وہاں سے قاہرہ چلا گیا۔

ابن مرزوق علمی کاموں کا ناظم بن گیا:..... پھر قاہرہ میں سلطان اشرف کی مجلس میں حاضر ہوا تو اس نے ابن مرزوق کو علمی کاموں کا ناظم منتخب کر دیا اس طرح سے اس کے لئے معاشی وسائل بھی مہیا ہوگئے ابن مرزوق نے اپنے گھر کے استاذ محمد کا سلطان کے ساتھ تعلق کروایا تھا جس سے وہ اپنی آمد کے آغاز میں ملا تھا۔ اور وہ اس کی آنکھ کو بھا گیا تھا۔ پھر اس کے مددگاروں کو اس نے اچھا سمجھا پس اس نے اس کے لئے کوشش کی اور اس کی کوشش کامیاب بھی رہی۔ پھر وہ ہمیشہ قاہرہ میں اعلیٰ عہدوں پر مالکی قضاء کا نمائندہ بن کر تدریس کے کاموں سے وابستہ رہا یہاں

ابن مرزوق کی وفات:..... ابن مرزوق قاہرہ ہی میں رہا پھر ۷۸۱ھ میں وفات پائی ہی رے مشائخ نے اور ساتھیوں نے اسی طرح بیان کیا ہے اور یہ حضرات سلطان ابوالحسن کے پاس رہتے تھے نیز کتاب کا موضوع طوالت نہیں ہے اس لئے ہم اسی پر اکتفا کر کے اصل موضوع یعنی مؤلف کے

حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

تونس میں علامت پر تقرری پھر مغرب کی طرف سفر اور سلطان ابوعنان کی کتابت پر تقرری

جب سے میں پروان چڑھا اور جوانی کے منازل طے کرنے شروع کیے ہیں تو ہمیشہ سے ہی میں حصول علم فضائل کے حاصل کرنے اور علمی حلقوں میں آنے جانے میں پورے انہماک کے ساتھ مشغول رہا ہوں یہاں تک کہ طاعون جارف آ گئی اور تقیان صدور اور تمام مشائخ فوت ہو گئے اور میرے والدین مرحومین بھی وفات پا گئے اور میں اپنے شیخ ابوعبداللہ عابلی کی مجلس سے وابستہ ہو گیا۔

اور تین سال تک علوم کے سننے اور سنانے میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوعنان نے اسے اپنے پاس بلایا تو وہ اس کے پاس چلا گیا اور مجھے محمد تافراکین نے تونس کی حکومت میں سلطان ابواسحٰق کی کتابت علامت کے لئے بلایا اور اس وقت قسنطینہ سے امیر ابوزید جو کہ سلطان ابویحییٰ کا پوتا تھا نے سلطان ابواستعمال کی چھاؤنیوں میں حملہ کر دیا تھا۔

اور ان کے ساتھ عرب کے قبائل کی اولاد بھی تھی پس تافراکین اور اس سلطان ابواسحاق عربوں کی اولاد ابولیل کے ساتھ نکلا اور فوج کو عطیات دیے اور اس کے لئے مراتب اور وظائف جاری کئے۔ نیز صاحب علامت ابوعبداللہ بن عمر نے عطیات کی زیادتی کا مطالبہ کیا سلطان نے اسے معزول کر دیا۔ لے کر دے دی۔ پس میں نے سلطان کی ضفا سے علامت کے لکھی شروع کر دی۔

علامت پر تحریر:..... علامت میں بسملہ کے درمیان موٹے قلم سے الحمدللہ والشکر للہ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے اور اس کے بعد حسب عادت حساب یا فرمان ہوتا تھا۔

اور میں ۷۵۳ھ کے آغاز میں ان کے ساتھ نکلا اور میں ان سے الگ ہونے کی خواہش رکھتا تھا۔ چونکہ مجھے اپنے مشائخ کے فوت ہو جانے اور حصول علم کرنے میں رکاوٹ ہو جانے کے باعث گھبراہٹ ہو گئی تھی۔

بنومرین کی مغرب کو واپسی:..... پس میں بنومرین مغرب میں اپنے مراکز کی طرف واپس آ گئے اور افریقہ سے ان کا بہاؤ رک گیا اور ان کے ساتھ اکثر فضلاء اور مشائخ تھے میں نے ان کے پاس جانے کا عزم کر لیا لیکن مجھے اس ارادے سے محمدؒ نے مجھے روکا اور جب مجھے اس کام کی طرف دعوت دی گئی میں نے اسے قبول کرنے میں جلدی کی چونکہ مغرب جانے سے میری غرض پوری ہوتی تھی ایسے ہی ہوا۔

ہمارے مقدر میں شکست تھی:..... جب ہم تونس سے نکلے اور بلاد ہوار فروکش ہوئے تو فوجیں ریاں دوسرے کی ضفا مرھاجنہ کی جستجو میں آگے بڑھیں لیکن ہماری صف کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور میں نے ابیہ کی طرف بھاگ کر اپنی جان بچائی اور وہاں شیخ عبدالرحمٰن شناتی کے ہاں اقامت اختیار کی شیخ عبدالرحمٰن کا شمار مرابطین کی روسا میں ہوتا تھا پھر میں وہاں سے تلسہ چلا گیا اور وہاں محمد میں عبدون کے پاس اترا اور وہاں کئی دن تک قیام کیا یہاں تک کہ مغرب کے ایک دوست نے میرے لئے سامان سفر تیار کیا۔

قفصہ کی طرف سفر:..... پھر میں قفصہ کی طرف روانہ ہو گیا اور وہاں کئی روز تک قیام کیا یہاں تک کہ قفصہ محمد بن رئیس میصور مونی اور اس کا بھائی الزاب کا حاکم یوسف ہمارے پاس آئے قفصہ محمد تونس میں تھا۔ جب امیر ابوزید نے محاصرہ کیا تو یہ اس کی طرف نکل آیا تھا پھر انہیں یہ خبر پہنچی تو عنان نے تقریبا پر غلبہ پالیا ہے اور تلمسان پر حملہ کر کے وہاں کے سلطان عثمانی بن عبدالرحمٰن اور اس کے بھائی ابوثابت کو قتل کر دیا اور بڑھتے ہوئے مدینہ تک پہنچ گیا اور بجایہ کو سلطان ابویحییٰ کے پوتے امیر ابوعبداللہ کے ہاتھوں سے چھین لیا اور جب وہ اس شہر کے قریب آیا تو اس نے اس سے خط و کتابت کی اور پھر یہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔

بسکرہ کی طرف سفر:..... ابوعنان نے عمر بن علی کو بجایا کا حکمران مقرر کیا۔ جب یہ بات تمام ہو گئی تو امیر عبدالرحمٰن نے اپنی جگہ سے تونس کے محاصرہ کے لئے پیش قدمی کی چنانچہ امیر عبدالرحمٰن قفصہ کے مقام سے گذرا تو محمد بن مزنی الزاب جاتے ہوئے ہمارے پاس آیا اور میں نے اس کی رفاقت

میں بسکرہ کا سفر کیا اور وہاں اس کے بھائی کے پاس گیا اور محمد بن یزل اپنے بھائی کی ماتحتی میں الزاب کی کسی بستی میں اترا یہاں تک کہ جاڑے کا موسم ختم ہو گیا۔

بسکرہ سے تلمسان کی طرف: ......اور جب ابوعنان نے بجایہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں کا حاکم عمر بن علی بن وزیر کو مقرر کیا۔ تو اسی اثنا میں امیر ابوعبداللہ کا خدام فارح پہنچ گیا تا کہ امیر ابوعبداللہ کے اہل وعیال کو منتقل کرے اور تہاجہ کے ایک بے وقوف نے عمر بن علی کے قتل کے بارے میں سازش کی چنانچہ اس نے اس کے نشست گاہ میں قتل کر دیا اور شہر پر قبضہ کر کے امیر ابوزید کو قسطنطینہ سے بلایا اور شہر کے عوام سلطان کی سطوت کے خوف سے چلنے پھرنے لگے پھر انھوں نے فارح پر حملہ کر کے اسے بھی قتل کر دیا۔ اور پہلے کی طرح سلطان کی حکومت کی طرف لوگوں کو بلانے لگے پھر انھوں نے تونس کے سلطان کے عامل لیحیا تن بن عمر بن عبدالھر من کو بھیجا پس انھوں نے اسے اپنا قائد بنالیا اسی وقت اس کا حاجب محمد بن ابوعمر وکو نکالا اور فوج نے اسے گھیر لیا اور اس کے ساتھ حکومت کے سرکردہ لوگ بھی چلے گئے اور میں سلطان ابوعنان کے پاس تلمسان جانے کے لئے بسکرہ سے کوچ کر گیا۔ اور اس عمر سے بطحا میں ملاقات ہوئی اس نے میری اس قدر عزت کی کہ جس کا میں گمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر سلطان میں مجھے اس کے ساتھ بجایہ بھیجا۔ اس وقت میں جوان تھا اور میری مسیں بھی ابھی نہیں بھیگی تھیں۔ پھر میں وفود کے ساتھ واپس لوٹ آیا اور ابن ابی عمرو بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور میں نے اسی کے پاس قیام کیا یہاں تک کہ موسم سرما ختم ہو گیا۔

مؤلف کتاب سلطان ابوعنان کی مجلس میں: ......اور سلطان ابوعنان فاس کی طرف واپس لوٹ آیا اور لوگوں کو اپنی مجلس کے حلقہ احباب کے لئے جمع کرنا شروع کیا۔ اسی اثناء میں اس کی مجلس میں تذکرہ بھی ہوا اور سلطان اس مجلس میں علمی مذکرات کے لئے طلباء کا انتخاب کر رہا تھا۔ پس میرے بارے میں لوگوں نے اس کی مجلس میں اطلاع کی اور میری صفات بیان کیں تو سلطان ابوعنان نے اپنے حاجب کو حکم دیا کہ وہ مجھے بلوالے چنانچہ میں سلطان کے پاس ۷۵۵ھ میں پہنچ گیا۔ اور مجھے جاتے ہی علمی مجلس کیساتھ منسلک کر دیا۔ اور مجھے اپنے ساتھ نمازوں میں حاضر ہونے کی پابندی کا حکم دیا۔

منصب بے کتابت اور چہرانداز ی: ......پھر مجھے سلطان نے کتابت اور مہر لگانے کا کام سونپ دیا حالانکہ میں اس منصب کو ناپسند کرتا تھا۔ چونکہ اس منصب پر میں نے اپنے اسلاف کو باخیریت نہیں پایا۔ تاہم اس منصب پر رہتے ہوئے بھی میں نے غور وفکر، قرات اور مشائخ کی مجلسوں سے علمی افادہ واستفادہ خوب کیا۔

ابوعبداللہ محمد بن احمد: ......ان علماء میں سے جو ابوعنان کی مجلس میں رہا کرتے تھے ایک ہمارے ساتھی امام عالم معقول ومنقول کے شہسوار اصول وفروع کے ماہر ابوعبداللہ محمد بن احمد شریف حلیلنی بھی ہیں اور علوی کی نسبت سے پہنچانے جاتے تھے اور علوتلمسان کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے وہاں اس کے گھرانے والے اس نسبت سے اپنے آپ کو منسوب کرنے میں پیش رفت کرتے تھے اور بعض فاجر قسم کے لوگ امام ابوعبداللہ کو اس نسبت سے عامہ بھی دلاتے تھے۔ چونکہ جولوگ دینداری کا اعتبار نہیں کرتے وہ نسبی معرفت سے بھی محروم ہوتے ہیں نیز امن پسند لوگ نسبی فخر کو لغو سمجھتے ہیں اور اس کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے۔

ابوعبداللہ کی جائے پرورش: ......امام ابوعبداللہ تلمسان میں پروان چڑھے اور وہاں ہی کے مشائخ سے علوم حاصل کیے۔ اور امام کی اولاد کے ساتھ مختص رہے اور انہی سے علم فقہ حاصل کیا۔ نیز اصول وکلام میں بھی انہی سے استفادہ کیا اور پھر آپ کی ابوعبداللہ کی مجلس کے ساتھ لازم ہو گیا۔ چنانچہ امام آپکی کے علوم ومصارف میں کمال حاصل کیا اور خوب گہرائی تک پہنچے۔ الغرض ہمارے شیخ آبلی کی ملاقات سے اس کے لئے علوم کے چشمے پھوٹ پڑے۔

تونس کی طرف رخت سفر: ......جب امام ابوعبداللہ ۷۴۰ھ میں حصول مذاہب کے لئے تیونس چلے گئے۔ اور وہاں پر ہمارے شیخ قاضی ابوعبداللہ بن عبدالسلام سے ملاقات کی اور اس کی مجلس میں رہ کر خوب استفادہ کیا اور شیخ عبدالسلام اس کے علمی مرتبے کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور ابن

عبدالسلام نے اسے اپنا ہمراز بھی بنالیا تھا۔ اسے باقی امراد پر ترجیح دیتے یہاں تک کہ مجلس کے افراد اس پر یہ گمان کرنے لگے کہ شیخ ابن عبدالسلام نے اپنے گھر میں خلوت کا ہمنشیں بنالیا نیز شیخ ابن عبدالسلام اسے ابن سینا کی کتاب ''کتاب الاشارات'' سے تصوف کی قائم شدہ فصل پڑھ کے سنایا کرتا تھا اس سے قبل امام ابوعبداللہ اس کتاب پر ہمارے شیخ آبلی سے دستر میں حاصل کر چکا تھا۔

تلمسان میں درس وتدریس:..... امام ابوعبداللہ نے ابن عبدالسلام کو ابن سینا کی کتاب ''کتاب الشفاء'' ابن رشد کی ملخصہ کتابیں حساب، ہیت، فرائض، فقہ، عربیت اور دوسرے بہت ہمارے مشرعی علوم سنائے۔

امام ابوعبداللہ کو کتب خلافیات میں یدطولیٰ حاصل تھا۔ پس ابن عبدالسلام نے اسے تمام علوم سمجھائے۔ اور اس کے حق کو حق سمجھا۔ امام ابوعبداللہ یہاں سے فارغ ہوکر تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ اور علم کی تدریس اور انہاک میں مشغول ہوگیا۔ پس اس نے مغرب کو علوم اور شاگردوں سے بھر دیا۔ پھر اس کے بعد مغرب میں پریشانی کی لہر دوڑ آتی۔

امام ابوعبداللہ سلطان ابوعنان کی مجلس میں:..... اسی عرصہ میں سلطان ابوالحسن وفات پا گیا۔ اور حکومت پر اس کے بیٹے ابوعنان نے قبضہ کرلیا حکومت سنبھالتے ہی اس نے تلمسان کو مغلوب کرلیا۔ سلطان ابوعنان نے ۷۵۳ھ میں امام شریف ابوعبداللہ کو اپنی مجلس علمی کے لئے مخصوص کرلیا اور اس کے ساتھ دیگر مشائخ بھی شامل تھے۔ پھر سلطان امام ابوعبداللہ کو فاس لے گیا۔ دوران سفر ابوعبداللہ سفر کی تھکاوٹ سے کافی زوچ ہوگیا۔ اور اس کے متعلق للکان سے بار بار شکوہ بھی کرتا۔ اسی اثناء میں امام ابوعبداللہ کو یہ اطلاع ملی کہ تلمسان کے سلطان عثمان بن عبدالرحمان نے اسے اپنے بیٹے کا وصی بنایا ہے، تلمسان کے ایک سردار کے پاس اس کے لئے مال بھی امانت رکھا ہے۔

پھول سہنے والوں کو کانٹے بھی دیکھنے پڑتے ہیں:..... سلطان ابوعنان نے اس کی بجائے خود امانت پر قبضہ کرلیا اور امام ابوعبداللہ پر اس وجہ سے بڑا ناراض ہوا۔ اسے برطرف کر کے کئی ماہ قید میں ڈال دیا۔ پھر ۷۵۶ھ کے آغاز میں اسے رہا کر کے دور بھیج دیا۔ پھر اسے اپنے منصب پر بحال کرنے کے لئے دوبارہ واپس بلالیا۔ امام ابوعبداللہ ۷۵۹ھ میں سلطان ابوعنان کی وفات تک اسی منصب پر فائز رہا۔

امام ابوعبداللہ کی وفات:..... اسی عرصہ میں ابوحمو بن یوسف بن عبدالرحمان نے تلمسان کو بنومرین کے قبضہ سے چھین لیا۔ اور امام ابوعبداللہ کو ابوحمو نے اپنے پاس بلالیا۔ چنانچہ فاس کے منتظم وزیر عمر بن عبداللہ تلمسان بھیج دیا۔ ادھر ابوحمو نے اس ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور اپنی بیٹی سے اس کی شادی بھی کرائی اور اس کے لئے ایک مدرسہ بھی تعمیر کرادیا جو کہ اس کے باپ اور چچا کے مدفن کے قریب تھا۔ امام ابوعبداللہ اس مدرسہ میں علوم پڑھانے میں مصروف ہوگیا۔ یہاں تک کہ ۷۷۱ھ میں امام ابوعبداللہ نے وفات پائی جو کہ ۷۱۰ھ میں پیدا ہوئے تھے

قاضی ابوقاسم محمد بن یحییٰ برجی:..... ان علماء میں سے ایک ہمارے ساتھی کاتب قاضی ابوقاسم محمد بن یحییٰ برجی بھی ہیں جو کہ اندلس کے شہر برجہ کے رہنے والے تھے سلطان ابوعنان کے کاتب تھے نیز اس کی حکومت کی انشاء پردازی اور رازداری کا منصب اس کے سپرد تھا۔ برجہ ہی میں پرورش پائی اور وہیں علم وتحصیل میں مگن رہے اور اندلس کے مشائخ سے فقہ قرأت اور سماع کیا۔ اس کے علاوہ ادب نظم ونثر میں بھی خوب مہارت پیدا کی۔

اعلیٰ صفات:..... علوم کے علاوہ اللہ نے ابوالقاسم کو دیگر خوبیوں سے بھی نوازا تھا۔ چنانچہ فطرتی سخاوت، حسن معاشرت، نرمی، کشادہ روئی اور نیکی کرنے میں اس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پھر ۷۴۰ھ کی دھائی میں بجایہ کی طرف کوچ کر گیا۔

ابوالقاسم حکومتی دنیا میں:..... علیہ میں اس وقت امیر ابوزکریا بن سلطان بن یحییٰ حکمران تھا پس اہل حکومت نے سلطان کی جانب سے ابوقاسم کو منتخب کرنے میں کوشش کی یہاں تک کہ ابوزکریا فوت ہوگیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمران بن گیا۔ تو ابوقاسم کے نام پر کتابت تھے پھر اسی عرصے میں سلطان ابویحییٰ فوت ہوگیا۔ اور سلطان ابوالحسن نے افریقہ کی طرف پیش قدمی شروع کردی اور بجایہ کو مغلوب کرلیا اور امیر محمد کو مع اہل وعیال تلمسان کی طرف منتقل کردیا۔ پس ابوالقاسم برجی تلمسان میں آگر اور وہاں ہی اقامت اختیار کی یہ ابوعنان کو پہنچی وہ اس وقت تلمسان کے امیر تھے اس نے اس سے ملاقات کی پھر اسی عرصے میں قیروان کی جنگ ہوئی۔

ابو القاسم برجی کتابت کے عہدہ پر:.....ابوعنان نے بغاوت کردی اور خود مختار بن گیا پس اس نے ابو القاسم کو اپنا کاتب مقرر کرلیا اور اپنے ساتھ مغرب لے گیا اور اسے کتابت کے عہدے تک ترقی نہ دی چونکہ ''کتابت کے عہدے پر محمد بن ابوعمر کو ترجیح دیتا تھا اس لئے کہ محمد کے باپ نے اسے قرآن مجید پڑھایا تھا اور اس کے گھر میں رہ کر اس کی قرنیت کی تھی اس لئے یہ کتابت کا عہدہ اس کے سپرد کردیا۔ البتہ اس کے بعد برجی ہی نے اس عہدے پر فائز ہونا تھا۔

ابو القاسمہ کی وفات:.....اسی عرصہ میں سلطان ابوعنان فوت ہوگیا اور مغرب کی حکومت پر اس کے بھائی ابو حاکم نے قبضہ کرلیا۔ اور ابن مرزوق نے اسی عرصہ میں اس کے خیالات کو اپنا کرلیا پس اس نے برجی کو کتابت سے ہٹا کر فوجوں کی قضا پر مقرر کردیا۔ اور وہ اپنی موت تک اسی عہدے پر قائم رہا ۸۰۷ھ میں وفات پائی اور مرحوم نے اسے بتایا تھا کہ اس کی پیدائش ۷۱۰ھ میں ہوئی تھی۔

شیخ معمر رحالہ ابوعبداللہ:.....ان علماء میں سے ایک ہمارے شیخ معمر رحالہ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرزاق بھی ہیں شیخ ابوعبداللہ جلالت تربیت اور علم کے اعتبار سے کامل شیخ تھے انھوں نے فاس میں پرورش پائی اور وہاں کے مشائخ سے علم حاصل کیا وہاں سے فارغ ہو کر تونس کی طرف سفر باندھا اور وہاں قاضی ابواسحاق بن عبدالرفیع اور قاضی ابوعبداللہ نفرادی سے ملاقات کی ان سے فقہ اور دیگر علوم حاصل کئے پھر مغرب میں آکر دیگر اکابر مشائخ کی مجلس کے ساتھ لازم رہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے انہیں فاس شہر کی قضا سپرد کردی پھر وہ اسی عہدے پر قائم رہے یہاں تک کہ سلطان ابو عنان واقعہ قیروان کے بعد تلمسان سے آن پہنچا اور قاضی ابوعبداللہ کو معزول کر کے فقیہی ابوعبداللہ مقری کو قاضی مقرر کردیا اور قاضی ابوعبداللہ فارغ اپنے گھر ہی بیٹھے رہے

ابوعبداللہ بن عبدالرزاق سلطان کی مجلس میں:.....جب سلطان نے مشائخ کو اپنی علمی مجلس میں جوڑا تو اس نے ہمارے شیخ ابوعبداللہ ابو الرزاق کو بلایا پس سلطان اس کے مدین پڑھا کرتا تھا اور اس سے مختلف روایات میں قرآن مجید پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ابوعبداللہ الرزاق فوت ہوگئے۔ میں نے سے ملاقات کی ان سے مذاکرے کئے علمی استفادہ کیا اور انہوں نے مجھے عام اجازت بھی دی۔

سلطان ابوعنان کی مصیبت کا بیان:.....۷۵۶ء کے آخر میں سلطان ابوعنان سے میری ملاقات ہوئی اس نے مجھے اپنے قریب اور کتابت کے عہدے پر مجھے معمور کیا اور مجھے اپنی مجلس میں متاثرہ کرنے اور مہر لگانے کے لئے مخصوص کیا یہاں تک کہ میرے بارے میں سلطان کے پاس چغلیاں کرنے لگے۔

کچھ باتیں کچھ حوادث:.....پھر سلطان ۷۵۷ء میں بیمار ہوگیا اسی دوران اسے میرے اور بجایا کے حاکم امیر محمد کے درمیان سازش ہونے کا پتہ چلا جیسے اس نے اپنی حکومت میں میرے اسلاف کے حکام کی وجہ سے مضبوط کیا اور اس قسم کی باتوں میں سلطان کو جو غیرت آسکتی تھی اس کے تحفظ کو نظر انداز کردیا۔ یہاں تک کہ بعض دشمنوں نے سلطان کے پاس چغلی کی کہ حاکم بجایہ اپنے شہر کو واپس لینے کے لئے افراو ہونا چاہتا ہے۔ اس وقت وہاں اس کا وزیر کبیر عبداللہ بن علی موجود تھا پس سلطان نے اسے گرفتار کرلیا۔

ہائے یہ سختیاں دشواریاں مجبوریاں:.....سلطان کے پاس جو چغلی کی گئی اس میں یہ بات بھی تھی کہ میں نے اس بارے میں سازش کی ہے پس اس نے گرفتار کرلیا۔ اور مجھے آزمائش میں ڈالا اور قید کردیا پھر امیر نے محمد کو رہا کردیا اور میں اس کی موت تک اس کی قید میں رہا۔ یہ واقعہ صفر ۷۵۸ء کا ہے میں نے اس کی وفات سے قبل کشیدہ میں اسے خطاب کیا۔

قصیدہ کا ترجمہ:.....راتوں کو میں کیوں کربرا مناؤں اور زمانے کی کس گردش پر غالب آؤں میرے لئے یہی علم کافی ہے کہ میں قرب کے باوجود دور ہوں اور میں اپنی موجودگی کے دعویٰ کے باوجود غیر حاضر ہوں اور میں حوادث کے حکم کے مطابق اترنے والا ہوں۔

وہ کبھی مجھ سے مصالحت کرتا اور کبھی جنگ کرتا۔

اور اس قصیدہ میں سے کچھ شوقیہ اشعار ابھی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

میں انہیں بھول گیا مگر ان کی جگہوں کے ذکر کو نہیں بھولا ہوں۔

جہاں گزرنے والی راتوں میں عجیب وغریب معاملات ہوئے تھے اور بادنسیم مجھے ان کی طرف لئے جاتی ہے۔ اور کھلنے والے بجلیاں مجھے سکون دلاتی ہیں۔

اور یہ ایک طویل قصیدہ ہے جو تقریباً ۲۰۰ اشعار پر مشتمل تھا۔ اسمیں سے اکثر حصہ مجھے یاد نہیں رہا۔

میری رہائی وہ خود ہی رہا ہو گیا:...... چنانچہ اس قصیدہ کا سلطان پر بڑا اچھا اثر ہوا اور وہ اس وقت تلمسان میں تھا پس اس نے خاص آنے کے وقت مجھے رہا کرنے کا وعدہ کیا۔ اور اس کی آور کی پانچویں رات اسے درد اٹھا اور وہ ۲۴ ذوالحجہ ۵۹ھ کے آخر میں جب کہ اس کی آور پر ۱۵ راتیں گزر چکی تھی فوت ہو گیا۔

اور حکومت کے منتظم وزیر حسن بن عمر نے قیدیوں کی جماعت کو رہائی دلانے میں جلدی کی اس جماعت میں میں بھی شامل تھا۔

آخر رہائی مل گئی:...... پس وزیر حسن بن عمر نے مجھے خلعت اور سواری عنایت کی اور مجھے دوبارہ سابقہ عہدے پر مقرر کیا اور میں نے اس سے واپس اپنے ملک جانے کی درخواست کی مگر اس نے قبول نہ کی اور مجھ پر کئی قسم کے احسانات کیے یہاں تک کہ اس کی امارت ڈانواڈول ہو گئی اور بنومرین نے اس کے خلاف بغاوت کر دی جس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

سلطان ابوسالم کی رازداری اور انشاء پردازی کے بارے میں کتابت:...... جب سلطان ابوسالم اپنی حکومت کی جستجو میں چلا اور بلادغمارہ میں جبل صفیحہ کے مقام پر اترا۔ اس وقت خطیب ابن مرزوق فاس میں تھا۔ اور پوشیدہ طور پر اس کی دعوت کی پرچاری ہو رہی تھی اور اس نے معاملہ کے بارے میں مجھ سے بھی ورد طلب کی چوں کہ میرے اور بنورین کے اشیاخ کے درمیان محبت و دوستی پائی جاتی تھی میں نے ان میں سے بہت سارے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا تو انہوں نے میری بات مان لی اور میں نے ان دونوں بنومرین کے منتظم منصور بن سلیمان بن منصور بن عبدالواحد بن یعقوب بن عبدالحق کی طرف سے کتابت کرتا تھا۔

کچھ نئی کوششیں:...... اور انہوں نے اسے اپنا بادشاہ مقرر کر دیا اور وزیر حسن بن عمر اور اس نے سلطان ابوسعید بن ابوعنان کا جدید شہر میں محاصرہ کر لیا پس اس بارے میں ابن مرزوق نے میرا قصد کیا اور اس نے مجھے سلطان ابوسالم کا خط پہنچا دیا جس میں مجھے اس امر کی ترغیب دی گئی تھی۔ اور اس میں خوش کن وعدے کئے گئے تھے اور اس نے مجھ پر اپنا دباؤ بھی ڈالا۔ پس میں اس کے ساتھ اٹھا اور بنومرین کے شیوخ اور امراء حکومت کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے آیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے میری بات مان لی اور ابن مرزوق نے حسن بن عمر کو سلطان ابوسالم کی فرمانبرداری کی دعوت دیتے ہوئے خط بھیجا اور وہ خود محاصرے سے تنگ آ چکا تھا تو اس نے مجھے جلدی سے جواب دیا اور اس نے اتفاق سے بنومرین کو دیکھ کر کہ منصور بن سلیمان سے الگ ہو کر جدید شہر میں داخل ہو رہے ہیں۔ جب ان کا معاہدہ مکمل ہو گیا تو میں ارباب حکومت کے سرکردہ لوگوں کی ایک پارٹی میں شامل ہو کر سلطان ابوسالم کے پاس گیا۔ اس جماعت میں محمد بن عثمان بن کاس بھی تھا جو اس کے بعد مغرب کی حکومت کے سلطان پر غالب ہو گیا تھا۔

انکشافات:...... اور سلطان کے پاس میرے متعلق اس کی چغلی کرنے کی وجہ سے اس کی روانگی باعث سعادت بن گئی پس جب میں صحیفہ میں سلطان کے پاس حکومت کی خبریں اور منصور بن سلیمان کی معزولی کی اطلاع لے کر آیا۔ میں نے آتے ہی اسے برانگیختہ کیا تو وہ کوچ کر گیا اسی دوران ہمیں منصور بن سلیمان کے نواحِ بادیس کی طرف بھاگ جانے، بنومرین کے جدید شہر میں داخل ہونے اور حسن بن عمر کے سلطان ابوسالم کی دعوت کے اظہار کرنے کی خبر ملی۔

نیابت بھی عجیب ہے:...... پھر ہمیں سلطان کے قبائل اور فوجیں اپنے جھنڈوں سمیت اور وزیر منصور بن سلیمان بن مسعود بن رحو بن ماسی قصر کبیر میں ملے اور سلطان اُسے عزت کے ساتھ ملا جیسا کہ وہ چاہتا تھا۔ تیسرا اس نے اُسے حسن بن یوسف بن علی بن محمد ورتاجینی کا نائب وزیر بنا دیا اور وہ اسے سبتہ میں ملا تھا۔ اور منصور نے اسے اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا تھا پس اس نے اسے اپنا وزیر بنا لیا اور اپنے امور میں اس سے کفایت لیتا۔

دارالخلافہ واپسی:......اور جب تصر میں اس کے پاس فوجیں اکٹھی ہوئیں تو وہ فاس کی طرف چلا گیا۔ اور حسن بن عمر اسے فاس کے باہر ملا تو اس نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر وہ اپنے دارالخلافہ کی طرف آ گیا۔

عہدوں پر تقرری:...... مجھے اس کے پاس آئے ہوئے پندرہ دن ہو چکے تھے اب ۱۵ شعبان ۷۶۰ھ میں بھی اس کے ہمراہ تھا چنانچہ سلطان نے میری سابقیت کا لحاظ رکھا اور اُور مجھے کتابت ترسیل اور اپنے خطابات لکھنے پر مقرر کیا۔ وہ اکثر خطابات میری طرف مرسل کا رام میں بھیجتا تھا تا کہ بات زیادہ تر راز میں رہے۔

شعر گوئی:...... پھر میں نے اپنے آپ کو شعر گوئی کی طرف لگا دیا چنانچہ مجھ پر اشعار کی بحور ٹوٹ پڑیں انہیں کوتاہی و کمی بھی ہے اور عمدگی بھی میں نے ۷۶۳ء میں میلاد نبوی کی شب جو کچھ کہا وہ درج ذیل میں ہے۔

اشعار کا ترجمہ:...... انھوں نے میری جدائی اور مجھے عذاب دینے کے بارے میں زیادتی کی ہے اور انھوں نے میری آنسوؤں اور اونے کو طویل کر دیا ہے اور میں غمگین اور انتہائی دلدادہ تیماردار کے لئے جدائی کے دن کو قیامت کے میدان کی طرح بیان کرتا ہو۔ سفر کرنے والون کا زمانہ کتنا ہی اچھا تھا حلانکہ میرا دل عشق کا قیدی ہو چکا اور دھڑ کتا رہتا ہے ان کی سواریاں جدا ہو گئیں اور میرے آفسوروا ں تھے۔ اور ان کے بعد میں نے آنکھوں کا پانی پیا اے وہ شخص ہو عتاں سے ان کو شوق کی پیاس کو بجھانے میں لگا ہوا ہے اللہ میں ملامت اور ڈانٹ ڈپٹ میں تجھ پر رحم کرے نیز عاشق ملامت کو شیریں خیال کرتا ہے اور میرے نزدیک بارش کا پانی بھی پینے کے قابل نہیں۔ اور اگر محبوب اور منزل کی اس کے ساتھ سرگرداں ہو گئے ہیں تو انھوں نے اس کی رواں آنسوؤں کے گھاٹ سے پہلی پانی پیا ہے اگر تاریکی شب ان کی سب بیداری میں حائل ہو تو وہ اپنے مچلتے ہوئے عشق سے تاریکی کے پردے کو پھاڑ دے اور ہر درے میں ایک آزاد ہے جس کے ورے خواہشات کا چھوڑ نا یا موت کا دن ہے۔ تو نے ان سواریوں کے سینوں کو ان جنگلوں کی طرف کیوں نہیں موڑا جہاں خوبصورت محبوبہ کے لئے آنکھیں اور دل بڑھے ہوئے تھے۔ پس تو نے یثرب کی اکناف سے جائے امن کا قصد کر لیا اور تو نے جس قباحت سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے تجھے کافی ہوگی۔ جہاں نبوت کے نشان جگمگاتے ہیں اور ہر مسافر ان آثار سے کچھ سیکھتا ہے یہ ایک عجیب بھید ہے جسے مٹی چھپ نہیں سکتی اور نہ ہی سراہی حجاب میں آنے والا ہے۔

مدح کے بعد کچھ اور اشعار:...... رسول کریم ﷺ کے معجزات کے شمار کرنے اور اور آپ کی طویل مدح کرنے کے بعد اس قصیدہ کے کچھ اشعار یہ ہیں۔

ترجمہ: اے بہترین پکارنے جانے والے اور بہترین جواب دینے والے میں نے اس اعتماد پر کہ مجھے جواب ملے گا آپ کو آواز دی ہے میں نے آپ کی مدح میں نے کوتائی کی ہے پس اگر وہ مدح اچھی ہے تو تیرے ذکر کی خوشبو کی وجہ سے اچھی ہے۔ طویل مدح کرنے والا کیا چاہتا ہے۔ یادتازہ نہ ہوتی تو نہ مجھے خوشی برانگیختہ کرتی اور نہ سوزش عشق کا عادی ہوتا۔ میں ان کھنڈرات کا دلدادہ ہوں جو ماہتاب کے طلوع کی جگہ پالتو ہرنی کی پناہ گاہ تھا۔ پرانہ ہونے کی حالت نے اس کی توھین کردی ہے اور اسے جھکانے کے لئے بار بار وہ ہاتھ چلے زمانہ کس قدر پر عصائب ہے۔ اس کی جگہیں بوسیدہ ہو گئی ہیں اور ان کے زمانے کو میری تعریف اور میرا حسن عشق کھینچے لئے آتا ہے اور جب دیار کسی سرگرداں عاشق کے درپے ہوتے ہیں۔ تو ان کی یاد سے جوانی کا ابتدائی دور جھوم اٹھتا ہے۔ ذرا صبر جمیل سے کام لے انھوں نے میرے لئے پٹے دل کو جھیل کر رکھ دیا ہے۔ حلانکہ میں نے انہیں فراموش نہیں کیا ہے آخر کار زمانہ اپنے حوادث کو روکے گا اور حاسدین دشمنوں کی آنکھ جھکا دے گا۔ اور زمانے سے جو کچھ بھی گھرنے حاصل کیا تھا اس کی وجہ سے وہ پر رونق تھا۔ اور وہ ہر چمکدار چیز سے اسے چمکدار کرتا ہے اے اونٹوں کے ہانکنے والے مسلسل دوڑنے اور شبہ کو چلنے سے صحرا ر غیر معلوم راستے پر ڈال دیتا ہے۔ اور ہر نازنین جو وقت آجانے اور ٹھکاوٹ چھونے سے مست ہوتا ہے کے کجاوے پر پڑتا ہے باد صبا اور باد جنوب کی لپٹیں اس کی چادر کے بڑے ہوئے دانوں کو جہاں وہ ملتے ہیں کھینچی ہیں۔ اگر عشق کی پیاس سے۔

جب کہ قرآن نے تیری مدح میں ہر اچھی چیز کو جمع کر دیا ہے کیا راتیں مجھے ملاقات تک پہنچادیں گی اور کامیابی رغبت کے ساتھ میرے قریب ہوتی جا رہی ہے۔ میں اپنی خطائں کو ان سے نجات حاصل کر کے مٹاؤں گا اور اپنے گناہوں کے بوجھوں کو گرادوں گا۔ ایسے جوانوں کے ساتھ جنھوں نے

خواہش کو چھوڑ دیا اور ہر اچھی اونٹنی کو کمزور کرنے کے عادی ہو گئے صحرا کی اونٹنیاں ان کی رات کے صحائف کو لپیٹتی ہیں تو دوگنی چال سے کیا چاہتا ہے اگر ہدی خوان خوش الحانی سے تیز اذکر کرے تو وہ استحقاق رکھنے والے اور خوش ہونے والوں کے سانسوں کو تیری طرف لوٹا دے۔ اور اگر طیبہ جانے والا قافلہ گائے تو وہ اس کی ملاقات کے لئے بوڑھی اونٹنی کی طرح اوئیں۔ وہ آباؤ اجداد سے بیابان کے ظلم کے اسی طرح وارث ہوئے جیسے بنو یعقوب خلافت کے وارث ہوئے ہیں۔ وہ شریر گھوڑوں پر سفر کرنے والے ہیں اور ہر حال میں اڑتا ہوا غبار آتا ہے۔ وہ ہمارے اون فروخت کرنے والوں کو اصیل، تیز رفتار اور کھیل کرنے والے گھوڑے دیتے ہیں۔ اور وہ دشمنوں کی مجلس میں بغیر غیب لگائے اپنے پڑوسی کی عزت تک حفاظت کرتے ہیں ان کی بازی سے خوف کھایا جاتا ہے۔ اور ان کے حلم سے امید رکھی جاتی ہے اور جس سے امید رکھی جائے اور جیسے ہی آواز لگائی جائے تو عزت کرنے اسکا سکوہ ہوتا ہے۔

سمندر پار جانے کے متعلق قصیدہ:...... مولف اپنے سمندر پار جانے اور اپنے ملک پر قابض ہونے کا ذکر کرتے ہوئے قصیدے میں کہتا ہے۔

> ترجمہ:۔ بنو طامی العباب کا سائل روانہ ہوا ہے۔ اور عزم کے چلنے والی ہوا سے چلائے جاتی ہے۔ اور نیزوں اور عزائم کے ستارے اس کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اور وہ خوف تاک رات کے حادثے سے روکتا ہے یہاں تک کہ اس کی کوشش سے تاریکی کے پردے ہٹ گئے اور ہدایت نے اپنے مغلوب فریق پر حملہ کر دیا۔

تجھے بلندیوں کی طرف کس قدر رغبت یا خوف ہے۔ اور ترغیب و ترہیب سے کس طرح کانٹے دور کرتا ہے۔ اور تو ہمیشہ بہترین حکومت سے شاد کام رہے۔ اور اس کی پسندیدہ افق سے ہدایت نمایاں ہوتی رہے۔

شاہ سوڈان کا ہدیہ:...... شاہ سوڈان کے ہدیے کے وصول ہونے پر جسمیں ایک عجیب وغریب جانور زرافہ بھی تھا میں نے اسے اپنے قصیدہ میں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

> ترجمہ:۔ سوق کے ہاتھ نے میرے چقماق سے آگ نکالنے کا ارادہ کیا اور میرے دل میں غم کی لہریں دوڑ گئیں۔ اور میں نے قریب کے اعتماد پر اپنا قبرہ پھینک دیا۔ تو وہ دوری میں تبدیل ہو گیا اور کتنے ہی وصل ہیں جنکا میں امیدوار تھا تو ان کیدلے میں مجھے دکھ و اعراض ملا جس عہد کو میں صبر کے وقت طلب کرتا ہوں عشق نے میرا وہ عہد ضائع کر دیا ہے۔ ملامت گر میرے پیچھے پڑ جاتا ہے تو میں اسے ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرتا اور کہتا ہوں کہ وہ بھٹک گیا ہے اور میں اپنی ہدایت کو پاتیں ہوں۔

سواریوں کو آرام دو کہ عشق میں ایک خبر ہے جو کم بالوں والے گھوڑوں کے دوڑانے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اور رامہ کی حوپلیوں سے سائنین نجد اور وہاں کے بارے میں خبر پوچھ کیا وجہ ہے کہ عشق کے بارے میں میرے اخلاق پر مجھے ملامت کی جاتی ہے حالانکہ وہ تعریف کے سوار کچھ نہیں سنتے اور ہدایت کے سوار گھر نہیں اور المستعین کے ذریعے ہدایت کے نشانات واضح ہو چکے ہیں اور وہ روشن رو سرداروں کا بیٹا ہے۔ جنکا کام غم کی بخششوں سے بلندیاں حاصل کرنا ہے۔

حاضری کے بارے میں تذکرہ:...... اور جب میں اس کے پاس گیا اور جو کچھ میں نے اس کے تذکرے کے متعلق کہا اس قصیدہ میں اکا بیان ہے۔

''ترجمہ'' مجھے اس پر بہت تعجب ہے کہ جب رات کے وقت اسکا ذکر ہوا تو منفرد بلند چوٹی پر تھا وہ ذکی القاب ہے جو تیز اور قاطع تلواروں اور تمام صاحب قوت سرداروں کو شکست دے دیتا ہے۔ تو نے میری تلاش میں عزم کا چقماق روشن کیا۔ اور میرا قصد کرنے سے تو نے بزرگی کا حق ادا کیا۔ اور تو پیاس کے باعث اس کے گھاٹوں پر آیا اور تو میری عزت اور بخشش سے سیراب ہوا وہ گھاٹ اس شخص کے لئے جو بزرگی کا طلبگار رہو جنت الماوٰی ہیں اور اگر میں اس کوثر کی ٹھنڈک کا پیاسا نہ ہوتا تو میں نے کہتا یہ ھنت الخلا ہے۔ میری قوم کو یہ بات کون پہنچائے گا جبکہ اس کے پیچھے جدائی کی پھسلن اور دوری کا ویرانہ ہے میں نے ان کی امید پر برا منایا ہے وہ حبشیوں کے وفد میں تیرے پاس آیا اور وہ تیرے سوا کسی کو وفد کی تکریم کرنے والا نہیں پاتے اور وہ تجھے بلندی اور پستی میں سواریوں کے ہاتھ کو کاٹ کر پہنچیں اور وہ ان کی امد میں تیرے حصے کو اتراک اور ہند پر فخر سمجھتے ہیں۔ اے مستعین تو منصور اور مہدی سے رتبے میں بڑا ہے تیرا رب اپنی مخلوق کی طرف سے تجھے

بہترین جزا دے پس وہ کیا ہی اچھا احسان کرنے والا ہے اور دنیا اور اس کے باشندوں کے لئے تو ہمیشہ عزت وسعادت میں رہے۔

مظالم کا سد باب:...... پھر اس کے آخر میں مجھے مظالم کے کام پر لگا دیا۔ پس میں نے انہیں جہاں تک ہو سکا نبھایا۔ اور میں نے بہت سارے مظالم کا صفایا کر دیا۔ جس کے ثواب کی مجھے امید ہے۔ نیز ابن مرزوق ہمیشہ ہی میرے اور میرے جیسے ارباب حکومت کی غیرت اور حسد سے اس کے پاس چغلی کرتا رہا یہاں تک کہ اس کی وجہ سے سلطان کا معاملہ بگڑ گیا۔ اور وزیر عمر بن عبداللہ نے دار الخلافہ پر حملہ کر دیا پس لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور لوگوں نے سلطان کی بیعت سے دستبرداری کر دی۔ اور اسی میں اس کی وفات ہو گئی جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔

وزیر عمر کے دور میں:...... اور جب وزیر عمر نے حکومت سنبھالی تو اس نے مجھے بدستور اپنے عہدے پر بحال رکھا۔ نیز میری جاگیر اور وظیفے میں اضافہ بھی کیا۔ اور میں جوانی کے زور میں جس کام پر لگا ہوا تھا آگے بڑھتا گیا۔ اور اس نے اس محبت کی وجہ سے جو سلطان ابو عنان کے زمانے سے تھی اس وجہ سے اس نے مجھے پر مزید بھروسہ کیا۔

کچھ درد سری:...... میرے اور بجایہ کے حاکم امیر عبداللہ کے درمیان دوستی پختہ ہو گئی پس وہ ہمارے چولھے کا تیسرا پایا اور ہی خوشیاں دوبالا کرنے والا تھا۔ پس سلطان کی شدت غیرت میں اضافہ ہو گیا جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے ان امور کے پیش نظر اس نے ہمارے اوپر حملہ کر دیا نیز اس نے عمر بن عبداللہ کو اس وجہ سے بجایہ کی سرحد میں اس کے باپ کا ایک مقام اسے چھوڑ دیا۔

رکاوٹیں:...... پھر اس نے میری ترقی کی راہوں میں رکاوٹ پیدا کی تھی اور میں نے اس کی سلطنت کے ایام میں اس پر جو بھروسہ کیا تھا اس نے مجھے اس کے چھوڑ دینے پر آمادہ کیا۔ اور سلطان سے ناراضگی کی وجہ سے سلطان کے گھر میں نہیں جاتا تھا پس اس نے بھی تیوری چڑھا لی۔ نیز اس نے مجھ سے کچھ اعراض کیا۔

اپنے وطن کو:...... ان حالات میں میں نے اپنے ملک افریقہ جانا چاہا اور بنو عبدالودود نے تلمسان مغرب وسطی میں اپنی حکومت واپس لے لی۔ پس عبدالواد نے مجھے اس پیش رفت سے روک دیا اور مجھے بھی خوف ہوا کہ کہیں حاکم تلمسان میری وجہ سے حسد میں نہ آ جائے اور میں اس کے وہاں مقیم رہوں۔ نیز اس نے مجھے اس بات سے روکنے میں اصرار کیا اور میں نے سفر کے سوا کسی دوسری بات کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اور میں نے اس سلسلے میں اس کے نائب اور رشتہ دار مسعود بن رحو بن ماسی کو بھی گھسیٹا اور عید الفطر کے دن ۷۶۳ھ میں اس کے پاس گیا اور یہ اشعار سنائے۔

اشعار کا ترجمہ:...... تمہیں روزے کی مبارک ہو اور اس کے سوا کچھ مقبول نہ ہو۔ عید کی خوشخبری ہو تمہیں تو سخاوت کرنے والا ہے تو نے ہمیں عزت کے ساتھ مبارک بادی دی۔ اور مسلسل اس قسم کے سال اور موسم آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ زمانے کو سیراب رکھے جسکی آنکھ کی تیلی تو ہے۔

اور تیری حفاظت میں موسم بہار کو قحط نہ چھوٹے اور رواتوں کے درمیان تیرا زمانہ عید کا زمانہ ہے۔ جو روشن ہے اور تیرا پہلو جود نیا کی امیدگاہ ہے وہ سخاوت کے لئے کمربستہ ہے اور عالم وجاہل اس کے گرد گھومتے ہیں۔ قریب ہے کہ زمانہ مجھے دینے سے انکار کر دے پس تیرے سوا خواہشات کا دیکھنا محال ہے، مجھے اپنے پاس پناہ دے کیوں کہ زمانہ مجھ سے مصالحت کرنے والا نہیں۔ جب تک تیری پناہ میں میری آرام گاہ نہ ہو اور میں جو امید کرتا تھا تو نے مجھے وہ بھلائی دے دی ہے اور تیرے جیسا آدمی امیدوار کو دیا کرتا ہے نیز بخدا میں نے دشمنی سے گردان کی ہے اور نہ ہی تنگی سے۔ میں اس گھر سے بے رغبت ہو کر نہیں جا رہا ہوں۔ چونکہ اس گھر کا لوگوں پر گھنا سایہ ہے۔ لیکن قوم میں ہمارے کچھ محبوب ہم سے دور ہے جن کا غم اور مصیبت اور جدائی طویل ہے، انہیں ہمیشہ غم برانگیختہ کرتا ہے۔ نیز جس مصیبت سے میں دوچار ہوا ہوں وہ ان پر گراں گزرتی ہے۔ نیز ملکوں میں میری مسافری لمبی ہو گئی ہے اور زمین میں مجھ سے میرے بیٹوں کو اوجھل کر دیا ہے۔ گویا مجھے اچک گیا ہے، یا پھر میری سواریوں کو ہلاکتوں نے تباہ کر دیا ہے۔ اے دستوں کے کام آنے والے!

میں نے تجھے یاد کیا چنانچہ میرے دل سے چیخیں نکل پڑیں۔ اے میرے احباب میرے اور تمھارے درمیان ایک اچھا عہد ہے نیز کریم آدمی کا عہد نہیں ٹلتا اور جب صابر آدمی کو میرے آنسو راضی نہیں کر سکے تو وہ مجھے صابر آدمی کی ملاقات کے قریب نہ کرے اس جگہ جب تک میرا قیام رہے گا

جہاں بلندیاں میری مراد کو نہیں پاتیں اور نہ نرم اخلاق کو۔

اب میں اپنے غم سے علیل ہوگیا ہوں نیز آہوں اور پیاس سے اپنی جان دے رہا ہوں۔ اگر چہ میں اب مسافرانہ وطن میں ہوں اور راتیں میرے سکون کو بدلتی رہتی ہیں اور زمانے مجھے ایک اچھے گھر سے روک دیا ہے تو نے اس سے عہد کیا ہے کہ مسافر پر ظلم نہ ہوگا اور میں جانتا ہوں کہ اب نیکی کا زمانہ آ گیا۔ برابر ہے مددگار خواہ کمزور ہو لایا طاقتور۔

اجازت سفر:..... پس وزیر مسعود نے اس معاملہ میں میری مدد کی اور اس نے مجھے اس شرط پر اجازت دے دی کہ میں تلمسان کے سوا کسی اور راستے سے چلا جاؤں پس میں نے منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے اندلس کے راستے کو اختیار کیا۔ اور میں نے اپنے بیٹوں اور اپنی اہلیہ کو اپنے سسرال جو کہ قسطنطنیہ کے قائد محمد بن حکم کے خاندان میں سے تھے ان کے پاس ۷۶۴ھ کے آغاز میں بھیج دیا۔ اور خود میں نے اندلس کا راستہ اختیار کر لیا۔ اس وقت اندلس کا سلطان ابو عبداللہ مخلوع تھا۔ تعلقداری جب وہ فاس میں سلطان ابو سالم کے پاس گیا اور اس کے ہاں ٹھہرا تو مجھے وزیر ابو عبداللہ بن خطیب کی طرف سے اس کے ساتھ تعلق خدمت حاصل ہوگیا۔ کیوں کہ میری اس کے ساتھ گہری دوستی تھی۔ پس میں اس کی خدمت کرتا تھا اور حکومت میں اس کی ضروریات کو پورا کرتا تھا۔

میری کوشش:..... اور جب وہ طاغیہ کے بلانے پر اپنے ملک کو واپس لینے کے لئے گیا تو اس وقت طاغیہ اور اس کے قرابتدار رئیس کے درمیان (جس نے اس پر اندلس میں ظلم کیا تھا) تعلقات خراب ہوگئے۔ اس نے فاس جو اپنے اہل وعیال چھوڑے میں نے ان کی ضروریات پورا کرنے کی خوب کوشش کی۔

چنانچہ ملک پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی اس کے طاغیہ کے ساتھ تعلقات خراب ہوگئے، چونکہ اس نے اپنی لگائی گئی شرط سے رجوع کر لیا تھا۔ (شرط عائد کی تھی کہ وہ مسلمانوں کے قلعوں سے الگ رہے گا) پس وہ اسے چھوڑ کر بلاد مسلمین کی طرف استجہ میں آ گیا۔ نیز اس نے عمر بن عبداللہ کو خط لکھا کہ وہ غربی اندلس کے شہروں میں سے اس شہر کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جو مغرب کے جہاد میں ان کے لئے پیش خیمہ تھا۔ اس نے مجھ سے بھی اس بارے میں گفتگو کی۔ نیز میں عمر کے ہاں اس کا بہترین وسیلہ تھا۔ یہاں تک کہ اس کا مقصد پورا ہوگیا اور رندہ اور اس کے مضافات سے اس کی خاطر دست کش ہوگیا۔ پس وہاں اترا اور اس نے ان پر قبضہ کر لیا اور وہ اس کے دار ہجرت اور فتح کی رکاب تھا۔ نیز اس نے ان میں سے اندلس پر ۷۶۳ھ کے وسط میں قبضہ کیا اور اس کے بعد میں عمر سے کچھ وحشت محسوس کرنے لگا۔ جیسا کہ تفصیلاً بیان کیا جا چکا ہے۔

ایک تمہید:..... نیز میں اپنے سابقہ احسانات پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی طرف کوچ کر گیا اس نے مجھے اچھا بدلا دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

اندلس کا سفر

اہل وعیال:..... جب میں نے اندلس کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے اہل وعیال کو ان کے ماموں کے پاس قسطنطنیہ میں بھیج دیا اور ان کے متعلق میں نے سلطان ابو العباس (سلطان یحییٰ کا پوتا) کو خط لکھا کہ میں اندلس سے گزروں گا اور وہاں سے میں تمھارے پاس آؤں گا۔

سبتہ میں:..... چنانچہ میں سبتہ کی بندرگاہ کی طرف گیا اس زمانے میں وہاں کا حکمران ابو العباس احمد بن شریف حسنی تھا جو تمام اہل مغرب کے نزدیک بلاشک واضح نسب والا تھا۔ اس کے اسلاف سسلی سے سبتہ منتقل ہوئے تھے۔ وہاں پر سب سے پہلے بنو الغرنی نے ان کی عزت کی، اور ان سے رشتہ داری قائم کی۔ اس طرح سے شہر میں ان کی شہرت بڑھ گئی۔ پھر حالات نے پلٹا کھایا تو وہ لوگ ان سے بگڑ گئے چنانچہ یحییٰ الغرنی نے ان سب کو جزیرہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ آبنائے جبل الفتح (جبل الطارق) میں نصاریٰ کی سواریوں نے ان کا راستہ روکا اور انہیں قیدی بنا لیا۔

چنانچہ سلطان ابو سعید ان کی نسبی شرافت کی وجہ سے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے ان کے بارے میں نصاریٰ کو پیغام بھی بھیجا۔ چنانچہ نصاریٰ نے تین ہزار دینار فدیہ دیا چنانچہ وہ سبتہ کی طرف واپس آ گئے۔ اس طرح بنو عزفی اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ اور اس اثناء میں شریف کا

والد بھی وفات پا گیا۔

شریف ستوری کا رئیس بن گیا:..... جنگ قیروان کے موقع پر شریف ستوری کی ریاست کی طرف گیا۔ اسی دوران ابوعنان نے اپنے والد کو معزول کر دیا تھا اور خود مغرب پر قابض ہو گیا تھا۔ نیز عبداللہ بن علی سلطان ابوالحسن کی طرف سے سبتہ کا حاکم تھا۔ پس شریف اس کی حکومت کی پر جاری کرتا رہا اس دوران اہل شہر سلطان ابوعنان کی طرف مائل ہو گئے۔ اور اہل شہر نے اسے شہر پر قبضہ دے دیا۔ چنانچہ ابوعنان نے اپنی حکومت کے عظماء میں سے سعید بن موسیٰ عجلیسی کو وہاں کا حکمران مقرر کر دیا۔ اور شریف سبتہ میں شوریٰ کا تنہا رئیس بن گیا۔

عظمت دوبالا ہوگی:..... شریف ایک دفعہ سلطان کے پاس گیا تو سلطان نے اسکا اکرام کیا اور شریف نے اس اکرام میں اپنے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کیا۔ چنانچہ شریف سلطان کے بقیہ ایام اور اس کی وفات کے بعد بھی اسی منصب پر فائز رہا۔

محاسن اور خوبیاں:..... شریف معظم، باوقار، خندہ پیشانی سے ملاقات کرنے والا، خوش آمدید کہنے والا، علم، ادب سے آراستہ شاعر سخی اور حسن عہد وسادگی نفس میں کمال کو پہنچا ہوا تھا۔

شریف کے پاس میرا پڑاؤ:..... جب میں ۷۶۴ھ میں اس کے پاس سے گزرا تو اس نے مجھے جامع مسجد کے سامنے اپنے گھر کے پاس اتارا چنانچہ میں نے اس کے ہاں وہ کچھ دیکھا جس کی عموماً بادشاہ بھی قدرت نہیں رکھتے۔ چنانچہ شریف نے میرے سفر کی شب کو مجھے فائز شب پر سوار کرایا جسکی سیدھی پانی تک پہنچتی تھی۔ چنانچہ میں جبل الفتح میں اترا ان دنوں جبل الفتح مغرب کے حاکم کے ماتحت تھا

ابن خلدون غرناطہ میں:..... اس کے بعد میں غرناطہ کی طرف چلا گیا اور میں نے سلطان ابن احمر اور اس کے وزیر ابن خطیب کو اپنے متعلق اور اس گزشتہ رات کے متعلق خط لکھا چنانچہ ابن خطیب نے جواباً مجھے اور پر خوش آمدید کہا۔ چنانچہ اس خط کا لب لباب یہ ہے

تو قحط زدہ شہر میں بارش کی طرح فرخندہ فال وسعت اور نرمی کے ساتھ اترا ہے۔ اس کی قسم جس کے چہرے کے بوڑھے تاج پہننے والے بچے اور ادھیڑ عمر قیدی ہو جاتے ہیں۔ تو نے میرے ہاں پرورش پائی ہے اور تیری ملاقات کا شوق ہے اور تو میرے شوق کو ایک جیسے آدمیوں اور اہل کی وجہ سے بھول گیا ہے اور میری محبت کسی گواہ کی محتاج نہیں اور میرا واضح اعتراف جہالت کی ایک قسم ہے۔

میں نے اس ہستی کی قسم کھائی ہے جس کے گھر کا قریش نے حج کیا ہے اور قبر کی زیارت کی ہے جس نے زندہ لوگوں کی تنگی کو اپنے مردہ کی طرف پھیر دیا ہے اور ایک نور کی جس کے طاقچے اور تیل کی مثالیں بیان کی جاتی ہیں اور اے پیارے کوکب جس کی ملاقات میری بلندی مرتبہ خواہش اور بڑی نوازش اور نفس میں انبساط پیدا کرنے والا اور چکر لگانے والا نکتہ ہے اگر مجھے اس جوانی کی بارش کے درمیان اختیار دیا جائے جس کا پانی ٹپکتا ہو اور جسکی چڑھائی ابریں لپٹتی ہو اور وہ اشاروں کے ساتھ جوان عورتوں کی بجائے ستاروں کی آنکھوں سے عشق بازی کرتا ہو اس طرح کے نصیب میں وہ کوتاہی نہ کرے جو اس کی زلفوں کی وسعت کو جانتا ہے یا اس کی تاریکی میں اپنا فتیلہ روشن کرتا ہے یا حبشیوں اور اپنی قوم کے مددگاروں کو اس کی مصیبت میں آگے کرتا ہے اور اس کا زمانہ راحت اور آرام ہے اور نعمتوں میں صبح وشام کرنے والا اور خالص سبزہ زار ہے گیت اور زمزم ہے اور ایجاد ہے اور ایک سینہ ہے جسمیں انشراح کے سوا کچھ نہیں اور خوشیاں ہیں جن کے پیچھے فرحتیں ہیں اور تیری آمد کے درمیان عیاش فائدہ اٹھانے والا ہے اور بیداری اور اونگھ میں اور کی تعریف ہے، جو اجنبیہ کی عبادت اور حسن کے حملے میں محکم ہے اور علوم کے عجائبات سے فائدہ اٹھانے والا ہے اور اور براہین کے نور سے جھوٹ کو مٹانے والا ہے تو میں جوانی کو بھی اختیار نہ کرتا اگر چہ اس کے زمانے نے مجھے شوق دلایا ہے اور اس کی قیمت نے مجھے درماندہ کر دیا ہے اور میں نے اس پر آنسوؤں کا بادل برسایا ہے۔ پس اس خدا کی تعریف ہے جس کی مہربانی نے میرے سفر کو ٹھیک کیا ہے۔ اور زمین پر رشک دیا ہے اور میرے ہجولیوں سے الفت کی ہے۔ پس تیری بزرگی کی فضیلت صحراؤں سے پیچھے اپنے والوں بلکہ سمندروں سے پرے رہنے پر بھی حاوی ہوگی۔ والسلام۔

ہم بھی محلات میں:..... پھر میں دوسرے دن صبح کو شہر آنے لگا یہ ۸ ربیع الاول ۷۶۴ھ کا واقعہ ہے اور سلطان میری آمد سے خوش ہوا اور اس نے مجھے اپنے محلات میں جگہ دی اور اس میں قالین اور ضرورت کی چیزیں رکھیں اور حسن سلوک اور اعزاز اور نیکی کا بدلہ دینے کے لئے اس نے اپنے خواص کو

میری ملاقات کے لئے بھیجا۔ پھر میں اس کے پاس آیا تو وہ مجھے مناسب طریق کے ساتھ ملا اور عمدہ خدمت مجھے دی پھر میں واپس چلا گیا اور وزیر ابن خطیب میرے ساتھ مشایعت کے لئے باہر نکلا۔ پھر اس نے مجھے اپنے سرکردہ لوگوں میں شامل کرلیا اور مجھے اپنی خلوت میں گفتگو کرنے اور اپنے ساتھ سواری کرنے اور کھانے پینے اور تنہائی میں گپ شب کے لئے منتخب کرلیا۔

سفارت:......میں ۷۶۵ھ میں ابن خطیب کی طرف سے سفیر بن کر شاہ قشتالہ طاغیہ بطرہ بن المنشہ بن اوفونوس کے ہاں معاہدہ صلح کی تکمیل کے لئے گیا جو کہ اس کے بعد مضافات کے حکمرانوں کے درمیان طے پائی تھی۔ چنانچہ میں اپنے ساتھ قیمتی تحائف لے گیا۔ جو ریشمی کپڑوں کی شکل میں تھے۔ پس میں اشبیلیہ میں طاغیہ سے ملا اور وہاں پرانے اپنے اسلاف کے آثار دیکھے۔

میری عزت افزائی:......طاغیہ نے میری بہت عزت کی اور اس نے میرے مقام پر رشک کیا۔ اور اشبیلیہ میں وہ ہمارے اسلاف کی اولیت کو جان گیا۔

طبیب ابراہیم بن زرزور:......پھر طاغیہ کے طبیب ابراہیم بن زرزور یہودی نے اس کے سامنے میری تعریف کی۔ ابراہیم مجھے سلطان ابوعنان کی مجلس میں ملا تھا وہاں ابوعنان نے اسے علاج کے واسطے بلایا تھا۔ اسوقت وہ اندلس میں ابن احمر کے گھر میں تھا۔ ابراہیم رضوان کی وفات کے بعد طاغیہ کے پاس آگیا اور اس کے پاس ٹھہر گیا۔ چنانچہ طاغیہ نے ابراہیم کو اپنے اطباء میں شامل کرلیا۔

ایسی پیشکش......؟ پس اس نے میری تعریف کی۔ چنانچہ طاغیہ نے مجھے میرے اسلاف کی وراثت عطاء کرنے کی پیشکش کی لیکن میں نے اس کے لینے سے پرہیز برتی چنانچہ ابراہیم میرے وہاں قیام کرنے پر مصر رہا۔

واپسی:......الغرض میں اس کے پاس کچھ عرصہ رہنے کے بعد واپس لوٹ آیا وہاں سے چلتے وقت طاغیہ نے مجھے سواری اور زادراہ عنایت کیا نیز اس نے مجھے سامان کے ساتھ لدا ہوا دو سنہری لگاموں والا جوان خچر بھی دیا جسے بعد میں میں نے سلطان کو ہدیۃً دے دیا۔ نیز اس نے مجھے غرناطہ کی چراگاہ میں السقی کے علاقے میں بیرہ کی بستی جاگیر میں دی اور میرے لئے اس کے متعلق شاہی فرمان بھی لکھا۔

ایک مجلس:......پھر میں عید میلاد النبی کی پانچویں سب میں حاضر ہوا اور وہ اس شب میں ملوک مغرب کی اقتداء میں طعام اور شعر پڑھنے کی مجلس کیا کرتا تھا پس اس رات میں نے یہ اشعار پڑھے۔

اشعار کا اردو ترجمہ:......ان جگہوں کو سلام کہو جو مجھے ٹپکتے آنسوؤں کے ساتھ سلام کہتی تھیں اور وہ مجھے پیار کرتی تھیں وہ میرے اور ان کے گھروں سے دور میں اور انہوں نے میرے علاوہ دل کو اپنے آثار میں گراہ بار کر دیا ہے۔

میں کھڑا ہوکر صبر سے پڑھنے لگا جوان کے بعد ضائع ہوگیا تھا اور میں نشانات سے پوچھنے لگا جو مجھ سے بات نہ کرتے تھے میں شوق کے ساتھ حویلی کے سامنے کھڑا ہوگیا کہ اس کو بوسہ دوں اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سوچ اسے نزدیک اور مجھے دور کرتی ہے اور ہر غم نے مجھ سے تمام موتی چھین لئے میں جن کے بارے میں میرا دل ہمیشہ ہی پرسکون نہیں تھا۔ میری آنکھوں نے ان کے بعد حویلی کے گھروں کو آنکھوں سے سیراب کیا جو اس کے سیاہ کھنڈروں پر کھڑی تھی اور دل کو راعی عشق سے مصروفیت تھی۔ کاش میرا دل سکون کی طرف دعوت دیتا اے ہمارے اصحاب کاش کوئی وصل کے عہد کو یاد کرنے والا ہوتا امد کیا اس کی باد نسیم مجھے سلام کہتی مجھے اور میرے خیال کو کیا ہوگیا ہے کہ اس کا زائد تیار نہیں ہوتا اور نسیم کا بیمار میری دوا نہیں کرتا۔ اور اے اہل بخد! جنت الفردوس اور موٹی آنکھوں والی حوروں کے سوا کون اس کا باشندہ ہے ہاں تو راتوں کو دیکھتا ہے کہ انھوں نے تجھ کو میری یاد سے مانوس کردیا ہے اے وہ شخص جسکی یاد زمانہ مجھے بھلا نہیں سکتا۔

ایوان شاہی کی تعریف:......اور اس نے اپنے محلات کے درمیان اپنے بیٹھنے کے لئے جو ایوان تعمیر کروایا تھا اس کی تعریف میں یہ اشعار بھی ہیں۔

اے کارگیر اس کو بخت سے رکھ حیران ہے زمانہ اس کی امارت کو کمزور نہیں کرسکتا۔ وہ ایک ایسی محل ہے جس کی رنگینیوں اور شکلوں کو دیکھ کر آنکھ حیران رہ جاتی ہے ایوان کسریٰ کے بعد تیرا بلند محل، تمام ایوانوں سے بڑا ہے نیز دمشق اور اس سے کے گھر کو چھوڑ دے تیرا محل دل کو ابواب جیرون سے زیادہ مرغوب ہے۔

کچھ تعریفی اشعار:......کچھ اشعار کنارے سے میرے واپسی کے موقع پڑھی ہیں۔

''اور میرے ان دوستوں کو کون یہ اطلاع دے جو میری محبت سے دستبردار ہو چکے ہیں اور انھوں نے مجھے ضائع کر کے اپنی ساکھ ضائع کر دی ہے۔ میں نے بلندیوں سے حرم کی پناہ لی ہے قریب ہے اس کے گھر مجھے خوشخبری کا تحفہ دیں نیز میں سفر کرنے والا ہوں اور میں تمھارے بعد زمانے سے نہیں ملا کہ وہ مجھے تکلیف دے اور نہ وہ مجھے تکلیف دے سکتا ہے۔ میرا وہ زمانہ سرسبز وشاداب رہے۔ جس میں میرے ہاتھ ایسے نصیبے سے شاداب ہوئے جسے نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔ اگر تیری برکت نہ ہوئی تو وہ مجھ سے موافقت نہ کرتے مگر تیری برکت سے غیر مانوس الفاظ میرے تابع ہو گئے ہیں اور میں نے ان کو خوب مزین وآراستہ کیا ہے۔ تو عمر بھر انی دراحت میں رہے اور تیرا ملک ہمیشہ مظفر ومنصور رہے۔

ختنے کی مجلس میں اشعار:......میں نے ۷۶۵ھ میں ابن خطیب کے لڑکے کے ختنے کی مجلس میں کچھ اشعار کہے تھے اس مجلس میں ابن خطیب نے اندلس کے مضافات کے خطیبوں کو بلایا تھا مجھے ذہن میں سے صرف یہی اشعار یاد ہیں۔

اگر عبرت اور رونا نہ ہوتا تو شوق ظاہر ہو جاتا اور یاد جب لوٹتی تو غم کو فنا کر دیتی اور ابو دفا کا دل اپنے عہد پر قائم ہے اگر چہ گھر دور اور محبوب جدا ہو چکا ہے اور قسم بخدا جدائی کے حادثے کے بعد میرا دل عہدوں کو یاد کر کے خوش ہوتا ہے اور خواب کا خیال اسے بے خواب رکھتا ہے۔ اے میرے دو دوستو! مدد نہ مانگو غم نے آواز دی ہے اور جب غم مجھے آواز دیتا ہے تو میں اسے ضرور جواب دیتا ہوں۔ ان کھنڈرات پر آؤ جن کے منافع کو رواں آنسوؤں نے خراب کر دیا ہے اور مجھے رونے پر ملامت نہ کرنا یہ میری باقی ماندہ جان ہے جو آنسوؤں میں پگھل۔

ختنہ میں شرکت پر اشعار:......ختنہ میں شرکت اور اس کے بیٹے کے بلاتر د کے آگے بڑھنے پر یہ اشعار کہے۔

اس نے پیچھے ہٹے بغیر مجلس کا قبضہ کیا اور ملاوات کے وقت کمزوری نہ دکھائی اور یوں گیا جیسے جنگ سے تلوار جاتی ہے اس کی آراستگی اچھی لگتی ہے اور اس کا جوہر خون سے رنگا ہوتا ہے ان کو تیرے شمائل واخلاق نے توڑ دیا ہے جو بزرگی کی صفوں میں ملے جلے ہوتے ہیں

دو بچوں کی تعریف میں اشعار:......یہ دونوں فتح کی آیات سے ہدایت پر چڑھنے والے سورج ہیں جنکی شان عجیب ہے۔ یہ جنگ میں شہاب اور جدائی میں شتر مرغ ہیں ان دونوں سے بلندیاں پھیلتی اور ٹپکتی ہیں۔ یہ خوبیوں کے پھیلانے کے لئے دو ہاتھ ہیں جنھیں بزرگی کی طرف بخشش کرنے والے سخی نے بڑھایا ہے۔

ولادت نبوی ﷺ کی شب کہے ہوئے اشعار:......اسی سال ولادت نبوی کی شب کو میں نے یہ اشعار اسے سنائے۔

خیال تو صرف ایک وہم ہے مجھے کون اسی امر کی ضمانت دے سکتا ہے کہ میں صحیح خیال سے ملاقات کروں گا اور میں اس سے ہدایت طلب کرتا تھا کاش وہ مجھے فائدہ دیتا اور میں پلکوں سے بارش طلب کرتا تھا۔

کاش وہ پیاس برسائیں۔ لیکن جھوٹا خیال اور طمع ایسے ہی ہے جیسے سرگرواں عاشق کے دل کو جھوٹی خواہشات سے بہلانا ہے اے میرے ہمراز محبت ایک سوزش ہے جو اپنے شکووں سے پوشیدہ ضمیر کو ظاہر کر دیتی ہے۔ بادصبا کے جھونکے سے میرے دل نے عہد لیا ہے اور گودے دار ہڈی اور بان کا لیٹنا وہ چراگاہ ہے جس پر کوئی سبزہ نہ ہو میں جس زمانے میں عشق کی چراگاہوں میں تھا تو اس میں کبھی ہرنیاں میرے قریب ہو جاتی تھیں اور خوبصورت عورتیں اس چراگاہ کے آفاق میں ستارے طلوع کرتی تھیں۔ برابر ہے عشق مجھے کہیں لے جائے میں ان کا مشتاق ہوں اور اس سلسلے میں میں اپنے کجاوے بخد اور تہامہ میں لے جاتا ہوں۔

اب تو بیوی بچے بھی آرام ہیں:......اور جب وہاں مجھے کچھ قرار مل گیا اور گھر کے معاملے میں قدرے اطمینان ہوا اور سلطان بھی خوش ہو گیا تو اس عرصہ میں گھر والوں کی یاد ومحبت میں کچھ اضافہ ہو گیا۔ تو سلطان ابن احمر نے میرے اہل کو قسطنطینہ سے لانے کا حکم دیا اور اپنا ایک ایلچی بھی قسطنطینہ بھیج دیا تا کہ میرے اہل وعیال واپنے سال لے آئے۔

بحری بیڑے کی سواری:......چنانچہ ایلچی نے مزید یہ کہ بحری بیڑے کے قائد کو حکم دیا۔ وہ میرے اہل وعیال کو ''بحری بیڑے میں لانے کے لئے گیا

۔چنانچہ انہیں بحری بیڑے کے ذریعے لایا گیا۔

آؤ گلے لگ جاؤ:...... میرے اہل وعیال مزید کے مقام پر اترے میں نے سلطان ابن احمر سے ان کے استقبال کی اجازت طلب کی سلطان نے خوشی سے اجازت دے دی چنانچہ اپنے اہل وعیال سے ملاقات کی۔

چلو تم بھی دربارشاہی میں:...... میں نے اپنے عیال کے لئے گھر باغ فلم کا حوض اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کر کے اہل وعیال کو دارالخلافہ میں لایا اور جب میں دارالخلافہ کے قریب ہوا تو میں نے وزیر ابن خطیب کو یوں لکھا۔

اعتراف حق:...... میرے آقا میں یمانی پرندوں کے ساتھ پرامن شہر میں آیا ہوں۔ نیز بیٹوں کو اتفاق واتحاد کی دعا دی ہے اور میں نے سالوں کی طوالت سے فائدہ اٹھایا ہے۔ نیز دوری کے خاتمے اور ملاقات کے لئے برات نے میری مدد کی ہے میں آپ سے ایک چیز دریافت کرتا ہوں جو مخدوم کے پاس جانے میں میرے پاس ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا آقا اس وقت مجھے بہترین دروازے پر بلائے جب مجلس جمہوری اپنے سے جھگڑنے والے کا فیصلہ نہ کر سکے اور دور والے اس مقام میں پہنچ جائیں جسے سعادت نے ان لئے بطور قیام گاہ تیار کیا ہے۔ جبکہ برکت نے انہیں پہلے سے پسند کر لیا ہے۔ والسلام۔

ہائے یہ حاسدین:...... جب دشمنوں کی نظریں سلطان کے پاس میرے مرتبے کو نہ دیکھ سکیں تو انھوں نے وزیر ابن خطیب کے پاس میرے بارے میں مختلف قسم کی شکایات کرنی شروع کر دیں۔ چنانچہ ابن خطیب غیرت میں آ کر مجھ سے بگڑ گیا اور میں نے بھی اس کی من مانی کی وجہ سے انقباض کو محسوس کر لیا۔

الوداع الوداع:...... کچھ ہی عرصہ بعد مجھے بجایہ کے حکمران سلطان ابوعبداللہ کے خطوط آنے شروع ہو گئے اس نے مجھے اطلاع کی کہ وہ ۷۶۵ھ میں بجایہ پر قابض ہو چکا ہے نیز اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اس غرض سے میں نے سلطان ابن احمر سے اجازت چاہی اور فی الحال میں نے سلطان ابن احمر سے ابن خطیب کی پوشیدہ ریشہ دوانیوں کو مخفی رکھا۔ چنانچہ مجبوراً اس نے مجھے الوداع کہا اور زادراہ سے بھی مجھے نوازا۔

یادگار مشایعت:...... سلطان نے الوداع کے وقت وزیر ابن خطیب کے املاء کرانے سے میرے لئے مشایعت کا فرمان لکھا۔ اس کا لب لباب یہ ہے۔ (اردو ترجمہ)

> یہ ایک اچھا مددگار ہے نیز اکرام وعزت اور مشایعت کا حقدار ہے اور احسان کرنے کی مہر اور اچھے کام کرنے والے کی تکمیل ہے۔ اور اس نے حسن سیرت کو اچھا سمجھا ہے اور اپنے آپ کو حسن سیرت کے ساتھ مزین بھی کیا ہے اور اس نے میرے پاس رہنے کو سفر پر ترجیح دی ہے۔ اور قیام کرنے کے مقتضاء کے مطابق کام کیا ہے اور امیر ابوعبداللہ بن مولانا امیر المسلمین ابوالحجاج بن مولانا امیر المسلمین ابوولید بن نصر نے اسے قید کر دیا نیز اس نے اس کی مدد کی۔ اور مخلص عالم فاضل کامل دوست ابوزید بن عبدالرحمٰن بن ابویحییٰ بن شیخ مرحوم ابو عبداللہ بن خلدون کے ذکر کو بلند کیا اللہ تعالیٰ اسے اسباب سعاوت سے شاد کام کرے۔ اور اپنے فضل سے اس کے ارادوں کو پورا کرے اس نے اس کے متعلق اپنے اچھے خیالات کا اظہار کیا اگرچہ اسے اظہار کی ضرورت نہ تھی۔ اور اس نے اس کے متعلق یہ بھی بتایا کہ وہ علماء رؤساء اور اعیان کا کیسے محاسبہ کیا کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ اسے ظاہرہ نیکی پر رشک کرنے کے بعد امن وامان اور رحمان کی کفالت کے سائے میں پہنچائے اور وہ حتی الامکان اس کی پناہ میں رہے۔

الغرض اسے محبت وشوق نے ہماری طرف متوجہ رہنے کے بارے میں مشغول رکھا۔ جب حسن عہد نے اسے پھینکا تو عنایت کا سینہ اس کے لئے کھلا رہا اور اس کے لئے رضاء وقبول کا دروازہ کھلا تھا۔ بخدا معزز دوستوں کے پاس جانا محض ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا نہیں ہوتا۔ پس چاہئے کہ وہ اپنے ضمیر کو قابو کرے اور جس صاف پانی پر چاہے جائے اور جن سالار واشیاخ اور خدام نے اختلاف مراتب واحوال ولسنب کے باوجود اسے دیکھا ہے وہ اس خیال کی حقیقت کو سمجھیں کہ اسے تکمیل غرض کے لئے کس قدر اعانت واعتناء کی ضرورت ہے اور اس فرض واجب کو اللہ کی مدد وطاقت

سے پورا کیا جائے۔

اس نے یہ خط ۷۶۶ھ میں لکھا اور تاریخ کے بعد سلطان کی تحریر میں اس پر علامت لگائی گئی اور واقعہ اس کی یہ عبارت درست و صحیح ہے۔

اندلس سے بجایہ کی طرف سفر اور منصب حجابت

موحدین کے قبیلے بنوحفص کی حکومت میں بجایہ افریقہ کی سرحد تھا اور جب بنوحفص میں سے سلطان ابو یحییٰ کی حکومت آئی اور وہ افریقہ کا بااختیار حکمران بن گیا تو اس نے اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو بجایہ کی سرحد میں اور قسنطینہ کی سرحد میں اپنے بیٹے امیر ابوعبداللہ کو والی بنایا۔

بنوعبدالواد کے جھگڑے:...... مغرب اوسط اور تلمسان کے بادشاہ بنوعبدالواد امیر ابوعبداللہ سے اس کے مضافات کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے اور اکثر اوقات فوجوں کو بجایہ میں روک لیتے تھے ان شرپسندوں کی وجہ سے سلطان ابوبکر نے مغرب اوسط و اقصیٰ کے سلطان ابوالحسن کی پناہ لے لی جو بنی مرین میں سے تھا نیز اسے باقی ماندہ بادشاہوں پر فضیلت حاصل تھی۔

سلطان ابوالحسن کی پیش رفت:...... سلطان ابوالحسن اسی دوران تلمسان کی طرف بڑھا اور لگ بھگ دو سال کے عرصہ تک اس کی ناکہ بندی کیے رکھی اور پھر بزور قوت اس پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں کے سلطان ابوتاشفین کو موت کے گھاٹ اتارا یہ واقعہ ۷۳۷ھ کا ہے۔

نئے لوگ نئی رائیں:...... بنوعبدالواد کے معاملے کا جو بوجھ موحدین پر پڑا ہوا تھا وہ اس عرصہ میں کم ہو گیا۔ اور موحدین کی حکومت مضبوط ہو گئی پھر ابوعبداللہ بن سلطان ابو یحییٰ ۷۴۰ھ میں قسنطینہ میں وفات پا گیا۔ اور اس نے اپنے پیچھے سات لڑکے چھوڑے جنمیں ابوزید عبدالرحمٰن بڑا تھا۔ پھر ابو العباس احمد۔ اور امیر ابوزید اپنے غلام نبیل کی کفالت میں اپنے باپ کی حکومت کا والی بنا۔

ابوزکریا کا ماتقی:...... ابوزکریا نے ۷۴۶ھ میں بجایہ میں وفات پائی اور اپنے پیچھے تین لڑکے چھوڑے انمیں سے ابوعبداللہ محمد بڑا تھا۔ اسی دوران سلطان ابوبکر نے اپنے بیٹے ابوحفص کو بجایہ میں بھیجا لیکن اہل بجایہ امیر ابوعبداللہ بن زکریا کی طرف مائل ہو گئے۔ اور امیر عمرو سے انحراف کر گئے اور سلطان نے ان کے مطالبہ کے مطابق امیر ابوعبداللہ کو ان کا والی مقرر کر دیا۔

ابوالحسن کا قبضہ:...... سلطان ابوبکر ۷۴۷ھ کے نصف میں فوت ہو گیا اور ابوالحسن نے افریقہ جا کر بجایہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے امراء وغیرہ کو مغرب کی طرف بھیج دیا۔ اور مغرب میں انہیں کافی حد تک جاگیریں دیں پھر اس کے بعد جنگ قیروان کا واقعہ پیش آیا۔

ابوعنان کے والد کی معزولی:...... اس عرصہ میں سلطان ابوعنان نے اپنے باپ کو معزول کر دیا اور اسکا باپ تلمسان سے فاس میں آ گیا اور اپنے ساتھ بہت سارے امراء کو بھی ملا لیا پھر پہلے پہل اسی نے امیر ابوعبداللہ اور اس کے بھائیوں کو تلمسان سے اور ابوزید اور اس بھائیوں کو فاس سے ان کی سرحدوں کی طرف بھیجا تا کہ وہ اپنی سرحدوں میں خود مختار ہو جائیں اور لوگوں کو سلطان ابوالحسن کی مدد سے دستبردار کر دیں۔ چنانچہ یہ لوگ سرحدوں کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں کو علاقوں کو فوراً قبضے میں لے لیا۔ حالانکہ ان سے پہلے فضل بن سلطان ابوبکر ان پر قبضہ کر چکا تھا۔ اور ابوعبداللہ بجایہ میں ٹھہر گیا اور جب سلطان ابوالحسن خیال مصامدہ میں فوت ہو گیا اور سلطان ابوعنان نے ۷۵۳ھ میں تلمسان پر حملہ کیا تو اس نے اس کے بادشاہوں کو جو بنو عبدالواد میں سے تھے۔

سلطان ابوالحسن کی پیش رفت:...... سلطان ابوالحسن نے بنوعبدالواد کو شکست دی اور ان کو تباہ و برباد کر دیا اور پھر المریہ میں اترا اور بجایہ کے قریب آیا اور امیر ابوعبداللہ نے جلدی سے اس سے ملاقات کی اور فوج اور عربوں کی سختی اور ٹیکس کی کمی سے جو تکلیف اسے پہنچی تھی اس کی اس کے پاس شکایت کی اور وہ اس کی خاطر بجایہ کی سرحد سے نکل گیا پھر اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر اپنے کارندوں کو اتارا اور امیر ابوعبداللہ کو اپنے ساتھ مغرب لے گیا اور وہ ہمیشہ ہی کفایت و کرامت کے ساتھ اس کے پاس رہا۔

ابن خلدون سلطان ابوعنان کے پاس: ......اور جب میں ۷۵۵ھ میں سلطان ابوعنان کے پاس آیا اور اس نے مجھے واپس لے لیا تو میرے سابقہ اسلاف اور امیر ابوعبداللہ کے اسلاف کے درمیان جو تعلقات تھے اس کی خاموشی گرمی نے حرکت لی تو امیر ابوعبداللہ نے مجھے اپنی صحبت کے لئے دعوت دی تو میں نے جلدی سے کام لیا۔ نیز سلطان ابوعنان اس قسم کی باتوں میں بڑی غیرت رکھتا تھا۔

حسد ہی حسد: ......پھر حاسدین نے سلطان کے پاس شکایت کی کہ امیر ابوعبداللہ بجایہ کی طرف بھاگ جانا چاہتا ہے۔ اور میں نے (ابن خلدون) اس سے حجابت کا وعدہ کر رکھا ہے پس سلطان اس بات سے گرمی سردی میں آ گیا اور ہمارے اوپر حملہ کر دیا نیز اس نے مجھے دو سال تک قید میں بھی رکھا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

سلطان ابوسالم: ......دوسری طرف سے سلطان ابوسالم نے آ کر مغرب پر قبضہ کر لیا اور میں اس کے پرائیویٹ خط و کتابت پر مامور رہا۔ پھر ابوسالم نے تلمسان پر حملہ کیا اور اسے بنوعبدالواد کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور ابوحمو موسیٰ بن یوسف بن عبدالرحمٰن بن یغمراسن کو وہاں سے نکال دیا۔ پھر اس نے فاس واپس جانے کا ارادہ کیا اور اس نے ابوزیان محمد بن ابوسعید عثمان بن سلطان ابوتاشفین کو تلمسان کا والی مقرر کیا۔

ابوحمو کے منہ میں ہڈی دے دی: ......ابوحمو کو تلمسان سے دور رکھنے کے لئے اسے اموال اور فوجوں سے مدد دی جو اس کے وطن کے باشندوں پر متصل تھی۔ تاکہ ابوحمو اس کا دوست بن جائے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابوعبداللہ حاکم بجایہ اور امیر ابوالعباس حاکم قسنطینہ جبکہ بنومرین نے اس کے بھائی ابوزید کا قسنطینہ میں مسلسل کئی سال تک محاصرہ کیے رکھا تھا اس کے مخلص دوست تھے۔ پھر وہ ایک راستے سے بونہ چلا گیا اور اپنے بھائی ابوالعباس کو وہاں چھوڑ گیا پس اس نے اسے معزول کر دیا اور خود مختار ہو گیا۔ ابوعباس پھر بنومرین کی جمع شدہ فوجوں کی طرف بڑھا۔ اور انہیں شکست دی اور قتل بھی کیا۔

ابوعباس کی گرفتاری: ......سلطان ابوعنان نے ۷۵۸ھ میں فاس سے ابوعباس پر حملہ کیا تو اہل شہر نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ سلطان نے اسے سمندر کے راستے سبتہ بھیج کر وہاں قید کروایا۔

رہائی: ......پھر جب سلطان ابوسالم نے بادشاہت کی باگ ڈور سنبھالی تو سبتہ کے راستے اندلس جاتے وقت ۷۶۰ھ میں ابوعباس کو رہا کر دیا اور اس وعدے پر کہ پھر وہ اسے اپنے وطن واپس بھیجے گا اپنے ہمراہ لے گیا بہت اسے اس کا ملک بھی اسے واپس کرے گا۔

ابوزیان: ......جب ابوزیان نے تلمسان پر قبضہ کر لیا تو ابوزیان کے خواص اور خیرخواہوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان موحدین کو ان کی سرحدوں کی طرف بھیج دے۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے انہیں بجایہ کی طرف بھیج دیا۔ اس سے پہلے ابوعبداللہ کا چچا ابواسحاق تیونس والداس کا بادشاہ ہو چکا تھا۔ ابواسحاق اور مکفول بن تافراکین نے بجایہ کو بنومرین کے ہاتھوں سے چھین لیا تھا۔

ابوعباس قسنطینہ میں: ......ابوعبداللہ نے ابوعباس کو قسنطینہ کی طرف بھیجا چونکہ قسنطینہ بنومرین کا ایک زعیم حکمران تھا۔ اسی پیش رفت کی وہ سے سلطان ابوسالم نے زعیم حکمران کو لکھا کہ وہ اسی وقت علیحدہ ہو جائے چنانچہ ابوعباس نے فوراً قبضہ کر لیا۔

ہم نے بھی کچھ کیا: ......پھر امیر ابوعبداللہ بجایہ کی طرف چلا گیا اور وہاں عرصہ تک محاصرہ وغیرہ کیے رکھا۔ جبکہ اہل شہر نے ابواسحٰق کے رکنے پر اصرار کیا چنانچہ ان امراء کو ان شہروں کی طرف بھیجنے میں مجھے ایک مرتبہ حاصل تھا نیز میں نے سلطان ابوسالم کے خواص اور کاتبوں کے ساتھ مل کر بڑے کارنامے انجام دیئے۔

ابن خلدون حجابت کے منصب پر: ......امیر ابوعبداللہ نے خود مجھے خط لکھا کہ جب اسے سلطنت حاصل ہو گئی تو وہ مجھے حجابت کے منصب پر فائز کرے گا۔

حجابت کا معنیٰ: ......ہماری مغرب کی حکومت میں حجابت کے معنیٰ حکومت کی خودمختاری نیز سلطان اور ارباب حکومت کے درمیان ایسی وساطت

کے ہیں جس میں کوئی اسکا حصہ دار نہیں ہوتا۔

تعلقات خراب ہو گئے:......میرا ایک چھوٹا بھائی یحییٰ بھی تھا سلطان نے اسے امیر ابوعبداللہ کے ساتھ علامت کی حفاظت کے لئے بھیجا اور میں خود سلطان کے ساتھ واپس آ گیا۔ پھر میں نے اندلس جانے اور وہاں پر قیام کرنے کے بارے میں سلطان سے بات کی تو وزیر ابن خطیب بگڑ گیا۔ اسی وجہ سے میرے وزیر خطیب کے ساتھ تعلقات خراب ہو گیا اسی حالت میں ۷۶۵ھ میں بجایا پر امیر ابوعبداللہ کے قبضہ کرنے کی خبر پہنچی۔

سلطان کی محبت بھری ناراضی:......امیر ابوعبداللہ نے میرے آنے کے بارے میں مجھے خط لکھا میں نے اسکا ارادہ کر لیا۔ سلطان ابوعبداللہ بن احمر مجھ سے بگڑ گیا کہ میں نے ابن خطیب کے ساتھ ہونے والی بگاڑ کی اسے اطلاع کیوں نہ کی بہر حال میں اپنے ارادے پر پختہ رہا سلطان نے میرا خوب اکرام کیا اور مہربانی کے ساتھ پیش آیا

یہ جوش وخروش:......۷۶۶ھ کے نعت آخر میں مریہ کی بندرگاہ کے راستے سمندر پار بجایہ جا پہنچا سلطان (بجایہ کے حاکم) نے میری آمد پر خوب جشن منایا۔ اور میری ملاقات کے لئے سوار ہو کر آیا اور چاروں سے اہل شہر مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ چنانچہ عوام الناس میرے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے، میرے ہاتھوں کو چومتے اور مجھ کو گلے لگاتے یہ جمعہ کا مبارک دن تھا۔ پھر میں سلطان کے پاس گیا اس نے میری آمد پر خوش آمدید کہا، میری عزت کی، مجھے خلعت عطاء کی، مجھے سواری بھی دی اور دوسری صبح لوگوں کو میرے دروازے پر آنے کا حکم دیا۔

حکومت میں میری شرکت:......چنانچہ میں نے اس کی حکومت کے اہم امور میں اسکا ہاتھ بٹایا اور سیاست امور میں اپنی پوری طاقت صرف کی۔ اس نے مجھے قبضہ کی جامع مسجد کی خطابت بھی دی، مجھے معلوم تھا کہ سلطان اور اس کے چچازاد بھائی ابوعباس حاکم قسنطینہ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، جیسے رعایا اور گورنروں کی حدود میں لالچی لوگوں نے پیدا کیا تھا لہٰذا اس اختلاف کی آگ عربوں کے علاقوں میں بھڑک اٹھی۔

ابوعبداللہ کو شکست:......چنانچہ انھوں نے ۷۶۶ھ میں جنگ کی یعقوب بن علی سلطان ابوالعباس کے ساتھ تھا پس سلطان ابوعبداللہ کو شکست ہوئی اور بجایہ ابوالعباس کے ساتھ تھا۔ پس سلطان ابوعبداللہ کو شکست ہوئی اور بجایہ کی طرف بھاگ گیا اس سے قبل میں نے اس کے لئے کافی مال جمع کیا تھا۔

وصولی ٹیکس:......یہ مال اس نے سارے کا سارا عربوں میں خرچ کر دیا تھا اور جب وہ واپس آیا تو تنگی مال نے اسے بدحال کر دیا تھا۔ ان حالات کے پیش نظر میں جبال کے بربریوں کی طرف گیا جو کہ عرصہ دراز سے ٹیکس ہیں ادا کر رہے تھے چنانچہ ان سے نمٹ نمٹا کر میں نے کافی حد تک ٹیکس پورا کر لیا۔ اس ٹیکس نے کافی حد تک ہماری ضروریات کو پورا کیا۔

آؤ بھئی رشتہ داری کر لیں:......پھر تلمسان کے حاکم نے سلطان کے ساتھ رشتہ جوڑنے کا پیغام بھیجا۔ تو سلطان نے اس کی مراد پوری کر دی۔ تلمسان کے حاکم نے اس رشتے کی طرف اس لئے قدم بڑھایا تا کہ اس کے ذریعے اپنے چچازاد تک پہنچ جائے چنانچہ اس نے اپنی بیٹی بیاہ دی۔

سلطان بجایہ کے اوطان میں:......پھر ۷۶۷ھ میں سلطان بجایہ کے اوطان میں جا گھسا اور اہل شہر سے خط وکتابت کی اہل شہر سلطان ابو عبداللہ سے بہت خائف تھے چونکہ وہ ان کے لئے دھار بہت تیز رکھتا تھا اور انہیں خوب پسند کرتا تھا لیکن اہل شہر نے اسے جواب دیا کہ وہ اس سے منحرف ہیں۔

ایک چال:......شیخ ابوعبداللہ سلطان کی مدافعت کے لئے نکلا۔ اور جبل ایزد سلطان نے اپنی فوجوں اور اعراب کی فوجوں (جو محمد بن ریاح کی اولاد میں سے تھیں) کے ساتھ اس کے گھر پر شبخون مارا اس نے یہ کام ابن صخر اور قبائل سدویکش کے پر کیا۔ شیخ ابوعبداللہ نے اس کے خیمے پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اہل شہر کے ساتھ اس نے جس طرح معاہدہ کیا تھا اس کے مطابق شہر کی طرف گیا مجھے بھی اس کاروائی کی اطلاع مل گئی۔

ایک معذرت:......میں اسوقت سلطان کے قبضہ میں اس کے ہاں مقیم تھا اور شہر کے باشندوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں سلطان کے بیٹوں میں سے کسی کو امیر مقرر کروں اور کھلے عام اس کی بیعت لوں۔ میں نے اس کام سے معذرت کی اور میں سلطان ابوعباس کے پاس چلا گیا۔ اس نے مجھے

خوش آمدید کہا اور میری خوب عزت افزائی کی۔ میں نے اس صلے میں شہر پر اس کا قبضہ کروایا۔

ہائے یہ شکایتیں:..... میرے بارے میں اس کے پاس شکایتیں ہونے لگیں نیز میرے یہاں قیام کرنے کی وجہ سے اسے خوفزدہ کیا گیا۔ حالانکہ مجھے ان تمام چالاکیوں کا علم تھا۔ بہر حال میں نے حسب عہد اس کے پاس سے واپس جانے کی اجازت مانگی اس نے قدرے اصرار کر کے مجھے اجازت دے دی۔

ابن خلدون یعقوب بن علی کے پاس:..... میں اس سے الوداع ہو کر عربوں کی طرف چلا گیا۔ اور یعقوب بن علی کے پاس جا کر اترا۔ ادھر سلطان ابو عباس نے میرے بھائی کو پکڑ کر بونہ میں قید کر لیا اور ہمارے گھروں میں داخل ہوا چونکہ اسے خیال تھا کہ یہاں ذخیرہ اور اموال ہوں گے مگر یہ محض اسکا گمان ہی تھا۔

ابن خلدون بسکرہ میں:..... پھر میں کچھ ہی عرصہ کے بعد یعقوب بن علی کے ہاں سے کوچ کر گیا۔ اور بسکرہ جانے کا ارادہ کر لیا۔ چونکہ میرے اور بسکرہ کے شیخ احمد بن یوسف بن مزنی کے درمیان اور اس کے باپ کے درمیان پختہ دوستی تھی۔ پس ان حالات میں اس نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا مجھے مال و مرتبہ سے حصہ بھی دیا۔

تلمسان کے حاکم ابوحمو کی مشایعت

سلطان ابوحمو نے سلطان ابوعبداللہ (حاکم بجایہ) کی بیٹی سے رشتہ کیا تھا۔ اور تلمسان میں ابوحمو کے پاس تھی۔ جب ابوحمو کو ابوعبداللہ کے قتل اور اس کے چچازاد بھائی سلطان ابوعباس (حاکم قسطینہ) کے بجایہ پر قابض ہونے کی خبر ملی تو ابوحمو اس پر غضبناک ہو گیا اور اہل بجایہ نے اپنے سلطان کی شدت گرفت اور سطوت سے خوف محسوس کیا۔ اور دل ہی دل میں اس سے منحرف ہو گئے۔ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے قسطینہ دیں اس کے چچازاد سے خط و کتابت کی اور سلطان ابوحمو کے لئے سازش کی اور وہ اپنے حاکم سے چھٹکارا چاہتے تھے۔

زمانے کی کاری ضرب:..... پس جب سلطان ابوعباس قابض ہو گیا اور اس نے اپنے چچازاد بھائی کو قتل کیا تو انھوں نے دیکھا کہ ان کا زخم مندمل ہو چکا ہے اور ان کی حاجت پوری ہو چکی ہے تو اس کی رعایا اس کے پاس جمع ہو گئی اور سلطان ابوحمو نے اس وقعہ پر غصے کا اظہار کیا جس سے ارتقاء میں تھوڑا ٹھہراؤ آیا۔

سلطان ابوحمو فوج کے ہمراہ:..... ابوحمو مزید آگے پیش رفت کے لئے اپنے آپ کو کافی سمجھتا تھا۔ پس ابوعباس تلمسان سے ساز و سامان کے ساتھ چلا اور رشہ کے میدان میں آ کر خیمہ زن ہو گیا۔ اور تلمسان سے حصین کے بلاد زغبہ کے قبائل جو بنو عامر بنو یعقوب سوید دیالم، عطاف اور حصین میں تھے اپنی فوجوں اور ہودوں سمیت اس کے ساتھ تھے اور ابوعباس فوج کی ایک چھوٹی سی تعداد کے ساتھ شہر میں رک گیا، لیکن سلطان ابوحمو نے فوج کے استعمال سے قبل اسے جالیا آگے سے اہل شہر نے بہت اچھا دفاع کیا۔

سلطان ابوعباس نے ابوزیان بن سلطان ابوسعید (جو ابوحمو کا چچا تھا) کے متعلق قسطینہ سے پیغام بھیجا جو وہاں پر قید تھا اور اس نے اپنے غلام اور فوج کے سالار بشیر کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ فوجیں لے کر جائے اور وہ چلتے چلتے بنو عبدالجبار کے ہاں ابوحمو کی چھاؤنی کے سامنے اترے اور زغبہ کے جوان سلطان سے قدر.. بے خائف ہو کر پیچھے ہٹ گئے مزید اس نے انہیں خبر دی کہ بجایہ کے بادشاہ نے ان کو وہاں قید کر دیا ہے۔ تو انھوں نے ابوزیان سے خط و کتابت کی اور اس کی طرف سوار ہو کر گئے اور ایک دن شہر پیادہ فوج قلعے کی چوٹی سے باہر نکلی اور انھوں نے اس کی ایک چھوٹی سے ٹکڑی کو جوان کے سامنے جمع تھی ہٹا دیا۔ پس انھوں نے ان کے خیموں کو اکھاڑ دیا اور خود رشہ کے میدان میں آ گئے۔

عربوں کا بھاگنا:..... عربوں نے انہیں اپنی چھاؤنی کے دور دراز کے مقامات سے دیکھا پس وہ بھاگ گئے اور لوگ بھی پے در پے ان کے پیچھے بھاگنے لگے یوں انھوں نے سلطان کو خیمے میں اکیلا چھوڑ دیا۔ اس حالت میں سلطان اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور راستے پر چلا مگر لوگوں کو بھیڑ سے وہ راستہ

تنگ ہو گیا۔ لوگ ایک دوسرے پر گر پڑے اور ان میں سے بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے۔ اور جبال کے بربری باشندوں نے ہر طرف سے آ کر انہیں لوٹ لیا۔ جب رات چھا گئی تو وہ اپنے اونٹ اور توشے چھوڑ بھاگے۔ سلطان اپنے چند ہمراہیوں سمیت موت کے آغوش میں جانے سے بچ گئے۔ اور صبح کو نجات کی جگہ میں نیچے اور چھپتے چھپاتے تلمسان پہنچ گئے۔

ابوحمو کو میرے بجایہ سے جانے کی اطلاع: ...... سلطان ابوحمو کو میرے بجایہ سے جانے اور جو کچھ سلطان نے میرے بعد میرے اہل اور باقی ماندہ لوگوں سے سلوک کیا تھا اس کی خبر اسے پہنچ گئی۔ تو اس نے مجھے اس واقعہ سے قبل خط حالات کچھ گڈ مڈ ہو گئے میں نے معذرت کر کے جان چھڑائی۔

اعماد و قبولیت: ...... وہاں سے آ جانے کے بعد میں نے یعقوب بن علی کے ہاں قیام کیا پھر میں نے بسکرہ کی طرف کوچ کیا وہاں کے امیر احمد بن یوسف مفرنی کے پاس ٹھہرا پس جب سلطان ابوحمو تلمسان پہنچا اور وہ اس واقعہ سے غمگین تھا۔ اور وہ ریاح کے قبائل سے دوستی کرنے لگا تا کہ ان سمیت اپنی فوجوں کے ساتھ بجایہ کے علاقوں پر حملہ کرے چونکہ زمانہ قریب میں، میں نے اپنی اتباع پر انہیں مجبور کیا اس لئے اس بارے میں انھوں کے گفتگو کی۔ اس نے ان کی باگ دوڑ قابو کر لی اور اس نے اس بارے میں مجھ پر اعتماد کرنا چاہا اور اس نے مجھے اپنی حجابت اور علامت کے لئے بلایا۔

ایک شاندار خط: ...... ابوحمو نے مجھے بند لفافے میں خط لکھا جس کی عبارت کچھ اس طرح تھی۔

اللہ نے جو نعمت دی ہے اور اس نے جو عطا کیا ہے اس پر اس کا شکر ہے تا کہ قضیہ مکرم ابوزید بن عبدالرحمٰن بن خلدون (حفظہ اللہ) جان لے۔ آپ ہمارے قابل عزت مقام تک پہنچ چکے ہیں اس لئے کہ ہم نے آپ کو بلند مقام سے مخصوص کیا ہے اور وہ ہماری خلافت کا قلمہ اور ہمارے دوستوں کی لڑی میں منسلک ہونا ہے اور ہم نے اس کے متعلق آپ کو آگاہ بھی کیا ہے۔

نیز سلطان ابوحمو نے اپنے ہاتھ کی تحریر سے بھی مجھے ایک خط لکھا۔ عبداللہ المتوکل علی اللہ موسیٰ بن یوسف لطف اللہ بہ وحارلہ۔ اور اس کے بعد کاتب کی تحریر میں یہ عبارت لکھی ہے۔ ۷ار جب ۶۹ھ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بھلائی سے آشنا کرے اور کاتب کے لکھے ہوئے اس ملفوف خط کی عبارت یوں ہے۔

''اے فقیہ ابوزید اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے اور آپ کی حفاظت کرے۔ ہمیں صحیح طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ آپ ہمارے ہاں ٹھہرنے اور محبت اختیار کرنے کو کس قدر محبت رکھتے ہیں اور قدیم و جدید زمانے سے کس قدر قوت دیتے ہیں حالانکہ ہم آپ کے اوصاف کی خوبیوں کو جانتے ہیں اور ان معارف سے بھی آگاہ ہیں۔ جس میں آپ اپنے ہمسروں سے فوقیت لے گئے ہیں اور علوم عقلیہ اور آداب حرفیہ میں پختہ ہیں اور ہمارے ''باب عالی'' کی حجابت کا کام ایسا ہے کہ اسے تمھارے ہی جیسے لوگوں تک پہنچا ہے اور آپ کے ہمسروں کے مدارج کو ہمارے قریب اور ہمارے مقام سے اختصاص اور ہمارے اسرار کے پوشیدہ امور کی اطلاع پانے تک قائم لکھے اور ہم نے آپ کو انتخاب میں مقدم کیا ہے۔ پس ہمارے باب عالی'' تک پہنچنے کے لئے عمل کرو جیسے اللہ نے بلند کیا ہے کیوں کہ اس میں آپ کی تعظیم و تعریف اور شان کی بلندی ہے۔ آپ ہمارے باب عالی کے حاجب اور ہمارے اسرار کے امین اور ہماری معزز علامت کے افسر اور اس قسم کے انعام عمیم اور پختہ خیر اور اعتناء و تکریم کے حامل ہوں گے جس میں آپ کا کوئی حصہ دار نہ ہو گا جس کے بارے میں آپ سے کوئی مزاحمت نہ کرے گا اگر چہ وہ آپ کا ہمسر ہی کیوں نہ ہو۔ پس اسے سمجھ لو اور بس اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو گا والسلام۔

زواودہ کے اشیاخ: ...... یہ شاہی خطوط مجھے اس کے خاصوزیر کے ہاتھ سے پہنچے۔ وہ اور اس غرض زواودہ کے اشیاخ کے پاس آیا تھا میں نے اس کے لئے خوب تیاری کی اور اس کی مدد بھی کی نیز میں نے اسے سلطان کے ایلچی کی بات قبول کرنے اور اس کی مذمت میں جانے کے لئے اس امارہ کیا۔ چنانچہ زواودہ کے اشیاخ اپنے سردار سلطان ابوعباس کے منحرف ہو کر سلطان ابوحمو کی خدمت میں آ گئے اس طرح اس کی مراد بھی پوری ہو گئی۔

میرا بھائی نائب بن گیا: ...... میں نے اپنے بھائی یحیٰ کو سلطان ابوحمو کے پاس بھیجا تا کہ وہ میرے کام کا نائب بن جائے اور سلطان کی مشقتوں کی کمی کا باعث بنے۔

میلان قلب ملاتے: ...... میں اب منصبوں کی گمراہی کو چھوڑ چکا تھا لیکن علم کو چھوڑنا مجھ پر گراں گزرا اس لئے میں نے بادشاہوں سے اعراض کیا اور

میں نے تدریس مضالد کے لئے کمر کس کی۔

میرا بھائی ابوحمو کے پاس:......میرا بھائی جب ابوحمو کے پاس پہنچا تو اس نے میرے بھائی کی کفالت کی پھر بعد میں اس کے ذریعے شاہی خطوط کے ساتھ غرناطہ سے وزیر ابوعبداللہ بن خطیب کا تحریری خطاب ملا کہ وہ میرا مشتاق ہے اور اس نے سلطان ابن احمر کے ہاتھ اسے تلمسان پہنچایا۔ اور اس نے وہاں سے میری طرف بھیجا۔

ایک طویل خط:......میری جان سستی نہیں ہے اور قیمت کم کرنے والا مجھے اس سے دستبردار کرے گا محبوب مجھ سے دور چلا گیا ہے اور بہرہ ہو گیا ہے تاکہ میں واپس آ جاؤں اور جدائی کمزور نیز نے مجھے عمداً کمزور کر دیا ہے اور پر جانے کے غم نے وہ کچھ کیا جو نہ ہونے والا تھا اور جب میرے غم جاتے رہے تو اس نے مجھ پر مصیبت ڈال دی میں نے اپنی آنکھوں کے آنسو سے اس کا گھاٹ بنایا پس اس نے میرے مشروب کو فراق سے مکدر کر دیا اور مجھے پیاسا کیا اور میں نے اپنے عہد کی غیرت سے اس کا لحاظ کیا تو اس نے میری امیدوں کو نا کام اور میرے زمانے کو وحشت ناک کر دیا۔

اس کے پاس میرے لئے جو رضا مندی تھی میں نے اس رضا مندی پر قیاس کرتے ہوئے جو میرے پاس تھی اس سے معاہدہ کیا اس نے میری قسم کو توڑ دیا مجھے اس کی دشمنی سے جو تکلیف پہنچی ہے اس کے باوجود میں اپنے پیاس کے ڈر سے اس کی ملاقات کا مشتاق ہوں۔ تو اس نے اس کی محبت میں میرے جنون کے متعلق دریافت کیا ہے میں نے عشق کی گرمی سے سلیمان کے جن کو نکال دیا ہے، بعد قوم سے جب کوئی آدمی کا نام لے کر پکارتا ہے تو پیاس کی عادت باقی نہیں رہتی اور قسم بخدا میں اس کے متعلق ملامت گر کی بات نہیں سنتا اور میں اس سے کنارہ کشی کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ باز آ جاتا ہے اور مجھ سے کنارہ کشی کر لیتا ہے۔ اور نہ ہی میرے دل نے کسی عابد کی مہربانی کو زیب تن کیا ہے اور نہ ہی میں نے شوق سے یہ محسوس کیا ہے کہ رحمٰن کا بندہ کیسی روز اس کی طرح دوستی نہیں کریگا۔

اچھائیاں باقی رہتی ہیں:......پس شوق نے سمندر اسے روایت کی اور یہ کوئی حرج کی بات نہیں اور صبرت، خم و پیچ سے گزرنے کے بعد بھی اس سے کئی درجے فرومایہ ہے لیکن شدت، گشاس کسی سے عشق رکھتی ہے اور حوصن اللہ کے روح کی خوشبو سے پھٹ جاتا ہے اور میں صبہ سے پتھروں کی نوک پر ہوں نہیں بلکہ کاٹنے والی خرب پر ہوں اور ماہ و سال کے مقابلے سے مجبوری کے حکم کے تابع ہوں اور آنکھ کون اس باب کا ضامن ہے کہ دیکھنے والی پسلی کو بھول جائے پا زاھد کے بھولنے کیطرح اپنے فرئی راز کو بھول جائے اور جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو تو جسم درست ہو جاتا ہے۔

تم مجھے جدائی کا داغ دیگا:......تم نے اپنی کے بعد مجھے چھوڑ دیا ہے اور صبر کے معاملے نے نافرمانی کو زیادہ کر دیا ہے میں نے کبھی ندامت سے میرے دانتوں کو کھٹکھٹایا اور کبھی میں نے آنسوؤں کی سخاوت کی۔ میں جدائی متعلق پوچھتا ہوں بعد مرفد مجھور کے پاگل سے اس سے مقابلہ کرنیوالے کے متعلق پوچھتا ہوں اور چولہے کے مثلث پائیوں سے موحدین کی منازل کے متعلق پوچھتا ہوں۔ اور ان کھنڈرات میں، میں ملحدوں کی طرح حیرت زدہ ہو جاتا ہوں تب میں گمراہ ہوں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اپنی ہیجنواب آنکھوں کے متعلق سوال کرنے والے بعد اپنے متفرق بعد مجتمع غموں سے غفلت کرنیوالے کی محبت سے سرشاد ہوں جو اکتا کر کوچ کر گیا ہے۔ اور وصل اپنی صفائی کے بعد مکدر ہو گیا ہے بعد تلوار اپنا عہد وفا کرنے کے بعد ٹوٹ گئی ہے۔

دلوں کے سہارے:......اے دل میں تیرا بہت کم شوق رکھتا ہوں میں نے تمہیں راس سے صاف محبت رکھتا دیکھا ہے جو محبت کا بدلہ نہیں دیتا پس ان میں یہاں خون کے آنسو کے بعد دل کے پھٹنے کی شکایت کر رہا ہوں اور اسے وہ غم دے رہا ہوں جو اس نے دیا ہے کیونکہ اس نے اسے دھوکہ دیا ہے۔

بہادری کی شان:......اے میرے دو دوستو ہمارا عشق کیا ہے کیا تم نے کسی مقتول کو دیکھا ہے جو مجھ سے پہلے اپنے قاتل کی محبت میں دو پا ہوں اگر امید کا عسی اور لعل نہ ہوتا نہیں۔ اس مقام کی سفارش ہے جہاں وہ اتوا ہے ناراضگی کے جھنڈے کھل چکے ہیں اور اس کی فوجیں ٹیلوں کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھی ہیں اور مچھلیوں کے نرم کماؤں کی طرح متاثر ہوتی ہیں اور مخائف اور ناقوس کے مجموع کو چٹیل میدان میں جاتی ہیں جو لگاموں میں گر پڑتا ہے لیکن اس نے یزاس جرم کی پناہ لے لی ہے جو دائیں کے بائیں عیب میں محفوظ ہے۔

عمدہ دعائیں:......اے اللہ بخش دے اور بخیل دوست کے ٹھکانے اور خیال کے جھوٹ سے اس کی کھجوروں والی قرارگاہ کو کیا نعلت ہے اور جدائی کی دوری ملحد وفاجر سے رائتسکر نے والے سے کیا نسبت رکھتی ہے جو اس بارش سے انکار کرے جو زمین میں سیاہی کو غالب کر دیتی ہے اس کر اس کے بعد مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے۔

شہر بھی نوحہ خواں ہے:......بلکہ ہم کہتے ہیں بھلے کے لئے کسی کو جگہ نہیں ہے میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں حالانکہ تو اسی شہر میں اترا ہے اور تیرے بعد دل میں شوق ہمیشہ کے لئے بیٹھ گیا ہے پس اللہ! اس زمانے کو مبارک کرے جس کی آفت تیرے قریب سے درست ہوگئی ہے اور تو اپنی بزرگی کی چولی پر اس کے موتیوں سے آراستہ ہوا ہے اور اس شائق کا کہا کہنا ہے جس نے تیری طویل دوستی سے اپنی ضرورت پوری نہیں کی اور ان کی مدد کرتی ہے گویا اس نے اس نے اپنے گنبدوں کے ہاتھوں سے شرط نہیں لگائی اور تیری محبت اس دروازے کا راستہ نہیں۔

غم خوشی کے قائم مقام نہیں:......اور اللہ نے طاقت نہیں دی کہ باوجود دوری کے غم اس کے گھر کے قریب ہو جائے اس کے مقابلے میں جس کا گھر غم سے صاف ہے پس اگر فراق کا کارام رغبت دلانے والا ہے تو پھر بھی وہ غائب کا قائم مقام نہیں ہوتا اور میں خسگوا اور سوار وغل کرتا ہوا اترا شاید کہ ملاقات کی جگہ قریب ہو اور اس کی بات صحیح اور غریب بیان کی بات ہے۔ اے میرے آقا ان روشن شمائل اور حصائل کا کیا میں کی بارئیں بکثرت ہیں۔

یہ آئیں:......اس کے دل میں کوئی خیال گزرتا ہے جس دل دوری سے خوف کھاتا ہے اور جدائی کی آندھی سے اس کا فتیلہ بھیج گیا ہے یا اس کی شان کی شاہی بارش رحم کرے اور شوق، عاشق کے تعلقات توڑ دیتا ہے اور وہ کمزوری جو اس کے شان دار خیموں سے کوتاہی اور پوشیدہ رہتی ہے اور معاملہ بہت بڑا ہے اور اللہ ستاری کرتا ہے کہ عرن تجھے اس گرم ہوا کی لپیٹ سے جو بھڑ کنے کے بعد تجھے نقصان دینے والی ہے۔

بھلائی کی طرف ہدایت:......اے وہ شخص چلا گیا ہے اور ہوائیں اس کی وجہ سے مشتاق ہیں کہ اس کی خشبو مہکے اور جب تو سلام بھیجتا ہے کہ انہیں کس نے زندہ کیا ہے اور اگر تو نے وہاں ہمارے اسلاف کو زندہ کیا تو وہ تجھو پر افدا ہوں گے اور اللہ تجھے بھلائی کی طرف ہدایت دے گا اور ہم کہتے ہیں جو تجھ سے محبت کرنے والا گروہ ہیں کہ تو اسے مرغ کا انڈا اور عذر نہ بہا میں تجھ سے مفلس فقیرہ کے ساتھ خطاب کی برأت نہیں کر سکتا اور میں نے بتری خراب کے قریب خوشی سے آواز بلند کی اور اس نے اپنا فرمان بھیجا اور ادب کے ہاتھ کوئی خوشحال نہیں مگر وہی سیاست جو وہ چلتا ہے اور اس کے راز دار خاتمہ ہے اور رائن تجربہ کار خوشی ہے اگر چہ وہ بیابان میں مشغول ہے پس یہ قیاس فاروق ہے جس نے انہیں قدر اور فیصلے کو مہیا کیا ہے اور اس کی محبت اور احسان نے ناپسندیدہ بات کو مجھ پر آسان کر دیا ہے جس کا اقتضاء یحییٰ نے کہا ہے اللہ اس کلی زندگی کو آئیں۔

ذہین کلام اور غم کی خوشی:......ہاں وہ دھوکہ کھا کر بلکہ سوالی بن کر تیرے گروہ کی طرف آیا اور اس نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا اور اس سے نیکی کر کے خوش ہوا اگر چہ وہ شرمندگی سے زدہ وہ وصل کی جستجو میں پہلا چھوڑنے والا نہیں ہے یا ہجر کی طرف کھجور بھیجنے والا شخص نہیں اور آج میرے اور ذہین کلام اور غم کے خوشی اور شعر خوال کے درمیان حائل ہو جانے کے بعد بڑے لوگوں کی گفتگو میں قلبی گھوڑوں کے دوڑانے اور مریض کے تعریض سے غافل ہو جانے آ گیا ہے اور سفید بال نیزوں کی طرف بکھرے ہوئے ہیں جو رائیوں کے سیاہ نقطوں سے زندگی کے راستے کو خوف زدہ کرتے ہیں۔

اللہ سے بخشش کی دعا:......اللہ تجھے زندہ رکھے تر و تازہ اور جو مطمع سے کوتاہی کرے اسے بخش اور کمزور آنکھ سے دیکھ اور ثواب کے لباس کو غنیمت جان اور کچھ سوزش کو جواب سے دور اور تو نے جس چیز پر قابو پایا اللہ اس میں تیری ملاقات کا قوت کیا کریم امکان میرے بیٹے کے جلال کے جلال پر اعتماد کرتا ہے۔

باغ پر آنسوؤں کی شبنم:......اے میرے آقا اجلال والتفات کے ساتھ اور میرے بھائی محبت واعتقاد کے ساتھ اور میرے بیٹے کا مقام شفقت ہے جو میرے دل میں جا گریں تمھاری فروں کا افتاد والقطاع مجھ پر گراں ہے میں نے چاہا کہ اس کے ذریعے آپ تک اپنی آرزو پہنچاؤں اور تم سے ورے جو رکاوٹیں ہیں دور ہو جائیں اگر چہ میں تمھاری محبت میں امیراب نہ ہونے والے پیاسے اور طبی خدو سے گزر کر پر نہ ہونے والے کھانے والے کی طرح ہوں اس سلام کے پہنچانے کے بعد جس کے باغ پر آنسوؤں کی شبنم پڑی ہے اور شوق قدیم کی پختگی اور دردناک دوری کی شکایت اور جو مشکلات کو آسان

کرنے والا ہے اور بعید کو قریب کرنے والا ہے اس کے قریب کے متعلق کرنے کے بعد میں آپ سے آپ کے متعلق اس شخص طرف سوال کرتا ہوں۔

بلند شان ریاست:......جو آپ کے نزدیک بہت دور ہے اور اس کا بسکرہ میں ٹھہرنا باعث رشک ہے کیونکہ یہ مشہور اور بلند شان ریاست ہے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے یہ فضلاء کی غات گاہ ہے اور بلند قد اانسانوں کی خیمہ گاہ ہے۔

اللہ سے محبت:......اللہ کا شکر کرو اور آرزوں کے معاملہ میں میانہ روی اختیار کرے اور اس کامل ذات کو مشغول میں ڈالنے سے بچو پس دنیا کے مریض کا مسکلوب جسمیں ہے اور گھراؤ کرنے والی رکاوٹیں بہت ہیں اور حاصل، حسرت ہے، او عاقل پر وہ استغراق عاسب نہیں کرتا جس کا آخیر موت ہو۔وہ اس سے ضروری چیز ے لیتا ہے اور آپ جیسے شخص کو لوگوں کے ساتھ عافیت، عمر کے تقاضے کے مطابق کھانے پینے کی چیزوں کو خود نہ حاصل کرنے سے درماندہ نہیں کرتا ہی اور اللہ ہمیں کافی ہے

جیان کی تباہی:......بلاد اسلام اور دبرہ عار بن بعہ اور سہلہ کے قلعے کے درمیان جدائی کرنے والا ہے پھر اشبیلیہ کی بلٹی ظریہ میں بزور قوت راخل ہوتا اور دراالخلا فے کرہ فتح کر کے تقریباً پانچ ہزار قیدیوں پر قبضہ کرنے اور دن دھاڑے قریطبہ اور جیان شہر کو فتح کرنے اور جانبازوں کو قتل کرنے اور اولا دکو قیدی بنانا اور آثار کو مٹانا یہاں تک کہ وہاں آبادی کا نہ ہونا پھر زندہ شہر کا فتح کرنا جس کے بھرپور ہونے نے جان کو تباہ کر رہا۔

کہا انصاری کی ایک پارٹی:......آج شیخ ابوالحسن علی بن بدادینؒ کی وفات کے بعد عبدالرحمٰن بن علی بن سلطان ابی علی اندلس کے غازیوں کا شیخ ہے۔اور وہ میرے آقا امیر مذکور اور وزیر مسعود بن راحو اور عمر بن عثمان بن سلیمان کے لوٹ آنے کے بعد وہاں ٹھہر گیا تھا اور مضاری کے ملک کا سلطان بصرہ اپنے ملک اشبیلیہ کی طرف واپس آ گیا اور اس کا بھائی اس کی مخالفت میں قتالہ اور قرطبہ کے ساتھ اس پر حملہ کرنے والا ہے، اس نے کہا انصاری کی ایک پارٹی بنائی جو اپنی جانوں کے متعلق خوف زدہ ہیں۔اور اس کے بھائی کے داعی ہیں اور مسلمانوں نے اس ہوا کے چلنے کو غنیمت سمجھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے غلبے اور بھلائی کے دروازے میں ان کے لئے مہربانی کی ہے جس کی امید میں وہ بھی گزرتا تھا اور سلطان......اللہ نے اس کے بعد لقب اختیار کیا اور اس نے فتوحات کے متعلق مختصر اور پر مفصل گفتگو کی۔

دو اجزاء کا شائع کرنا:......اور اللہ تعالیٰ اس کے لکھنے اور اصلاح کرنے میں اور مدد کرنے اور مجھ سے الگ جز صادر ہوا جس کا میں نے الغیرۃ علی اہل الخیرۃ، نام رکھا اور ایک جز کا نام "حمد الجمھور علی السنن المشھور" رکھا اور جوھبری کی کتاب کا انکار میں لگا رہا۔اور اللہ تعالیٰ کام میں معین و مددگار ہوتا ہے۔جس سے ہم اس عرصہ کو قطع کرتے ہیں۔جو تم کے قریب شروع ہونے والا ہے اور تاریخ پر قائم رہنا والا مطلوب اس سیارت بعد فرزندی سے تعلق رکھتا ہے۔

خط کی عبارت:......محب داعی ابن الخطیب کی طرف سے ۲ جمادی الاولیٰ ۶۹ھ میں نے اسے جواب دیا اور جواب کی عبارت یہ تھی۔

بزرگی اور بلندی کے لحاظ سے میرے آقا اور مہربانی حسن سلوک کے لحاظ سے میرے والد کے قائم مقام! جب سے مجھ سے آپ سے گھر دور ہوا ہے اور دوری ہمارے درمیان مستحکم ہو گئی اور میرا شوق قائم رہا ہے اور میرا کان تمہاری خبریں سنتا رہا ہے میرا خیال ہواؤں کے ہاتھوں سے تمہارے خط وصول کرتا ہے یہاں تک کہ آپ کا خط ملا جس میں حقیقت حال دریافت کی گئی ہے پس میرے دل کے بھولا بسرہ مردہ اٹھ کھڑا ہوا۔

حکومت کے شرف کا عنوان:......خط اس حکومت کے شرف کا عنواں ہے اور وہ میری اس تعریف سے جو میں نے اس کے مناقب کی وضاحت میں لکھی خاموشی رہا اللہ اس پر اپنے فضل کا احاطہ کرے اور مسلمانوں کو اس مسافر کے سکول سے جو بے قراری شوق اور حیرت سے پیدا ہوتا ہیت شاء کام کرتا ہے اور قریب ہے اس سے اور دار لفسر یز کے منہدم کرنے سے دور ہوتی ہے اور اگر میں غیب دات ہوتا تھا زیادہ بھلائی حاصل کر لیتا اور اگر سیادت کریمہ، حال کی طرف دیکھے تو آپ جانتے ہی ہیں کہ امیر کے ساتھ چلنے اور زمانے کے نصیبے پر غالب آ جانے اور غفلت کو عمر سے ختم کر دینے کے ساتھ دیکھا ہوگا کیا مجھے امیدوں کے ساتھ اوپر کی طرف جانا سود مند ہوگا جب نصیبہ راستے کے نشیب میں ہے۔

لاعلاج بیماری سے شفا:......اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی طرف واپس لے جانے اور شاید تمہاری عظمت نافعہ میں اس لاعلاج بیماری سے شفا ہو اور

نوازش الٰہی اس ریاست مزنیہ کی مددگار ہے اور وہاں تجھے مکمل حفاظت حاصل ہے۔

جلیل القدر رفتوحات:......اور مجھے میرے آقا نے ان عجیب وغریب تصانیف کے متعلق بتایا جو اس سے ان جلیل القدر فتوحات میں صادر ہوئی تھیں اور میں اور میری محبت قسم کہ اگر وہاں تحفہ بازی ہوتی تو جو میں کوتاہی کی ہے اس پر مجھے بار بار پشیمانی ہوتی ہے۔

حسن سیاست اور رعایہ کے انتظام:......اور اب رہی بات اس علاقے کے حالات کی، تو وہ اس سے زیادہ نہیں جو تم سلطان ابواسحٰق بن سلطان ابویحیٰی کے تونس میں انتقرار کرنے سے معلوم کر چکے ہو وہ شیخ الموحدین ابو محمد بن تافراکین کی وفات کے بعد دار الخلافے میں خود مختار تھا اور وہ اپنی زندگی میں وطن کو تنگ کرنے والا تھا اور اگر وہ حسن سیاست اور بجایہ کے انتظام سے ہماری حکومت کی جگہ حاکم قسطینہ اور بونہ پر قابو پالیتا تو انہیں رعایا اور راستوں سے زیادہ احسان دینار۔

مغرب اقصیٰ وادنیٰ کے حالات:......اور مغرب اقصیٰ وادنیٰ کے حالات کا آغاز تمہارے پاس ہے اور مشوق کے حالات یہ ہیں کہ حاجیوں نے اس سال اس کے اختلال اور اس کے سلطان کے باغی ہونے اور اجڑ لوگوں کے اس تمت پر کودنے اور محلات اور

جدائی کی وجہ سے محبت کا شوق:......کاش تم کے جہاد کی طرف سفر کرنے کی رسم نیابت ادا میں کی گئی اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ میسر کر دے گا اور قسم بخدا میں نے تمہاری طرف خط پہنچانے کوتاہی ہوتو ہو، یہاں تک کہ میں نے مغرب سے سنا کو وہاں سے قافلہ آ رہا ہے مجھے معلوم نہیں آپ کو اس کی کچھ خبر پہنچی ہے یا نہیں، باقی تھا حالات اسے ہی میں آپ چھوڑ گئے تھے اور آپ چھوڑ گئے تھے اور آپ کے دوست خیریت سے ہیں اور تمھاری جدائی کی وجہ سے محبت وشوق کے باعث تکلیف محسوس کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی طاقت نہیں کہ وہ تمہاری حفاظت کرے اور آپ کے امور کا متولی ہو والسلام علیکم ورحمتہ القدیر کانہ۔

گفتگو کا بڑا طول:......میں نے ان گفتگوؤں کو بڑا طول دیا ہے حالانکہ بظاہر یہ کتاب کے مقصد سے تعلق نہیں رکھتیں کیونکہ ان میں بکثرت میں حالات کی تفصیل ہے۔

سلطان ابوحمو کی قبائل ریاح سے دوستی:......پھر سلطان ابوحمو ہمیشہ ہی بجایہ پر چڑھائی کرنے اور اس کے لئے قبائل ریاح سے دوستی کرنے اور اس بارے میں میری مدد پر اعتماد کرتے ہوئے کام کرتا رہا اور اس کے ساتھ بنی حفص کے حاکم تونس سلطان تونس ابواسحٰق میں سلطان ابوبکر کے ساتھ اس کا تعلق ہو گیا کیونکہ اس کے بھائی کے درمیان جو بجایہ اور قسطینہ کا حاکم تھا عداوت پائی جاتی تھی جو نسب اور ملک کی تقسیم کا تقاضا کرتی تھی اور وہ ہر وقت اپنے وفد اس کے پاس بھیجتا تھا اور وہ بسکرہ میں میرے پاس سے گزرتے تھے پس دونوں کے ساتھ گفتگو کرنے سے تعلق پختہ ہو گیا۔

ابوزیان کی تلمسان میں آمد:......سلطان ابوحمو کا چچازاد بھائی ابوزیان بجایہ سے بھاگنے کے اور اپنے پڑاؤ میں کھلبلی پڑ جانے کے بعد اس کے'' پیچھے پیچھے تلمسان آیا اور تلمسان کے نواح میں اس نے حملہ کر دیا مگر ابوزیان کو کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ اور پھر حصین کی طرف واپس آ کر وہاں مقیم ہو گیا۔ جبکہ اہل حصین نے اسکا احاطہ کر لیا اس طرح ابوزیان کے خلاف مغرب وسطیٰ میں نفاق پھیل گیا مگر ابوزیان ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا رہا جسکی وجہ سے اس کے اردگرد کافی لوگ جمع ہو گئے۔

ابوحمو زیان کی طرف:......پھر ۷۶۹ھ میں ابوحمو اپنی فوجوں کے ہمراہ حصین اور ابوزیان کی طرف گیا لیکن اہل حصین نے جبل تیطری میں پناہ لے لی ابوحمو نے مجھے زواودہ سے مدد مانگنے کے بارے میں پیغام بھیجا۔ تا کہ اس کمک کے ذریعے صحراء کی جانب سے شرپسندوں کی تاکہ بندی کی جاسکے۔

ابن خلدون ابوحمو کی مدد میں:......ابوحمو نے ان کے شیخ یعقوب علی جو محمد کی اولاد کا سردار تھا اسے اور بنوسیاع بن یحیٰی کے سردار عثمان بن یوسف کو خط لکھا کہ ہمارے پاس آ جاؤ۔ نیز ابوحمو نے اپنے ہم وطن ابن مزنی کو لکھا کہ ہماری مدد کو پہنچو۔ چنانچہ وہ لوگ بھی اس کی مدد کو پہنچے اور ہم بھی اس کی مدد کے لئے تیطری کے لئے میں جا اترے۔ جبکہ سلطان نے ٹیلے کی جانب سے ابوزیان کا محاصرہ کر لیا تھا چنانچہ سلطان جب ان کے معاملے سے فارغ

ہوا تو ہمارے ساتھ بجایہ کی طرف گیا۔

ابن خلدون پر حملہ:.....جب بجایہ کے حاکم ابوعباس کو اطلاع ملی تو اس نے ریاح کے قبائل میں کے اپنے دوستوں کے ساتھ قطفا کی اس گھاٹی کی طرف پڑاؤ کرلیا جو میلہ کی طرف جاتی ہے۔ ابھی ہم اسی حالت میں تھے کہ زغبہ کے مخالفین میں سے بنوعامر کا سردار خالد بن عامر اور سوید کے سردار یہ سب اکٹھے ہوگئے۔ چنانچہ انھوں نے قطفا کے مقام پر ہمارے اوپر حملہ کردیا۔

افسوس منزل مقصود امید کی حد تک رہی:.....پس زواودہ کے قبائل بھاگ گئے اور ہم میلہ اور پھر الزاب کے جانب پیچھے رہ گئے۔ جب کے دوسری طرف سے زغبہ تیطری کی طرف چلے گئے، اور وہاں ابوزیان اور حصین کے ساتھ مل کر انھوں نے ابوحمو کی چھاؤنی پر حملہ کردیا۔ چنانچہ ابوحمو شکست کھا کر تلمسان واپس آ گیا۔ اس سے کے بعد ابوحمو زغبہ اور ریاح سے لگاؤ رکھنے لگا اور اپنے وطن اور چچازاد بھائی پھر سالہا سال حملہ کرنے کی امید کرتا رہا۔

ابن خلدون کی کوشش:.....لیکن میں اس کی مشایعت میں اپنے حال قائم رہا اور اس کے اور زواودہ اور تیونس کے حاکم سلطان ابواسحٰق اور اس کے بیٹے خالد کے درمیان اُنس ومحبت پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں:.....تقریباً اسی عرصہ زغبہ نے ابوحمو کی اطاعت اختیار کرلی۔ امید بہار کی خاطر حصین و بجایہ سے اپنے دل کو شفا دینے کے لئے تلمسان سے تیار ہوا ۱۷۷ھ کے آخر سلیمان کی اولاد میں سے تھی کے ہمراہ اس کے حالات معلوم کرنے کے لئے گیا۔ لیکن ہم اس سے بطحاء میں ملے اور اس نیہمارے ساتھ الجزائر میں ملنے کا وعدہ کیا۔ عرب اسے اپنے اہل کے پاس واپس لے گئے۔ اور میں ان کے بعد بعض اعراض کو پورا کرنے اور ان کے پاس جانے کے لئے پیچھے رہ گیا اور میں بطحاء میں اسے عیدالفطر پڑھائی خطبہ دیا اور عید گاہ سے واپس آتے وقت اسے ان اشعار میں عید کی مبارک دی۔

عید مبارک کے اشعار:.....ان گھروں کو علی الصبح سلام کہو۔ اور ان کے درمیان پریشان حال سواریوں کو ٹھہرا اگر کھنڈرات نے تیری آنکھوں کے آنسوؤں کو نہیں دیکھا تو ان سے دریافت نہ کر اور انھوں نے تیری پلکوں سے وعدہ کرلیا کہ وہ بعد کے باوجود بفضیل کو نہیں دیکھیں گی۔ بسا اوقات ان گھروں میں رہنے والوں کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔ حالانکہ مسافروں کی منزلیں غم کے باعث بول نہیں سکتیں۔ حالانکہ کسی زمانے میں وہ خوشی کے ساتھ بات کیا کرتی تھیں۔

یہ ایک طویل قصیدہ ہے لیکن اس میں سے مجھے یہی اشعار یاد رہ گئے ہیں۔

ہمیں ایک نئی خبر بھی ملی:.....اسی اثناء میں ہمیں اطلاع ملی کہ مغرب اقصیٰ کے حکمران سلطان عبدالعزیز (جو بنومرین میں سے تھا) نے مراکش میں جبل عامر بن محمد پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور ایک سال سے اس کی ناکہ بندی کر رکھی ہے اور سلطان عبدالعزیز نے عامر بن محمد کو فاس میں لاکر اذیتیں دے دے کر ہلاک کردیا ہے۔

ادلے کا بدلہ:.....سلطان عبدالعزیز نے تلمسان پر حملہ کرنے کا بھی عزم کرلیا چونکہ سلطان ابوحمو نے عبدالعزیز کے محاصرہ کے دوران مغرب کی سرحدوں پر حملہ کیا تھا اس خبر کے پہنچنے پر سلطان ابوحمو کو اپنے کیے پر پریشان ہوئی اور واپس تلمسان لوٹ آیا اور زغبہ کے قبائل میں سے بنوعامر کے مددگاروں کے ہمراہ صحراء کی طرف نکل جانے کی کوشش کرنے لگا۔

ابن خلدون کی اندلس واپسی:.....ابوحمو نے فوج جمع کی اور لوگوں کو ہدایت کی اور عیدالاضحیٰ گزاری اور میں نے بلاد ریاح کی طرف جانے سے عذر کے باعث اس سے اندلس واپس جانے کی اجازت مانگی اس نے مجھے اجازت دے دی اور سلطان ابن الحمر کی طرف مجھے ایک خط دے دیا اور میں حنین کی بندرگاہ کی طرف واپس لوٹ گیا۔

حاکم مغرب فوجوں کے ہمراہ:.....اسی دوران ان ابوحمو کو اطلاع ملی کہ مغرب کا حاکم اپنی فوجوں کے ہمراہ تازا میں جا اترا ہے تو وہ میرے بعد

تلمسان سے بطحاء کے راستے صحراء کی طرف بھاگ گیا۔لیکن میرے لئے حنین سے براستہ سمندر جانا مشکل ہو گیا۔ چند ایام کے لئے میں رک گیا۔

اسی دوران سلطان عبدالعزیز کو اطلاع ملی کہ میں حنین میں مقیم ہوں۔ نیز اسے یہ بھی خبر پہنچی کہ میرے پاس ایک امانت ہے جسے میں اندلس کے حاکم کے پاس پہنچانا چاہتا ہوں۔ یہ سارا قصہ عبدالعزیز کو ایک خواہش پرایک آدمی نے لکھ بھیجی۔

چنانچہ سلطان عبدالعزیز نے مجھ سے امانت لینے کے بارے میں الجھاؤ کیا اور وہ خود تلمسان چلا گیا۔ اور اس کی بھیجی ہوئی جماعت مجھے حنین میں ملی جماعت نے مجھ سے حالات معلوم کیے مگر وہ حالات کی صحت پر کماحقہ مطلع نہ ہو سکے۔ پھر وہ مجھے سلطان عبدالعزیز کے پاس لے گئے مگر وہ مجھے تلمسان کے قریب ملا اور اس نے مجھ اس امانت کے متعلق خبر پوچھی مگر میں نے اسکا انکار کر دیا۔ اس نے مجھے ان کا گھر چھوڑنے پر سرزنش کی۔ فی الحال میں نے اس سے معذرت کی چونکہ عمر بن عبداللہ ان پر کنٹرول رکھتا تھا۔

ان ہی سے اللہ نے میری مدد کی:...... چنانچہ اس کی مجلس کے ایک بڑے آدمی اور سلطان عبدالعزیز کے باپ کے دوست اور اس کے دوست کے بیٹے ونزمار بن عریف اور اس کے وزیر عمر بن مسعود بن مندیل بن حامہ نے میری شہادت دی۔ ان کی اس بندہ پروری نے مجھے نوازشات میں گھیر لیا۔ نیز اس نے بجایہ کے متعلق دریافت کیا چونکہ وہ بجایہ پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کا راستہ مزید آسان کر دیا۔

ابن خلدون شیخ ابومدین کی خانقاہ میں:...... یہ رات میں نے قید میں گزاری پھر دوسرے دن اس نے مجھے رہا کر دیا۔ میں وہاں سے شیخ ولی ابو مدین کی خانقاہ میں چلا گیا اور علم کی خاطر علیحدگی کو ترجیح دی اور میں ابو مدین کے پڑوس میں مقیم رہا۔ اے کاش میں اسے اگر نہ چھوڑتا۔

مغرب کے حکمران سلطان عبدالعزیز کا بنوعبدالواد کی مدد کرنا

جب سلطان عبدالعزیز نے تلمسان آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور بطحاء میں سلطان ابوحمو کو اس کی خبر ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور وہاں سے اپنی قوم اور بنو عامر کے اپنے مددگاروں کے ساتھ بلاد ریاح کی طرف چلا گیا۔

سلطان عبدالعزیز نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی کو فوجیں دے کر ابوحمو کے تعاقب میں بھیجا اور اپنے دوست ونزمار کے ساتھ مل کر زغبہ اور معقل کے قبائل کو ابوحمو کے خلاف متفق کیا۔

یہ دنیا والے چھوڑتے نہیں:...... پھر سلطان نے جب میری طرف نگاہ دوڑائی تو مجھے اس نے قبل بلاد ریاح کی طرف بھیجنا مناسب سمجھا تاکہ میں اس کی پیش رفت کے لئے راہ ہموار کر سکوں۔ چونکہ سلطان ریاح کو اپنی کمان میں لانے سے کسی قدر مایوس ہو چکا تھا۔ پس سلطان نے مجھے ولی ابو مدین کی خانقاہ کے قریب ایک خلوت گاہ میں بلایا۔ حالانکہ میں تدریس علم میں منہمک ہو چکا تھا اور دنیاوی بکھیڑوں سے انقطاع کا عزم کر چکا تھا۔

جب اس نے مجھے زیادہ مجبور کیا تو جبراً مجھے یہ طریق اختیار کرنا پڑا پس مجھے اس کی بات ماننے کے سوا چارا نہ تھا۔ چنانچہ اس نے خوش ہو کر مجھے خلعت عطا کی سواری دی اور شیخ زواوہ کو لکھا کہ وہ میرے حکم کو مانیں اور اس کے جو احکام ان تک پہنچاؤں وہ بھی مانیں۔

میری واپسی:...... پس میں عاشوراء ۷۷۲ھ میں واپسی لوٹ آیا۔ میں واپسی کے بعد وزیر کو اس کی فوجوں سمیت ملا اس دوران معقل اور زغبہ کے عرب قبائل بطحاء میں مقیم تھے چنانچہ میں نے وزیر سے ملاقات کر کے اسے سلطان کا خط دیا۔ اس روز ونزمار نے میری مشایعت کی اور اپنے بھائی محمد کے متعلق مجھے وصیت کی جسے ابوحمو نے اسوقت گرفتار کر لیا تھا۔ چنانچہ ابوحمو اسے قید سے نکال کر اپنی چھاؤنی میں لے گیا اور ونزمار نے مجھے ممکن حد تک اس کی رہائی کے بارے میں کوشش کرنے کی تاکید کی تھی اور اپنے بھتیجے عیسیٰ کو سوید کی ایک جماعت کے ساتھ میرے ساتھ بھیجا جو مجھ سے آگے نکل گئے۔

ابن خلدون بلاد ریاح میں:...... اتنے میں خرج بن عیسیٰ نے ان کو اپنے چچا ونزمار کی وصیت کی اطلاع دی تو انھوں نے ابوزیان کا عہد توڑ دیا اور اس کے ساتھ آدمی بھیجے جنھوں نے اسے بلاد ریاح میں پہنچا دیا۔ اور وہ اولاد یحییٰ بن علی بن سباع کے پاس جا اترا۔ پھر وہاں سے صحراء کی طرف چلے تھے جبکہ میں بلاد ریاح کی طرف واپس لوٹ آیا۔

ابن خلدون مسیلہ میں:...... بلادریاح سے ہوتے ہوئے مسیلہ پہنچا تو میں نے ابوحمو اور قبائل ریاح کو دو چھاؤنیوں میں سباح بن یحییٰ کے لڑکوں کے وطن کے قریب ہی پایا۔ چنانچہ سباع بن یحییٰ کے لڑکے کے ابوحمو پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ ابوحمو نے انہیں عطیات دیئے تا کہ وہ اس کے پاس جمع اہن۔ جب یہ لوگ میرے پاس آئے تو میں نے انہیں سلطان عبدالعزیز کی تابعداری پر انہیں آمادہ کیا۔ نیز ان کے سرداروں کو میں نے وزیر ابوبکر بن نمازی کے پاس بھیجا چنانچہ سردار وزیر کو ہر واصل کے پاس ملے تو انھوں نے اس کی اطاعت کرلی۔ وزیر ابوبکر ان کی دعوت میں اکرا پنے دشمن کے تعاقب میں اپنے ملک میں داخل ہوا اسی دوران میں مسیلہ سے بسکرہ میں واپسی آ گیا۔

ابن خلدون بسکرہ میں:...... میں بسکرہ میں میں یعقوب بن علی سے ملا تو یعقوب بن علی اور ابن مزنی نے سلطان عبدالعزیز کی اطاعت پر اتفاق کیا اور یعقوب بن علی نے اپنے بیٹے کو ابوحمو کے ساتھ ملاقات کرتے کے لئے بھیجا۔ دوسری طرف خالد بن عامر نے بنو عامر کو حکم دیا کہ وہ انہیں اپنے وطن آنے اور سلطان عبدالعزیز کے وطن سے دوری اختیار کرنے کی دعوت دے۔ پس اس نے اسے مسیلہ سے صحراء کی طرف جاتے پایا اور اسے دوسن میں ملا اور وہ رات بھر انہیں یہ بات پیش کرتا رہا کہ وہ اولادبنی سباع کے وطن سے اپنے وطن کی عزت منتقل ہو جائیں۔ جو الزاب کے مشرق میں ہے۔

ابوحمو پر زبردست حملہ:...... یہ دن اس نے اسی طرح گزارا اور دن کے آخری حصہ میں گھاٹی کی جانب غبار دیکھا چنانچہ وہ غبار کا سبب دریافت کرنے گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اچانک انہیں گھوڑوں کے سنے رونما ہوتے ہوئے دیکھے۔ نیز بنو مرین معقل اور زغبہ کے ان لوگوں نے راستہ دکھایا تھا جنھیں اس نے مسیلہ سے بھیجا تھا جب وہ خیمہ گاہ کے قریب ہوئے تو انھوں نے غروب آفتاب کے ساتھ ہی حملہ کر دیا بنو عامر بھاگ گئے اور سلطان ابوحمو کسی خیمہ گاہ اور اس کی قیام گاہ میں اور اموال لوٹ لئے اور خود ابوحمو رات کی تاریکی میں بچ گیا اور اس کے بچوں اور بیویوں کی جمعیت پریشان ہوگئی۔

ابن خلدون اپنے اہل وعیال کے پاس:...... اس گھبراہٹ میں محمد بن عریف کہیں چلا گیا جیسے اس کے موکلین نے رہا کر دیا اور وہ وزیر اور اس کے بھائی ونزمار کے پاس آیا اور انھوں نے اس کے مناسب حال اسکا استقبال کیا اور وزیر ابوبکر بن نمازی نے کئی روز تک دوسن میں قیام کیا اور ابن مزنی نے اپنی بربادی کا اسے پیغام بھیجا اور اسے بافراغت توشہ اور چارہ دیا اور مغرب کی طرف واپس چلا گیا اور میں اس کے بعد کئی روز تک اپنے اہل کے پاس بسکرہ میں ٹھہر گیا۔

ابن خلدون کا ایک عظیم وفد کے ہمراہ سلطان کے پاس جانا:...... میں زواوہ کے ایک عظیم الشان وفد کے ہمراہ سلطان کے پاس گیا جنکی قیادت یعقوب بن علی اور ابو دینار اور ان کے دیگر اہم شخصیات کر رہی تھیں۔ لیکن وزیر ابوبکر ہم سے پہلے تلمسان چلا گیا۔ جب ہم سلطان کے پاس گئے تو اس نے ہماری خوب خاطر داری اور مہمان نوازی کی۔ اس جیسی مہمان نوازی بعد میں ہم نے کبھی نہیں دیکھی۔ پھر ہمارے بعد وزیر ابوبکر نمازی صحرا میں آیا اور اس نے بنو عامر کے محلات کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں تباہ کر دیا اور وہ جمعہ کے روز سلطان کے پاس آیا اور اس کے بعد اس نے زواوہ کے وفود کو اپنے اپنے علاقے کی طرف واپسی جانے کی اجازت دے دی حلانکہ وہ وزیر اور اس کی دوست کی آمد کا منتظر تھا۔ پس انھوں نے اسے الوداع کہا اور اس نے حد درجہ احسان کیا۔

ابن خلدون کی کوششیں:...... پھر اس نے زواوہ کے قبائل سے ابوزیان کے نکالنے کے بارے میں غور فکر کیا کیونکہ وہ اس کے حصین کی طرف واپس چلے جانے سے کافی خوفزدہ تھا۔ پس اس نے مجھے اس کے بارے میں حکم دیا اور اس نے مجھے اسے ان سے واپس کرنے کے بارے میں آزادی دے دی تو میں اس کام میں کوشاں ہوگیا۔ حصین کے قبائل نے سلطان سے خوف محسوس کیا اور اس سے بگڑ گئے اور وزیر کے ساتھ جس جنگ ہو گئے تھے اس سے واپسی پر اپنے اہل کے پاس چلے گئے۔ اور انھوں نے ابوزیان کو اولاد علی بن یحییٰ کے پاس بلانے میں جلدی کی۔ اور انھوں نے اسے ان کے درمیان اتارا۔

ایک نمودار ہونے والا بچہ:...... لوگوں میں پھر نئے سرے سے اختلافات پھوٹ پڑے اور یوں مغرب اوسط میں آگ بھڑک اٹھی۔ اسی دوران

مغراوہ میں بادشاہ کے گھر میں ایک بچہ نمودار ہوا جو حمزہ بن علی بن راشد تھا جو کہ وزیر ابن نمازی کے پڑاؤ کے بلاد پر قبضہ کر لیا اور سلطان نے اپنے وزیر عمر مسعود کو فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور اس کی بیماری نے اسے درماندہ کر دیا اور میں اسوقت بسکرہ میں حالت انقطاع میں تھا اور وہ میرے اور سلطان کے درمیان خط وکتابت اور پیغام کے سوا ہر چیز میں حائل ہو گیا۔

وزیر ابن خطیب کا خوف:......اور انہی دنوں جب کہ میں بسکرہ میں تھا مجھے اطلاع ملی کہ وزیر ابن خطیب اندلس کے سلطان سے خوف محسوس کر کے بھاگ گیا ہے۔ چونکہ اسے اس پر قابو حاصل تھا۔ اور ہمرازوں نے اس کے متعلق بہت چغلیاں کی تھیں پس اس نے سلطان کی اجازت سے مغربی سرحدوں کو دیکھنے کے لئے سفر کیا اور جب وہ بندرگاہ سے قبل جبل الفتح کے سامنے آیا۔ تو وہ جبل میں چلا گیا اور اس کے ہاتھ میں اپنی آمد کے متعلق القائد کی جانب سلطان عبدالعزیز کا عہد تھا اور وہ اس وقت سمندر پار کر کے سبتہ چلا گیا اور تلمسان میں سلطان کے پاس گیا اور جمعہ کے بعد اس کے حضور پیش ہوا۔ اور سلطان نے اس پر نعمتوں کی بارش کر دی۔

کچھ رلی ملی باتیں:......چنانچہ ابن خطیب نے مجھے تلمسان سے خط لکھا جس میں مجھے اپنے حال سے آگاہ کیا اور مجھ پر کچھ ناراضگی کا اظہار بھی کیا کیونکہ اسے اندلس میں میری پہلی بات کی اطلاع مل چکی تھی مگر اب مجھے اسکا خط یاد نہیں رہا اور میں نے اسے جو جواب دیا اس کی عبارت یہ تھی۔

ابن خطیب کو ابن خلدون کا خط:......الحمد للہ ولا قوۃ الا باللہ ولا راد لما قضی اللہ، اے میرے آقا اور بہترین ابدی خیر ہے اور مضبوط کڑے جس سے میں نے اپنے ہاتھ پیوست کیا ہے میں آپ کو وہ سلام کہتا ہوں جو مخدوم کو آمد پر کیا جاتا ہے اور متوع بادشاہ کے لئے جس قسم کا حضوع کیا جاتا ہے ایسا خجوع کرتا ہوں۔ بلکہ میں آپ کو وہ سلام کرتا ہوں جو عاشق معشوق کو کرتا ہے اور رات کو چلنے والا روشنی جمع کو کرتا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ میرے حسنی تعلق کو خوب جانتا ہوں اور آپ کی تعلیم وتعریف میں دور ترین حدود تک جانے والا ہوں اور آفاق میں آپ کے مناقب اور ایک اچھی عادت کو مشہور کرنے والا ہوں جسے اللہ جانتا ہے اور وہی کافی گواہ ہے آپ جانتے ہیں کہ ہمارا تعلق بہت بلند ہے اور اس میں اولوآخر خاضر رنمائب میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا اور آپ میرے دل کی مراد کو بہتر جانتے ہیں اور یہ میری پوشیدہ باتوں کے بارے میں سب سے بڑی شہادت ہے اگر میں ایسا ہوتا تو آپ پر سبقت کر چکا ہوتا۔

ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے:......اور اگر قضاء وقدر کوششوں سے تمہارے نصیبے کو تیار کرتی اور تمہاری حکومت میں میرے رہنے کو ترجیح دیتی تو دلی جذبات نرم ہو جاتے۔ اور رسوں کے کہنے کھینچ جاتے اور میں آپ کو پیشگوئی کی علامت بنانے یا وطنی سے بدعہدی کرنے سے بچاتا ہوں پس آپ کے خلوص میں برائی کرنے سے پناہ یا آپ کے غلاموں کو آپ پر ترجیح دی جائے۔ یا حشر وملاقات تک دل کی ناکامی ہے اور بخدا میری مخفی بات پر میرے سوا اور تمہارے ساتھ میل جول رکھنے والے دوست حکیم فاضل ابوعبداللہ کے سوا اور کوئی آگاہ نہیں اور آپ کے ہاں اسکا جو مقام شقوری ہے اس سے بھی میں آگاہ ہوں اور اسے علم ہے کہ تلمسان کو چھوڑتے وقت اور آپ کی طرف سفر کرتے وقت تمہارے نواح میں آنے کے لئے سمندر کے کنارے پر جاتے وقت اسے کس قدر دل برداشتی ہوتی تھی۔ ان کے بارے میں کمھتوں سے دوچار ہونا پڑا۔

ازالہ خفاء:......میں بدگمانیوں کے بھنور میں پھنس گیا مجھے اس کی بصیرت کی نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو چکا ہوتا۔ لہٰذا آپ تو ہمات کی تعدیق مت کریں پس میں وہ ہوں جسکی دوستی سادگی خلوص اور ظاہری وباطنی اتفاق کو ہم جانتے ہو جو سب لوگوں سے بڑھ کر عہد کا پابند ہے۔

خط میں غلط فہمی کا ازالہ:......ایک امر کے باعث میرا خط تلمسان سے لیٹ ہو گیا ہے۔ حالانکہ ایلچی میرے پاس آیا تھا اور اس نے مجھے آپ کے اور سلطان کے درمیان غلط فہمیوں کے متعلق آگاہ کیا تھا۔ اگر اللہ پوشیدہ رازوں کو نہ کھولتا تو مجھے علم ہوتا کہ آپ فلاں چیز کی طرف رغبت رکھتے ہیں میں اسے نہ چھوڑتا۔

اعتراف حق:......اور میں مولیٰ خلیفہ کو اپنے خون سے مانوس کرنے اور اس کے میرا باز وکھینچنے کے بعد میں ہمیشہ ہی سواحل کی لہروں میں تیر تا رہا جیسا کہ آپ کو یقین طور پر معلوم ہے اور میری اونٹنی کے دارالخلافہ کی طرف جانے سے قبل اس جیت سے مجھے آپ کے مغرب کی طرف جانے کی خبریں ملتی

رہیں اور عصا کے رکھنے اور جدائی کے ٹکنے کی جگہ متعین نہیں ہوئی تھی۔ پس میں نے اس کے ظاہر کرنے تک خطاب مؤخر کر دیا اور میں نے تمھارے خط سے جو فضل و مجد کے طریقوں پر جاری تھا آپ شان دار حال کو معلوم کر لیا پس میں نے تمہارے لئے حکومتوں کے بھنور سے احسن طور سے چھٹکارا پانے اور دین و دنیا کے اچھے عواقب پر اللہ کا شکر یہ ادا کیا جس سے اہل و عیال کا مال اچھا ہو جاتا ہے اور اس سے قبل ہم نے زمانے کی سرکشی کو کوٹا۔

آپ آگے بڑھتے ہی گئے:......اور آپ نے مکمل طور پر دنیا کو حاصل کر لیا۔ اور آفاق سماوی کو اس کے اہل سمیت قابو کیا۔ پس آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے دور دراز کی خواہشات کو حاصل کر لیا۔ پھر اس نے ان چیزوں کا شوق کیا جو اللہ کے پاس ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا اعراض اور اس کے کوڑا کرکٹ سے دست کش ہونا الہام کیا گیا ہے اور جب اللہ کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب کو آسان کر دیتا ہے اور سیادت مولویہ نے آپ کی آمد سے جس بخذ خوش ہوئی ہے مجھے اس کی بھی اطلاع ملی ہے۔ بس تحت شاہی قیام سے زینت حاصل کرے۔

ہمیں بھی کچھ خیال ہے:......میں اٹھے ہوئے قدموں اور الہام سے روشن شدہ راتوں اور سامنے آنے والے کے بعد پیچھے رہ جانے والے مقامات میں ہوں اور عرفان اس کی اچھائیوں کی طبیعت ہے۔ جب حالات اچھے ہوئے تو خطائیں ظاہر ہو گئے رہا میرا حال تو تمہارے متعلق وہم و گمان یہ ہے کہ آپ کر ید و اہتمام کر رہے ہوں گے۔ اور یہ بات باب مولوی سے پوشیدہ نہ ہوگی جسے اللہ نے اچھا بنا دیا ہے اور جو آدمی اس کی اطاعت میں ہے اور اس کا امر جائے صعید ہے اس کی گردشیں اس کی خدمت میں اور خیال ہے کہ میں مصاحبت اجتماع اور تمام لوگوں کو خیر خواہی کی طرف مائل کرنے دوستی کے لئے دلوں کو خالص کرنے میں۔

ایک آرزو:......پس میں جو آپکا فضل و مجد دیکھتا ہوں مقام محمود میں کھڑا ہوں اس کی قریب ترین خبر میرا خط آپ کو پہنچا دے گا پس اس کے لئے کانوں اور سرگوشیوں کے پہلو کو نرم کر دوہ جو کچھ تمھارے اور میرے پاس ہے پہنچا دے اور اسے باتوں کے انجام سے پکڑ لوں تا کہ وہ ان کے آغاز پر ٹھہر جائے۔

ایک مشورہ:......اور جو تم بیان کرتے ہوا سے اس پر اس بناؤ اور وہ راز کے بارے میں بخیل نہیں اور مجھے اس کا شوق ہے جو میرا آقا اور میرا اور تمہارا فضل و بزرگی میں قریبی دوست اور مصیبتوں میں ہمارا شریک مغرب کا سردار اور حکومت کا مددگار ابو یحییٰ بن ابو مدین تمہارے پاس لائے گا۔ پس سلطان کا رتبہ بلند ہو اور اثر اچھا باقی رہے پس عمل خالص رہے۔ نیز مناقب کی بلندی عطیے کی ندرت کا اعتراف ان آنے جانے والے لوگوں نے کیا ہو کہ جن میں آپ کا واسطہ پڑا ہے۔

خط کا خاتمہ:......اور وہ کارنامے بار حکومت کے اٹھانے اور سیاست کے مستقیم ہونے اور اس کے تمھارے سلائی کے متعلق مطلع ہونے کے بارے میں ہیں اور وہ تمھیں سلام کا جواب دیتا ہے اور دعا میں تمھارا حصہ دار ہے میرے آقا، میری جگہ کو اور میرے بیٹے کے قائم مقام فقیہ ذکی ابوالحسن کو میرا اسلام ہو اللہ آپ کے بیٹے کو سربلند کرے نیز حکومت میں اس کا معزز مقام ہونا میرے لئے خوشی کا باعث ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تم سب کو عافیت کی چادر میں لپیٹ لے اور تمہارے لئے امن و رشک کا مقام استوار کرے نیز آپ پر خوب فضل و کرم اور عنایت کرے والسلام از طرف آپ کو چاہنے والا شکر گزار اور آپ کا شوقین عبدالرحمٰن بن خلدون ورحمۃ اللہ و برکاتہ بروز عید الفطر۔

ایک اور خط:......وزیر ابن خطیب نے مجھے اپنے خط کے ساتھ ساتھ اپنے سلطان ابن احمر اندلس کے حاکم کو بھی ایک خط بھیجا جس زمانے میں ابن احمر جبل الفتح میں آیا تھا اور بنو مرین کی حکومت میں چلا گیا تھا۔ چنانچہ ان کی آپس میں گفتگو اس خط کے ذریعے ہوئی۔ میں نے چاہا کہ اس خط کا تذکرہ کیا جائے چونکہ اس جیسے عجیب و غریب اور امور حکومت پر حاوی خط کو نہیں چھوڑا جاتا۔

خط کا لب لباب:......اے میرے آقا اللہ تعالیٰ آپکا حامی و ناصر ہو اور میں تمھیں سلام و داع کہتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ جدائی کے بعد ملاقات کو آسان کرے اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ انسان تقدیر کے سامنے اپنا اختیار نہیں چلا سکتا۔ نیز افکار و خیالات کے حکم میں منتقل ہوتا رہتا ہے اور ہر شروع کے لئے انتہا ضروری ہے پس موت دو آدمیوں کے درمیان جدائی کو کھینچ کر آتی ہے۔ اس کی بہترین قسم اصحاب کے درمیان واقع ہونے والی جدائی ہے جو برائیوں سے پاک اور خوبصورت چہروں کے درمیان واقع ہونے والی ہوتی ہے۔

خیال اندلس:...... میرا آقا اپنے غلام کا حال بخوبی جانتا ہے۔ اور جب سے وہ تمھارے بیٹوں کے ساتھ مغرب سے تمھارے پاس پہنچا ہے اور تمھارے ہاں ٹھہرا ہے وہ پریشان ہے برحال تمھاری عمر کی تکمیل کے شوق میں زمانے کی باریک پھل والی تلواروں کی کاٹ اور تمھارے لڑکوں کی تیاری اور اپنے امر سے تمھارا قوی ہونا اور تمھارے وطن کی صلح کا پختہ ہونا اور جو کچھ اس نے اپنی غرض کو چھوڑ کر تمھاری غرض کے لئے برداشت کیا اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں تمھارے عہد تھے اور یہ کہ پسندیدہ فتح غلبہ اور سعی کی کامیابی کے بعد صلح میں تمھارے لئے سبب بنا ہے نہ ہوتا تو تمھارے اندلس میں قرابہ کے مقام میں سے کوئی شور وغل کرنے والا نہ ہوتا۔

پہلی بات:...... عمر کے آخری ایام میں اس پر شدید حالت حاوی آ گئی۔ لیکن باوجود اس جمعیت جب وطن، بلندی مرتبہ اور بے مثال حکومت کے ساتھ عشق کو شکست دے دی اور اس نے موتوا قبل ان تموتو (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کے مقتضیٰ پر عمل کیا۔ پس اگر اللہ نے مدد کی تو پاؤں آگے منتقل ہوں گے اور تعلق میں اللہ کے فضل سے مضبوطی بھی ہوگی۔ اگر پشیمانی ہوئی بھی تو اللہ ہمارے ساتھ مہربانی کا سلوک کرے گا۔ ہاں ان امور کا ارتکاب مشکل ہے لیکن اللہ نے آسانی پیدا کر دی ہے۔

دوسری بات:...... دوسری بات یہ ہے کہ میرا آقا اگر مجھے واپسی کی غرض سے اجازت دے دے تو بخدا مجھے اس کے وداع کے موقف کی طاقت نہیں ہوگی اور یہ اچھا وسیلہ ہی کافی ہے جسے وہ اچھا وسیلہ سمجھتا ہے۔

تیسری بات:...... اور تیسری بات یہ ہے کہ مجھے خواہش ہے کہ میرے دعویٰ کی سچائی نمایاں ہو جائے حالانکہ مجھے یقین ہے کہ میری تصدیق نہیں ہوگی۔

چوتھی بات:...... اور چوتھی بات ہے کہ امان طویل مصالحت اور استغناء سے فائدہ اٹھانا ضروری ہو جبکہ اس کے سواء جس واپسی کو ضروری سمجھا جا رہا ہے وہ فی الواقع ایک قسم امر ہو۔

پانچویں بات:...... اور پانچویں بات وہ مضبوط تر عذر ہے کہ جب تک میں اس معاملے کو مکمل کرنے کی طاقت نہ پاؤں یا میرا دل اس کی طرف کما حقہ مائل نہ ہو یا زاد راہ ختم ہو جائے یا شوق غالب کے باعث تنگ پڑ جائے تو میں شفیق باپ کی طرح رجوع کر سکوں گا یا اس صورت میں جب رجوع کے مانع کسی چیز کا مجھ سے ارتکاب نہ ہو بلکہ میں اپنے وسیلہ کے لئے محفوظ ذرائع، ہمیشہ رہنے والے کارنامے اور اچھا کردار اور نیک ارادے اپنے پیچھے چھوڑ دوں جب میں اس صورت حال میں واپسی لوٹ جاؤں تو میں اپنے اشیاح جیسا ہوں گا اور اپنے وطن کے بڑے آدمیوں سے آگے بڑھ جاؤں گا

مشیت ایزدی:...... اور اگر اللہ نے مدد کی تو میں اپنے بیٹوں اور وطن کی طرف واپسی کو لمبا کروں گا اور اگر موت نے مہلت نہ دی تو امید ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں گا جن کا اجر اللہ کے ذمے ہے، نیز درست کام کرنے والے کو کبھی ملامت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ بلکہ اسے معذور سمجھا جاتا ہے اور آسانی برتی جاتی ہے۔

اگر برائی کا عموم ہو تو:...... اور اگر میرے آقا نے میرے معاملے کا عادلانہ حق نہ دیا اور گناہ نمایاں ہو گئے اور میرے بعد محبوب کا عام کیا گیا تو اس کا حیا اور انصاف سے انکار کرے گا۔ نیز تعلیم وتربیت اور خدمت سلف، زندہ جاوید کارناموں، اعمال صالحہ، مداخلت اور میل جول کی طرف رہنمائی سے حساب کو مستغفر کرے گا۔ اس کے امور میں خیانت نے کبھی نفور نہیں کیا۔ اور اس کی تدبیر ہمیشہ کارگر ثابت ہوئی ہے اور نقص نے اسے کبھی عیدار نہیں کیا نیز لالچ سے کوسوں دور رہا ہے اگر یہ چیزیں تعلق داری۔ لحاظ اور مہربانی کے اسباب نہیں ہیں تو میں تمھارے لئے مال کی وصیت کبھی نہیں کرتا۔ جبکہ مال میرے لئے سب سے معمولی ترکہ ہے۔

وصیت ہو تو ایسی:...... میں بیٹے کی وصیت نہیں کرتا چونکہ وہ تمھارے خدام میں سے ہے اور کون اس سے اوپر کثرت کی خواہش کرے گا۔ اسی طرح نہ میں اپنے عیال کی وصیت کرتا ہوں چونکہ میرا عیال تمھارے گھر کی فضیلتوں اور خوبیوں میں سے ہے۔ اور میں تمھیں تقویٰ کی حیاء، درگزر کرنے اور سنجیدگی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں بے شک یہ عہد وصیت سے چونکہ اللہ نے ہمیں معاف کیا اور زوال نعمت کے بعد ہمیں آسائش دی، تاکہ تمھارے اعمال کا امتحان لے سکے۔

بدلہ یوں دو:......اور میں نے تمھیں جو وافر مقدار میں زادِ راہ دیا ہے، اچھے بدلے دیئے ہیں اور تمھاری اعانت کی ہے۔ (اللہ تمھاری بخشش کرے) اور ان کے بدلے میں تم سے مطالبہ کرتا ہوں کہ تم میرے متعلق کیونکہ تو نے خطاء یا عمداً میری حق تلفی کی ہے جب تم ایسا کرو گے تو میں راضی ہو جاؤں گا۔

ابن خطیب رحمت کی بارش:......نیز آپ یہ بات بھی حاشیۂ ذہن میں رکھیں کہ ابن خطیب اب ہر طرف مشہور ہو چکا ہے لہٰذا اس کا ذکر خیر کرنیکی اور ملاقات کی اجازت تمھارے لئے باعث شفقت ہے نیز ابن خطیب تمھارے علاقے میں اللہ کی طرف سے رحمت کی بارش ہے۔

ایک مشورہ:......چونکہ ابن خطیب پھولوں کو مہکتے ہوئے چھوڑ گیا ہے اور محاسن کو اچھی حالت میں چھوڑ گیا ہے تمھارے لئے اس کی مثال دودھ پلانے والی کی سی ہے سیاست اور حسن تدبیر کا دودھ پلایا ہو۔ میں نے تمھیں صلح اور امان کے گہوارے میں مدد دی اور عافیت کی چادر ڈھانپ لیا حمام کی طرف لوٹ گیا جو دودھ اور میل کو دھو دیتا ہے پس اگر تو شیر خوار بچہ پائے تو اس سے حسن سلوک کر اور اگر وہ جاگ پڑے تو اسے دودھ چھوڑنے کے وقت چھوڑ (یعنی جو غلطی کا ارتکاب رہے اس سے حسن سلوک کا برتاؤ کر)

خط کا خاتمہ:......میں نے تمھارے دین دنیا کی کسی خیر خواہی کو نہیں چھوڑا اور میں درماندگی کی وجہ سے تم سے جدا ہوں اور جو شخص اس کے خلاف گمان کرے گا وہ مجھ پر اور تم پر ظلم کرے گا۔ بس اللہ تمھیں ہدایت دے اور تمھارے دل کا کفیل ہو، خط ختم ہوا اور اس کے نیچے یہ اشعار تھے۔

اشعار دلربا:......بادِ صبا کے چلنے کے وقت تیری طرف سے بہتے ہوئے آنسوؤں کا بادل اس آنکھ سے برسا جو تجھ پر عاشق ہے تیری محبت سے دیوانہ ہو گیا تھا پھر کہہ کہ روح کی پیدائش سے قبل تیری محبت سے دیوانہ ہو گیا۔ پھر کہہ کہ وہ روح کی پیدائش سے قبل تیری محبت اور قرب میں کیسا تھا تیرے محفوظ گھر نے اللہ کے گھر کے سوا اور کوئی پناہ اس کے لئے نہیں چھوڑی میرا پہلا عذر رضا ہے پس میں کوئی انوکھی چیز نہیں لایا اور ففلو رضامندی تیری عادر ہے اور جب۔ تو اپنے قرب دعویٰ کرتا تو سن میرے قرب کو تیرے قرب سے کہاں نسبت ہے۔

میرا بیٹا تیری پناہ میں ہے اور میرا گھونسلا تیرے درخت میں ہے اور میرے قبر تیری زمین میں ہے۔ زمانے میری جمعیت سے فراق کو ابھارا ے کاش میں تجھ جنگ کرتا۔ چونکہ تیرے حوادث نے مجھے مصیبتوں میں ڈالا ہے حتی کہ تو نے جدائی لائی ہے جو میرے لئے بڑی مصیبت ہے۔

خط میں ابن خلدون کا تذکرہ:......خط کے آخر میں مجھے مخاطب کر کے لکھتا ہے، اس درزی سے ہمیں یہی کچھ ملا ہے چونکہ اس کے درمیان اور اہل کمال درمیان کوئی نسبت نہیں، اور اللہ میرے اور تمھارے درمیان بہتری کرنے والا ہے۔ نیز اللہ ہمیں بھلائی کی طرف واپس لے جائے اور ہر قسم کے عیب سے پاک اور جو کچھ اللہ نے عطا کیا ہے اس پر بھروسہ ہے۔

خط کے نیچے ایک اور عبارت:......اللہ تمھاری سیاست سے ہمیشہ راضی رہے۔ ہاں صادر شدہ واقعہ سے میں تمھیں مانوس کرتا ہوں اور بیٹے نے اسی وقت یاد کیا ہے اور تمھیں سلام کہتا ہے نیز اس نے باعزت فوقیت حاصل کی ہے نیز احسان مندی کرتے ہوئے وظیفہ میں بھی اضافہ کیا ہے، اور سواروں کو مطیع کیا ہے والحمدللہ۔

آخر رابطہ بحال ہو گیا:......پھر وزیر ابن خطیب نے فتنہ سے پریشان ہو کر (وہ فتنہ جو مغراوہ میں سلطان عبدالعزیز اور حمزہ بن راشد سے رابطہ رکھنے میں رکاوٹ بنا ہوا تھا) میرے ساتھ بسکرہ اور مغرب اوسط میں رابطہ کیا اور وزیر عمر بن مسعود کے ساتھ قلعہ تاجموت میں اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، اور اس دوران ابوزیان بلاد حصین میں تھا، جبکہ اہل حصین اس کے محافظ اور اس کی حکومت کی پرچاری کرتے تھے۔

سلطان کی ناراضگی:......پھر سلطان اپنے وزیر عمر بن مسعود پر ناراض ہوا حمزہ اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اس نے جو لاپرواہی برتی تھی اس کی وجہ سے بھی ناراض ہوا چنانچہ سلطان نے حمزہ کو تلمسان میں بلا کر گرفتار کر لیا اور پھر قید کر کے اسے فاس بھیج دیا۔ سلطان نے وزیر ابن غازی کو فوجوں کے ساتھ تیار کر کے عمر بن مسعود کی طرف بھیجا چنانچہ ابن غازی نے عمر بن مسعود کا محاصرہ کر لیا۔

وزیر عمر بن مسعود بھاگ گیا:......مگر وزیر عمر بن مسعود موقع پا کر قلعہ سے ملیانہ کی طرف بھاگ گیا۔ چنانچہ ملیانہ کے گورنر نے اسے متنبہ کر کے

گرفتار کرلیا اس چند ہمراہیوں کے ساتھ وزیر ابن غازی کے پاس لایا گیا اور ابن غازی نے اسے قتل کر دیا۔

حصین پر حملہ:.....پھر سلطان نے حصین اور ابوزیان کی طرف جانے کا حکم دیا تو ابن غازی فوجوں کے ساتھ روانہ ہو گیا ابن غازی نے زغبہ سے عرب قبائل کو جمع کیا اور حصین پر حملہ کر دیا لیکن اہل حصین تیطری کے پہاڑ میں قلعہ بند ہو گئے۔ جبکہ وزیر ابن غازی اپنی فوجوں اور زغبہ کے حامی قبائل کے ساتھ تیطری پہاڑ میں ایک جانب سے جا اترے۔ اور اہل تیطری کی ناکہ بندی کر لی، سلطان نے ریاح کے اشیاخ زاودہ کو لکھا کہ وہ قبیلہ کی جانب سے جا کر تیطری کا محاصرہ کر لیں۔

ابن خلدون سلطان کی مدد میں:.....بسکرہ کے حاکم احمد بن مزنی کو ان کی امداد اور عطیات باہم پہنچانے کے بارے میں لکھا۔ اور مجھے بھی لکھ کہ میں اس کام کے لئے ان کے ساتھ ساتھ چلوں۔ چنانچہ اہل بسکرہ میرے پاس اکھٹے ہو گئے اور میں نے ۷۷۴ھ کے شروع میں انہیں اپنے ساتھ لے کر چلا۔ چنانچہ ہم قطفا میں ایک جماعت کے ساتھ محبوس شدہ وزیر کے مکان میں (تیطری میں) جا اترے۔

محصور بن پہاڑ کی چوٹی پر:.....چنانچہ تیطری میں ابن غازی نے وہاں کے باشندگان کے لئے حدود بیان کیں اور ان پر جزاء وفدیہ کی شرط لازم کی اور میں قطفا میں واپس آ گیا ابن غازی نے تیطری کے محاصرے میں کافی سختی سے کام لیا اور محصورین کو اونٹوں اور سواریوں سمیت پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جانے پر مجبور کیا، چنانچہ محصورین کے اونٹ اور گھوڑے ہلاک ہو گئے اور ہر طرف محاصرہ ہو جانے کی وجہ سے کافی دل برداشتہ ہوئے۔

بھاگم بھاگ:.....بعض نے اگرچہ خفیہ طور پر تابعداری اختیار کرنے کے لئے خط وکتابت کی مگر ان وہ خود ایک دوسرے پر شک کرنے لگے لیکن ہمت کر کے وہ لوگ جبل سے بھاگ گئے اس دوران صحراء کو جاتے ہوئے ابوزیان بھی ان کے ساتھ تھا۔ اور پیچھے سے وزیر ابن غازی ان کے اموال واسباب پر قابض ہو گیا۔

چھوڑ دو چھوڑ دو.....ابوزیان کو چھوڑ دو:.....جب بھاگنے والے صحراء کی جائے امن میں پہنچے تو انھوں نے ابوزیان کے عہد کو توڑ دیا اور خود ابو زیان غمرہ کے پہاڑوں کی طرف چلا گیا۔ اور بھاگنے والوں اہم شخصیات نے سلطان عبدالعزیز کے ساتھ ملاقات کر کے اس کی تابعداری کر لی۔ اور سلطان نے انہیں واپس اپنے علاقوں میں بھجوا دیا۔

ابن خلدون ابوزیان کے پیچھے جبال غمرہ میں:.....ادھر وزیر ابن غازی سلطان کے حق اطاعت کی ادائیگی کی خاطر ابوزیان کے پیچھے جبل غمرہ میں گیا لیکن بعض مجبوریوں کی خاطر جبال غمرہ کی طرف ہمیں جانا پڑا چنانچہ جب ہم وہاں پہنچے تو ہم نے ابوزیان کو وہاں نہ پایا اور غمرہ نے ہمیں بتایا کہ ابوزیان وارکلا کے شہر کی طرف چلا گیا ہے (وارکلا ایک صحرائی شہر ہے) اور وارکلا کے حاکم ابوبکر بن سلیمان کے پاس اس نے قیام کیا ہے ہم غمرہ سے واپس آ گئے اور یحییٰ بن علی کے لڑکے اپنے قبائل کو واپس چلے گئے، اور میں بسکرہ میں اپنے اہل وعیال کے پاس ولتیں آ گیا، سلطان کو حالات سے آگاہ کر کے میں آگے حکم کا منتظر رہا حتی کہ اس نے مجھے اپنے دارالخلافہ میں بلا لیا اور میں اس کی کوچ کر گیا۔

مغرب اقصیٰ کی طرف واپسی:.....جب میں مغرب کے سلطان عبدالعزیز کی مشایعت میں لگا ہوا تھا تو میں اس وقت بسکرہ کے حاکم احمد بن یوسف مزنی کی پناہ میں مقیم تھا۔ اس زمانے میں ریاح کی باگ ڈور احمد بن یوسف کے ہاتھ میں تھی۔ اور سلطان کی جانب سے انہیں جو اکثر عطا ملتی تھی وہ الزاب کے ٹیکس سے مقرر شدہ تھی۔ اور وہ اپنے اکثر امور میں احمد بن یوسف کی طرف رجوع کرتا تھا مگر مجھے اس کا علم اسوقت ہوا جب اس کی جانب سے عربوں کے پیچھے چلانے کے بارے میں حسد پھوٹ گئی۔

احمد بن یوسف کا غصہ:.....ان حالات کو بھانپ کر احمد بن یوسف کا سینہ کینے سے بھڑک اٹھا اور خوب جوش وجنون میں آ گیا۔ اور چغلخوروں کی پالیسیوں کی طرف پورا دھیان دیا۔ (اسی وجہ سے وہ زیادہ غضبناک ہو گیا تھا)۔ ان حالات میں احمد بن یوسف نے اپنے شیر اور دوست ونزمار بن عریف کو خط لکھا۔

ابن خلدون بسکرہ سے چلے گئے:......اس خط کو ونزمار بن عرین نے سلطان کے پاس پہنچا دیا سلطان نے اسی وقت مجھے بلا لیا۔ چنانچہ میں سکرہ سے اپنے اہل عیال کو لے کر الاربیع الاول ۷۷۴ھ کو سلطان کے پاس جانے کے لئے کوچ کر گیا۔

سلطان کی وفات:......اسے دوران سلطان کو ایک مہلک مرض لاحق ہو گیا اور جونہی میں مغرب اوسط کے مضافات میں پہنچا تو مجھے اطلاع ملی کہ سلطان کی وفات ہو گئی ہے۔

ب کون امید مقرر ہو گا؟:......ملیانہ ہی میں مجھے خبر ملی کہ سلطان کا بیٹا ابوبکر سعید وزیر ابوبکر بن غازی کی کفالت میں امیر مقرر ہو چکا ہے اور وہ اس قت مغرب اقصیٰ کی طرف چلا گیا ہے۔ اور پھر وہاں سے بہت چلا فاس جائے گا۔

لیانہ کا حکمران:......ان دنوں ملیانہ کا حکمران علی بن حسون بن ابوعلی ھساطی (جو سلطان کے جرنیلوں اور اس کے غلاموں میں سے تھا) تھا۔

بن خلدون عطاف کے قبائل میں:......پس میں عطاف کے قبائل کی طرف فی الحال چلا گیا۔ اور وہاں یعقوب بن موسیٰ کے لڑکوں کے پاس نیام کیا۔ یعقوب کے لڑکے قبائل عطاف کے امراء میں سے تھے۔ ان سے بعض آدمی مجھے جلدی سے عریف کے لڑکوں کے پاس لے گئے جو اس وقت سوید کے امراء میں سے تھے۔

لی بن حسون کی فوجوں کے ساتھ آمد:......پھر کچھ دنوں کے بعد علی بن حسون اپنی فوجوں کے ہمراہ ہمیں آ کر ملا۔ اور ہم سب صحراء کے راستے غرب کی طرف چلے گئے۔ سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد ابوحمو نے موقع پا کر تلمسان کی طرف واپس آ کر تلمسان اور اس کے دیگر مضافات پر بضہ کر لیا تھا۔

بن خلدون صحراء میں بے سہارا ہو گئے:......ابوحمو نے بنو یغمور (جو کہ پہاڑ میں عبیداللہ کے شیوخ مانے جاتے ہیں) کو حکم دیا کہ وہ ہمیں اپنے لک کی حدود پر وادی صاء کے راستے پر اوکین چنانچہ انھوں نے ہمیں اوکا اور ہم میں سے بعض اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر جبل دبدواء کی طرف بھاگ گئے ر جو بچ گئے ان سے گھوڑے اور سواریاں چھین کر انہیں پاپیادہ کر دیا میں بھی ان پاپیادیوں میں شامل تھا۔ میں اس من صحراء میں بے سہارا ہو کر رہ گیا۔

بن خلدون کا اپنے اصحاب سے ملنا:......یہاں تک کہ میں آبادی میں گیا اور جبل دبدوا میں اپنے اصحاب سے ملا اور اس دوران میں ایسی مہر نی ہوئی جیسے بیان نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس کا شکریہ ادا کیا جا سکتا ہے پھر ہم فاس کی طرف چل پڑے۔

بن خلدون کا فاس کے وزیر کے ساتھ تعلق:......میں اسی سال کے جمادی الاول میں فاس میں وزیر ابوبکر اور اس کے عمزاد محمد بن عثمان کے س گیا۔ اور میرا اس سے قدیم دوستانہ تعلق تھا یعنی اسوقت سے جب وہ اپنی حکومت کی جستجو میں سلطان ابوسالم کے اندلس سے جبل صفیحہ میں اس کے س گیا تھا جیسا کہ اس کتاب میں کسی دوسرے مقام پر بیان ہو چکا ہے

اس کے وزیر کا ابن خلدون کے ساتھ حسن سلوک:......زوزیر نے مجھ سے حسن سلوک کیا اور میری عزت کی اور میرے وظیفوں اور جاگیروں ں میری توقع سے بھی بڑھ کر اضافہ کیا۔ اور مجھے ان کی حکومت میں بڑی عزت وشہرت ملی۔ اور مجھے انہوں نے اچھے عہدے پر فائز کیا۔ اور میرا سلطان کے ہاں بھی قابل تعریف مقام تھا پھر دوسری کا موسم گزر گیا۔

زیر ابوبکر بن غازی اور سلطان ابن الاحمر درمیان منافرت کا پیدا ہونا:......اور وزیر ابوبکر بن غازی اور سلطان ابن الاحمر کے درمیان بن الخطیب کی وجہ سے منافرت پیدا ہو گئی۔ اور وزیر نے اس سے برا منایا اور دونوں کے درمیان فضا تاریک ہو گئی اور وزیر بنی احمر کے ایک القرابۃ کو تیار کرنے میں لگ گیا۔ تاکہ وہ اس کے ذریعے مشغول کر دے۔ اور ابن الاحمر عبدالرحمن بن ابی یفلوسن جو سلطان ابوعلی کا بیٹا تھا اور وزیر مسعود بن رحو بن وسی کو رہا کرنے کا مشتاق ہوا جنہیں سلطان عبدالعزیز کے زمانے میں اس نے قید کیا تھا اور اس نے ابن الخطیب کو اس کے بارے میں اشارہ کیا۔ ب وہ اندلس میں ان دونوں کی وزارت میں تھا پس اس نے ان دونوں میں سواحل مساسہ کی طرف بھیج دیا۔ پس وہ وہاں اترے اور قبائل بطوریہ میں

پہنچ گئے اور وہ ان کے اردگرد جمع ہو گئے۔ اور امیر عبدالرحمٰن کی دعوت کے ذمہ دار بن گئے۔

غرناطہ سے اندلس فوجوں کے ساتھ ابن احمد کی آمد:...... اور ابن احمر غرناطہ سے اندلس فوجوں کے ساتھ آیا اور جبل الفتح پر اترا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی اطلاع وزیر ابوبکر بن غازی کو پہنچی جو بنی مرین کی دعوت کرنے والا تھا پس اس نے اسی وقت اپنے عم زاد محمد بن عثمان بن الکاس کو سبتہ کی طرف رہنے محافظوں کی مدد کے لئے بھیجا جو جبل میں مقیم تھے۔ اور خود وہ فوجوں کے ساتھ امیر عبدالرحمٰن سے جنگ کرنے کے لئے بطوریہ آیا۔

تازا پر قبضہ:...... پس اس نے دیکھا کہ اس نے تازا پر قبضہ کر لیا ہے۔ تو اس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور سلطان عبدالعزیز نے اپنے باپ کے بیٹوں سے کچھ نمائندہ جوانوں کو جمع کیا اور انہیں طنجہ میں قید کر دیا۔ پس جب محمد بن الکاس سبتہ آیا تو اس کے اور ابن الاحمر کے درمیان خط وکتابت ہوئی۔ اور دونوں نے ایک دوسرے پر کتاب کیا۔ اما ابن الاحمر نے اپنے ہمر سے تخت خالی پر ملامت کی اور سعید بن عبدالعزیز جیسے بچے کو جس کے ابھی دانت بھی نہیں ٹوٹے تھے امے مقرر کرنے اسے بھی سخت ملامت کی پس محمد نے اس کی رضامندی چاہی اور اس سے درگزر کرنے کا مطالبہ کیا۔ پس ابن الاحمر نے اسے آمادہ کیا کہ وہ طنجہ محبوس بیٹے کی بیعت کرتے۔

وزیر ابوبکر کی وصیت:...... وزیر ابوبکر نے بھی اسے ایسی ہی وصیت کی تھی کہ اگر امیر عبدالرحمٰن کی طرف سے اس پر تنگی ہو جائے تو وہ ان کے بیٹوں میں سے ایک کی بیعت کر کے اس سے علیحدہ ہو جائے اور محمد بن الکاس کو سلطان ابوسالم نے اپنے بیٹے کا اس کی حکومت کے زمانے میں وزیر بنایا تھا پس وہ جلدی سے طنجہ آیا۔ اور اس نے سلطان احمد بن سلطان ابوسالم کو اس قید خانے سے نکالا اور اس کی بیعت کی۔ اور اسے سبتہ لے گیا۔

جبل الفتح پر قبضہ:...... ابن الاحمر کو اسکا تعارف کرواتے ہوئے لکھا اور اس سے اس شرط پر مدد چاہی کہ وہ اس کے لئے جبل الفتح سے دست بردار ہو جائے گا۔ پس اس نے اس کی حسب منشا اسے مالی اور فوجی مدد دی اور جبل الفتح پر قابض ہو گیا۔ اور اسے اپنے محافظوں سے بھر دیا۔ اور احمد بن سلطان ابوسالم نے اپنے باپ کے بیٹوں سے ان کے قید خانے میں محاصرہ کیا تھا کہ ان میں سے حکومت ملے وہ باقیوں کو اندلس بھجوا دے۔

احمد بن سلطان ابوسالم کا اپنے باپ کے بیٹوں سے کیا ہوا عہد:...... چونکہ احمد بن سلطان ابوسالم نے اپنے باپ کو بیٹوں سے معاہدہ کیا تھا لہٰذا اس نے معاہدہ کو پورا کیا امیر نے ان سب کو اندلس بھجوا دیا پس وہ سلطان ابن الاحمر کے ہاں اترے اور اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کے وظیفے میں اضافہ کر دیا۔

وزیر ابوبکر کا اپنے عم زاد کے فضل سے مضطرب اور بے چین ہونا:...... پر ساری خبر وزیر ابوبکر کو اس جگہ پہنچی جہاں وہ امیر عبدالرحمٰن کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور وہ اپنے عم زاد سے فضل سے مضطرب اور پریشان ہو گیا اور دارالخلافے کی طرف لوٹ آیا۔ اور فاس کریۃ العراش میں پڑاؤ کر لیا۔ اور اپنے عم زاد محمد بن عثمان کو دھمکی دی تو اس نے عذر کیا کہ اس نے اس کی وصیت پر عمل کیا ہے۔ پس وہ غصے سے بھڑک اٹھا۔

وزیر ابوبکر اور محمد بن عثمان کے درمیان اختلاف کی حائل دیوار:...... اسے دھمکایا اور ڈرایا۔ پس ان کے درمیان اختلاف کی وسیع دیوار حائل ہو گئی۔ اور محمد بن عثمان اپنے سلطان اور اندلس فوج کے ساتھ کوچ کر گیا اور مکناسہ پر جھانکنے والے جبل زرہون پر اترا اور وہاں پڑاؤ کر لیا اور وہ اس کے اگرد جمع ہو گئے۔ اور روز وزیر ابوبکر ان کی طرف بڑھا، اور پر چڑھ گیا۔ پس انہوں نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی اور وہ دارالخلافے کے باہر مقام کی طرف واپس آ گیا۔

سلطان ابن الاحمر کی محمد بن عثمان کو وصیت:...... اور سلطان ابن احمد نے محمد بن عثمان کو وصیت کی کہ وہ امیر عبدالرحمٰن سے مدد مانگی اور مغرب کے مضافات میں اس سے حصہ داری کرے اور اسے اپنے لئے مخصوص کرے۔ پس محمد بن عثمان نے اس سے اس کے بارے میں خط وکتابت کی۔ اور اسے بلایا۔ اور اس سے مدد طلب کی۔

وزیر ابوبکر مدونزمار بن عریف کے درمیان تاریک فضا:...... ونزمار بن عریف ان کے اسلاف کا دوست تھا نیز اس کے اور وزیر ابوبکر کے درمیان فضا تاریک ہو چکی تھی کیونکہ اس نے اس سے جبکہ وہ تازا کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ امیر عبدالرحمٰن کے صلح کے متعلق پوچھا تو وہ رک گیا تھا۔ اور

اس نے اس پر اس کے ساتھ سازش کرنے اور اس سے ہمدردی کرنے کا الزام لگایا۔ پس اس نے اسے گرفتار کرنے کا عزم کر لیا، اور اس کے ایک جاسوس نے اسے خفیہ طور پر بتا دیا تو وہ رات کو سوار ہو کر معقل کے حلیف قبائل کے پاس چلا گیا۔ جو امیر عبدالرحمٰن کے مددگار تھے اور ان کے ساتھ بنی ورتاجن کا سردار علی بن عمر ابو یفلانی بھی تھا۔ جس نے وزیر بن غازی کے خلاف بغاوت کی تھی اور سوس چلا گیا تھا۔ پھر صحرا میں ان حلیفوں کی طرف چلا گیا اور ان کے درمیان رہ کر امیر عبدالرحمٰن کی دعوت کو قائم کرنے لگا۔

سلطان ابوالعباس کی امداد کے لئے سب کا نکلنا:......پس ونزمار وزیر ابوبکر کے پھندے سے بچ کر ان کے پاس آیا اور انہی اس بات پر اکسایا جس میں وہ لگے ہوئے تھے۔ پھر انہیں سلطان احمد بن ابی سالم اور اس کے وزیر محمد بن عثمان کی اطلاع ملی اور ان کے پاس امیر عبدالرحمٰن کا ایلچی انہیں بلانے آیا اور وہ تازا سے نکلا اور ان سے ملا اور ان کے درمیان اترا اور وہ سب کے سب سلطان ابوالعباس کی امداد کے لئے کوچ کر گئے۔ اور صفروی پہنچ گئے۔

عیدالفطر ۷۷۵ھ کا واقعہ:......پھر سب کے سب وادی النجاء میں جمع ہوئے اور اپنے معاملے کے بارے میں باہمی معاہدہ کیا اور دوسرے دن ہر کوئی اپنی جان سے تیار ہو گیا۔ اور وزیر ابوبکر ان سے جنگ کرنے آیا مگر اس نے اس کی شکست نہ پائی اور شکست کھا کر بھاگ گیا اور جدید شہر میں چھپ گیا اور لوگ اسکا محاصرہ کرتے ہوئے کر ریۃ العرائس میں خیمہ زن ہو گئے۔ یہ عیدالفطر ۷۷۵ھ کا واقعہ ہے

سلطان ابوالعباس اور امیر عبدالرحمٰن کی وادی النجاء میں ملاقات:......پس انہوں نے تین ماہ تک اسکا محاصرہ کیے رکھا اور اس کی ناکہ بندی کر دی۔ یہاں تک کہ محاصرہ نے وزیر اور اس کے ساتھیوں کو مصیبت میں ڈال دیا۔ پس اس نے مقرر کردہ بچے سعید بن سلطان عبدالعزیز کے معزول کرنے اور اس کے اپنے عم زاد سلطان ابوالعباس کے پاس جانے اور اس کی بیعت کرنے کی شرط پر صلح کو تسلیم کیا اور سلطان ابوالعباس اور امیر عبدالرحمٰن نے وادی النجاء میں ملاقات کی تھی اور ایک دوسرے سے تعاون اللہ مدد کرنے کا معاہدہ کیا تھا نیز یہ کہ مغرب کے بقیہ مضافات میں حکومت سلطان ابو العباس کی ہوگی اور امیر عبدالرحمٰن کے لئے سجلماسہ، ورعہ اور وہ مضافات ہونگے جو اس کے دادا سلطان ابوعلی کے پاس تھے جو سلطان ابوالحسن کا بھائی تھا۔

سلطان ابوالعباس اور وزیر ابوبکر کے درمیان بات چیت:......پھر محاصرہ کے ایام میں امیر عبدالرحمٰن کو کچھ معلوم ہوا اور وہ مراکش اور اس کے مضافات کی جستجو میں تیز ہو گیا۔ پس انہوں نے کچھ توقف کیا اور اس کے اس پر تکمیل فتح تک شرط لازم کی اور جب سلطان ابوالعباس اور وزیر ابوبکر کے درمیان بات طے ہوگئی اور وہ جدید شہر سے اس کے پاس گیا اور اس کے مقرر کردہ سلطان کو جو ایک بچہ تھا معزول کر دیا۔

سلطان ابوالعباس کی دارالخلافہ میں آمد:......اور سلطان ابوالعباس ۷۷۶ھ کے آغاز میں دارالخلافہ میں آیا اور امیر عبدالرحمٰن تیزی کے ساتھ چلتا ہوا مراکش کی طرف کوچ کر گیا۔ اور سلطان ابوالعباس اور اس کے وزیر محمد بن عثمان نے اس کے بارے میں غور و فکر کیا۔ اور اس کے تعاقب میں فوج بھیجی اور وہ اس کے پیچھے وادی بہت میں پہنچ گئے اور دن کا کچھ حصہ وقت اس کے سامنے کھڑے رہے پھر ڈر کر پیچھے ہٹے اور اپنے جھنڈوں کو سنبھال لیا اور وہ مراکش چلا گیا اور اسکا وزیر مسعود بن ماسی اسی سے اجازت لینے کے بعد اسے چھوڑ کر قائم کرنے کے لئے اندلس چلا گیا۔

ابن خلدون دو سلطانوں کے پاس:......اور میں ۷۷۴ھ میں وزیر مسعود بن ماسی کے پاس آیا تھا اور اس وقت میں حکومت کی عنایات کے زیر سایہ فاس میں مقیم تھا۔ اس وقت میں علم قرأت اور درس و تدریس میں مشغول تھا۔ جب سلطان ابوعباس اور امیر عبدالرحمٰن آئے اور انھوں نے کدیہ العرائس میں قیام کیا تو ان کے پاس اہل حکومت کے فقہا کاتب اور سپاہی ان کے پاس گئے اور میں بیک وقت صبح صبح جایا کرتا تھا نیز میرے اور وزیر محمد بن عثمان کے درمیان کو قصبہ چلا تھا وہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

ابن خلدون کی گرفتاری:......وزیر محمد بن عثمان لحاظ کا اظہار کرتا تھا اور مجھ سے بہت سارے وعدے کرتا تھا نیز امیر عبدالرحمٰن میرے بارے میں کافی رغبت رکھتا تھا۔ اور اکثر اوقات مجھے اپنے پاس بلایا کرتا تھا۔ اور اپنے امور میں مجھ سے مشورہ بھی لیتا تھا۔ پس اس تعلقداری کی وجہ سے وزیر محمد بن سلطان دل گرفتہ ہو گیا۔ اس نے میرے خلاف اپنے سلطان ابوعباس کو بھڑکایا چنانچہ سلطان نے مجھے گرفتار کر لیا۔

ابن خلدونؒ کی رہائی :......اور جب امیر عبدالرحمٰن نے اس بات کو سنا اور اسے معلوم ہوا کہ یہ مجھ سے اس کا گناہ ہوا ہے تو اس نے قسم اٹھائی کہ وہ اس کے خیمے اکھاڑ پھینکے گا۔ چنانچہ امیر عبدالرحمٰن نے اپنے وزیر مسعود بن ماسی کو اس کام کے لئے بھیجا تو اس نے دوسرے دن مجھے رہا کر دیا۔

ابن خلدون اندلس جانے کے ارادے پر :......امیر ابوعباس اس دوران مراکش کی طرف چلا گیا اور میں ان دنوں خوفزدہ تھا پس میں نے آسفی کے ساحل سے ہوتے ہوئے اندلس جانے کے عزم سے امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ ہو گیا۔ اور میں نے وزیر مسعود بن ماسی کے ساتھیوں پر اعتماد کر لیا چونکہ مجھے اس سے محبت اور مسعود واپس آیا تو اس نے میرے عزم کو کمزور کر دیا چنانچہ ہم کرسیف کے مضافات میں ونزمار بن عریف کی قیام گاہ میں گئے تاکہ وہ فاس کے حاکم سلطا ابوعباس کے پاس اندلس جانے کے لئے وسیلہ ہو۔

ابن خلدون سلطان کے داعی کے ساتھ :......چنانچہ ہم سلطان کے داعی سے اس کی قیام گاہ میں ملے اور ہم نے فاس تک کا سفر اس کے ساتھ کیا۔ چنانچہ داعی نے میری حاجت کے بارے میں سلطان سے اجازت مانگی اس نے ٹال مٹول کے بعد اور وزیر محمد بن داؤد بن اعراب اور حکومت کے آدمیوں کی ناپسندیدگی کے باوجود مجھے اجازت دے دی۔

ابن خلدون کا بھائی بلاد زغبہ میں :......جب سلطان ابوحمو نے تلمسان سے کوچ کیا تو میرا بھائی یحییٰ اس کو چھوڑ کر بلاد زغبہ سے سلطان عبدالعزیز کے پاس واپس آ گیا اور سلطان عبدالعزیز کی خدمت میں لگ گیا۔

ابن خلدون کا بھائی سابقہ منصب پر :......اور جب سلطان ابوعباس نے جدید شہر پر قبضہ کر لیا تو میرے بھائی یحییٰ نے تلمسان جانے کی اجازت مانگی چنانچہ جب وہ ابوحمو کے پاس آیا تو اس نے میرے بھائی کو سابقہ منصب خفیہ خط وکتابت پر مامور کر دیا چونکہ وہ اس کی حکومت کے آغاز میں اس منصب پر فائز رہ چکا تھا۔ چنانچہ سلطان ابوحمو نے مجھے بخوشی اجازت دے دی میں سکون قرار کے ارادے سے اندلس چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ حال ہوا جس کا ہم آئندہ صفحات میں تذکرہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

اندلس کی طرف دوبارہ روانگی :......ابن خلدون کی اندلس کی طرف دوبارہ رونگی اور پھر وہاں سے تلمسان کی طرف روانگی اور قبائل عرب کے پاس پہنچا اور اولاد عریف کے ساتھ قیام کرنا۔

تمہید :......میں نے فاس کے حاکم ابوعباس کے ترش رو ہو جانے کے امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ جانے اور اسے چھوڑ کر بھاگنے علم سیکھنے کے ارادے سے اپنے اندلس جانے کے لئے وسیلہ تلاش کرنے کے لئے ونزمار بن عریف کے پاس جانے کا واقعہ بیان کیا ہے، پس جب یہ کام مکمل ہوا اور رکاوٹ کے بعد اس میں امداد ہوئی۔

ابن خلدون کے اندلس میں جانے کی تاریخ :......میں ربیع الاول ۷۸۶ھ میں اندلس گیا اور اندلس کا سلطان مجھے حسب سابق عزت واحترام کے ساتھ ملا۔

ابن خلدون کی ابوعبداللہ بن زمرک سے ملاقات :......اور میں نے فاس کی طرف مبارک باد کے لئے جاتے ہوئے جبل فتح میں سلطان ابن احمر کے کاتب ابوعبداللہ بن زمرک سے ملاقات کی۔ ابن زمرک ابن خطیب کے بعد ابن احمر کا کاتب بنا تھا ابوعبداللہ بن زمرک بحری بیڑے کے ذریعے سبتہ گیا میں نے اسے اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے جانے کی وصیت کی۔

ابن خلدون کے اہل وعیال روک دیئے گئے :......جب ابوعبداللہ بن زمرک فاس پہنچا اور میرے اہل وعیال کو اپنے ساتھ لے جانے کے متعلق بات کی تو سلطان ترش رو ہو گیا اور اسے میرا اندلس میں قیام کرنا اچھا نہ لگا نیز اہل فاس نے مجھ پر الزام لگایا کہ میں بس اوقات سلطان ابن احمر کو امیر عبدالرحمٰن کی طرف رغبت کرنے پر اکساتا ہوں اور میں امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ میل جول بھی رکھتا ہوں۔ اس وجہ سے انھوں نے میرے اہل کو میرے پاس آنے سے روک دیا۔

مطالبہ:.....نیز اہل فاس نے ابن احمر سے گفتگو کی کہ وہ مجھے فاس کی طرف واپس کر دے۔ ابن احمر نے مجھے واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر انھوں نے اصرار کیا کہ کہ چلو ابن خلدون کو تلمسان کے مضافات میں تو بھیج دو!۔

ابن خطیب کی رہائی کے لئے کوشش:.....جب اہل فاس نے مسعودؔ بن ماسی کے متعلق سنا کہ وہ اندلس جا رہا ہے پس وہ اسے سلطان کے سامنے لے گئے چنانچہ انھوں نے سلطان کے سامنے اظہار خیال کہا کہ میں ابن خطیب کی رہائی کے لئے کوشاں ہوں حالانکہ انھوں نے جدید شہر پر قبضہ کرتے ہی ابن خطیب کو قید کر لیا تھا۔ میں نے اس کے متعلق ارباب حکومت سے گفتگو کی تھی اور اس سلسلے میں میں نے ونزمار اور ابن ماسی پر اعتماد کیا تھا مگر میری پالیسی کامیاب نہ ہوسکی۔

ابن خطیب کا قتل:.....اور ابن خطیب کو اس قید خانے ہی میں قتل کر دیا گیا اور جب ابن ماسی اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ سلطان ابن احمر کے پاس آیا تو انھوں نے سلطان کو میرے خلاف بھڑکایا نیز میں نے ابن خطیب کے بارے میں جو کچھ کیا تھا وہ انھوں نے سلطان کے سامنے پیش کر دیا سلطان اس وجہ سے کچھ پریشان سا ہو گیا۔ سلطان نے میرے مضافات کی طرف جانے ان کی مدد کی اور یوں میں حنین میں جا کر اترا۔ اس دوران میرے اور سلطان ابوحمو کے درمیان فضاء تاریک ہو چکی تھی۔ کیونکہ میں الزاب میں عربوں کو اس کے خلاف چڑھا لایا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے

ابن خلدون حنین میں:.....سلطان ابوحمو نے مجھے حنین میں ٹھہرنے کا کہا پھر محمد بن عریف سلطان ابوحمو کے پاس کہا تو اس نے میرے بارے میں اس سے ملاقات کی۔

ابن خلدون اپنے اہل وعیال کے ساتھ:.....سلطان ابوحمو نے میرے بارے میں تلمسان پیغام بھیجا اور میں تلمسان میں عباد قبیلے میں ٹھہرا۔ اور وہاں پر فاس سے میرے اہل وعیال بھی آ گئے۔ اور یہ عید الفطر ۷۶۷ھ کا واقعہ ہے۔

نہیں تمہیں ابھی بھی نہیں چھوڑیں گے:.....اس کے بعد میں تعلیم وتعلم اور درس وتدریس میں مشغول ہو گیا اسی دوران سلطان ابوحمو کو زواودہ کے ساتھ دوستی کرنے کے بارے میں مشورہ کرنے کی ضرورت پیش آئی چنانچہ اس نے مجھے بلایا اور زواودہ کے پاس مجھے سفیر بنا کر بھیجا۔ فی الواقع میں اس کام سے خوفزدہ ہو گیا چونکہ میں اس اچھا نہیں سمجھتا تھا اور میں ایسے کاموں پر خلوت اور انقطاع کو ترجیح دے چکا تھا۔ فی الحال ظاہری طور میں نے اس کام کو قبول کر لیا۔

ابن خلدون تلمسان میں اولاد عریف کے پاس:.....چنانچہ میں اس کام کو نبھانے کے لئے تلمسان سے مسافر بن کر نکلا اور بطحاء میں پہنچ گیا بطحاء کی دائیں جانب سے ہوتے ہوئے میں کزدل پہاڑ کے کے سامنے اولاد عریف کے قبائل میں پہنچ گیا۔ چنانچہ اولاد عریف مجھے عزت وتحائف کے ساتھ ملی۔ میں کئی روز تک ان کے پاس ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ انھوں نے تلمسان میں میرے اہل وعیال کے پاس پیغام بھیجا اور سلطان کے پاس شاندار طریقے سے میرے بارے میں معذرت پیش کی کہ ابن خلدون اس کا کے سرانجام دینے سے عاجز ہے۔

ابن خلدون اولاد سلامہ کے قلعے میں:.....اولاد عریف نے مجھے میرے اہل وعیال سمیت اولاد سلامہ کے قلعہ میں اتارا یہ قلعہ بلاد بنی توجین میں واقع ہے۔ واضح رہے بلاد بنو توجین کو سلطان کی جاگیریں سمجھا جاتا ہے پس میں وہاں پر چار سال تک شواغل سے قطع تعلق ہو کر ٹھہرا رہا۔

شہرآفاق کتاب ”تاریخ ابن خلدون کی تصنیف کی ابتداء:.....میں نے اولاد سلامہ کے قلعہ میں اس کتاب کی تالیف شروع کی۔ میں نے عجیب طریقے سے اس کتاب کے مقدمہ کو مکمل کیا اس مقدمہ کی طرف میں نے اپنی توجہات خلوت میں مرکوز کیں۔ اس میں میں نے فکر ومعانی کی بوچھاڑ کر دی یہاں تک کہ میں نے اسکا اصلی رنگ نکھار کر کے رکھ دیا، نیز میں نے اس کے نتائج کو جمع کیا اور اس کے بعد تونس کی طرف واپسی ہوئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

تونس میں سلطان ابو عباس کی طرف واپسی:.....جب میں اولاد عریف کے قبائل میں قلعہ ابن سلامہ میں اترا اور ابوبکر بن عریف کے

حد بندی کیے ہوئے محل میں ٹھہرا یہ قریب تر جگہ تو وہاں پر میرا قیام کافی لمبا ہوگیا۔ اس دوران میں مغرب اور تلمسان کی حکومت سے خائف تھا اور اس کتاب کی تالیف میں مصروف تھا۔ اور میں اس کتاب کے مقدمہ سے فارغ ہو کر عربوں بربریوں اور زناتہ کے حالات تک پہنچ چکا تھا۔

تالیف میں رکاوٹ:......اس دوران میں ان کتابوں کے مطالعہ میں لگا ہوا تھا جو صرف شہروں ہی میں پائی جاتی ہیں۔ حالانکہ اس سے قبل میں بہت کچھ اپنے حافظے سے لکھوا چکا تھا اور میں نے جب مسودے کی تبیض وتصحیح کا ارادہ کیا تو مجھے ایک مرض لاحق ہوگیا اور اگر اللہ تعالیٰ اس مرض کا تدارک نہ کرتا تو میں طبعی حد سے بھی آگے بڑھ جاتا۔

تونس جانے کی وجہ:......اس کے بعد میرا میلان سلطان ابوعباس سے گفتگو کرنے اور تونس کی طرف کوچ کرنے ہوگیا۔ چونکہ تونس میں میرے آباؤ اجداد اور اسلاف کی قیام گاہ ان کے مساکن، آثار اور قبور تھیں میں نے سلطان کے پاس جا کر گفتگو کرنے میں جلدی کی اور ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ سلطان کی طرف سے مجھے اجازت نامہ مل گیا۔

حالات سفر:......اجازت ملتے ہی میں نے سفر کی حرکت شروع کر دی۔ اور میں ریاح کے صحراء سے اصل عربوں کے ساتھ اولاد عریف کے ہاں سے کوچ کر گیا۔ اور ہم نے رجب ۸۰ے ھ میں کوچ کیا۔ چنانچہ ہم دوسن تک (جو الزاب کے اطراف میں ہے) صحراء میں چلے پھر میں یعقوب بن علی کے مددگاروں کے ساتھ اتل کی طرف گیا اور میں نے انہیں فرفار کی اس جاگیر میں پایا جس کی حد بندی اس نے الزاب میں کی تھی۔ پس میں ان کے ساتھ کوچ کر گیا۔

ابن خلدون امیر ابراہیم کے پاس:......چنانچہ یعقوب بن علی کے ساتھ ہم قسنطینہ کے میدان میں اترے اور اس میدان میں قسنطینہ کا حاکم امیر ابراہیم بن سلطان ابوعباس بھی خیمہ گاہ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے موجود تھا۔ پس جب میں اس کے پاس حاضر ہوا تو اس نے میرے ساتھ سلوک کا معاملہ کیا۔ اور مجھے فی الحال قسنطینہ جانے اور میرے عیال کو اپنے احسان کی کفالت میں ٹھہرانے کی اجازت دے دی۔ اور یعقوب بن علی نے میرے ساتھ اپنے بھتیجے اوب دینار کو بمعہ قوم کی ایک جماعت کے بھیج دیا۔

ابن خلدون کی ابوعباس کے ساتھ ملاقات:......اور میں سلطان ابوعباس کے پاس چلا گیا اور وہ ان دنوں فوجوں کے ساتھ تونس سے جرید کی طرف گیا تھا تاکہ وہاں کے سرداروں فتنہ کے تختوں سے نیچے اتارے چنانچہ میں ابوعباس کو سوسہ کے باہر ملا تو اس نے وہاں پر مجھے خوش آمدید کہا۔ اور مجھے اسی طرف مانوس کرنے لگا اور اپنے رہنے امور مہمہ میں مجھ سے مشورے بھی لینے لگا۔

ابن خلدون کو تونس میں سہولیات:......پھر ابوعباس نے مجھے تونس واپس بھجوا دیا اور اپنے غلام فارغ کو کہہ دیا کہ وہ میرے لئے سہولیات ما گھر چارا اور وظیفہ وغیرہ مہیا کرے۔ پس میں اسی سال شعبان میں تونس چلا گیا اور سلطان کی عنایت کی وجہ سے بڑے آرام و سہولت میں رہا میں نے اس کے اہل وعیال کو بھی اپنے فاس منگوالیا اور یوں اپنے طویل سفر کو ختم کیا۔

فتح بلاد جرید:......اس عرصہ تک سلطان کی غیر حاضری کافی طویل ہوگئی اور سلطان نے جرید کے علاقوں کو فتح کر لیا اور اہل جرید وہاں کے مضافات میں چلے گئے اور ان کا سردار یحییٰ بن یملول بھی ان کے ہمراہ تھا اور یحییٰ بن یملول نے اپنے داماد کے ہاں قیام کیا۔

بلاد جرید کی تقسیم:......سلطان نے جرید کے علاقوں کو اپنے بیٹوں کے درمیان تقسیم کر لیا چنانچہ سلطان ابوعباس نے اپنے بیٹے منتصر کو توزر کا مالک بنایا اور نفطہ ونفراوہ کو اس کے مضافات میں شامل رکھا اور اپنے دوسرے بیٹے ابوبکر کو قفصہ کا مالک بنایا یوں اس طرح سلطان خوشی خوشی مظفر و منصور ہو کر تونس واپس لوٹا۔

یہ حاسد بن جلتے ہی رہے:......سلطان تونس میں میرے پاس آیا اور اس نے مجھے اپنی خلوت وہم نشینی کے لئے منتخب کیا میرے اس منصب سے بعض ہم رازوں کو حسد بھی ہوا اور انھوں نے سلطان کے پاس میرے بارے میں چغلیاں کرنی شروع کر دیں۔ مگر وہ چغلیاں کامیاب نہ ہوسکیں۔

محمد بن عرفہ بھی میرے خلاف غیرت برتنے لگا:.....حاسدین امام الجامع اور مفتی اعظم محمد بن عرفہ کے پاس بیٹھا کرتے تھے محمد بن عرفہ کے ساتھ میری ملاقات مرکیٰ میں ہوئی تھی اور میرے اور اس کے درمیان ایک الجھا ہوا نکتہ نیز وہ اکثر میری فوقیت کا تذکرہ کرتا رہتا تھا پس یہ پوشیدہ نکتہ اس کے دل میں سیاہ ہو گیا۔

جب میں تونس آیا تو محمد بن عرفہ کے تلامذہ میں سے بعض اور دیگر لوگ میرے پاس عالمی استفادہ کی غرض سے جمع ہو گئے اور عاشقین علم کا میرے پاس جمع ہونا محمد بن عرفہ پر گراں گزرا اور اس کی غیرت شدت اختیار کر گئی اور آئے دن اس کے پاس میرے بارے میں ہر طرح کے مشورے ہوئے ان کا مقصود صرف اور صرف یہ تھا کہ سلطان میرے خلاف بھڑک اٹھے۔

حاسدین اور محمد بن عرفہ نے سر جوڑ لیا:.....چنانچہ حاسدین اور محمد بن عرفہ نے میرے بارے میں مشوری کیا کہ اس کی سلطان کے پاس شکایت کی جائے چنانچہ سلطان نے ان کی سنی ان سنی ایک کر دی اور میری طرف ان کی شکایات کے بارے میں مطلق توجہ نہ کی۔ سلطان نے مجھے پورے انہاک کے ساتھ اس کتاب کی تالیف میں لگائے رکھا۔ چونکہ سلطان بذات خود علوم، حالات اور فضائل کا بڑا شوق رکھتا تھا۔

پس میں نے اس دوران بربر اور زناتہ کے حالات مکمل کر لئے تھے۔ نیز دونوں حکومتوں کے حالات اور قبل از اسلام کے حالات بھی میں نے لکھے یہاں تک نسخہ میں نے لکھ کر سلطان کو بھی پیش کیا جیسے سلطان نے اپنی لائبریری میں سجایا۔

میرے خلاف ایک اور ڈھکوسلا:.....حاسدین سلطان کے کانوں میں یہ بھی ڈالتے کہ میں سلطان کی مدح میں اشعار نہیں کہتا اور میں اس کی حکومت کو حقیر سمجھتا ہوں۔ جبکہ میں نے کلیۃ شاعری کو اور اپنے تمام اوقات وفقط علم کے لئے مختص کر رکھا تھا نیز سلطان کو کہتے کہ ابن خلدون تجھ سے پہلے کئی بادشاہوں کی مدح میں اشعار کہے ہیں وہ لامحالہ تیری حکومت کو حقیر سمجھتا ہے تب ہی وہ تمھاری مدح میں اشعار نہیں کہتا۔ یہ بات مجھے ان کے ہمرازوں میں سے ایک دوست کے ذریعے پہنچی۔

میں اس پروپیگنڈے سے صحیح بچ نکلا:.....میں نے جب سلطان کو کتاب دی اور اسے اس کے نام کا تاج پہنایا تو اس روز میں نے سلطان کو قصیدہ بھی سنایا جس میں اس کی مدح سیرت اور فتوحات کا ذکر کیا اور قصیدہ میں لکھے گئے اشعار کے انتساب سے معذرت کی اور کتاب کو اس کی خدمت میں تحفۃً بھیجنے پر اس کی نوازش چاہی۔

قصیدہ:.....چنانچہ میں نے یوں کہا۔

> کہا آپ کے دروازے کے علاوہ مسافر کے لئے کوئی اور بھی امید کی جگہ ہے؟ یا خواہشات کے لئے آپ کے صحن سے گریز برتنے کی کوئی اور جگہ بھی ہے؟ یہ ارادہ ہی ہے جس نے آپ کو جدائی پر ایسے اٹھایا ہے جیسے تیز اور چمکدار تلوار اٹھائی جاتی ہے اور وہ دنیا کا ٹھکانا اور آرزوؤں کی اصل چراگاہ ہے اور بارش وہاں ہوتی ہے جہاں چمکنے والا بادل ہوتا ہے اور خوبصورت بلند محلات ہوں جن کے سامنے ستاروں کے پھول چمکنے ہوں اور ان محلات کے اطراف صندل کی لکڑی سے مہکتے ہوں۔ جہاں عزت کے میدانوں میں اس کے لئے سایہ ہو جیسے پتلے نیزے لٹاتے ہوں۔

محل وقوع دل لگی والا ہو:.....وہاں ایسے نیزے ہوں کہ قریب ہے ان کی لکڑی پہلی اور بار آمد ہو کر پتے نکالنے لگ پڑے جہاں مردان کارزار کو گھوڑے روشنی کی جگہ دور تک جانے سے جھکا دیں جہاں روشن چہرے کو جبانے دھاپنا ہوا اور ان کے پہلوؤں میں کشادہ روئی دکتی ہو جہاں شہر دل بادشاہ اور وہ لوگ جمع ہوں کہ جن کے پڑوس میں رہنے اور ٹھکانہ کرنے سے آدمی محفوظ ہو جاتا ہے مہدی کے پیروکار بلکہ توحید کے پیروکار مفصل خط لائے ہیں جنہوں نے اپنی عزت کی عمارات کو تقویٰ کی بنیاد پر بلند کیا ہے۔

نسبی فخر بھی اعلیٰ ہے:.....رحمان خدا کے مددگاروں نے ان کی محبت کو اس کی مخلوق کے دل میں ڈال دیا ہے پس وہ اس وجہ سے بلند اور فضیلت والے ہو گئے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جنکا باپ ابو حفص ہے اور تجھ کو کون بتائے فاروق ان کا جدِّ اول ہے وہ ایسا نسب ہے جیسے نیزے کی گانٹھیں ٹھہری

ہواور وہ ان کو سیدھا کرنے والا آیا ہو۔ وہ اپنے زمانے کی جماعت کا سردار ہے گویا وہ فخر کا تاج ہے جو چاندوں سے جڑا ہوا ہے وہ پرانے اور نئے لوگوں پر فضیلت لے گیا ہے اور اگر وہ امیر مقرر کرتے تو توان سے زیادہ عزت والد اور فضل والا ہوتا اور انھوں نے ملحقہ سرحدوں کی چوٹیوں پر عمارات بنائیں اور تیری بلند امارت زیادہ مضبوط اور طویل ہے۔

اک بات سن لے:......اور میں بلندیوں کے سمندر میں گھسنے والے سے کہتا ہوں اور رات بڑی تاریک ہے اس نے تاریکی کے غولوں پر حملہ کیا اور وہ ان سے نہیں ڈرتا اور اسکا نیزہ روشن چراغ ہے، وہ نیزوں کے اوپر الٹے پلٹے والا ہے گویا وہ خیال ہے جو بستر کی اطراف سے لگا ہوا ہے وہ آسودگی کے راستوں سے کامیابی چاہتا ہے اور وہ سرسبزی چاہتا ہے جس پر قحط نہیں ہے۔

واہ تیرے خصائل حمیدہ:......اور اب سواریوں کو آرام دے چونکہ وہ ایک بخشش کرنے والے آدمی پر قابو پا چکی ہیں جو آسودہ آدمیوں کی طرح دیتا ہے اور بہت دیتا ہے اس کے اخلاق کے کیا کہنے وہ بخشش میں کریم ہے وہ باغ کی طرح ہے سے عمدہ شادابی سلام کہتی ہے یہ امیر المومنین دین ودنیا میں ہمارے امام اور پناہ گاہ ہیں یہ ابوعباس بہترین خلیفہ اور اس کے اچھے خصائل جو نمایاں ہیں اس کی کوتاہی دیتے ہیں۔

تیری سبقت بام عروج پر ہے:......وہ دشمنوں کے حملہ کے وقت اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے اور اپنے رب کی مدد پر توکل کرتا ہے وہ آرام کے ساتھ بلندیوں کی جانب بادشاہوں سے سبقت لے گیا ہے اور اگر وہ بلندیوں کی طرف سبقت کریں تو مالکوں سے بلند اور اکمل ہے تو اپنے قدیم کے ساتھ ان کے قسیم کو قیاس کر پس اس بارے میں امر واضح ہے انھوں نے تمھاری قوم کی اچھی طرح اطاعت کی اور وہ دین کا ناقابل شکست کڑا ہے تلمسان سے پوچھ جہاں زناتہ بھی موجود ہیں اور ان سے قبل بنومرین بھی تھے جیسا کہ نقل کیا جاتا ہے۔

شہر بھی اس کی عظمت کے معترف ہیں:......اور اندلس سے اس کے شہروں سے متعلق پوچھ جب وہ مانوس اور اہل ہوں گے تو تجھے بتائیں گے اور مراکش اور اس کے محلات سے پوچھ ان کے کھنڈرات پوچھنے والے کو جواب دیں گے اے وفادار بادشاہ جس نے دلوں کو بھر دیا ہے اور مثال کرنے سے بالا ہے اور زمانے کی اچھی طرح ہلاکت ہوگئی ہے پس وہ نرم پڑ گیا ہے حالانکہ وہ تھکا ماندہ ہے اور عاجز آچکا ہے اور اس کی خبروں سے ساری جمعیت پریشان ہے اور ان کی خلافت ضائع ہونے سے بلند ہوگئی ہے۔

تیرے پختہ عزم نے سرکش کو مطیع بنالیا:......اور مخلوق نے اپنے دلوں کو تیری طرف پھیر دیا ہے اور انھوں نے تجھ سے اصلاح احوال کی امید کی ہے جب میں نے اس کے بلادے کا جواب دیا تو جلدی سے جنگ اور نہ مہلت دینے والے عزم کے ساتھ اس کے پاس گیا۔ اور میں نے نہ مڑنے والے سرکش کو مطیع بنالیا اور سہل نہ ہونے والی مشکل کو آسان کرلیا اور میں نے نافرمان طبائع کو نرم کرلیا اور جس حرم کو انھوں نے حلال کرلیا تھا اس سے انہیں ہٹا دیا اور صولہ اور اس کی قوم کے حملے سے زوبیب دوڑتا ہے اور معقل حملہ کرتا ہے اور مہلہل نے جس احسان کی ابتدا کی ہے اسے پورا کرتا ہے اور اس کے بعد مہلہل بناتا ہے۔

صولہ کا مطلب:......اس جگہ صولہ سے مراد صولہ بن خالد بن حمزہ ابواللیل کی اولاد ہے اور زوبیب صولہ بن خالد بن حمزہ کا چچازاد بھائی احمد بن حمزہ ہے نیز معقل عربوں کی ایک جماعت کا نام ہے اور مہلہل سے مراد بنومہلہل بن قاسم جو ہمسر اور مدمقابل تھے۔

عربوں کے اوصاف:......لوگ عربوں کی شان سے تعجب کرتے ہیں وہ صحراء میں رہتے ہیں اور ان کے قبیلے کو فرمانبرداریوں نے پھینک دیا ہے انھوں نے علاقوں پر گنبد بلند کیے ہیں اور ان کے پاس کم بالوں والے وراز پشت گھوڑے ہیں اور لچک دار نیزے ہیں اور ہر بلند اور سنگریزوں والے پانی کی طرف پیاس راہنمائی کرتی ہے۔

عربوں کا رزق:......ان کا رزق ہوا ہے جسے عرق آئن بہادر اور تلوار لئے جاتی ہے وہ قبیلہ چٹیل میدان میں رہتا ہے اور ان کے ورے جدائی کی دوری ہے۔ وہ سفر کر جائیں یا آجائیں اور وہ بادیہ نشین ہونے کی وجہ سے بادشاہوں کو ڈراتے تھے لیکن اب وہ آسودہ حال ہوگئے ہیں پس تو بدوی ہوگیا ہے اور آسودگی کی طرف توجہ نہیں دینا۔

تیرا مجاہدہ اور جفاکشی:......اب تو محلات کے سائے میں پناہ لیتا ہے اور نہ بیہودگی کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور بسا اوقات دو پہر تجھ سے مصافحہ کرتی ہے (یعنی میں ہی پڑا رہتا ہے) اور کبھی تو دھوپ میں جھنڈے لہرا کر کے سایہ حاصل کرتا ہے۔ اور جب باریک کمر گھوڑے جنگ کے روز تازہ خون کا جام دیتا ہے تو ہنہنانے سے وہ دوبارہ جام پلاتا ہے۔

ہتھیار مردوں کی زینت ہے:......ہمارے ہتھیاروں کی جھنکار عزت کے معاملات میں ہوتی ہے اور اس قسم کے کاموں میں اسکا استعمال بہت اچھا ہے نیزہ وہ صحراء کے اندرونے کو پھاڑ دیتے ہیں لہٰذا وہاں ان کی طرف کمزوری آتی ہے اور نہ ہی لشکر جرار وہاں تک رسائی حاصل کرتا ہے حالانکہ صحراء کے اوپر فوجیں اپنا دامن گھسیٹتی رہی سب اور ہاتھوں میں گندمی رنگ کے نیزے لئے فخر کے ساتھ چلتی ہیں جب بے ہتھیار آدمی ان سے ہتھیار مانگتا ہے تو وہ آگے سے میانوں کے ساتھ سائل کو مارتی ہیں۔ اسی طرح لچکدار نیزے اور لٹکے ہوئے کنارے والے تلوار کے ساتھ بھی ان کا حال خراب کرتی ہیں یہاں تک کہ مدمقابل فوج منتشر ہوگئی۔

ان پر بھی تیرا احسان:......منتشر ہونے والی فوجوں کو تیز ہوا اپنے ساتھ بہا کرلے گئی اور وہ مصائب کا شکار ہوگئے۔ مگر پھر تیرے احسان نے انہیں مائل کیا۔ اور اس کے بعد وہ عزت کی طرف جھک گئے۔

عزم پختہ ہو تو منزل مل جاتی ہے:......تو نے اہل جرید کو ناکام کر کے اکھیڑ دیا اور جن تعلقات کو انہوں نے قائم کیا تھا تو نے انہیں توڑ دیا تو نے اس کے شہروں اور سرحدوں کو حکومت کے لئے ایک بار بنایا جو فتوحات کے ساتھ کھل جاتا تھا پس تو نے نفاق کے پیدا ہونے کی جگہ کو بند کیا اور تیری تلوار کی دھار نہیں اچٹتی اور نہ تیرا عزم رک سکتا ہے۔

بے شک بہترین اخلاق ہی انسانیت کا زیور ہے:......تو نے ایک قابل خوف خودداری اور سیاست کے ساتھ اسے روکا جو فرات کی طرح رواں ہے زمانہ اور اس کا مزہ اس کے لئے شیریں ہوگیا حالانکہ اس سے قبل اس سے حنظل بھی کڑوا ہوگیا تھا پس مخلوق ایک ہوشیار، بزرگ اور خوش اخلاق مالک کے ساتھ جاہلی اور دلوں نے رضامندی کے ساتھ اس کی مطابقت کی اور طفل و جواں اس میں برابر ہوگئے۔

بے شک امن و امان اور عدل و انصاف ایمان کا حصہ ہیں:......اے مالک! زمانے اور زمانے کو لوگوں کو ان کی امید سے بڑھ کر امن اور عدل مہیا کر یہ وہ علاقہ ہے جس میں نہ غول بیابانی سے ڈرا جاتا ہے اور نہ اس کے میدان میں بچوں والا شیر حملہ کرتا ہے اور بھٹ تیتر کی جماعتوں کی طرح جماعتیں ہر ویرانے کو طے کر کے آتی ہیں اور انہیں گھٹی ہوئی کلائی والا خوفزدہ نہیں کرتا۔

تعریف اسی پاک ذات کی جس نے یہ جہاں بنایا:......پس وہ ذات پاک ہے جس نے تجھے سربلند کیا اس نے آرزوؤں کو بیدار کر دیا ہے اور بے زیور گردن کو دوبارہ زیور پہنا دیا ہے گویا دنیا ایک دلہن ہے جو خوبصورتی کے حلوں میں تازہ وادا سے اور اس کے عدل سے شہروں کے زمین دوز قید خانے کھلے میدان بن گئے ہیں اور میں کوئی بھول بھلیاں نہیں اور اس کی پیشانی کے تیور سے ستاروں کی روشن ہوگئی ہے اور اس نے میری نگاہ سے حجاب اٹھا دیا ہے۔ اور اس نے مخیلہ حقیقت کو دیکھ لیا ہے۔

میں آپ کی مدح سے قاصر ہوں:......اور اس کی مدح سے معذرت کرتے ہوئے کہتا ہے اے میرے آقا! میری سوچ کم ہوگئی ہے اور طبع کند ہوگئی ہے اور ہر چیز مشکل ہوگئی ہے میری ہمت حقائق کو پانے کے لئے بلند ہوتی ہے اور ان کے ادراک سے رکتی ہے اور راگ تھلگ ہو جاتی ہے اور میں رات بھر اپنی طبیعت سے کشاکش کرتا رہتا ہوں اور وہ رواں ہونے کے بعد ہری ہو جاتی ہے اور میں اس حال میں شب گزارتا ہوں کہ کلام میرے دل میں خلجان پیدا کرتا ہے اور نظم اور قوافی بھاگتے پھرتے ہیں اور جب میں کوشش کر کے اس سے عفو طلب کرتا ہوں تو اس کا کام نقادوں پر عیب لگاتا ہے اور وہ ذلیل ہو جاتے ہیں اور ایک سال کی کانٹ چھانٹ کے بعد میرے شعر میں کوئی ایسا قول نہیں جس پر عیب لگایا جا سکے۔ اور اسے چھوڑا جا سکے پس میں شاعروں سے چھپ چھپ کر اسے بچاتا ہوں کہ وہ اور میرا شعر ایک محفل میں نہ جمع ہو۔ اور یہ وہ پونجی ہے جس کی قبولیت کا بازار گرم ہے اور اسمیں سردار اور بچپنا اختیار کرنے والا برابر ہیں۔ اور اگر میرے افکار تیرے پاس چاندنی رات کی طرح محلات کو پھاندتے ہوئے اور غلطی کرتے ہوئے آئیں

تو تو انہیں قبول کرے یہ ان کے لئے فخر کا باعث ہوگا اور میں پلیغ شاعر ہوں

ابن خلدون کی کتاب میں سلطان کے متعلق بیانات:......ابن خلدون کی لائبریری میں جو کتاب تھی اس میں سلطان کے متعلق کہتا ہے زمانہ اور اہل زمانہ جو تیزی طرف چلے آتے ہیں اسمیں ایسی عبرتیں ہیں جنکی فضیلت کو انصاف پسند قبول کرتا ہے وہ صحائف ان لوگوں کی باتوں کا ترجمہ ہیں جنہوں نے ترقی کے مدراج طے کیئے پس تو ان سے مفصل اور مختصر طور پر بیان کرتا ہے اور تو تبابعہ عمالقہ اور ان سے پہلے کے ثمود اور عاد اول کے اسرار کو بیان کرتا ہے اور ملت اسلامیہ کے قام کرنیوالے مغربیون اور بربریون کا ذکر کرتا ہے

تلخیص کتب:......تو نے پہلے لوگوں کی تمام کتابوں کی تلخیص کی ہے اور جو باتیں ان سے رہ گئی تھی ان کا تو نے ذکر کیا ہے اور تو نے غریب کلام کو اسطرح نرم کیا ہے گویا تو نے لغات کو بیان کیا ہے اور میرے تعلق کے لئے آسان ہو گیا ہے اور تو نے اسے اپنے ملک کے کنگن کے لئے فخر کا باعث بنایا گیا ہے جس سے محفلیں پر رونق ہو جاتی ہیں

بیان حق:......قسم بخدا تو نے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں کچھ زیادتی نہیں کی اور نہ ہی مجھے زیادہ کرنا اچھا لگتا ہے اور تیرا مقام بلندیوں میں بڑا مضبوط ہے کجا یہ کہ بچپنا اختیار کرنے والا خلاف واقع بات کرنے اور ہر فضیلت اور حقیقت کا وہ سرمایہ ہے اور خواہ بدل جائیں وہ اس کی خوبی کو جانتے ہیں اور تیرے پاس حق ہے جو ہمیشہ امور میں مقدم ہوتا ہے پس باطل کہنے والا کیا دعوی کر سکتا ہے اور اللہ نے جو کچھ مجھے عطا کیا ہے اس اوپر کوئی خوبی نہیں پس تو مرضی کے ساتھ فیصلہ کر تو بہت عادل ہے اور اللہ نے تجھے بندوں کے لئے زندہ رکھا ہے اور تو ان کی پرورش کرتا ہے اور اللہ انہیں پیدا کرتا ہے اور تیری نگرانی ان کی کفایت کرتی ہے۔

سلطان کی اچانک بیماری:......اور جب ابن خلدون سوسہ کی چھاؤنی سے تونس کی طرف لوٹا تو اسے وہاں قیام کی حالت میں اطلاع ملی کہ سلطان کو راستے میں ایک بیماری نے آلیا ہے اور اس کے بعد اسے شفا ہوگئی تو میں نے اسے اس قصیدے میں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

متفادین:......زمانے کے چہرے تر شروع ہونے کے بعد مسکرائے اور تکلیف کے درمیان سے رحمت ہمارے پاس آگئی اور خوشخبریوں کی پیشانیاں سیاہ ہونے کے بعد چمک اٹھیں اور قافلے کے حدی خوانوں نے انہیں روشن کر دیا ہے اور انہوں نے ان کے ساتھ شب غم کو پھاڑ دیا گویا انہوں نے روشن انگارے تاریکیوں کو پھاڑ دیا گویا وہ مخلوق میں ہمیشہ کے باغات ہیں اور قبروں والے بھی ان سے امیدیں رکھتے ہیں۔

اعتراف حق:......انہوں نے پیالوں کے بغیر نعمتوں کو نوش جان کیا وہ خوشی اور رضا سے مٹکے بھرتے ہیں اور سلور جوں کے ساتھ چاندوں کے بالمقابل جاتے ہیں وہ کون سلوار ہے جو نیکی سے سلواری کی حالت میں ملا اور وہ مانوس ہم نشیں ہے جو اسے کے پاس لے گیا اور اللہ کی خاطر سفارش کرنے والا ہے اور مانوس مقام میں ہدایت کے بعد اس سے انس کرنے والا ہے وہ رحمت شمار کرتا ہے اور رحمان خدا کی تقدیس کرتا ہے اس نے اخلاص دعا سے علاج کیا اور وہ مشکل بیماری اور تکلیف سے شفا مانگتا ہے۔

جامع زیتونہ کے تعلق:......تونس کی جامع زیتونہ کے متعلق یوں کہتا ہے۔ اے ابن خلافت اور جو لوگ ان کے نور سے راہ حق کے ٹنے کے بعد راہ حق پر چلتے ہیں وہ اپنے عزم سے دین قویم کی مدد کرنے والا ہے اس کی امامت نے بغیر تنگ ہوئے سے اسے نکال دیا ہے اور اس نے دوپہر اور اندھیرے کی لذت میں آرزوؤں اور آرزؤں کی لذت کو چھوڑ دیا ہے اس نے سیاست سے بری حالت کی نگہبانی کی اور وہ اچھے مالک اور سیاست دان کی لپیٹ میں آگئی۔

طسم وجدلیس کا فن:......اور وہ ایک شیر ہے جو اپنے بچوں کی رکھ کی حفاظت کرتا یہاں تک کہ انہوں نے بڑی محفوظ جھاڑی کی پناہ لی اور بناتات والے مقامات، دلہن کے لباس میں ناز ونخرہ کرتے ہیں اور صحرا میں طسم اور جدلیس کے فن پر مہربان ہیں اور کہنگی نے ان کی چوتیوں کو نیزہ چھوڑ دیا ہے اور وہ متکبر جاسوسوں سے خوف کے باعث پیچھے رہ گئی ہیں۔ کیونکہ تو لوگوں کہ لئے محفوظ مقامات اور ہمارے نفوس وارواح کی زندگی اور حفاظت کے لئے باقی ہے۔ اور تو ہمارے دین کی حمایت کا کفیل ہے۔

حصول محاسن:...... اگر تو نہ ہوتا تو اس کا عہد ضائع ہو جاتا اور بھلا دیا جاتا اللہ نے تجھے وہ کچھ دیا ہے جس سے اوپر کچھ نہیں اور تیرا مدد کرنا خوش قسمتی ہے جس کا الٹ نہیں ہوگا ہمارے چیزوں سے قبل چہرے تیری طرف بلند ہوتے ہیں اور اسمیں حاکم ومحکوم برابر ہیں اور جب تو قیام کرتا ہے تو تیرا رعب سفر کرتا ہے اور دشمنوں پر ہر تنور کو گرم کر دیتا ہے اور جب تو سفر کرتا ہے تو خوش بختی کے لئے ایک نشان ہوتا ہے جس کی تو لشکر میں اقتداء کرتا ہے۔ اور سلام پر ختم کیا۔

چغل خوروں کی شکایات میں اضافہ:...... ہمرازوں نے ہر نوع کی چغلیوں میں اضافہ کر دیا۔ اور جب وہ ابن عرفہ کے پاس جاتے تو وہ انہیں مزید بھڑکاتا۔ یہاں تک کہ انھوں نے میرے اس کے ساتھ سفر کرنے کے بارے میں سلطان کو بھڑکا دیا۔ اور تونس کے نائب قائد فارح کو جو سلطان کو موالی سے تھا تلقین کی وہ میرے اس کے ساتھ ٹھہرنے سے پرہیز کرے کیونکہ وہ اپنے معاملے میں مجھ سے خائف تھا اور انھوں نے اس پر اتفاق کیا کہ ابن عرفہ سلطان کے پاس اس کی شہادت دے۔ یہاں تک کہ اس نے اس کے پاس گواہی دی کہ میں فریب کاری سے اسے قتل کرنے کی سازش کر رہا ہوں اور سلطان ان پر اس بات سے بگڑ گیا۔ اس نے میری طرف پیغام بھیجا اور مجھے اس کے ساتھ سفر کرنے کا حکم میں نے امتثال امر میں جلدی کی اور مجھے یہ بات گراں گزری مگر مجھے اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔

تلبسہ کا سفر:...... میں نے اس کے ہاتھ چلنے کا ارادہ کیا اور اس اثناء میں تبسہ پہنچ گیا جو افریقہ تلول کے وطن کے درمیان ہے اور وہ اپنی فوج میں نیچے اگرا ہوا تھا اور اس کے عرب کو اپنے توزر کی طرف تھے کیونکہ ابن یملول نے ہاتھ میں اس پر حملہ کیا تھا اور اسے اپنے بیٹے کے ہاتھ سے چھین لیا تھا۔ پس سلطان اس کی طرف گیا اور اس نے اسے وہاں سے بھگا دیا اور دوبارہ اپنے بیٹے اور اس کے مددگاروں کو وہاں لے آیا۔

تونس کی طرف واپسی:...... جب سلطان اپنے بیٹے اور مددگاروں کو وہاں لے آیا اور تبسہ ہے کی جاشیر میں قیام کیا۔ جس کے ملحقہ نواح میں میری کھیتی ہے یہاں تک کہ سلطان مظفر ومنصور ہو کر واپس لوٹ آیا۔ اور میں نے تونس تک اس کی مصاحبت کی اور جب ۸۴ےھ کا شعبان آیا تو سلطان نے الزاب کی طرف مارچ کرنے کا عزم کیا۔ کیونکہ اس کے حاکم ابن مزنی نے ابن یملول کو اپنے پاس پناہ دی تھی۔ اور اس کے پڑوس میں رہنے کے لئے کیا تھا۔ پس مجھے خوف ہوا کہ وہ پہلے سال کی طرح میرے بارے میں وہی کام کرے گا اور بندرگاہ پر اسکندریہ تاجروں کا جہاز کھڑا تھا جسے تاجروں نے اپنے مال ومتاع سے بھر رہا ہوا تھا اور وہ اسکندریہ کی طرف روانہ ہونے والا تھا پس میں سلطان کے سامنے پیش ہوا اور میں نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے اس سے اپنا راستے کھولنے کے بارے میں کو سوال کیا تو اس نے مجھے اس کی اجازت دے دی اور میں بندرگاہ کی طرف چلا گیا اور اعیان حکومت وشیر اور طلباء میرے پیچھے ٹوٹ پڑتے تھے۔ پس میں نے انہیں رخصت کیا اور صرف شعبان ۸۵ےھ کچھ سمندر پر سوار ہو گیا اور انہیں چھوڑ کر وہاں چلا گیا جہاں اللہ کی جانب سے میرے لئے بہتری تھی اور میں آثار علم کی تجدید کے لئے فارغ ہو گیا۔

مشرق کی طرف سفر:...... جب میں نصف شعبان ۸۴ےھ کو تونس سے چلا کو ہم نے تقریباً چالیس راتیں سمندر میں قیام کیا پھر ہم عید الفطر کے روز اسکندریہ کی بندرگاہ پر آئے اور اس وقت بنی قلاوون کے بجائے ملک الظاہر کے تخت نشین ہونے پر دس راتیں گزر چکی تھیں اور ہم انتظار میں تھے کیونکہ وہ افران شہر کو اپنے لئے مخصوص کرتا تھا۔ اور میں اسکندریہ میں اسباب کی تیاری میں لگا رہا مگر اس سال حج کرنا مقدر نہ تھا جب بہت اللہ کا حج نصیب نہ ہوا تو میں یکم ذوالقعدہ کو قاہرہ چلا گیا اور میں نے دنیا کا کنارا اور لبستان عالم اور محشر اقوام اور بشری چیونٹیوں کا بل اور ایوان اسلام اور تخت شاہی دیکھا۔ جس کی فضا میں ایوان اور محلات چمکتے تھے اور اس کی اطراف میں خانقاہیں، مدارس اور فوجیں جگمگاتی تھیں۔ اس کے علماء کے چاند اور ستارے روشن تھے اور اس نے دریائے نیل کے کنارے پر ایک نہر اور آسمانی پانیوں کے نکالنے کی جگہ بنائی جس کے بہنے والے پانی سے سیراب ہوا جاتا تھا اور اس کے چشمے سے پھل اور بھلائی ان کے پاس آئی تھی۔ اور میں شہر کی گلیوں سے گزرنے والوں کی بھیڑ سے پر تھی اور اس کے بازار نعمتوں سے بھرے پڑے تھے اور ہم مسلسل اس شہر کے متعلق اور اس کی آبادی کی درازکا بدت اور اس کی وسعت احوال کے متعلق گفتگو کرتے رہے اور ہم اپنے جن شیوخ اور اصحاب سے ملے خواہ وہ تاجر تھے یا حاجی ان کی باتیں اس کے بارے میں مختلف تھی اور میں نے فاس کی جماعت کے سردار اور مغرب کے بڑے عالم ابو عبداللہ المقری سے پوچھا کہ یہ قاہرہ کیسا ہے۔ اس نے جواب دیا جو اسے نہیں جانتا وہ اسلام کی عزت کو نہیں پہنچانتا اور میں نے بجایہ کے بڑے عالم شیخ ابو العباس بن

ادریس سے بھی یہی بات پوچھی تو اس نے کہا کہ اس کے باشندے بادلوں سے آئے ہیں۔ یعنی بہت زیادہ ہیں اور ہمارا ساتھی فاس کی فوج کا قاضی فقیہ کاتب ابوالقاسم البرجی سلطان ابوعنان کی جانب سے ملوک مصر کے پاس سفارت سے واپسی پر ۷۵۶ھ میں تبرمبارک کو اس کا پیغام پہنچانے کے بعد سلطان ابوعنان کی مجلس میں حاضر ہوا تو میں نے اس سے قاہرہ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا میں مختصراً بیان کرتا ہوں کہ انسان جو کچھ سوچتا ہے وہ اسے خیالی صورت کے بغیر محسوس سے وسعت خیال کے لئے قاہرہ میں دیکھے گا کیونکہ وہ ہر مخیل چیز سے وسیع رہے سلطان اور حاضرین حیران رہ گئے۔ جب میں اس میں داخل ہوا تو کئی دن وہاں قیام کیا اور طلباء مجھ پر باوجود قلیل البضاعت ہونے کے استفادہ کے لئے ٹوٹ پڑے انھوں نے عذر کا موقع نہ دیا۔

ابن خلدون جامعہ ازہر میں بحیثیت معلم:...... پس میں جامعہ ازہر میں تدریس کے لئے بیٹھ گیا پھر سلطان سے ملاقات ہوئی۔ گو اس نے میری عزت افزائی کی اور مسافر کے میں میری دلجوئی کی اور اپنے صدقات سے مجھے بہت وظیفہ دیا اور اہل علم کے ساتھ اس کا یہی سلوک تھا اور میں اپنے اہل وعیال کو تونس سے آنے کا منتظر رہا اور سلطان نے اس رشک سے کہ میں اس کے پاس آؤں انہیں سفر کرنے سے روکا پس میں نے سلطان مصر کو ان کا راستہ چھوڑنے کے لئے اس کے پاس سفارش کرنے کو کہا گو اس نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی پھر صلاح الدین بن ایوب کے ایک قدرت مدرسہ القمحیہ کا ایک استاد فوت ہوگیا تو اس نے اس کی جگہ مجھے تدریس کا کام سونپ دیا اسی دوران میں سلطان ایک وسوسہ کے باعث اپنی حکومت کے مالکیوں کے قاضی سے ناراض ہوگیا اور اسے معزول کر دیا اور وہ مذاہب کی تعداد کے لحاظ سے چوتھا تھا جن میں سے ایک اس خطہ کی آبادی کی وسعت کے لحاظ سے ان کی نیابت میں جس کام سے ممتاز ہونے اور مقدمات کے ارتفاع میں قاضی القضاۃ بننے کا مدعی تھا اور شافعیہ کا تانی مشرق اور مغرب کے مضافات اور صعید اور فیوم میں اپنی ولدیت کے عموم اور یتماء اور وصیت کرنے والوں کے مالوں میں آزادانہ عفر رونک کے لحاظ سے ان کا سردار تھا اور ولدیت کے ساتھ سلطان کا پرانا جوڑ ہے۔

قاضی مالکی کی معزولی:...... پس جب اس نے ۷۸۶ھ میں قاضی مالکی کو معزول کیا تو سلطان نے مجھے اس کا اہل سمجھتے ہوئے میری شہرت کو بلند کرنے کے لئے منتخب کر لیا۔ اور میں نے اس سے اس کام سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے بات کی مگر وہ نہ مانا اور اپنے ایوان میں خلعت دیا اور اپنے بڑے خواص میں ایک کو میری جانب بھیجا جس نے مجھے دونوں محلوں کے درمیان مدرسہ صالحیہ میں حکومت کے مقام پر بٹھایا میں نے مقام محدود کی ذمہ داریوں کو احسن طریقہ سے ادا کیا اور میں نے احکام الٰہی کے لئے کوشش کی اور مجھے اللہ کے بارے میں کسی ملامت نے گرفت میں نہ لیا اور نہ ہی جاہ وسطوت۔ نے مجھے اس سے بے رغبت کیا میں ہر دو جھگڑنے والوں کو برابر قرار دیتا رہا اور وسائل اور سفارشات سے اعراض کرتے ہوئے کمزور کے حق کو وصول کرتا رہا اور دلائل کے سننے کی طرف مائل رہا اور عدالت میں گواہوں کے بارے میں غور وفکر کرتا رہا۔ پس ان میں نیک فاجر کے ساتھ اور طیب خبیث کے ساتھ ملا ہوا تھا اور احکام تنفید کرنے سے رکتے تھے اور جو بات انہیں اچھی لگتی اس میں تجاوز کرتے تھے کیونکہ وہ فریب کاری کے ساتھ متعلق رکھتے تھے۔ ان کی اکثریت امراء سے ملی ہوئی تھی جو قرآن کے معلم اور نمازوں کے امام تھے اور ان پر انصاف کو خلط ملط کرتے تھے۔ اور وہ انہیں اچھا خیال تصور کرتے تھے اور جب قاضیوں کے پاس جاتے تو ان کی صفائی پیش کرتے اور ان کی عزت کے حصہ دار بنتے اور تقریب حاصل کرتے۔ میں نے بعض مفاسد سے مطلع ہو کر انہیں سخت سزائیں دیں اور اپنے علم کی بناء پر ایک پارٹی پر جرح کی اور میں نے انہیں شہادت دینے سے روک دیا اور ان میں قاضیوں کے لئے کتابت کرنے اور ان کی نشتیوں پر دستخط کرنے والے بھی تھے اور انہیں جو الجھن پیش آتی وہ امراء سے کام لیتے تھے۔ اس وجہ سے انہیں اپنے ہم طبقہ لوگوں پر برتری حاصل ہوگئی تھی اور اپنی جاہ وعزت کی وجہ سے قاضیوں کے خلاف واقعات کی باتیں سناتے تھے۔

اس طرح وہ متوقع سزا سے بچ جاتے تھے اور ان میں سے بعض نے اپنے قلم کو علالیت کو الجھن میں ڈالنے کے لئے خلط کیا ہوا تھا اور وہ فقہی اور کتابی وجہ سے اس کے حل کی طرف راہ پالیتا اور جب کبھی جاہ اور عطیے کا داعی اسے اپنی طرف بلاتا تو یہ اس کی طرف جلدی سے جاتا اور خصوصاً کثرت مخلوق کے باعث وہ عطیات اس شہر میں انتہائی حدود سے تجاوز کر گئے تھے۔ پس وہ شہر میں مقرر کردہ مختلف مذاہب کے باعث معروف ومشہور نہ تھے۔ اور جو شخص شہر میں بیع یا تملیک کا مختار ہوتا وہ اس پر شرط عائد کرتے اور ان حکام کو دیوانہ کر کے اسے جواب دیتے جنہوں نے تدعب اور روکاوٹ سے بچنے کے لئے بند باندھتا تھا اس سے رکاوٹ میں خرابی پھیل گئی اور املاک وعصود میں دھوکہ رہ گیا پس میں اس کے قلع قمع کے درپے ہوگیا جس سے وہ

مجھ سے ناراض ہو گئے پھر میں مذہب کے مفتیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کام ان کے اکثرت معارضہ اور مخاصمین کو ان کے تلقین کرنے اور فیتہ کے بعد ان کے فتویٰ دینے سے حیران تھے اور ان میں کچھ اساغر بھی تھے جو طب اور عدالت کے دامن سے وابستہ تھے اور جونہی وہ خنو سلے اور تدریس کے مراتب تک پہنچتے تھے تو ان مناصب پر براجمان ہو جاتے اور انہیں بے اصولی باتوں سے حاصل کر لیتے اور بغیر کسی سند اور اہلیت کے ان کو جائز کر لیتے اور اس شہر میں تقویٰ کا قلم آزاد تھا۔ اور ہر مخالف اپنا رسہ کھینچتا اور اس کے کنارے سے ایک حصہ پکڑ کر اپنے مخالف پر فتح پانے کا قصد کرتا اور مفتی اختلاف کے شور وغل کے تتبع میں اس کی مرضی کے مطابق اسے فتوے دے پس فتاویٰ متعارض اور متناقض ہو جاتے اور اگر فتویٰ فیصلہ کے نافذ ہونے کے بعد ہوتا تو شور وغل بڑھ جاتا اور مذہب میں بہت اختلاف پایا جاتا اور انصاف مشکل تھا۔

اعلان حق: ...... یہ شور وغل ختم ہوتا نظر نہ آتا تھا۔ پس میں نے کھلم کھلا اعلان حق کیا اور جاہلوں اور خواہش کے بندوں کی لگام کھینچی اور انہیں ایڑیوں کے بل واپس کر دیا اور ان میں مغرب سے آنے والے جمع شدہ لوگ بھی تھے تو کسی معروف شیخ کی طرف منسوب نہ ہوتے تھے اور نہ ہی کسی فن میں ان کی کوئی کتاب انہوں نے لوگوں کو مذاق بنایا ہوا تھا اور انہوں نے عورتوں کو گالیاں دینے اور عورتوں کو جمع کرنے کے لئے مجالس بنائیں پس انہیں میری بات میں نے ناراض کر دیا اور ان کو حسد سے بھر دیا اور وہ مجھ سے غصے ہو گئے اور وہ اپنے قبیلے کے لوگوں کے پاس چلے گئے زاویہ نشین اور عبادت کے لئے مختص ہو چکے تھے تا کہ وہ اس کے ذریعے جاہ وعزت حاصل کریں، اور اللہ پر جرأت کریں اور بسا اوقات حق دار مجبور ہو کر ان کے پاس فیصلے کے لئے جاتے تو جو کچھ شیطان ان کی زبانوں پر القاء کرتا اس کے مطابق یہ لوگ فیصلے کرتے اور اس سے وہ اصلاح کا جواز نکالتے اور دین انہیں جہالت کے ساتھ احکام الٰہیہ سے متعرض ہونے سے نہ روکتا پس میں نے ان کے ہاتھوں کی رسی کو کاٹ دیا اور اللہ کے حکم کا نوفذ کر دیا اور وہ اللہ کے کچھ کام نہ آئے اور ان کے زاویے متحرک ہو گئے اور ان کے وہ کنوئیں جن سے وہ ڈول نکالتے تھے ویران ہو گئے تھے اور وہ میری بے آبروئی اور جھوٹ بدل کہ میرے لئے نئی مصیبت پیدا کرنے کے لئے احمقوں سے متفق ہو گئے اور اس جھوٹ کو لوگوں میں پھیلانے لگے اور میرے بارے میں سلطان سے فریاد کرنے لگے مگر وہ ان کی بات نہ سنتا اور جس بات سے مجھے پڑا تھا میں اس بارے میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتا تھا اور جاہلین سے اعراض کرتا تھا اور میں طبیعت کے پورے زور اور انصاف کی جستجو اور حقوق کو چھوڑانے اور باطل کی عادت سے پہلو تہی کر کے مضبوطی کے ساتھ سیدھے راہ پر چلنے والا تھا اور جب مجھے جاہ وعزت کا جذبہ ٹھوکا دیتا تو میں سختی کے ساتھ اس سے رکتا۔

ابن خلدون کو قاضیوں کی دعوت: ...... میرے ساتھی قاضیوں کا یہ حال تھا کہ انہوں نے میرے بات کو اچھا نہ جانا اور مجھے دعوت دی کہ میں اکابر کی رضامندی اور اعیان کی رعایت میں ان کی متابعت کروں اور ظاہری صورت میں مخالف کو دور کرنے کے لئے حق کا فیصلہ دوں جب کہ عہد کے وجود کے ساتھ حاکم پر حکم متعین نہیں ہوتا اور وہ جانتے ہیں کہ وہ اس کی مدد کر رہے ہیں کاش مجھے معلوم ہوتا کہ ظاہری صورت میں ان کا کیا عذر ہو گیا جب انہیں اس کے خلاف علم ہو۔ حضرت محمد فرماتے ہیں جس شخص کے حق میں فیصلہ کروں چاہے وہ اس کے بھائی کا حق ہو تو میں اس کے حق میں آگ کا فیصلہ کروں گا۔ پس میں نے حق کی کفالت کرنے اور جس نے مجھے یہ کام دیا تھا۔ اس کے ساتھ وفا کرنے کے سوا ہر بات سے انکار کر دیا تھا۔

ابن خلدون کے ساتھ لوگوں کی مخالفت: ...... تو سب لوگ میرے مخالف ہو گئے۔ اور جو شخص میری مدد کے لئے آتا اس کے بھی خلاف ہو جاتے اور لوگ سر عام مجھے ملامت کرنے لگے اور انہوں نے ان گواہوں کو جن کو گواہی سے روک لیا تھا سنایا کہ میں نے اپنے علم جرح پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے بارے میں فیصلہ دے دیا ہے جب کہ یہ اجمع کا قضیہ ہے پس لوگوں کی زبانیں چل پڑیں اور شور بلند ہوا بعض نے اپنی غرض کی تحت میرے خلاف فیصلہ کرنے کا ارادہ کیا میں نے توقف کیا اور مخالفین کو میرے خلاف اکسایا اور اس نے امعاملے میں غور وفکر کرنے کے لئے قاضیوں اور مفتیوں کو جمع کیا یہ حکومت سونے کی طرح خالص ہو گئی سلطان کو ان کی حقیقت معلوم ہو گئی اور میں نے ان کو ذلیل کرنے کے لئے ان کے بارے میں حکم الٰہی نافذ کیا اس طرح وہ غصے ہو کر چلے گئے، انھوں نے سلطان کے احباب اور حکومت کے بڑے بڑے آدمیوں سے سازش کی اور ان کے سامنے ان کی عزت کے جانے اور سفارشات کے دور ہونے کو بری طرح بیان کرنے اور جھوٹ بولتے ہوئے کہتے کہ ایسی باتوں کا حامل رضامندی سے ناآشنا ہے اور اس جھوٹ کو میری طرف بڑی بڑی باتیں منسوب کر کے مشہور کرتے جو راست دار انسان کو بھی بھڑکا دیتی ہیں اور اپنے دربانوں کو بھی

میرے خلاف بھڑکاتے تھے۔ اور ان کے دلوں میں بغض بھرتے۔ پس اللہ ہی ان کو بدلہ دینے والا ہے ہر جانب میرے خلاف شور وغل کھڑا ہوا اب میرے اور حکومت کے درمیان فضا تاریک ہوگئی۔

کشتی کا غرق ہونا:...... میرے اہل وعیال کو بھی یہ دکھ پہنچا کہ وہ مغرب سے کشتی میں میری جانب آرہے تھے کہ شدید ہوا نے انہیں آلیا اور کشتی غرق ہوگئی۔ میرے گھر والے اور بچے اور کشتی میں موجود اشیاء بھی ضائع ہوگئیں۔ پس میرے لئے مصیبت اور گھبراہٹ مزید بڑھ گئی۔ اور میرا میلان زہد کی طرف بڑھ گیا۔ میں نے اپنے منصب سے علیحدگی کا ارادہ کیا اور جس نیک شخص سے اس بات کا مشورہ لیا اس نے بادشاہ کی ملامت اور ناراضگی کے ڈر کے مارے میرے ساتھ اتفاق نہ کیا میں اپنے اردگرد کے راستے پر ششدر کھڑا رہ گیا۔ جلد ہی لطیف ربانی نے آلیا اور سلطان کی شفقت نگاہ نے مجھ گھیرے میں لے لیا۔ میرا اس عہدے کو چھوڑنے کے لئے تمام راستہ صاف کردیا یوں اس نے میری گرہ کھول کر آزاد کردیا۔ جب میں وہاں سے چلا تو تمام لوگ مجھے الوداع کررہے تھے۔ ان کی نگاہیں مجھے مہربانی کے ساتھ دیکھ رہی تھیں۔ میری واپسی کی امیدیں سرگوشی کررہی تھیں۔ میں اس کی نعمت کی چراگاہوں میں پہلے کی طرح خوشحال ہوگیا۔ جس عافیت کے متعلق رسول کریم ﷺ نے اپنے رب سے سوال کیا تھا اس عنایت کے تحت تدریس علم، کتاب پڑھنے اور تدوین وتالیف کے لئے اللہ سے امید کرتے ہوئے قلم کو کام میں لانے اور اپنی بقیہ عمر کو عبادت میں گزرنے اور رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے مصروف ہوگیا۔

حج کی ادائیگی کے لئے سفر کرنا:...... علیحدگی اختیار کر لینے کے بعد میں تقریباً تین سال ٹھہرا رہا اور فریضہ حج کی ادائیگی کا عزم کرلیا۔ سلطان اور امراء نے میری کفایت سے زیادہ اعانت کی اور مجھے زادراہ دیا۔ چنانچہ میں نصف رمضان المبارک ۸۹ےھ کو قاہرہ سے بحر سویز کی جانب چلا اور بخیر وعافیت طور کی بندرگاہ پر پہنچا چند ایام قیام کے بعد دس شوال ۸۹ےھ کو ہم سمندر اور اس کی لہروں پر سوار ہوگئے ہم ایک ماہ میں ابنج پہنچے ہم نے ایک قافلہ سے ملاقات کی اور مکہ تک میں ان کی رفاقت میں رہا۔ دو ذوالحجہ کو حرم میں داخل ہوا اور فریضہ حج ادا کیا۔ میں دوبارہ ابنج واپس آیا اور پچاس راتیں وہاں ہی قیام کیا یہاں تک کہ ہمارے لئے سمندر پر سوار ہونا ممکن ہوگیا۔ ہم نے سفر کیا اور طور کی بندرگاہ کے قریب آگئے ہواؤں نے ہمیں روک لیا اس طرح ہم نے سمندر کی شرقی جانب سفر کیا پہلے ہم ساحل قیصر پھر بندرگاہ اترنے۔ ہم اس طرف کے اعراب کے ساتھ صعید کے دارالخلافہ شہر قوص میں آئے اور وہاں ہم نے کچھ دم وہاں ہی آرام کیا۔

ابن خلدون مصر میں:...... پھر ہم دریائے نیل کے رستے کشتی پر سوار ہوکر مصر آئے اور ایک ماہ کے عرصہ میں وہاں پہنچے۔ اس طرح جمادی الاول ۹۰ےھ کو میں مصر میں داخل ہوا۔ میں نے سلطان کے ساتھ ملاقات کی نیز میں نے جو اس کے لئے دعائیں کیں تھیں اس کے متعلق بتایا چنانچہ اس نے میری باتوں کو قبول کیا اور سلطان نے مجھ پر بہت احسانات کیے۔

مصر میں ادباء سے ملاقات:...... مصر میں نے بہترین فقیہ اور ادیب ابوالقاسم بن محمد بن شیخ والے ابواسحاق ابراہیم ساحلی سے ملاقات کی جس کا دادا طوحی کے لقب سے مشہور ہے وہ حج کے لئے آیا تھا اور اس کے پاس غرناطہ کے حاکم سلطان ابن احمر کے پرائیوٹ سیکرٹری اور ہمارے دوست وزیر کبیر اور عالم ابوعبداللہ بن زمرک کا خط تھا جس میں اس نے مجھے نظم اور نثر کی صورت میں مخاطب کیا۔ اور اس میں محبت کے زمانوں کا ذکر لیا ہے۔

خط کا متن متین:...... بخدی عمداری پر چمکنے والے بادل سے پوچھ جب وہ مسکرایا تو میری پلکیں غم سے غمناک ہوگئیں اس نے ریت کے موڑ پر میری خوبیوں پر خوب بارش برسائی اور بادلوں نے دور سے اس پر پانی بہایا۔ اے کمزور سواریوں کے ہانکنے والو! انہیں چھوڑ دو وہ پیاسے ہوکر بخد میں جائیں گے اور ان کے سانسوں کے صبا کے ساتھ نہ سونگھو چونکہ شوق کی آگ میں اس قسم کی سواریوں سے آگے بڑھ جاتی ہیں۔ انہیں عشق نے تیر کی طرح پھیل دیا ہے اور سخت زمین نے انہیں ادھر ادھر اجاڑ بستیوں میں پھینک دیا ہے ان سے میں حیران ہوں کہ عشق مجھے سے کیسے چپٹ لیتا ہے حالانکہ ان کا غم وشوق میرا غم وشوق نہیں ہے اور اگر انہیں عذیب وبارق کے درمیانی پانیوں نے شوق دیا ہے جو مان اور اندے گھنے درختوں کے سائے تلے ہیں تو مجھے ان کی جھاڑیوں کے چاندوں نے شوق دلایا ہے اور انھوں نے کوچ کے روز نرم کٹی ہوئی ٹہنی میں بات کی۔

احتیاط کی نصیحت:...... قبیلے کے خیموں میں کتنے ہی سورج ہیں اور ملک میں سعد کا چاند ہے اور کتنی ہی تلواریں خوبصورت آنکھ سے سونتی جاچکی ہیں

اور کتنے ہی نیزوں نے نازک قد والے کو شکست دی ہے، اور رام کے باشندوں سے احتیاط اختیار کرو۔ وہ کمزور چشم رکھتے ہیں اور شیر کی طرح حملہ کرتے ہیں اور قیس قبیلے کی نگاہوں کے تیروں سے جان لوح کر عشق سے پاک دل کو تکلیف دی جاتی ہے۔ اب تو باغ حسن کی خوشبو ضائع ہو چکی ہے اور رخسار سے سرخی کے سوا کچھ ضائع نہیں ہوا۔

باغ حسن:......نگاہوں کی نرگس نے آنسوؤں کو موتی بنا کر چھوڑا اس نے گلاب سے، گلاب کے پھول کا منقش باغ بنا دیا اور شاخ ہی شاخوں نے اپنے جیسی شاخوں سے معانقہ کیا ہے۔ حالانکہ حسن والی شاخ دوسری سے مدد مانگتی تھی۔ ہائے وہ رخصت کرنا قبیح امر تھا جس نے باغ حسن کے لا تعداد محاسن کو ہمارے سامنے نمایاں کر دیا۔

فرط شوق:......اللہ تعالیٰ لیلیٰ کا لحاظ کرے اگر مجھے اس کا راستہ معلوم ہوتا تو میں سواریوں کے پاؤں تلے اپنے رخسار نچھاور کرتا، اس کے شوق نے اس قدر ستایا کہ خیال آنسوؤں کو خوفزدہ کر رہا تھا اور خیال رات کے جھاگ دار سمندر میں تیر رہا تھا اور وہ زلفوں کو حرکت دے کر روشن چہرے کو ایسے نکالتا جیسے میان سے صیقل شدہ تلوار نکالی جائے، جب اس نے تاریکی میں ہاتھ ہلایا تو میں نے صبر کی پختہ گرہ کو کھول کر رکھ دیا۔

آ تجھ کو بھی دکھا دوں:......پسلیوں کی حرکت نے روح کو بے چین کر دیا جو صبح کے وقت چادر کے ملنے کی چغلی کرتی ہے اور وہ بیمار اٹھ کھڑا ہوا جس نے چادروں کو لپیٹ لیا تھا، اور اس نے مجھے باتیں فراز سے نشیب کی طرف بھیجیں ہاں جنگل میں ایک اونچی آواز سے پکارنے والا تھا جیسے عشق نے کبھی چھوا تک بھی نہیں، مگر اس نے وعدہ پر میرے غموں کو آواز دی۔

زمانے نے گناہ کر کے مجھے بوڑھا کر دیا:......اللہ تعالیٰ لیلیٰ کی رات کو شاد رکھے میری آنکھوں کو نیند نہیں آتی اور اس شب جب حاجی سو گئے تو اس نے سنی کو میرے ارادے کے مطابق قریب کر دیا۔ اور وہاں میں نے اپنی آرزوؤں سے زیادہ حاصل کیا۔ اور روز دیدہ نگاہی کے سوا کچھ حیلہ نہ تھا، نیز شکایتیں ہار سے بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح ڈھیر ہو گئیں، اور اس کے بعد زمانے نے جو گناہ کیا وہ میں نے بخش دیا سوائے اس کے کہ مجھے بوڑھا کر دیا۔

چیزیں اپنی ضد سے پہنچانی جاتی ہیں:......اس بڑھاپے سے میں نے اپنی جوانی کی قدر کو پہچانا اور ہمیشہ مخالف چیز سے مخالف چیز کی عظمت کو معلوم کیا جاتا ہے، اور جس نے شب جوانی میں گمراہی حاصل کی عنقریب بڑھاپے کی صبح اسے بیدار کر کے دم لے گی، اور اسے ہدایت کی طرف لے آئے گی۔

دل کا ربع غم سے خالی ہے:......اور ابھی عشق ہدایت کے راستوں سے الگ نہیں ہوا اور نہ ہی عشق کے راستوں پر کبھی چلا ہے میں ان عشاق سے آگے بڑھ گیا ہوں جو حد سے تجاوز کر جاتے تھے۔ اور دل کا چوتھائی حصہ غم سے خالی ہے اے ابو زید تجھ سے میری کافی شکایات ہیں جنھیں تو نے قدر سے دور کر دیا ہے اور تو میرے دو بیٹوں زید اور عمر کا ہم عمر نہیں ہے۔

میرے شوق کی حالت:......اپنی زندگی کے متعلق اطلاع دے اور تو ہمیشہ صاحب فضیلت رہے کیا تجھے بھی میرے جیسا شوق ہے۔ اور تیرے تکلیف وہ شوق نے کتنی بار مجھ پر حملہ کیا۔ پس شوق کے ہاتھ میرے چقماق کو روشن کرنے لگے اور ہوا تک نے ٹیوں کی زلفوں میں ہاتھ پھیرا اور گہوارے میں بچے تک خوفزدہ ہو گئے۔

واہ کتنا حسین چہرہ:......تیرے رخسار کیساتھ صبح میرے سامنے آتی ہے اور اسمیں حیا شفق کی طرح ظاہر ہوتی ہے اور روشن نے تیرے چہرے کے دھوکے سے مجھے وہم میں ڈالا اللہ تیرے چہرے کو رد کرنے سے محفوظ رکھے اور تیرا چہرا آنکھوں میں چاشت سے زیادہ روشن ہے اور تیرا ذکر شفاء کے بارے میں شہد سے زیادہ شیریں ہے

تیری دور س نظر کا کیا کہنا:......اور توافق کی بلندی میں سورج ہے ہم تیرے قرب پر فدا ہیں اور تو دور سے دیکھتا ہے اور غم میں اس کی آنکھ سورج کو نہیں دیکھتی اور نہ ہی آشوب چشم میں سورج کی روشنی فائدہ دیتی ہے وہ اس قوم سے ہے جنہوں نے بزرگی کو اپنی آنکھوں کی طرح بچایا جیسے انہوں نے مال کو

مباح کر دیا جسے بخشش کے لئے لوٹایا جا سکتا ہے۔

بزرگی کے گھاٹ پر اجتماع:......اور جب وہ کسی دن پانی پر ہمدردی کے لئے جمع ہوتے ہیں تو وہ بزرگی کے گھاٹ پر ہی جمع ہوتے ہیں اور جب انہوں نے تعریف کے بعد صیقل شدہ تلوار اور دراز گردن گھوڑ یکیسوا کوئی ذخیرہ جمع نہیں کیا اور قابل تعریف آدمی نے غنیمت کو تقسیم کیا جو کم خوشنما گھوڑوں کی ایال تک تھی کیا بھولتا ہے مگر ہماری ان راتوں کو نہ بھولنا جن میں ہم نے دونوں آنکھوں کو جنت خلد سے اچک لیا۔

تیری دوستی کی انتہا:......اور ہم جوانی کی آزادی میں راتوں کی سواریوں پر سوار ہو کر آسودگی کے ساتھ لذات کی حد تک گئے پس اگر ہم نے وہاں پیاموں کو گردش نہیں دی تو ہم انس کے شیریں گھاٹ پر روانہ ہوئے اور میں تجھے مغرب میں ملا اور تو اس کا رئیس تھا اور تیرا دروازہ سرداروں کے جمع ہونے کی جگہ ہے پس تو نے ہوانست کی یہاں تک کہ میں نے مسافرت کی شکایت نہ کی اور تو نے دوستی کی یہاں تک کہ میں نے کھونے کی دردمندی کو محسوس نہ کیا اور میں شکریہ ادا کرتا ہوا اپنے علاقے لوٹ گیا اور میں نے اس کے قابل

تعریف اخلاق اور خوبیوں والے حسب کو آزمایا یہاں تک کہ اے سمندر تو ہمارے پاس سمندر پار کر کے آیا اور میں نے بڑی تکلیف کے بعد مدد کی زیارت گاہ کی زیارت کی اور وہ فاقہ کے باوجود نعمتوں سے زیادہ عزیز اور پہلو تہی کے باوجود خوشگوار وصل سے زیادہ مرغوب ہے اور اگر یہ بات بری ہے تو تو نے جدائی کے ساتھ اپنا کجاوہ اٹھایا ہے اور اس کے عوض تو نے دوست اور تیز رفتار اونٹ لیا ہے تحقیق مجھے اس بات نے خوش کیا ہے کہ تو نے بلندیوں کے افق پر خوش نصیبی کو دیکھا ہے اور تو مشرق کے افق پر ستارہ ہلالیت بن کر طلوع ہوا ہے۔ میرا عہد مجھے یاد ہے

تو وعدہ کے ساتھ انور کے ساتھ آیا ہے اور سواریاں پاس ان کے سرداروں کو لے چلتی ہیں اور ان پر ایسے تیر ہیں جنہوں نے عہد کے نشانے پر تیر مارا ہے اس گھر کی طرف جاتا تو دیکھی بھالی جگھوں کی زیارت کرتا کیونکہ عمدگی سے وہاں جبرائیل آتا ہے تو ہمارے لئے روشنی کے واسطے چقماق جلاتا ہے تو تو قرب و بعد میں نفس کو سلام کرتا ہے اور جہاں تو نے مجھ سے عہد کیا تھا میں بادشاہ کے دروازے پر جاہ و عزت کے سایوں کو دراز کیے ہوئے ہوں اور عہد کو مضبوط کو مضبوط کر رہا ہوں

بخشش کے سمندر رکنے سے نہیں رکتے:......اور میں کتابوں اور کاتبوں کے لشکر انشاء پردازی سے تیار رہا ہوں اور ران کے پیش کرنے میں میری خوش قسمتی ہے اور ہم امام محمد سے نہر مبرہ کے دراز سائے میں پناہ لیتے ہیں اور جب اس کی برکت سے سخاوت کا سمندر جاری ہوتا ہے تو راس سے نشیب و فراز میں طوفان آ جاتا ہے اور ہم امید کی کشتیوں پر سوار ہو کر احسان کی طرف گئے بخشش کے سمندر رکنے سے نہیں رکتے میرے جانب سے انصار کو صدق اور اس کے عہد کے متعلق کون پیغام پہنچائے گا۔

پانی میں تیرا عکس:......اور خلیفہ کو اس کے رب نے فتح کی چابیاں دی ہیں اور جنہیں خوش بختی کھینچ لائی ہے اور تجھ سے درے مدح وستائش کے باغات کی خوشبو کی لپٹ ہے اور جب ہم سر کی جانب سے سجاوت صف بستہ ہوئی ہے تو وہ کپٹ فوقیت لے جاتی ہے اور اگر اسی تعریف کی خوشبو پھیلے تو مشک کہتی ہے اسی ہمسر تیرا کیا کہنا اور بادلوں کی فضا میں جو صاف پانی ہے وہ گہوارہ کے پہلو میں تجھ سے زیادہ واضح نہ تھا۔

پاکیزہ محبت کا اعتراف:......اور مسکراتے پھول کے دانتوں پر جو شبنم پڑی ہے وہ میری تعریف اور میری محبت سے زیادہ صاف اور روشن نہیں ہے اور نہ ہی چودھویں کا چاند اپنی تکمیل کے تاج کے ساتھ میری محبت سے زیادہ روشن اور زیادہ چلنے والا ہے اے ابن خلدون تو امام ہدایت بنکر زندہ رہے اور تو ہمیشہ ہی دنیا کی جنت خلد میں رہے۔

ایک اور محبت بھرا قصیدہ:......''اور اس نے اس قول کے ساتھ قصیدہ پہنچایا'' میرے آقا شیخ الاسلام اور خزانہ روسائے اسلام اور حاملین سیوف اقلام کو شریف بخشنے والے اور خواص کے جمال حکومتوں کے جوہر بادشاہوں کے دوست خلفاء کے منتخب بلند کے راز فاضل لگانہ قدوہ العلما حجۃ البلغاء اللہ تم کو شاندار زندگی دے اور مجر کا جھنڈا باندھے اور فضل کے مینار کو بلند کرے اور بزرگی کے ستون کو اٹھائے اور سعادت کی شعاعوں کو چھوڑے اور محمد کی ابان کو چلانے اور معارف کی افق کو روشن کرے اور عنایت کی گھاٹ کو شیریں کرے۔

یہ کیا گونگا سلام ہے:...... سلام کے تحائف کے ساتھ میں تجھے مخاطب کرتا ہوں اور تیری شان بلند ہے اور تیرے فضل کا مطلع بہت روشن ہے اور تیرے شان کی اتباع نہیں کی جاسکتی یہ گونگا سلام ہے جو واضح نہیں اور گنگناہٹ ہے جس سے وضاحت کرنیوالی عربی زبان نفرت کرتی ہے یہ جہلاء کی جہالت ہے اور ان کے گھوڑے کے نشانات تباہ ہو چکے ہیں مگر اسلام کے تمغے سے ان دونوں کو کیا نسبت جو نسب کے لحاظ سے فخر اصل ہے اور سبب کے لحاظ سے فخر میں اصل ہے۔

گردش حالات:...... ہم تجھے وہ سلام کہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں رسولوں اور انبیاء کو کہا ہے پس میں کہتا ہوں تم پر سلامتی ہو اور وہ اللہ کی رحمت کے بادل بھیجے گا اور محاقد کے پھولوں کی کلیاں صحائف سے کھول دے گا اور میں علم و دین کے ساتھ گردش حالات کے متعلق نیا سوال کرونگا اور اس کی تیری میں اضافہ کرے اور اسے کامیابی سے روشناس کرائے اور وہ فلاح کی اتباع کرے اور میں تیرے روشن ہاتھ سے تعریف کے صحائف نشر کرتا ہوں اور اس کے باوجود اے آقا آپ کے مخاطب کرنے کے بارے میں میرے سامنے متلاف راستے پیدا ہو گئے ہیں۔

فراق کے لمحات:...... مجھے معلوم نہیں کہ تیرے فجر کی کونسی بیعت سے ظلم دور ہوتا ہے۔ اور تیری ثناء کے کونسے سمندر میں قلم تیرتا ہے بات بہت بڑی ہے اور سورج زیور اور لباس سے انکار کرتا ہے اور اگر میں فراق کی شکایت کروں اور شوق سے تجاوز کروں اور تیرے سوا جو لوگ ہیں وہ اس کے ساتھ گفتگو کرنے میں کاغذوں کے میدان میں سرکنڈوں کے گھوڑے دوڑاتے ہیں جو ابداع و اختراع کی انتہا پر مستولی ہوتے ہیں۔ پس یہ غم ہے جو روتا ہے اور فراق ہے جو شکایت کرتا ہے۔

اشعار کا ارسال کردہ مجموعہ:...... پس اللہ تعالیٰ میری خواہش کو جانتا ہے کہ میں تیری خبروں سے مسکراتی بجلیوں کے دانتوں کا سامنا کروں اور بادل کی مہک میں دیکھوں اور میں نے آپکی طرف اپنی جملہ کتب اور قصائد بھیجے ہیں اور نہ وہ یکتا قصیدہ جو ان جو ہر کو عیب لگاتا ہے جنہیں سمندر نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو پاک کردے اور ان کے بارے میں تجھے بڑا اجر دے۔ اور وہ ۱۵۰ اشعار سے زیادہ ہے مجھے معلوم نہیں وہ آپکو پہنچا ہے یا ضائع ہو گیا ہے مجھے یہ خیال آتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں آپ سے کچھ صادر نہیں ہوا۔

دو کتابیں:...... اور میں آپ کے ارادے کی بھلائی سے واقف ہوں اور اس وقت سے واقف ہوں جب ہم نے اس مشرقی افق میں عجیب پایا تھا اور مجھے آپ کے جانب سے کوئی کتاب نہیں ملی اگر میں جانتا ہوں کہ ان میں سے دو کتابیں اس مغربی افق میں ضائع ہو گئی ہیں اور اس خط اشارہ موجود ہے کہ اس نے حق میں مصر ملک الظاہر کی مداح میں قصیدہ بھیجا تھا میں اسے موقع ملنے سلطان کے سامنے پیش کروں اور وہ ہمزہ کے قافیہ میں ہے اسکا مطلع یہ ہے "جب چمکدار بادل آواز دی تو کیا آنسو گرے یا موتی"۔

ایک مبنی قصیدہ:...... عبداللہ بن زمرک نے مجھے خط کے ضمن میں ایک قصیدہ بھیجا اور اس نے معذرت کے ساتھ اس کی ایک عدد کاپی کا تقاضا کیا پس میں نے صرف ہمزہ (ء) پر مبنی قصیدہ لکھا جس کا قافیہ "ان تھا۔ سیکرٹری نے کہا کہ اس قصیدہ کو "اگر واؤ" کے ساتھ لکھا جاتا تو کیا ہی بہتر ہوتا۔ اس لئے کہ یہ واؤ سے بدل جاتا ہے ہمزہ اور واؤ کے درمیان آسان ہو جاتا ہے۔ اور صرف اطلاق اسے واؤ بیان کرتا ہے حالانکہ اس چیز کا فن مقفی ہے اگرچہ بعض شیوخ کا قول ہے کہ جو شخص آسانی کے ساتھ ادا نہ کر سکتا ہو اس کی لغت کی خاطر اسے ہر حال میں الف لکھا جائے۔ مگر یہ کوئی اتنی خاص بات نہیں ہے۔

ایک قصیدہ ہاتھ سے نکل گیا:...... سیکرٹری نے مجھے مذکورہ قصیدہ مشرقی خط میں لکھنے کو کہا تاکہ اس قصیدے کا پڑھنا اہل مشرق پر آسان ہو جائے چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور پھر اصل اور اس کی کاپی میں نے سلطان کو پیش کر دی اور اس قصیدے کو سلطان کے پرائیویٹ سیکرٹری نے پڑھا اور اس نے مجھے اس قصیدے سے کچھ بھی واپس نہ دیا اور میں اس قصیدے کو سلطان سے پہلے لکھ بھی نہ سکا۔ اس طرح وہ قصیدے ضائع ہو گیا۔

اس خط میں ایک فصل تھی جس میں اس نے مجھے وزیر مسعود بن رحو کے حال سے متعارف کروایا تھا مسعود بن رحو اس زمانے میں مغرب کا خود مختار امیر تھا اور مسعود رحو نے جو اس کے خلاف بغاوت اور ناشکری کی تھی اسے بھی بیان کرتا ہے۔

عبداللہ کا ایک اور قصیدہ:...... چنانچہ کہتا ہے: مسعود بن رحو نے بیس سال آسودگی کے ساتھ اور دنیا کی قیادت کرتے ہوئے جاہ عیش کے ساتھ

اندلس میں قیام کیا۔ نیز اسے عثمان کے بیٹوں کے ساتھ محبت کی اجازت بھی دی گئی۔ جیسا کہ آپ کو اس کی انشاء پردازی کی کتب سے معلوم ہو چکا ہے جو اس نے جبل فتح کے باشندوں کے لئے لکھی تھیں۔

قصیدہ میں مسعود بن رحو کا حال: ......پس مسعود بن رحو تدبیریں کر کے حکومت پر قابض ہو گیا نیز سلطان مرحوم کی کمزوری کے باعث مغرب کی امارت کا تنہا ٹھیکیدار بن گیا، مگر یہ سب کچھ حقوق کے انکار کی وجہ سے ہوا تو اس کی بلند قامت کھجوریں تلخ ہو چکی ہیں اور اس نے اپنی کھال کی سیاہی پر نافرمانی کی سیاہی کو ترجیح دی ہے۔

سبتہ کے باشندوں کا ذکر: ......اس نے سبتہ کے باشندوں کے ساتھ سازش کی اور انہیں نافرمانی پر اکسایا۔ اس لئے انہیں گمان ہوا کہ قصبہ ان کے لئے قائم نہیں رہ سکتا۔ پھر اہل سبتہ کے شیخ الاالبہ نے محاصر کو توڑ دیا اور کھلی جنگ کی نیز زکریا نے اندلس کے لئے مدد مانگی تو جلد ہی اسے جبل اور مالقہ سے مدد مل گئی پھر پے در پے اسے مدد ملنے لگی۔

اہل شہر کے خوف زدہ ہونے کا تذکرہ: ......ان حالات میں اہالیاۃ شہر خوفزدہ ہو گئے اور وہاں کے شرفاء واپس آ گئے اور قصبہ میں داخل ہو گئے پھر اہالیان شہر نے اپنے پڑوسیوں سے مدد مانگی اور ان کے پاس بھی اسی طرح مدد باہم پہنچی۔ پھر صالحین نے اس جگہ کی محبت دخل اندازی کی جس کی وجہ سے جنگ بند ہو گئی۔

ایک اور غداری: ......اور اس دوران میں انہوں نے دوبارہ غداری کی ان حالات نے دستبردار ہو جانے والے سلطان ابو عباس کو قصبہ میں آنے کی دعوت دی اور یہ کہ وہ وہاں سے بنومرین وغیرہ کی رغبت کے باعث مغرب کی طرف چلا جائے۔ حالانکہ سلطان ابو سالم مرحوم کے بیٹے ہی نے تم کو ریاست کا مالک بنایا تھا نیز اپنے دوستوں پر تمہیں فضیلت دی تھی۔

خط کی ایک اور فصل: ......مذکور کے بعد ایک فصل تھی جس میں اس نے مصر سے کتابوں کا تقاضا کیا تھا وہ اس میں بیان کرتا ہے کہ ''اگر پوری تفسیر بھیجنا ممکن نہ ہو تو میرے آقا کو یہ بات پسند ہے کہ فاتحہ کے بارے میں فضلائے قوت اور مشائخ کا کلام جس قدر ہو سکے مجھے بھیجا جائے۔ کیونکہ اس تفسیر میں میں وہ کچھ لکھنا چاہتا ہوں جس سے مجھے اللہ کے ہاں نفع کی امید ہے۔

چند کتابیں: ......نیز آپ جانتے ہیں کہ میرے پاس علامہ طیبی کی لکھی ہوئی تفسیر جسے عثمان نجانی نے بھیجا تھا ہے۔ اور تفسیر ابوحیان کا پہلا جز دیکھی ہے نیز اس کے اعراب کا ملخص اور ابن ہشام کی کتاب ''کتاب المغنی'' بھی ہے اور سورۂ برأت کے بارے میں امام بہاء الدین بن عقیل کی تفسیر کے بارے میں سنا ہے مگر مجھے بسملہ کے سوا کچھ بھی نہیں مل سکا اور ابوحیان نے اپنی تفسیر کے دیباچہ میں بیان کیا ہے کہ اس کا شیخ سلیمان نقیب یا ابو سلیمان تھا مجھے اب معلوم نہیں کہ اس نے بیان کے بارے میں دو جزو پر مشتمل کتاب تصنیف کی تھی جسے اس نے اپنی کتاب ''تفسیر کبیر'' کی مقدمہ بنایا تھا اگر میرے آقا اس کی کوئی عمدہ سی توجیہ کریں تو کیا ہی بھلا ہوگا۔

خط کا خاتمہ: ......خط میں متعدد اغراض کے بارے میں دیگر فصول بھی ہیں جن کے ذکر کرنے کی اس جگہ چنداں ضرورت نہیں پھر اس نے خط کو سلام پر ختم کیا اور آخر یوں اپنا نام لکھا تھا۔ محمد بن یوسف بن زمرک ۲۰ محرم ۷۸۰ھ۔

ابن خلدون کو غرناطہ کے قاضی کا خط: ......غرناطہ کے قاضی الجماعہ ابوالحسن علی بن حسن النبی نے مجھے لکھا:

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ۔

اے محبت والفت کے لحاظ سے میرے یکتا آقا اور قریب و بعد میں میری روح کے ہمراز اللہ تمہیں زندہ رکھے نیز تمہاری سیادت کا پورا پورا بدلہ دے۔ جب اور چاند ڈوب جائیں تو تمہاری سعادت کا چاند چمکتا رہے میں اپنے سلام کے بعد تمہیں سلام کہتا ہوں بس اللہ آپ کے ذکر جمیل سے اسے سنوارے۔ اور اس کی خوشبو مہکتی رہی۔ خواہ اس کی تری پر لمبا زمانہ گزر جائے اس کا شکر نہ مرجھائے اور جو ولایت آپ کے سپرد کی گئی تھی۔ جس کی تلخی کو آپ نے برداشت کیا تھا اس سے تمہاری تاخیر کی اطلاع ملی تو میں نے مثال کے طور پر وہ

شعر پڑھا جو ہمارے شیخ ابوالحسن بن جیاب نے اپنے دوست شریف ابوقاسم کے قضاء کے کام سے علیحدہ ہونے پر کہا تھا۔

اعتراف مقام: ...... جب لوگ تیری بلند شان سے ناواقف ہوں تو تیرا جانا انہیں اچھا نہ لگے اور اگر اسے اپنا سید حارث ملتا تو وہ ہمیشہ تیری آگ کا قصد کرتی اور بخشش طلب کرتی۔

کچھ عرصہ بعد مجھے تمہاری علیحدگی کی کیفیت کا حال معلوم ہوا کہ وہ کیفیت سلطان مؤید سے بے رغبتی کے باعث ہوتی تھی چونکہ میں نے درجہ ذیل اشعار میں تمہارے مشاہدات کو پایا ہے۔

اشعار: ...... ان اشعار کا ترجمہ قارئین کی نذر ہے:

اے سخاوت اور بشارت کے چاند اللہ تیرا حامی ہو تو نے احکام میں فخر کے مقام کو حاصل کر لیا ہے کہ یہ صالحین کا طریقہ کار ہے اور تو سلامتی کے اس راستے پر چلا ہے کہ جسے تو نے حشر و نشر کے لئے پسند کیا ہے اور حق بات یہ ہے کہ تم نے عزت کا وہ مقام تیرے سپرد کیا ہے جس سے تو عمر بھر الگ نہیں ہو سکتا اور وہ شب ورز کے گزرنے کے باوجود جدت میں زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ روشن ستارے تو چلتے رہتے ہیں مگر وہ نہیں چلتا۔

میرا ممدوح: ...... اور جو احوال کو دیکھے گا ان کے درمیان وزن کرے گا نیز ذلیل دنیادار کو کتنے ہی خطرات درپیش ہیں مگر میرا ممدوح کتنی ہی امارتوں کو ترک کرنے والا ہے۔ وہاں برائی کا مقابلہ کرنا برا نہیں۔ پس تجھے مبارک ہو اور تو بے رغبتی کرنے اور بوجھ سے بچنے کی وجہ سے اس کا اہل ہے

حاسدین کی طرف مطلق توجہ کی ضرورت نہیں: ...... اور تو حاسدین کی پرواہ نہ کر وہ تو محض سنگریزے ہیں اور سنگریزے موتیوں کا مقام حاصل نہیں کر سکتے اور جو لوگوں کے ساتھ خالصۃً للہ حسن سلوک کرے وہ بہت اجر حاصل کرتا ہے تو بزرگی کی بلندی کے لئے زندہ ہے اور اس کے حرم کی حفاظت کرتا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے تیرے لئے آواز دی ہے۔

سیدی رضی اللہ عنہ وارضاکم: ...... آپ نے اپنے خط میں اس سلطان کی مدح کو بڑا طویل دیا ہے جس نے قضاء کے کام سے علیحدگی اختیار کرنے اور بری کرنے میں آپ کو مدد سے شاد کام کیا ہے۔ اور آپ نے دوستوں سے اس کے لئے دعا کا مطالبہ کیا ہے۔ اور اس کام کی طرف آپ کی راہنمائی کرنے کے کیا کہنے۔

خط میں استدعا: ...... پس اس کے لئے دعا کرنا ایسا ضروری امر ہے جس میں امور کی استقامت اور خواص اور جمہور کی بہتری ہے اور اس موقع پر اس علاقے کے علماء اور صلحاء کی آوازیں اس کے واسطے دعائے خیر کے لئے بلند ہوئیں اللہ تعالیٰ اسے بہتر طور پر قبول فرمائے اور آپ لوگوں میں سے ہر ایک کی خواہشات کو پورا کرے اور آپ بھی اسی طرح علم و جلالت اور اصالت والے ہیں۔

عظیم محاسن کا ظہور: ...... آپ نے اس ملک میں بڑی عظمت اور سعادت حاصل کی ہے لیکن اللہ نے چاہا کہ آپ کے عظیم محاسن کا اس ملک میں ظہور ہو اور ہر اعتبار سے کام کے بعد کام پیدا ہوتے رہتے ہیں پس آپ جہاں ہیں زمانہ ہیں فخر کرتا ہے اور تمہارے لئے محامد جمع ہیں اور جب مولانا سلطان ابوعبداللہ تمہارے خط سے آگاہ ہوئے تو انھوں نے تمہارے مقاصد کی بہت تعریف کی اور آپ کا صحیح اعتقاد ثابت ہو گیا۔ نیز اس نے آپ کی تعریف سے اپنی مجلس کو منور کیا۔

اختتام خط: ...... پھر اس نے سلام کے ساتھ خط ختم کیا جو اس کے کاتب علی ابن عبداللہ بن حسن نے لکھا تھا۔ اس خط پر صفر المظفر ۷۹۰ھ کی تاریخ ڈالی ہوئی تھی۔ اس میں اس کا ایک اپنا ملفوف خط بھی تھا جسے اس نے اچھا لکھنے میں قدرے تفسیر سے کام لیا تھا۔ اس خط کا متن اس طرح تھا۔

ایک اور خط: ...... سیدی رضی اللہ عنکم وارضاکم.

اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی آرزوؤں میں کامیاب رکھے میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ میرا یہ ملفوف خط میری اپنی تحریر میں نہیں ہے اس وقت

میں عارضہ چشم میں مبتلا ہوں اور آپ کے لئے دعا گو ہوں کہ آپ کو محبت کاملہ حاصل ہو اور آپ کی سخاوت تجھ پر حاوی رہے۔

تسکین موج:..... بسا اقات آپ کو اس مدت میں مغرب میں نازل ہونے والے فتنے کا انتظار رہتا ہے اللہ اس کا خاتمہ کرے اور مسلمانوں کے دل کو پر امن بنا دے اور ان کے امید واثق کی خدمت کا بہتر حصہ اس کے اور اس کے وزیر اور اس کے مشورہ کے مددگاروں کے لئے نمایاں ہوا ہے۔ جس کا روکنا مرھون ہے۔

ملی جلی باتیں:..... اور اس نے انہیں پانجولاں دکھا ہوا ہے یہاں تک کہ سبتہ شہر کے خلاف بغاوت ہوا اور اس حصہ کا قائد ایک عجمی ہے جسے مہنہ کہتے ہیں اور اس کے جوان ساتھی کو نصر اللہ کہتے ہی نیز قصبہ کے بارے میں بڑا تردو پیدا ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ تقدیر نے سلطان ابو عباس کی روانگی کو نمایا کیا جسے اللہ نے دوسرے حصے میں فرج بن رضوان کی محبت عطا کی اور سواروں سے جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے اس کے مطابق جو ہوا یہی کچھ ہوا اب مزید آگے بات کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

پھر اس نے خط کو ختم کیا۔

ان حالات کی ضرورت کیوں پیش آئی:..... یہ حالات اگر چہ اس تالیف کے بنیادی مقاصد و اعراض سے خارج ہیں لیکن میں نے واقعات کی تحقیق کو زیادہ واضح کرنے کے لئے لکھ دیا ہے۔ حالانکہ یہ حالات اپنی اپنی جگہوں میں بیان بھی ہو چکے ہیں لیکن بسا اوقات محقق اس مقام سے ان کی تحقیق کا محتاج ہوتا ہے۔

ابن خلدون کی سلطان کے ساتھ ملاقات:..... فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد اللہ کی مہربانی سے میں قاہرہ واپس آ گیا۔ اور قاہرہ میں آ کر سلطان سے ملاقات کی سلطان نے بھی میرے ساتھ کمال درجے کا حسن سلوک کیا عنایت کے ساتھ ملا۔

سلطان دوبارہ تخت حکومت پر:..... غالباً اسی زمانے میں سلطان ایک مصیبت میں گرفتار ہو گیا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے اس آزمائش سے درگزر گیا اور اس کے انجام کو بخیر کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے دوبارہ تخت حکومت پر بٹھایا۔ تا کہ بندگان خدا کے احوال پر غور کرے۔ اللہ نے اسے پہلے سے دوگناہ جاہ و جلال عطا فرمایا۔

ابن خلدون کی گوشہ نشینی:..... سلطان نے میرے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے دوبارہ خوشحال بنا دیا۔ میں نے گوشہ نشینی کی چادر اوڑھی اور عافیت کے ساتھ گھر میں الگ تھلگ ہو کر بیٹھ گیا۔

حسن خاتمہ:..... میں ۷۹۷ھ کے آغاز میں درس و تدریس میں مشغول ہو گیا۔ بس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنی مہربانی کے عطیات سے متعارف کروائے اور ہم پر اپنی پردہ پوشی کے دامن کو دراز کرے اور اعمال صالحہ پر ہمارا خاتمہ کرے یہی میری آخری بات ہے اس غرض (حسن خاتمہ) کے لئے میں نے کتاب لکھنی چاہی، اللہ نے میری مراد پوری فرمائی۔

والله الموفق برحمته للصواب والهادی الی حسن المآب
والصلوٰة والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آله
واصحابه والحمد لله رب العالمین

الحمد لله اختتام تاریخ ابن خلدون جلد ہشتم